

ردِّ قادیانیت

رسائل

حضرت مولانا محمد سدید الدین میرٹھی علیہ السلام

حضرت مولانا عبداللطیف رحمانی علیہ السلام

حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بکوی علیہ السلام

احکام قادیانیت

نہدیم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مضوری باغ روڈ، ملتان - فون: 4514122

ردِ قادیانیت

وسائل

حضرت مولانا محمد سید ابراہیم میرٹھیا لکھنؤی
حضرت مولانا عبد اللطیف رحمانی
حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بکوی

انتساب قادیانیت

نہدیم

علاء الدین محمد علی شاہ

مضوری باغ روڈ، ملتان - فون: 4514122

بسم الله الرحمن الرحيم!

عرض مرتب

لیجئے احتساب قادیانیت کی انیسویں جلد پیش خدمت ہے۔ اس جلد میں مولانا حافظ محمد ابراہیمؒ میرسیالکوٹی کے بارہ (۱۲)، مولانا مفتی عبداللطیف رحمانی کے تین (۳) اور حضرت مولانا ظہور احمدؒ بگوی کا ایک رسالہ یعنی کل سولہ (۱۶) رسائل و کتب شامل ہیں۔ پہلے نمبر پر حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیمؒ میرسیالکوٹی کے رسائل شامل اشاعت ہیں۔

ہمارے مخدوم و ممدوح حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیمؒ میرسیالکوٹی معروف اہل حدیث راہنماء تھے۔ مزاجاً معتدل اور صالح طبیعت کے انسان تھے۔ ایک اچھے انسان کی تمام خوبیوں کے حامل تھے۔ حق تعالیٰ نے ان کو خلوص دلالت کی نعمت سے بھرپور نوازا تھا۔

تحریر و تبلیغ کی طرح فن مناظرہ کے بھی شادور تھے۔ قرآن و حدیث اور دیگر علوم دینیہ پر بھرپور دسترس رکھتے تھے۔ اپنے زمانہ میں رد قادیانیت کے امام تھے۔ آپ نے رد قادیانیت پر ”شہادت القرآن فی اثبات حیات عیسیٰ علیہ السلام“ کے نام پر دو حصوں میں کتاب لکھی۔ جو مرزا قادیانی کی زندگی میں آپ نے شائع کی۔ مرزا قادیانی اس کا جواب نہ دے پایا۔ حالانکہ اسے جواب دینے کے لئے لاکھ لاکھ لکھا تھا۔ یہ کتاب نایاب ہو گئی تو اسے پھر قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے حکم پر مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی شعبہ نشر و اشاعت سے شائع کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر سلسلہ عالیہ قادریہ کے شیخ المشائخ حضرت سید نفیس الحسنی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ ”میں اس مجلس میں موجود تھا جس مجلس میں حضرت رائے پوریؒ نے حضرت جالندھریؒ سے اس کتاب کی اشاعت کے لئے فرمایا۔ مگر کتاب کا حصول اور طباعت کی اجازت کا مولانا حافظ محمد ابراہیمؒ میرسیالکوٹی کے ورثاء سے مرحلہ درپیش تھا۔ چونکہ میرا (سید نفیس الحسنی مدظلہ) آبائی تعلق سیالکوٹ سے ہے۔ اس لئے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ یہ مرحلے میں طے کروں گا۔ چنانچہ علی الصبح اللہ تعالیٰ کا نام لے کر سیالکوٹ چل نکلا۔ مولانا ابراہیمؒ میرسیالکوٹی کی نرینہ اولاد نہ تھی۔ آپ کے بھتیجے مولانا محمد عبدالقیوم میرؒ (والد ماجد پروفیسر ساجد

بسم الله الرحمن الرحيم!

احتساب قادیانیت جلد انیس (۱۹)
حضرت مولانا محمد ابراہیمؒ میرسیالکوٹی
حضرت مولانا عبداللطیف رحمانی
حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوی

۵۹۲

۲۰۰ روپے

اصغر پریس لاہور

جون ۲۰۰۷ء

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4514122

پروفیسر صاحب تو موجود نہ تھے۔ ان کے بعد جو صاحب لاہری دی کے مجاز تھے انہوں نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کے رسائل پر مشتمل دیکھ رکھی تھی۔ یہ نسبت کام کر گئی۔ انہوں نے آنکھوں پر بٹھایا (ا) نہیں ہے۔ جس حالت میں ہیں اللہ تعالیٰ انہیں خوش رکھیں (لاہری مل گئی۔ تمام تھکاوٹ دروازہ سے باہر رکھ کر تازہ دم اندر قدم رکھا تو پھر کمر ٹوٹ گئی کہ مکمل رسائل وہاں بھی موجود نہیں تھے۔ جو کرادیئے۔ غالباً اس سفر میں حضرت مولانا فقیر اللہ اختر کی ہمراہی اب سا لہا سال بعد میسر آ جانے والے رسالہ کی اشاعت کی باری کلاہ لایتنو کلاہ کے فارمولا کے تحت ان رسائل کو شامل اشاعت میرے دل میں درد سوا ہے“ کے تحت جان نگی جاری ہے کہ کاش کل بارہ رسائل میسر آئے۔

رسالہ فص ختم النہوۃ پر سلسلہ تبلیغ نمبر ۲۸ درج ہے۔ باقی نمبر ۲ ہے۔ پہلی چٹھی نہ مل سکی۔ ایک رسالہ تردید مغالطات مرزائی نمبر کے بعد والے نہ مل سکے۔ مل جاتے تو سونے پر سوہاگہ ہوتا۔ اس کتبہ کرم فرما حاتم طائی کے ریکارڈ کو توڑ دے تو وہ بھی کسی جلد میں شائع کرالاولون للاخرون ہی پر معاملہ چھوڑتے ہیں۔ جو بارہ رسائل

۱..... فہت الذی کفر: یہ فروری ۱۸۹۸ء میں شائع قادیانی عبادت گاہ کے ابو یوسف مبارک قادیانی سے آپ کی گفتگو شائع چت کیا گیا ہے۔ پڑھیں گے جھوم انھیں گے۔

۲..... الخبر الصحيح عن قبر المستی مرزا قادیانی کا دعویٰ کہ مسیح علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے ہے کہ تینوں مساوی مذاہب کے پیروکاروں میں سے ایک شخص مرحوم نے قرآن و سنت اور حالات و مشاہدات سے اس دعویٰ جامع، بقامت کہتر و قیممت بہتر، کا مصداق ہے۔

میر) آپ کے وارث تھے۔ ان کے دروازہ پر دستک دی۔ باہر تشریف لائے۔ میں (سید نفیس الحسینی مدظلہ) نے ان سے حضرت رائے پوری کی خواہش کا اظہار کیا۔ کتاب اور اجازت اشاعت طلب کی، وہ اٹلے پاؤں گھر گئے۔ لاہری سے وہ کتاب اٹھالائے اور یہ وہ نسخہ تھا جس پر مصنف مرحوم (مولانا محمد ابراہیم میر) نے ضروری اضافے و تراجم کی تھیں۔ لیکن اس نسخہ کے سرورق پر مصنف مرحوم کا نوٹ لگا تھا۔ ”بد لحاظ بن جاؤ لیکن کتاب کو لاہری سے مت باہر جانے دو“ یہ نوٹ پڑھ کر کتاب کے حصول کی بابت مایوسی ہوئی۔ لیکن قدرت کا کرم کہ اگلے ہی لمحہ میں میر عبدالقیوم نے فرمایا کہ چھوٹا مطلوب ہے اور حضرت رائے پوری کا حکم ہے۔ لیجئے کتاب بھی حاضر اور چھاپنے کی بھی اجازت ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ کتاب لے کر خوشی خوشی دو پہر تک لاہور حضرت رائے پوری کی خدمت حاضر ہو گیا۔ حضرت نے اس کا ردوائی پر بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور دعائیں دیں اور کتاب کی کتابت اپنی نگرانی میں کرانے کا حکم دیا۔ مناظر اسلام، مولانا لال حسین اختر نے اپنے ذاتی نسخہ سے کتابت کی اجازت دی اور مصنف مرحوم کے نسخہ جس میں تراجم و اضافے تھے۔ اسے سامنے رکھا گیا۔ جتنی کتابت ہوتی جاتی وہ میر عبدالقیوم صاحب کو بھجوا دی جاتی۔ وہ پروف پڑھتے رہے یوں مختصر عرصہ میں کتاب چھپنے کے لئے تیار ہو گئی۔ جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کیا اور اس نسخہ کے پھر کئی بار ایڈیشن مجلس نے شائع کئے۔“ اب اسے سرگودھا کا ایک الحمدیٹ ادارہ شائع کر رہا ہے۔

اس کتاب کے علاوہ مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کے رد قادیانیت پر کئی رسائل بھی شائع ہوئے۔ کس طرح اپنے دلی درد کا اظہار کیا جائے کہ وہ تمام رسائل میسر نہ آئے۔ بہت ساری لاہریوں کو چھان مار بعض حضرات کو خطوط بھی لکھے۔ لیکن سوائے خاموشی کے کوئی جواب نہ ملا۔ دنیا کو کیا ہو گیا ہے۔ فالی اللہ المشتکی!

حضرت مولانا پروفیسر ساجد میر خوب آدمی ہیں۔ عرصہ ہوا اپنے مخدوم مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی لاہری دیکھنے کے لئے اجازت طلب کی۔ کئی بار خطوط کا جواب نہ ملا۔ پھر خود تاریخ مقرر کر کے حاضری کا فقیر نے اعلان پر مشتمل عریضہ لکھا۔ جواب ملا لاہری بن رہی ہے۔ کچھ عرصہ بعد قابل استفادہ ہوگی۔ چنانچہ چھ ماہ بعد خود جا دھمکا۔

۱۔ ان لے دروازہ پر دستک دی۔ باہر تشریف لائے۔ میں (سید) سے حضرت رائے پوری کی خواہش کا اظہار کیا۔ کتاب اور وہ الٹے پاؤں گھر گئے۔ لاہری سے وہ کتاب اٹھالائے اور یہ (مولانا محمد ابراہیم میر) نے ضروری اضافے و تراجم کی تھیں۔ پر مصنف مرحوم کا نوٹ لگا تھا۔ ”بد لحاظ بن جاؤ لیکن کتاب کو نے دو“ یہ نوٹ پڑھ کر کتاب کے حصول کی بابت مایوسی ہوئی۔ لیکن مجھ میں میر عبدالقیومؒ نے فرمایا کہ چھوٹا مطلوب ہے اور حضرت بے کتاب بھی حاضر اور چھاپنے کی بھی اجازت ہے۔ حضرت شاہ ب لے کر خوشی خوشی دوپہر تک لاہور حضرت رائے پوریؒ کی نے اس کا ردوائی پر بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور دعائیں دیں اور میں کرانے کا حکم دیا۔ مناظر اسلام، مولانا لال حسین اختر نے اجازت دی اور مصنف مرحوم کے نسخہ جس میں تراجم و اضافے جتنی کتابت ہوتی جاتی وہ میر عبدالقیوم صاحب کو بھجوا دی جاتی۔ پھر عرصہ میں کتاب چھپنے کے لئے تیار ہو گئی۔ جسے عالمی مجلس تحفظ اس نسخہ کے پھر کئی بار ایڈیشن مجلس نے شائع کئے۔“ اب اسے رہ شائع کر رہا ہے۔

وہ مولانا حافظ محمد ابراہیم میرؒ سیالکوٹی کے رد قادیانیت پر کئی رسائل چھپنے دلی درد کا اظہار کیا جائے کہ وہ تمام رسائل میسر نہ آئے۔ بہت بعض حضرات کو خطوط بھی لکھے۔ لیکن سوائے خاموشی کے کوئی جواب ہی اللہ المشتکی!

فیہر ساجد میرؒ خوب آدمی ہیں۔ عرصہ ہوا اپنے مخدوم مولانا محمد یی دیکھنے کے لئے اجازت طلب کی۔ کئی بار خطوط کا جواب نہ کے حاضری کا فقیر نے اعلان پر مشتمل عریضہ لکھا۔ جواب ملا عرصہ بعد قابل استفادہ ہوگی۔ چنانچہ چھ ماہ بعد خود جا دھمکا۔

پروفیسر صاحب تو موجود نہ تھے۔ ان کے بعد جو صاحب لاہری سے استفادہ کی اجازت کے مجاز تھے انہوں نے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے رسائل پر مشتمل احتساب قادیانیت کی جلد دیکھ رکھی تھی۔ یہ نسبت کام کر گئی۔ انہوں نے آنکھوں پر بٹھایا (افسوس کہ اس محسن کا نام یاد نہیں ہے۔ جس حالت میں ہیں اللہ تعالیٰ انہیں خوش رکھیں) لاہری میں داخلہ کی اجازت مل گئی۔ تمام تھکاوٹ دروازہ سے باہر رکھ کر تازہ دم اندر قدم رکھا۔ متعلقہ حصہ لاہری دیکھا تو پھر کمر ٹوٹ گئی کہ مکمل رسائل وہاں بھی موجود نہیں تھے۔ جو موجود تھے انہوں نے فوٹو کرادیئے۔ غالباً اس سفر میں حضرت مولانا فقیر اللہ اخترؒ کی ہمراہی کا مجھے شرف حاصل تھا۔ اب سالہا سال بعد میسر آ جانے والے رسالہ کی اشاعت کی باری آئی ہے۔ مالا یدرک کلاہ لایتروک کلاہ کے فارمولا کے تحت ان رسائل کو شامل اشاعت کر رہے ہیں۔ لیکن ”آج میرے دل میں درد سوا ہے“ کے تحت جان نکلی جا رہی ہے کہ کاش تمام رسائل مل جاتے۔ ہمیں کل بارہ رسائل میسر آئے۔

رسالہ فص ختم النبوة پر سلسلہ تبلیغ نمبر ۲۸ درج ہے۔ باقی کہاں؟ ایک رسالہ پر کھلی چٹھی نمبر ۲ ہے۔ پہلی چٹھی نہ مل سکی۔ ایک رسالہ تردید مغالطات مرزائی نمبر ۲ درج ہے۔ پہلا نمبر اور اس کے بعد والے نہ مل سکے۔ مل جاتے تو سونے پر سوہاگہ ہوتا۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد کوئی کرم فرما حاتم طائی کے ریکارڈ کو توڑ دے تو وہ بھی کسی جلد میں شائع کر دیں گے۔ ورنہ کم ترک الاولون للآخرین ہی پر معاملہ چھوڑتے ہیں۔ جو بارہ رسائل ملے وہ یہ ہیں۔

۱۔ فہت الذی کفر: یہ فروری ۱۸۹۸ء میں شائع ہوا۔ صدر بازار سیالکوٹ میں قادیانی عبادت گاہ کے ابو یوسف مبارک قادیانی سے آپ کی گفتگو ہے۔ قادیانی امام کو چاروں شانے چت کیا گیا ہے۔ پڑھیں گے جھوم انھیں گے۔

۲۔ الخبر الصحيح عن قبر المسيح: ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ کہ مسیح علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے۔ یہ ایسا دعویٰ بدیہہ البطلان ہے کہ تینوں سماوی مذاہب کے پیروکاروں میں سے ایک شخص بھی اس کا قائل نہیں۔ مولانا مرحوم نے قرآن و سنت اور حالات و مشاہدات سے اس دعویٰ کو باطل قرار دیا ہے۔ مختصر مگر جامع، بقامت کہتر و بقیمت بہتر، کا مصداق ہے۔

۳..... قادیانی مذہب بمع ضمیمہ خلاصہ مسائل قادیانیہ: یہ رسالہ ستمبر ۱۹۴۸ء میں شائع ہوا۔ پاکستان بننے کے فوری بعد مرزا محمود قادیانی..... ۳۱ اکتوبر، ۲۱ نومبر ۱۹۴۸ء کو کوئٹہ گیا۔ اس دور میں مرزا محمود پر بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانے کا بھوت سوار تھا۔ مرزا محمود کی تکمیل معلم المملکت نے تھام رکھی تھی وہ کسی کو پٹھے پر ہاتھ نہ دھرنے دیتا تھا۔ تب مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اسے لگام ڈالنے کے لئے کوئٹہ جا دھمکے۔ آپ کے بیانات ہوئے، علماء بلوچستان کی درخواست پر ایک رات میں یہ رسالہ مرتب ہوا۔ متذکرہ تاریخوں میں قادیانی جلسہ گاہ میں یہ تقسیم کیا گیا۔ مرزا محمود دم دبا کر بھاگ آیا اور بلوچستان میں قادیانیوں کے پاؤں نہ نکلنے پائے۔ آج بلوچستان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دو ملکیتی دفاتر اور مدرسہ قائم ہیں۔ جب کہ قادیانیوں کی پورے صوبہ میں ایک بھی عبادت گاہ نہیں۔ اقتدار کا نشہ ہرن ہوا۔ قادیانی بھی غناء ہوں گے۔ انشاء اللہ!

۴..... صدائے حق: ایک مسلمان خاتون کی درخواست پر مختصر رسالہ جس میں قادیانیت کے کفر کو واضح کیا ہے، ترتیب دیا۔

۵..... فیصلہ ربانی بر مرگ قادیانی: ایڈیشن دوم جو مارچ ۱۹۳۳ء بہار پریس ملتان سے شائع ہوا۔ پنجابی اشعار میں مرزا کی موت کی حالت واقعی دیکھائی گئی ہے۔

۶..... ختم نبوت اور مرزا قادیان: مرزا قادیانی کے مزعومہ تحریفات کے جوابات پر مشتمل ہے۔

۷..... فص ختم النبوة بعموم وجامعية الشريعة: قرآن و سنت سے صاحب ختم نبوت کی آفاقی و عالمگیر نبوت کے دلائل کو پیش کر کے قادیانی نظریات کے لغو پن کو آشکارا کیا ہے۔

۸..... کشف الحقائق یعنی روئیداد مناظرات قادیانیہ: مئی ۱۹۳۳ء میں قادیانیوں کے ساتھ سیالکوٹ میں چار مسائل۔ ۱... نکاح محمدی بیگم والی پیش گوئی۔ ۲... حیات حضرت مسیح علیہ السلام۔ ۳... تنقید صدق و کذب مرزا۔ ۴... ختم نبوت بر آنحضرت ﷺ، پر قادیانیوں سے علماء اسلام کے مختلف نشستوں میں مناظرے ہوئے۔ ان علمائے اسلام میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا لال حسین اختر اور دیگر حضرات شامل تھے۔ ان مناظرات کی جامع رپورٹ ہے۔

۹..... امام زمان، مہدی منتظر، مجدد دور ۱۹۳۷ء میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کے متا میں مرزا کے دعویٰ، امامت، مہدویت، مجددیت اہل حدیث نے شائع کیا۔

۱۰..... کھلی چٹھی نمبر ۲: معروف قادیانی متا صاحب کا مکتوب مفتوح۔

۱۱..... تردید مغالطات مرزا سیہ نمبر ۲ رسالہ تحریر فرمایا۔

۱۲..... مسئلہ ختم نبوت: مولانا سیالکوٹی کی تفسیر نبوت پر مولانا کے تفسیری نوٹ کو مولانا عبدالمجید سو

احتساب قادیانیت کی اس انیسویں

رحمانی کے تین رسائل شامل اشاعت ہیں۔ حضر

علی مونگیریؒ، بانی خانقاہ رحمانیہ مونگیر شریف کے د

اپنے نام کے ساتھ انہوں نے رحمانی کا لاحقہ جز

یونس علیہ السلام۔ ۳... چشمہ ہدایت کے علاوہ

آسکا۔ اس جلد کی اشاعت کے بعد کسی کرم فرما کو

جائے تاکہ کسی اور جلد میں ان کو شامل کر کے مرحوم

وہ تین رسائل یہ ہیں۔

۱۳..... اغلاط ماجدیہ: صوبہ بہار میں قادیان

مرزا قادیانی اور قادیانیت کی حمایت میں ایک

عبد اللطیف رحمانی نے اس رسالہ میں قادیانی ر

کردیں۔ گویا عبدالمجید قادیانی کی بتیسی نکال

مدت کی محنت اور دیدہ ریزی کے بعد اہل اسلام

ورق میں بتیس غلطیاں اس سے سرزد ہوئی۔ ان ت

جمع ضمیمہ خلاصہ مسائل قادیانیہ: یہ رسالہ ستمبر ۱۹۳۸ء میں شائع
بعد مرزا محمود قادیانی..... ۳۱ اکتوبر، ۲۱ نومبر ۱۹۳۸ء کو کوئٹہ گیا۔
تتآن کو احمدی صوبہ بنانے کا بھوت سوار تھا۔ مرزا محمود کی تکیل معلم
کی کوپٹھے پر ہاتھ نہ دھرنے دیتا تھا۔ تب مولانا حافظ محمد ابراہیم میر
لئے کوئٹہ جا دھمکے۔ آپ کے بیانات ہوئے، علماء بلوچستان کی
یہ رسالہ مرتب ہوا۔ متذکرہ تاریخوں میں قادیانی جلسہ گاہ میں یہ
باکر بھاگ آیا اور بلوچستان میں قادیانیوں کے پاؤں نہ ٹکنے
سے تحفظ ختم نبوت کے دو ملکیتی دفاتر اور مدرسہ قائم ہیں۔ جب کہ
ایک بھی عبادت گاہ نہیں۔ اقتدار کا نشہ ہرن ہوا۔ قادیانی بھی

مسلمان خاتون کی درخواست پر مختصر رسالہ جس میں قادیانیت کے

قادیانی: ایڈیشن دوم جو مارچ ۱۹۳۳ء بہار پریس ملتان سے
ایک موت کی حالت واقعی دیکھائی گئی ہے۔

مرزا قادیان: مرزا قادیانی کے معمولہ تحریفات کے جوابات

نبوة بعموم وجامعية الشريعة: قرآن و سنت
نی و عالمگیر نبوت کے دلائل کو پیش کر کے قادیانی نظریات کے

یعنی روئیداد مناظرات قادیانیہ: مئی ۱۹۳۳ء میں قادیانیوں
ل۔ ۱۔ نکاح محمدی بیگم والی پیش گوئی۔ ۲۔ حیات حضرت مسیح علیہ
مرزا۔ ۳۔ ختم نبوت برآں حضرت ﷺ، پر قادیانیوں سے علماء
مناظرے ہوئے۔ ان علمائے اسلام میں مولانا محمد ابراہیم میر
دیگر حضرات شامل تھے۔ ان مناظرات کی جامع رپورٹ ہے۔

۹..... امام زمان، مہدی منتظر، مجدد دوراں: سکندر آباد، حیدر آباد دکن میں جنوری
۱۹۳۷ء میں مولانا محمد ابراہیم میرؒ سیالکوٹی کے متذکرہ تین عنوانات پر بیانات ہوئے۔ جس
میں مرزا کے دعویٰ، امامت، مہدویت، مجددیت کے بچنے ادھیڑے گئے۔ ان بیانات کو انجمن
اہل حدیث نے شائع کیا۔

۱۰..... کھلی چٹھی نمبر ۲: معروف قادیانی مناظر غلام رسول راجیکی کے نام مولانا میر ابراہیم
صاحب کا مکتوب مفتوح۔

۱۱..... تردید مغالطات مرزا سیہ نمبر ۲: ایک قادیانی مناظر کے جواب میں یہ
رسالہ تحریر فرمایا۔

۱۲..... مسئلہ ختم نبوت: مولانا سیالکوٹی کی تفسیر تبصیر الرحمن سے نساء: ۴۴ کی تفسیر میں مسئلہ ختم
نبوت پر مولانا کے تفسیری نوٹ کو مولانا عبد المجید سوہدروٹی نے پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا۔

احساب قادیانیت کی اس انیسویں جلد میں حضرت مولانا مفتی عبداللطیف صاحب
رحمانی کے تین رساں شامل اشاعت ہیں۔ حضرت مولانا مفتی عبداللطیف رحمانی، حضرت مولانا
علی مونگیریؒ، بانی خانقاہ رحمانیہ مونگیر شریف کے دست و بازو اور عاشق صادق تھے۔ اس وجہ سے
اپنے نام کے ساتھ انہوں نے رحمانی کا لاحقہ جزو نام بنالیا تھا۔ ۱۔ اغلاط ماجدیہ۔ ۲۔ متذکرہ
یونس علیہ السلام۔ ۳۔ چشمہ ہدایت کے علاوہ رد قادیانیت پر مزید ان کا کوئی رسالہ ہمیں میسر نہ
آسکا۔ اس جلد کی اشاعت کے بعد کسی کرم فرما کو مزید رساں پر اطلاع ہو تو ہمیں بھی سرفراز فرمایا
جائے تاکہ کسی اور جلد میں ان کو شامل کر کے مرحوم کے رشحات قلم کو محفوظ کیا جاسکے۔
وہ تین رساں یہ ہیں۔

۱۳..... اغلاط ماجدیہ: صوبہ بہار میں قادیانی جماعت کا مبلغ عبد الماجد قادیانی تھا۔ اس نے
مرزا قادیانی اور قادیانیت کی حمایت میں ایک رسالہ ”القاء“ نامی لکھا۔ حضرت مولانا مفتی
عبداللطیف رحمانی نے اس رسالہ میں قادیانی رسالہ القاء کے ایک ورق میں بتیس غلطیاں ثابت
کر دیں۔ گویا عبد الماجد قادیانی کی بتیسی نکال دی۔ بہار میں قادیانی جماعت کا مایہ ناز مبلغ نے
مدت کی محنت اور دیدہ ریزی کے بعد اہل اسلام کے مقابلہ میں ایک رسالہ لکھا اور اس کے ایک
ورق میں بتیس غلطیاں اس سے سرزد ہوئی۔ ان تفصیلات پر مشتمل یہ رسالہ ہے۔

۱۴..... تذکرہ سیدنا یونس علیہ السلام: متنبی پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے متعدد پیش گوئیاں کیں۔ جو پوری نہ ہوئیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے کذب اور افتراء کی نحوست دور کرنے کے لئے جواب گھڑا کہ انبیاء علیہم السلام کی پیش گوئیاں بھی پوری نہ ہوئیں۔ غلام احمد قادیانی کا انبیاء علیہم السلام پر یہ صریح الزام اور اتہام سراسر قرآن و سنت کے منافی تھا۔ جن انبیاء علیہم السلام پر مرزا قادیانی نے الزام لگایا ان میں ایک نبی حضرت سیدنا یونس علیہ السلام بھی ہیں کہ معاذ اللہ ان کی پیشین گوئی پوری نہ ہوئی۔ اس رسالہ (تذکرہ سیدنا یونس علیہ السلام) میں نہایت صفائی کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ اتہام دروغ بے فروغ ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے کوئی ایسی پیشین گوئی نہ کی جو پوری نہ ہوئی ہو۔

۱۵..... چشمہ ہدایت: (مسح قادیان پر اقراری ڈگریاں) اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی کتب سے اسے جھوٹا ثابت کیا گیا ہے۔

۱۶..... احتساب قادیانیت کی اس جلد میں آخری کتاب ”برق آسمانی بر خرمن قادیانی“ شامل اشاعت ہے۔ یہ کتاب حضرت مولانا ظہور احمد گبویؒ کے رشحات قلم کی مرہون منت ہے۔ حضرت مولانا ظہور احمد گبویؒ کی پیدائش ۱۹۰۰ء میں اور وفات ۱۹۳۵ء میں ہے۔ بحیرہ ضلع سرگودھا میں گبوی خاندان بہت بڑا علمی خاندان ہے۔ اس کے اکابر ہمیشہ علم و فضل کا نشان تھے۔ مولانا ظہور احمد گبویؒ کا روحانی رشتہ خانقاہ سراجیہ کندیاں کے بانی حضرت مولانا ابوالسعد احمد خانؒ سے تھا۔ حضرت مولانا نے اپنے رسالہ ماہنامہ شمس الاسلام بحیرہ میں مرزا قادیانی کے رد میں اعمال نامہ مرزا کے نام سے لکھنا شروع کیا۔

۱۹۳۲ء میں مرزا محمود قادیانی کی ہدایت پر ضلع شاہ پور (اب یہ ضلع سرگودھا میں شامل ہے) سرگودھا کے علاقہ میں قادیانی مبلغین کی ٹیم کو بھیجا۔ مولانا ظہور احمد گبویؒ اپنی جماعت حزب الانصار بحیرہ کی جانب سے علماء کرام کی ایک جماعت لے کر قادیانیوں کے مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ قادیانیوں کو کہیں نہ ٹکٹے دیا۔ ان کے ناک میں دم کر دیا۔ ان قادیانیوں سے بحیرہ، سلاوالی، چک ۳۷ جنوبی میں مناظرے بھی ہوئے۔ قادیانی گروہ نے منہ کی کھائی۔ پوری روئیداد اس کتاب میں موجود ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ ان مناظروں اور قادیانی تارپود بکھیرنے کی جدوجہد میں آپ کے دست و پاؤں حضرت مولانا عبدالرحمن میانوئیؒ تھے۔ جو ان دنوں حزب

الانصار کے ناظم تبلیغ تھے۔ مولانا عبدالرحمن میانوئیؒ اسی طرح مناظرین میں حضرت مولانا لالہ رہنماؤں میں سے تھے بلکہ مجلس کے چوتھے امیر۔ اس کتاب میں مولانا ظہور احمدؒ سرگودھویؒ، حضرت مولانا محمد اسماعیل دامانیؒ خدو جہد کی سرگذشت قلمبند کی گئی ہے۔ مولانا اعمال نامہ مرزا اور مناظروں و جلسوں کی روئیداد مولانا نے مناظروں کی روئیداد قادیانیوں کے اعتراضات اور مسلمانوں کے حصہ میں شائع کیا۔ اس کتاب کے دوسرے حصہ اس میں حیات مسیح علیہ السلام پر قرآن و سنت اعتراضات کے جوابات تحریر فرمائے۔

افسوس کہ دوسرا باب ختم نبوت اور تہذیب نہ معلوم کہ آپ تحریر نہ کر پائے۔ یا یہ کہ وہ اشاء شمس الاسلام بحیرہ کے فائیل چھان مارے۔ حضرات کے دروازہ پر بحیرہ میں عالمی مجلس گئے۔ مگر کوئی مسودہ نہ مل سکا۔ بظاہر یہی لگتا ہے باقی دو باب نہ لکھ سکے، زندگی نے وفات کی۔ ان پڑھیں اور سردھنئے، میں نے احتساب قادیانیت عندیہ نہیں دیا۔ اس لئے کہ وہ سب پڑھنے کی چ کے تعاقب کی کہانی جو اس کتاب میں ہے درخواست کرتا ہوں۔ چلو آپ پڑھیں نہ پڑھیں

س علیہ السلام: متنبی پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے متعدد پیش
میں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے کذب اور افتراء کی نحوست دور
کہ انبیاء علیہم السلام کی پیش گوئیاں بھی پوری نہ ہوئیں۔ غلام احمد
یہ صریح الزام اور اتہام سراسر قرآن و سنت کے منافی تھا۔ جن انبیاء
الہ الزام لگایا ان میں ایک نبی حضرت سیدنا یونس علیہ السلام بھی ہیں کہ
ری نہ ہوئی۔ اس رسالہ (تذکرہ سیدنا یونس علیہ السلام) میں نہایت
ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ اتہام دروغ بے فروغ ہے۔ حضرت یونس
کوئی نہ کی جو پوری نہ ہوئی ہو۔

مسح قادیان پر اقراری ڈگریاں) اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی
گیا ہے۔

نہ کی اس جلد میں آخری کتاب ”برق آسانی بر خرمین قادیانی“
حضرت مولانا ظہور احمد گبوئی کے رشحات قلم کی مرہون منت ہے۔
پیدائش ۱۹۰۰ء میں اور وفات ۱۹۳۵ء میں ہے۔ بھیرہ ضلع سرگودھا
خاندان ہے۔ اس کے اکابر ہمیشہ علم و فضل کا نشان تھے۔ مولانا
فقہ سراجہ کنڈیاں کے بانی حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان سے
سالہ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ میں مرزا قادیانی کے رد میں اعمال
کیا۔

د قادیانی کی ہدایت پر ضلع شاہ پور (اب یہ ضلع سرگودھا میں شامل
یانی مبلغین کی ٹیم کو بھیجا۔ مولانا ظہور احمد گبوئی اپنی جماعت حزب
مکرام کی ایک جماعت لے کر قادیانیوں کے مقابلہ کے لئے نکل
گئے۔ نہ نکلے دیا۔ ان کے ناک میں دم کر دیا۔ ان قادیانیوں سے
ہمیں مناظرے بھی ہوئے۔ قادیانی گروہ نے منہ کی کھائی۔ پوری
ہمیں خوشی ہے کہ ان مناظروں اور قادیانی تار پود بکھیرنے کی
نظارہ حضرت مولانا عبدالرحمن میانوی تھے۔ جو ان دنوں حزب

الانصار کے ناظم تبلیغ تھے۔ مولانا عبدالرحمن میانوی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانیوں میں سے تھے۔
اسی طرح مناظرین میں حضرت مولانا لال حسین اختر بھی تھے۔ یہ بھی مجلس کے نہ صرف بانی
رہنماؤں میں سے تھے بلکہ مجلس کے چوتھے امیر مرکز یہ بھی منتخب ہوئے۔

اس کتاب میں مولانا ظہور احمد گبوئی، مولانا لال حسین اختر، مولانا مفتی محمد شفیع
سرگودھوی، حضرت مولانا محمد اسماعیل دامانی خوشابئی اور دوسرے اکابر کی جہاد آخریں دو ماہ کی
جدوجہد کی سرگذشت قلمبند کی گئی ہے۔ مولانا ظہور احمد گبوئی نے اس روئیداد کو تحریر فرمایا اور یوں
اعمال نامہ مرزا اور مناظروں و جلسوں کی روئیداد پر مشتمل یہ کتاب ہے۔

مولانا نے مناظروں کی روئیداد پہلے حصہ میں بیان فرمادی اور ان مناظروں،
قادیانیوں کے اعتراضات اور مسلمانوں کے جوابات و دلائل کو یکجا ابواب قائم کر کے دوسرے
حصہ میں شائع کیا۔ اس کتاب کے دوسرے حصہ میں باب اول حیات مسیح علیہ السلام شائع ہوا۔
اس میں حیات مسیح علیہ السلام پر قرآن و سنت سے چالیس دلائل بیان کئے اور ان پر قادیانی
اعتراضات کے جوابات تحریر فرمائے۔

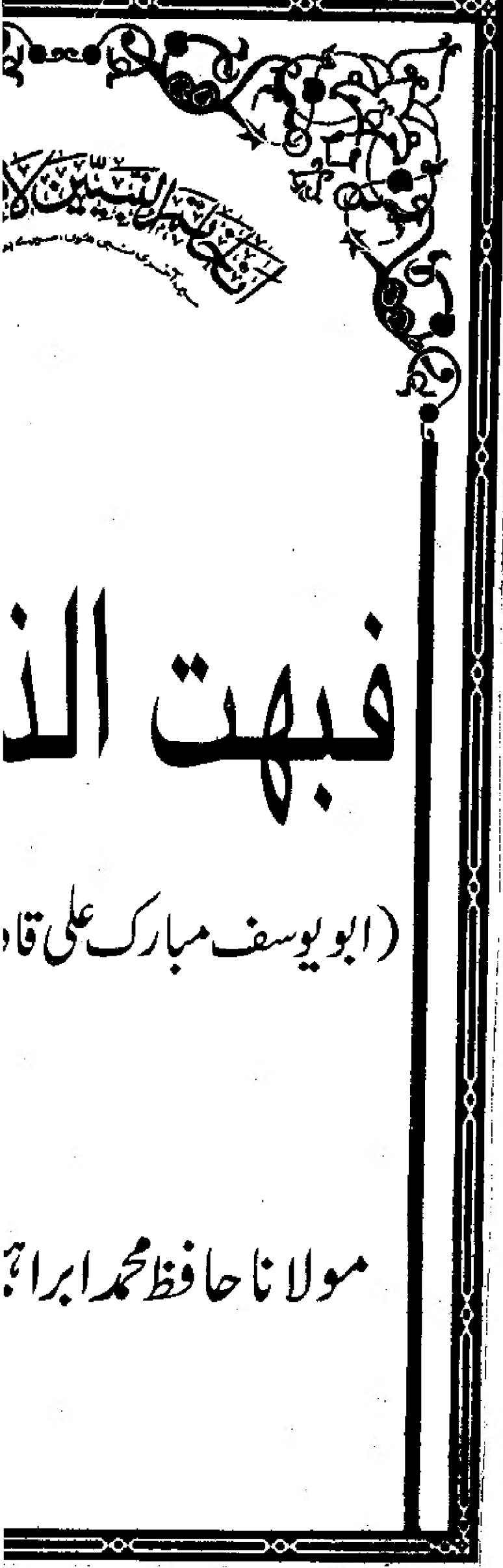
افسوس کہ دوسرا باب ختم نبوت اور تیسرا باب کذب قادیانی اس کتاب میں شامل نہیں۔
نہ معلوم کہ آپ تحریر نہ کر پائے۔ یا یہ کہ وہ اشاعت پذیر نہ ہوئے۔ کچھ نہیں کہا جاسکتا اس لئے کہ
شمس الاسلام بھیرہ کے فائیل چھان مارے۔ پوری لائبریری کنگھال ڈالی ان کے خاندان کے
حضرات کے دروازہ پر بھیرہ میں عالمی مجلس کے فاضل مبلغ مولانا عبدالکیم نعمانی تشریف لے
گئے۔ مگر کوئی مسودہ نہ مل سکا۔ بظاہر یہی لگتا ہے کہ جتنا لکھا وہ شائع ہو گیا جو ہمارے مشعل راہ ہے۔
باقی دو باب نہ لکھ سکے، زندگی نے وفانہ کی۔ اتنی ایمان پرورد جدوجہد ان حضرات کا ہی حصہ تھی۔
پڑھئے اور سردھنئے، میں نے احتساب قادیانیت کی کسی جلد میں کسی خاص کتاب کو پڑھنے کے لئے
عند یہ نہیں دیا۔ اس لئے کہ وہ سب پڑھنے کی چیزیں ہیں۔ البتہ مناظروں کی روئیداد اور قادیانیوں
کے تعاقب کی کہانی جو اس کتاب میں ہے، پڑھنے کے لئے مناظرین و مبلغین سے ضرور
درخواست کرتا ہوں۔ چلو آپ پڑھیں نہ پڑھیں میں اسی پر اجازت چاہتا ہوں۔

خاکپائے! مولانا حافظ محمد ابراہیم میرٹیا لکھنؤ
مولانا مفتی عبداللطیف رحمانی، مولانا ظہور احمد گبوئی
العارض! فقیر اللہ وسایا، ۱۳ مئی ۲۰۰۷ء

بسم الله الرحمن الرحيم!

اجمالی فہرست احتساب قادیانیت جلد ۱۹

۳	عرض مرتب	
۱۱	فیہت الذی کفر	حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی
۲	الخبر الصحيح	
۲۱	عن القبر المسيح عليه السلام	" "
۳	قادیانی مذہب	
۳۹	جمع خمیرہ جات خلاصہ مسائل قادیانیہ	" "
۵۵	صدائے حق	" "
۶۷	فیصلہ ربانی بر مرگ قادیانی	" "
۷۷	ختم نبوت اور مرزائے قادیان	" "
۷	فص خاتم النبوة	
۸۷	بعموم وجامعة الشريعة	" "
۱۰۷	کشف الحقائق روتیداد مناظرات قادیانیہ	" "
۱۸۷	امام زمان، مہدی منتظر، مجدد دوراں	" "
۲۵۱	کھلی چٹھی نمبر ۲	" "
۲۶۵	تردید مغالطات مرزائیہ نمبر ۲	" "
۲۷۱	مسئلہ ختم نبوت	" "
۲۸۳	حضرت مولانا مفتی عبداللطیف رحمانی	
۳۱۵	تذکرہ سیدنا یونس علیہ السلام	" "
۳۳۷	چشمہ ہدایت	" "
۳۹۱	برق آسمانی بر خرمین قادیانی	حضرت مولانا ظہور احمد گکوٹی



فیہت الذی

(ابو یوسف مبارک علی قادری)

مولانا حافظ محمد ابراہیم

بسم الله الرحمن الرحيم!

مت..... احتساب قادیانیت جلد ۱۹

۳

۱۱

حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میرسیا لکھنؤی

۲۱

"

علیہ السلام

۳۹

"

مسائل قادیانیہ

۵۵

"

۶۷

"

یانی

۷۷

"

قادیان

۸۷

"

شریعت

۱۰۷

"

براد مناظرات قادیانیہ

۱۸۷

"

لمر، مجدد دوراں

۲۵۱

"

۲۶۵

"

تہذیب نمبر ۲

۲۷۱

"

۲۸۳

حضرت مولانا مفتی عبداللطیف رحمانی

۳۱۵

"

یہ السلام

۳۲۷

"

۳۹۱

حضرت مولانا ظہور احمد بکوی

قادیانی

فبہت الذی کفر

(ابو یوسف مبارک علی قادیانی سے مناظرہ)

مولانا حافظ محمد ابراہیم میرسیا لکھنؤی

فیہت الذی کفر

ابو یوسف مبارک علی قادیانی صدر بازار سیالکوٹ سے اتفاق

مباحثہ بتاریخ ۲ شوال المکرم ۱۳۱۵ھ بمطابق ۲۳ فروری ۱۸۹۸ء

راقم..... اہل سنت، اہل تشیع کو کیوں برا جانتے ہیں؟

صدر بازاری..... چونکہ اہل تشیع، صحابہؓ کے شان میں گستاخ ہیں۔ اس لئے اہل سنت جو ان کے قبیحین ہیں ان کو بھگم ”وَمِنْ کَفَرٍ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَاُولَٰئِکَ وَهَمُ الْفَاسِقُونَ (النور: ۵۰)“ فابتن اعتقاد کرتے ہیں۔

راقم..... چند روز سے کچھ آیات نبیات میرے دل میں آ رہی ہیں جن سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اہل تشیع جادہ ہدایت سے براہل بعید ہیں۔ امید ہے کہ آپ بھی سن کر ان پر صاف کریں گے اور وہ یہ ہیں۔

”فَانْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اٰهْتَدُوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقِ (بقرہ: ۱۳۷)“ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی صحت کے لئے صحابہؓ کی موافقت کو لازم ٹھہرایا ہے۔ پس جو کوئی ان محبوبین رب العالمین سے بغض و عداوت رکھے اس کا ایمان، کہاں اور اسلام کہاں۔

”وَمَنْ یَّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدَ مَا تَبٰیۤنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیۡنَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلٰی وَنُصَلِّهِ جَهَنَّمَ وَاُولٰٓئِکَ مَصِیۡرُ (نساء: ۱۱۰)“

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب نبی ﷺ کی اتباع کو ایسا لازمی کر دیا کہ در صورت خلاف ورزی باب ہدایت مسدود ہو جاتا ہے اور جہنم (جس کے عذاب سے اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے) جگہ ہوتی ہے۔

”وَالسَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِیۡنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیۡنَ اتَّبَعُوْهُمۡ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ (توبہ: ۱۰۰)“ اس آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ نے اپنی رضا ان کے اتباع کے لئے خاص کر لی۔ کیونکہ جب ان کی اتباع میں بحر رضوان الہی موج زن ہوتا ہے تو ان کی مخالفت میں غضب الہی جوش میں آتا ہے۔

”وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوْا الصَّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اَسْتَخْلَفَ الَّذِیۡنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمْکِنَنَّ لَهُمْ دِیۡنُہُمُ الَّذِیۡ اَرْتَضٰۤیَ لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اٰمَنًا یَّعْبُدُوْنَ وَاِنۡ یَّشُرْکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَّمِنْ کَفَرٍ بَعْدَ

ذَٰلِکَ فَاُولَٰئِکَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (نور: ۵۰)“ اگر

سے اس پاک دین کو پکا کرنے کا وعدہ دیا ہے اور جو کہ نافرمان ہیں، اور یہ معلوم ہے کہ ہمارا دین عقائد و اعمال عہد سعادت مہد میں رائج و شائع نہیں ہوا وہ مستحدث

ان آیات اربعہ سے ایک اور بڑا عجیب نقش قدم پر چلنا چاہئے۔ خصوصاً ایمانیات و معتقدات صدر بازاری..... (بڑی خوشی سے) واہ جی عجیب

کی طرح مکان مرتفع پر چڑھ کر بیان کریں کسی کو مجال اس کے بعد کچھ دیر تک خاموشی رہی بعد ازاں سلسلہ گفتگو ہلانا چاہا۔ جس پر میں نے کہا کہ میں یہاں

لئے آپ مجھے معاف فرمائیں اور نیز بحث سے ضد اور تکرار آپ چاہیں تو کچھ دلائل نزول نبی اللہ، مسیح بن مریم علیہا ہیں۔ آپ پر پیش کرتا ہوں۔ آپ بوقت فراغت اس پر صدر بازاری..... اچھا تو وہ مجھ کو لکھا دو۔

راقم..... لکھنے کی کچھ حاجت نہیں۔ آپ ان کو یا صدر بازاری..... نہیں جی ضرور لکھا دو۔ لکھی

راقم..... اچھا لکھے! پہلی دلیل تو وہی اتباع صحابہ اگر صحابہؓ مسیح نبی اللہ مذکور فی القرآن کے نزول کو یا کسی مثیل کے منتظر تھے تو اس کی دلیل درکار ہے۔

صدر بازاری حیران رہ گیا اور بڑی تندہی اور چالاکی تھا۔ تفصیلی طور پر نہیں مانا تھا۔ اگر مجھے آپ کا یہ کر لیتا۔ اچھا بیچ و ہیر پھیر میں لا کر مجھے قابو کرنا چاہی ادھر دو تار مار کر نکل جاتا ہوں کبھی ادھر، اور پیر

راقم..... بڑے افسوس سے عرض کرتا ہوں کہ آپ بہت بعید ہے، بازاری لوگ بھی تو اسے عادت قبیحہ جا۔ میں کیوں تردد ہے اور نیز یہ عرض ہے کہ آپ اپنی مثال تو

فبہت الذی کفر

بہت مبارک علی قادیانی صدر بازار سیالکوٹ سے اتفاقی
بغ ۲ شوال المکرم ۱۳۱۵ھ بمطابق ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء
تشیع کو کیوں برا جانتے ہیں؟

ونکہ اہل تشیع، صحابہؓ کے شان میں گستاخ ہیں۔ اس لئے اہل سنت جو ان
میں کفر بعد ذالک فاؤلئک وہم الفاسقون (النور: ۵۰)“

مخاطبات بنیات میرے دل میں آرہی ہیں جن سے صاف طور پر ثابت
ہدایت سے براہل بعید ہیں۔ امید ہے کہ آپ بھی سن کر ان پر صا

را بمثل ما المنتم به فقد اہتدوا وان تولوا فانما ہم فی شقاق
یت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی صحت کے لئے صحابہؓ کی موافقت کو لازم ٹھہرایا
رب العالمین سے نفی و عداوت رکھے اس کا ایمان، کہاں اور اسلام کہاں۔

قق الرسول من بعد ما تبیین له الہدی ویتبع غیر سبیل
ن ونصلہ جہنم وسأت مصیرا (نساء: ۱۱۰)“

یفہ میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب نبی ﷺ کی اتباع کو ایسا لازمی کر دیا کہ
پ ہدایت مسدود ہو جاتا ہے اور جہنم (جس کے عذاب سے اللہ تعالیٰ
تی ہے۔

ون الا ولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوہم
عنہم ورضوا عنہ (توبہ: ۱۰۰)“ اس آیت کریمہ میں اللہ جل
تبارع کے لئے خاص کر لی۔ کیونکہ جب ان کی اتباع میں بحر رضوان الہی
فالفت میں غضب الہی جوش میں آتا ہے۔

الذین امنوا منکم وعلوا الضلحت لیستخلفنہم فی
ف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضے لہم
وفہم امنایعبد وننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد

ذالک فاؤلئک ہم الفاسقون (نور: ۵۰)“ اس آیت میں اللہ جل شانہ نے صحابہؓ کے ہاتھوں
سے اس پاک دین کو پکا کرنے کا وعدہ دیا ہے اور جو کوئی اس پیچھے بھی کفر کریں تو وہ پرلے درجہ کے
نافرمان ہیں، اور یہ معلوم ہے کہ ہمارا دین عقائد و اعمال کا مجموعہ ہے۔ پس جو نسا عقیدہ کہ ان کے
عہد سعادت مہد میں رائج و شائع نہیں ہوا وہ مستحذ ہے۔ ولہذا غیر مقبول!

ان آیات اربعہ سے ایک اور بڑا عجیب نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ ہمیں ہر حال میں صحابہؓ کے
نقش قدم پر چلنا چاہئے۔ خصوصاً ایمانیات و معتقدات میں۔

صدر بازاری..... (بڑی خوشی سے) واہ جی عجیب استدلال ہیں۔ خوب آپ انہیں مہر نیروز
کی طرح مکان مرتفع پر چڑھ کر بیان کریں کسی کو مجال دم زدن نہ ہوگی۔

اس کے بعد کچھ دیر تک خاموشی رہی بعدش صدر بازاری نے مجھ سے قادیانی کی نسبت کچھ
سلسلہ گفتگو ہلانا چاہا۔ جس پر میں نے کہا کہ میں یہاں بحث کے ارادہ پر نہیں آیا۔ اتفاقاً آ گیا ہوں۔ اس
لئے آپ مجھے معاف فرمائیں اور نیز بحث سے ضد اور تعصب بڑھتا ہے۔ لہذا مناسب بھی نہیں۔ ہاں اگر
آپ چاہیں تو کچھ دلائل نزول نبی اللہ، مسیح بن مریم علیہ السلام کے جو اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو سمجھائے
ہیں۔ آپ پر پیش کرتا ہوں۔ آپ بوقت فراغت اس پر اپنے فکر و ساوندہ کر کے بعد مجھ کو مطلع کرنا۔

صدر بازاری..... اچھا تو وہ مجھ کو لکھا دو۔

راقم..... لکھنے کی کچھ حاجت نہیں۔ آپ ان کو یاد رکھ سکتے ہیں۔

صدر بازاری..... نہیں جی ضرور لکھا دو۔ لکھی بات بوقت تدبر مستحضر رہتی ہے۔

راقم..... اچھا لکھئے! پہلی دلیل تو وہی اتباع صحابہؓ ہے۔ جو آپ بڑی خوشی سے مان چکے ہیں۔
اگر صحابہؓ مسیح نبی اللہ مذکور فی القرآن کے نزول کو مانتے تھے تو بس ہمیں بھی وہی ماننا چاہئے اور اگر
کسی مثیل کے منتظر تھے تو اس کی دلیل درکار ہے۔

صدر بازاری حیران رہ گیا اور بڑی تندی اور چالاکی سے کہنے لگا کہ نہیں میں نے تو اجمالی طور پر کہا
تھا۔ تفصیلی طور پر نہیں مانا تھا۔ اگر مجھے آپ کا یہ بیچ پہلے معلوم ہوتا تو میں کچھ مستثنیات بیان
کر لیتا۔ اچھا بیچ وہیر پھیر میں لا کر مجھے قابو کرنا چاہتے ہو۔ مگر میں بھی تمہارے قابو نہیں آنے کا۔
کبھی ادھر دوڑتا مار کر نکل جاتا ہوں کبھی ادھر، اور پیروں سے اشارہ بھی کیا۔

راقم..... بڑے افسوس سے عرض کرتا ہوں کہ آپ بات کر کے پھر پھر جاتے ہیں۔ شان اہل علم سے
بہت بعید ہے، بازاری لوگ بھی تو اسے عادت قبیحہ جانتے ہیں۔ معلوم نہیں آپ کو اس پھر جانے کی قباح
میں کیوں تردد ہے اور نیز یہ عرض ہے کہ آپ اپنی مثال تو اچھی بیان کریں۔ ایسی بری مثالیں نہیں چاہئیں۔

صدر بازاری نے جگمگ

چو حجت نماںد جفا جوئے را

پر خاش درہم نہد روئے را

اپنی امامت کے گھمنڈ میں آ کر مجھے گرم گرم باتیں کیں تاکہ میں دب کر ٹل جاؤں۔ مگر چونکہ صید دروam کا معاملہ تھا۔ میں نے نہایت ہی لینت سے کیا اچھا اگر آپ ایسے ہی مغلوب الغضب ہیں تو مجھے معاف فرمائیں۔ میں نے پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ بحث سے فائدہ کوئی معتد بہا نہیں ہوا کرتا۔ آپ بعد تدبر و تفکر کے مجھے اطلاع دیں۔

صدر بازاری..... نہیں میں غصے نہیں ہوتا۔ میری طبیعت جوش والی ہے۔ کلام جوش سے کرتا ہوں۔ آپ پر خفگی کی وجہ سے نہیں آپ جب تک مسیح علیہ السلام کا صعود الی السماء بجسدہ العنصری ثابت نہ کریں تب تک نزول پر بحث نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جب مسیح علیہ السلام کی حیات ہی ثابت نہ ہو تو ان کا نزول کس طرح متصور ہو سکتا ہے اور جب یہ ثابت ہو جائے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں تو بس مثیل کا آنا ثابت ہو گیا۔ کیونکہ فوت شدہ پھر نہیں آتے۔

راقم..... اس مسئلہ میں نزول اصل ہے نہ کہ فرع اور حیات ممات فرع ہے نہ اصل۔ اس لئے اصل یعنی نزول پر بحث کرنی چاہئے۔

صدر بازاری..... جب صعود ہی ثابت نہیں تو نزول کس طرح ثابت ہو گیا۔

راقم..... مسیح علیہ السلام کا فوت ہو کر بھی دنیا میں آنا تحت قدرت الہیہ داخل ہے یا نہیں؟

صدر بازاری نے جواب بلا و نعم اپنے پیرومرشد قادیانی کی طرح نہ دیا اور ایک لمبی تقریر اس مضمون کی شروع کردی کہ یہ سنت اللہ کے خلاف ہے۔ وہ تقریر من اولہا الی آخر ہا چونکہ میرے سوال کا جواب نہ تھی۔ اس لئے میں نے سنی چاہی۔ مگر وہ بے تکلی ہا نکلتے گئے۔ بعدش میں نے کہا کہ میں نے سنت اللہ سے سوال نہیں کیا میں تو قدرت اللہ پوچھتا ہوں۔ آپ اپنی تقریر دل پذیر واپس لیویں اور میرے سوال کا جواب دیویں۔ اس پر ایک اور تقریر شروع کردی۔ پھر بھی میں نے منع کیا۔ پھر باز نہ آئے اور وعدہ کیا کہ ایک منٹ تک انتظار کرو جواب آ جاتا ہے۔ قریباً چھ منٹ تک صبر سے بیٹھا رہا۔ ہرگز جواب نہ ملا پر نہ ملا اور سمجھا کہ اب اس کا جواب توبہ تقلید مسیح خود دیں گے نہیں۔ لہذا ان کو کسی اور ڈھنگ پر چڑھانا چاہئے۔

راقم..... اختلاف مسئلہ امکان نظیر نبی کے وقت غالباً آپ امکان ہی کے قائل ہوں گے۔

صدر بازاری..... ہاں۔

راقم..... خلق نظیر نبی پر اللہ ذوالجلال قادر تھا اور عاجز ہو گیا ہے۔

صدر بازاری..... امکان ہی مانتے تھے۔ یہ

راقم..... نظیر نبی کا نہ آنا عبارۃ وخاتم النبیین ؑ پر بھی کوئی ایسی دلیل ہو تو آپ کہہ سکتے ہیں۔

صدر بازاری..... ہاں دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا

لا یرجعون (انبیاء: ۹۵) ”اور اللہ یتوفی

منامہا فیمسک التی قضی علیہا

(زمر: ۴۲) ”ان آیتوں سے صاف ثابت ہوتا

راقم..... آپ کتب اصول مطالعہ کریں کیا عبار

صدر بازاری..... یہ آیتیں عام ہیں۔ لہذا

راقم..... عام اپنے افراد میں مفید ظن ہوا کرتا

(النجم: ۲۸) ”لہذا آپ مسیح علیہ السلام کو یقینی ط

من عام الاوخص منه البعض ممکن ہے کہ

صدر بازاری..... اچھا یہ نہیں تو آ یہ ”یعنی

النص ہی ہے۔ لو اب تو کچھ محل نزاع ہی نہیں۔ و

ہے اور انی متوفیک میں بھی متوفی اسم فاعل کا۔

راقم..... خاتم اسم فاعل کا صیغہ نہیں ہے۔ ذرا ہا

صدر بازاری نے اس پر ضد کی اور قرآ

دھیان رکھئے۔ میں نے خوب واضح طور پر پڑھا۔

پھر بھی سن کر حیرت نہ اڑی۔ میں نے مکرر بار بار

لگے کہ ہاں ہاں یہ اسم فاعل کا صیغہ نہیں ہے۔ کچھ

بحث تھا۔ اس لئے میں اس کی طرف متوجہ نہ ہوا،

عیسیٰ انسی متوفیک دوبارہ نہ آنے کے

عبارة النص ہو آپ ذرا ہوش سے بولا کریں

اسی کو کہتے ہیں کہ مدعا کا اس میں ذکر تک نہ ہو۔

حجت نماںد جفا جوئے را

خاش درہم نہد روئے را

مذ میں آ کر مجھے گرم گرم باتیں کہیں تاکہ میں دب کر ٹل جاؤں۔ مگر میں نے نہایت ہی لیت سے کیا اچھا اگر آپ ایسے ہی مغلوب نہیں۔ میں نے پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ بحث سے فائدہ کوئی معتد و فکر کے مجھے اطلاع دیں۔

میں غصے نہیں ہوتا۔ میری طبیعت جوش والی ہے۔ کلام جوش سے کرتا ہوں آپ جب تک مسیح علیہ السلام کا صعود الی السماء بجسدہ میں تب تک نزول پر بحث نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جب مسیح علیہ السلام کی نزول کس طرح متصور ہو سکتا ہے اور جب یہ ثابت ہو جائے کہ وہ آنا ثابت ہو گیا۔ کیونکہ فوت شدہ پھر نہیں آتے۔

اصل ہے نہ کہ فرع اور حیات ممات فرع ہے نہ اصل۔ اس لئے ہے۔

معود ہی ثابت نہیں تو نزول کس طرح ثابت ہو گیا۔

تو ہو کر بھی دنیا میں آنا تحت قدرت الہیہ داخل ہے یا نہیں؟

اپنے پیرو مرشد قادیانی کی طرح نہ دیا اور ایک لمبی تقریر اس مضمون کے خلاف ہے۔ وہ تقریر من اولہا الی آخر ہا چونکہ میرے سوال کا نے سنی چاہی۔ مگر وہ بے تکی ہا نکلتے گئے۔ بعدش میں نے کہا کہ میں کیا میں تو قدرت اللہ پوچھتا ہوں۔ آپ اپنی تقریر دل پذیر واپس لے دیں۔ اس پر ایک اور تقریر شروع کر دی۔ پھر بھی میں نے منع کیا کہ ایک منٹ تک انتظار کرو جواب آ جاتا ہے۔ قریباً چھ منٹ تک نہ ملا پر نہ ملا اور سمجھا کہ اب اس کا جواب توبہ تقلید مسیح خود دیں گے۔

پر چڑھانا چاہئے۔

خان نظیر نبی کے وقت غالباً آپ امکان ہی کے قائل ہوں گے۔

راقم..... خلق نظیر نبی پر اللہ ذوالجلال قادر تھا اور مسیح علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں بھیجنے سے کیا اب عاجز ہو گیا ہے۔

صدر بازاری..... امکان ہی مانتے تھے۔ یہ تو نہیں کہ آئے گا بھی ضرور۔

راقم..... نظیر نبی کا نہ آنا عبارتہ وخاتم النبیین ثابت ہے۔ اگر مسیح علیہ السلام کے دوبارہ نہ آنے پر بھی کوئی ایسی دلیل ہو تو آپ کہہ سکتے ہیں۔

صدر بازاری..... ہاں دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”وحرام علی قریۃ اہلکنا ہا انہم لا یرجعون (انبیاء: ۹۵)“ اور ”اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی (زمر: ۴۲)“ ان آیتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام بھی نہیں آئیں گے۔

راقم..... آپ کتب اصول مطالعہ کریں کیا عبارتہ النص اسے ہی کہتے ہیں۔ ذرا سوچیں تو سہی۔ صدر بازاری..... یہ آیتیں عام ہیں۔ لہذا مسیح بھی ان میں داخل ہیں۔

راقم..... عام اپنے افراد میں مفید ظن ہوا کرتا ہے۔ ”وان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً (النجم: ۲۸)“ لہذا آپ مسیح علیہ السلام کو یقینی طور پر ان میں داخل نہیں کر سکتے اور بحکم وما من عام الا وخص منه البعض ممکن ہے کہ مسیح علیہ السلام اس آیت سے مستثنی ہوں۔

صدر بازاری..... اچھا نہیں تو آئیہ ”عیسیٰ انی متوفیک (آل عمران: ۵۵)“ تو عبارتہ النص ہی ہے۔ لو اب تو کچھ محل نزاع ہی نہیں۔ وخاتم النبیین میں بھی خاتم اسم فاعل کا صیغہ ہے اور انسی متوفیک میں بھی متوفی اسم فاعل کا۔

راقم..... خاتم اسم فاعل کا صیغہ نہیں ہے۔ ذرا ہوش سے بولیں۔

صدر بازاری نے اس پر ضد کی اور قرآن شریف منکوانا چاہا۔ اس پر میں نے کہا کہ لیجئے دھیان رکھئے۔ میں نے خوب واضح طور پر پڑھا۔ خاتم فاعل کیا ان دونوں کا ایک ہی وزن ہے؟۔ پھر بھی سن کر حیرت نہ اڑی۔ میں نے مکرر بار بار بلند پڑھا۔ خاتم فاعل تب جا کر ہوش کھلی اور کہنے لگے کہ ہاں ہاں یہ اسم فاعل کا صیغہ نہیں ہے۔ کچھ اور ہوگا۔ چونکہ اس میں فاعل کا مسئلہ خارج از بحث تھا۔ اس لئے میں اس کی طرف متوجہ نہ ہوا، اور اصل مطلب کی طرف رخ کیا اور کہا آئیہ یا عیسیٰ انسی متوفیک دوبارہ نہ آنے کے لئے کوئی سی بھی دلیل نہیں ہو سکتی۔ چر جائے کہ عبارتہ النص ہو آپ ذرا ہوش سے بولا کریں۔ کیسی بے تکی ہانک دیتے ہیں۔ کیا عبارتہ النص اسی کو کہتے ہیں کہ مدعا کا اس میں ذکر تک نہ ہو۔

صدر بازاری..... (سخت ناچار ہو کر) اچھا اگر میں مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا امکان مان لوں تو اس میں تمہارا کیا مطلب ہے کہئے۔

راقم..... (بڑی بے پرواہی سے) کچھ نہیں آپ پازینولی مان لیویں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اقرار کرنے میں آپ کا کیا بگڑتا ہے اور انکار کرنے سے کیا سنورتا ہے۔ آپ صاف طور پر کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہاں مسیح علیہ السلام کا فوت ہو کر بھی دنیا میں آنا تحت قدرت الہی داخل ہے۔

صدر بازاری..... اچھا میں مانتا ہوں کہ مسیح علیہ السلام کا فوت ہو کر بھی دنیا میں آنا دائرہ امکان سے باہر نہیں۔ اچھا کہئے کہا کہنا چاہتے ہیں۔

راقم..... الحمد للہ! جب مسیح علیہ السلام فوت ہو کر بھی دنیا میں آ سکتے ہیں تو پہلے مسئلہ حیات ممات پر گفتگو کرنے کی کیا ضرورت بفرض محال اگر ثابت ہو بھی گیا کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو پھر بھی بصورت امکان رجوع جو آپ مان چکے ہیں۔ نزول ہی کی طرف رخ کرنا پڑے گا۔ اس لئے پہلے ہی نزول پر بحث کیوں نہ ہو۔ اگر آنے والا مسیح علیہ السلام مثیل ثابت ہوا تو مماثلت کی شرائط دیکھے جائیں گے۔ ورنہ وہی نبی اللہ مسیح بن مریم علیہ السلام ہی نازل ہوں گے۔ جس پر کہ اس امت مرحومہ کا اجماع منعقد ہو چکا ہے اور جو جمہور مسلمین کا عقیدہ بتوارث من بدء الاسلام الی یومنا ہذا چلا آیا ہے۔

اتنے میں نماز عصر کا وقت آ گیا۔ چونکہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اس لئے میں نے خود علیحدہ جماعت کرا کر نماز پڑھی۔ بعد ازاں صلوٰۃ صدر بازاری نے مجھے اپنی بیٹھک میں بلوایا۔ جس پر میں نے بہ سبب روزہ دار ہونے کے رخصت کی درخواست کی۔ مگر صدر بازاری نے نہ مانا اور گفتگو شروع ہوئی۔

صدر بازاری..... اچھا جی چلئے۔

راقم..... بس وہی سوال ہے کہ صحابہ کا ایمان مسیح نبی اللہ کے نزول پر تھا۔ یا وہ کسی مثیل کے منتظر تھے۔ جو کچھ کتب معتبرہ سے ثابت ہوا اس پر فیصلہ۔

صدر بازاری..... اچھا میں تنزلاً نزول کی بحث کو تسلیم کرتا ہوں۔ مگر اس شرط پر کہ آپ مسیح بن مریم علیہ السلام کا نزول احادیث صحیحہ سے ثابت کریں۔

راقم..... انشاء اللہ تعالیٰ ثابت کروں گا اور یہ میرا فرض ہے۔ آپ اپنا دعوے مماثلت ثابت کریں۔

صدر بازاری..... (بخاری نکال کر) حدیث کیف انتم انزل ابن مریم فیکم واما مکم منکم سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل مسیح نہیں آئیں گے۔ کوئی امتی ہی ان کا مثیل ہو کر آئے گا۔

راقم..... میرا سوال صحابہؓ کے مذہب کی بابت تھا۔ آپ نے حدیث مرفوع نکال دی ہے۔ جس سے کسی صحابی کا مذہب بھی ثابت نہیں ہوتا۔

صدر بازاری..... جب رسول اللہ ﷺ کے یہی ہو گا نہ کہ غیر۔

راقم..... یہ مفہوم تو آپ کا ہی اختراع کیا ہوا۔ معنی مراد لیں۔ یہی تو میں پوچھتا ہوں کہ آیا صحابہؓ کے ہیں تو کس نے کئے ہیں۔

صدر بازاری نے اس سوال کا جواب اور نہ اب دے سکتا ہے اور نہ کوئی اور دے سکتا ہے۔

راقم..... یہ واؤ تفسیری نہیں ہے کیونکہ تفسیر ہم اجمال و ابہام نہیں ہے۔ جس کی توضیح یا تفسیر ہونی صدر بازاری..... ابن مریم مجمل ہے اور اس کی تفسیر ہے۔

راقم..... سبہان اللہ کیا کہنے ہیں۔ ابن اور امام جو اسم مکرمہ ہے وہ اس کی تفسیر بنے اور ہوئے مبین ہے تو کیا ابن مریم مضاف الیہ نہیں

صدر بازاری..... عطف کبھی خاص کا عا تفصیل کا ہوتا ہے۔ جیسے آیت تلك آیت الکتف

راقم..... ان دونوں صورتوں میں سے آپ رکھتے ہیں۔ عطف عام کا خاص پر یا خاص کا عام

صدر بازاری..... یہاں عطف عام کا خاص ہے اور امام مکرم عام ہے۔

راقم..... بس جب امام مکرم عام ہو گیا اور ابن رہے اور نیز اگر واؤ تفسیری اس صورت میں مانی آتا۔ لہذا خلاف فصاحت ہے۔

صدر بازاری..... نہیں نہیں میں چوک گیا۔

راقم..... آپ کہتے ہیں ابن مریم عام ہے۔

مریم کے افراد کون کون سے ہیں۔

ناچار ہو کر) اچھا اگر میں مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا امکان لب ہے کہے۔

(سے) کچھ نہیں آپ پازینولی مان لیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تا ہے اور انکار کرنے سے کیا سنورتا ہے۔ آپ صاف طور پر کیوں اسلام کا فوت ہو کر بھی دنیا میں آنا تحت قدرت الہی داخل ہے۔

اس مانتا ہوں کہ مسیح علیہ السلام کا فوت ہو کر بھی دنیا میں آنا دائرہ نہ کہا کہنا چاہتے ہیں۔

مسیح علیہ السلام فوت ہو کر بھی دنیا میں آ سکتے ہیں تو پہلے مسئلہ حیات ممات پر س محال اگر ثابت ہو بھی گیا کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو پھر بھی ان چکے ہیں۔ نزول ہی کی طرف رخ کرنا پڑے گا۔ اس لئے پہلے ہی آنے والا مسیح علیہ السلام مثیل ثابت ہوا تو مماثلت کی شرائط دیکھے بن مریم علیہ السلام ہی نازل ہوں گے۔ جس پر کہ اس امت مرحومہ کا ور مسلمین کا عقیدہ ہوا رث من بدء الاسلام الی یومنا ہذا چلا آیا ہے۔

کا وقت آ گیا۔ چونکہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اس لئے کر نماز پڑھی۔ بعد ازاں صلوٰۃ صدر بازاری نے مجھے اپنی بیٹھک ب روزہ دار ہونے کے رخصت کی درخواست کی۔ مگر صدر بازاری

چلے۔

کہ صحابہ کا ایمان مسیح نبی اللہ کے نزول پر تھا۔ یا وہ کسی مثیل کے منتظر ت ہو اس پر فیصلہ۔

س تنزل نزول کی بحث کو تسلیم کرتا ہوں۔ مگر اس شرط پر کہ آپ مسیح بن یحییٰ سے ثابت کریں۔

کروں گا اور یہ میرا فرض ہے۔ آپ اپنا دعویٰ مماثلت ثابت کریں۔

ن نکال کر) حدیث کیف انتہم اذ انزل ابن مریم فیکم واما اصل مسیح نہیں آئیں گے۔ کوئی امتی ہی ان کا مثیل ہو کر آئے گا۔

مذہب کی بابت تھا۔ آپ نے حدیث مرفوع نکال دی ہے۔ جس میں نہیں ہوتا۔

صدر بازاری..... جب رسول اللہ ﷺ کے کلام مبارک کا مفہوم یہ ہے تو صحابہ کا ایمان بھی یہی ہو گا نہ کہ غیر۔

راقم..... یہ مفہوم تو آپ کا ہی اختراع کیا ہوا ہے۔ آپ کی مراد تو تب برآوے اگر صحابہ بھی یہی معنی مراد لیں۔ یہی تو میں پوچھتا ہوں کہ آیا صحابہ نے بھی اس حدیث کے یہی معنی کئے ہیں اور اگر کئے ہیں تو کس نے کئے ہیں۔

صدر بازاری نے اس سوال کا جواب کچھ نہ دیا (اور حقیقت میں وہ دے بھی نہیں سکتا تھا اور نہ اب دے سکتا ہے اور نہ کوئی اور دے سکتا ہے) اور اپنی اس واو تفسیر پر اڑنے لگا۔

راقم..... یہ واو تفسیری نہیں ہے کیونکہ تفسیر ہمیشہ بعد اجمال کے واقع ہوتی ہے اور یہاں کوئی اجمال و ابہام نہیں ہے۔ جس کی توفیح یا تفسیر ہونی چاہئے۔

صدر بازاری..... ابن مریم مجمل ہے اور امامکم بعلت اضافت میں اس لئے امامکم ابن مریم کی تفسیر ہے۔

راقم..... سدھان اللہ کیا کہنے ہیں۔ ابن مریم کنیت جس میں علیت پائی جائے وہ تو ہو مجمل اور امام جو اسم نکرہ ہے وہ اس کی تفسیر بنے اور ہو میں سبحان اللہ اگر امامکم بعلت اضافت میں ہے تو کیا ابن مریم مضاف مضاف الیہ نہیں ہے۔

صدر بازاری..... عطف کبھی خاص کا عام پر لاتے ہیں اور کبھی عام کا خاص پر اور فائدہ تفصیل کا ہوتا ہے۔ جیسے آیت تلك آیت الكتاب وقرآن میں ہے۔

راقم..... ان دونوں صورتوں میں سے آپ اس حدیث و امامکم منکم میں کون سی صورت مراد رکھتے ہیں۔ عطف عام کا خاص پر یا خاص کا عام پر۔

صدر بازاری..... یہاں عطف عام کا خاص پر مراد ہے۔ یعنی (ابن مریم معطوف علیہ خاص ہے اور امامکم منکم عام ہے۔)

راقم..... بس جب امامکم عام ہو گیا اور ابن مریم خاص تو آپ مراد مماثلت سے تو نا مراد ہی رہے اور نیز اگر واو تفسیری اس صورت میں مانی بھی جائے تو کچھ چنداں فائدہ معتد بہا نظر نہیں آتا۔ لہذا خلاف فصاحت ہے۔

صدر بازاری..... نہیں نہیں میں چوک گیا یہاں عطف خاص کا عام پر ہے۔

راقم..... آپ کہتے ہیں ابن مریم عام ہے۔ اگر عام ہے تو عام تو ذوی الافراد ہوتا ہے۔ ابن مریم کے افراد کون کون سے ہیں۔

صدر بازاری..... ابن مریم عام باعتبار صفات ہے نہ باعتبار اشخاص کہ اس کے افراد ہوں۔
 راقم..... (ان کی اس تقسیم پر ہنس کر) صفات کا اعتبار مشتقات میں ہوا کرتا ہے۔ نہ کہ کئی غیر
 مشفقہ میں اور اگر ہو بھی تب بھی قادیانی کے مثیل مسیح ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس صورت
 میں غایت الامر آپ بھی کہیں گے کہ قادیانی ان کے افراد صفتیہ میں سے ایک فرد ہے اور آگے
 میں آپ کو تسلیم کرا چکا ہوں کہ عام اپنے افراد میں مفید ظن کا ہوا کرتا ہے۔ وان الظن لا یغنی
 من الحق شیئاً لہذا قادیانی کا مثیل مسیح ہونا ایک ظنی امر ہے اور اتباع ظن بمخطوقات قرآنیہ
 وحدیثیہ مذموم شیع ہے۔

اس کے جواب میں بھی صدر بازاری نے اس پر انے جوش کو بھڑکایا اور سخت زبانی سے
 پیش آیا۔ بازار یوں کی طرح لعن طعن کرنے لگا اور کہنے لگا کیا تو میرے سامنے مبردا آیا ہے کیا تو
 سیویہ ہے کہ میں تجھے ترکیب کر کے سناؤں۔ تم لوگ جان بوجھ کر کجروی اختیار کرتے ہو۔ میں تم
 سے گفتگو کرنا فضول جانتا ہوں۔

راقم..... چونکہ میں آپ کے مکان پر آیا ہوا ہوں اور گھر بدائے کو آپ کا جو جی چاہے کہہ لینا
 آپ کا حق ہے۔ خیر اگر اتنی میں کچھ کسر رہ گئی ہو تو کچھ اور کہہ لو اور مجھے اجازت دو۔
 صدر بازاری..... نہیں میں کچھ تم پر تو تھوڑا ہی غصہ ہوا ہوں۔ تمہارا تحمل و حوصلہ مجھے اب تک
 کلام کرنے پر مجبور کر رہا ہے تم سے پہلے بہت مولوی میرے پاس آئے۔ مگر آخرا انہوں نے بہ سبب
 تعصب کسی بات کو پورا نہ ہونے دیا۔ مولوی ہدایت اللہ صاحب نوشہروی حال امام مسجد صدر
 راولپنڈی سے بھی گفتگو ہوئی۔ مگر انہوں نے بھی جلد بازی کی اور لڑکر ہی گئے۔ غصہ صرف تحف
 و کجروی پر بھڑکتا ہے کہ جس شخص کی ممانعت کی دلائل مہر نمیز کی طرح چمک رہے ہوں۔ اس کے
 ماننے میں کیا شک و تردد ہے۔

راقم..... آپ کا مہر تو بہ سبب کسوف کے کا ہو گیا ہے اور آپ سے اس کی مماثلت ثابت کرنے
 کے لئے کچھ بھی بن نہیں آیا۔ ایک ہی ترکیب آپ نے کی اور وہ بھی غلط۔

صدر بازاری..... کیا میں سب ترکیبیں پیش کر چکا ہوں؟ کیا سوائے اس کے کوئی اور
 ترکیب نہیں ہو سکتی جو ہمارے مدعا کے موافق ہو۔

راقم..... اچھا جو کچھ اور ہو وہ بھی حاضر کرو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بھی یہی حال ہوگا۔ مگر پہلے اتنا
 مان لیویں کہ واؤ کو یہاں تفسیری کہن غلط ہے۔

صدر بازاری کا مخالف کے سامنے غلطی کا اقرار کرنا مشکل تھا۔ اس لئے ضد کی اور پھر

جوش دکھایا۔ جس پر راقم نے کلام
 میں ہرگز کلام نہیں کروں گا۔
 صدر بازاری..... (بڑے
 (وامامکم منکم) میں واؤ غلط
 سے اوپر کی حدیث میں تو صریح ہے
 راقم..... اچھا دکھائیے۔

صدر بازاری..... (بخاری
 پڑھی گئی اور بار بار دوہرا کر مڑتے
 راقم..... آپ بے کھٹکے پڑھ
 بات خارج از بحث ہے اور مہربانی
 کریں۔ چونکہ آگے حضرت ابو ہریرہ

لئے صدر بازاری نے وہ عبارت
 (ایک واعظ نے کسی بے نماز کو کہا
 قرآن شریف میں منع کیا ہے۔ وہ
 ایہا الذین امنوا لا تقرّبوا
 سارے قرآن پر تیرے باپ۔
 خواہش نفسانی کے موافق اس کے
 صدر بازاری..... یہ ابو ہریرہ

راقم..... استغفر اللہ آپ کی
 حضرت ابو ہریرہؓ بے اعتبار تھے
 حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے۔ آپ
 کہا ہے۔ کیا قاعدہ الصحابہ
 نہیں آپ بڑا غضب ڈھاتے ہو

۱۔ قال فی الافیہ
 روایت والے ہیں اور اس کے
 حدیثا وثلاثمایہ واربعہ وہ

مریم عام باعتبار صفات ہے نہ باعتبار اشخاص کہ اس کے افراد ہوں۔
 اپرئس کر (صفات کا اعتبار مشتقات میں ہوا کرتا ہے۔ نہ کہ کئی غیر
 ی قادیانی کے مثیل مسیح ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس صورت
 سے گئے کہ قادیانی ان کے افراد صفاتیہ میں سے ایک فرد ہے اور آگے
 عام اپنے افراد میں مفید ظن کا ہوا کرتا ہے۔ وان الظن لا یغنی
 دینی کا مثیل مسیح ہونا ایک ظنی امر ہے اور اتباع ظن بمخطو قات قرآنیہ

اس بھی صدر بازاری نے اس پرانے جوش کو بھڑکایا اور سخت زبانی سے
 لعن طعن کرنے لگا اور کہنے لگا کیا تو میرے سامنے مبردا آیا ہے کیا تو
 کر کے سناؤں۔ تم لوگ جان بوجھ کر کجروی اختیار کرتے ہو۔ میں تم

کے مکان پر آیا ہوا ہوں اور گھر بلائے کو آپ کا جو جی چاہے کہہ لینا
 کچھ کسر رہ گئی ہو تو کچھ اور کہہ لو اور مجھے اجازت دو۔

میں کچھ تم پر تو تھوڑا ہی غصہ ہوا ہوں۔ تمہارا تحمل و حوصلہ مجھے اب تک
 سے پہلے بہت مولوی میرے پاس آئے۔ مگر آخر انہوں نے بہ سبب
 نے دیا۔ مولوی ہدایت اللہ صاحب نوشہروی حال امام مسجد صدر
 مگر انہوں نے بھی جلد بازی کی اور لڑکر ہی گئے۔ غصہ صرف تصف
 کی مماثلت کی دلائل مہر فیروز کی طرح چمک رہے ہوں۔ اس کے

کسوف کے کالا ہو گیا ہے اور آپ سے اس کی مرثیت ثابت کرنے
 کی ہی ترکیب آپ نے کی اور وہ بھی غلط۔

سب ترکیبیں پیش کر چکا ہوں؟ کیا سوائے اس کے کوئی اور
 عا کے موافق ہو۔

بھی حاضر کرو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بھی یہی حال ہوگا۔ مگر پہلے اتنا
 کہنا غلط ہے۔

ف کے سامنے غلطی کا اقرار کرنا مشکل تھا۔ اس لئے ضد کی اور پھر

جوش دکھایا۔ جس پر راقم نے کلام سے اعراض کیا اور کہا کہ جب تک آپ اپنی غلطی کا اقرار نہ کر لیں
 میں ہرگز کلام نہیں کروں گا۔

صدر بازاری..... (بڑے اصرار کے بعد) اچھا میں جانتا ہوں کہ یہ ترکیب غلط ہے۔ یعنی
 (وامامکم منکم) میں داؤ غطف تفسیری نہیں ہے۔ اس میں میری کیا کسر شان ہے لو اس حدیث
 سے اوپر کی حدیث میں تو صریح طور پر مماثلت ثابت ہو رہی ہے۔
 راقم..... اچھا دکھائیے۔

صدر بازاری..... (بخاری نکال کر) حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث پڑھنے لگا۔ عبارت صحیح نہ
 پڑھی گئی اور بار بار دوہرا کر مرتے مرتے وہ حدیث نصف تک ختم کی اور آگے نہ پڑھی۔

راقم..... آپ بے کھٹکے پڑھتے جائیں میں اس وقت غلطیوں کی اصلاح نہیں کروں گا۔ کیونکہ یہ
 بات خارج از بحث ہے اور مہربانی کر کے ذرا آگے بھی پڑھیں۔ لا تقربوا الصلوٰۃ کا معاملہ نہ
 کریں۔ چونکہ آگے حضرت ابو ہریرہؓ نے صاف طور پر کہہ دیا ہوا ہے کہ مسیح موعود وہی نبی اللہ ہے۔ اس
 لئے صدر بازاری نے وہ عبارت پڑھنے سے انکار کیا مگر میں پڑھائے بغیر کب چھوڑتا تھا پڑھا ہی لی۔
 (ایک واعظ نے کسی بے نماز کو کہا کہ تو نماز کیوں نہیں پڑھتا۔ وہ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے خود نماز سے
 قرآن شریف میں منع کیا ہے۔ واعظ نے کہا کہ ہیں! قرآن میں کہاں منع ہے۔ وہ شخص کہنے لگا کہ یا
 ایہا الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰۃ واعظ نے کہا کہ آگے بھی تو پڑھ۔ آگے کیا ہے۔ کہنے لگا کہ
 سارے قرآن پر تیرے باپ نے عمل کیا ہے۔ یہی حال ان مرزائیوں کا ہے۔ ایک لفظ لے کر اپنی
 خواہش نفسانی کے موافق اس کے معنی تراش لیتے ہیں اور آگے پیچھے دھیان نہیں کرتے۔ فافہم منہ!)
 صدر بازاری..... یہ ابو ہریرہؓ کی اپنی رائے ہے اور ابو ہریرہؓ صحابہ میں بے اعتبار تھا۔

راقم..... استغفر اللہ آپ کی بے اعتباری سن کر مومن مسلم کے روگئے کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر
 حضرت ابو ہریرہؓ بے اعتبار تھے تو علم حدیث ہی بے اعتبار ہے۔ کیونکہ سب سے زیادہ روایت
 حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے۔ آپ مہربانی کر کے ثابت کریں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کو کس نے بے اعتبار
 کہا ہے۔ کیا قاعدہ الصحابة کلہم عدول (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۵۵۳، باب مناقب صحابہ) آپ کو یاد
 نہیں آپ بڑا غضب ڈھاتے ہیں۔

۱۔ قال فی الالفیہ ابو ہریرہؓ اکثرہم یعنی ابو ہریرہؓ صحابہ میں سے سب سے زیادہ
 روایت والے ہیں اور اس کے حاشیہ پر فتح الباقی سے نقل کیا ہے اور انہ روى خمسة الاف
 حدیثا وثلثمایۃ واربعة وسبعین حدیثا یعنی انہوں نے ۵۳۷۴ حدیث روایت کی ہے۔

صدر بازاری..... اچھا اس کے لئے آئندہ دن کی مہلت درکار ہے۔
راقم..... لے لو۔

اس کے بعد صدر بازاری نے اپنا الحق نکال کر کہا دیکھو امام مسلم آپ کے عطف مغائرت کو کیسے بین طور پر رد کر رہے ہیں۔ اگر آپ کو یقین نہ ہو تو صحیح مسلم لاؤں۔
راقم..... چونکہ صحیح مسلم میں میرے مطلب کے موافق بہت سی حدیثیں تھیں میں نے کہا کہ جی ہاں مسلم ضرور لائیے۔

صدر بازاری..... مسلم اس وقت حاضر نہیں ہے۔ مگر آپ نے صحیح مسلم پڑھی ہوگی۔ اس لئے آپ کو اتنا تو یاد ہوگا کہ یہ روایات صحیح مسلم میں ہیں۔

راقم..... ہاں بفضلہ تعالیٰ میں نے صحیح مسلم پڑھی ہوئی ہے اور یہ جگہ اس وقت بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے بائیں صفحہ پر شروع سے آخر صفحے تک یہ سارا بیان ہے۔ مگر چونکہ اس میں میرا مطلب ہے۔ اس لئے صحیح مسلم کا ہونا ضروری سمجھتا ہوں۔

صدر بازاری..... دیکھو بخاری ہی میں ابن عباس متوفیک کے معنی ممیتک لکھے ہیں۔

راقم..... ممیتک معنی کرنے سے یہ تو ثابت نہیں ہو گیا کہ ان کا مذہب مثیل کے آنے کا تھا۔

باوجود ممیتک معنی کرنے کے ابن عباس تو فرماتے ہیں۔ رفع عیسیٰ من روضة فی البیت الی السماء (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۹۸، زیر آیت بل رفعہ اللہ الیہ) اور دوبارہ آنے کی بابت بھی انکا وہی اعتقاد ہے۔ جو سب مسلمانوں کا ہے۔ اب ایک صحابی کے مذہب کا پتہ لگ گیا کہ اصل نبی اللہ مسیح ابن مریم کے آنے پر سے اور صحابیوں کا مذہب جب تک اس کے خلاف ثابت نہ ہو تب تک آپ اپنی مماثلت کو چھپائے رکھیں۔ در صورت عدم ثبوت خلاف اوروں کا بھی یہی مذہب مانا جائے گا۔ کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ سب کے سامنے بیان کرتے تھے اور کوئی بھی انکار نہ کرتا تھا۔ اب شام کا وقت ہو گیا میں رخصت کا خواستگار ہوں۔

صدر بازاری نے آج تک اپنی بے اعتباری کا ثبوت نہیں دیا۔ ۷ اگست ۱۸۹۸ انگلو پھر اتفاقی ملاقات ہوئی ایک جم غفیر حاضر تھا۔ سب کے سامنے استدعائے مباحثہ کیا، صدر بازاری نے انکار کیا۔

صدر بازاری نے اب لوگوں میں مشہور کیا ہوا ہے کہ راقم میرے پاس جواب لینے نہیں آتا اور گریز کرتا ہے۔ بھلا میں وہاں اس کے گھر میں جواب لینے کیوں جاؤں جواب دینا اس کا ذمہ ہے۔ وہ مجھے شہر میں آ کر کیوں جواب نہیں دیتا۔ جواب لینا لازم ہے یا جواب دینا واجب ہے۔ کچھ تو انصاف چاہئے۔



اس کے لئے آٹھ دن کی مہلت درکار ہے۔

ربازاری نے اپنا الحق نکال کر کہا دیکھو امام مسلم آپ کے عطف رہے ہیں۔ اگر آپ کو یقین نہ ہو تو صحیح مسلم لاؤں۔ میرے مطلب کے موافق بہت سی حدیثیں تھیں میں نے کہا کہ جی

اس وقت حاضر نہیں ہے۔ مگر آپ نے صحیح مسلم پڑھی ہوگی۔ اس وایات صحیح مسلم میں ہیں۔

میں نے صحیح مسلم پڑھی ہوئی ہے اور یہ جگہ اس وقت بھی میری آنکھوں شروع سے آخر صفحے تک یہ سارا بیان ہے۔ مگر چونکہ اس میں میرا کام ہونا ضروری سمجھتا ہوں۔

بخاری ہی میں ابن عباس متوفیک کے معنی ممیتک لکھے ہیں۔

نے سے یہ تو ثابت نہیں ہو گیا کہ ان کا مذہب مثیل کے آنے کا تھا۔

ابن عباس تو فرماتے ہیں۔ رفع عیسیٰ من روضۃ فی البیت

ج ۲ ص ۳۹۸، زیر آیت دل رفعہ اللہ الیہ) اور دوبارہ آنے کی

جو سب مسلمانوں کا ہے۔ اب ایک صحابی کے مذہب کا پتہ لگ گیا

آنے پر ہے اور صحابیوں کا مذہب جب تک اس کے خلاف ثابت

کو چھپائے رہیں۔ در صورت عدم ثبوت خلاف اوروں کا بھی یہی

ت ابو ہریرہ سب کے سامنے بیان کرتے تھے اور کوئی بھی انکار نہ

میں رخصت کا خواستگار ہوں۔

ج تک اپنی بے اعتباری کا ثبوت نہیں دیا۔ ۷ اگست ۱۸۹۸ء کو

جم غفیر حاضر تھا۔ سب کے سامنے استدعا ئے مباحثہ کیا،

ب لوگوں میں مشہور کیا ہوا ہے کہ راقم میرے پاس جواب لینے نہیں

ہاں اس کے گھر میں جواب لینے کیوں جاؤں جواب دینا اس کا

وں جواب نہیں دیتا۔ جواب لینا لازم ہے یا جواب دینا واجب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ رب العالمین
والصلاة والسلام
على سيدنا محمد
وآله الطيبين الطاهرين
السلامين

الخبر الصحيح

عليه السلام عن قبر المسيح

مولانا حافظ محمد ابراہیم میرسیا لکوٹی

یا ایہا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنٹا فتبینوا!

الخبر الصحيح عن قبر المسيح

بسم الله الرحمن الرحيم!

”الحمد لله رب العالمین الرحمن الرحیم مالک يوم الدين • محصی کل شئی فی کتاب مبین الذی جعل ابن مریم وامه ایه وَاَوْهَمَا الی ربوة ذات قرار ومعین والصلوة والسلام الا تمان الا کملان علی رسولہ محمد خاتم النبیین الذی اخبرنا بخروج الدجاجة الکذابين قریباً من ثلاثین وانباءنا بنزول عیسی بن مریم من السماء الی الارض قبل يوم الدين وقال فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسی ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر يوم يقوم الناس لرب العالمین وعلی الہ الطاہرین الطیبین واصحابہ الصدیقین الفارقین وازواجه امام اهل الیقین“

سبب تالیف

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب سے دعویٰ مسیحیت کیا۔ نئے نئے مسائل نکال کر ہندوستان میں شور برپا کر دیا اور بہت سی خلق خدا کو حق سے گمراہ کر دیا۔ ان نئے مسائل میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں بتائی۔ جس کے بارہ میں نہ تو کوئی آیت ہی آئی ہے اور نہ آنحضرت ﷺ نے کوئی حدیث فرمائی اور نہ ہم نے صحابہؓ کی کوئی روایت پائی۔ قادیانی نے محض اپنا مطلب سیدھا کرنے کے لئے ادھر ادھر سے طومار توہمات جمع کیا اور اپنے ماننے والوں کو جوان کی تقلید میں پھنس کر دین و ایمان کو ان کے ہاتھ بچ چکے ہیں پر چالیا۔

مرزا قادیانی کی عام عادت تھی کہ اپنے مریدوں کو قائم رکھنے کے لئے اپنے غلط دعاوی اور باطل اقوال کی تائید میں کبھی تو موضوع و منکر روایتیں پیش کیا کرتے تھے اور کبھی قرآن شریف کی آیات میں لفظی و معنوی تصرف کر کے اپنی رائے و ہوائے سے تفسیر کر کے لوگوں کو دھوکا دیتے تھے۔ اس لئے خاکسار نے ضروری سمجھا کہ قادیانی کے اس فاسد خیال کا فساد اور باطل قول کا بطلان آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور آثار سلفیہ سے ظاہر کر کے عام مسلمانوں کو غلطی سے نچائے اور قادیانیوں پر حجت پوری کر کے ان کو حق و باطل میں تمیز کرنے کا موقع دے۔

اگر اب بھی نہ وہ سمجھے
تو اس بت سے خدا سمجھے

عذر مؤلف

یہ رسالہ کتاب شہادت القرآن کیا گیا تھا۔ اسی لئے اس کتاب میں کسی جگہ کثرت سے متواتر سفروں اور دیگر مشاغل اور امر مرحون بوقتہ ہر کام کے لئے خدا اب پھر اس کے طبع کا خیال آیا اور خدا کا نام ارید الا لا صلاح ما استطعت وما توفیر مرزا قادیانی کی تحریر پر تزویر

مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ (الہ) ص ۳۶۰، ۳۶۱ میں لکھا ہے کہ: ”وثبت بثبوت کشمیر بعد ما نجاه الله من الصلید حتی مات ولحق الاموات • وقبرہ ہمی من اعظم امصار هذا الخطة“ ثابت ہو چکا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ملک اللہ تعالیٰ نے اپنے بڑے فضل سے نجات دی اور مر گئے اور مردوں کو جاملے اور آپ کی قبر شہر سری اب تک موجود ہے۔“

اور پھر اس کے بعد کتاب اکمال الہ کے لئے اس کتاب کو پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ اس مرزا قادیانی کا یہ سارا بیان بالکل مطالعہ سے ظاہر ہوگا۔

اس بیان سے مرزا قادیانی کا مدعا عا ہو چکے ہیں اور فوت شدہ لوگ پھر دنیا پر نہیں آ۔ اس سے خواہ مخواہ کوئی مثیل مسیح مراد ہے اور وہ مرزا قادیانی کے اس بیان کا تار و پود بالکل باطل مخالف ہے۔ کیونکہ نہ تو حضرت روح اللہ علیہ السلام

امنوا ان جاءكم فاسق بئنًا فتبينوا!

الصحيح عن قبر المسيح

بسم الله الرحمن الرحيم!

العالمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدين • محصى
الذى جعل ابن مريم وامه اية واوهما الى ربوة ذات
والسلام الا تمان الا كملان على رسوله محمد خاتم
خروج الداجلة الكذابين قريباً من ثلثين وانباء نا
م من السماء الى الارض قبل يوم الدين وقال فيدفن
وعيسى ابن مريم فى قبر واحد بين ابى بكر وعمر
العالمين وعلى اله الطاهرين الطيبين واصحابه
راجاه امام اهل اليقين“

نی نے جب سے دعویٰ مسیحیت کیا۔ نئے نئے مسائل نکال کر
ر بہت سی خلق خدا کو حق سے گمراہ کر دیا۔ ان نئے مسائل میں سے
سلام کی قبر کشمیر میں بتائی۔ جس کے بارہ میں نہ تو کوئی آیت ہی آئی
حدیث فرمائی اور نہ ہم نے صحابہؓ کی کوئی روایت پائی۔ قادیانی نے
کے لئے ادھر ادھر سے طومار تو ہمارے جمع کیا اور اپنے ماننے والوں کو
ایمان کو ان کے ہاتھ بیچ چکے ہیں پر چالیا۔

م عادت تھی کہ اپنے مریدوں کو قائم رکھنے کے لئے اپنے غلط دعاوی
تو موضوع و منکر روایتیں پیش کیا کرتے تھے اور کبھی قرآن شریف
رف کر کے اپنی رائے دہوائے سے تفسیر کر کے لوگوں کو دھوکا دیتے
روری سمجھا کہ قادیانی کے اس فاسد خیال کا فساد اور باطل قول کا
بٹ نبویہ اور آثار سلفیہ سے ظاہر کر کے عام مسلمانوں کو غلطی سے
ری کر کے ان کو حق و باطل میں تمیز کرنے کا موقع دے۔

اب بھی نہ وہ سمجھے
اس بت سے خدا سمجھے

عذر مؤلف

یہ رسالہ کتاب شہادت القرآن باب ثانی کے زمانہ تصنیف ۱۳۲۵ھ ہی میں تصنیف
کیا گیا تھا۔ اسی لئے اس کتاب میں کسی جگہ اس کی بابت نوٹ بھی لکھ دیا تھا۔ لیکن اس کے بعد
کثرت سے متواتر سفروں اور دیگر مشاغل اور کئی عواقب کے سبب اس کی طبع کا موقع نہ مل سکا۔ کل
امر مرحون بوقتہ ہر کام کے لئے خدا کے علم میں ایک وقت مقرر ہے۔ طبع اول ختم ہونے پر
اب پھر اس کے طبع کا خیال آیا اور خدا کا نام لے کر مضمون پر نظر ثانی کر کے طبع کروادیا۔ ”وان
ارید الا لا صلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب“
مرزا قادیانی کی تحریر پر تر ویر

مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ (الهدی والتبصرة لمن یری کے ص ۱۰۹، خزائن ج ۱۸
ص ۳۶۰، ۳۶۱) میں لکھا ہے کہ: ”وثبت بثبوت قطعی ان عیسیٰ ہا جرالی ملک
کشمیر بعد ما نجاه اللہ من الصلیب بفضل کبیر ولبث فیہ الی مدة طويلة
حتى مات ولحق الاموات • وقبره موجود الی الان فی بلدة سری نکرالتي
ہی من اعظم امصار هذا الخطة“ اور قطعی طور پر (مگر صرف مرزا قادیانی کے نزدیک)
ثابت ہو چکا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے مک کشمیر کی طرف ہجرت کی۔ بعد اس کے کہ آپ کو
اللہ تعالیٰ نے اپنے بڑے فضل سے نجات دی اور اس ملک میں بہت مدت تک بستے رہے۔ حتیٰ کہ
مر گئے اور مردوں کو جا ملے اور آپ کی قبر شہر سری نگر میں جو اس خطہ کے سب شہروں سے بڑا ہے۔
اب تک موجود ہے۔“

اور پھر اس کے بعد کتاب اکمال الدین کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں کہ ”تسلی واطمینان
کے لئے اس کتاب کو پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ اس میں یہ بیان تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔“
مرزا قادیانی کا یہ سارا بیان بالکل غلط اور محض بہتان ہے۔ جیسا کہ اس کتاب کے
مطالعہ سے ظاہر ہوگا۔

اس بیان سے مرزا قادیانی کا مدعا صرف یہ ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام فوت
ہو چکے ہیں اور فوت شدہ لوگ پھر دنیا پر نہیں آتے تو حدیث میں جس مسیح کی بشارت سنائی گئی ہے۔
اس سے خواہ مخواہ کوئی مثیل مسیح مراد ہے اور وہ مسیح موعود بہ حسب ادعاء خود مرزا قادیانی ہیں۔
مرزا قادیانی کے اس بیان کا تار و پود بالکل باطل اور خلاف واقع ہے اور قرآن و حدیث کے سراسر
مخالف ہے۔ کیونکہ نہ تو حضرت روح اللہ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور نہ ان کے لئے کوئی

مرہم تیار کی گئی اور نہ وہ شیعہ بن طرف کو بھاگے اور نہ وہ وہاں فوت ہوئے۔ نہ ”کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ“ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر لکھا ہے اور نہ احادیث نبویہ کا مصداق کوئی مثیل ہے نہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہو سکتے ہیں۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ عز و حکیم نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے آسمان پر اٹھالیا اور یہودیوں کے ہاتھوں کو آپ تک نہ پہنچنے دیا اور آپ آخری زمانہ میں قیامت سے پہلے زمین پر نزول فرما ہوں گے اور مدینہ طیبہ میں آنحضرت ﷺ کے پہلو میں دفن ہوں گے اور قیامت کو آنحضرت ﷺ اور آپ اسی جگہ سے اٹھیں گے۔ واللہ علی ما نقول شہید!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت واقع صلیب کی تردید اور آپ کے رفع جسمانی و حیات جسمانی و حیات آسمانی کا ثبوت اور ان تیس آیات کے جوابات جو مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قبل النزول کے بارے میں اپنے ازالہ میں لکھی ہیں ہمارے رسالہ صدق مقالہ شہادت القرآن میں جو اس امر میں آپ اپنی نظیر ہے۔ ایسے زبردست اور محکم دلائل سے بیان ہو چکے ہیں کہ آج تک مرزا قادیانی اور ان کے حواری اس کے جواب سے عاجز ہیں۔ اب اس رسالہ ”الخبر الصحیح عن قبر المسیح“ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر اور آپ کے مدفن مقدس کے متعلق مدلل بحث کر کے مرزا قادیانی کے قول کی تردید کی جاتی ہے۔ تاکہ مرزا قادیانی سے رنگ مماثلت کا فور ہو جائے اور ملمع مشابہت اتر جائے اور مرزا قادیانی اپنی اصلی رنگت میں لوگوں کو نظر آئیں اور وہ دھوکے سے بچ جائیں۔

”هذا بالله اعتصم عما يصم وان اريد الا الاصلاح ما استطعت وما توفيقى الا بالله عليه توكلت واليه انيب“

مرزا قادیانی کی نئی اور پرانی تصانیف میں اختلاف

مرزا قادیانی کی مختلف کتابوں کو غور و تحقیق سے مطالعہ کرنے والے لوگ خوب جانتے ہیں کہ ان کی اکثر عبارات میں تعارض و تناقض ہوتا اور ان کی بات بات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس طرح ان کی نئی اور پرانی تصانیف حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کے متعلق بھی متفق نہیں ہیں۔ چنانچہ اوپر گزر چکا ہے کہ آپ (الہدی ص ۱۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۵) میں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں بتاتے ہیں۔ لیکن (ازالہ ابام ص ۲۷۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳) میں فرماتے ہیں کہ: ”سچ ہے کہ مسیح علیہ السلام اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا۔ پھر زندہ ہو گیا۔“

دنیا کے نقشہ پر نظر کرنے والے کا فرق ہے اور یہ دو مختلف مقامات ہیں۔ اگر یہ عذر کیا جائے کہ ازالہ انہیں انجیلی حوالہ سے جواب دیا ہے۔ تو یہ مفہوم نہیں ہوتا اور اگر مرزا قادیانی نے اپنے صحیح نہیں۔ کیونکہ اس عبارت کو آپ اس ط ہے کہ مرزا قادیانی مضمون بعد کی تصدیق الامری تو یہ بھی معقول نہیں۔ کیونکہ اسی موت مسیح پر اپنی تحقیق یہ لکھی ہے کہ ”حضرت نیم جان اتارے گئے تھے۔“ پس اس اور پھر گلیل میں جا کر فوت شدہ جاننا ثابت ظاہر کر رہے ہیں۔ گو اس کی بنانا جیل پر اضطراری طور پر کرتے ہیں۔ کیونکہ ان انا جیل کے کوئی دستاویز نہیں ہے اور ان میں تسلیم کر لیتے ہیں اور مخالف ہوں انہیں رد ہے کہ مرزا قادیانی ان کتابوں کو بالکل حق باطل کو باطل قرار دینے کے لئے ان کے پا کہ وہ معیار مسلمانوں کے پاس قرآن شریف و انجیل کے ذکر کے بعد قرآن شریف کا ذکر اے پیغمبر ہم نے یہ قرآن شریف تم پر پہلی انجیل پر مہیمن کر کے نازل کیا ہے۔ اور (حق کی) حفاظت کرنے والا اور اسی بیان جو کتاب اللہ یعنی قرآن شریف کے قبول کر لو اور جو موافق نہ ہو۔ اسے چھوڑ دو پس مرزا قادیانی پر واجب ہے میں سے کوئی دلیل پیش کریں اور بیان از

کی طرف کو بھاگے اور نہ وہاں فوت ہوئے۔ نہ ”کتاب اکمال الدین عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر لکھا ہے اور نہ احادیث نبویہ کا مصداق کوئی مثیل خود ہو سکتے ہیں۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ عزیز و حکیم نے اپنی سے آسمان پر اٹھالیا اور یہودیوں کے ہاتھوں کو آپ تک نہ پہنچنے دیا اور قیامت سے پہلے زمین پر نزول فرماہوں گے اور مدینہ طیبہ میں میں دفن ہوں گے اور قیامت کو آنحضرت ﷺ اور آپ اسی جگہ سے

ما نقول شہید!

علیہ السلام کی نسبت واقع صلیب کی تردید اور آپ کے رفع جسمانی سمائی کا ثبوت اور ان تیس آیات کے جوابات جو مرزا قادیانی نے وفات قبل النزول کے بارے میں اپنے ازالہ میں لکھی ہیں ہمارے القرآن میں جو اس امر میں آپ اپنی نظیر ہے۔ ایسے زبردست اور چکے ہیں کہ آج تک مرزا قادیانی اور ان کے حواری اس کے جواب رسالہ ”الخبر الصحيح عن قبر المسيح“ میں حضرت عیسیٰ کے دفن مقدس کے متعلق مدلل بحث کر کے مرزا قادیانی کے قول کی کہ مرزا قادیانی سے رنگ مماثلت کا فور ہو جائے اور ملمع مشابہت اترے صلیب و گمت میں لوگوں کو نظر آئیں اور وہ دھوکے سے بچ جائیں۔ م عما یصم وان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما به توکل والیہ انیب“

ر پرانی تصانیف میں اختلاف

مختلف کتابوں کو غور و تحقیق سے مطالعہ کرنے والے لوگ خوب جانتے ہیں کہ میں تعارض و تناقض ہوتا اور ان کی بات بات میں اختلاف پایا جاتا اور پرانی تصانیف حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کے متعلق بھی متفق نہیں ہے کہ آپ (الہدی ص ۱۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۵) میں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے (ازالہ اوہام ص ۴۷۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳) میں فرماتے ہیں کہ: اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو

”ایما“

دنیا کے نقشہ پر نظر کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ گلیل اور سری نگر میں مشرق و مغرب کا فرق ہے اور یہ دو مختلف مقامات ہیں۔ کہاں ولایت کشمیر اور کہاں علاقہ شام؟۔

اگر یہ عذر کیا جائے کہ ازالہ اوہام کا بیان پادری صاحبان کے مقابلہ میں لکھا ہے اور انہیں انجیلی حوالہ سے جواب دیا ہے۔ تو یہ عذر درست نہیں۔ کیونکہ اول تو انجیل کی عبارت سے ایسا مفہوم نہیں ہوتا اور اگر مرزا قادیانی نے اپنی نئی منطق سے انا جیل سے ایسا ہی سمجھا ہے تو پھر بھی عذر صحیح نہیں۔ کیونکہ اس عبارت کو آپ اس طرح شروع کرتے ہیں۔ ”یہ تو سچ ہے“ کہ جس سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی مضمون بعد کی تصدیق کرتے ہیں اور اگر کہیں کہ یہ سچ انجیلی سچ ہے نہ کہ نفس الامری تو یہ بھی معقول نہیں۔ کیونکہ اسی اپنے ازالہ اوہام میں آپ نے انا جیل کے مسئلہ صلیب اور موت مسیح پر اپنی تحقیق یہ لکھی ہے کہ ”حضرت مسیح صلیب پر کھینچے تو گئے۔ مگر اس پر مرے نہ تھے۔ بلکہ نیم جان اتارے گئے تھے۔“ پس اس کے بعد مرزا قادیانی کا حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ ماننا اور پھر گلیل میں جا کر فوت شدہ جانا ثابت کر رہا ہے کہ مرزا قادیانی اس عبارت میں اپنا ذاتی خیال ظاہر کر رہے ہیں۔ گو اس کی بنا انا جیل پر ہے۔ دیگر یہ کہ مرزا قادیانی اس موقع پر انا جیل کا مطالعہ اضطرابی طور پر کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس واقعہ صلیب کے ثبوت کے لئے سوائے بیان انا جیل کے کوئی دستاویز نہیں ہے اور ان میں سے بعض امروں کو جو آپ کے خیال کے موافق ہوں تسلیم کر لیتے ہیں اور مخالف ہوں انہیں رد کرتے ہیں۔ یا تاویل کرتے ہیں۔ اس سے اتنا ثابت ہے کہ مرزا قادیانی ان کتابوں کو بالکل حق اور سراسر راست قرار نہیں دیتے۔ پس حق کو حق سمجھنے اور باطل کو باطل قرار دینے کے لئے ان کے پاس انا جیل کے علاوہ کوئی اور معیار چاہئے اور یہ مسلم ہے کہ وہ معیار مسلمانوں کے پاس قرآن شریف اور حدیث نبوی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تورات و انجیل کے ذکر کے بعد قرآن شریف کا ذکر فرمایا اور اس کی یہ صفت بیان کی وہ مہیمننا علیہ یعنی اے پیغمبر ہم نے یہ قرآن شریف تم پر پہلی کتاب (یعنی جس کتاب خواہ تورات ہے۔ خواہ زبور خواہ انجیل) پر مہیمن کر کے نازل کیا ہے۔ یعنی اختلاف کو دور کر کے محکم رائے سے فیصلہ کرنے والا اور (حق کی) حفاظت کرنے والا اور اسی طرح آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا کہ پچھلی کتابوں کا بیان جو کتاب اللہ یعنی قرآن شریف کے موافق ہو۔ وہ (بوجہ تحریف سے محفوظ رہنے کے) کے قبول کر لو اور رجو موافق نہ ہو۔ اسے چھوڑ دو۔

پس مرزا قادیانی پر واجب ہے کہ واقعہ صلیب کے اثبات کے لئے قرآن و حدیث میں سے کوئی دلیل پیش کریں اور بیان انا جیل پر جن کو وہ خود محرف مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

مصنفین اناجیل نے کئی امور از خود بڑھا دیے ہیں یا صرف حسن ظنی سے لکھ دیے ہیں۔ یا پچھلی نسلوں میں سے کسی نے لکھ دیے ہیں۔ کفایت نہ کریں کیونکہ ان پر سے امان مرفوع ہے۔

اور کہا جائے کہ ازالہ اوہام کی تصنیف کے وقت بے شک مرزا قادیانی کی تحقیق یہی تھی کہ مسیح علیہ السلام گلیل میں فوت ہوئے اور اب یہ تحقیق ہے کہ ان کی قبر کشمیر میں ہے اور اس کے متعلق آپ کو وحی بھی ہو چکی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی تحقیق میں نقص ہوتا ہے اور بات بات میں وہ ٹھوکریں کھاتے ہیں اور الزام سے بچنے کے لئے پچھلی عبارت کو وحی قرار دے لیتے ہیں۔ حالانکہ اس سے پیشتر کی تحریر بھی وحی یا بمنزلہ وحی مانی جاتی تھی۔ چنانچہ ازالہ اوہام کا یہی حال ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو وحی نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ ان کے ازالہ اوہام کی تصنیف اور رسائل الہدیٰ وغیرہ کی تصنیف میں کئی برسوں کا عرصہ ہے۔ اگر آپ صاحب وحی ہوتے تو اللہ تعالیٰ علیم وخبیر آپ کو اتنے سال تک اس غلطی کے اندھیریے میں نہ پڑا رہنے دیتا۔ کیونکہ پیغمبران خدا اپنی غلطی کے بعد بلا مہلت متنبہ کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف اور کتب حدیث اور کتب عقائد کے مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے اور یہ امر عرف شرع میں عصمت کی تعریف میں داخل ہے۔ چنانچہ طوابع الانوار میں عصمت کی تعریف میں یہ بھی لکھا ہے کہ: ”وَتَنَادَى الْانبياءُ بِتَتَابَعِ الْوَحْيِ عَلَى التَّذْكَرِ وَالاعتراض ما يصدر عنهم سهواً“

”واوینہما الی ربوۃ (مومنون: ۵۰)“ کی صحیح تفسیر مرزا قادیانی کی عام عادت تھی کہ اپنے مریدوں کو قائم رکھنے کے لئے اپنے غلط دعاوی و اقوال کی تائید میں بھی تو موضوع وضعی روایتیں پیش کیا کرتے تھے اور کبھی قرآن شریف کی آیتیں جن کو آپ کے مدعا سے کوئی بھی تعلق نہیں ہوتا۔ اس سے آپ کی حدیث و تفسیر دانی بخوبی معلوم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہونے کے متعلق اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو (اپنی قدرت کا) ایک نشان بنایا اور ان دونوں ”وجعلنا ابن مریم وامہ آیۃ واوینہما الی ربوۃ ذات قرار ومعین (مومنون: ۵۰)“ کو ایک اونچی جگہ پر جو ٹھہرنے کے قابل شاداب بھی تھی لے جا کر پناہ دی۔ اس آیت سے مرزا قادیانی اس وجہ سے استدلال کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس میں خبر دی ہے کہ ہم نے مسیح کو اور اس کی ماں مریم علیہما السلام کو ایک ایسی جگہ پر پناہ دی۔ جو اونچی ہے اور شاداب ہے اور چونکہ کشمیر ان ہر دو صفتوں سے موصوف

ہے۔ اس لئے اس آیت میں ولایت کشمیر کی علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد مرہم پٹی کرا کر اس آیت کی تفسیر صحیح بیان کرنے

ہے کہ اس آیت میں کشمیر وغیرہ کسی ولایت کا نام نہیں ہے بہت سے مقامات و ولایات میں پائے جاتے ہیں اس مقام کی تخصیص کے لئے کسی خارجی دلیل ہو اس کے متعلق یہ حکم لگانا کہ اس مقام پر فلان مقبول نہیں ہو سکتا اور مرزا قادیانی کی تحریر میں صحابی یا مفسر کا قول نہیں دیکھا۔ جو آپ کے

دوم یہ کہ مرزا قادیانی کے نزدیک آپ کا صلیب پر چڑھایا جانا ضروریات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بآیت قرآنی علیہ السلام کو نہ تو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا جاتا ہجرت کرنے کے کیا معنی؟

اب ہم اس آیت کی صحیح تفسیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے متعلق المقدس ہے۔ جہاں حضرت مریم علیہا السلام امر کی دلیل کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شروع میں فرمایا کہ: ”مریم علیہم السلام کو اور اس کی ماں کو (اپنی فوج علیہ السلام کے بے باپ ہونے کے اعتبار ربوۃ ذات قرار ومعین“ یعنی ہم شاداب بھی تھی پناہ دی۔ اور ان دونوں ذکر کیا۔ حالانکہ ذکر ان دونوں کو نشان بنا۔ ہوں۔ تب تک ان کو ایک نشان نہیں کہہ ”وجعلنا الیل والنہار ایتین (ہ)

دو بڑھادیئے ہیں یا صرف حسن ظنی سے لکھ دیئے ہیں۔ یا پچھلی
ہیں۔ کفایت نہ کریں کیونکہ ان پر سے امان مرفوع ہے۔

وہام کی تصنیف کے وقت بے شک مرزا قادیانی کی تحقیق یہی تھی
ہوئے اور اب یہ تحقیق ہے کہ ان کی قبر کشمیر میں ہے اور اس کے
خاکس کا جواب یہ ہے کہ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی
بات میں وہ ٹھوکریں کھاتے ہیں اور الزام سے بچنے کے لئے
ہیں۔ حالانکہ اس سے پیشتر کی تحریر بھی وحی یا بمنزلہ وحی مانی جاتی
ہے۔

ہے کہ مرزا قادیانی کو وحی نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ ان کے ازالہ
غیرہ کی تصنیف میں کئی برسوں کا عرصہ ہے۔ اگر آپ صاحب
کو اتنے سال تک اس غلطی کے اندھیریے میں نہ پڑا رہنے دیتا۔
بعد بلامہلت متنبہ کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف اور
مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے اور یہ امر عرف شرع میں
چنانچہ طوابع الانوار میں عصمت کی تعریف میں یہ بھی لکھا ہے
ببتابع الوحی علی التذکرہ ولا اعتراض ما یصدر

وۃ (مومنون: ۵۰)“ کی صحیح تفسیر مرزا قادیانی کی عام عادت
کے لئے اپنے غلط دعویٰ و اقوال کی تائید میں بھی تو موضوع
اور کبھی قرآن شریف کی آیتیں جن کو آپ کے مدعا سے کوئی
حدیث و تفسیر دانی بخوبی معلوم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت
کے متعلق اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ ہم نے ابن مریم
نشان بنایا اور ان دونوں ”وجعلنا ابن مریم وامہ آیۃ
ر ومعین (مومنون: ۵۰)“ کو ایک اونچی جگہ پر جو ٹھہرنے
پناہ دی۔ اس آیت سے مرزا قادیانی اس وجہ سے استدلال
نہیں فرمادی ہے کہ ہم نے مسیح کو اور اس کی ماں مریم علیہا السلام کو
ہے اور شاداب ہے اور چونکہ کشمیر ان ہر دو صفتوں سے موصوف

ہے۔ اس لئے اس آیت میں ولایت کشمیر کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ واقعہ تب ہی ہوا جب عیسیٰ
علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد مرہم پٹی کرا کر اس طرف بھاگ آئے۔

اس آیت کی تفسیر صحیح بیان کرنے سے پہلے ناظرین کی توجہ اس طرف کرانی ضروری
ہے کہ اس آیت میں کشمیر وغیرہ کسی ولایت کا نام مذکور نہیں۔ بلکہ ایسے دو وصف مذکور ہیں۔ جو دنیا
میں بہت سے مقامات و ولایات میں پائے جاتے ہیں اور وہ جغرافیہ دانوں سے پوشیدہ نہیں۔ پس
اس مقام کی تخصیص کے لئے کسی خارجی دلیل کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جو امر کئی ایک میں مشترک
ہو اس کے متعلق یہ حکم لگانا کہ اس مقام پر فلاں مقصود ہے اور فلاں مراد نہیں ہے۔ بغیر دلیل کے
مقبول نہیں ہو سکتا اور مرزا قادیانی کی تحریر میں ہم نے اس آیت کے سوا کوئی آیت یا حدیث یا کسی
صحابی یا مفسر کا قول نہیں دیکھا۔ جو آپ کے اس خیال کی تائید کرے۔

دوم یہ کہ مرزا قادیانی کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیاحت کشمیر کے لئے
آپ کا صلیب پر چڑھایا جانا ضروریات میں سے ہے اور جب ثابت ہو چکا کہ واقعہ صلیب
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نیست بآیت قرآنی وما قتلوه وما صلبوه (یہود نے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کو نہ قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا) بالکل باطل اور غلط ہے تو اس کے بعد کشمیر کی طرف
ہجرت کرنے کے کیا معنی؟

اب ہم اس آیت کی صحیح تفسیر بیان کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ اس آیت میں
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے متعلق ایک امر کا اشارہ ہے اور اس مقام سے مراد بیت
المقدس ہے۔ جہاں حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمیت پناہ لی تھی۔ اس
امر کی دلیل کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے متعلق ایک واقعہ کی طرف اشارہ
ہے۔ یہ ہے کہ اس کے شروع میں فرمایا کہ: ”وجعلنا ابن مریم وامہ آیۃ“ یعنی ہم نے ابن
مریم علیہم السلام کو اور اس کی ماں کو (اپنی قدرت کا) ایک نشان بنایا اور ان کا یہ یہ نشان ہونا عیسیٰ
علیہ السلام کے بے باپ ہونے کے اعتبار سے ہے اور اس کے بعد فرمایا کہ: ”واينھما الی
ربوۃ ذات قرار ومعین“ یعنی ہم نے ان دونوں کو ایک اونچی جگہ میں جو قرار کے قابل اور
شاداب بھی تھی پناہ دی۔ اور ان دونوں جملوں کو حرف عطف سے وصل کیا اور لفظ آیۃ کو مفرد
ذکر کیا۔ حالانکہ ذکر ان دونوں کو نشان بنانے کا ہے تو جب تک دونوں اکٹھے ایک ہی امر میں نشان نہ
ہوں۔ تب تک ان کو ایک نشان نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ پھر دو نشان کہنا پڑے گا۔ جیسا کہ فرمایا کہ:
”وجعلنا الیل والنھار ایتین (بنی اسرائیل: ۱۲)“ بتایا ہم نے رات اور دن کو (اپنی

اس سارے بیان سے واضح ہو گیا کہ دوسری آیات قرآنی کی طرح اس آیت زیر بحث میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بلا باپ پیدا ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس قدر بیان کے بعد شاید میرے ناظرین یہ کہہ انھیں کہ دلیل تو اس امر کی دینی تھی کہ جملہ او وینہما حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بلا پدر کے متعلق ایک واقعہ کا اشارہ ہے اور تقریر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بلا پدر ہونے کی چھیڑ دی تو آپ کو حیرانی کو دور کرنے کے لئے اب اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ یہ سارا بیان اصل مقصود کے ثابت کرنے سے پہلے ذکر کیا ہے تو اس میں کوئی نہ کوئی حُکمت تو ضرور ہے اور وہ حکمت یہ ہے کہ سورۃ مریم میں جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر ہے۔ فرمایا کہ: ”فحملته فانتبذت به مکاناً قصياً فاجاءها المخاض الى جذع النخلة قالت يلىتنى مت قبل هذا وكنت نسياً منسياً فناداها من تحتها ان لا تحزنى قد جعل ربك تحتك سرياً وهذى اليك بجذع النخلة تساقط عليك رطباً جنياً“ (مریم: ۲۳، ۲۵)۔ پس جبرائیل علیہ السلام کے بشارت سناتے ہی (خدا کی قدرت سے) اس نے پیٹ میں اس بیٹے کو اٹھالیا۔ جس کی بشارت سنائی گئی تھی۔ پس اس کو دروزہ

اس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام عاصفہ تجری بامرہ الی الارض التی زورکی ہوا بھی چلتی تھی۔ اس کے کلم سے اس زمین ان آیات مذکورہ بالا سے صاف واضح

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ دونوں اکٹھے ایک ولادت بلا پدر کے اور کون سا ہے چنانچہ اسی کے موافق سورہ انبیاء میں وابنہا آية للعالمین (انبیاء: ۹۱) ”ہم نے مریم کو اور اس کے شان بنایا۔“

کی آیت میں مقصود عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اس لے اس مقام پر لی ماں حضرت مریم کا ذکر پیچھے لیکن سورہ انبیاء میں مقصود حضرت مریم کا ذکر پہلے کیا اور حضرت عیسیٰ کا پیچھے۔

مریم میں مذکور ہے کہ حضرت مریم عیسا السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت بھی سنایا گیا تھا۔ (کہ اس کے بلا پدر پیدا کرنے میں یہ کے لئے اپنی قدرت کا) نشان بنایا جاتے ہیں۔

الناس (مریم: ۲۱) ”اور اس طرح سورہ زخرف میں بھی کفار کے نفاہ مثلاً لبنی اسرائیل (زخرف: ۵۹) ”ہم نے اس کو (ابن) اپنی قدرت کا) ایک نشان بنایا۔“

ن سے واضح ہو گیا کہ دوسری آیات قرآنی کی طرح اس آیت زیر پر اسلام کے بلا باب پیدا ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس قدر بیان کے انہیں کہ دلیل تو اس امر کی دینی تھی کہ جملہ واوینہما حضرت عیسیٰ کے متعلق ایک واقعہ کا اشارہ ہے اور تقریر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پ کو حیرانی کو دور کرنے کے لئے اب اصل مطلب کی طرف رجوع مقصود کے ثابت کرنے سے پہلے ذکر کیا ہے تو اس میں کوئی نہ کوئی مت یہ ہے کہ سورہ مریم میں جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر فانتبذت به مکاناً قصیباً فاجاءها المخاض الى جذع شجرة فانتبذت به مکاناً منسیاً فناداها عن تحتها ان لا تحتک سریاً وهدی الیک بجذع النخلة تساقط علیک (۲۳: ۲۵) ”پس جبرائیل علیہ السلام کے بشارت سناتے ہی (خدا کی) میں اس بیٹے کو اٹھالیا۔ جس کی بشارت سنائی گئی تھی۔ پس اس کو دروزہ

کھجور کے تنے کی طرف لے پہنچا۔ کہنے لگی اے کاش! میں اس سے پہلے مرچکی ہوتی اور بھولی بھری ہو گئی ہوتی۔ اس پر اس کو اس کے نیچے سے آواز دی تو کوئی اندیشہ نہ کر۔ دیکھو تو تیرے پروردگار نے تیرے نیچے ایک چشمہ بہا دیا ہے اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا۔ وہ تجھ پر پکی پکی تازہ کھجوریں جھاڑے گی۔

سورت مریم کی ان آیات میں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے ذکر میں چشمہ کا ذکر صاف طور پر ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو اس وقت کرامت فرمایا تھا۔ پس آیت زیر بحث جتنی وجعلنا ابن مریم وامه آية واوینہما الی ربوة ذات قرار ومعین میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے ذکر کے بعد اسی کے متعلق ایک واقعہ کا ذکر ہے جو نہایت اختصار سے بیان کیا گیا ہے۔

اب ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ خوشگوار پانی والا اونچا قطعہ زمین وہی علاقہ شام ہے۔ جس کی نسبت خدا تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے کہ: ”واورثنا القوم الذین کسانوا يستضعفون مشارق الارض ومغاربها التي بارکنا فیها (اعراف: ۱۳۷)“ اور وارث کیا ہم نے ان لوگوں کو جو ضعیف شمار کئے جاتے تھے۔ اس زمین کے مشرق و مغرب کا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے۔

اسی سورہ بنی اسرائیل میں بھی فرمایا کہ: ”سبحان الذی اسری بعبده لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله (بنی اسرائیل: ۱)“ پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کوئی اپنے بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد ہم نے برکت رکھی ہے۔

سورہ مائدہ میں اس مبارک زمین کو ارض مقدسہ بھی کہا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ: ”یا قوم ادخلوا الارض المقدسة التي کتب اللہ لکم (مائدہ: ۲۱)“ اے میری قوم داخل ہو اس زمین پاک میں جو خدا نے تمہارے لئے لکھی ہے۔

اس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ: ”ولسلیم من الريح عاصفة تجری بامرہ الی الارض التي بارکنا فیها (انبیاء: ۸۱)“ سلیمان کے لئے زور کی ہوا بھی چلتی تھی۔ اس کے حکم سے اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی ہے۔

ان آیات مذکورہ بالا سے صاف واضح ہو گیا کہ اس زمین کو خدا تعالیٰ نے قرآن شریف

میں ارض مبارکہ اور ارض مقدسہ فرمایا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ نے روحانی و جسمانی ہر طرح کی برکتیں رکھی ہوئی ہیں۔ روحانی یہ کہ اس میں بہت پیغمبر پیدا کئے۔ جسمانی یہ کہ اس میں میٹھی نہریں چلتی ہیں۔ باغات بکثرت ہیں۔ میوہ جات بافراط ہیں اور ہر دوا مریضیہ ہے کہ محتاج بیان نہیں ہے۔ پس اس آیت زیر بحث میں بھی اس جگہ سے یہاں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جگہ ملی۔ یہی زمین مبارک مراد ہے۔ کیونکہ اس کی صفات دوسرے مقامات پر قرآن شریف میں مذکور ہیں۔ جو ہم نے بیان کر دیں۔ تفسیر (ابن کثیر ج ۵ ص ۴۱۵) میں اس قول کو اقرب اور اظہر اور مؤید بالقرآن کہہ کر لکھا ہے۔

”واقرب الاقوال فی ذالک ما رواه العوفی عن ابن عباس فی قوله والوینہما الی ربوة ذات قرار ومعین قال المعین الماء جاری وهو النہر الذی قال اللہ تعالیٰ قد جعل ربک تحتک سرباً وكذا قال الضحاک وقتادة الی ربوة ذات قرار ومعین هو بیت المقدس فهذا واللہ اعلم ہوا لا ظہر لا نہ المذکور فی الایۃ الاخری والقرآن یفسر بعضہ بعضاً“ اور سب قولوں سے اقرب وہ ہے جو عوفی نے ابن عباسؓ سے اس آیت والوینہما کے بابت روایت کیا ہے کہ معین جاری پانی کو کہتے ہیں اور اس سے وہ نہر مراد ہے۔ جس کی بابت دوسری جگہ فرمایا کہ: ”قد جعل ربک تحتک سرباً (مریم)“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت پر جو حضرت مریم کے لئے خدا نے ظاہر کی اور اسی طرح ضحاک اور قتادہ نے کہا کہ ربوة ذات قرار معین سے مراد بیت المقدس ہے اور یہی قول اظہر ہے۔ کیونکہ یہ دوسری آیت میں مذکور ہے اور قرآن کی بعض آیتیں بعض کی تفسیر کرتی ہیں۔“

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ اس زمین سے مراد ملک کشمیر ہے نہ تو قرآن مجید سے اور نہ حدیث شریف سے ثابت ہے اور نہ اقوال صحابہؓ کی تائید کرتے ہیں۔ پس ان کی اپنی رائے قرآن شریف کی آیات اور آثار صحابہؓ و تابعینؓ کے مقابلہ میں ہرگز پیش نہیں ہو سکتی۔

ثانیاً یہ کہ الوینہما سے تحقق موت ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ جملہ صرف اس امر کا مفید ہے کہ خدا نے ان کو جگہ دی۔ اس سے موت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے؟

شاہزادہ یوز آسف کا قصہ

چونکہ مرزا قادیانی نے کتاب اکمال الدین و اتمام العتمة کا ذکر کر کے کہا ہے کہ تیسری قبر کی تصدیق کے لئے اس کتاب کا مطالعہ کرتا چاہئے اور اس سے انہوں نے خلق خدا کو سخت دھوکا

۱۔ چنانچہ خاکسار بتوفیق الہی ۱۳۳۰ھ کے سفر حج میں پنجم خود دیکھ آیا ہے۔

دیا ہے اور یوز آسف کو یسوع بنا کر اسے کچھ ترجمہ بطور خلاصہ درج کرتے ہیں اور شخص کا ذکر ہے اور مرزا قادیانی مطلب نکالنا چاہتے ہیں۔

شیخ ابن بابویہ کتاب اکمال کرتے ہیں کہ: ”ممالک ہندوستان میں میسر ہوتا تھا۔ اس کی مملکت میں دین رکھنے لگا اور ان کو ستانے لگا۔ بعض کو قتل روپوش ہو گئے۔ ایک دن بادشاہ نے اسے جاتے تھے۔ ایک شخص کی نسبت سوال کیا ہو کر گوشہ نشین ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے اسے خفگی ظاہر کی۔ اس باخدا کے ساتھ بادشاہ باتیں کیں۔ لیکن بادشاہ کو کچھ اثر نہ ہوا عرصہ نہ گزرا تھا کہ بادشاہ کے ہاں بیٹا منجموں نے اس کے طالع کی نسبت بالا مند ہوگا۔ لیکن ایک بوڑھے منجم نے کہا اس سعادتمندی عاقبت کی ہے اور گمان تو بادشاہ یہ سن کر نہایت حیران شہر و قلعہ خالی کرایا جائے۔ جس میں صرف تاکید کی آپس میں کوئی تذکرہ دین حق اور کان میں نہ پڑیں۔

اس کے بعد کئی سو صفحوں تک اور علم دین کی تعلیم اور ترک سلطنت اور اخلاص اس بیان سے صاف واضح

میں سے ایک بادیات و باایمان شاہزادہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیلی ہیں

فدسہ فرمایا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ نے روحانی رکھی ہوئی ہیں۔ روحانی یہ کہ اس میں بہت پیغمبر پیدا کئے۔ جسمانی یہ کہ باغات بکثرت ہیں۔ میوہ جات بافراط ہیں اور ہر دوا مرایے ہیں اس آیت زیر بحث میں بھی اس جگہ سے یہاں حضرت مریم اور جگہ ملی۔ یہی زمین مبارک مراد ہے۔ کیونکہ اس کی صفات دوسرے میں مذکور ہیں۔ جو ہم نے بیان کر دیں۔ تفسیر (ابن کثیر ج ۵ ص ۴۱۵) میں رموز بالقرآن کہہ کر لکھا ہے۔

قوال فی ذالک ما رواہ العوفی عن ابن عباس فی قولہ ات قرار ومعین قال المعین الماء الجاری وهو النهر الذی بل ربك تحنك سربا وكذا قال الضحاک وقتادة الى ربوة بیت المقدس فهذا والله اعلم هو الاظهر لانه المذكور فی آن یفسر بعضه بعضاً اور سب قولوں سے اقرب وہ ہے جو عوفی ت و اوینہما کے بابت روایت کیا ہے کہ معین جاری پانی کو کہتے ہیں جس کی بابت دوسری جگہ فرمایا کہ: ”قد جعل ربك تحنك سربا علیہ السلام کی ولادت پر جو حضرت مریم کے لئے خدا نے ظاہر کی اور اسی ماکہ ربوة ذات قرار معین سے مراد بیت المقدس ہے اور یہی قول بیت میں مذکور ہے اور قرآن کی بعض آیتیں بعض کی تفسیر کرتی ہیں۔“ یہ کہنا کہ اس زمین سے مراد ملک کشمیر ہے نہ تو قرآن مجید سے اور نہ ہے اور نہ اقوال صحابہؓ کی تائید کرتے ہیں۔ پس ان کی اپنی رائے آثار صحابہؓ و تابعینؓ کے مقابلہ میں ہرگز پیش نہیں ہو سکتی۔

ہما سے تحقق موت ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ جملہ صرف اس امر کا مفید اس سے موت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے؟

قصہ

انی نے کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ کا ذکر کر کے کہا ہے۔ تیسری کتاب کا مطالعہ کرتا چاہئے اور اس سے انہوں نے خلق خدا کو سخت دھوکا رہتوفیق الہی ۱۳۳۰ھ کے سفر حج میں پچشم خود دیکھ آیا ہے۔

دیا ہے اور یوز آسف کو یسوع بنا کر اپنا مطلب سیدھا کرنا چاہا ہے۔ اس لئے ہم اس کتاب کا کچھ ترجمہ بطور خلاصہ درج کرتے ہیں۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ اصل کتاب میں کسی اور شخص کا ذکر ہے اور مرزا قادیانی حسب عادت دھوکے سے اسے حضرت عیسیٰ کہہ کر اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں۔

شیخ ابن بابویہ کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ میں بسند خود محمد بن زکریا سے نقل کرتے ہیں کہ: ”ممالک ہندوستان میں ایک بادشاہ تھا۔ جس امر کو امور دنیا سے چاہتا تھا۔ بآسانی میسر ہوتا تھا۔ اس کی مملکت میں دین اسلام ہو چکا تھا۔ جب یہ تخت پر بیٹھا تو اہل دین سے بغض رکھنے لگا اور ان کو ستانے لگا۔ بعض کو قتل کروادیا اور بعض کو جلا وطن کر دیا اور بعض اس کے خوف سے روپوش ہو گئے۔ ایک دن بادشاہ نے ان لوگوں میں سے جو اس کے نزدیک نظر عزت سے دیکھے جاتے تھے۔ ایک شخص کی نسبت سوال کیا تو وزراء نے جواباً عرض کیا کہ وہ چند ایام سے تارک دینا ہو کر گوشہ نشین ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے اس کی طلبی کا حکم دیا اور اسے لباس زہاد و عباد میں دیکھ کر بہت خفگی ظاہر کی۔ اس بادشاہ کے ساتھ بادشاہ کی بہت باتیں ہوئیں اور اس نے بہت حکمت آموز باتیں کیں۔ لیکن بادشاہ کو کچھ اثر نہ ہوا اور اسے اپنی مملکت سے نکلوا دیا۔ بعد اس واقعہ کے تھوڑا عرصہ نہ گزرا تھا کہ بادشاہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اس کا نام یوز آسف رکھا۔ شہزادے کی ولادت پر منجموں نے اس کے طالع کی نسبت بالاتفاق کیا کہ یہ شہزادہ فرزندہ طلعت نیک اختر نہایت اقبال مند ہوگا۔ لیکن ایک بوڑھے منجم نے کہا اس کا مطالع و اقبال دینی جاہ و چشم کے متعلق نہیں بلکہ وہ سعادت مندی عاقبت کی ہے اور گمن قوی ہے کہ شہزادہ پیشوایان زہاد و عباد سے ہوگا۔“

بادشاہ یہ سن کر نہایت حیران و غمگین ہوا اور اس کی تربیت کے لئے حکم دیا کہ ایک شہر و قلعہ خالی کرایا جائے۔ جس میں صرف شاہزادہ اور اس کے خادم سکونت کریں اور سب کو نہایت تاکید کی آپس میں کوئی تذکرہ دین حق اور مرگ و آخرت کا ہرگز نہ کریں۔ تاکہ یہ خیالات اس کے کان میں نہ پڑیں۔

اس کے بعد کئی سو صفحوں تک شاہزادے کی تربیت اور دین حق کی طرف اس کی رغبت اور علم دین کی تعلیم اور ترک سلطنت اور اختیار فقر کا ذکر ہے۔

اس بیان سے صاف واضح ہے کہ شہزادہ یوز آسف ممالک ہندوستان کے شہزادوں میں سے ایک باہدایت و باایمان شاہزادہ ہوا ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی راہ دکھائی۔ نہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیلی پیغمبر ملک کشمیر میں آئے اور یہاں فوت ہوئے۔

ہم مرزا قادیانی کے مقلدوں کو پکار کر کہتے ہیں کہ وہ کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ کو نکال کر ہمارے سامنے کسی مجلس میں اس میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر خدا کا ذکر نکال کر دکھادیں۔ ورنہ جھوٹ کا اقرار کر لیں اور کہیں۔

جھوٹے پر خدا کی لعنت

یہ کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ لندن کے سرکاری کتب خانہ میں بزبان فارسی موجود ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالقادر صاحب پیر سڑک کا ایک خط جو انہوں نے سفر ولایت کے ایام میں لندن سے لکھا تھا۔ پیشہ اخبار لاہور میں شائع ہوا تھا۔ اس میں انہوں نے اس کتاب کے دیکھنے کا ذکر کیا تھا اور اس کی بعض عبارتیں اصل فارسی زبان میں نقل کی تھیں۔ جن کا ترجمہ ہماری عبارت منقولہ بالا میں آگیا ہے اور اب اس تمام کتاب کا اردو ترجمہ بنام تنبیہ الغافلین مطبع صبح صادق میں چھپ چکا ہے۔ لاہور وغیرہ سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ مزید اطمینان کے لئے شائقین خود کتاب منگوا کر تسلی کر لیں۔

مدفن عیسیٰ

”اثم يموت فيد فن معي في قبري فاقوم انا وعيسى بن مريم في قبر واحد بين ابى بكر وعمر“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن مدینہ طیبہ داخل حجرہ نبوی ﷺ ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول کے فوت ہوں گے اور رسول اللہ ﷺ کے روضہ شریفہ میں آپ کے ساتھ شیخین یعنی حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کے درمیان مدفون ہوں گے۔

یہ حدیث (بروایت عبداللہ بن عمر و تبخیر ابن جوزی در کتاب الوفاء مشکوٰۃ ص ۴۸، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) میں موجود ہے۔ اس سے منصوصاً اور منطوقاً ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن مقبرہ نبوی ﷺ ہے نہ کوئی اور موضع۔

اس حدیث کے متعلق ہم علاوہ امر مقصود کے دیگر امر بھی ذکر کرتے ہیں۔ جن سے مرزا قادیانی کی مسیحیت ان کی اپنی زبانی بالکل درہم برہم ہو جاتی ہے۔

مرزا قادیانی اپنی مشہور کتاب (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱ ص ۳۳۷ حاشیہ) پر اس حدیث کو اپنی مسیحیت کی دلیل گزارتے ہیں۔ اس تقریب سے کہ اس حدیث کا شروع اس طرح ہے۔

”ینزل عیسیٰ بن مرید الارض خمساً واربعین سنة ثم یمو گے اور ان کے ہاں اولاد پیدا ہوگی اور زمین میں اس حدیث میں حضرت عیسیٰ ؑ

مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مرزا نکاح میں آنے اور پھر اس سے اولاد کے (ص ۵۳، خزائن ج ۱ ص ۳۳۷) پر فرماتے ہیں کہ علامت خود حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔“

پھر اسی حدیث کا ذکر کیا ہے۔ جو اول! یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب

میں شمار کرتے ہیں تو یہ حدیث ان کے نزدیک ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن کی قبر کی بابت یہ کہنا کہ وہ کشمیر میں ہے باطل

دوم! یہ کہ اس حدیث میں مسیح ہوں گے اور سب پر واضح ہے کہ مرزا قادیانی کے قادیان میں دفن کئے گئے۔ پس جب مسیحیت بھی باطل ہوا۔

سوم! یہ کہ مرزا قادیانی نے اس

نشان قرار دیا اور معلوم ہے کہ مرزا قادیانی د امر کو انہوں نے مسیحیت کا نشان قرار دیا تھا اور مولوی محمد احسن قادیانی نے

نبی ﷺ کی لازمی آتی ہے۔ کیونکہ جب دفن کئے جائیں تو بالضرور قبر رسول ﷺ کا کھ کر یہاں کی خدمت میں۔

مولوی محمد احسن قادیانی نے لیا اور ادب کو بالائے طاق رکھ دیا۔ یہ اعتراض

میں مقلدوں کو پکار کر کہتے ہیں کہ وہ کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ کو
میں اس میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر خدا کا ذکر نکال کر
رہیں اور کہیں۔

رین و اتمام النعمۃ لندن کے سرکاری کتب خانہ میں بزبان فارسی
در صاحب بیرسٹر کا ایک خط جو انہوں نے سفر ولایت کے ایام میں
ہور میں شائع ہوا تھا۔ اس میں انہوں نے اس کتاب کے دیکھنے کا
میں اصل فارسی زبان میں نقل کی تھیں۔ جن کا ترجمہ ہماری عبارت
ب اس تمام کتاب کا اردو ترجمہ بنام تنبیہ الغافلین مطبع صبح صادق
برہ سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ مزید اطمینان کے لئے شائقین خود

مدفن عیسیٰ

یہ مدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ بن مریم فی
بکر و عمرؑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن مدینہ طیبہ داخل حجرہ
سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول کے فوت ہوں گے اور
میں آپ کے ساتھ شیخین یعنی حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان

ت عبد اللہ بن عمر و تبخیرج ابن الجوزی در کتاب الوفاء
عیسیٰ علیہ السلام) میں موجود ہے۔ اس سے منصوصاً اور منطوقاً
سلام کا مدفن مقبرہ نبی ﷺ ہے نہ کوئی اور موضع۔

میں ہم علاوہ امر مقصود کے دیگر امر بھی ذکر کرتے ہیں۔ جن سے
پنی زبانی بالکل درہم برہم ہو جاتی ہے۔

شہور کتاب (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷ حاشیہ) پر
دلیل گزارتے ہیں۔ اس تقریب سے کہ اس حدیث کا شروع

”ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فینز وج ویولد له ویمکن فی
الارض خمساً واربعمین سنة ثم یموت“ اتریں گے عیسیٰ بن مریم زمین پر پس نکاح کریں
گے اور ان کے ہاں اولاد پیدا ہوگی اور زمین میں پینتالیس سال رہیں گے۔ پھر فوت ہوں گے۔

اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نکاح کا جو ذکر ہے۔ اس کی بابت
مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی لڑکی محمدی بیگم کے میرے
نکاح میں آنے اور پھر اس سے اولاد کے ہونے کی بشارت ہے۔ چنانچہ (ضمیمہ انجام آتھم کے
ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷) پر فرماتے ہیں کہ: ”حدیث میں اس نکاح کو مسیح موعود کی صداقت کی
علامت خود حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔“

پھر اسی حدیث کا ذکر کیا ہے۔ جو ہم نے اوپر لکھی ہے۔

اول! یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب مرزا قادیانی اس حدیث کو اپنے دعوے کے دلائل
میں شمار کرتے ہیں تو یہ حدیث ان کے نزدیک صحیح اور قابل استناد ہے۔ پس جب اسی حدیث سے
ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن مدینہ طیبہ داخل حجرہ شریفہ ہے تو مرزا قادیانی کا آپ
کی قبر کی بابت یہ کہنا کہ وہ کشمیر میں ہے باطل ہے۔

دوم! یہ کہ اس حدیث میں مسیح موعود کے لئے بتایا گیا کہ وہ مدینہ طیبہ میں مدفون
ہوں گے اور سب پر واضح ہے کہ مرزا قادیانی لاہور میں فوت ہوئے اور وہاں سے ریل پر سوار کر
کے قادیان میں دفن کئے گئے۔ پس جب مطابق حدیث کے آپ کا دفن نہ ہوا تو آپ کو دعویٰ
مسیحیت بھی باطل ہوا۔

سوم! یہ کہ مرزا قادیانی نے اس حدیث کے رو سے محمدی بیگم کے نکاح کو اپنی مسیحیت کا
نشان قرار دیا اور معلوم ہے کہ مرزا قادیانی دنیا سے اس کے نکاح سے محروم رخصت ہوئے تو جس
امر کو انہوں نے مسیحیت کا نشان قرار دیا تھا وہ پورا نہ ہوا تو مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت غلط ہوا۔

مولوی محمد احسن قادیانی نے اس حدیث نبوی پر یہ اعتراض کیا کہ اس سے اہانت
نبی ﷺ کی لازمی آتی ہے۔ کیونکہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک میں
دفن کئے جائیں تو بالضرور قبر رسول ﷺ کا کھودنا لازم آئے گا۔ یہ بے ادبی ہے جناب اقدس رسول
کریم ﷺ کی خدمت میں۔

مولوی محمد احسن قادیانی نے لیت علمی اور قوت نظری سے بالکل کام نہیں لیا اور تقویٰ
اور ادب کو بالائے طاق رکھ دیا۔ یہ اعتراض تو رسول اللہ ﷺ ناطق بالوحی کے کلام ہدایت الیتام پر

ہو انہ کہ اہل سنت کے اعتقاد پر۔ کیونکہ اہل سنت تو صرف کلمات نبویہ کے ناقل ہیں اور ان کے مطابق اعتقاد رکھنے والے فصحاء و فاضل بالوہی ﷺ کے کلمات جامعہ خود اس شبہ و ابی کو رد کرتے ہیں اور تصریح بین ابی بکر و عمر اسی لئے ہے کہ کسی متجامل کو شبہ قبر کے کھودنے کا نہ پڑے۔ کیونکہ مرکب اضافی بین ابی بکر و عمر متعلق ہے۔ فعل یدفن کے نہ اقوم کے کیونکہ نقشہ روضہ پاک اس کا انکار کر رہا ہے۔ جب یہ صاف بتا دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام شیخین خلیفتین کے درمیان مدفون ہوں گے تو شبہ کھودنے قبر کا جاتا رہا اور یہی تخصیص بین ابی بکر و عمر مفید ہے۔ اس امر کی کہ قبر بمعنی مقبرہ ہے اور نے بمعنی من ہے۔ (نافہم) اس حدیث میں قبر بمعنی مقبرہ اور فی ثانی بمعنی من کی تصریح ملا علی قاریؒ نے اسی حدیث کی شرح میں کی ہے۔

روضہ مطہرہ نبی ﷺ کا نقشہ حسب ذیل ہے۔ منقول از جذب القلوب!

نقشہ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

حضرت ابوبکر صدیق

موضع قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عمر فاروق

اس کیفیت سے کہ سر مبارک حضرت ابوبکر صدیقؓ کا محاذی معدن اسرار منبع انوار صدر شریف حضرت رسول مقبول ﷺ کے ہے اور سر مبارک حضرت خلیفہ ثانی کا بمقابلہ سینہ حضرت خلیفہ اولؓ اور قدم مبارک حضرت رسول اللہ ﷺ کے ہے اور قدم حضرت عمرؓ کے دیوار کے بیچ میں ہیں۔ اس کیفیت سے جو موضع حضرت خلیفہ ثانی فاروق اعظم حضرت عمرؓ کے سر ہانے خالی پچی ہوئی ہے۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی جگہ جو قادیانی کو کبھی بھی نصیب نہ ہوگی۔ ان اللہ لا یخلف المیعاد!

یہ کیفیت قبور ثلاثہ کی شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ نے جذب القلوب میں درج فرمائی اور اسی وضع کو اصح کہا ہے۔ حج اکرامہ میں یثقل ابن خلدون از کندی ذکر کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام مدینہ میں فوت ہوں گے اور حضرت عمرؓ کے پاس دفن کئے جائیں گے۔ یہ بھی مردی ہے کہ

۱۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بروز منگل سہ شنبہ لاہور میں بعارضہ مرض ہیضہ فوت ہو گئے اور فریضہ حج ادا نہ کیا۔ جو بوجہ متول آپ پر فرض تھا اور بوجہ دعویٰ مسیحیت ہونا ضروری تھا۔

ابوبکر و عمرؓ دو پیغمبروں کے درمیان سے محض
۲۔ ”عن عائشہ

بعدك فتاذن ان ادفن الی
الاموضع قبری وقبرابی بد
ص ۶۲۰ حدیث نمبر ۳۹۷۲۸) ”د
حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ میں
کہ میں آپؐ کے بعد زندہ رہوں گی۔
جاؤں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اس جگہ کی
ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور عیسیٰ بن مریم
قلب بوجہ اکتساب انوار نبویہ از بس مجھے
رسول اکرم ﷺ کے بعد زندہ رہیں گی
پر آپؐ نے جواب فرمایا کہ اللہ مدد بہ
میرے مقبرہ میں سوائے میری قبر اور ابی
یہ میرا اختیار امر نہیں ہے۔

اللہ اکبر! جس امر کو رسول
فرمائیں۔ مبطمین منکرین اس میں تردد
نہیں کرتے یہ صرف بد اعتقادی کا نتیجہ
تیسری حدیث امام ترمذی
کہ تورات میں محمد رسول اللہ ﷺ کی
۳۔ ”عن عب

محمد و عیسیٰ بن مریم یدفنون
قبر (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص
معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ا
تھی اور یہ بھی کہ ان دونوں کا دفن
عیسیٰ بن مریم کی موت و وفات رسول
ماحق سے متقدم ہوتا ہے۔

نادر۔ کیونکہ اہل سنت تو صرف کلمات نبویہ کے ناقل ہیں اور ان کے افصح الفصحاء ناطق بالوحی ﷺ کے کلمات جامعہ خود اس شبہ وانی کو رد الی بکر و عمرؓ ای لئے ہے کہ کسی متجاہل کو شبہ قبر کے کھودنے کا نہ پڑے۔ الی بکر و عمر متعلق ہے۔ فعل یدفن کے نہ اقوم کے کیونکہ نقشہ روضہ پاک ب یہ صاف بتلا دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام شیخین حلیفتین کے درمیان مدفون جاتا رہا اور یہی تخصیص بین الی بکر و عمر مفید ہے۔ اس امر کی کہ قبر بمعنی ہے۔ (فافہم) اس حدیث میں قبر بمعنی مقبرہ اور فی ثانی بمعنی من کی حدیث کی شرح میں کی ہے۔

ﷺ کا نقشہ حسب ذیل ہے۔ منقول از جذب القلوب! نقشہ

ﷺ

حضرت ابوبکر صدیق

عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عمر فاروق

کہ سر مبارک حضرت ابوبکر صدیق کا محاذی معدن اسرار منبع انوار صدر ﷺ کے ہے اور سر مبارک حضرت خلیفہ ثانی کا بمقابلہ سینہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے ہے اور قدم حضرت عمرؓ کے دیوار کے بیچ میں حضرت خلیفہ ثانی فاروق اعظم حضرت عمرؓ کے سر ہانے خالی پچی ہوئی ہے جگہ جو قادیانی کو کبھی بھی نصیب نہ ہوگی۔ ان اللہ لا یشکک

کی شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے جذب القلوب میں درج ہے۔ حج الکرامہ میں شقل ابن خلدون ازکندی ذکر کیا کہ عیسیٰ علیہ لے اور حضرت عمرؓ کے پاس دفن کئے جائیں گے۔ یہ بھی مردی ہے کہ

ہوا کہ مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بروز منگل سہ شنبہ لاہور میں لے اور فریضہ حج ادا نہ کیا۔ جو بوجہ تمول آپ پر فرض تھا اور بوجہ دعویٰ

ابوبکر و عمرؓ و پیغمبروں کے درمیان سے محشور ہوں گے۔

۲۔۔۔۔۔ ”عن عائشہ قالت قلت یا رسول اللہ انی ارى انی اعیش بعدك فتأذن ان ادفن الی جنبك فقال وانی لی بذالك الموضع ما فیہ الاموضع قبری وقبرا بی بکر و عمر و عیسیٰ ابن مریم (کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۲۰ حدیث نمبر ۳۹۷۲۸)“ دوسری حدیث کنز العمال میں تخریج ابن عساکر نقل کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ پس آپ اجازت فرمائیں کہ میں آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس جگہ کی نسبت میرا کچھ اختیار نہیں ہے۔ وہاں تو سوائے میری قبر اور ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور عیسیٰ بن مریمؓ کی قبر کے کسی کی جگہ نہیں۔ چونکہ حضرت عائشہ کا آمینہ قلب بوجہ اکتساب انوار نبویہ از بس مجتہ تھا۔ اس لئے آپ پر کرامۃ مشکوف و مشہود ہو گیا کہ آپ رسول اکرم ﷺ کے بعد زندہ رہیں گی۔ پس تمنا کی کہ آپ مکی جب مبارک میں مدفون ہوں۔ اس پر آپ نے جواب فرمایا کہ اللہ مدبر السموات والارض کی طرف سے یہی امر مقدر ہے کہ میرے مقبرہ میں سوائے میری قبر اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عیسیٰ بن مریمؓ کی قبر کے اور کسی کی قبر نہ ہو۔ پس یہ میرا اختیار ہی امر نہیں ہے۔

اللہ اکبر! جس امر کو رسول اکرم ﷺ اس وضاحت اور صفائی سے مضرع بیان فرمائیں۔ مطلقین منکرین اس میں ترددات و شبہات وارد کرتے ہیں اور صراط مستقیم کی طرف توجہ نہیں کرتے یہ صرف بد اعتقادی کا نتیجہ ہے۔

تیسری حدیث امام ترمذی نے عبد اللہ بن سلامؓ سے روایت کیا اور اس حدیث کو حسن کہا کہ توریت میں محمد رسول اللہ ﷺ کی صفت ہوئی ہے۔

۳۔۔۔۔۔ ”عن عبد اللہ بن سلام قال مکتوب فی التوراة صفة محمد و عیسیٰ بن مریم یدفن معہ قال ابو مودود قد بقی فی البیت موضع قبر (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۱۵، فضائل سید المرسلین)“ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان ہر دو پیغمبران صلوٰۃ اللہ علیہما والسلام کی خبر تو ریت میں دی تھی اور یہ بھی کہ ان دونوں کا دفن ایک ہوگا اور الفاظ مبارکہ یدفن معہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عیسیٰ بن مریمؓ کی موت و وفات رسول اکرم ﷺ سے متاخر ہوگی۔ کیونکہ مقام وصول پر ملحق بہ، ملحق سے متقدم ہوتا ہے۔

۴..... "صیر ابن کثیر میں بتخریج ابن عساکر عن بعض السلف ذکر کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم رسول اللہ ﷺ کے حجرہ میں آپ کے پاس مدفون ہوں گے۔

"ذکر الحافظ ابو القاسم بن عساکر فی ترجمۃ عیسیٰ بن مریم من تاریخہ عن بعض السلف انه یدفن مع النبی ﷺ فی حجرته (ابن کثیر ج ۲ ص ۴۱۵ بذیل آیت وان من اهل الکتاب)"

۵..... طبرانی اور ابن عساکر اور امام المحدثین امام بخاری نے اپنی تاریخ میں عبد اللہ بن سلام سے روایت کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام بن مریم رسول اللہ ﷺ اور صاحبین یعنی حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔

"یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللہ ﷺ وصاحبيه فيكون قبره رابعا (در منشور ج ۲ ص ۲۴۶)" پس آپ کی قبر چوتھی ہوگی۔

اور اسی طرح امام زرقانی مائتے نے (شرح مواہب لدنیہ ج ۵ ص ۳۵۱) میں کہا کہ ابن عساکر نے ذکر کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مدینہ طیبہ میں ہوگی۔ پس اسی جگہ آپ کا جنازہ پڑھا جائے گا۔ اور حجرہ نبویہ ﷺ میں دفن کئے جائیں گے۔

ان احادیث و اخبار سے عیسیٰ علیہ السلام کا اب تک زندہ ہونا اور پھر زمانہ میں نازل ہونا اور کئی سال کے بعد فوت ہو کر مدینہ الرسول ﷺ میں آپ ﷺ کے پاس دفن کیا جانا صاف ثابت ہے کہ اور اس امر پر امت مرحومہ کا اجماع ہے۔ پس چونکہ ان سے مرزا قادیانی کی عمارت مسیحیت بالکل منہدم اور ان کی بیخ رسالت کھوکھلی ہو جاتی ہے اور دام بیعت کا سارا تانا بانا ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا مدینہ منورہ میں پہلوئے نبی ﷺ میں مدفون ہونا تو درکنار ان پر دخول حرمین بھی حرام ہے۔ اس لئے ان الزامات سے بچنے کے لئے ایک دروغ بے سرو پا کھڑا کر دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں بتادی۔

چونکہ مرزا قادیانی کا خروج وقتہ مذہبی پہلو میں ہے اور ان کا اذعاً مسلمانوں کی امامت کا ہے۔ اس لئے ان کو خواہ مخواہ قرآن و حدیث میں تصرف کر کے مسلمانوں کے سامنے کچھ نہ کچھ پیش کرنا پڑا ہے۔ ورنہ ان کے مسائل مخصوصہ میں ان کے پاس ایسی کوئی دلیل نہیں ہوتی جو قابل اعتبار ہو۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ قرآن مجید میں صاف طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب نہ ہونے کا ذکر موجود ہے اور پھر انہوں نے اپنے مطلب کو سیدھا کرنے کے لئے عیسائیوں کی کتابوں کی پیروی کی اور قرآن شریف کی آیت کے معنی ہی بدل دیئے۔ حالانکہ وہ معنی نہ تو لغت

کی رو سے درست ہیں اور نہ سلف و خلف میں۔ اوینہما الی ربوة کوانہوں نے محض مسلمانوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کا کشمیر میں ہونا بتایا۔ موت کا ذکر ہے نہ قبر کا اور نہ ملک کشمیر کا۔

علاوہ بریں یہ کہ اس آیت میں صرف آپ کی والدہ حضرت مریم کا بھی ساتھ ہی ذکر ساتھ دوسرا بھی اس حکم میں شامل ہے۔ پس اگر ہونے کے کشمیر کو بھاگ آئے تو حضرت مریم بھی چاہئے۔ کیونکہ اس آیت میں دونوں کا ذکر ہے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر مدینہ طیبہ میں آنحضرت ﷺ کی قبر تو بیت المقدس میں ہے۔ جہاں وہ بعد از مرزا قادیانی کا قول سراسر باطل ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ مرزا قادیانی قبر مسیح یا حیات مسیح وغیرہ کے مضامین فساد کرنے کو یہی مضمون ہے جس کا نام آخری فیصلہ ایک اشتہار بطور آخری فیصلہ کے دیا تھا۔ جس (مرزا قادیانی اور مولوی ثناء اللہ) میں سے جو تیرے مار دے۔ چنانچہ وہ اشتہار یہ ہے۔

”بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلسلہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے

۱۔ چنانچہ خاکسار سفر ۱۳۳۰ھ میں پچھتم

برابن کثیر میں یتخریج ابن عساکر عن بعض السلف ذکر کیا کہ مریم رسول اللہ ﷺ کے حجرہ میں آپ کے پاس مدفون ہوں گے۔

ظ ابو القاسم بن عساکر فی ترجمہ عیسیٰ بن مریم من السلف انه یدفن مع النبی ﷺ فی حجرته (ابن کثیر ج ۲ من اهل الكتب)

رائی اور ابن عساکر اور امام المحدثین امام بخاری نے اپنی تاریخ میں کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام بن مریم رسول اللہ ﷺ اور صاحبین یعنی حضرت ہوں گے۔

میں بن مریم مع رسول اللہ ﷺ وصاحبيه فيكون قبره (۲۴۶) پس آپ کی قبر چوٹی ہوگی۔

ام زرقانی مالکی نے (شرح مواہب لدنیہ ج ۵ ص ۳۵۱) میں کہا کہ ابن یہ السلام کی وفات مدینہ طیبہ میں ہوگی۔ پس اسی جگہ آپ کا جنازہ پڑھا میں دفن کئے جائیں گے۔

نبار سے عیسیٰ علیہ السلام کا اب تک زندہ ہونا اور پھر زمانہ میں نازل ہونا رمدیۃ الرسول ﷺ میں آپ ﷺ کے پاس دفن کیا جانا صاف ثابت جو مد کا اجماع ہے۔ پس چونکہ ان سے مرزا قادیانی کی عمارت مسیحیت لت کھو کھلی ہو جاتی ہے اور دام بیعت کا سارا تانا بانا ٹوٹ جاتا ہے۔ ورہ میں پہلوئے نبی ﷺ میں مدفون ہونا تو درکنار ان پر دخول حریم الزامات سے بچنے کے لئے ایک دروغ بے سرو پا کھڑا کر دیا اور عیسیٰ

کا خروج وقتہ مذہبی پہلو میں ہے اور ان کا اذاعا مسلمانوں کی امامت اہ قرآن وحدیث میں تصرف کر کے مسلمانوں کے سامنے کچھ نہ کچھ کے مسائل مخصوصہ میں ان کے پاس ایسی کوئی دلیل نہیں ہوتی جو قہر بل کہ قرآن مجید میں صاف طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب رہ پھر انہوں نے اپنے مطلب کو سیدھا کرنے کے لیے عیسائیوں کی ان شریف کی آیت کے معنی ہی بدل دیئے۔ حالانکہ وہ معنی نہ تو لغت

کی رو سے درست ہیں اور نہ سلف وخلف میں سے کسی سے منقول ہیں۔ اسی طرح اس آیت اویئھما الی ربوۃ کو انہوں نے محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے پیش کیا ہے اور اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کا کشمیر میں ہونا بتایا ہے۔ حالانکہ اس میں نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا ذکر ہے نہ قبر کا اور نہ ملک کشمیر کا۔

علاوہ بریں یہ کہ اس آیت میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا ذکر نہیں۔ بلکہ آپ کی والدہ حضرت مریم کا بھی ساتھ ہی ذکر ہے اور صیغہ تثنیہ کے یہی معنی ہیں کہ ایک کے ساتھ دوسرا بھی اس حکم میں شامل ہے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام معاذ اللہ بعد مصلوب ہونے کے کشمیر کو بھاگ آئے تو حضرت مریم بھی ساتھ ہی ہوں گی اور ان کی قبر بھی کشمیر ہی میں چاہئے۔ کیونکہ اس آیت میں دونوں کا ذکر ہے۔ لیکن بیان بالا سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر مدینہ طیبہ میں آنحضرت ﷺ کے روضہ پاک میں ہوگی اور حضرت مریم کی قبر تو بیت المقدس میں ہے۔ جہاں وہ بعد رفع عیسوی فوت ہوئیں اور دفن کی گئیں۔ پس مرزا قادیانی کا قول سراسر باطل ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ

قبر مسیح یا حیات مسیح وغیرہ کے مضامین گواہ حد تک مفید ہیں۔ لیکن پوری طرح ازالہ فساد کرنے کو یہی مضمون ہے جس کا نام آخری فیصلہ ہے۔ حقیقت اس کی یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک اشتہار بطور آخری فیصلہ کے دیا تھا۔ جس میں آپ نے دعا کی تھی کہ الہی ہم دونوں (مرزا قادیانی اور مولوی ثناء اللہ) میں سے جو تیرے نزدیک جھوٹا ہے اس کو سچے کی زندگی میں مار دے۔ چنانچہ وہ اشتہار یہ ہے۔

”بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی امدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ نے اس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے

۱۔ چنانچہ خاکسار سفر ۱۳۳۰ھ میں پچشم خود آیا ہے۔

ہیں اور مجھے ان گالیوں، ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا..... یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیش گوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے۔ جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن، رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین!..... میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت میں مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو بٹلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین! ثم آمین! ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین!

(راقم عبد اللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود عافاه اللہ واید)

(مجموعہ اشہارات ج ۳ ص ۵۷۸، ۵۷۹)

اس دعا کی بابت اخبار بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں مرزا قادیانی کا قول لکھا ہے کہ ”ثناء اللہ کی بابت جو ہم نے دعا کی ہے۔ خدا نے اس کے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔“ چنانچہ وہ قبول ہو گئی کہ مرزا قادیانی اس دنیا سے رخصت ہوئے اور مولوی صاحب تاحال زندہ سلامت ہیں۔ الحمد للہ کیا سچ ہے۔

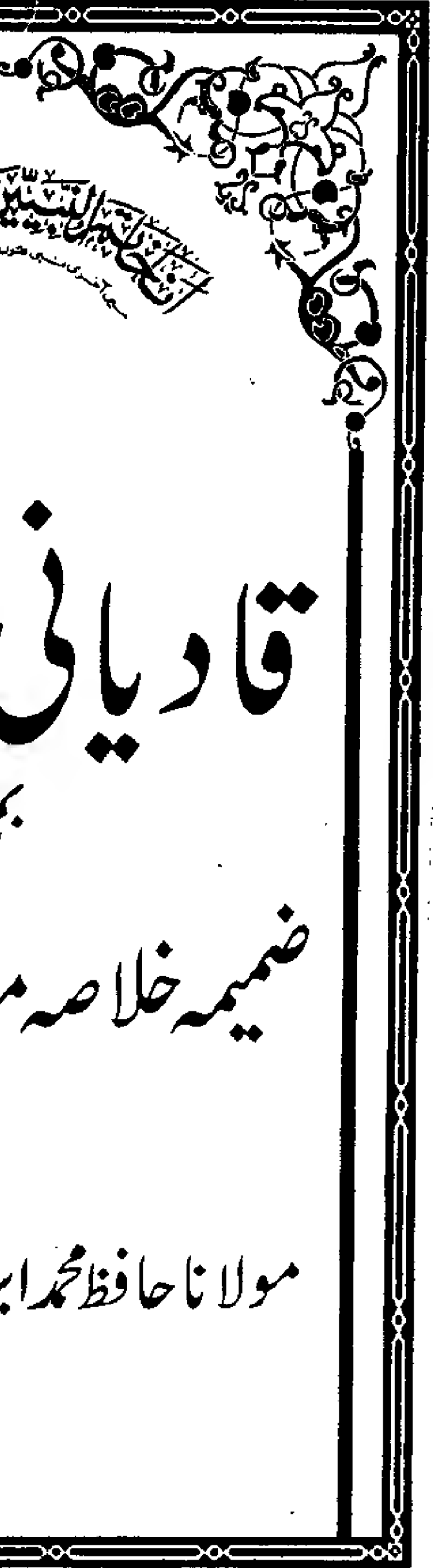
لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر

کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

المرتب خاکسار! حافظ محمد براہیم میرسیا لکھوٹی!

نوٹ! مولانا ثناء اللہ مرتسری قیام پاکستان کے بعد سرگودھا رہائش پذیر ہوئے۔

۱۹۲۸ء کے بعد انتقال فرمایا۔ فقیر مرتب ۱۱/ شوال ۱۴۲۷ھ



بہتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت
 کذاب اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ
 کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا..... یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر
 سو پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ
 یہ جو عظیم ذخیرہ ہے۔ جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ
 میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور
 م ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں
 اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان
 آمین!..... میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب
 فناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت میں مفسد اور
 کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو
 میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین! ثم آمین! ربنا افتح
 قلوبنا و انت خیر الفاتحین۔ آمین!

الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود عافاه اللہ واید)

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰)
 اخبار بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں مرزا قادیانی کا قول لکھا ہے کہ ”شاء
 اللہ ہے۔ خدا نے اس کے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔“ چنانچہ وہ قبول
 کیا سے رخصت ہوئے اور مولوی صاحب تاحال زندہ سلامت ہیں۔

ما تھا کاذب مرے گا پیشتر

رب میں پکا تھا پہلے مر گیا

الرحب خاکسار! حافظ محمد براہیم میرسیا لکھنؤ!

فناء اللہ مرثیہ قیام پاکستان کے بعد سرگودھا رہائش پذیر ہوئے۔

فقیر مرتب ۱۱/ شوال ۱۴۲۷ھ

قادیانی مذہب

مع

ضمیمہ خلاصہ مسائل قادیانیہ

مولانا حافظ محمد ابراہیم میرسیا لکھنؤ^{۲۷}

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

مرزا محمود خلیفہ قادیانی پروا جب ہے کہ وہ اس رسالہ کا جواب اپنے علماء کو مطالعہ کرانے کے بعد حکماً تحریر کرائیں۔ کیونکہ یہ ان کی اپنی خود کاشتہ جھاڑی کا بے خلش کاٹنا ہے۔

یہ رسالہ صدق مقالہ اوائل ماہ ستمبر ۱۹۴۸ء میں مولانا مدوح نے اپنے اور مرزا محمود قادیانی کے ایام قیام کوئٹہ بلوچستان میں صرف ایک شب کی ایک نشست میں علمائے کوئٹہ کی فرمائش پر لکھا تھا۔ جنہوں نے اس کو وہاں کوئٹہ میں طبع کرا کے تقسیم کیا اور یہاں سیالکوٹ میں ۳۱ اکتوبر و یکم نومبر ۱۹۴۸ء کو قادیانیوں کے جلسہ میں بھی تقسیم کیا گیا۔ آج تک اس کا جواب نہ کوئٹہ والی انجمن نے اور نہ سیالکوٹ والی انجمن قادیانی نے اور نہ مرزا محمود قادیانی نے مرکز سے دیا۔ اب تیسری بار اس کو قدیم انجمن اہل حدیث سیالکوٹ میانہ پورہ طبع کرا کے شائع کر رہی ہے۔ ناظم! انجمن اہل حدیث میانہ پورہ سیالکوٹ

قادیانی مذہب

بجواب قادیانی اشتہارات ”ہمارا مذہب وغیرہ“

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

مرزا محمود قادیانی جب سے وارد کوئٹہ ہوئے ہیں۔ انہوں نے تبلیغ قادیانیت میں کئی ایک پمفلٹ اور اشتہارات شائع کرائے ہیں۔ جو سیاسی نقطہ نگاہ سے حکومت پاکستان کے وقتی مفاد کے لئے سخت خطرناک ہیں۔ کیونکہ ان کے مندرجہ مسائل ایسے ہیں۔ جو مسلمانوں کے سب فرقوں کے نزدیک کفر والحاد اور ضلالت ہیں۔ ان میں سے سب سے بڑا مسئلہ ختم نبوت کا ہے کہ قادیانی لوگوں کے نزدیک مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (والد مرزا محمود قادیانی) نبی اور رسول ہیں اور جو کوئی ان کو نبی اور رسول نہ مانے وہ کافر و جہنمی ہے۔

اس کے جواب میں علماء وحدیث اور خود مرزا قادیانی مدعی نبوت آنحضرت ﷺ سلسلہ نبوت کے آخر حضرات علماء کے ان وعظوں کا اثر اہل نہ ہوسکا تو انہوں نے پہلو بدل کر ایک احمدیہ کی طرف منسوب کئے ہیں۔ جر اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔“

نیز لکھا ہے کہ ”علمائے ہما ذالک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین احمدیہ کو ہم تمام انبیاء سے افضل جانے اردو ترجمہ (تبلیغ ص ۳۹۲، آئینہ کمالات قادیانی مدعی نبوت کی طرف سے نقل انبیاء حق ہیں۔“ (اشتہار مذکور)

اس کے جواب میں عرض ہو کر توبہ کریں۔ لیکن اگر کوئی شخص زبان دل میں عقائد کفریہ رکھے اور ان کا اقرار نمبر وار ملاحظہ فرماتے جا رہے ہیں یا نہیں۔ لیکن باوجود اس کے آپ اقول! یہ کہ علمائے اسلام۔

سے انکار کرتے ہیں۔ بلکہ یہ کہا کہ خا و کتب تفسیر و شروح احادیث (آخری لوگ اس کے یہ معنی نہیں کرتے۔ بلکہ قادیانی نبی ہیں اور یہ تحریف معنوی ہے معنی کہ آپ کی مہر تصدیق سے سلسلہ

بسم الله الرحمن الرحيم!

قادیانی پروا جب ہے کہ وہ اس رسالہ کا جواب اپنے علماء کو مطالعہ کرانے کیونکہ یہ ان کی اپنی خود کاشتہ جھاڑی کا بے خلش کاٹنا ہے۔

مقالہ اوائل ماہ ستمبر ۱۹۳۸ء میں مولانا ممدوح نے اپنے اور مرزا محمود بلوچستان میں صرف ایک شب کی ایک نشست میں علمائے کونینہ کی نے اس کو دہان کونینہ میں طبع کرا کے تقسیم کیا اور یہاں سیالکوٹ میں ء کو قادیانیوں کے جلسہ میں بھی تقسیم کیا گیا۔ آج تک اس کا جواب نہ سیالکوٹ والی انجمن قادیانی نے اور نہ مرزا محمود قادیانی نے مرکز سے ایم انجمن اہل حدیث سیالکوٹ میانہ پورہ طبع کرا کے شائع کر رہی ہے۔ ناظم! انجمن اہل حدیث میانہ پورہ سیالکوٹ

قادیانی مذہب

قادیانی اشتہارات ”ہمارا مذہب وغیرہ“

رحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

نبی جب سے وارد کونینہ ہوئے ہیں۔ انہوں نے تبلیغ قادیانیت میں کئی ت شائع کرائے ہیں۔ جو سیاسی نقطہ نگاہ سے حکومت پاکستان کے وقتی ہیں۔ کیونکہ ان کے مندرجہ مسائل ایسے ہیں۔ جو مسلمانوں کے سب اور ضلالت ہیں۔ ان میں سے سب سے بڑا مسئلہ ختم نبوت کا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (والد مرزا محمود قادیانی) نبی اور رسول ہیں مانہ مانے وہ کافر و جہمی ہے۔

اس کے جواب میں علمائے اسلام نے ایک پبلک جلسہ میں ختم نبوت کا مسئلہ قرآن و حدیث اور خود مرزا قادیانی مدعی نبوت کی ابتدائی تحریرات سے روز روشن کی طرح ثابت کر دیا کہ آنحضرت ﷺ سلسلہ نبوت کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی جدید نبی نہیں ہو سکتا۔ حضرات علماء کے ان وعظوں کا اثر اہل شہر پر بے حد ہوا۔ قادیانی گروہ سے جب ان دلائل کا جواب نہ ہو سکا تو انہوں نے پہلو بدل کر ایک اشتہار شائع کیا کہ ”علمائے اسلام نے ایسے عقائد جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کئے ہیں۔ جن سے ہم خود بیزار ہیں اور ایسے عقائد رکھنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔“ (دیکھو قادیانی اشتہار ہمارا مذہب ص ۱۴۲، ۱۴۳)

نیز لکھا ہے کہ ”علماء نے ہمارے متعلق اپنی تقاریر میں یہ کہا ہے کہ ہم نعوذ باللہ من ذالک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے اور یہ کہ حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ احمدیہ کو ہم تمام انبیاء سے افضل جانتے ہیں۔“ (دیکھو اشتہار مذکور ص ۱۴۲، ۱۴۳) نیز اس اشتہار میں اردو ترجمہ (تبلغ ص ۳۹۲، آئینہ کالات ص ۳۸۷، خزائن ج ۵ ص ۵۱۵) سے جو عبارت مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کی طرف سے نقل کی ہے۔ اس میں لکھتے ہیں ”اور ہمارا عقیدہ ہے کہ معجزات انبیاء حق ہیں۔“ (اشتہار مذکور ص ۳۳، ۳۴)

اس کے جواب میں عرض ہے کہ ہمارا مقصود بھی یہی ہے کہ آپ عقائد کفریہ سے بیزار ہو کر توبہ کریں۔ لیکن اگر کوئی شخص زبان سے توبہ کہے کہ میں کفر سے بیزار ہوں اور باوجود اس کے دل میں عقائد کفریہ رکھے اور ان کا اقرار بھی کرے تو اس کا کیا علاج؟

نمبر وار ملاحظہ فرماتے جائیے اور اپنے ضمیر میں سوچتے جائیے کہ امور ذیل کفر و ضلالت ہیں یا نہیں۔ لیکن باوجود اس کے آپ ان کو اسی طرح مانتے ہیں یا نہیں؟

اول! یہ کہ علمائے اسلام نے اپنے وعظوں میں یہ نہیں کہا کہ آپ لوگ لفظ ختم نبوت سے انکار کرتے ہیں۔ بلکہ یہ کہا کہ خاتم النبیین کے معنی (از روئے کتب لغت و احادیث نبویہ و کتب تفسیر و شروح احادیث) آخری نبی ہیں۔ (دیکھو لسان العرب ج ۳ ص ۲۵) لیکن آپ قادیانی لوگ اس کے یہ معنی نہیں کرتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی مہر تصدیق سے مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہیں اور یہ تحریف معنوی ہے۔ دیکھئے کہاں خاتم الانبیاء کے معنی آخری نبی اور کہاں یہ معنی کہ آپ کی مہر تصدیق سے سلسلہ نبوت کا اجراء قائم ہے۔ دیکھئے آپ کے خلیفہ اولیٰ حکیم

نور الدین صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ ”ہمارا یہ مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین یقین نہ کرے تو بالاتفاق کافر ہے۔ یہ جدا امر ہے کہ اس کے کیا معنی کرتے ہیں اور ہمارے مخالف کیا۔“ علمائے اسلام نے اس کا جواب دو طریق پر دیا تھا۔

اول..... احادیث رسول اللہ ﷺ سے۔

دوم..... مرزا قادیانی کی اپنی تحریرات سابقہ سے۔

اگر آپ (قادیانی) لوگ خاتم النبیاء کے معنی آخری کرتے ہیں اور بعد آنحضرت ﷺ کے کسی جدید نبوت کے مدعی کو مرزا قادیانی سمیت جھوٹا جانتے ہیں۔ جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ تو بسم اللہ دل ماشا و چشم ماروشن، مرزا محمود قادیانی سے دستخط کروا بھیجئے۔ ہم اس خوشی میں ایک عام جلسہ کر کے پبلک کو مژدہ سنا دیں گے اور اگر آپ نے خاتم کے معنی کچھ اور کئے تو سمجھا جائے گا کہ آپ لفظوں کی آڑ میں عقائد کفریہ چھپانا چاہتے ہیں۔

دیکھئے خاتم النبیین کے معنی خود حضور سرور کائنات ﷺ نے کیا فرمائے ہیں اور آپ کے بعد امتی کہلا کر دعویٰ نبوت کرنے والے کے حق میں کیا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔

پہلی حدیث: (جامع ترمذی ج ۲ ص ۴۵) میں ایک مفصل حدیث ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میری امت میں تمیں کذاب ہوں گے۔ ہر ایک ان میں کا دم کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کس کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

امام ترمذی اس حدیث پر فرماتے ہیں کہ ”ہذا حدیث صحیح یعنی یہ حدیث صحیح ہے۔ یہ حدیث (مشکوٰۃ شریف کی کتاب الفتن باب الملاحم ص ۴۶۵ بارودایت ترمذی والی داؤد) منقول ہے۔ جو کسی کتاب میسر ہو سکے اس میں دیکھ لیجئے۔

آئیے اس پر مرزا قادیانی کے بھی دستخط دیکھ لیجئے۔ مرزا قادیانی اپنی کتاب (ازالہ ابہام ص ۶۱۴ خزائن ج ۳ ص ۴۳۱) میں ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین“ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ: ”یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔“ اور لانبی بعدی کے متعلق (ایام الصلح اردو ص ۱۴۶ خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۳) میں فرماتے ہیں کہ: ”حدیث لانبی بعدی میں بھی لانبی عام ہے۔ پس یہ کس قدر دلیری گستاخی ہے کہ خیالات رکینہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً

پھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بوجھ چکی ہے۔ پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاراً اور حضور سرور عالم ﷺ۔

مرزا قادیانی کی تصریحات ہیں۔ ان مدعی نبوت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں نیز فرماتے ہیں کہ: ”مجھے ہو جاؤں۔“

مرزا قادیانی کے ان حوالہ گئیں۔ یہ بھی کہ خاتم النبیین کے معنی بھی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت دوسری حدیث، (مندانا خد اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ”ان الرسالة (یعنی بے شک رسالت اور نبوت منہ ہوگا۔) اب مرزا قادیانی کے دستخط خاتم النبیین کی تشریح کرتے ہوئے بقیامت منقطع ہے۔“

تیسری حدیث: صحیحین نے فرمایا کہ قوم بنی اسرائیل کی سیاہ اس کا خلیفہ بھی نبی ہوتا اور میرے

اس کے متعلق بھی مرزا مکتوب مرزا قادیانی نہیں ہوگی۔“

ماتے ہیں۔ ”ہمارا یہ مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کو
الاتفاق کافر ہے۔ یہ جدا امر ہے کہ اس کے کیا معنی کرتے ہیں اور
علام نے اس کا جواب دو طریق پر دیا تھا۔

بش رسول اللہ ﷺ ہے۔

قادیانی کی اپنی تحریرات سابقہ سے۔

نی) لوگ خاتم الانبیاء کے معنی آخری کرتے ہیں اور بعد
نبوت کے مدعی کو مرزا قادیانی سمیت جھوٹا جانتے ہیں۔ جیسا کہ خود
کہ تو بسم اللہ دل ماشاد و چشم ماروشن، مرزا محمود قادیانی سے دستخط کروا
عام جلسہ کر کے پبلک کو مژدہ سنا دیں گے اور اگر آپ نے خاتم کے
اکہ آپ لفظوں کی آڑ میں عقائد کفریہ چھپانا چاہتے ہیں۔

کے معنی خود حضور سرور کائنات ﷺ نے کیا فرمائے ہیں اور آپ
کرنے والے کے حق میں کیا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔

ع ترمذی ج ۲ ص ۳۵) میں ایک مفصل حدیث ہے۔ اس میں یہ بھی
یا۔ میری امت میں تمیں کذاب ہوں گے۔ ہر ایک ان میں کا زعم
میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

بش پر فرماتے ہیں کہ: ”هذا حديث صحيح یعنی یہ حدیث صحیح
کتاب الفتن باب الملاحم ص ۶۵ باروایت ترمذی والی داؤد) منقول
میں دیکھ لیجئے۔

دیانی کے بھی دستخط دیکھ لیجئے۔ مرزا قادیانی اپنی کتاب (ازالہ اوہام
مساکن محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله
یوں کرتے ہیں کہ: ”یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔
نے والا نبیوں کا۔“ اور لانیسی بعدی کے متعلق (ایام الصلح اردو
فرماتے ہیں کہ: ”حدیث لا نبی بعدی میں بھی لا نفی عام
س ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریح قرآن کو عمداً

پھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو جی منقطع
ہو چکی ہے۔ پھر سلسلہ جی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔“

اور حضور سرور عالم ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو جو کذاب کہا گیا ہے۔ اس کی نسبت بھی
مرزا قادیانی کی تصریحات ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔ ”ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے
مدعی نبوت کو کذاب اور کافر جانتا ہوں۔“ (اشہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰)
نیز فرماتے ہیں کہ: ”مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج
ہو جاؤں۔“ (جمیع البشری ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

مرزا قادیانی کے ان حوالہ جات سے اس حدیث شریف کی تینوں باتیں ثابت ہو
گئیں۔ یہ بھی کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہیں اور یہ بھی لانیسی بعدی میں لانیسی عام ہے اور یہ
بھی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا مدعی کذاب اور کافر ہے۔

دوسری حدیث، (مسند امام احمد ج ۳ ص ۲۶۷) میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول
خدا ﷺ نے فرمایا۔ ”ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی“
(یعنی بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ پس میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں
ہوگا۔) اب مرزا قادیانی کے دستخط بھی انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرما لیجئے۔ آپ ازالہ اوہام میں
خاتم النبیین کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا
بقیامت منقطع ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۶۱۳، خزائن ج ۳ ص ۴۳۲)

تیسری حدیث: صحیحین (بخاری و مسلم) کی حدیث میں مذکور ہے کہ ”آنحضرت ﷺ
نے فرمایا کہ قوم بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کے متعلق ہوتی تھی۔ ایک نبی فوت ہو جاتا تو
اس کا خلیفہ بھی نبی ہوتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ہاں خلیفے ہوں گے اور بہت ہوں گے۔“
(مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۰، کتاب الامارۃ والقضاء)

اس کے متعلق بھی مرزا قادیانی کے دستخط ملاحظہ ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔
مکتوب مرزا قادیانی ”وحی رسالت ختم ہو گئی۔ مگر ولایت اور امامت و خلافت کبھی ختم
نہیں ہوگی۔“ (مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۵ ص ۲۷۶)

مرزا قادیانی کی ترقی کا دوسرا دور

حوالہ جات مندرجہ بالا کے خلاف نومبر ۱۹۰۱ء میں جب مرزا قادیانی کو کھلے طور پر دعویٰ نبوت کا شوق ہوا تو سب تحریرات پلٹ گئیں۔ ختم نبوت کے معنی پہلے اور تھے، اور اب اور کرنے پڑے۔ جو چیز پہلے کفر تھی اور دائرہ اسلام سے خارج کرنے والی تھی۔ اب اسے ایمان کی اہم جزو اور دین میں داخل ہونے کی ضروری شرط قرار دیا گیا اور پہلے ایمان کو لغو اور باطل ٹھہرایا گیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:

۱..... ”یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے وحی الہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۳، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۴)

۲..... اور اپنے دعویٰ کی ضرورت کے لئے خاتم الانبیاء کے معنی یہ کئے گئے۔ ”آنحضرت ﷺ کو جو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات، مخاطبات البیہ بند ہے۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۲، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۳) نیز فرماتے ہیں کہ: ”وہ نبوت چل سکے گی جس پر آپ کی مہر ہوگی۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۸۱، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۲، ملخص) دیکھئے ختم نبوت کے معنی کس سہولت و سادگی سے بقول! چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد بدلے گئے ہیں اور جس امر کو کفر جانتے تھے۔ اسے ایمان بنایا گیا۔

اب بتائیے ازالہ اوہام وغیرہ کی مندرجہ بالا عبارتوں اور نومبر ۱۹۰۱ء کے بعد کی عبارتوں میں تناقض ہے یا نہیں؟ اہل منطق کا قول ہے کہ: ”نقیض کل شیئی رفعہ“ سابقاً جس چیز سے جن الفاظ میں انکار تھا۔ اب اسی چیز کو انہی الفاظ میں ثابت کر رہے ہیں۔

۱..... اس تناقض کے متعلق خود مرزا قادیانی کا فتویٰ بھی سن لیجئے۔ ہم کہیں گے تو شکایت ہوگی۔ آپ فرماتے ہیں۔ ”جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۱، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۵) اور لیجئے آپ فرماتے ہیں کہ: ”ظاہر ہے کہ ایک دلی سے دو متناقض باتیں

نہیں نکل سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق۔

۳..... اور لیجئے آ
انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلاتا

۴..... اور لیجئے آپ

میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی
ہاں ملا دیتا ہو۔ اس کا کلام بے شک مت

ان حوالہ جات سے صاف

الحواس پاگل اور مجنوں ہے یا منافق۔

ان ہر دو فتوؤں کی حقیقت

مالیو لیا کی قسم ہے۔ نہ صرف مرزا قادیانی

(کتاب منظور الہی ص ۲۳۴) اور خود خلیفہ

ج ۲۵ نمبر ۸ ص ۱۱، اگست ۱۹۲۶ء، سیرۃ النبی

اثرات بھی ملاحظہ فرما لیجئے۔ شرح اس

۱..... یہ خیال ہو جائے

۲..... میں فرشتہ ہو

ب..... اور لیجئے (ا)

پیغمبری اور معجزات اور کرامات کا دعویٰ

کرتا ہے۔“

دوسرا فتویٰ: مرزا قادیانی

ہے کہ مرزا قادیانی پہلے مسلمانوں کو

رہے۔ جو ساری امت محمدیہ میں مسلم

بالا کے خلاف نومبر ۱۹۰۱ء میں جب مرزا قادیانی کو کھلے طور پر دعویٰ تپت پلت گئیں۔ ختم نبوت کے معنی پہلے اور تھے، اور اب اور کرنے اڑہ اسلام سے خارج کرنے والی تھی۔ اب اسے ایمان کی اہم جزو وری شرط قرار دیا گیا اور پہلے ایمان کو لغو اور باطل ٹھہرایا گیا۔ چنانچہ

س قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۳، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۴) پنے دعویٰ کی ضرورت کے لئے خاتم الانبیاء کے معنی یہ کئے گئے۔ بیاد فرمایا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ ”۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۲، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۳) ”وہ نبوت چل سکے گی جس پر آپ کی مہر ہوگی۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۸۱، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۲، شخص) معنی کس سہولت و سادگی سے بقول! چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد نرجانتے تھے۔ اسے ایمان بنایا گیا۔

ام وغیرہ کی مندرجہ بالا عبارتوں اور نومبر ۱۹۰۱ء کے بعد کی عبارتوں ق کا قول ہے کہ: ”نقیض کل شیئی دفعہ“ سابقاً جس چیز اسی چیز کو انہی الفاظ میں ثابت کر رہے ہیں۔

س کے متعلق خود مرزا قادیانی کا فتویٰ بھی سن لیجئے۔ ہم کہیں گے تو ”جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۵)

آپ فرماتے ہیں کہ: ”ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں

نہیں نکل سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔

(ست بچن ص ۲۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳)

۳۔۔۔۔۔ اور لیجئے آپ فرماتے ہیں کہ: ”اس شخص کی حالت ایک مجبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلتا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۱)

۴۔۔۔۔۔ اور لیجئے آپ فرماتے ہیں ”کسی چیار عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنوں یا ایسا منافق ہو کہ خوش مد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو۔ اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔“ (ست بچن ص ۳۰، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۲) ان حوالہ جات سے صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک تناقض کلام والا مجبوط الحواس پاگل اور مجنوں ہے یا منافق۔

ان ہر دو فتوؤں کی حقیقت بھی ملاحظہ فرمالیجئے کہ مرزا قادیانی کو مرض مراق تھا۔ جو مانجھو لیا کی قسم ہے۔ نہ صرف مرزا قادیانی کو بلکہ آپ کی زوجہ محترمہ کو بھی (والدہ خلیفہ محمود قادیانی) (کتاب منظور الہی ص ۲۴۴) اور خود خلیفہ محمود قادیانی کو بھی مراق ہے۔ ملاحظہ ہوں (رسالہ ربوہ قادیان ج ۲۵ نمبر ۸ ص ۱۱، اگست ۱۹۲۶ء، سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۵، روایت ۳۶۹) اس کے بعد مانجھو لیا کے اثرات بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔ شرح اسباب میں ہے کہ:

۱۔۔۔۔۔ یہ خیال ہو جانا کہ میں غیب دان ہوں۔

۲۔۔۔۔۔ میں فرشتہ ہوں۔

ب۔۔۔۔۔ اور لیجئے (اکسیر اعظم ج ۱ ص ۱۸۸) میں ہے۔ ”مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات اور کرامات کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔“

دوسرا فتویٰ: مرزا قادیانی کا یہ ہے کہ تناقض کلام والا منافق ہے۔ سو یہ بھی درست ہے کہ مرزا قادیانی پہلے مسلمانوں کو اپنے ساتھ مانوس رکھنے کے لئے ختم نبوت کے معنی وہی کرتے رہے۔ جو ساری امت محمدیہ میں مسلم ہیں۔ لیکن جب دیکھا کہ لوگ پھنس گئے ہیں تو کھلم کھلا دعویٰ

نبوت کر دیا اور نفاق کی حقیقت یہی ہے کہ باطن میں کچھ اور ظاہر میں کچھ اور۔ یعنی ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور۔

دیکھئے ایتہ منافقانہ ایمان و اقرار کی حقیقت خدا کے نزدیک کیا ہے۔ منافق آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آ کر کہتے۔ ”نشہد انک لرسول اللہ (المنافقون: ۱)“ ﴿یعنی ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں﴾۔

باوجود اس کے خدا تعالیٰ نے ان منافقوں کے بارے میں فرمایا کہ: ”واللہ یشہد ان المنافقین لکذوبون (المنافقون: ۱)“ ﴿یعنی خدا تعالیٰ شہادت دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں﴾۔ یعنی یہ لوگ محض زبان سے ایسا کہتے ہیں۔ ان کے دل میں اس پر ایمان نہیں ہے۔

اسی طرح سورۃ بقرہ کے شروع میں فرمایا کہ: ”ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الآخر وما هم بمؤمنین (البقرہ: ۸)“ ﴿یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم خدا پر اور پچھلے دن یعنی روز قیامت پر ایمان لے آئے ہیں اور وہ ہرگز مومن نہیں ہیں﴾۔

دیکھئے باوجود خدا پر اور روز قیامت پر ایمان کا اظہار کرنے کے خدا تعالیٰ صاف الفاظ میں فرما رہا ہے کہ وہ ہرگز مومن نہیں ہیں۔

اس کی کیا وجہ ہے؟۔ سو اس کی نسبت فرمایا کہ: ”یخدعون اللہ والذین امنوا (البقرہ: ۹)“ ﴿یعنی خدا تعالیٰ سے اور مومنوں سے فریب کاری کرتے ہیں﴾۔

اسی طرح مرزا قادیانی نے ازراہ منافقت مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے آنحضرت ﷺ کی تعریف کی اور آپ کو لفظاً خاتم الانبیاء بھی لکھا اور خاتم الانبیاء کے معنی اپنے دل میں چھپا رکھے۔ جب کھلا دعویٰ کر دیا۔ تو اس کے معنی پلٹ دیئے۔ پس پہلا لفظی اظہار ایمان بحکم قرآن مجید کذب اور فریب ہے۔

منافرت کا جواب: اور جو ریز دیوشن آپ لوگوں نے اپنی نام نہاد انجمن احمدیہ میں پاس کر کے شائع کیا ہے اور اس میں حکومت پاکستان کو توجہ دلائی ہے کہ علمائے اسلام ہمارے برخلاف منافرت پھیلاتے ہیں۔ سو اس کے جواب میں گزارش ہے کہ منافرت کی بنیاد اس صوبہ بلوچستان میں آپ کے خلیفہ محمود نے رکھی۔ جو انتر کروڑیاً کم و بیش مسلمانوں کو

ایک جھوٹے مدعی نبوت کے نہ مانے
مرزا محمود قادیانی اپنی کتاب آئینہ صد
کے جواب میں فرماتے ہیں۔

”تبدیلی عقیدہ مولوی (محمد)
یہ کہ میں نے مسیح موعود کے متعلق یہ خیال
آئیہ اسمہ احمد کی پیش گوئی مذکورہ قرآن
موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے
اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں
کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے

خلیفہ اول مولوی حکیم نور الدین
”اخبار انجم بابت ۷۱۱۱ء

رباعی چھپی تھی۔ جو فن عروض و ادب کے
زندہ ہوتے تو اس پر سر دھنتے۔ آپ فرما
اسم او اسم مبارک ابن مریم نے
گر کسے آرد شکے در شان او آل کافر
۲۔۔۔۔۔ ”ایک شخص۔

کیا کہ حضرت مرزا قادیانی کے ماننے
مرزا قادیانی کے ماننے بغیر نجات نہیں

ص ۲۳، بابت ماہ نومبر ۱۹۱۲ء، اخبار بدرج ۱۲
خلیفہ ثانی مرزا محمود قادیانی کا فتو
مرزا محمود قادیانی جنہوں۔
شان میں فرماتے ہیں کہ: ”جس طرح“

حقیقت یہی ہے کہ باطن میں کچھ اور ظاہر میں کچھ اور۔ یعنی ہاتھی کے دانت

اور۔

منافقانہ ایمان و اقرار کی حقیقت خدا کے نزدیک کیا ہے۔ منافق
ت میں آ کر کہتے۔ ”نشہد انک لرسول اللہ (المنافقون: ۱)“
میں کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔

خدا تعالیٰ نے ان منافقوں کے بارے میں فرمایا کہ: ”واللہ یشہد
(المنافقون: ۱)“ یعنی خدا تعالیٰ شہادت دیتا ہے کہ منافق جھوٹے
بان سے ایسا کہتے ہیں۔ ان کے دل میں اس پر ایمان نہیں ہے۔

قرآن مجید کے شروع میں فرمایا کہ: ”ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ
عم بمؤمنین (البقرة: ۸)“ یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم خدا پر اور
پر ایمان لائے آئے ہیں اور وہ ہرگز مومن نہیں ہیں۔

خدا پر اور روز قیامت پر ایمان کا اظہار کرنے کے خدا تعالیٰ صاف الفاظ
مومن نہیں ہیں۔

ہے؟ سو اس کی نسبت فرمایا کہ: ”یخٰدعون اللہ والذین امنوا
تعالیٰ سے اور مومنوں سے فریب کاری کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے ازراہ منافقت مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے
کی اور آپ کو لفظ خاتم الانبیاء بھی لکھ اور خاتم الانبیاء کے معنی اپنے دل
و دعویٰ کر دیا۔ تو اس کے معنی پلٹ دیئے۔ پس پہلا لفظ اظہار ایمان بحکم
ہے۔

اجواب: اور جو ریزولوشن آپ لوگوں نے اپنی نام نہاد انجمن احمدیہ
لیا ہے اور اس میں حکومت پاکستان کو توجہ دلائی ہے کہ علمائے اسلام
ت پھیلاتے ہیں۔ سو اس کے جواب میں گزارش ہے کہ منافرت کی
میں آپ کے خلیفہ محمود نے رکھی۔ جو اتر کر ویا کم و بیش مسلمانوں کو

ایک جھوٹے مدعی نبوت کے نہ ماننے کے سبب کافر قرار دینے والے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔
مرزا محمود قادیانی اپنی کتاب آئینہ صداقت میں مولوی محمد علی قادیانی امیر جماعت احمدیہ لاہور
کے جواب میں فرماتے ہیں۔

”تبدیلی عقیدہ مولوی (محمد علی قادیانی) تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ: اول
یہ کہ میں نے مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی
آیہ اسمہ احمد کی پیش گوئی مذکورہ قرآن مجید کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح
موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ
اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا
کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد اختیار کئے ہیں۔“

(آئینہ صداقت ص ۳۵)

خلیفہ اول مولوی حکیم نور الدین قادیانی کا فتویٰ

”اخبار الحکم بابت ۷ اراگست ۱۹۰۸ء میں ہے حکیم قادیانی مدوح کی ایک فارسی
رباعی چھپی تھی۔ جو فن عروض وادب کے لحاظ سے اس پایہ کی معلوم ہوتی ہے کہ اگر مرزا غالب مرحوم
زندہ ہوتے تو اس پر سر دھنتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

اسم او اسم مبارک ابن مریم سے نہند آں غلام احمد است و مرزائے قادیاں
گر کسے آرد شکے در شان او آں کا فراست جائے او باشد جنم بے شک و ریب و گماں
۲..... ”ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح (مولوی نور الدین قادیانی) سے سوال
کیا کہ حضرت مرزا قادیانی کے ماننے کے بغیر نجات ہے کہ نہیں فرمایا۔ اگر خدا کا کلام سچا ہے تو
مرزا قادیانی کے ماننے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔“ (کلمۃ الفصل ص ۱۳۹، تجذیب، زبان قادیان ج ۹ نمبر ۱۱
ص ۲۳، بابت ماہ نومبر ۱۹۱۲ء، و اخبار بدر ج ۱۲ نمبر ۲، مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۱۳ء)

خلیفہ ثانی مرزا محمود قادیانی کا فتویٰ اور تعلیٰ

مرزا محمود قادیانی جنہوں نے بلوچستان میں آ کر مسلمانوں میں بے چینی پیدا کی۔ اپنی
شان میں فرماتے ہیں کہ: ”جس طرح مسیح موعود کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے۔ اسی طرح میرا انکار

انبیائے بنی اسرائیل کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔ مرا انکار رسول اللہ کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار شاہ نعمت اللہ ولی کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار مسیح موعود کا انکار ہے۔ جنہوں نے میرا نام محمود رکھا اور مجھے موعود بیٹا ٹھہرا کر میری تعیین کی۔“

(تقریر میاں محمود قادیانی مندرجہ الفضل، قادیان ج ۵ ش ۲۳، ۲۴ ستمبر ۱۹۱۷ء)

۲..... مرزا محمود قادیانی بوجہ مرض مراق کے اپنی زبانی تو جو کچھ چاہیں نہیں۔ کیونکہ وہ ایسے ہی باپ کے فرزند ہیں اور حدیث پاک میں ہے کہ: ”الولد سر لایبہ“ لیکن قادیانی اخبارات و مضمون نگاران کو اس سے بھی بڑھ کر بتاتے ہیں۔ چنانچہ (اخبار الفضل قادیان ج ۱۲ ش ۹۵، مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۲۵ء) میں ایک مضمون ان کے ہمہ صفت موصوف ہونے کے متعلق چھپا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ”جو کمالات خدا تعالیٰ نے مختلف اہل کمال (انبیاء وغیرہ انبیاء) کو الگ الگ طور پر بخشے۔ وہ سب امام جماعت احمدیہ مرزا محمود قادیانی میں جمع کر دیئے ہیں۔ ان اوصاف حمیدہ میں مضمون نویس نے حسن یوسف کا بھی ذکر کیا ہے۔ گویا خلیفہ محمود قادیانی ظاہری حسن صورت میں یوسف ثانی ہیں۔“ (ماشاء اللہ چشم بد دور) یہ شعر شاید کسی نے انہی کی شان میں کہا ہوگا۔ شعر کا مضمون یہ ہے کہ اے مخاطب تم پر خدا نے زشت روئی ایسی ختم کر دی ہے۔ جیسے یوسف پر خوب روئی۔

مولوی محمد علی قادیانی لاہوری اور ان کی جماعت

لاہوری جماعت بڑے زور سے دھندورہ بیٹتی ہے۔ ہم قادیانی جماعت کی طرح مرزا قادیانی کو نبی اور ان کے انکار کے سبب مسلمانوں کو کافر نہیں جانتے اور اسی وجہ سے ہم ان سے الگ ہو گئے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔ بلکہ مرزائے قادیان کی زندگی میں اور پھر مولوی نور الدین قادیانی کی خلافت میں یہ سب مرزا قادیانی کو نبی اور مسلمانوں کو ان کے انکار کے سبب کافر سمجھتے تھے۔ کیونکہ نومبر ۱۹۰۱ء میں جب مرزا قادیانی نے کھلم کھلا دعویٰ نبوت کیا تو اس وقت احمدی رہتے ہوئے ان کو انکار کی گنجائش نہ تھی اور مولوی نور الدین قادیانی، مرزا قادیانی کی زندگی میں بھی اور اپنے عہد خلافت میں بھی اسی اعتقاد پر تھے۔ اختلاف کی صورت یہ بنی کہ مولوی نور الدین قادیانی کی وفات پر مولوی محمد علی قادیانی کو امید تھی کہ قرعہ خلافت ان کے نام کا نکلے گا۔

لیکن مرزا محمود قادیانی نے جن کا ہاتھ اندر تھ آدمیوں یا زیادہ کی منظوری جتیا کہ مرزا آ خلافت لے لی اور مولوی محمد علی قادیانی اور لاہوری

ایسے حال میں اس ناکام جماعت کرنے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ بس انہوں نے کر کے یہ بیان کرنے لگے کہ ہم قادیانی جہ کافر جانتی ہے۔ اگر یہی وجہ تھی تو مرزا قادیان خلافت میں کیوں الگ نہ ہوئے۔ حالانکہ:

زائد نہ داشت
کعبے گرفت و
ہم اس جگہ لاہوری جماعت کے ہیں۔ کیونکہ اختلاف کے وقت کی تحریر بحث کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

۱..... ”اگر انبیاء کی ابت ممتاز ہے تو یقیناً ہمارا احمد (علیہ الصلوٰۃ والیک نبی، اگر بدد اور کرشن نبی تھے اور ہو کر دنیا میں آئے تو یقیناً احمد ایک نبی انبیاء کا نبی ہونا نہیں معوم ہوا اور وہ تمام میں موجود ہیں۔“ (مضمون مولوی محمد علی لاہوری ج ۹ نمبر ۷ ص ۲۲۸)

۲..... ”ہم خدا کو شاہد موعود، مہدی موعود اللہ تعالیٰ کے سچے رسو آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی انجام (لاہوری)

۳..... ”ہم حضرت مسیح مانتے ہیں۔“ (لاہوری)

ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔ مرا انکار رسول اللہ کا انکار ہے۔ جنہوں
شاہ نعمت اللہ ولی کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار مسیح
نے میرا نام محمود رکھا اور مجھے موعود بیٹا ٹھہرا کر میری تعیین کی۔“

(تقریریں امجد قادیانی مندرجہ الفضل، قادیان ج ۵ ش ۲۳، ۲۴ ستمبر ۱۹۱۷ء)
مرزا محمود قادیانی بوجہ مرض مراق کے اپنی زبانی تو جو کچھ چاہیں بنیں۔
فرزند ہیں اور حدیث پاک میں ہے کہ: ”الولد سر لا بیہ“ لیکن
کا گار ان کو اس سے بھی بڑھ کر بناتے ہیں۔ چنانچہ (اخبار الفضل قادیان ج ۱۲
۱۷) میں ایک مضمون ان کے بہمہ صفت موصوف ہونے کے متعلق
کا کہ ”جو کمالات خدا تعالیٰ نے مختلف اہل کمال (انبیاء وغیر انبیاء) کو
سب امام جماعت احمدیہ مرزا محمود قادیانی میں جمع کر دیے ہیں۔ ان
لیں نے حسن یوسف کا بھی ذکر کیا ہے۔ گویا خلیفہ محمود قادیانی ظاہری
نہیں ہیں۔“ (ماشاء اللہ چشم بدور) یہ شعر شاید کسی نے انہی کی شان میں
ہے کہ اے مخاطب تم پر خدا نے زشت روئی ایسی ختم کر دی ہے۔ جیسے

ہوری اور ان کی جماعت

بڑے زور سے دھندل رہے ہیں۔ ہم قادیانی جماعت کی طرح
انکار کے سبب مسلمانوں کو کافر نہیں جانتے اور اسی وجہ سے ہم ان
حقیقت یہ نہیں ہے۔ بلکہ مرزائے قادیان کی زندگی میں اور پھر مولوی
میں یہ سب مرزا قادیانی کو نبی اور مسلمانوں کو ان کے انکار کے سبب
۱۹۰۷ء میں جب مرزا قادیانی نے کھلم کھلا دعویٰ نبوت کیا تو اس وقت
کی گنجائش نہ تھی اور مولوی نور الدین قادیانی، مرزا قادیانی کی زندگی
میں بھی اسی اعتقاد پر تھے۔ اختلاف کی صورت یہ بنی کہ مولوی
مولوی محمد علی قادیانی کو امید تھی کہ قریب خلافت ان کے نام کا نکلے گا۔

لیکن مرزا محمود قادیانی نے جن کا ہاتھ اندر تھا۔ نہایت ہی ہوشیاری سے پیش قدمی کر کے چالیس
آدمیوں یا زیادہ کی منظوری جنہیں کہ مرزا قادیانی رسالہ الوصیت میں تحریر کر گئے ہیں۔ بیعت
خلافت لے لی اور مولوی محمد علی قادیانی اور ان کے رفقاء دیکھتے کے دیکھتے رد گئے۔

ایسے حال میں اس ناکام جماعت کے لئے سوائے قادیان دارالامان سے ہجرت
کرنے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ بس انہوں نے لاہور میں آکر اپنا اڈہ جمالیہ اور دیگر شہروں میں گشت
کر کے یہ بیان کرنے لگے کہ ہم قادیانی جماعت سے اس لئے الگ ہوئے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو
کافر جانتی ہے۔ اگر یہی وجہ تھی تو مرزا قادیانی کی زندگی میں اور پھر مولوی نور الدین قادیانی کی
خلافت میں کیوں الگ نہ ہوئے۔ حالانکہ بیان کردہ سبب اس وقت بھی موجود تھا۔

زاہد نہ داشت تاب وصال پری رخاں

کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

ہم اس جگہ لاہوری جماعت کے وہی اقتباس نقل کریں گے۔ جو اختلافات سے پہلے
کے ہیں۔ کیونکہ اختلاف کے وقت کی تحریرات کسی فریق کو بھی مفید نہیں ہو سکتیں اور ان سے اصل
بحث کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

۱۔ ”اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے
متماز ہے تو یقیناً ہمارا احمد (عیدہ الصلوٰۃ والسلام) اسی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے۔ اگر زردشت
ایک نبی، اگر بدھ اور کرشن نبی تھے اور اگر حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح خدا کی طرف سے نبی
ہو کر دنیا میں آئے تو یقیناً احمد ایک نبی ہے۔ کیونکہ جن علامتوں کے ذریعے زردشت اور دیگر
انبیاء کا نبی ہونا ہمیں معلوم ہوا اور وہ تمام علامتیں مرزا غلام احمد قادیانی فداہ ابی و امی علیہ السلام
میں موجود ہیں۔“ (مضمون مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور، مندرجہ ریو آف ریلیجنس ۱۹۱۰ء باب ۲
جولائی ج ۹ نمبر ۷ ص ۲۷۸)

۲۔ ”ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح
موعود، مہدی موعود اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے نازل ہوئے اور
آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔“

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ج ۱ اول نمبر ۳۵، مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء)
۳۔ ”ہم حضرت مسیح موعود مہدی معبود کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ
مانتے ہیں۔“ (لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ج ۱ نمبر ۳۴، مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

”سلسلہ احمدیہ مانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نبیوں کی مہر ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ سوائے اس کے جو روحانی طور پر آپ کا شاگرد ہے اور انعام نبوت کے ذریعہ سے پاتا ہے۔ یہ صرف ایک سچا مسلم ہی ہے۔ جو نبی مقدس کی پیروی کر کے نبی بن سکتا ہے۔“ (انگریزی رسالہ احمدیہ موعود، مؤلفہ محمد علی ایم۔ اے)

نتیجۃ الکلام و خلاصۃ المرام

تفصیل مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی خود اور کیا ان کے خلیفہ اول حکیم نور الدین قادیانی اور کیا خلیفہ محمود اور کیا مولوی محمد علی قادیانی لاہوری اور ان کی جماعت سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ دیگروں کا خدا جانے۔ لیکن مرزا قادیانی کی تحریرات کے مطالعہ سے ایک گہری نظر والا متین شخص آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کا کوئی ٹھیکہ مذہب نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا اقرار صرف اپنی مصنوعی رسالت کا اعتبار جمانے کے لئے تھا۔ کیونکہ وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ مسلمان آنحضرت ﷺ کے بعد کسی جدید نبوت کو کبھی نہیں مان سکتے۔ اس لئے انہوں نے اپنی نبوت کی یہ صورت اختیار کی کہ میں کوئی دوسرا شخص نہیں ہوں۔ بلکہ میں عین محمد ہوں۔ پس میں جدید نبی نہیں ہوں اور میری نبوت کے بغیر (معاذ اللہ) آنحضرت ﷺ کی ہتک ہوتی ہے اور اسلام ایک مردہ مذہب ثابت ہوتا ہے۔

غرض منافرت کی ابتداء مرزا محمود نے رکھی۔ جنہوں نے ایسے عقائد کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کو مرزا قادیانی کی نبوت کے قبول کرنے کی دعوت دی۔ نہ کہ مسلمانوں نے، جنہوں نے مسئلہ ختم نبوت کو ثابت کر کے آنحضرت ﷺ کی شان اور فضیلت ثابت کی۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”خدا تعالیٰ نے مجھے چھ چیزیں ایسی عطا کی ہیں کہ وہ پہلے انبیاء کو عطا نہیں کیں۔ ایک ان میں یہ بتائی کہ ختم بسی النبیون ختم کئے گئے میرے آنے پر انبیاء علیہم السلام اور اپنے دعوے سے پیشتر مرزا قادیانی بھی ختم نبوت کے یہی معنی لیتے تھے۔ جیسا کہ سابقہ بیان ہو چکا ہے۔

تنبیہ: تفصیل بالا میں اس خط اور نریکٹ کا جواب بھی آ گیا ہے جو ایک مقامی لاہوری احمدی ملازم گورنمنٹ عبدالرحمن (سینئر مشنر صاحب بہادر کوئٹہ) نے ایک حاشیہ نشین کے نام سے ایک مقامی عالم اہل سنت مولوی عبدالکریم صاحب مدرس مدرسہ عربیہ بروہی روڈ کوئٹہ کو بھیجا ہے کہ

۱۔ بس یہ بھی باطل ہے۔ پس مرزا قادیانی کا دعویٰ عینیت رسول کریم ﷺ کفر والحاد ہے اور باطل ہے۔ (میر سیال کوئی قسبی عنہ)

”زمانہ کے امام کو پیچھو۔“ سوگزار اثر پہچان لیا کہ وہ ضرور ضرور امام کفر آنحضرت ﷺ نے خبر دی کہ ”وہ میرا میں خاتم النبیین ہوں۔“

معجزات کا بیان

قادیانی اشتہار ”ہمارا مذہب کے ماننے کی جو عبارت نقل کی گئی ہے السلام کے معجزات کے قائل ہرگز نہ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اصل مسیح نے لا محالہ مرزا قادیانی کو یہ طریق جواب مسیح سے معجزات کا مطالبہ درست نہیں سے سوال پیدا کر کے پھر خود اس کا جواب یوں بتاتے ہیں۔

”بعض لوگ ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم انواع کرتے تھے۔ چنانچہ اسی بناء پر اعتراض آپ بھی کوئی مٹی کا پرندہ بنا کر پھرا وہ آیات جن میں ایسا لکھا ہے تشدد اعتقاد تو نہیں رکھتے کہ اپنی ذاتی طاقت یہ طاقت خدا تعالیٰ نے اپنے اذن اور کفر سے بدتر۔“

”سو پتھر تو طریق پر اطلاع دے دی ہو۔ جو پراپسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز اور مادر

”ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر

”سلسلہ احمدیہ مانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نبیوں کی مہر ہیں اور آپ کے ہوائے اس کے جو روحانی طور پر آپ کا شاگرد ہے اور انعام نبوت کے صرف ایک سچا مسلم ہی ہے۔ جو نبی مقدس کی پیروی کر کے نبی بن سکتا (انگریزی رسالہ احمدی موعود، مؤلفہ محمد علی ایم۔ اے۔)

خلاصۃ المرام

ہالا سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی خود اور کیا ان کے خلیفہ اول حکیم ملیفہ محمود اور کیا مولوی محمد علی قادیانی لاہوری اور ان کی جماعت سب ایک۔ دیگروں کا خدا جانے۔ لیکن مرزا قادیانی کی تحریرات کے مطالعہ سے اس آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کا کوئی ٹھیکہ مذہب کی نبوت کا اقرار صرف اپنی مصنوعی رسالت کا اعتبار جانے کے لئے ہے۔ میں کہ مسلمان آنحضرت ﷺ کے بعد کسی جدید نبوت کو کبھی نہیں مانا۔ اپنی نبوت کی یہ صورت اختیار کی کہ میں کوئی دوسرا شخص نہیں ہوں۔ بلکہ میں جدید نبی نہیں ہوں اور میری نبوت کے بغیر (معاذ اللہ) کوئی ہے اور اسلام ایک مردہ مذہب ثابت ہوتا ہے۔

ان کی ابتداء مرزا محمود نے رکھی۔ جنہوں نے ایسے عقائد کے ہوتے ہوئے نبوت کے قبول کرنے کی دعوت دی۔ نہ کہ مسلمانوں نے، جنہوں نے کر کے آنحضرت ﷺ کی شان اور فضیلت ثابت کی۔ جیسا کہ ”خدا تعالیٰ نے مجھے چھ چیزیں ایسی عطا کی ہیں کہ وہ پہلے انبیاء کو عطا یہ بتائی کہ ختم بسی النبیون ختم کئے گئے میرے آنے پر انبیاء علیہم سے پیشتر مرزا قادیانی بھی ختم نبوت کے یہی معنی لیتے تھے۔ جیسا کہ سابقاً

بالا میں اس خط اور ریکٹ کا جواب بھی آ گیا ہے جو ایک مقامی لاہوری گرجمن (سٹیون مشنر صاحب بہادر کوئٹہ) نے ایک حاشیہ نشین کے نام سے مولوی عبدالکریم صاحب مدرس مدرسہ عربیہ بروری روڈ کوئٹہ کو بھیجا ہے کہ باطل ہے۔ پس مرزا قادیانی کا دعویٰ عینیت رسول کریم ﷺ کفر والحاد یا لکونی مکی عنہ)

”زمانہ کے امام کو پہچانو۔“ سو گزارش ہے کہ ہم نے آپ کے مشارالہ امام کو پہچان لیا اور خوب پہچان لیا کہ وہ ضرور ضرور امام کفر ہے اور ان میں کذابوں میں سے ہے۔ جن کی بابت آنحضرت ﷺ نے خبر دی کہ ”وہ میری امت سے ہوتے ہوئے نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔“ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۴۵)

معجزات کا بیان

قادیانی اشتہار ”ہمارا مذہب“ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے معجزات انبیاء کے ماننے کی جو عبارت نقل کی گئی ہے وہ عبارت بھی محض دھوکا ہے۔ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے قائل ہرگز نہ تھے اور اس کی یہ وجہ تھی کہ جب خود بدولت کا دعویٰ مسیحیت کا تھا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اصل مسیح نے تو یہ معجزات کئے۔ مثیل مسیح نے کون سے معجزات دکھائے؟ تو لامحالہ مرزا قادیانی کو یہ طریق جواب اختیار کرنا پڑا کہ جب اصل مسیح کے معجزات حقیقی نہیں تو مثیل مسیح سے معجزات کا مطالبہ درست نہیں ہے۔ چنانچہ وہ از الہ اوہام کے نہایت شروع میں اسی عنوان سے سوال پیدا کر کے پھر خود اس کا جواب دیتے ہیں اور اس کے ضمن میں معجزات عیسویہ کی حقیقت یوں بتاتے ہیں۔

۱..... ”بعض لوگ موحدین کے فرقہ میں سے بحوالہ آیت قرآنی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم انواع و اقسام کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر زندہ کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی بناء پر اعتراض کیا ہے کہ جس حالت میں مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے تو آپ بھی کوئی مٹی کا پرندہ بنا کر پھر اس کو زندہ کر کے دکھائیے..... ان تمام اوہام کا جواب یہ ہے کہ وہ آیات جن میں ایسا لکھا ہے مشابہات میں سے ہیں..... اور موحد صاحب کا یہ عذر کہ ہم ایسا اعتقاد تو نہیں رکھتے کہ اپنی ذاتی طاقت سے حضرت عیسیٰ خالق طور تھے۔ بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ طاقت خدا تعالیٰ نے اپنے اذن اور ارادہ سے ان کو دے رکھی تھی..... یہ سراسر مشرکانہ باتیں ہیں اور کفر سے بدتر۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۹۹، خزائن ج ۳ ص ۲۵۲ حاشیہ)

۲..... ”سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو۔ جو ایک مٹی کا کھونڈا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسا پرندہ پرواز کرتا ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۰۳ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۲)

۳..... ”اور مادرزاد اندھوں کو بجگم خدا چمکا کرنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ”ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ ہی شب کو رہ فیہ کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور بیماری کا

علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بد قسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھی۔ جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری حقیقت ظاہر ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکرو فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔“

(ضمیمہ انجام آختم ص ۷۷ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۹۱ حاشیہ)

فرمائیے یہ معجزات پر ایمان ہے یا کفار کی طرح انکار؟

قرآن شریف تو ان امور کو حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت کے ثبوت میں پیش کرے، ورنہ مرزا قادیانی اسے مسمریزم اور عملی صنعتیں اور معمولی تدبیریں اور مکرو فریب قرار دیں۔ یہ کہاں کا ایمان ہے؟

سب انبیاء پر خصوصاً سرور کائنات پر فضیلت کا دعویٰ

انبیاء گرجہ بودہ اند بسے	من بعرفان نہ کمترم زکسے
آنچه داداست هر نبی راجام	داد آں جام رامرا بتمام
کم نیم زان همه بروئے یقین	هرکه گوید دروغ هست لعین

(نزل انس ص ۱۰۰، ۹۹، خزائن ج ۱ ص ۲۷۶، ۲۷۸)

نیز فرماتے ہیں۔

زندہ شد هر نبی به آمدنم

هر رسوله نهان به پیراهنم (ینا)

اس سے زیادہ دیکھئے کہ خود آنحضرت سرور کائنات کے مقابلہ میں کہتے ہیں۔

”یعنی نبی کریم کے لئے (صرف) چاند کے گرہن کا نشان ظاہر کیا گیا اور میرے لئے

چاند اور سورج دونوں کا گرہن کیا گیا۔ اب بھی تو انکار کرتے گے۔“

(کتاب ایضاً احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱ ص ۱۸۳)

اس میں آنحضرت ﷺ سے مقابلہ کر کے فضیلت کا دعویٰ بھی کیا ہے اور معجزہ شق القمر

سے انکار بھی کیا ہے۔ اسی طرح (انڈیا رپورٹریاں ج ۷ ش ۲۰۰۱۹، مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱ ص ۳۷۵) میں لکھا ہے۔

”ایک صاحب نے مرزا قادیانی سے پوچھا کہ: شق القمر کی نسبت حضور کیا فرماتے

ہیں۔ فرمایا ہماری رائے یہ ہی ہے کہ وہ ان چشمہ معرفت میں لکھ دیا۔“ فرمائیے یہ معجزہ؟
۳۔ نیز فرماتے ہیں کہ
آئے۔“

لیکن اپنے نشانات کے متعلق
تین لاکھ سے زیادہ ہیں۔“

۴۔ پھر یہ کہ احمدی ج

آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ استغفر اللہ

(دیکھو مضمون ڈاکٹر شاد فواز صاحب)

اور بھی حوالہ جات بکثرت ہیں۔ لیکن بطور

خاتمہ الکلام: کیا اب بھی اح

طرف وہ اعتقاد منسوب کئے ہیں۔ جن۔

شائع کر دیجئے۔ ہم یہ سب باتیں آپ کی ط

الالبلاغ!

ضمیمہ خلاصہ مسائل قادیانیہ

قادیانی مذہب کے بنیادی مسا

پہلا مسئلہ: یہ کہ یہودیوں نے

نیم جاں اتارے گئے اور پھر خفیہ طور پر مر

بھاگ آئے اور وہاں آ کر فوت ہو گئے۔

جواب: یہ بالکل باطل ہے۔

(نسب: ۱۵۷) ”یعنی نہ انہوں نے اس ک

کشمیر میں آ کر فوت ہونا بھی باطل ہوا اور محو

جو کشمیر کے ایک راجہ کا بیٹا تھا اور وہ مسلمان

دو دفعہ خود اس قبر کو دیکھا ہے۔

دوسرا مسئلہ: مرزا قادیانی کے

اٹھائے گئے۔ بلکہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور ا

بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا۔ جس سے برے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے تھے۔ آپ کے معجزات کی پوری حقیقت حلقی ہے اور اس تالاب نے فیصلہ دیا کہ کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہوا۔ مگر فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔“

(ضمیمہ انجام آئندہ حصہ ۷ حاشیہ خزائن ج ۱ ص ۲۹۱ حاشیہ)

ایمان ہے یا کفار کی طرح انکار؟

تو ان امور کو حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت کے ثبوت میں پیش کرے۔ یزید اور عمری صنعتیں اور معمولی تدبیریں اور مکر و فریب قرار دیں۔ یہ کہاں کا

سرور کائنات پر فضیلت کا دعویٰ

وہ اندبے من بعرفد نہ کمترم زکسے
داداں جام رامرا بتمام
بروئے یقین ہرکہ گوید دروغ هست لعین
(نزل مسیح ص ۹۹، ۱۰۰، خزائن ج ۱ ص ۲۷۲، ۲۷۸، ۲۷۹)

شدہ شدہ ہر نبی بہ آمدنم

بر رسولے نہان بہ پیراھنم (ایضاً)

کیئے کہ خود آنحضرت سرور کائنات کے مقابلہ میں کہتے ہیں۔

کے لئے (صرف) چاند کے کریم کا نشان ظاہر کیا گیا اور میرے لئے نہ کیا گیا۔ اب بھی تو انکار کرے گا۔“

(کتاب احیاء احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱ ص ۱۸۳)

رسول اللہ ﷺ سے مقابلہ کر کے فضیلت کا دعویٰ بھی کیا ہے اور معجزہ شق القمر طرح (انبار برق) دین ج ۷ ص ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۱۹۰۸، محفوظات ج ۱۰

نے مرزا قادیانی سے پوچھا کہ: شق القمر کی نسبت حضور کیا فرماتے

ہیں۔ فرمایا ہماری رائے یہ ہی ہے کہ وہ ایک قسم کا خسوف تھا۔ ہم نے اس کے متعلق اپنی کتاب چشمہ معرفت میں لکھ دیا۔“ فرمائیے یہ معجزہ کا اقرار ہے یا انکار؟

۳۔۔۔ نیز فرماتے ہیں کہ: ”تین ہزار معجزات ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔“

لیکن اپنے نشانات کے متعلق فرماتے ہیں اور جو میرے لئے نشانات ظاہر ہوئے ”وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں۔“

(حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲ ص ۷۰)

۴۔۔۔ پھر یہ کہ احمدی جماعت کا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح موعود کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ استغفر اللہ رب ما الصلک!

(دیکھو مضمون ڈاکٹر شاہ نواز صاحب قادیانی منہ بھر رسائل ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۳۹ء) اسی طرح اور بھی حوالہ جات بکثرت ہیں۔ لیکن بطور مشق نمونہ از خروارے انہی چند ایک پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ خاتمہ از کلام: کیا اب بھی احمدی جماعت کوئے کہہ سکے گی کہ علمائے اسلام نے ہماری طرف وہ اعتقاد منسوب کئے ہیں۔ جن سے ہم بیزار ہیں؟ اچھا اگر آپ بیزار ہیں تو توبہ نامہ شائع کر دیجئے۔ ہم یہ سب باتیں آپ کی طرف سے واپس لے لیں گے۔ و ما علینا الا البلاغ! اہل حقین علمائے اسلام کوئے (بلوچستان)

ضمیمہ خلاصہ مسائل قادیانیہ

قادیانی مذہب کے بنیادی مسائل چار ہیں اور چاروں ہی غلط ہیں۔

پہلا مسئلہ: یہ کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے سولی دلوادیا اور وہ نیم جاں اتارے گئے اور پھر خفیہ طور پر مرہم پٹی کرواتے رہے اور آخر پوشیدگی میں کشمیر کی طرف بھاگ آئے اور وہاں آ کر فوت ہو گئے۔

جواب: یہ بالکل باطل ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”وما قتلوه و ما صلبوه (نساء: ۱۵۷)“ یعنی نہ انہوں نے اس کو قتل کیا اور نہ سولی دیا۔ پس جب ۳۰ قیامت ہی باطل ہے تو کشمیر میں آ کر فوت ہونا بھی باطل ہوا اور محلہ خان یار میں جو قبر ہے۔ وہ یوز آف شہزادہ کی ہے۔ جو کشمیر کے ایک راجہ کا بیٹا تھا اور وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ (دیکھو کتاب تنبیہ الغافلین) میں نے دو دفعہ خود اس قبر کو دیکھا ہے۔

دوسرا مسئلہ: مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے۔ بلکہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور ان کی بجائے میں مثیل مسیح بن کے آیا ہوں۔

جواب: یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ جو کہ ایست بل رفعہ اللہ الیہ میں فرمایا یعنی بلکہ اٹھا لیا اس کو اللہ نے اپنی طرف اور حدیث صحیح میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔“ (کتاب الاسماء ص ۴۲۴)
 ”اور یہ بھی ہے کہ زمین پر آ کر ج کر میں گے۔“ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۰۸)
 نیز یہ کہ ”نکاح بھی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ پھر آپ فوت ہوں گے اور مدینہ شریف میں روضہ اطہر میں مدفون ہوں گے۔“ (مشکوٰۃ ص ۴۸۰)
 لیکن مرزا قادیانی میں ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں پائی گئی۔ پس ان کا آنا جانا باطل ہے۔

تیسرا مسئلہ: مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ حدیثوں میں جس مہدی کی خبر ہے وہ مہدی بھی میں ہوں۔

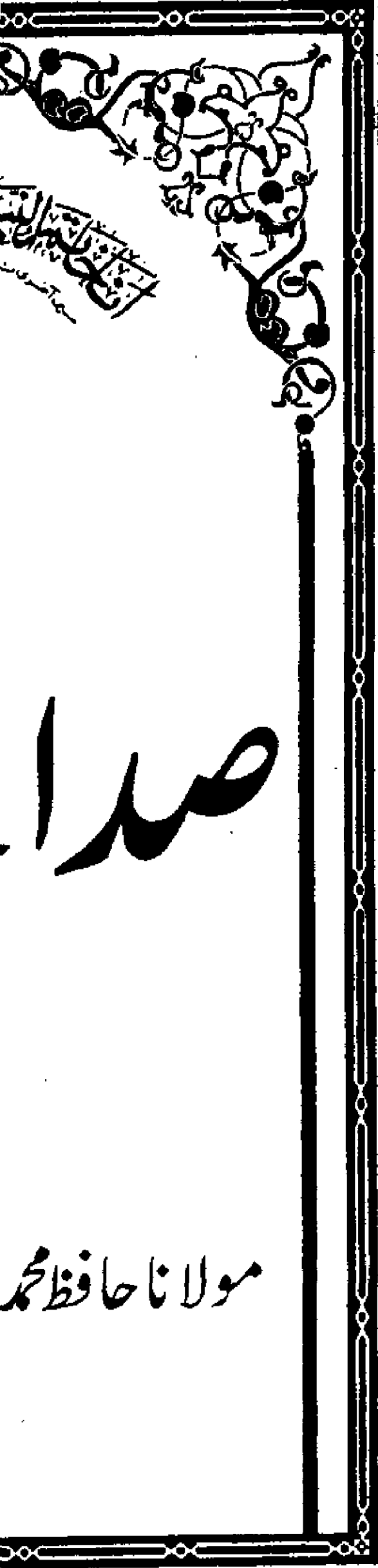
جواب: حدیثوں میں جس مہدی کا ذکر ہے۔ اس کی ذات اور صفات اس طرح ہیں۔ ان کا نام محمد ﷺ ان کے باپ کا نام عبد اللہ، حسنی حسینی سادات ہوں گے۔ یعنی ماں اور باپ دونوں کی طرف سے سید ہوں گے اور ملک عرب کے بادشاہ ہوں گے اور خانہ کعبہ میں ان کی بیعت ہوگی اور وہ جہاد کر کے قسطنطنیہ فتح کریں گے۔ لیکن مرزا قادیانی میں ان باتوں میں سے کوئی بھی نہ تھی۔ پس وہ امام مہدی بھی نہیں تھے۔

چوتھا مسئلہ: مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میں اس زمانے کا رسول اور نبی ہوں۔ جو مجھ کو نہ مانے وہ کافر و جہنمی ہے۔

جواب: نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہے۔ آیت خاتم النبیین (الاحزاب: ۴۰) اور (جامع ترمذی ج ۲ ص ۵۰) میں ہے کہ ”آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

ہاں ”تیس شخص میری امت میں سے دجال کذاب ہوں گے۔ جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔“ (مشکوٰۃ ص ۴۶۵، باب الملاحم)

پس مرزا قادیانی موجب اس آیت اور حدیث کے نبی تو ہو سکتے نہیں۔ ہاں مطابق اس حدیث کے دجال و کذاب ضرور ہیں کہ امتی ہو کر نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ واللہ اعلم بالصواب،
 تمت! ۲۷ مارچ ۱۹۵۰ء
 خادم سنت محمد ابراہیم میر سیالکوٹی!



کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ جو کہ ایست
س فرمایا یعنی بلکہ اٹھا لیا اس کو اللہ نے اپنی طرف اور ”حدیث صحیح میں آتا
م آسمان سے اتریں گے۔“ (کتاب الاسما ص ۳۲۳)
کہ زمین پر آ کر حج کریں گے۔“ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۰۸)
بھی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ پھر آپ فوت ہوں گے اور مدینہ
مدفون ہوں گے۔“ (مشکوٰۃ ص ۳۸۰)
بنی میں ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں پائی گئی۔ پس ان کا آنا جانا

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ حدیثوں میں جس مہدی کی خبر ہے وہ مہدی

وں میں جس مہدی کا ذکر ہے۔ اس کی ذات اور صفات اس طرح
کے باپ کا نام عبد اللہ، حسنی حسینی سادات ہوں گے۔ یعنی ماں اور باپ
س گے اور ملک عرب کے بادشاہ ہوں گے اور خانہ کعبہ میں ان کی بیعت
نذیہ فتح کریں گے۔ لیکن مرزا قادیانی میں ان باتوں میں سے کوئی بھی نہ
نہیں تھے۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میں اس زمانے کا رسول اور نبی ہوں۔ جو مجھ کو

آنحضرت ﷺ پر ختم ہے۔ آیت خاتم النبیین (الاحزاب: ۴۰)
ص ۴۵) میں ہے کہ ”آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں خاتم النبیین ہوں۔“

میری امت میں سے دجال کذاب ہوں گے۔ جو نبوت کا دعویٰ
(مشکوٰۃ ص ۳۶۵، باب الماتم)
فی موجب اس آیت اور حدیث کے نبی تو ہو سکتے نہیں۔ ہاں مطابق
ب ضرور ہیں کہ امتی ہو کر نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ واللہ اعلم،
خادم سنت محمد ابراہیم میر سیالکوٹی!

صدائے حق

مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ

بسم الله الرحمن الرحيم!

الحمد لله على نعمائه والصلوة والسلام على خاتم انبيائه وع

اله واوليائه اما بعد!

مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو ایک دوراندیش خاتون نے جو ہماری مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے آتی ہیں۔ ہمارے گھر میں آکر ذکر کیا کہ جماعت احمدیہ کی بعض بیبیاں مسلمانوں کے گھروں میں جا جا کر اپنے عقائد کی تبلیغ کرتی ہیں اور اپنے فرقے کے خاص مسائل ان کے سادہ ذہنوں میں اتارنا چاہتی ہیں اور ہماری اکثر بہنیں ناخواندہ ہوتی ہیں اور جو خواندہ ہیں۔ ان میں سے بھی اکثر مذہبی مسائل سے واقف نہیں ہوتیں۔ اس لئے مجھے دیگر ہم خیال بہنوں نے آپ سے (خاکسار سے) یہ درخواست کرنے کو بھیجا ہے کہ ہمیں ایک ایسی چھوٹی سی کتاب کی ضرورت ہے۔ جس میں مختصر طور پر اس جماعت کے ضروری مسائل بیان ہوں۔ تاکہ اپنی بہنیں ان مسائل سے بادلیل واقف ہو کر گمراہی کی فریب کاری سے بچ جائیں اور طریق سنت پر قائم رہیں۔ واللہ ولی الہدایہ!

میں نے اس نیک تحریک کو بخوشی لبیک کہا اور بہت جلد ایک مختصر سارسالہ لکھنے کا وعدہ

کیا۔ واللہ الموفق!

چنانچہ آج ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو خدا کی توفیق سے نماز تہجد سے فارغ ہو کر اس وعدے کو پورا کرنے کے لئے اس کتاب کو شروع کر دیا۔ اے لو! یہ سطوریں لکھ رہا ہوں اور مسجد میں صبح کی اذان ہو پڑی ہے۔ خدا تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے اور اس نیک فال (اذان) کی برکت سے اسے بابرکت و نفع مند کرے۔ آمین! اور اسی اذان کی مناسبت سے جو صدائے حق ہے۔ اس کتاب کا نام اسی وقت میرے گنہگار دل پر ”صدائے حق“ القا کیا گیا ہے۔ ”وللہ اختصم وبہ اعتصم عما یصم وان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب“

(خادم سنت رسول کریم! محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ۱۰ ابتدائی الاخر ۱۳۵۱ھ بمطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

ابتداء بنام خدا

ضلع گورداسپور قادیان میں ایک چھوٹا۔ مرزا غلام مرتضیٰ وہاں کے ذی حیثیت زمیندار تھے اور تنگی پر تنگی آنے لگی۔ اراضی مزروعہ ہاتھوں سے نکلتی لئے باہر نکلے اور سیالکوٹ میں آکر پندرہ روپے ما روپیہ جمع کرنے اور ترقی کا خیال تھا۔ ایک طرف لالہ انگریزی کا مطالعہ شروع کیا اور دوسری طرف دن روشن کر کے تسخیر کے عملیات بھی کرنے لگے۔ (چند مکان میں رہا کرتے تھے۔ پرانے لوگ اس مکان کے بعد مختاری کا امتحان دیا اور اس میں ناکام رہے گئے اور تصانیف کا سلسلہ شروع کیا۔ ایک کتاب ہر ایک بے نظیر کتاب چھپوانے کے لئے روپے کی ضابطہ چندہ جمع کر کے امداد کریں تو کتاب چھپ جاوے مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ

(بر)

مسلمان مذہب کے نام سب کچھ لٹاؤ دیکھ کر مرزا قادیانی نے اس سلسلہ تصنیف کے کامیاب ہوتا نظر آیا تو دسمبر کی تعطیلات میں قادیان کر دیا۔ آخر ایک دفعہ جسے میں کھل کھیلے کہ میں اسے بھی برداشت کر لیا تو پھر صاف صاف کہہ د میں جو دوبارہ آنے کا ذکر ہے۔ ان کے مطابق اسلام کے ساتھ پہلے امام مہدی کا ہونا ضروری لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت آپ نے تو براہِ پیغمبر

بسم الله الرحمن الرحيم!

بسم الله على نعمائه والصلوة والسلام على خاتم انبيائه وع

بعد!

۱۲ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو ایک دوران دلش خاتون نے جو ہماری مسجد میں نماز جمعہ ارے گھر میں آکر ذکر کیا کہ جماعت احمدیہ کی بعض بیبیاں مسلمانوں کے اپنے عقائد کی تبلیغ کرتی ہیں اور اپنے فرقے کے خاص مسائل ان کے سادہ ہمتی ہیں اور ہماری اکثر بہنیں ناخواندہ ہوتی ہیں اور جو خواندہ ہیں۔ ان میں مسائل سے واقف نہیں ہوتیں۔ اس لئے مجھے دیگر ہم خیال بہنوں نے آپ یہ درخواست کرنے کو بھیجا ہے کہ ہمیں ایک ایسی چھوٹی سی کتاب کی ضرورت ہے جو اس جماعت کے ضروری مسائل بیان ہوں۔ تاکہ اپنی بہنیں ان مسائل کو گمراہی کی فریب کاری سے بچ جائیں اور طریق سنت پر قائم رہیں۔ واللہ

اس نیک تحریک کو بخوشی لبیک کہا اور بہت جلد ایک مختصر سارسالہ لکھنے کا وعدہ

۱۲ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو خدا کی توفیق سے نماز تہجد سے فارغ ہو کر اس وعدے کو اس کتاب کو شروع کر دیا۔ اے لو! یہ سطر لکھ رہا ہوں اور مسجد میں صبح کی اتنا ہی اس کتاب کو قبول فرمائے اور اس نیک فال (اذان) کی برکت سے کمرے۔ آمین! اور اسی اذان کی مناسبت سے جو صدائے حق ہے۔ اس میرے گنگارول پر ”صدائے حق“ القا کیا گیا ہے۔ ”وللہ اختصم وبہ سم وان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ انیت“

رسول کریم! محمد براہیم میر سیالکوٹی ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ بمطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۲ء

ابتداء بنام خدا

ضلع گورداسپور قادیان میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ وہاں کے ذی حیثیت زمیندار تھے اور پیشہ طبابت کا کرتے تھے۔ گردش زمانہ سے تنگی پر تنگی آنے لگی۔ اراضی مزروعہ ہاتھوں سے نکلتی گئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی تلاش معاش کے لئے باہر نکلے اور سیالکوٹ میں آکر پندرہ روپے ماہوار، پر سچھری میں ملازم ہو گئے۔ دماغ میں روپیہ جمع کرنے اور ترقی کا خیال تھا۔ ایک طرف لالہ بہیم سین صاحب وکیل سیالکوٹ سے قانون انگریزی کا مطالعہ شروع کیا اور دوسری طرف دن دوپہر کو کٹھڑی کا دروازہ بند کر کے اور چراغ روشن کر کے تسخیر کے عملیات بھی کرنے لگے۔ (چنانچہ محلہ مہر / کشمیری محلہ) مرزا قادیانی جس مکان میں رہا کرتے تھے۔ پرانے لوگ اس مکان کا محل وقوع ایسا بتاتے ہیں۔) مطالعہ قانون کے بعد مختاری کا امتحان دیا اور اس میں ناکام رہے۔ آخر ملازمت ترک کر کے اپنے وطن کو چلے گئے اور تصانیف کا سلسلہ شروع کیا۔ ایک کتاب براہین احمدیہ کا اشتہار دیا کہ اسلام کی تائید میں ایک بے نظیر کتاب چھپوانے کے لئے روپے کی ضرورت ہے۔ اہل ہمت لوگ پانچ پانچ روپے چندہ جمع کر کے امداد کریں تو کتاب چھپ جائے اور اسلام کو قوت پہنچے۔ اس کتاب میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کو صاف الفاظ میں بات کی۔

(براہین احمدیہ حاشیہ ص ۴۹۹، ج ۱ ص ۵۹۳)

مسلمان مذہب کے نام سب کچھ لٹا دیتے ہیں۔ روپیہ آنا شروع ہو گیا۔ لوگوں کا رجحان دیکھ کر مرزا قادیانی نے اس سلسلہ تصنیف کے ساتھ بیعت کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ یہ سلسلہ کامیاب ہوتا نظر آیا تو دوسرے کی تعطیلات میں قادیان میں اپنے مریدوں کا سالانہ جلسہ شروع کر دیا۔ آخر ایک دفعہ جلسے میں کھل کھیلے کہ میں حضرت عیسیٰ کا مثیل ہو کر آیا ہوں۔ مریدوں نے اسے بھی برداشت کر لیا تو پھر صاف صاف کہہ دیا کہ حضرت عیسیٰ تو فوت ہو چکے ہیں۔ حدیثوں میں جو دوبارہ آنے کا ذکر ہے۔ ان کے مطابق میں ہی آیا ہوں۔ لوگوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پہلے امام مہدی کا ہونا ضروری ہے تو جواب دیا کہ وہ مہدی بھی میں ہی ہوں۔ لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت آپ نے تو براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا

خود تسلیم کیا ہے اور اس کتاب کو بھی الہامی تائید سے بتایا ہے۔ بلکہ اس میں لکھا ہے کہ یہ کتاب رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوئی۔ تو آپؐ نے اس کو منظور فرمایا تو کیا اس وقت وہ سطر جس میں آپؐ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا تسلیم کیا ہے اور اب اسے غلط بتاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو نظر نہ آئی تھی؟ تو مرزا قادیانی نے جواب میں فرمایا کہ مجھے الہام تو اس وقت بھی ہوا تھا کہ مسیح موعود تو ہی ہے۔ لیکن میں اسی عقیدے پر رہا اور وحی الہی کی پروانہ کی۔ حتیٰ کہ مجھے بار بار وحی آنے لگی کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ لوگ پکارتے رہے کہ اچھا جناب آپؐ نے تو وحی کی پرواہ نہ کی۔ لیکن اس غلطی کو رسول اللہ ﷺ نے کیوں ظاہر نہ کیا؟۔ خیر آپؐ تو رسمی عقیدے پر جے رہے۔ لیکن کیا رسول اللہ ﷺ بھی رسمی عقیدے پر تھے؟۔ مگر رسول اللہ ﷺ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں آئیں گے۔ تو بس ہمیں بھی وہی عقیدہ رکھنا واجب ہے۔ اگر آپؐ کا براہین میں یہ لکھنا کہ میں نے خواب میں یہ کتاب آنحضرت ﷺ کو دکھائی اور آپؐ نے قبول فرمائی درست ہے تو اب اس کے خلاف آپؐ کا دعویٰ غلط ہے، اور اگر آپؐ نے یہ خواب جھوٹ لکھا ہے تو آپؐ کا اب کا دعویٰ بھی جھوٹ ہے۔ مسلمانوں کے لئے تو یہ بات بالکل تسلی بخش تھی۔ لیکن پھنسے ہوئے مریدوں کو بیعت سے نکلنا دشوار تھا۔ وہ مرزا قادیانی کی اس بات میں بھی آگئے۔ جب مرید اس طرح پھنس گئے تو مرزا قادیانی نے موقع مناسب دیکھ کر کھلم کھلا دعویٰ نبوت کر دیا اور بجائے اس کے کہ کافروں کو مسلمان کرتے، الٹا مسلمانوں کو کافر کہنے لگے۔ یہ ہے حقیقت و کیفیت مرزا قادیانی کے دعوے کی۔

خلاصہ مسائل قادیانیہ

جس مسائل میں مرزا قادیانی نے قرآن و حدیث کے خلاف مسلمانوں کو غلطی میں ڈالا اور ان مسائل سے ان کے دعوے کو خاص تعلق ہے اور انہی پر ان کے فرقے کی بنیاد ہے۔ وہ چار مسئلے ہیں۔

پہلا مسئلہ

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم یہود نے گرفتار کر کے سولی دلوادیا۔ جہاں سے وہ نیم جاں اتارے گئے اور پھر خفیہ طور پر مرہم پٹی کراتے رہے اور پھر

پوشیدہ طور پر کشمیر کو بھاگ آئے۔ جہاں پر آنچل شہر سرینگر (کشمیر) میں محلہ خان یار میں دوسرا مسئلہ

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت دنیا میں واپس نہیں آتے۔ اس لئے حدیثوں اس سے کوئی دیگر آدمی مراد ہے۔ جو حضرت مسیح اور مسیح موعود میں ہوں۔

تیسرا مسئلہ

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ حدیثوں کے ظہور کی جو خبر دی گئی۔ وہ امام مہدی بھی ہیں چوتھا مسئلہ

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میں انہیں لائے گا۔ وہ کافر و جہنمی ہے۔ (معاذ اللہ) ان مسائل کی تردید

مرزا قادیانی کے یہ چاروں تصدیقات کے خلاف ہیں اور ان کی بابت مغالطہ اور فریب کاری اور خن سازی سے کام لے کر نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو قتل کیا اور نہ عیسیٰ علیہ السلام کو فرما گئے گا۔ ”واذک کففت“ جب میں نے دور کھا تجھ سے بنی اسرائیل کو اسلام تک پہنچنے ہی نہیں دیا تو پلڑہ کیسے

بہ کو بھی الہامی تائید سے بتایا ہے۔ بلکہ اس میں لکھا ہے کہ یہ کتاب
س ہوئی۔ تو آپؐ نے اس کو منظور فرمایا تو کیا اس وقت وہ سطر جس میں
السلام کا دوبارہ آنا تسلیم کیا ہے اور اب اسے غلط بتاتے ہیں۔
نئی؟ تو مرزا قادیانی نے جواب میں فرمایا کہ مجھے الہام تو اس وقت
ہے۔ لیکن میں اسی عقیدے پر رہا اور وحی الہی کی پروا نہ کی۔ حتیٰ کہ مجھے
صبح موعود ہے۔ لوگ پکارتے رہے کہ اچھا جناب آپؐ نے تو وحی کی
رسول اللہ ﷺ نے کیوں ظاہر نہ کیا؟۔ خیر آپؐ تو رسمی عقیدے پر جنے
نہ بھی رسمی عقیدے پر تھے؟۔ مگر رسول اللہ ﷺ کا یہ عقیدہ ہے کہ
وہ اس دنیا میں آئیں گے۔ تو بس ہمیں بھی وہی عقیدہ رکھنا واجب
یہ لکھنا کہ میں نے خواب میں یہ کتاب آنحضرت ﷺ کو دکھائی اور
ست ہے تو اب اس کے خلاف آپؐ کا دعویٰ غلط ہے، اور اگر آپؐ
آپؐ کا اب کا دعویٰ بھی جھوٹ ہے۔ مسلمانوں کے لئے تو یہ بات
ہوئے مریدوں کو بیعت سے نکلنا دشوار تھا۔ وہ مرزا قادیانی کی اس
ید اس طرح پھنس گئے تو مرزا قادیانی نے موقع مناسب دیکھ کر کھلم
ئے اس کے کہ کافروں کو مسلمان کرتے، الٹا مسلمانوں کو کافر کہنے
مرزا قادیانی کے دعوے کی۔

مرزا قادیانی نے قرآن وحدیث کے خلاف مسلمانوں کو غلطی میں ڈالا
کے کو خاص تعلق ہے اور انہی پر ان کے فرقے کی بنیاد ہے۔ وہ چار

ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم یہود نے گرفتار کرا کے
جال اتارے گئے اور پھر خفیہ طور پر مرہم پٹی کراتے رہے اور پھر

~

پوشیدہ طور پر کشمیر کو بھاگ آئے۔ جہاں پر آ کر آپؐ ستاسی سال زندہ رہے اور فوت ہو گئے۔
چنانچہ شہر سرینگر (کشمیر) میں محلہ خان یار میں ان کی قبر موجود ہے۔

دوسرا مسئلہ

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور فوت شدہ لوگ
دنیا میں واپس نہیں آتے۔ اس لئے حدیثوں میں جس عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی خبر دی گئی ہے
اس سے کوئی دیگر آدمی مراد ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل ہو کر آئے گا۔ چنانچہ وہ مثیل
صبح اور صبح موعود میں ہوں۔

تیسرا مسئلہ

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ حدیثوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پیشتر امام مہدی
کے ظہور کی جو خبر دی گئی۔ وہ امام مہدی بھی میں ہی ہوں۔

چوتھا مسئلہ

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میں اس زمانے کا نبی اور رسول ہوں۔ جو کوئی مجھ پر ایمان
نہیں لائے گا۔ وہ کافر و جہنمی ہے۔ (معاذ اللہ)

ان مسائل کی تردید

مرزا قادیانی کے یہ چاروں مسئلے بالکل غلط اور قرآن وحدیث اور آئمہ دین کی
تصریحات کے خلاف ہیں اور ان کی بابت جو دلائل انہوں نے بیان کئے ہیں ان میں سراسر
مغالطہ اور فریب کاری اور سخن سازی سے کام لیا ہے۔

۱۔ نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر چڑھائے گئے اور نہ فوت ہوئے۔
چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ: ”وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ (النساء: ۱۵۷)“، یعنی انہوں نے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا۔ نیز خدا تعالیٰ قیامت کے دن حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کو فرمائے گا: ”وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ (مائدہ: ۱۱۰)“، یعنی یاد کر
جب میں نے دور کھا تجھ سے بنی اسرائیل کو۔ جب احسان یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو حضرت عیسیٰ علیہ
السلام تک پہنچنے ہی نہیں دیا تو پلزم کیا کہتے؟۔ یہ سب باتیں نہ تو مومنوں میں۔ نہ مومنوں نے تو جھوٹا

پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت سولی کا واقعہ ہی جھوٹ ہے اور قرآن شریف کی تصریح کے خلاف ہے تو مرہم پٹن اور ہجرت کشمیر کی ساری داستان جو مرزا قادیانی نے از خود بنائی ہے۔ بالکل غلط اور باطل ہوگئی۔

۲..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مذکور بالا آیت کے اخیر ہی میں فرمایا کہ: ”وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً (النساء: ۱۵۷، ۱۵۸)“، یعنی انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً نہیں مارا بلکہ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا اور خدا سب کچھ کر سکتے والا اور ساری حکمتوں کا مالک ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب پھر دنیا میں نازل ہوں گے۔ جیسا کہ مہذا قادیانی نے بھی اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں خود تسلیم کیا ہے اور حج کریں گے اور ۵۰ سال دنیا میں رو کر مدینہ شریف میں فوت ہوں گے اور رسول اللہ ﷺ کے روضہ شریف میں دفن ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

”ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکت خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر (مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۰)، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) یعنی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم زمین پر اتریں گے اور نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی اور پچاس سال دنیا میں رہیں گے۔ پھر فوت ہوں گے۔ پچاس میرے پاس میرے مقبرے میں دفن ہوں گے۔ پس میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم ایک ہی قبر سے اٹھیں گے۔ درمیان ابو بکر اور عمر کے۔

اس حدیث ثریف میں چند باتیں قابل توضیح ہیں۔

۱۔ یہ کہ اس حدیث میں صاف صاف مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

۲
 دوران کی اولاد
 حاشیہ پر محمدی
 علیہ السلام کے
 کا نکاح محمدی
 مسیح موعود بھی

۳
آنحضرت علیؑ
معلوم ہے کہ مر

مدینہ شریف اور

جاتا ہے کہ فلاں کو کہا جاتا ہے۔
پچھے فوت ہوتا۔
جاؤں گے تو معہ ان کے بعد، اور
تھی۔ پس حضر کس کے کہنے۔
فوت ہو چکے ہو۔
زالہ مغالطہ

بعض

رضائے نے آپ کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت سولی کا واقعہ ہی جھوٹ ہے اور قرآن

ف ہے تو مرہم پٹی اور ہجرت کشمیر کی ساری داستان جو مرزا قادیانی نے
ملط اور باطل ہو گئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ جیسا کہ
یت کے اخیر ہی میں فرمایا کہ: ”وَمَا قَتْلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ
مُكِيمًا (النساء: ۱۵۷، ۱۵۸)“ یعنی انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو
مُکیمًا نے اپنی طرف اٹھالیا اور خدا سب کچھ کر سکتے والا اور ساری حکمتوں

علیہ السلام قیامت کے قریب پھر دنیا میں نازل ہوں گے۔ جیسا کہ
فی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں خود تسلیم کیا ہے اور حج کریں گے اور
مدینہ شریف میں فوت ہوں گے اور رسول اللہ ﷺ کے روضہ شریف میں
مدینہ شریف میں وارد ہے۔

یسٰی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکت خمساً
بموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی
ن بکر وعمر (مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ
ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم زمین پر اتریں گے اور
مکی اولاد ہوگی اور پچاس سال دنیا میں رہیں گے۔ پھر فوت ہوں گے۔
مقبرے میں دفن ہوں گے۔ پس میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم
۔۔ درمیان ابوبکرؓ اور عمرؓ کے۔

شریف میں چند باتیں قابل توجہ ہیں۔

یہ کہ اس حدیث میں صاف صاف مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

زمین پر اتریں گے اور پچاس سال رہائش کرنے کے بعد فوت ہوں گے۔ جیسا کہ ثم یموت
سے ظاہر ہے۔ پس چونکہ آپ ابھی تک اترے نہیں۔ اس لئے فوت بھی نہیں ہوئے۔

۲ یہ کہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح کریں گے
اور ان کی اولاد ہوگی۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱ ص ۳۳۷) کے
حاشیہ پر محمدی بیگم کے نکاح کے ذکر میں اس حدیث کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ اس میں حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے جس نکاح کا ذکر ہے۔ اس سے یہی محمدی بیگم کا نکاح مراد ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی
کا نکاح محمدی بیگم سے نہیں ہوا۔ بلکہ مرزا قادیانی اسی حسرت میں مر گئے۔ اس لئے مرزا قادیانی
مسیح موعود بھی نہ ہوئے۔

۳ یہ کہ اس حدیث میں صاف صاف مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
آنحضرت ﷺ کے پاس دفن ہوں گے اور ان کی قبر آنحضرت ﷺ کی قبر کے ساتھ متصل ہوگی اور
معلوم ہے کہ مرزا قادیانی لاہور میں فوت ہوئے اور قادیان ضلع گورداسپور میں دفن ہوئے۔ کہاں
مدینہ شریف اور کہاں قادیان؟۔ دونوں میں مشرق و مغرب کا فرق ہے۔

۴ یہ کہ اس حدیث میں جو لفظ معی فرمایا ہے۔ اس کی تفسیر یوں ہے کہ جب کہا
جاتا ہے کہ فلاں شخص کو فلاں شخص کے پاس دفن کرو تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جس کے پاس دفن کرے
کو کہا جاتا ہے۔ وہ شخص پہلے فوت شدہ ہوتا ہے اور جس کو کسی کے پاس دفن کرنے کو کہا جاتا ہے۔ وہ
پچھے فوت ہوتا ہے۔ پس جب آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام میرے پاس دفن کے
جائیں گے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ پہلے فوت ہونے والے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
ان کے بعد، اور یہ بھی معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ حدیث اپنی دنیوی حیات طیبہ میں فرمائی
تھی۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی زندگی تک تو فوت شدہ نہ ہوئے۔ تو اب ہم
کس کے کہنے سے تسلیم کریں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ سے صدیوں پہلے کشمیر میں
فوت ہو چکے ہوئے ہیں۔ کہاں کشمیر اور کہاں مدینہ شریف؟۔

ازالہ مغالطہ

بعض مرزائی عوام مسلمانوں کو یہ دھوکا دیتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

آنحضرت ﷺ کی قبر میں دفن کیا جائے گا تو کیا آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کھود کر دفن کیا جائے گا؟ اس طرح تو آنحضرت ﷺ کی خت تک ہے کہ آپ کی قبر کھودی جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ محض دھوکا ہے اور بے علمی کی بات ہے۔ کیونکہ اس جگہ قبر بمعنی مقبرہ ہے اور اسم مصدر اپنے مشتقات اسم ظرف وغیرہ کے معنی میں اکثر آجاتا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب حنفی محدث دہلوی اور ملا علی قاری صاحب حنفی محدث کئی نے اس حدیث کی شرح میں تصریح کی ہے کہ اس جگہ قبر بمعنی مقبرہ ہے اور اس کی تائید خود آنحضرت ﷺ کے اپنے کلمات سے بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا یدفن معی۔ یعنی میرے پاس دفن کئے جائیں گے اور مع کے معنی پاس اور نزدیک کے ہوتے ہیں۔ پس آپ کے پاس مدفون ہونے سے معلوم ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کھودی نہیں جائے گی۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پاس سے متصل ہی دفن کئے جائیں گے اور جب دو قبریں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ ہوں تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ دونوں ایک ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی قبریں بھی روضہ شریف کے اندر آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے ساتھ ساتھ ہیں۔ تو ان دونوں کی نسبت مرزا قادیانی اپنی کتاب (نزول المسیح کے ص ۴۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۵) میں فرماتے ہیں کہ: ”مگر ابو بکرؓ و عمرؓ جن کو حضرات شیعہ کافر کہتے ہیں۔ بلکہ تمام کافروں سے بدتر سمجھتے ہیں۔ ان کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے ملحق ہو کر دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔“

پس جس صورت سے مرزا قادیانی حضرات ابو بکر صدیق اور عمرؓ اور آنحضرت ﷺ کی تین قبروں کو ایک قبر کہتے ہیں۔ اسی صورت میں آنحضرت ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پاس متصل ہی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان دفن کئے جائیں گے اور آج تک اس موقع پر ایک قبر کی جگہ خالی پڑی ہوئی ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف ہی میں حضرت عبد اللہ بن سلام کی روایت موجود ہے کہ: ”قال مكتوب فى التوراة صفة محمد ﷺ وعيسى بن مريم يدفن معه قال ابو مودود وقد بقى فى البيت موضع قبر (رواد الترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۱۵، باب فضائل سید المرسلین ﷺ)“، یعنی توریت میں محمد ﷺ کی صفت لکھی ہوئی ہے اور اول یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم ان کے

ساتھ دفن کئے جائیں گے۔ (ابومرودّ)
 بیان تھا۔ حضرت ابوسعید خدریؓ صحابی کا
 کہتا ہے کہ روضہ اقدس میں ابھی تک ایک
 خاکسار محمد ابراہیم میر سیالکوٹی
 جگہ خالی پڑی ہوئی دیکھ آیا ہوں۔ جس کو
 ۵..... اس حدیث سے

صرف چار قبروں کی خبر دی ہے۔ ایک اچوتھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی۔ لیکن مرزا کا عہد تک بھی فوت نہیں ہوئے۔ کیونکہ ابو مودودؒ کے زمانے تک خالی تھی اور مرزا قادیانی کے سب دعوے باطل ہو جا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

الحج والقرآن) میں موجود ہے کہ ”آنحضرت جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ عیسیٰ پکاریں گے“ اور یہ بات سب کو معلوم۔ موعود ہوتے تو خدا تعالیٰ سب روکا وٹیں کہ حج کرے گا پورا ہو جاتا۔ لیکن جب کہ خدا تعالیٰ نے ان کے دعوے مسیحائی کو

۱۔ دوسرے حج کے سفر ۳۳۰
ہوئے اخیر عشرہ شعبان میں بذریعہ حمیدیہ
اور رمضان کامل قیام کر کے ۱۲ ریشوال کو مکہ:

س دفن کیا جائے گا تو یہ آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کھود کر دفن کیا جائے
 سرت ﷺ کی سخت ہتک ہے کہ آپ کی قبر کھودی جائے۔ اس کا جواب یہ
 ہے علمی کی بات ہے۔ کیونکہ اس جگہ قبر بمعنی مقبرہ ہے اور اسم مصدر اپنے
 برہ کے معنی میں اکثر آجاتا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب خفی محدث
 صاحب خفی محدث کئی نے اس حدیث کی شرح میں تصریح کی ہے کہ اس جگہ
 کی تائید خود آنحضرت ﷺ کے اپنے کلمات سے بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ
 معنی یعنی میرے پاس دفن کئے جائیں گے اور مع کے معنی پاس اور نزدیک
 آپ کے پاس مدفون ہونے سے معلوم ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک
 بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پاس سے متصل ہی دفن کئے
 قبریں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ ہوں تو کہا جاسکتا ہے کہ وہ
 پانچہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی قبریں بھی روضہ شریف کے اندر
 بارک کے ساتھ ساتھ ہیں۔ تو ان دونوں کی نسبت مرزا قادیانی اپنی کتاب
 زائن ج ۱۸ ص ۲۲۵ میں فرماتے ہیں کہ: ”مگر ابوبکرؓ و عمرؓ جن کو حضرات شیعہ
 مکافروں سے بدتر سمجھتے ہیں۔ ان کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے
 کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔“

ورت سے مرزا قادیانی حضرات ابوبکرؓ صدیق اور عمرؓ اور آنحضرت ﷺ کی
 کہتے ہیں۔ اسی صورت میں آنحضرت ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 س متصل ہی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان دفن کئے جائیں گے
 پر ایک قبر کی جگہ خالی پڑی ہوئی ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف ہی میں حضرت
 یت موجود ہے کہ: ”قال مکتوب فی التورۃ صفة محمد ﷺ
 یم یدفن معہ قال ابو مودود وقد بقی فی البیت موضع قبر
 لکوة ص ۵۱۵، باب فضائل سید المرسلین ﷺ“ یعنی توریت میں
 ہوئی ہے اور اول یہ بھی آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم ان کے

ساتھ دفن کئے جائیں گے۔ (ابومودود) جو اس روایت کا راوی ہے۔ بہت بڑا عالم فاضل اور خوش
 بیان تھا۔ حضرت ابوسعید خدریؓ صحابی کا دیکھنے والا ہے اور خاص مدینہ شریف کا رہنے والا ہے۔ وہ
 کہتا ہے کہ روضہ اقدس میں ابھی تک ایک قبر کی جگہ باقی پڑی ہے۔

خاکسار محمد ابراہیم میرسیالکوٹی کہتا ہے کہ میں عاجز گناہ گار خود مدینہ شریف میں جا کر یہ
 جگہ خالی پڑی ہوئی دیکھ آیا ہوں۔ جس کو شک ہو وہ خود جا کر دیکھ لے اور تسلی کر لے۔

۵..... اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے حجرہ مبارک میں
 صرف چار قبروں کی خبر دی ہے۔ ایک اپنی، دوسری حضرت ابوبکرؓ صدیق، تیسری حضرت عمرؓ اور
 چوتھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی۔ لیکن مرزا قادیانی کی قبر کی بابت کوئی خبر نہیں ہے۔

۶..... اس حدیث سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت عمرؓ
 کے عہد تک بھی فوت نہیں ہوئے۔ کیونکہ تین قبریں تو موجود ہیں اور چوتھی کی جگہ پڑی ہوئی ہے اور
 ابومودود کے زمانے تک خالی تھی اور اب تک بھی خالی پڑی ہے۔ اس ایک ہی حدیث سے
 مرزا قادیانی کے سب دعوے باطل ہو جاتے ہیں۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حج کرنے کی حدیث (مسلم ج ۱ ص ۴۰۸، باب جواز التمتع فی
 الحج والقرآن) میں موجود ہے کہ ”آنحضرت ﷺ نے قسم کر کے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے۔
 جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بن مریم حج اور عمرہ کا لبیک مقام حج روہا سے
 پکاریں گے“ اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا۔ اگر مرزا قادیانی مسیح
 موعود ہوتے تو خدا تعالیٰ سب روکاؤں میں دور کر کے ان کو حج نصیب کراتا۔ تاکہ مسیح موعود کا یہ نشان
 کہ حج کرے گا پورا ہو جاتا۔ لیکن جب خدا تعالیٰ نے حج نصیب نہیں کرایا تو اس کے یہ معنی ہوئے
 کہ خدا تعالیٰ نے ان کے دعوے مسیحائی کو باطل کر دیا۔

۱۔ دوسرے حج کے سفر ۱۳۳۰ھ میں مصر، حیفا، یافا اور بیت المقدس اور دمشق ہوتے
 ہوئے اخیر عشرہ شعبان میں بذریعہ حمیدیہ جازریلوے جوان دنوں جاری تھی مدینہ شریف میں پہنچے
 اور رمضان کامل قیام کر کے ۱۲ شوال کو مکہ معظمہ کی طرف اونٹوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔

اور امام مہدیؑ کی بابت احادیث میں صاف صاف وارد ہے کہ وہ سید آل رسول ہوں گے۔ حضرت فاطمہؑ کی اولاد، امین، حسن، حسینؑ کی اولاد سے ہوں گے۔ یعنی انھیال اور دھدھیال ہر دو کی طرف سے اصل سید ہونگے اور ملک عرب کے والی و بادشاہ ہوں گے۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

”لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب رجل من اهل بيتي يواطى اسمه اسمي (ترمذی ج دوم ص ۴۷، باب ما جاء في المهدي)“

”یعنی دنیا فنا نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ملک عرب کا بادشاہ ہو۔ جس کا نام میرے پر (محمد ﷺ) ہوگا۔“ اسی طرح دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ ان کے باپ کا نام عبد اللہ ہوگا اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ مرزا قادیانی قوم کے مغل ہیں اور ان کا نام غلام احمد تھا اور ان کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ تھا اور مرزا قادیانی کو عرب کی بادشاہی کجا؟۔ وہاں کا سفر بھی نصیب نہیں ہوا۔ بلکہ قادیان کی نمبر داری بھی نصیب نہ ہوئی۔ حالانکہ گورنمنٹ سے خطاب پانے کی بہت کوشش کرتے رہے اور الہامات لك خطاب العزت (تذکرہ ص ۳۳۹) یعنی تجھے عزت کا خطاب ملے گا، شائع کرتے رہے۔ لیکن کچھ بھی شنوائی نہ ہوئی۔

اب سوچئے! کہ کہاں امام مہدی، سید، آل رسول، محمد بن عبد اللہ، ملک عرب کا بادشاہ؟ اور کہاں مغل زادہ مرزا غلام احمد قادیانی ولد غلام مرتضیٰ موضع قادیان کا ایک باشندہ؟۔

ظہور حشر نہ ہو کیوں؟ کہ کلچری گنجی

حضور بلبل بستان کرے نواسنجی

۴۔۔۔۔۔ اور مرزا قادیانی نبی اور رسول بھی نہیں ہو سکتے۔ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ نبوت اور رسالت یعنی خدا کے پیغمبر آنحضرت ﷺ پر ختم کر دی گئی ہے۔ آپ کے بعد کوئی شخص بھی رسول اور نبی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ آیت خاتم النبیین (احزاب: ۴۰) سے ثابت ہے اور صحیح حدیثوں میں وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ نبوت کے مکمل کی آخری اینٹ ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نیا رسول اور نبی نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۱، باب خاتم النبیین، صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۸، باب ذکر کونہ ﷺ

خاتم النبیین، سند امام احمد ج ۱ ص ۳۰۳، شیخ الاسلام دعوے نبوت سے پہلے یہی لکھتے رہے کہ ”نسخہ منقطع ہے۔“ (ز)

نیز لکھتے رہے کہ ”لوگ مجھ پر بہت نبوت کا دعویٰ کر کے کا فر بننا پتتا ہوں۔“

۵۔۔۔۔۔ ہاں آنحضرت ﷺ۔

کبلانے والے لوگوں میں سے قیامتیں آدمی کرے گا کہ میں نبی اور رسول ہوں۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۹، باب ما مات

بہم مرزا قادیانی دیکھ موجود اور مہدی

یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ مرزا قادیانی نے آنحضرت

کیا ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی ان تیس مدعی

دجال و مذاہب فرمایا ہے۔

دجال کے معنی ہیں۔ ایسا شخص جو

ہیں۔ ایسا شخص جو بہت جھوٹ بولے اور مرزا

فریب بازی اور خن سازی بھی پوری کر۔

خلاصہ بیان مذکور الصدر

جو کچھ اوپر بیان ہوا اس کا خلاصہ

اور نہ ملک کشمیر میں گئے اور نہ فوت ہوئے۔

آسمان پر اٹھ لیا اور آپ آخری زمانہ میں دنیا

میں فوت ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں

درمیان مدفون ہوں گے۔ چنانچہ اس جگہ ان

امام مہدیؑ کی بابت احادیث میں صاف صاف وارد ہے کہ وہ سید آل
طاہرہؑ کی اولاد، امامین، حسن، حسینؑ کی اولاد سے ہوں گے۔ یعنی انھی
سے اصل سید ہونگے اور ملک عرب کے والی و بادشاہ ہوں گے۔
کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

الدنیا حتی یملك العرب رجل من اهل بیتي یواطی
دوم ص ۴۷، باب ماجاء فی المہدیؑ

ہوگی۔ حتی کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ملک عرب کا بادشاہ
محمد ﷺ ہوگا۔ اسی طرح دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ ان کے
یہ بات سب کو معلوم ہے کہ مرزا قادیانی قوم کے مغل ہیں اور ان کا نام
کا نام غلام مرتضیٰ تھا اور مرزا قادیانی کو عرب کی بادشاہی کجا؟ وہاں کا
قادیان کی نمبرداری بھی نصیب نہ ہوئی۔ حالانکہ گورنمنٹ سے خطاب
ہے اور الہامات لك خطاب العزت (تذکرہ ص ۳۳۹) یعنی تجھے
خ کرتے رہے۔ لیکن کچھ بھی شنوائی نہ ہوئی۔

کہاں امام مہدیؑ، سید، آل رسول، محمد بن عبد اللہ، ملک عرب کا بادشاہ؟
حمد قادیانی ولد غلام مرتضیٰ موضع قادیان کا ایک باشندہ؟۔

بر نہ ہو کیوں؟ کہ کلچری گنجی

بلبل بستان کرے نواسنجی

مرزا قادیانی نبی اور رسول بھی نہیں ہو سکتے۔ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ
یہ پیغمبر آنحضرت ﷺ پر ختم کر دی گئی ہے۔ آپؐ کے بعد کوئی شخص بھی
ما کہ آیت خاتم النبیین (احزاب ۴۰) سے ثابت ہے اور صحیح
حضرت ﷺ نبوت کے محل کی آخری اینٹ ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نیا
بخاری ج ۱ ص ۵۰۱، باب خاتم النبیین، صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۸، باب ذکر کونہ ﷺ

خاتم النبیین، سند امام احمد ج ۳ ص ۳۰۳، شیخ الاسلام مرزا قادیانی بھی اپنے دعوے مسیحیت کے بعد تک اور
وہاں نبوت سے پہلے یہی لکھتے رہے کہ ”آنحضرت ﷺ کے بعد سلاطین و رسالت تا قیامت
منقطع ہے۔“ (زالہ ابہام ص ۱۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۲، مرزا قادیانی)

نیز لکھتے رہے کہ ”لوگ مجھ پر بہتان لگاتے ہیں کہ میں نبوت کا مدعی ہوں۔ کیا میں
نبوت کا دعویٰ کر کے فریفتا چلتا ہوں۔“ (تہذیب البشر ص ۹، خزائن ج ۳ ص ۲۹۷)

۵ ہاں آنحضرت ﷺ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ قیامت سے پہلے میری امت
کہلانے والے لوگوں میں سے قیامتیں آدمی و جال کذاب ہوں گے۔ ہر ایک ان میں سے دعویٰ
کرے گا کہ میں نبی اور رسول ہوں۔

(فتح بخاری ج ۱ ص ۵۰۹، باب ما مات الخوفا فی الاسلام، مسمر ج ۲ ص ۳۹۷، باب اثراط اسانہ)
جہ مرزا قادیانی موقع موجود امام مہدیؑ کو مان نہیں سکتے۔ ہاں یہ وجہ اس حدیث کے
یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کے بعد اور آپؐ کا امتی سلاطین نبوت کا دعویٰ
کیا ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی ان تیس مدعیان نبوت میں سے ہیں۔ جہاں آنحضرت ﷺ نے
دجال و کذاب فرمایا ہے۔

دجال کے معنی ہیں۔ ایسا شخص جو بہت فریب بازی سے کامل اور کذاب کے معنی
ہیں۔ ایسا شخص جو بہت جھوٹ بولے اور مرزا قادیانی میں یہ دونوں باتیں بدرجہ اتم موجود تھیں۔
فریب بازی اور خن سازی بھی پوری پوری کرتے تھے اور جھوٹ بھی بہت بولتے تھے۔

خلاصہ بیان مذکور الصدر

جو کچھ اوپر بیان ہوا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ تو حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام صلیب دیئے گئے
اور نہ ملک کشمیر میں گئے اور نہ فوت ہوئے۔ بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت و حکمت سے زندہ
آسمان پر اٹھ لیا اور آپؐ آخری زمانہ میں دنیا میں نازل ہوں گے اور حج کریں گے اور مدینہ شریف
میں فوت ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی قبروں کے
درمیان مدفون ہوں گے۔ چنانچہ اس جگہ ان کی قبر کے لئے آج تک جگہ محفوظ موجود ہے اور ان

چار قبروں کے سوا پانچویں قبر کی وہاں پر کوئی خبر یا گنجائش نہیں۔

پس مرزا قادیانی نہ مسیح موعود ہیں اور نہ امام مہدی اور نہ نبی و رسول بلکہ بموجب رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے تیس جھوٹے مدعیان نبوت میں سے ہیں۔

تنبیہ! اس مختصر رسالہ میں ہم نے سارے مسائل مع دلائل کے جو قرآن شریف کی آیات اور صحیح احادیث سے ہیں۔ بیان کر دیئے ہیں۔ جن کے بعد کسی پختہ ایمان والے سمجھ دار مسلمان مرد یا عورت کے لئے شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن چونکہ مرزا قادیانی بموجب حدیث مذکورہ بالا ان تیس دجالوں اور کذابوں میں سے تھے۔ جن کی بابت آنحضرت ﷺ نے پہلے سے خبر دی ہوئی ہے کہ وہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے فریب کاری اور مغالطہ دہی سے لوگوں کو دھوکہ دیں گے اور مرزا قادیانی نے یہ کام نہایت مددگی سے سرانجام دے دیا ہے اور اب ان کے بعد ان کے فریب خوردہ پیرومر اور عورتیں نہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو اسی روش پر قرآن و حدیث کے مطالبات پیچیر کر مغالطے دیتے پھرتے ہیں۔ اس لئے ضروری سمجھ گیا کہ ان کے فریبوں اور مغالطوں کو آشکارا کر کے مسلمان مردوں اور عورتوں کو ان کے دام فریب سے بچایا جائے۔ واللہ الہاد!

عرض حال

یہ رسالہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۲ء کے بعد صرف دو نشستوں میں مکمل کر دیا گیا تھا۔ لیکن اس کے بعد مجھے متواتر لمبے لمبے سفر دیلی، ماناوا، بنارس، کلکتہ، جھنگ اور ملتان کے پیش آتے رہے اور دیگر اشغال جو میرے شامل حال ہیں۔ وہ بھی ساتھ رہے۔ اس لئے اس کی طباعت معرض تعویق میں پڑی رہی۔ اب آج یکم اپریل ۱۹۳۳ء کو اس پر نظر ثانی کر کے اس مسودے کو نقل کر کے کاتب کو کاپی نویسی کے لئے دیا۔

سوس پیدائش صدی و نصیری!

۵ ذی الحج ۱۳۵۱ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۳۳ء

محمد ابراہیم میر سیالکوٹی



فیصلہ مرگ

حضرت مولانا حافظ

کی وہاں پر کوئی خبر یا گنجائش نہیں۔

نہ سچ موعود ہیں اور نہ امام مہدی اور نہ نبی و رسول بلکہ بموجب رسول
بھولے مدعیان نبوت میں سے ہیں۔

در سالہ میں ہم نے سارے مسائل مع دلائل کے جو قرآن شریف کی
میں۔ بیان کر دیئے ہیں۔ جن کے بعد کسی پختہ ایمان والے سمجھ دار
لئے شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن چونکہ مرزا قادیانی بموجب
جاہلوں اور کذابوں میں سے تھے۔ جن کی بابت آنحضرت ﷺ نے
وہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے فریب کاری اور مغالطہ دہی سے لوگوں
دیانی نے یہ کام نہایت مدگی سے سرانجام دے دیا ہے اور اب ان
دیج و مرد اور عورتیں عام مسلمانان مردوں اور عورتوں کو اسی روش پر
الٹ پھیر کر مغالطے دیتے پھرتے ہیں۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا
ظہور کو آشکارا کر کے مسلمان مردوں اور عورتوں کو ان کے دام
لله الهاد!

۱۹۳۲ء کے بعد صرف دو نشستوں میں مکمل کر دیا گیا تھا۔ لیکن اس
غز دہلی، اناؤ، بنارس، کلکتہ، جھنگ اور ملتان کے پیش آتے رہے اور
مال ہیں۔ وہ بھی ساتھ رہے۔ اس لئے اس کی طاعت معرض تعویق
پر مل ۱۹۳۳ء کو اس پر نظر ثانی کر کے اس مسودے کو نقل کر کے کاتب

موصیٰ بہ اس سیدی و نصیری!

۵ ذی الحج ۱۳۵۱ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۳۳ء

محمد ابراہیم میرسیا لکھنؤ

فیصلہ ربانی مرگ قادیانی

حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میرسیا لکھنؤ

بسم الله الرحمن الرحيم!

نحمدہ ووصلی علی رسولہ الکریم!

فیصلہ ربانی بر مرگ قادیانی

خاکسار! حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی!

اول حمد خداوند عالی جس دے در تے سب سوائی
مارے رکھے سب دا والی ظاہر غائب سب آشکار
واہ واغالب حکم جبار
پل وچ مارے سب سنار
سلسلہ اک رسولاں والا کیتا جاری عجب نرالا
خلق ہدایت دکن چالا راہ جنت دل کرن پکار
لیتا فضل ایہ آپ غفار
اسیں عاصی اوہ بخشہار
آدم تھیں محمد تائیں جاری رکھیا نبیاں تائیں
معجزے دتے سبناں تائیں سچ جھوٹ نوں دین شمار
ہے ایہ قدرت رب جبار
جھوٹے معجزیوں ہون لاچار
افضل سب تھیں بھائیو سوئی ختم نبوت جس پر ہوئی
کسر شریعت وچ نہ کوئی عطاء ہوئی جس عام پکار
اوپر اوس نبی مختار
صلوۃ سلاماں لکھ ہزار
اسنوں رب معراج کرایا بھیج براق آسمان بلایا
سورت اسرا نجم وچ آیا کتب حدیث بھی نال شمار
عزت دتی رب جبار
سید رسل نبی مختار
ملیا اوس قرآن خزانہ قائم رہے تاختم زمانہ
ہن جس ہور کوئی نبی نہ آنا نبوت بندتا روز شمار

ہاں دتی خبر نبی
جھوٹے دن تریہ
دجل کذب بو انہاں کماں رسولی
ایہو اونہاں علامت عام دے
حدیث صحیح ایہو منہ
بخاری مسلم وچ
مطابق ایس حدیث رسولی کیتا
گل انہاندی کیاں قبولی رستہ
آخر ہوئے ذلیل
انہاں سبناں رب
قادیان اندر مرزا ہويا پیغمبر
گل گل اندر جھوٹا ہويا دتی
دجل دتی اس ر
واہ واہم خدائے
مارے افان دیئے دوبائی میں
مینوں منوں سب لوکائی ورن
شہرت جگ وچ
اسنوں سندا رب
جاں اس کار ہويا پر جھوٹ
رب دکھاوے نیت کر قدر
نشان ہوئے اوہ جو
ثناء اللہ جو مرد خدائی ار
جس نوں جانے سب لوکائی سن
حامی دین نم
اس نوں رکھے
دشمن سارے چن چن دے
چکے وانگوں سورن تیر دے

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمده ووصلی علی رسولہ الکریم!

فیصلہ ربانی بر مرگ قادیانی

خاکسار! حافظ محمد ابراہیم میرسیا لکھائی!

خداوند عالی جس دے در تے سب سوالی
سب دا والی ظاہر غائب سب آشکار
واہ واغالب حکم جبار
پل وچ مارے سب سنسار
رسولان والا کیتا جاری عجب نرالا
دن چالا راہ جنت ول کرن پکار
کیتا فضل ایہ آپ غفار
اسیں عاصی اوہ بخشہار
محمد تائیں جاری رکھیا نبیاں تائیں
سیناں تائیں سچ جھوٹ نوں دین نثار
ہے ایہ قدرت رب جبار
جھوٹے معجزیوں ہون الاچار
س بھائیو سوئی ختم نبوت جس پر ہوئی
وچ نہ کوئی عطاء ہوئی جس عام پکار
اوپر اوس نبی مختار
صلوۃ سلاماں لکھ ہزار
مہراج کرایا بھیج براق آسمان بالیا
مجم وچ آیا کتب حدیث بھی نال شمار
عزت دتی رب جبار
سید رسل نبی مختار
قرآن خزائن قائم رہے تاختم زمانہ
کوئی نبی نہ آتا نبوت بندتا روز شمار

ہاں دتی خبر نئی سردار
جھوٹے دن تریہہ شمار
دجل کذب بو انہاں کماں رسولی دعوے کرن تمام
ایہو اونہاں علامت عام دے پک نشان نثار
حدیث صحیح لکھ منیں یار
بخاری مسلم وچ شمار
مطابق ایس حدیث رسولی کیتا دعوے کیاں فضولی
گل انہاندی کیاں قبولی رستہ پھڑیا دوزخ نثار
آخر ہوئے ذلیل خوار
انہاں سیناں رب دی مار
قادیوں اندر مرزا ہویا پیغمبری دعویٰ کر کھلویا
گل گل اندر جھوٹا ہویا دتی شرم حیا اتار
ڈھل دتی اس رب جبار
واہ واہم خداے قہر
مارے الافاں دیے دوہائی میں نہ مارے مرض وہائی
مینوں منوں سب لوکاں ورنہ آوے غضب جبار
شہرت جگ وچ عام پکار
اسنوں سندا رب ستار
جاں اس کار ہویا پر جھوٹھ گیا اس حد گزر
رب دکھاوے غیبت کر قدرت اس دی سچ شمار
تمیز کرے جو آخر کار
نشان ہوئے اوہ وچ سنسار
ثناء اللہ جو مرد خداں اس پر دائم فضل الہی
جس نوں جانے سب لوکاں سندھ بنگالے تیکر یار
حای دین نبی مختار
اس نوں رکھے رب غفار
دعمن سارے چن چن مارے دین نبی دے جو ہتیارے
چکے وانگوں سورن تار دین نبی نوں دے نثار

حجت اندر کرے لاچار
 جس تھیں ہوں بہت خوار
 اس نے مرزا خوب دبا
 پیش گوئیاں دا راز بتایا
 خلقت نوں کل راز سنایا
 جزا دے اس رب غفار
 آخر مرزے ہولاچار
 دھمکی دتی وچہ اخبار
 مرزا آکھے دعائیں کر
 اٹھاراں اپریل دا پڑھ پدر
 یارب فیصلہ حق دا کر
 ثناء اللہ تے میں وچکار
 جو ہو کاذب پہلے مار
 طاعون ہیضہ وچہ کر لاچار
 جھوٹے پر موت یا موت برابر
 کوئی مصیبت نازل کر
 صادق سامنے زندگی تاکر
 خلقت اندر کر پھنکار
 طاعون پیضے دا کر شکار
 جے میں جھوٹا مینوں مار
 ثناء اللہ تے اس دیاں یاراں
 موت میریداں دس بہاراں
 خوشیاں کرن اوہ پیشاراں
 کر انہاندی چڑھدی وار
 انہاں سامنے مینوں مار
 جے میں کاذب دجل شعار
 ورنہ میری زندگی اندر
 ثناء اللہ ہی جاوے مر
 استہیں پچھے ایہہ اثر
 مرزے سند اک پسر
 مبارک احمد نام وچار
 مویا اورک ہو بیکار
 بھائیو دسو کر انصاف
 ہویا فیصلہ کیسا صاف
 اس وچہ ناہیں لاف گزاف
 اس وچہ عبرت خاص شمار
 رب ڈانڈے نے کیجا خوار
 دتا سامنے پتر مار
 پھیر اونجے ایہہ عذر بنایا
 ایہہ مبالغہ ذاتی آیا
 اس وچہ پسر نہ شامل پایا
 جھوٹے اپر رب دی مار

تبصرہ وچہ
 کیجے عذر
 عقلمندانے نیڑے بھائی
 مرزے اپر مصیبت آئی
 دعا دے
 کاذب اس
 تبصرے اندر ہو رکھ
 اس نوں ولوں خدا تے
 نظریں
 دیکھو تبہ
 دشمن لے آکھے چودہ مہ
 خبر دتی مینوں پاک ربی -
 عمر دوم
 دشمن لے
 ثناء اللہ حق جو منگی
 نال الہام ایہہ کراں
 کراں قبو
 اسوچہ ہر
 جھوٹ اس دے وچہ شک نہ
 خبر نبی دی سچی
 جھوٹے
 اسیں
 امر ترے ایہہ وچہ
 دعا الہام تے ہو
 جھوٹا
 مرزا

جست اندر کرے الاچار
جس تھیں بیوں بہت خوار
مرزا خوب دباہ پیش گوئیاں دا راز بتایا
کل راز سنایا جزا دے اس رب غفار
آخر مرزے بولاچار
دھمکی دتی وچہ اخبار
دعا نہیں کر اٹھاراں اپریل دا پڑھ بدر
حق دا کر ثناء اللہ تے میں وچکار
جو ہو کاذب پہلے مار
طاعون ہیضہ وچہ کر الاچار
موت یا موت برابر کوئی مصیبت نازل کر
مئے زندگی تاکر خلقت اندر کر پھنکار
طاعون پیضہ دا کر شکار
جے میں جھوٹا مینوں مار
اس دیاں یاراں موت میریداں دس بہاراں
ن اودہ بیٹھاراں کر انہاندی چڑھدی وار
انہاں سامنے مینوں مار
جے میں کاذب دجل شعار
زندگی اندر ثناء اللہ ہی جاوے مر
کچھ ایہہ اثر مرزے سند اک پسر
مبارک احمد نام وچار
مویا اوڑک ہو پیار
کر انصاف ہو یا فیصلہ کیا صاف
ہیں لاف گزاف اس وچہ عبرت خاص شمار
رب ڈانڈے نے کیا خوار
دتا سامنے پتر مار
ایہہ عذر بنایا ایہہ مبالغہ ذاتی آیا
پسر نہ شامل پایا جھوٹے پر رب دی مار

تبصرہ وچہ جو وڈا اشتہار
کیتے عذر ایہ سب آشکار
عقلندانے نیزے بھائی ایہہ عذر نہ وزنی رائی
مرزے اپر مصیبت آئی موت پتر دی ڈانڈی یار
دعا دے وچہ سی ایہہ پکار
کاذب اتے رب دی مار
تبصرے اندر ہو رکھایا اردو وچہ الہام بنایا
اس نوں ولوں خدا بتایا مریداں تائیں کرے پکار
نظریں رکھو اشتہار
دیکھو تبصرہ رہو ہوشیار
دشمن آکھے چودہ مہینے مری مرزا حال کینے
خبر دتی مینوں پاک ربی نے جس دے ہتھ وچہ سہوکار
عمر ودھاواں تیری یار
دشمن آکھے دیاں سامنے مار
ثناء اللہ حق جو منگی دعا بدر ۲۵ وچہ دے لکھا
نال الہام ایہہ کراں دعا وعدہ کرے میں نال جبار
کراں قبول میں سب پکار
اسوچہ ہر گز جھوٹ نہ بار
جھوٹ اس دے وچہ شک نہ رائی وچوں تریہاں ایہہ بھی سائی
خبر نبی دی سچی پائی حدیث بخاری مسلم یار
جھوٹے تریہہ ایہہ کرن پکار
اسیں رسول خدائی یار
امر ترے ایہہ وچہ نظر رکھن سہو اہل ہنر
دعا الہام تے ہووے عمر نکاح محمدی بیگم چار
جھوٹا اکھن نال پکار
مرزا مارن کرن خوار

۱۔ یعنی ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹالوی۔

عبد حکیم ایہائی ثناء اللہ پر فہم الہی
 محمدی بیگم نہیں دیائی تے جیوندے کرن پکار
 چھبی مئی نوں منگوار
 مرزا مویا ہوا چار
 حقو حقو یار آشناواں شہر لاہور دا حال سناواں
 راز کھول کے صاف بتاواں جھوٹ نہ اس وچ ہر گز یار
 مرزا چلدا ہوا سوار
 سن نبر سن خالص یار
 اپریل ماہ دے آخر بھائی لاہور آن کے چھاؤنی پائی
 نبر سندی کرن دوائی دار امان اس چھڈی یار
 نہ معلوم جو آخر کار
 مرزا بیٹھے نال لاچار
 شہر لاہور دے سب رکیساں خفیاں نالے اہلحدیثاں
 سدیا کینوں کر کے ریاں تارو کرانیں خوب نثار
 بحث کراں میں خوب وچار
 نفلی عقلی علموں یار
 بائی مئی نوں ہوا سوار پڑھیا جمعہ لاہور وچکار
 دوا یا اوتھے اشتہار وعظ کراں میں نال پکار
 دلیل لیاواں خوب نثار
 سندے سب صفار کبار
 عربی ہور انگریزی دان بڈھے نالے نوجوان
 کئی ہندو ہور مسلمان سندے دلے نال پیار
 نال دلیل جاں کراں پکار
 ششدر رہن جو حاضر یار
 باجہ قرآن جے کراں بیان وعدہ کیتا کٹو زبان
 چار مضمون میں کیتے عیان عالم جاہل کرن وچار

کرن وچار
 دلائل عج
 جناس حضرت عیسیٰ و
 معجزات وچہ شان ز
 رفع سما
 کیتی
 حافظ صاحب جماعت
 مینوں گھلن پیام د
 ایہہ
 کل
 کھلے دل میں مئی بار
 نال اتفاقاں دن تے رار
 حافظ
 گل میر
 ڈاکٹر اے سعید سیانا
 مینوں ایہہ پیغام پہنچانا
 ابراہیم
 لکھے مر
 بحث دی اسوچ دعوت ہور
 بحث تحریری اسوچ ہور
 مرزے
 نال
 ڈاکٹر دی میں سن کے بار
 مسئلہ سولی ہور حیات
 یعنی حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ایم کی شاء اللہ پر فضل الہی
 نہیں دیا تے جیوندے کرن پکار
 چھٹی منی نوں منگوار
 مرزا مویا ہوا چار
 یار آشناواں شہر لاہور دا حال سناواں
 صاف بتاواں جھوٹ نہ اس وچ ہرگز یار
 مرزا چلدا ہوا سوار
 سن نبر سن خالص یار
 ے آخر بھائی لاہور آن کے چھاؤنی پائی
 کرن دوائی دار امان اس جھڈی یار
 نہ معلوم جو آخر کار
 مرزا بیچے نال لاچار
 سب ریسواں خفیاں نالے الہدیاں
 کر کے ریسواں تارو کرانیں خوب نثار
 بحث کراں میں خوب وچار
 نقلی عقلی علموں یار
 س ہوا سوار پڑھیا جمعہ لاہور وچکار
 تھے اشتہار وعظ کراں میں نال پکار
 دلیل لیاواں خوب نثار
 سندے سب صغار کبار
 انگریزی دان بڈھے نالے نوجوان
 ہور مسلمان سندے دلے نال پیار
 دل دلیل جاں کراں پکار
 رہن جو حاضر یار
 سان وعدہ کیتا کٹو زبان
 عالم جاہل کرن وچار

کرن وچار تے رہن ہشیار
 دلائل عجب عجائب یار
 جمنان حضرت عیسیٰ والا قدرت نال اس حق تعالیٰ
 معجزات وچ شان نرالا ملعون عقیدہ سولی دار
 رفع سہادی کر آشکار
 کیتی خوب تسلی یار
 حافظ صاحب جماعت علی منن اونہاں لوک ولی
 مینوں گھلن پیام دلی نال اتفاق اسیں کرے کار
 ایہہ مسئلہ اجماعی یار
 کل اماماں مذہباں چار
 کھلے دل میں منی بات اسوچے گذرے خوب اوقات
 نال اتفاقاں دن تے رات رن نمازیں لوک ہزار
 حافظ صاحب نال پیار
 گل میرے وچ پاون ہار
 ڈاکٹر اے سعید سیاناں اس پر دائم فضل رباناں
 مینوں ایہہ پیغام پہنچاناں جواک مرزائی آکھے یار
 ابراہیم ہووے تیار
 لکھنے مرزے خط وچار
 بحث دی اسوچے دعوت ہووے مرزا آن میدان کھلووے
 بحث تحریری اسوچے ہووے عذر کوئی نہ اسوچے یار
 مرزے تائیں کراں تیار
 نال دلائل کر تکرار
 ڈاکٹر دی میں سن کے بات لکھی خط لے قلم دوات
 مسئلہ سولی ہور حیات دوباں اندر گل ہوپار

۱۔ یعنی حیات حضرت مسیحی علیہ السلام۔

ڈاکٹر لے گیا آخر کار
 خط پہنچاویے ہویشیار
 احمد مرزے احسن لے طلب کرایا
 کرک اکیداں قسم سنایا
 ابراہیم سلکوئی آیا
 غلاماں وچہ تسی ہویشیار
 بحث اندر اوس کرو لاچار
 آیت ہوور حدیث وچار
 سید احسن بیگلائی
 آکھیوں میں تیار تے کافی
 بھلکے دیاں جواب میں شانی
 بھلک چڑھیا تے سنتوں یار
 قدرت غالب رب قہار
 مرزا ہویا سخت بیمار
 سرگی ویلے مرض پچھان
 لگی کوئی غیوں آن
 چھ بجے اس بند زبان
 دس بجے تاں جانوں پار
 مرض بیٹھے دے نال لاچار
 مرگیا مرزا منگل وار
 نہ کوئی دارو نہ علاج
 نہ وصیت نہ کوئی کالج
 بیوی آکھے لٹیا راج
 سجا روون زار وزار
 مرض بیٹھے دے نال لاچار
 مرزا مویا منگل وار
 شہر اندر جاں شہرت ہوئی
 بہناں تائیں حیرت ہوئی
 ظاہر رب دی قدرت ہوئی
 وچہ بازاراں شور پکار
 مرض بیٹھے والے نال لاچار
 مرزا مویا منگل وار
 سب طرفوں اس لعنت بری
 وچہ قبرتے حشر کی کرسی
 عذاب دوزخ دا کیکر جری
 اپر دجالاں رب دی مار
 مرض بیٹھے دے نال لاچار
 مرزا مویا منگل وار

۱۔ مولوی محمد احسن صاحب احمدی امرہ ہوئی۔

فمابکت لے دی آیت بجھ
 اس وچہ نہ شکایت کجھ
 مرض بیٹھے
 مرزا مویا
 حال شمودیاں عادیان سندا
 خدا کہاویے ہوکے بندہ
 وچہ دنیا
 شہداسع اللہ
 اولیاء اللہ دی عام علامت
 نرم ہوون جو اہل عداوت
 کرن دعا
 بخش رہا تو
 امام احمد دا دیکھو حال
 ایہ پیارے سچ مقال
 آم کھن دشمن
 بخش رہا تو
 عبداللہ صاحب غزنی والے
 فوت ہوئے جد خلق دوالے
 رحمت ان
 کر رہا توں
 خلق خدا دی دیئے شہادت
 اوہ سی دوا اہل شقاوت

۱۔ سورہ دخان ۲۹۔

۲۔ ”واتبعوا فی هذه لعنة وہ
 ۳۔ یعنی حدیث ”انتم شهداء اللہ
 ۴۔ یعنی حضرت شیخ اکمل سید محمد نذیر

ڈاکٹر لے گیا آخر کار
خط پہنچا دے ہو ہشیار
لے طلب کرایا کریں آیدیں حکم سنایا
ملکوئی آیا علماں وچہ تسی ہو ہشیار
بجٹ اندر اوس کرو لاچار
آیت ہوور حدیث وچہ
ن بیگلائی آکھیوں میں تیار تے کافی
واب میں شانی بھلک چڑھیا تے سنتوں یار
قدرت غالب رب قہار
مرزا ہویا سخت بیمار
مرض پچھان لگی کولی غمیوں آن
س بند زبان دس بجے تاں جانوں پار
مرض پیئے دے نال لاچار
مرگیا مرزا منگل وار
رو نہ علاج نہ وصیت نہ کوئی کاج
لٹیا راج سجا روون زار دزار
مرض پیئے دے نال لاچار
مرزا مویا منگل وار
شہرت ہوئی بہناں تائیں حیرت ہوئی
قدرت ہوئی وچہ بازاراں شور پکار
مرض پیئے والے نال لاچار
مرزا مویا منگل وار
س لعنت بری وچہ قبر تے حشر کی کرسی
دا کیکر جری اپر دجالاں رب دی مار
مرض پیئے دے نال لاچار
مرزا مویا منگل وار

راجن صاحب احمدی امرہوی۔

فما بکت لے دی آیت بجھ ہوور جو آیت لعنتیج بجھ
اس وچہ نہ شکایت کجھ جھوٹیاں نال لیہ ربدی کار
مرض پیئے دے نال لاچار
مرزا مویا منگل وار
حال شہودیاں عادیان سندا ہوور فرعون خدا جو بندہ
خدا کہاوے ہوکے بندہ ایہاں سبھاں رب دی مار
وچہ دنیا تے روز شمار
شہد اسج اللہ بھی نال وچار
اولیاء اللہ دی عام علامت روز جنازے ہووے کرامت
نرم ہوون جو اہل عداوت دل تھیں کدھن سب بخار
کرن دعا اوہ سب پکار
بخش ربا توں بخشن ہار
امام احمد دا دیکھو حال ابن تیمیہ بھی رکھو نال
ایہ پیارے سچ متقل روز جنازے باجہ شمار
آکھن دشمن جانی یار
بخش ربا توں بخشن ہار
عبداللہ صاحب غزنی والے میاں صاحب بھی دلی والے
فوت ہوئے جد خلق دوالے دوست دشمن کرن پکار
رحمت ان پر لکھ ہزار
کر ربا توں بخشن ہار
خلق خدای دیئے شہادت مرزے اپر کرے ملامت
اوہ سی وڈا اہل شقاوت سب طرفوں سی اوہ پکار

۱۔ سورہ دخان ۲۹۔

۲۔ ”وَاتَّبِعُوا فِي هَذِهِ لَعْنَةُ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ ۝ هُو ۹۹“

۳۔ یعنی حدیث ”انتم شهداء اللہ علی الارض ۝ مسلم“

۴۔ یعنی حضرت شیخ اکمل سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی۔

مرض بیضے دے نال لاچار
 مرزا مویا منگل وار
 اس وچ بھائیو وڈا نشان مرزا وڈا ایل زبان
 اس پچھے نہ کھو ایمان رب سچے نے تا نثار
 مرض بیضے وچ کر لاچار
 مرزا ماریا منگل وار
 بیضہ منگیس دعائیں کر آخری فیصلہ وچ بدر
 خلق ساری دی وچ نظر رب کینا ہے خوب خوار
 مرض بیضے وچ کر لاچار
 مرزا ماریا منگل وار
 مرزے سندی موت واسال روح خبیث موافق حال
 فتنہ شورش جھوٹ مقال مسئلے نویں وچ جگت پکار
 رسالت دعوے شاہد چار
 لیاندے اس پر بعد وچار
 آخر تائیں کھول سداواں راہ ہدایت دل بلاواں
 بدعت کولوں پرے ہناواں بدعتی ہووے آخرکار
 روسیہ ذلیل خوار
 وچ دنیا تے روز شمار
 توبہ کرو مرزائیو بھائیو راہ مرزے دے دل نہ جانیو
 جھوٹے عذر نہ مول بنائیو موجب لکھے مویا خوار
 چھپی مئی نوں منگل وار
 مرض بیضے وچ ہو لاچار
 ایہو مری غرض پچھانو جو مقصود نہ ہر گز جانو
 عبرت پھڑو نصیحت مانو فضل کریمی رب غفار
 فضاں سیتی بیڑا پار
 وچ دنیا تے روز شمار

طالب شفاعت رسول کریم!

خاکسارا! ابو تمیم محمد ابراہیم میرسیا لکھنؤ! ۸ ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ، ۵ مارچ ۱۹۳۳ء



رض بیضے دے نال الاچار
 رزا مویا منگل وار
 یو وڈا نشان مرزا وڈا اہل زبان
 کھو ایمان رب بچے نے اتا تار
 رض بیضے وچ کر الاچار
 رزا ماریا منگل وار
 دعائیں کر آخری فیصلہ وچ بدر
 ی وچ نظر رب کہتا ہے خوب خوار
 رض بیضے وچ کر الاچار
 رزا ماریا منگل وار
 موت واسال روح خبیث موافق حال
 صوٹ مقال مسئلے نویں وچ جگت پکار
 سالت دعوے شاہد چار
 باندے اس پر بعد وچار
 مول سناواں راہ ہدایت ول باواں
 پے ہناواں بدعتی ہووے آخرکار
 سیاہ ذلیل خوار
 چ دنیا تے روز شمار
 رائیو بھائیو راہ مرزے دے ول نہ جائیو
 مول بنائیو موجب لکھے مویا خوار
 مئی نوں منگل وار
 رض بیضے وچ ہو الاچار
 پچھانو جو مقصود نہ ہر گز جانو
 نصیحت مانو فضل کریبی رب غفار
 ملاں سیتی بیڑا پار
 چ دنیا تے روز شمار

طالب شفاعت رسول کریم!

سہارا! جویم محمد ابراہیم میرسیا لکوٹی! ۸/۱۲ یقعدہ ۱۳۵۱ھ، ۵ مارچ ۱۹۳۳ء

ختم نبوت اور مرزائے قادیان

مولانا حافظ محمد ابراہیم میرسیا لکوٹی^{رح}

بسم الله الرحمن الرحيم!

۱۔ ختم نبوت کا مسئلہ نصوص قرآنیہ و حدیثیہ سے ثابت ہونے کی وجہ سے مسلم کل تھا۔ لیکن مرزا قادیانی نے ان نصوص کے صاف معنوں میں پیچیدگیاں ڈال کر اور ادھر ادھر سے کھینچ تان کر کے اس منصوص مسئلہ کو بھی محل نظر بنادیا۔ حالانکہ منصوصات شرعیہ محل نظر نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ اہل شروع کے نزدیک ایسے ہوتے ہیں جیسے اہل منطق کے نزدیک بدیہات اور علوم میں بدیہات پر بحث نہیں کی جاسکتی۔

۲۔ مرزا قادیانی کے استنباطات عجیبہ میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے سورہ فاتحہ کی آیت صراط الذین انعمت علیہم سے آنحضرت ﷺ کے بعد بھی نبوت کے جاری رہنے کی دلیل پکڑی ہے۔ صورت استدلال یوں بیان کی ہے کہ جن لوگوں پر خدا کے انعامات ہیں۔ وہ چار ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ: ”ومن یطع الله والرسول فاولئک مع الذین انعم الله علیہم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً (نساء: ۶۹)“ یعنی جو کوئی خدا اور رسول کے کہنے پر چلے تو ان کو ان لوگوں کا ساتھ نصیب ہوگا۔ جن پر خدا نے انعام کیا ہے اور وہ انبیاء ہیں اور صدیق ہیں اور شہید ہیں اور صالحین ہیں اور سب اچھے رفیق ہیں۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ”جب ہم اللہ رسول کی اطاعت بھی کرتے ہیں اور صراط الذین انعمت علیہم سے دعا بھی کرتے ہیں اور اس سے ہم صدیقیت اور شہادت اور صالحیت کے مقامات پر ترقی کر سکتے ہیں تو ان سب کے ساتھ انبیاء کی رفاقت کا بھی ذکر ہے۔ تو اگر آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت بالکل بند ہو اور کوئی شخص بھی نبی نہ بن سکے تو یہ دعا بھی اکارت جائے اور اطاعت بھی بے ثمر رہے گی۔ پس لازم ہے کہ اس دعا کی قبولیت اور اس اطاعت کا ثمر درجہ نبوت کی عطا کی صورت میں بھی ہو۔“ (انجاز المسیح ص ۱۸۰، خزائن ج ۱ ص ۱۸۳، انص) اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ استنباط و استدلال بچہ و جوہ از سر تا پایا پائل ہے۔

اول: اس لئے کہ یہ استنباط احادیث صحیحہ ہے اور اجوا استنباط خلاف نص ہے۔ اس قاعدہ کو آپ عام عقل سے اور کمرہ عدالت میں حاکم کے سامنے محض عبادیات پیدا کرنا چاہتا ہے۔ دوسرا دلیل اس صریح قانون کے خلاف ہونے کی وجہ ہے۔ مثلاً کوئی شخص مرزا قادیانی کو بحیثیت ۵۰۰ کے ماتحت اس پر استغاثہ کریں۔ انصاف کے حق میں یہ الفاظ سخت موجب دفعہ ۵۰۰ کے مستثنیٰ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اجازت ہے اس لئے کہ اس میں پبلک کافا تو اب بتائیے کہ حاکم کس وکیل کرتا ہے یا اس کی جو قانون کے خلاف کھینچ یہی حال مرزا قادیانی اور ان بعدی وغیرہ کے خلاف جو جو بھی استنباطی د کے بالکل مردود ہے۔

دوم: اس لئے کہ آیت زیر بحر علیہم کی راہ پر چلنے کی دعا ہے نہ کہ نبی۔ اور ان کے طریق عمل کو نمونہ بنائیں۔ جیسا اسوۃ حسنۃ (احزاب: ۲۱) ”یعنی (موجود) تھا۔ پھر تم نے اس طرح کیوں کہ ہم نبی بن جائیں تو کیا خدا کے رستے کا

تم نبوت کا مسئلہ نصوص قرآنیہ و حدیثیہ سے ثابت ہونے کی وجہ سے مسلم نے ان نصوص کے صاف معنوں میں پیچیدگیاں ڈال کر اور ادھر ادھر منصوص مسئلہ کو بھی محل نظر بنادیا۔ حالانکہ منصوصات شرعیہ محل نظر نہیں ہونے کے نزدیک ویسے ہوتے ہیں جیسے اہل منطق کے نزدیک بدیہات اور عین کی جاسکتی۔

مرزا قادیانی کے استنباطات عجیبہ میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے سورہ الذین انعمت علیہم سے آنحضرت ﷺ کے بعد بھی نبوت کے جاری۔ صورت استدلال یوں بیان کی ہے کہ جن لوگوں پر خدا کے انعامات لکھا ہے کہ: ”ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم علیہم والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئک“ یعنی جو کوئی خدا اور رسول کے کہنے پر چھے تو ان کو ان لوگوں کا ساتھ نصیب م کیا ہے اور وہ انبیاء ہیں اور صدیق ہیں اور شہید ہیں اور صالحین ہیں اور رزاق دینی کہتے ہیں کہ: ”جب ہم اللہ رسول کی اطاعت بھی کرتے ہیں ہم سے دعا بھی کرتے ہیں اور اس سے ہم صدیقیت اور شہادت اور ترقی کر سکتے ہیں تو ان سب کے ساتھ انبیاء کی رفاقت کا بھی ذکر ہے۔ تو بعد نبوت بالکل بند ہو اور کوئی شخص بھی نبی نہ بن سکے تو یہ دعا بھی اکارت بے ثمر رہے گی۔ پس لازم ہے کہ اس دعا کی قبولیت اور اس اطاعت کا ثمر رت میں بھی ہو۔“ (انجاریل ص ۱۸۰، جز ۱ ج ۱ ص ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴)

یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ استنباط و استدلال بچند وجوہ از سر تا پا باطل ہے۔

اول: اس لئے کہ یہ استنباط اخلاف نص قرآنی یعنی آیت خاتم النبیین اور خلاف احادیث صحیحہ ہے اور اجوا استنباط خلاف نص ہو وہ باطل ہوتا ہے۔ جیسا کہ علم اصول میں مخرج ہے۔ اس قاعدہ کو آپ عام عقل سے اور روزمرہ کے استعمال سے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ایک وکیل کمرہ عدالت میں حاکم کے سامنے بعض عباراتوں میں کھینچ تان کر کے صریح قانون کے خلاف ایک بات پیدا کرنا چاہتا ہے۔ دوسرا وکیل اس کے جواب میں صرف یہ کہتا ہے کہ تمہاری ساری تقریر صریح قانون کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ اس کے ساتھ وہ قانون بھی پیش کرتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص مرزا قادیانی کو بحیثیت مصنف غلط گو، دھوکہ باز وغیرہ لکھے۔ مرزا قادیانی دفعہ ۵۰۰ کے ماتحت اس پر استغاثہ کریں۔ ان کا وکیل ثابت کرے کہ مرزا قادیانی جیسے نیک نام مصنف کے حق میں یہ الفاظ سخت موجب ہتک ہیں۔ وکیل ملزم کہے گا کہ آپ کا سارا استدلال دفعہ ۵۰۰ کے مستثنیٰ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ مصنف کے حق میں ایسے الفاظ لکھنے کی اجازت ہے اس لئے کہ اس میں پبلک کا فائدہ ہے۔

تو اب بتائیے کہ حاکم کس وکیل کی دلیل تسلیم کرے گا؟۔ اس کی جو صریح قانون پیش کرتا ہے یا اس کی جو قانون کے خلاف کھینچ تان کر کے ہاتھ پاؤں مارتا ہے؟۔

یہی حال مرزا قادیانی اور ان کے پیروں کا ہے کہ وہ آیت خاتم النبیین اور حدیث لانی بعدی وغیرہ کے خلاف جو جو بھی استنباطی دلیل لائیں وہ بوجہ اعلان وقانون الہی کے خلاف ہونے کے بالکل مردود ہے۔

دوم: اس لئے کہ آیت زیر بحث یعنی صراط الذین انعمت علیہم میں منعم علیہم کی راہ پر چلنے کی دعا ہے نہ کہ نبی بننے کی۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ ان کی ہدایتوں پر عمل کریں اور ان کے طریق عمل کو نمونہ بنائیں۔ جیسا کہ فرمایا کہ: ”لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (احزاب: ۲۱)“ یعنی تمہارے لئے رسول ﷺ میں قابل اقتداء عمدہ نمونہ عمل (موجود) تھا۔ پھر تم نے اس طرح کیوں نہ کیا۔ اگر انبیاء کے رستے کی پیروی کا یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ہم نبی بن جائیں تو کیا خدا کے رستے کی پیروی سے خدا بھی بن سکیں گے۔ پھر تو بڑی بھاری اور

بڑی شان کی ترقی ہوگی۔ دیکھئے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”وان هذا صراط مستقيماً فاتبعوه (انعام: ۸)“ یعنی یہ میرا سیدھا رستہ ہے۔ اسی کی پیروی کرنا اس کے جواب میں کہیں یہ نہ کہہ دینا کہ ہاں خدا بھی بن سکتے ہیں۔ اسی لئے تو مرزا قادیانی نے اپنے (آئینہ وسوس ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ۱۵۸) میں اپنا ایک خواب لکھا ہے۔

”رأيتني في المنام عين الله وتيقنت انني هو“ یعنی میں نے خواب میں اپنے آپ کو نبین خدا دیکھا اور میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔

اگر کہا جائے کہ رستہ کی پیروی سے رستہ والے کا رتبہ مل سکتا تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ صدیقیوں، شہدوں اور صالحین کے رستے کی پیروی سے بھی ہم صدیقیت، شہادت اور صلاحیت کا رتبہ بھی نہ پاسکیں۔ حالانکہ یہ بالکل باطل ہے۔ کیونکہ بہت سے پاک نفوس ان مقامات پر پہنچے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت زیر بحث اس امر سے بالکل ساکت ہے۔ رستے کی پیروی اور ان کی رفاقت جیسا کہ آیت سورۃ نساء میں وارد ہے۔ دیگر امر ہے اور اس رتبہ پر فائز ہونا دیگر امر ہے۔ دیکھئے خدائے تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ معیت کئی جگہ وارد ہے۔ ”ان الله مع الصبرين (البقرہ: ۱۵۳)، ان معي ربي (اشعراء: ۶۲)، ان الله معنا (التوبہ: ۴۰)، وهو معكم اينما كنتم (الحديد: ۴)، وهو معهم اينما كانوا (المجادلہ: ۷)“

ان آیتوں میں خدا کی معیت کا صاف ذکر ہے تو نہ خدا بندہ بن جاتا ہے اور نہ بندہ خدا کی کے رتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ خدا خدا ہے اور بندہ بندہ۔

اسی طرح آنحضرت ﷺ نے یتیم کے کفیل کی نسبت فرمایا۔ ”انا وكافل اليتيم كهاتين واشار باصبعيه“ یعنی میں اور یتیم کا کفیل ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے اور دو انگلیاں ملا کر آپ ﷺ نے اشارہ سے بتایا کہ اس طرح تو اس حدیث کا یہ مفاد نہیں ہے کہ یتیم کا کفیل اور آنحضرت ﷺ ہم رتبہ ہوں گے۔ یا وہ کفیل محمد ﷺ بن جائے گا۔ اعدو ذبالہ من زيغ القلب!

دیگر یہ کہ بے شک نبوت کے سوا دیگر مقامات کی ترقی کھلی ہے۔ لیکن اس کی دلیل یہ

آیت زیر بحث نہیں بلکہ سورہ حدید کی آیت اور سلسلہ اولئك هم الصديقو (الحديد: ۲۷)“ یعنی جو لوگ خدا پر اور اور شہید ہیں۔ ان کے لئے ان کا اجر بھی آیت خاتم النبیین اور احادیث صحیحہ ہیں۔ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت میرا ہوگا اور نہ کوئی نبی۔ اسی طرح صحاح آنحضرت ﷺ قصر نبوت کی آخری اینٹ مثال سے سمجھ لیجئے کہ بادشاہ نے جن عہدہ دے سکتے ہیں۔ لیکن جس عہدے کی نسبت اسامی خالی نہیں ہے۔ اس کے لئے درخشاں ہوگی۔ بلکہ وہ درخواست بقاعدہ ”وما دنا بھیک دی جائے گی۔ کیونکہ وہ شاہی اعلا مقامات کا حال ہے کہ اس احکم الحاکمین نے دینکم (المائدہ: ۳) سے اعلان کر دیا۔ بالکل بند ہے۔ ہاں بموجب آیت سورہ سے ان دروازوں سے آنے کی کوشش کہیں میں دعا مانگ مانگ کر سر کھپائے۔ اگر اس تصریح کے بعد بھی کہ وہ مراقی وغیرہ ہوگا یا کاذب و فریبی (د) مجھے اس ذات کی قسم ہے۔ جس کے قبضے میری امت (مدعیان اسلام) میں سے قی

دیکھئے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”وان هذا صراط مستقيماً“ (یعنی یہ میرا سیدھا رستہ ہے۔ اسی کی پیروی کرنا اس کے جواب میں کہیں بھی بن سکتے ہیں۔ اسی لئے تو مرزا قادیانی نے اپنے (آئینہ سادہ ص ۵۶۳، اپنا ایک خواب کھسکا ہے۔

فی المنام عین اللہ وتیقننت اننی ہوں“ (یعنی میں نے خواب میں دیکھا اور میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔

میں نے کہ رستہ کی پیروی سے رستہ والے کا رتبہ مل سکتا تو اس کے یہ معنی ہوں گے اور صالحین کے رستے کی پیروی سے بھی ہم صدیقیت، شہادت اور صلاحیت لائے یہ بالکل باطل ہے۔ کیونکہ بہت سے پاک نفوس ان مقامات پر پہنچے تو یہ آیت زیر بحث اس امر سے بالکل ساکت ہے۔ رستے کی پیروی اور ان کی پورۂ نساء میں وارد ہے۔ دیگر امر ہے اور اس رتبہ پر فائز ہونا دیگر امر ہے۔

پنے بندوں کے ساتھ معیت کئی جگہ وارد ہے۔ ”ان اللہ مع الصبرین“ (اشعراء: ۶۲)، ”ان اللہ معنا“ (التوبہ: ۱۰)، ”وہو معکم“ (۱۰)، ”وہو معہم اینما کانوا“ (الجدالہ: ۷)۔

میں خدا کی معیت کا صاف ذکر ہے تو نہ خدا بندہ بن جاتا ہے اور نہ بندہ فنا ہے۔ خدا خدا ہے اور بندہ بندہ۔

آنحضرت ﷺ نے یتیم کے کفیل کی نسبت فرمایا: ”انما وكافل الیتیم بعبیہ“ (یعنی میں اور یتیم کا کفیل ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے اور ﷺ نے اشارہ سے بتایا کہ اس طرح تو اس حدیث کا یہ مفاد نہیں ہے کہ یتیم کا کفیل ہم رتبہ ہوں گے۔ یا وہ کفیل محمد ﷺ بن جائے گا۔ اعوذ باللہ من

بے شک نبوت کے سوا دیگر مقامات کی ترقی کھلی ہے۔ لیکن اس کی دلیل یہ

آیت زیر بحث نہیں بلکہ سورہ حدید کی آیت ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ ”والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم“ (الحدیہ: ۲۷) ”یعنی جو لوگ خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے وہی خدا کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ ان کے لئے ان کا اجر بھی ہے اور نور بھی ہے اور نبوت کے بند بن جانے کی دلیل آیت خاتم النبیین اور احادیث صحیحہ ہیں۔ چنانچہ (مسند امام احمد ۳ ص ۲۶۷) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت میرے بعد منقطع ہو چکی ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔ اسی طرح صحاح کی کئی ایک احادیث ہیں۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ قمر نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوگا۔ اسے ایک مثال سے سمجھ لیجئے کہ بادشاہ نے جن عہدوں کی آسامیاں کھلی رکھی ہیں۔ ان کے لئے درخواست دے سکتے ہیں۔ لیکن جس عہدے کی نسبت اس کا اعلان ہو چکا ہے کہ یہ عہدہ پر ہو چکا ہے۔ اس کی اسامی خالی نہیں ہے۔ اس کے لئے درخواست پر درخواست دیتے جائیں۔ برگزشتہ کوئی نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ درخواست بقاعدہ ”وما دعاء الکافرین الا فی ضلال“ (ردی کی ٹوکری میں پھینک دی جائے گی۔ کیونکہ وہ شاہی اعلان کی حد سے باہر ہے۔ پس اس طرح نبوت اور دیگر مقامات کا حال ہے کہ اس حکم الحاکمین نے آیت خاتم النبیین اور آیت الیوم اکملتکم لکم دینکم (المائدہ: ۳) سے اعلان کر دیا ہے کہ ہمارے آخری رسول محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بالکل بند ہے۔ ہاں بموجب آیت سورہ حدید اس پر ایمان لا کر اس کی پیروی کرو تو اپنی اپنی قابلیت سے ان دروازوں سے آنے کی کوشش کرو۔ اس اعلان کے بعد کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ نبوت کی ہوس میں دعا مانگ مانگ کر سرکھپائے۔

اگر اس تصریح کے بعد بھی کسی کے دماغ میں یہ خیال سما جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ یا تو وہ مرقی وغیرہ ہوگا یا کاذب و فریبی (دجال و کذاب)۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمادیا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قیامت نہ آئے گی۔ جب تک میری امت (مدعیان اسلام) میں سے قریبائیں دجال اور کذاب نہ بولیں۔ ہر ایک ان میں سے

دعویٰ کرے گا کہ میں خدا کا نبی اور رسول ہوں۔ (بخاری و مسلم) پس بموجب اس حدیث کے مرزا قادیانی اور ان کے اتباع میں سے احمد نور کاہلی احمدی اور عبداللہ تہا پوری اور نبی بخش احمدی ساکن معراجکے ضلع سیالکوٹ اور عبداللطیف گنا پوری اور فضل احمد احمدی جو عالم برزخ میں مرزا قادیانی سے باتیں کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ جو کوئی آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت ملنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ سب آنحضرت ﷺ کی مذکورہ حدیث کے ماتحت آجائیں گے۔ ورنہ ہر مدعی نبوت اپنے پیروؤں کی نظر کے لحاظ سے صادق ٹھہر سکے گا۔ یا کم از کم صدق و کذب ہر دو کا محل ہو سکے گا اور اس کے صادق ہونے کی صورت میں یہ حدیث بلا مصداق رہے گی اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ معاذ اللہ آنحضرت ﷺ نے جو خبر قسمی تاکیدوں سے دی تھی وہ غلط نکلی اور ہمارے لئے یہ بہت مشکل ہے۔ بلکہ بالکل ناممکن ہے کہ ہم اس صحیح حدیث کو غلط قرار دیں۔ بلکہ ہمارے لئے یہ بالکل آسان ہے اور واقعہ میں بھی درست ہے کہ اس حدیث کو صحیح سمجھ کر ان مدعیان نبوت کو مفتری اور دجال و کذاب قرار دیں اور ہر مدعی کی نئی سروردی سے چھوٹ جائیں۔

اسے ایک اور طرح پر بھی سمجھ لیں کہ اگر ہم نصوصِ بینہ یعنی آیت خاتم النبیین اور احادیث ختم رسالت کو نظر انداز کر کے مرزا قادیانی کی کھینچ تان کی استنباطی دلیلوں کو تسلیم کر لیں اور تیس دجالوں والی صحیح اور متفق علیہ حدیث کا بھی لحاظ نہ کریں اور بقول مرزا قادیانی دعویٰ نبوت کو آنحضرت ﷺ کے بعد بھی جائز جانیں تو مرزا قادیانی کے سوا دیگر مدعیان نبوت کے لئے بھی رستہ کھل رہے گا اور ان کی تکذیب کے لئے ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی۔ کیونکہ جب ہم (معاذ اللہ) ختم نبوت کے دلائل کو ایک دفعہ مرزا قادیانی کے لئے بیکار کر چکے تو اب دوسروں کے مقابلہ میں وہ باکار نہیں ہو جائیں گی۔ اسی خیال نے کئی ایک احمدیوں کو جرأت دلادی کہ انہوں نے نبوت کا کھلم کھلا دعویٰ کر دیا۔ ان میں سے ایک چودھری نبی بخش ساکن معراجکے ضلع سیالکوٹ اور دوسرا ماسٹر محمد سعید سمڑیالی، نور احمد کاہلی مقیم قایان، فضل احمد ساکن چنگہ بنگیال راہ پینڈی عبداللطیف گناچور جالندہر وغیرہ قریب درجن کے احمدیوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ آخر ان بھلے مانسوں کی تکذیب کے لئے بھی تو کوئی دلیل چاہئے۔

اتنا تو آپ بھی مانیں گے کہ یہ سب احمد سوائے اپنی پیروی کے کوئی اور شرط مقرر نہیں کی۔ تو ان کے دعویٰ کی تصدیق نہیں کرتے۔ دیکھئے کتنی بے انصاف غرمانیا کہ میرے بعد نبوت و رسالت بند ہے۔ باوجود لوگوں نے تسلیم کر لیا اور مرزا قادیانی الفاظ میں لکھتے مہری رنگت میں رنگ جانے کی ضرورت ہے اور اب و بکیاں لے لے کر یہ رنگت چڑھائی اور دعویٰ کیا تو آپ کی تکذیب کے لئے آپ کے پاس سوائے اس کے اور یہ کوئی دلیل نہیں کتنا ظلم و ستم ہے کہ مرزا قادیانی اور قیامت تک لا تعداد انبیاء ہو سکنے کے قائل ہوں اور جانیں۔ اس پر مرزا قادیانی کے خالص و مخلص مرید و نبوت اور صاحب فیض و کرم ثابت کرنے کے لئے فیض سے مقام نبوت پر پہنچ گئے ہیں۔ جس طرح کہ کر کے کہا کہ اسلام اور نبی اسلام کے حق ہونے کی مقام نبوت پر پہنچ سکتا ہے۔ چنانچہ میں اس کی زنجاری نہ سمجھیں تو ایک تو خدائے تعالیٰ کی صفت کلام آنحضرت ﷺ کی اتباع سے آدمی خدائے تعالیٰ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کے خلفاء میں سے کئی نبی، کیا ان کے خلفاء میں سے کوئی نبی نہ ہو۔

غرض یہ سب مدعی اور آپ لوگوں میں سب انہی ہتھیار سے مسلح ہو کر آئے ہیں اور آخر آپ کا کوئی حق نہیں کہ ان ہتھیاروں سے مرزا

خدا کا نبی اور رسول ہوں۔ (بخاری و مسلم) پس بموجب اس حدیث کے کے اتباع میں سے احمد نور کا بلی احمدی اور عبداللہ تینا پوری اور نبی بخش احمدی یا لکھوت اور عبداللطیف گنا چوری اور فضل احمد احمدی جو عالم برزخ میں سا کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ جو کوئی آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت ملنے کا دعویٰ آنحضرت ﷺ کی مذکورہ حدیث کے ماتحت آجائیں گے۔ ورنہ ہر مدعی نبوت کے لحاظ سے صادق ٹھہر سکے گا۔ یا کم از کم صدق و کذب ہر دو کا محل ہو سکے گا۔ نے کی صورت میں یہ حدیث بلا مصداق رہے گی اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا ﷺ نے جو خیر قسمی تاکیدوں سے دی تھی وہ غلط فہمی اور ہمارے لئے یہ بہت ناممکن ہے کہ ہم اس صحیح حدیث کو غلط قرار دیں۔ بلکہ ہمارے لئے یہ بالکل سب بھی درست ہے کہ اس حدیث کو صحیح سمجھ کر ان مدعیان نبوت کو مفتری اور اور ہر مدعی کی فنی سروردی سے چھوٹ جائیں۔

اور طرح پر بھی سمجھ لیں کہ اگر ہم نصوصِ بینہ یعنی آیت خاتم النبیین اور امر انداز کر کے مرزا قادیانی کی کھینچ تان کی استنباطی دلیلوں کو تسلیم کر لیں اور متفق علیہ حدیث کا بھی لحاظ نہ کریں اور بقول مرزا قادیانی دعویٰ نبوت کو بھی جائز جانیں تو مرزا قادیانی کے سوا دیگر مدعیان نبوت کے لئے بھی رستہ مذہب کے لئے ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی۔ کیونکہ جب ہم (معاذ کو ایک دفعہ مرزا قادیانی کے لئے بیکار کر چکے تو اب دوسروں کے مقابلہ کی گئی۔ اسی خیال نے کئی ایک احمدیوں کو جرأت دلا دی کہ انہوں نے نبوت نام میں سے ایک چودھری نبی بخش سائن معراجی ضلع سیالکوٹ اور دوسرا احمد کا بلی مقیم قایان، فضل احمد ساکن چنگا، نکلیال راوی پٹنڈی عبداللطیف رب درجن کے احمدیوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ آخر ان بھلے مانسوں کی کی دلیل چاہئے۔

اتنا تو آپ بھی مانیں گے کہ یہ سب احمدی ہیں اور مرزا قادیانی نے نبوت کے لئے سوائے اپنی پیروی کے کوئی اور شرط مقرر نہیں کی۔ تو اب کیا غضب ہے کہ آپ لوگ ان بیچاروں کے دعویٰ کی تصدیق نہیں کرتے۔ دیکھئے کتنی بے انصافی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کھلے الفاظ میں فرمایا کہ میرے بعد نبوت و رسالت بند ہے۔ باوجود اس کے مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا تو آپ لوگوں نے تسلیم کر لیا اور مرزا قادیانی الفاظ میں لکھتے ہیں کہ میرے بعد نبوت کھلی ہے۔ ہاں صرف میری رنگت میں رنگ جانے کی ضرورت ہے اور ان بیچاروں نے مرزا قادیانی کے منکے میں ڈبکیاں لے لے کر یہ رنگت چڑھائی اور دعویٰ کیا تو آپ لوگ ان کو نہیں مانتے۔ حالانکہ ان لوگوں کی تکذیب کے لئے آپ کے پاس سوائے اس کے کوئی دلیل نہیں کہ ”اجی ہم ان کو نہیں مانتے۔“ اور یہ کوئی دلیل نہیں کتنا ظلم و ستم ہے کہ مرزا قادیانی اپنے بعد نبوت کا دروازہ کھلا رکھیں اور قیامت تک لا تعداد انبیاء ہو سکنے کے قائل ہوں اور سوائے اپنی اتباع کے کوئی اور شرط ضروری نہ جانیں۔ اس پر مرزا قادیانی کے خالص و مخلص مریدوں میں سے چند جری اللہ، مرزا قادیانی کو قاسم نبوت اور صاحب فیض و کرم ثابت کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں کہ ہم مرزا قادیانی کے فیض سے مقام نبوت پر پہنچ گئے ہیں۔ جس طرح کہ مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ کر کے کہا کہ اسلام اور نبی اسلام کے حق ہونے کی زندہ دلیل یہ ہے کہ ان کی اتباع سے انسان مقام نبوت پر پہنچ سکتا ہے۔ چنانچہ میں اس کی زندہ مثال موجود ہوں۔ کیونکہ اگر سلسلہ نبوت کو جاری نہ سمجھیں تو ایک تو خدائے تعالیٰ کی صفت کلام کا قحط لازم آتا ہے۔ دوسرا یہ لازم آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اتباع سے آدمی خدائے تعالیٰ کے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل نہیں کر سکتا۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کے خلفاء میں سے کئی نبی ہوئے اور آنحضرت ﷺ تو ان سے افضل ہیں تو کیا ان کے خلفاء میں سے کوئی نبی نہ ہو۔

غرض یہ سب مدعی اور آپ لوگوں میں سے ان جیسے دیگر جو آئندہ پیدا ہوں گے۔ وہ سب انہی ہتھیار سے مسح ہو کر آئے ہیں اور آئیں گے جو مرزا جی نے خود پہنے اور ان کو پہنائے۔ پس آپ کا کوئی حق نہیں کہ ان ہتھیاروں سے مرزا قادیانی کو سجادہ کچھ کر جبری اللہ فی حلال

الانبياء (تذکرہ ص ۷۹) مان لیں اور دیگر لوگوں کو جو اسی روپ میں انہی ہتھیاروں سے بچے ہوئے ہیں۔ کاذب و مفتری اور جعلی و نقلی قرار دیں۔ تلك اذا قسمة ضينري!

آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کی روک کے لئے یہی دو باتیں تھیں کہ نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہے اور آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا دجال و کذاب ہے۔ ختم نبوت کی باڑ مرزا قادیانی نے اپنے دعوے اور استنباطی کھینچ تان کے تھر سے توڑ دی اور بجائے دجال ہو جانے کے نبی برحق بن گئے تو دیگر بیچاروں نے کیا گناہ کیا ہے کہ ان کے سامنے خاردار تار لگا دی گئی ہے کہ وہ دعوے نہیں کر سکتے۔ بلکہ دعوے سے دجال و کذاب ہو جاتے ہیں۔ غرض اگر باب نبوت مرزا قادیانی کے لئے اٹھ رہا ہے تو انہی دلائل سے بقول مرزا قادیانی دیگر لوگوں کے لئے بھی کھلا ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم مرزا قادیانی کی تو تکذیب سے کافر قرار دئے جائیں اور دیگر لوگوں کی تصدیق سے بے ایمان ٹھہریں۔ ایسے چہ؟

ہم آپ کو ایک اور طرف بھی سمجھاتے ہیں۔ شاید آپ کی جماعت میں کچھ سمجھدار لوگ بھی ہوں۔ وہ یہ کہ مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کو جائز رکھا۔ تو اب جو جو بھی دعویٰ کریں گے وہ تین حال سے خالی نہ ہوں گے۔ یا سب کے سب سچے یا سب کے سب جھوٹے یا بعض سچے اور بعض جھوٹے۔ اب دیکھئے آپ لوگوں کی پوزیشن کیا ہے؟ سب کو آپ سچا مانتے نہیں۔ کیونکہ احمد نور کا بلی بے چارہ قادیان میں بیٹھا ہوا دن رات ٹرار رہا ہے اور آپ سنتے نہیں اور عبد اللہ تہا پوری سب سے پہلے روح القدس کے نزول کا مدعی بنا۔ لیکن آپ نے ایک نہ مانی۔ اسی طرح وہ بے چارہ جو مرزا قادیانی سے عالم برزخ سے بھی فیض انحرار ہائے اس کو بھی آپ نہیں مانتے اور آپ سب کے سب کو بھی جھوٹا نہیں مانتے۔ کیونکہ آپ مرزا قادیانی کو نبی صادق مانتے ہیں۔ اب باقی رہی تیسری صورت کہ بعض سچے اور بعض جھوٹے۔ سو اس کے لئے آپ سوائے اپنے انکار کے کوئی دلیل پیش نہیں کرتے۔ کیونکہ جو دلائل ختم نبوت کے تھے۔ ان کو مرزا قادیانی نہایت کامیابی سے بالکل بے کار کر چکے ہیں۔ وہ کارآمد نہیں ہو سکتے اور پیش گوئیوں اور الہامات کا غلط ہونا آپ کے نزدیک موجب تکذیب

میں ہو سکتا۔ تو اب خدا فرمائیے کہ آپ انصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے چھوڑنے سے آہمیرہ ہو گئے۔ انصاف سے دور جا پڑے۔ م رہے۔ خدا اور رسول کی باتوں کے چھوڑنے آئیے! توبہ کیجئے! اور سیدھے ہر بات کہہ دیجئے کہ نبوت آنحضرت ﷺ پر دعویٰ کرے وہ بموجب صحیح حدیث کے دجال نہیں پڑے گی۔ کفر آپ کے نزدیک نہیں ہے اور آپ انصاف پر ہو کر ایسے سب مدعیوں کے جھنڈے تلے کھڑے ہو کر شلوگوں کو سمجھا آ جائے۔

تیسری وجہ مرزا قادیانی کے استر کا حاصل ہونا دعویٰ اور التجاؤں پر نہیں رکھنا تا رہا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کو فرمایا الا رحمة من ربك (قصص: ۸۶) نازل کی جائے گی۔ ہاں صرف خدا کی رحمت یہ آیت سورہ قصص کی ہے اور محض خدا کے فضل سے بغیر دعایا سابقہ کو شہو چکی ہے کہ اس کی بابت شعر بھی بن گیا۔ خدا کی دین کہ آگ لینے نیز یہ آیت ملاحظہ فرمائیے

۷۹) مان لیں اور دیگر لوگوں کو جو اسی روپ میں انہی ہتھیاروں سے سبے ہوئے اور جلی و نلی قرار دیں۔ تلك اذا قسمه ضیئری!

تہذیب کے بعد دعوی نبوت کی روک کے سئے یہی دو باتیں تھیں کہ نبوت م ہے اور آپ کے بعد نبوت کا دعوی کرنے والا دجال و کذاب ہے۔ ختم نبوت نے اپنے دعوے اور استنباطی کھینچ تان کے تتر سے تو زدی اور بجائے دجال ہو ان گئے تو دیگر بیچاروں نے کیا گناہ کیا ہے کہ ان کے سامنے خاردار تار لگا دی نہیں کر سکتے۔ بلکہ دعوے سے دجال و کذاب ہو جاتے ہیں۔ غرض اگر باب نے خدا سے انہی دلائل سے بقول مرزا قادیانی دیگر لوگوں کے لئے بھی کھلا ہے۔ ہم مرزا قادیانی کی تو تکذیب سے کافر قرار دئے جائیں اور دیگر لوگوں کی من مہریں۔ این جہ؟

لو ایک اور طرف بھی سمجھاتے ہیں۔ شاید آپ کی جماعت میں کچھ سمجھدار یہ کہ مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کو جائز رکھا۔ تو اب جو گئے وہ تین حال سے خالی نہ ہوں گے۔ یا سب کے سب سچے یا سب کے سچے اور بعض جھوٹے۔ اب دیکھئے آپ لوگوں کی پوزیشن کیا ہے؟ سب سچے۔ کیونکہ احمد نور کا بلی بے چارہ قادیان میں بیٹھا ہوا دن رات ٹرار رہا ہے۔ عبد اللہ تیاپوری سب سے پہلے روح القدس کے نزول کا مدعی بنا۔ لیکن اسی طرح وہ بے چارہ جو مرزا قادیانی سے عالم برزخ سے بھی فیض نہیں مانتے اور آپ سب کے سب کو بھی جھوٹا نہیں مانتے۔ کیونکہ آپ صادق جیتے ہیں۔ اب باقی رہی تیسری صورت کہ بعض سچے اور بعض جھوٹے آپ سوائے اپنے انکار کے کوئی دلیل پیش نہیں کرتے۔ کیونکہ جو تھے۔ ان کو مرزا قادیانی نہایت کامیابی سے بالکل بکار کر چکے ہیں۔ وہ ور پیش گوئیوں اور الہامات کا غلط ہونا آپ کے نزدیک موجب تکذیب

نہیں ہو سکتا۔ تو اب خدا فرمائیے کہ آپ کے دین و ایمان اور علم و عقل کا کیا حال؟۔ دیکھئے! نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے چھوڑنے سے آپ کس قدر مشکلات میں پھنس گئے۔ عقل سے بے بہرہ ہو گئے۔ انصاف سے دور جا پڑے۔ مرزا قادیانی کو نبی اور دوسروں کو دجال۔ ان کو کافر ہی رہے۔ خدا اور رسول کی باتوں کے چھوڑنے سے کہیں کے نہ رہے۔

آئیے! تو بہ کیجئے! اور سیدھے سادھے مسلمان ہو جائیے۔ ہر نئے مدعی کو لاکھ کی ایک ہی بات کہہ دیجئے کہ نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکی ہے۔ اب آپ کے بعد جو کوئی بھی نبوت کا دعوی کرے وہ بموجب صحیح حدیث کے دجال و کذاب ہے۔ بس اس میں آپ کو کوئی بھی مسئلہ نہیں پڑے گی۔ کفر آپ کے نزدیک نہیں بھٹکے گا۔ عقل آپ کی قائم رہے گی۔ علم آپ کا صحیح رہے گا اور آپ انصاف پر ہو کر ایسے سب مدعیوں کو ایک ہی حکم سنائیں گے۔ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے جہنڈے تلے کھڑے ہو کر شفاعت کے امیدوار ہو سکیں گے۔ خدا کرے کہ آپ لوگوں کو سمجھ آ جائے۔

تیسری وجہ مرزا قادیانی کے استدلال کے باطل ہونے کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے نبوت کا حاصل ہونا دعویٰ اور التجاؤں پر نہیں رکھا۔ بلکہ وہ خود اپنے انتخاب سے جسے چاہتا رہا ہے نبی بناتا رہا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کو فرمایا کہ: ”وما كنت ترجوا ان يلقى اليك الكتاب الا رحمة من ربك“ (قصص: ۸۶) یعنی (اے نبی) تجھے کوئی امید نہیں تھی کہ تجھ پر کتاب نازل کی جائے گی۔ ہاں صرف خدا کی رحمت سے (اتاری گئی ہے)۔

یہ آیت سورہ قصص کی ہے اور اس سورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی رسالت محض خدا کے فضل سے بغیر دعایا سابقہ کو شش ے ملنے کا ذکر ہے۔ چنانچہ اس کی شہرت یہاں تک ہو چکی ہے کہ اس کی بابت شعر بھی بن گیا ہے۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال

کہ آگ لینے کو جائیں پیبری مل جائے

نیز یہ آیت ملاحظہ فرمائیے منکرین کہتے ہیں کہ ہم پیغمبر محمد ﷺ پر ایمان نہیں

لائیں گے۔ جب تک کہ ہمیں بھی وہ کچھ نہ ملے جو خدا کے رسول کو ملتا رہا ہے۔ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ“ (انعام ۱۲۴) یعنی خدا تعالیٰ اپنی رسالت کے موقعہ کو خوب پہچانتا ہے۔ (کسی کی آرزو اور خواہش کا اس میں دخل نہیں۔) اسی طرح سورہ حج میں فرمایا ہے کہ: ”اللہ یصفطیٰ من الملائکۃ رسلاً ومن الناس (حج: ۷۵)“ یعنی خدا تعالیٰ خود ہی فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول منتخب کرتا رہا ہے۔ (اسی کے مطابق پر اب اس رسول ﷺ کو منتخب کیا ہے۔)

لطیفہ عجیبہ: مولوی محمد علی صاحب لاہوری مرزائی نے اپنی اردو تفسیر بیان القرآن میں اسی آیت صراط الذین انعمت علیہم کے ضمن میں اس شخص کی بہت زور سے تردید کی ہے۔ جو اس دعا کی بناء پر یہ سمجھے کہ دعا سے عہدہ نبوت مل جاتا ہے اور جس طرح ہم نے اوپر لکھا ہے کہ نبوت خدا کی بخشش ہے۔ اسی امر کو ثابت رکھا کہ عہدہ نبوت خدا کی بخشش ہے۔ کسی کی دعا یا سعی کو اس میں دخل نہیں۔ پھر اس لمبی تقریر میں یہ کلمے بطور نتیجہ کلام فرمائے ہیں۔

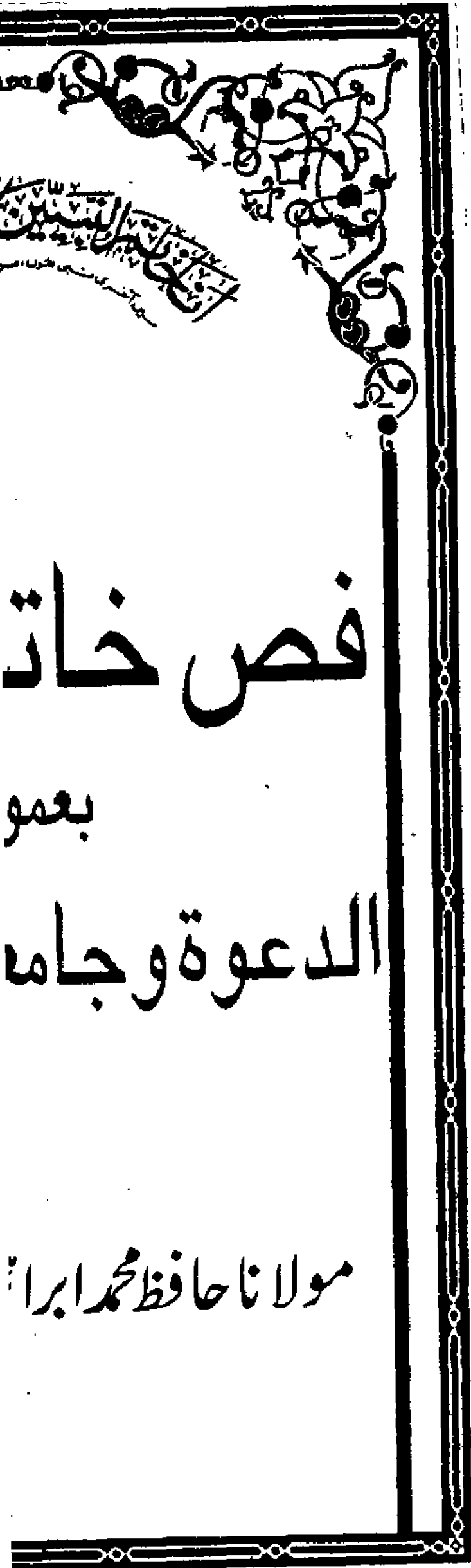
”پس مقام نبوت کے لئے دعا کرنا ایک بے معنی فقرہ ہے اور اس شخص کے منہ سے نکل سکتا ہے۔ جو اصول دین سے ناواقف ہو۔“ (جلد اول ص ۶ تحت آیت صراط الذین انعمت)

ہم مولوی صاحب موصوف کے حرف حرف کی تصدیق و تائید کرتے ہیں۔ لیکن جہاں مولوی صاحب موصوف نے ایسے متدل کے علم کا حال لکھ ہوئے اسے اصول دین سے ناواقف قرار دیا ہے۔ اگر وہاں اس کے ساتھ کم از کم اس شخص کے دین و ایمان کا حال بھی لکھ دیتے کہ وہ دین سے بے بہرہ اور ضال و مضل ہے۔ تو حق پورا ہو جاتا۔

اس کے بعد ہم مولوی محمد علی صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ زید اپنی کتاب میں یوں لکھتا ہے کہ: ”آیت انعمت علیہم گواہی دیتی ہے کہ اس مصطفیٰ غیب سے یہ امت محروم نہیں اور مصطفیٰ غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ براہ راست بند ہے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس امت کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فانی الرسول کا کھلا ہے۔“

(اشتبہ ایک غلطی کا ازاد ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹ حاشیہ)

ایسے شخص کے عقائد اور اس کے مکملہ قرآن فہمی اور اصول دین سے اس کی واقفیت کی بابت آپ کیا فرماتے ہیں؟



کہ ہمیں بھی وہ کچھ نہ ملے جو خدا کے رسول کو ملتا رہا ہے۔ اس کے جواب میں ”اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ“ انعام ۱۲۴، یعنی خدا تعالیٰ کو خوب پہچانتا ہے۔ (کسی کی آرزو اور خواہش کا اس میں دخل نہیں۔)

سورہ حج میں فرمایا ہے کہ: ”اللہ یصفطیٰ من الملائکۃ رسلاً ومن یعنی خدا تعالیٰ خود ہی فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول منتخب کرتا رہا ہے۔ اس رسول ﷺ کو منتخب کیا ہے۔“

مولوی محمد علی صاحب لاہوری مرزائی نے اپنی اردو تفسیر بیان القرآن میں دین انعمت علیہم کے ضمن میں اس شخص کی بہت زور سے تردید کی ہے۔ سمجھے کہ دعا سے عہدہ نبوت مل جاتا ہے اور جس طرح ہم نے اوپر لکھا ہے کہ ہے۔ اسی امر کو ثابت رکھا کہ عہدہ نبوت خدا کی بخشش ہے۔ کسی کی دعایا سچی کو اس لمبی تقریر میں یہ کلمے بطور نتیجہ کلام فرمائے ہیں۔

م نبوت کے لئے دعا کرنا ایک بے معنی فقرہ ہے اور اس شخص کے منہ سے نکل

یہ سنا واقف ہو۔“ (جلد اول ص ۶، تحت آیت صراط الذین انعمت) صاحب موصوف کے حرف حرف کی تصدیق و تائید کرتے ہیں۔ لیکن جہاں نے ایسے متدل کے علم کا حال لکھے ہوئے اسے اصول دین سے ناواقف اس کے ساتھ کم از کم اس شخص کے دین و ایمان کا حال بھی لکھ دیتے کہ وہ ضال و مضل ہے۔ تو حق پورا ہو جاتا۔

بعد ہم مولوی محمد علی صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ زید اپنی کتاب ”آیت انعمت علیہم گواہی دیتی ہے کہ اس مصطفیٰ غیب سے یہ امت مخروم نہیں اور حق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ براہ راست بند ہے۔ اس لئے مس کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فانی الرسول کا کھلا ہے۔“

(اشتبہ ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹ حاشیہ)

کے عقائد اور اس کے ملکہ قرآن فہمی اور اصول دین سے اس کی واقفیت کی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَوْلَانَا حَافِظُ مُحَمَّدٍ اَبْرَاهِيمَ مِيرْسِيَا لَكُوٹِي

فص خاتم النبوة

بعموم

الدعوة وجامعية الشريعة

مولانا حافظ محمد ابراہیم میرسیا لکوٹی^{رح}

بسم الله الرحمن الرحيم

”الحمد لله الذي ارسل رسله لا تمام الحجة وانزل الكتب لبيان الشريعة واكرم حبيبه بختم النبوة بعموم الدعوت واكمال الشريعة فصلى الله عليه وعلى اله واعراسه واصحابه لنا فيهم اسوة حسنة لحسنات الدنيوية والاخرية“

اما بعد! یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے۔ جو باوجود اپنی دیرینہ علالت اور ضعف بصارت کے، مسئلہ ختم نبوت کے متعلق ایک نادر طریق پر لکھوا رہا ہوں۔ دلائل تو وہی ہیں جو قرآن اور حدیث میں سب علماء کی نظر میں ہیں۔ لیکن ان کو ایسے طریق پر ترتیب دینا اور ایسے طور پر بیان کرنا کہ مخاطب کو جائے دم زدن نہ رہے۔ ہر کسی کا کام نہیں ہے اور میں بے بضاعت بھی اس امر کو انجام نہ دے سکتا تھا۔ اگر خدائے وہاب کی تائید اور توفیق میرے شامل حال نہ ہوتی۔

ضروری التماس

ناظرین کرام سے التماس ہے کہ جو اصحاب دلائل ختم نبوت آگے ہی جانتے اور مانتے ہیں۔ لیکن مخالف لوگ ان کو شبہات ڈال کر حیران کرتے رہتے ہیں۔ وہ بھی اور وہ احباب بھی جو دلائل تو نہیں جانتے۔ لیکن مرزا قادیانی اور مرزائی علماء کے شبہات سے اثر پذیر ہو چکے ہیں۔ دل کو شبہات سے خالی کر کے اس رسالہ کو یہ نظر انصاف پڑھیں اور غیر جانبدار ہو کر مطالعہ کریں اور مرزائی صاحبان یہ خیال نہ کریں کہ یہ رسالہ ہمارے مشہور مخالف کے قلم سے نکلا ہے۔ کیونکہ ایسی بدظنی انسان کو قبولیت حق سے روک دیتی اور اس کے سامنے ایک دیوار کھڑی کر دیتی ہے۔ جس سے حق ان کی نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں نے اس کتاب کو خدا داد بصیرت سے قرآن وحدیث کے نصوص پیہ سے بغیر کسی کھینچ تان کے خدا تعالیٰ کے ہاں اپنی ذمہ داری اور جواب دہی کو سامنے رکھ کر تبلیغ حق کی خالص نیت سے لوگوں کی ہدایت کے لئے لکھا ہے۔

اس لئے مجھے امید کرنی چاہئے کہ ناظرین کرام اس کتاب کو بحکم آیت ذیل بہ نظر انصاف مطالعہ کریں گے۔ آیت یہ ہے کہ: ”فبشر عباد الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه“ اولئك الذين هداهم الله واولئك هم اولوالالباب

(زمر: ۱۸، ۱۷) ”یعنی (اے پیغمبر)“

سے سن لیتے ہیں۔ پس پیروی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اور یہی لوگ ہیں صاحبان عقل

دلائل ختم نبوت

پہلی بحث: جن وجوہ پر سابق

نبوت جاری رہا۔ ہم ان کا مفصل بیان کتاب چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت قوم کے لئے آئے۔ جن کا دائرہ تبلیغ محدود آنحضرت ﷺ ساری دنیا کے لئے رسول گئی۔ جو تاقیام دنیا قائم رہے گی اور اس میں دیگر یہ کہ سابقہ زمانوں میں جو

السلام اور ان کے بعد کے انبیاء علیہم السلام کر دیئے جاتے رہے۔ جس سے تکمیل شریا یہ ہوا کہ اپنے حبیب ﷺ کو رحمۃ اللعالمین رحمۃ اللعالمین کی برکت سے دنیا جہان کو فتح تمام دنیا پر پھیل جائے۔ اس لئے آپ ﷺ (مسئلہ: ۳) کی بشارت سنا کر آپ ﷺ پیشتر دنیا کی حالت ایسی نہ تھی کہ دنیا کے مختلف ودعوت اور سفر کے وسائل نہایت دشوار تھے لیکن خدا تعالیٰ کے علم میں مقدر تھا کہ میر آپس میں سہولت سے وابستہ ہو سکیں گے ساتھ خاتم النبیین کر دیا۔ ان وجوہ کی تفسیر مطالعہ کریں۔ ”الغرض پہلے زمانوں میں۔ آنحضرت ﷺ کی مبارک آمد پر سب اگر ﷺ کو سارے کمالات کا صاحب و

بسم الله الرحمن الرحيم!

مدلله الذی ارسل رسله لا تمام الحجة وانزل الكتب لبيان حبيبہ بختم النبوة بعموم الدعوت واكمال الشريعة فصلی الاله واعراسه واصحابه لنا فيهم اسوة حسنة لحسنات

یہ! یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے۔ جو باوجود اپنی دیرینہ علالت اور ضعف بصارت کے متعلق ایک نادر طریق پر لکھوا رہا ہوں۔ دلائل تو وہی ہیں جو قرآن اور کی نظر میں ہیں۔ لیکن ان کو ایسے طریق پر ترتیب دینا اور ایسے طور پر بیان کرنا امزدون نہ رہے۔ ہر کسی کا کام نہیں ہے اور میں بے بضاعت بھی اس امر کو اگر خدائے وہاب کی تائید اور توفیق میرے شامل حال نہ ہوتی۔

رام سے التماس ہے کہ جو اصحاب دلائل ختم نبوت آگے ہی جانتے اور مانتے ان کو شبہات ڈال کر حیران کرتے رہتے ہیں۔ وہ بھی اور وہ احباب بھی جو لیکن مرزا قادیانی اور مرزائی علماء کے شبہات سے اثر پذیر ہو چکے ہیں۔ دل کو کے اس رسالہ کو بہ نظر انصاف پڑھیں اور غیر جانبدار ہو کر مطالعہ کریں اور ل نہ کریں کہ یہ رسالہ ہمارے مشہور مخالف کے قلم سے نکلا ہے۔ کیونکہ ایسی حق سے روک دیتی اور اس کے سامنے ایک دیوار ہڑی کر دیتی ہے۔ جس اوجھل ہو جاتا ہے۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے قبضے میں میری جان کتاب کو خدا داد بصیرت سے قرآن وحدیث کے انصوص پینہ سے بغیر کسی کھینچ کے ہاں اپنی ذمہ داری اور جواب دہی کو سامنے رکھ کر تبلیغ حق کی خالص نیت کے لئے لکھا ہے۔

مجھے امید کرنی چاہئے کہ ناظرین کرام اس کتاب کو بحکم آیت ذیل بہ نظر لگے۔ آیت یہ ہے کہ: ”فبشر عباد الذين يستمعون القول
له . اولئك الذين هداهم الله واولئك هم اولوالالباب

(زمر: ۱۷، ۱۸) ”یعنی (اے پیغمبر) ”پس بشارت سنا دیجئے میرے ان بندوں کو جو بات کو غور سے سن لیتے ہیں۔ پس پیروی کرتے ہیں بہتر اس کی، کہ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کو ہدایت دی اللہ تعالیٰ نے اور یہی لوگ ہیں صاحبان عقل۔“

حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی!

فصل اول

دلائل ختم نبوت از قرآن مجید

پہلی بحث: جن وجوہ پر سابق زمانے میں حضرت آدم علیہ السلام کے عہد سے سلسلہ نبوت جاری رہا۔ ہم ان کا مفصل بیان کتاب واضح البیان فی تفسیرام القرآن میں کر چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پیشتر جس قدر انبیاء آئے وہ سب اپنی اپنی قوم کے لئے آئے۔ جن کا دائرہ تبلیغ محدود زمانے تک رہا اور کسی کو جامع شریعت نہ دی گئی۔ لیکن آنحضرت ﷺ ساری دنیا کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے۔ آنحضرت ﷺ کو جامع شریعت دی گئی۔ جو تاقیام دنیا قائم رہے گی اور اس میں نسخ و ترمیم کی گنجائش نہ رہی۔

دیگر یہ کہ سابقہ زمانوں میں جیسا کہ قرآن شریف کے مطالعہ سے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بعد کے انبیاء علیہم السلام کے حالات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ منکرین نبوت ہلاک کر دیئے جاتے رہے۔ جس سے تکمیل شریعت کی نوبت نہ آ سکی۔ لیکن خدا تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا یہ ہوا کہ اپنے حبیب ﷺ کو رحمۃ للعالمین کر کے بھیجا تو اس کے ضمن میں یہ بات بھی ملحوظ رکھی کہ رحمۃ للعالمین کی برکت سے دنیا جہان کو بیخ کن عذاب سے بچالیا جائے تاکہ آپ کا فیض ہدایت تمام دنیا پر پھیل جائے۔ اس لئے آپ ﷺ کے زمانے میں ”الیوم اکملت لکم دینکم (مائتہ: ۳)“ کی بشارت سنا کر آپ ﷺ کی شریعت کو کامل کر دیا۔ دیگر یہ کہ آنحضرت ﷺ سے پیشتر دنیا کی حالت ایسی نہ تھی کہ دنیا کے مختلف علاقوں کے تعلقات آپس میں وابستہ ہو سکیں اور تبلیغ ودعوت اور سفر کے وسائل نہایت دشوار تھے۔ اس لئے کسی نبی کی تبلیغ ساری دنیا پر نہیں پہنچ سکتی تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ کے عم میں مقدر تھا کہ میرے حبیب ﷺ کی تبلیغ کے لئے دنیا جہان کے تعلقات آپس میں سہولت سے وابستہ ہو سکیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سب کمالات کے ساتھ خاتم النبیین کر دیا۔ ان وجوہ کی تفسیر کے بعد کتاب واضح البیان میں سے عبارت ذیل کا مطالعہ کریں۔ ”الغرض پہلے زمانوں میں سلسلہ نبوت کے جاری رہنے کی جس قدر ضرورتیں تھیں وہ آنحضرت ﷺ کی مبارک آمد پر سب پوری ہو چکی ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو سارے کمالات کا صاحب و جامع بنا کر اس سلسلہ کو آپ ﷺ پر ختم کر دیا۔“

نبوت پر مہر لگادی۔ چنانچہ فرمایا کہ: ”ماکان محمد أباً احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین وكان اللہ بكل سئی علیما (احزاب: ۴۰)“ ﷺ تم میں سے کسی بالغ مرد کے باپ نہیں ہیں۔ ہاں خدا کے رسول ہیں اور (رسول بھی ایسے کہ) خاتم النبیین ہیں اور خدا تعالیٰ ہر شے (اور ہر ضرورت) سے واقف ہے۔ کچھ یعنی جانتا ہے کہ اب ان کے بعد نبوت جاری رکھنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ کوئی لائق نبوت پیدا کیا جائے گا۔“

دوسری بحث

ختم نبوت کی خاص دلیلوں کے بیان میں

سب سے پہلی دلیل آیت مذکورہ بالا ہے جو آنحضرت ﷺ پر نبوت کے ختم ہو جانے میں نص قطعی ہے۔ اس کی توضیح سے پہلے اس کا شان نزول بھی جاننا چاہیے کہ اسے بھی ختم نبوت سے ایک گونہ تعلق ہے۔

شان نزول

آنحضرت ﷺ نے ۵ ہجری میں اپنی پھوپھی کی بیٹی حضرت زینبؓ سے نکاح کیا۔ اس سے پہلے وہ حضرت زیدؓ کے نکاح میں تھیں۔ جو آنحضرت ﷺ کا آزاد کردہ غلام اور مہینے تھا۔ حضرت زینبؓ اور زیدؓ میں موافقت نہ بنی تو حضرت زیدؓ نے ان کو طلاق دے دی۔

ملکی رسم کی رو سے مہینے کو صلی بیٹے کی طرح جانا جاتا تھا اور اس کی وجہ سے اصل وارثوں کے حقوق پر اثر پڑتا تھا اور مصنوعی رشتے کو قدرتی رشتے پر ترجیح دی جاتی تھی۔ یا اسے اس کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ لہذا اس کو منسوخ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم کیا کہ آپ ﷺ زینبؓ سے نکاح کر لیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے نکاح کر لیا۔ مخالفین نے اعتراض کیا کہ آپ ﷺ نے اپنے بیٹے (مہینے) کی مطلقہ سے نکاح کر لیا ہے اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد ﷺ تم سے کسی بالغ مرد کے باپ نہیں ہیں۔ ہاں خدا کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اور خدا سب کچھ جانتا ہے۔ پس اس بناء پر اعتراض بالکل لایعنی ہے۔ ہاں آپ کو رسالت کا ایک منصب حاصل ہے۔ جو اس رشتہ پداری سے بہت اونچا ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے امت کی عورتوں سے آپ کا نکاح منع نہیں ہو سکتا۔

اب سوال یہ ہے۔ جواب تو اسی قدر کافی تھا۔ اس کے ساتھ مسئلہ ختم نبوت کی کیا ضرورت تھی کہ خدا تعالیٰ نے اسے بھی ذکر کر دیا؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس نکاح میں سب سے بڑی رکاوٹ قوم کی طعن و عارت تھی کہ یہ نکاح سالہا سال کی رسم کے خلاف تھا۔ دشمن تو دشمن

رہے۔ معتقد بھی کہہ سکتے تھے کہ آنحضرت ﷺ بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ سو خدا تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔ تکمیل شریعت کا یہی عہد ہے۔ پچھلی شریعتوں پر یہ شریعت آخری وابدی ہے۔ جو نسخ و ترمیم کی گنجوہ ہے۔ کیونکہ یہ رسول خاتم النبیین ہے۔ اس امت خاتمیت کے خلاف ہے۔

لہذا اس اصلاح کا یہی زمانہ ہے اور یہ تھا۔ چنانچہ اس سے قبل فرمایا کہ: ”وکان امر الہی ﷺ یہ سارا معاملہ یعنی زیدؓ کا یہاں آ کر فرو زینبؓ سے نکاح کرانا اور پھر اس کا اسے طلاق دے سب تقدیری معاملے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو کچھ یوں یوں ہوگا اور یہ سب کچھ اسی رسم کی اصلاح پھر فرمایا کہ: ”وکان اللہ بكل سب باتوں کا علم ہے۔ اس بات کا بھی کہ اس کیا جائے گا اور اس بات کا بھی کہ اب وہ ضرورت گئی ہے۔ یا ان الفاظ میں سمجھئے کہ خدا تعالیٰ کا علم اور زمانہ مستقبل میں موجود ہونے والی سب چیز بات بھی داخل ہے کہ ختم نبوت کے کیا وجوہ ہیں پس اس نے اپنی حکمت بالغہ اور علم کلی سے آگے نبوت مختصر شروع میں مذکور ہو چکی ہیں۔

قرآن شریف سے ختم نبوت پر ایک خدا تعالیٰ نے سورت الفرقان الفرقان علی عبده لیكون للعالم خیر کثیر والا ہے۔ وہ خدا جس نے آہستہ آہستہ حق و باطل اور حلال و حرام میں اوپر اپنے کے ڈر سنائے والا۔

فرمایا کہ: ”ماکان محمد أباً احد من رجالکم ولكن رسول
من وکان اللہ بکل سئی علیما (احزاب: ۴۰)“ ﴿محمد ﷺ﴾ تم میں
پہنچے ہیں۔ ہاں خدا کے رسول ہیں اور (رسول بھی ایسے کہ) خاتم النبیین
(اور ہر ضرورت) سے واقف ہے۔ ﴿محمد ﷺ﴾ یعنی جانتا ہے کہ اب ان کے بعد
ورث نہیں ہے اور نہ کوئی لائق نبوت پیدا کیا جائے گا۔“

دوسری بحث

تم نبوت کی خاص دلیلوں کے بیان میں

سب سے پہلی دلیل آیت مذکورہ بالا ہے جو آنحضرت ﷺ پر نبوت کے
بھی اس کی توضیح سے پہلے اس کا شان نزول بھی جاننا چاہیے کہ اسے بھی
ملتا ہے۔

ﷺ نے ۵ ہجری میں اپنی پھوپھی کی بیٹی حضرت زینبؓ سے نکاح کیا۔ اس
کے نکاح میں تھیں۔ جو آنحضرت ﷺ کا آزاد کردہ غلام اور متبنی تھا۔
موافقت نہ بنی تو حضرت زیدؓ نے ان کو طلاق دے دی۔

وے متبنی کو صلیبی بیٹے کی طرح جانا جاتا تھا اور اس کی وجہ سے اصل وارثوں
مصنوعی رشتے کو قدرتی رشتے پر ترجیح دی جاتی تھی۔ یا اسے اس کے برابر
کو منسوخ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم کیا کہ
رح کر لیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے نکاح کر لیا۔ مخالفین نے اعتراض
پنے بیٹے (متبنی) کی مطلقہ سے نکاح کر لیا ہے اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ
رد کے باپ نہیں ہیں۔ ہاں خدا کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اور خدا
اس بناء پر اعتراض بالکل لایعنی ہے۔ ہاں آپؐ کو رسالت کا ایک منصب
پدیری سے بہت اونچا ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے امت کی عورتوں سے
ملتا۔

یہ ہے۔ جواب تو اسی قدر کافی تھا۔ اس کے ساتھ مسئلہ ختم نبوت کی کیا
انے اسے بھی ذکر کر دیا؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس نکاح میں سب
طعن و عارض تھے کہ یہ نکاح ساہا سال کی رسم کے خلاف تھا۔ دشمن تو دشمن

رہے۔ معتقد بھی کہہ سکتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کی پوزیشن کو معترضین کے اعتراضوں کا نشانہ
بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ سو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ رسوم خلاف شرع کی اصلاح کا یہی وقت
ہے۔ تکمیل شریعت کا یہی عہد ہے۔ پچھلی شریعتوں کے بعض احکام کی منسوخی کا یہی زمانہ ہے۔
یہ شریعت آخری وابدی ہے۔ جو نسخ و ترمیم کی گنجائش اور تحریف و تبدیل کے اندیشے سے محفوظ
ہے۔ کیونکہ یہ رسول خاتم النبیین ہے۔ اس امت کی اصلاح کو کسی اور وقت پر ڈالنا اس کی شان
خاتمیت کے خلاف ہے۔

لہذا اس اصلاح کا یہی زمانہ ہے اور یہ کام خدا کے علم میں پہلے ہی سے اسی طرح مقدر
تھا۔ چنانچہ اس سے قبل فرمایا کہ: ”وکان امر اللہ قدراً مقدوراً (احزاب: ۳۸)“ یعنی اسے
نبی ﷺ یہ سارا معاملہ یعنی زیدؓ کا یہاں آ کر فروخت ہونا اور آپ ﷺ کا اس کو متبنی بنانا اور پھر
زینبؓ سے نکاح کرانا اور پھر اس کا اسے طلاق دے دینا اور پھر زینبؓ کا تمہارے نکاح میں آنا
سب تقدیری معاملے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو اپنے علم ازلی میں اسی طرح مقدر کیا تھا کہ یہ سب
کچھ یوں یوں ہوگا اور یہ سب کچھ اسی رسم کی اصلاح کے لئے تھا۔

پھر فرمایا کہ: ”وکان اللہ بکل سئی علیما (احزاب: ۴۰)“ یعنی خدا تعالیٰ کو
سب باتوں کا علم ہے۔ اس بات کا بھی کہ اس نبی ﷺ کے بعد کوئی شخص قابل نبوت پیدا نہیں
کیا جائے گا اور اس بات کا بھی کہ اب وہ ضرورتیں کلیتہً رفع ہو گئی ہیں۔ لہذا نبوت بالکل بند کر دی
گئی ہے۔ یا ان الفاظ میں سمجھئے کہ خدا تعالیٰ کا علم محیط کل ہے۔ زمانہ گذشتہ و حال کے موجودات
اور زمانہ مستقبل میں موجود ہونے والی سب چیزوں اور امروں پر حاوی ہے تو اس احاطہ کلی میں یہ
بات بھی داخل ہے کہ ختم نبوت کے کیا وجوہ ہیں اور یہ بھی کہ آگے کو کوئی قابل نبوت پیدا نہیں ہوگا۔
پس اس نے اپنی حکمت بالغہ اور علم کلی سے آگے کے لئے نبوت کا دروازہ بالکل بند کر دیا۔ وجوہ ختم
نبوت مختصراً شروع میں مذکور ہو چکی ہیں۔

قرآن شریف سے ختم نبوت پر ایک نادر استدلال

خدا تعالیٰ نے سورت الفرقان کے شروع میں فرمایا ہے کہ: ”تبارک الذی نزل
الفرقان علی عبده لیكون للعالمین نذیراً (الفرقان: ۱)“ یعنی بڑی برکت اور
خیر کثیر والا ہے۔ وہ خدا جس نے آہستہ آہستہ نازل کیا یہ قرآن شریف جو فرق کرنے والا
ہے۔ حق و باطل اور حلال و حرام میں اوپر اپنے کامل بندے محمدؐ کے، تاکہ وہ وہ واسطے تمام عالمین
کے ڈرسانے والا۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو تمام عالمین ارضی یعنی جن و انس عربی و عجمی کے لئے نذیر کر کے بھیجا۔ آپ ﷺ سے پیشتر جس قدر انبیاء علیہم السلام آئے۔ وہ اپنی اپنی قوم کے لئے آئے۔ جیسا کہ حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ: ”ارسلت الی الخلق كافة و ختم بی النبیون (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۹، کتاب المساجد)“ ”یعنی میں رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ تمام خلقت کی طرف اور ختم کئے گئے ساتھ میرے انبیاء علیہم السلام“ اور اسی سورت میں فرمایا ہے کہ: ”ولو شئنا لبعثنا فی کل قرية نذیر (الفرقان: ۵۱)“ ”یعنی اگر ہم چاہتے تو ہم ہر ہر بستی میں ایک ایک نذیر مبعوث کرتے۔ اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ علم میزان کی رو سے یہ قیاس استثنائی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں الگ الگ نذیر مبعوث کرتے۔ لیکن ہم نے ایسا نہیں چاہا۔ کیوں نہیں چاہا؟ اس لئے کہ سورت فرقان کے شروع میں فرمایا کہ تمام عالمین کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کو نذیر کر کے بھیجا ہے۔ جس سے دنیا جہان میں وحدت ملی پیدا ہو سکے گی۔ پس اس مصلحت کے لئے تمام جہان کے لئے ایک ہی نذیر بنایا گیا۔ چنانچہ امام شوکانیؒ اپنی تفسیر میں آیت ولو شئنا لبعثنا فی کل قرية نذیراً کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ: ”کما قسمنا المطر بینہم ولكن لم نفعل ذلك بل جعلنا نذیراً وهو انت یا محمد“ ”یعنی جس طرح ہم نے آسمان سے پانی ان لوگوں کے درمیان تقسیم کر کے اتارا ہے۔ (اسی طرح ہم رحمت نبوت بھی ہر بستی کو تقسیم کر کے بخشے) لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ ہم نے دنیا جہان کے لئے ایک ہی نذیر بھیجا اور وہ اے محمد ﷺ آپ ہیں“ اور صاحب تفسیر رحمانیؒ نے اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے کہ: ”لو شئنا لبعثنا فی کل قرية رسولا لیکون عن الکفر لہم (نذیراً) لكن لم نشئنا لانه یقتضی تفرق الامم وتکثر الاختلافات فجعلنا الواحد نذیراً للکل لیطیعوه اویقاتلہم“ ”یعنی اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ایک رسول پیدا کرتے۔ تاکہ ہوتا وہ ان سب کو کفر سے ڈرانے والا۔ لیکن ہم نے نہ چاہا۔ کیونکہ اس کا تقاضا امتوں کا تفرق اور اختلاف کی کثرت ہوتا۔ پس ہم نے ایک ہی نذیر تمام کے لئے بنایا تاکہ سب اس کی اطاعت کریں یا وہ ان سے جہاد کرے۔“ اسی طرح دیگر کئی تنائیر میں بھی ہے۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عالمین کا لفظ قرآن شریف میں کن کن موقعوں پر آیا ہے۔ اول شروع قرآن میں فرمایا کہ: ”الحمد لله رب العالمین (فاتحہ: ۱) دوم کعبۃ اللہ کے لئے فرمایا ہے کہ: ”هذی للعالمین (آل عمران: ۹۶)“ ”اور قرآن شریف کے لئے فرمایا کہ: ”ان هو الا ذکر للعالمین (انعام: ۹۰)“ ”یعنی نہیں ہے یہ قرآن شریف مگر نصیحت واسطے عالمین کے اور آنحضرت ﷺ کی شان میں فرمایا کہ: ”وما ارسلناک الا رحمة

للعالمین (انبیاء: ۱۰۷)“ ”اور اسی طرح در کہ: ”لیکون للعالمین نذیراً (فرقان: ۱۰)“ ”کا ہونا فرمایا۔ دوسری آیت میں دنیا جہان۔ دریائی، چاہے پہاڑی ہوں، چاہے میدانی۔ ا جہان کے لئے ایک ہی قرآن کو نصیحت نامہ بنا کر رحمۃ للعالمین اور نذیر للعالمین فرمایا۔ ان آنحضرت ﷺ اکیلے تمام دنیا کے لئے رسول کیونکہ دنیا جہان کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو آنحضرت ﷺ کے لئے نئی نئی پیدا کرنے کی ضرورت پڑے۔ سہ مردی ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں رہے گا۔ مگر اس میں اللہ تعالیٰ کلمہ اسلام آبادی میں کلمہ اسلام کی گونج پڑ جائے گی۔ اس کے تابع ہو جائے۔“ (مشکوٰۃ شریف نے کہا ہے۔ جسے ہم قدرے ترمیم کے ساتھ دنیا کی وادیوں تھمتانہ تھا کسی

مزید برآں

آنحضرت ﷺ سے پیشتر کی (تورات، زبور اور انجیل) کو محفوظ نہ رکھ انقلاب کے وقتوں میں مخالف حکومت کی کتابوں کے جانے والے، بے قوت کیا گیا جن میں شریعت کے بعض مسائل بھی تھے انبیاء علیہم السلام کے متعلق جعلی روایتیں حفاظت کا ذمہ خود خدا تعالیٰ نے لیا۔ ”ان (الحجر: ۹)“ ”بے شک یہ نصیحت نامہ ہم اللہ تعالیٰ نے حفاظت قرآن کا زمانے میں ہر طبقہ کے مسلمانوں کے دلوں

میں خدہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو تمام عالمین ارضی یعنی جن وانس عربی کے بھیجا۔ آپ ﷺ سے پیشتر جس قدر انبیاء علیہم السلام آئے۔ وہ اپنی اپنی سیما کہ حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ: ”ارسلت الی الخلق كافة وختم بیع مسلم ج ۱ ص ۱۹۹، کتاب المساجد“ ”یعنی میں رسول بنا کر بھیجا کی طرف اور ختم کئے گئے ساتھ میرے انبیاء علیہم السلام“ اور اسی سورت میں ثَنَا لِبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا (الفرقان: ۵۱) ”یعنی اگر ہم چاہتے تو ایک نذیر مبعوث کرتے۔ اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ علم میزان کی رو سے اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں الگ الگ نذیر مبعوث کیا نہیں چاہا۔ کیوں نہیں چاہا؟ اس لئے کہ سورت فرقان کے شروع میں کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کو نذیر کر کے بھیجا ہے۔ جس سے دنیا جہان میں اس مصلحت کے لئے تمام جہان کے لئے ایک ہی نذیر بنایا گیا۔ میر میں آیت وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا کے ذیل میں سَمْنَا الْمَطَرُ بَيْنَهُمْ وَلَكِنْ لَمْ نَفْعَلْ ذَلِكَ بَلْ جَعَلْنَا نَذِيرًا وَهُوَ ”یعنی جس طرح ہم نے آسمان سے پانی ان لوگوں کے درمیان تقسیم کر کے رحمت نبوت بھی ہر بستی کو تقسیم کر کے بخشے (لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔ کے لئے ایک ہی نذیر بھیجا اور وہ اے محمد ﷺ آپ ہیں“ اور صاحب تفسیر فیر یوں فرمائی ہے کہ: ”لَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ رَسُولًا لَّهُمْ (نذیراً) لَكِنْ لَمْ نَشِئْ لَانَهُ يَفْتَضِي تَفَرُّقَ الْأُمَمِ وَتَكْثُرُ الْوَاحِدِ نَذِيرًا لِلْكَلِّ لِيُطِيعُوهُ أَوْ يَفْضُلُوهُ“ ”یعنی اگر ہم چاہتے رسول پیدا کرتے۔ تاکہ ہوتا وہ ان سب کو کفر سے ڈرانے والا۔ لیکن ہم تقاضا امتوں کا تفرق اور اختلاف کی کثرت ہوتا۔ پس ہم نے ایک ہی کہ سب اس کی اطاعت کریں یا وہ ان سے جہاد کرے۔“ اسی طرح دیگر اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عالمین کا لفظ قرآن شریف میں کن کن شروع قرآن میں فرمایا کہ: ”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (فاتحہ: ۱) دوم ہے کہ: ”هَدَىٰ لِلْعَالَمِينَ (آل عمران: ۹۶)“ اور قرآن شریف کے لَا ذِكْرَ لِلْعَالَمِينَ (انعام: ۹۰) ”یعنی نہیں ہے یہ قرآن شریف مگر اور آنحضرت ﷺ کی شان میں فرمایا کہ: ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً

لِلْعَالَمِينَ (انبیاء: ۱۰۷)“ اور اسی طرح اس جگہ آپ ﷺ کی شان میں سورت فرقان میں فرمایا کہ: ”لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (فرقان: ۱)“ پہلی آیت میں تمام عالمین کے لئے ایک رب کا ہونا فرمایا۔ دوسری آیت میں دنیا جہان کے جن وانس کے لئے چاہے وہ صحرائی ہوں چاہے دریائی، چاہے پہاڑی ہوں، چاہے میدانی۔ ایک ہی کعبہ کا قبلہ ہونا فرمایا۔ تیسری آیت میں تمام جہان کے لئے ایک ہی قرآن کو نصیحت نامہ بتایا۔ چوتھی اور پانچویں آیات میں ایک ہی نبی محمد ﷺ کو رحمة للعالمین اور نذیر للعالمین فرمایا۔ ان سب مقاموں پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اکیسے تمام دنیا کے لئے رسول ہیں۔ پس اسی لئے آپ ﷺ پر نبوت ختم کی گئی۔ کیونکہ دنیا جہان کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو آنحضرت ﷺ کی تبلیغ رسالت سے مستثنیٰ ہو کہ وہاں پر کسی نئے نبی کے پیدا کرنے کی ضرورت پڑے۔ چنانچہ اسی معنی میں مسند امام احمد میں حضرت مقدادؓ سے مردی سے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پشت زمین پر کوئی گھر گارے یا اون کا (خیمہ) باقی نہیں رہے گا۔ مگر اس میں اللہ تعالیٰ کلمہ اسلام کو داخل کر دے گا۔ یعنی دنیا جہان کی شہری اور صحرائی آبادی میں کلمہ اسلام کی گونج پڑ جائے گی۔ چاہے اسے کوئی عزت سے قبول کرے چاہے ذلت سے اس کے تابع ہو جائے۔“ (مشکوٰۃ شریف ص ۸ کتاب الایمان) اسی معنی میں ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کہا ہے۔ جسے ہم قدرے ترمیم کے ساتھ یوں لکھتے ہیں کہ:

دنیا کی وادیوں میں گونجی اذان ہماری
تھمتانہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

مزید برآں

آنحضرت ﷺ سے پیشتر کی امتوں (یہود و نصاریٰ) نے اپنی آسانی کتابوں (تورات، زبور اور انجیل) کو محفوظ نہ رکھا اور نہ اپنے انبیاء کی سنن کو محفوظ رکھا اور ہر قوم پر انقلاب کے وقتوں میں مخالف حکومت کی دست برد سے کتابوں کے نسخے جلائے گئے اور کتابوں کے جاننے والے علماء کو قتل کیا گیا۔ جس کے بعد امن کے زمانے میں تورات بنی کتابوں کو جن میں شریعت کے بعض مسائل بھی تھے۔ آسمانی کتابوں کے نام سے رواج دیا گیا اور سنن انبیاء علیہم السلام کے متعلق جعلی روایتیں اور قیاسی مسائل رائج کئے گئے۔ لیکن قرآن شریف کی حفاظت کا ذمہ خود خدا تعالیٰ نے لیا۔ ”إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر: ۹)“ بے شک یہ نصیحت نامہ ہم نے اتارا ہے اور ہم خود ہی اس کے محافظ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حفاظت قرآن کا ذمہ خود لے کر اس کو عملی صورت میں یوں پورا کیا کہ ہر زمانے میں ہر طبقہ کے مسلمانوں کے دلوں میں حفظ قرآن کا ایک دلولہ پیدا کر دیا۔ جس کے اثر

سے امیر و غریب، بادشاہ و رعیت، تاجر، کاشت کار، دستکار، آقا و خدمتگار، مزدوری پیشہ اور طالب علم، علماء و ناخواندہ، چھوٹے اور بڑے، عورت و مرد، بیٹا و نایب، اولیاء اللہ اور مجھ جیسے گنہگار، آئمہ اور ان کے مقتدی، غرض جس جس لحاظ سے بھی آپ مسلمانوں کو تقسیم کریں گے۔ ہر قسم میں حفاظ قرآن شریف ہر زمانہ میں ہر ملک میں بکثرت ملیں گے۔

قرآن شریف کے حفظ کے بعد اپنے حبیب اکرم ﷺ کے اقوال و اخلاق کی حفاظت کے لئے خدائے تعالیٰ نے یہ بات پیدا کر دی کہ مسلمانوں نے اسی قوت حافظہ سے اپنے ہادی اکمل کی روایات کو پہلے اپنے سینوں میں جمع کیا اور پھر من و عن صحیح اور معتبر سندوں سے بعد کی نسلوں کے لئے ان کو کتابی صورت میں جمع کر دیا۔ یہ صحیح روایات قرآن شریف کی عملی تفسیر ہیں۔ ان میں (قرآن شریف اور احادیث صحیحہ) کے محفوظ ہونے سے قرآن اور دین اسلام ہر قسم کی غیبت و غیبتی اور معنوی سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گیا۔ والحمد للہ!

نتیجہ! پس جب قرآن شریف بھی حرفاً حرفاً محفوظ ہے اور پیغمبر قرآن کا طریق عمل اور آپ ﷺ کے آثار بھی من و عن بلا کم و کاست مکتوب و مسطور ہیں تو اس امر کی ضرورت کہ خدا کی وحی نبوت اور اس کے پیغمبر کی سنت کو قائم کرنے کے بعد اس امر کی ضرورت ہرگز نہ رہی کہ کوئی نیا اور نبی پیدا کیا جائے۔

دفعہ دخل: اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آخری زمانہ میں آسمان سے اتریں گے۔ تو وہ آنحضرت ﷺ سے پیشتر نبی ہو چکے ہیں اور وہ گذشتہ ناپید کتابوں پر عمل نہیں کریں گے۔ بلکہ اسی قرآن شریف پر عمل کریں گے۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث مرفوعہ میں مذکور ہے۔

جامعیت شریعت محمدیہ و مسئلہ ختم نبوت

”الم تر االی الذین اوتوا نصیباً من الکتاب (آل عمران: ۷۳)“ ”کیا نہیں دیکھا آپ ﷺ نے طرف ان لوگوں کی جو دیئے گئے ایک حصہ کتاب الہی سے۔“

(اے ہمارے پیارے رسول ﷺ) الم تر کیا نہیں دیکھا آپ ﷺ نے یعنی دیکھنا چاہئے۔ الی الذین اوتوا ان لوگوں (کے حال) کی طرف جو دیئے گئے نصیباً من الکتاب ایک حصہ کتاب (الہی) سے۔

نوٹ! اوتوا نصیباً من الکتاب سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں۔ جن کے انبیاء علیہم السلام و قرآن شریف سے پیشتر تورات، زبور، انجیل دی گئی۔

اوتوا نصیباً من الکتاب! ان کو ایک حصہ کتاب کا ملنا اس لئے فرمایا کہ تورات

اور انجیل خاص بنی اسرائیل کی ہدایہ گیر اور ہمیشہ کے لئے نہ تھی۔ اس قائم رہا۔ پس ان کی کتابوں کی تعلیم قرآن شریف جامع اور تاقیام دینا کریم ﷺ کی دعوت عالمگیر ہے اور رسالت بند کردی گئی ہے۔ ہاں وہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ”قال من بنی اسرائیل رجال یک منہم احد فعمرو ابن الخطا ایسے آدمی ہوتے تھے۔ جن سے (ہوں۔ پس میری امت میں سے اگر مناقب عمر) اس حدیث سے صاف ظہر سکتے۔ یہ نکتہ کہ ہر محدث و ملہم بنا ہوا ہے کہ چونکہ مجھ سے خدا تعالیٰ کثرت اور مرزا قادیانی کا دعویٰ منطوق حدیث بناء پر کوئی شخص نبی کہلا سکتا ہے تو حضرت حدیث کی رو سے ہم نے جو یہ لکھا ہے پر مرزا قادیانی کی بھی تصدیق بالفاظہ ”اس عاجز کے رسالہ ۲ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں ہر سادگی سے اس کے لغوی معنوں سے سو مسلمان بھائیوں کی خدمت میں وہ ان کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے میری نیت جس کو اللہ خوب جانتا ہے صرف محدث مراد ہے۔ جس کے نسبت فرمایا کہ ”قد کان فیمن ان یكونوا انبیاء“

حیثیت، تاجر، کاشت کار، دستکار، آقا و خدمتگار، مزدوری پیشہ اور طالب علم، بڑے، عورت و مرد، بیٹا و نانا، بیٹا، اولیاء اللہ اور مجھ جیسے گنہگار، آئمہ اور جس لحاظ سے بھی آپ مسلمانوں کو تقسیم کریں گے۔ ہر قسم میں حفاظ ہر ملک میں بکثرت ملیں گے۔

کے حفظ کے بعد اپنے حبیب اکرم ﷺ کے اقوال و اخلاق کی حفاظت یہ بات پیدا کر دی کہ مسلمانوں نے اسی قوت حافظہ سے اپنے ہادی و پیغمبروں میں جمع کیا اور پھر من و عن صحیح اور معتبر سندوں سے بعد کی نسلوں میں جمع کر دیا۔ یہ صحیح روایت قرآن شریف کی عملی تفسیر ہیں۔ ان روایات و احادیث صحیحہ کے محفوظ ہونے سے قرآن اور دین اسلام ہر قسم کی ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گیا۔ والحمد للہ!

قرآن شریف بھی حرفاً حرفاً محفوظ ہے اور پیغمبر قرآن کا طریق عمل من و عن بلا کم و کاست مکتوب و مسطور ہیں تو اس امر کی ضرورت کہ خدا کی سنت کو قائم کرنے کے بعد اس امر کی ضرورت ہرگز نہ رہی کہ کوئی نیا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آخری زمانہ میں آسمان سے اتریں گے۔ تو وہ نبی ہو چکے ہیں اور وہ گزشتہ ناپید کتابوں پر عمل نہیں کریں گے۔ بلکہ اسی گے۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث مرفوعہ میں مذکور ہے۔

یہ مسئلہ ختم نبوت

الذین اوتوا نصیباً من الكتاب (آل عمران: ۷۳) ”کیا نہیں ان لوگوں کی جو دیئے گئے ایک حصہ کتاب الہی سے۔“

یہاں رسول ﷺ (الم تر کیا نہیں دیکھا آپ ﷺ نے یعنی دیکھنا اوتوا ان لوگوں (کے حال) کی طرف جو دیئے گئے نصیباً من (الہی) سے۔

نصیباً من الكتاب سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں۔ جن کے انبیاء علیہم السلام پیشتر تورات، زبور، انجیل دی گئی۔

نصیباً من الكتاب! ان کو ایک حصہ کتاب کا ملنا اس لئے فرمایا کہ تورات

اور انجیل خاص بنی اسرائیل کی ہدایت اور ضروریات کے لئے نازل کی گئی تھیں۔ ان کی تعلیم عالم گیر اور ہمیشہ کے لئے نہ تھی۔ اس لئے بنی اسرائیل میں سلسلہ نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک قائم رہا۔ پس ان کی کتابوں کی تعلیم ایک محدود قوم اور محدود زمانہ تک تھی۔ لیکن ان کے مقابلے میں قرآن شریف جامع اور ناقیام دنیا ہمیشہ رہنے والا ہے اور اس کی شریعت کامل ہے۔ کیونکہ رسول کریم ﷺ کی دعوت عالمگیر ہے اور آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد وحی نبوت و رسالت بند کر دی گئی ہے۔ ہاں ولایت اور سلسلہ الہام بغیر اسم نبوت کے جاری ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ”قال النبی علی اللہ علیہ وسلم قد کان فی من قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلّمون من غیر ان یکنوا انبیاء فان ینک فی امتی منهم احد فعمّر ابن الخطاب“ ”یعنی نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے آدمی ہوتے تھے۔ جن سے (اللہ کی طرف سے) کلام کیا جاتا تھا۔ بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں۔ پس میری امت میں سے اگر کوئی ایسا آدمی ہے تو عمر ہے۔“ (صحیح بخاری ج اول ص ۵۴۱ باب مناقب عمر) اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ باوجود ملہم و محدث ہونے کے نبی نہیں کہلا سکتے۔ یہ کلیہ کہ ہر محدث و ملہم برابر الہام نبی کہا جاسکتا ہے۔ جس پر مرزائے قادیانی کے دعوے کی بناء ہے کہ چونکہ مجھ سے خدا تعالیٰ کثرت سے کلام کرتا ہے۔ اس لئے مجھے نبی بھی کہا گیا ہے یہ کلیہ اور مرزا قادیانی کا دعویٰ منطوق حدیث مذکور الفوق کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ اگر محض الہام کی بناء پر کوئی شخص نبی کہلا سکتا ہے تو حضرت عمرؓ سب سے پہلے اس اسم سے موسوم ہونے چاہئیں۔ اس حدیث کی رو سے ہم نے جو یہ لکھا ہے کہ ملہم کے لئے بناء براہم ضروری نہیں کہ وہ نبی بھی ہو۔ اس پر مرزا قادیانی کی بھی تصدیق بالفاظ ذیل ملاحظہ فرمائیے۔

”اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام، توضیح المرام، ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے۔۔۔۔۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ صرف سادگی سے اس کے لغوی معنوں سے بیان کئے گئے ہیں۔۔۔۔۔ مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں۔۔۔۔۔ سو مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں۔۔۔۔۔ تو وہ ان کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔۔۔۔۔ ابتدا سے میری نیت جس کو اللہ خوب جانتا ہے۔ اس سے مراد یعنی لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے۔ جس کے معنی آنحضرت ﷺ نے مکہ مراد لئے ہیں۔ یعنی محدثوں کی نسبت فرمایا کہ: ”قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلّمون من غیر ان یکنوا انبیاء“ (اشتبہ مرزا ص ۹۱، ۹۲، حقیقت النبوة معصفہ میان نمود احمد)

اور یہی معنی مرزا قادیانی اپنے شعر کہ:

من نیستم رسول و نیا ورده ام کتاب

ہاں ملہم ہستم وز خداوند منذر

(ازالہ ص ۷۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۵)

سے بھی ثابت ہیں کہ رسول ہونے کی اور صاحب کتاب رسول ہونے کی نفی کرتے ہیں۔ اور دوسرے مصرعہ میں ملہم ہونے کا اثبات۔ اگر ہر ملہم رسول اور نبی ہو سکتا ہے تو مرزا قادیانی اس شعر میں لئی اور اثبات کو جمع کرتے ہیں۔ حالانکہ نفی اور اثبات آپس میں جمع نہیں ہو سکتے۔ (کتب منطق بحث تناقض) اور اس شعر کی یہ تاویل (مندرجہ اشہار "ایک غلطی کا ازالہ" نومبر ۱۹۰۱ء، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱) کہ "میں رسول تو ہوں لیکن صاحب کتاب رسول نہیں ہوں" اسی شعر کے دوسرے مصرعہ سے باطل ہو جاتی ہے کہ مرزا قادیانی ملہم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور پہلے مصرعہ میں رسول اور صاحب کتاب ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ صاحب کتاب ہونا لازم نہیں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام صاحب کتاب نبی تھے۔ ان کے بعد کئی ایک رسول اور نبی موسیٰ علیہ السلام اور تورات کی متابعت میں بھیجے گئے۔ ان پر کوئی دیگر کتاب نازل نہیں کی گئی تھی۔ جیسا کہ فرمایا کہ: "ولقد اتینا موسیٰ الکتاب وقفینا من بعده بالرسل (بقدرہ: ۸۷)" اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور بھیجے ہم نے اس کے قدموں پر کئی رسول علیہم السلام۔ نیز فرمایا کہ: "انما انزلنا التورۃ فیہا ہدی ونور یحکم بہا النبیون الذین اسلموا الذین ہادوا والربانیون والاحبار (مائتہ: ۴۴)" تحقیق ہم نے اتاری تھی توریت بچ اس کے ہدایت اور نور تھا حکم کرتے تھے۔ انبیاء جو خدا کے فرمانبردار تھے۔ ساتھ اس کے واسطے ان لوگوں کے جو یہودی ہوئے اور (حکم کرتے تھے ساتھ اس کے) مشائخ اور علمائے ربانی۔ اس آیت سے دونوں باتیں معلوم ہو گئیں۔ یہ بھی کہ توریت کی متابعت میں بنی اسرائیل میں کئی نبی بھیجے گئے۔ لیکن ان پر کوئی دیگر کتاب نہیں اتاری گئی۔ دوسرے یہ کہ مشائخ اور علمائے ربانی بھی اس کے مطابق حکم کرتے تھے اور نبی نہیں ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ والی حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ حضرت عمرؓ ملہم تو تھے۔ مگر نبی نہ تھے۔ یہی معنی شیخ اکبر (محی الدین ابن عربی) کی عبارات مندرجہ کتاب فتوحات مکیہ کے ہیں اور اس کے یہی معنی امام عبدالوہاب شعرانی نے کتاب الیواقیت والجواہر میں لکھے ہیں اور سید عبدالقدور جیلانی سے بھی یہی معنی نقل کئے ہیں کہ "ہماری امت کے ایسے بزرگوں کو انبیاء علیہم السلام تو نہیں بلکہ اولیاء کہتے ہیں۔ ہم کو

اسم نبوت سے روکا گیا ہے اور خدا تعالیٰ ہم کو
کے معانی سے آکاہ کرتا ہے۔"

فصل

در رد شبہا

قادیانی لوگ آنحضرت ﷺ کے بارے میں کہتے ہیں کہ: "یبنی آدم اما یتینکم رہ واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحد آدم کو خطب کر کے فرماتا ہے کہ اے بیٹو آدم! تم سے بیان کریں اور تمہارے آیتیں میری۔ پھر پس نہیں ڈرا اور پران کے اور نہ وہ تمہیں ہوں۔ مستقبل خبری کا صیغہ ہے۔ جو ان شرطیہ کے بعد کے بعد کئی ایک رسول آتے رہیں گے۔ جن کی صیغہ ہے اور اسے کسی خاص معین عدد میں محصور نہ کہ کوئی مفہوم یا اشارہ قبول نہیں ہے۔ جیسا کہ کتب اصوں میں مصرعہ دلالت، عبارات النص کے مقابلے میں اور کو سماعت و اعتبار نہیں ہے۔ ورنہ (معاذ اللہ) آیا واقع ہوگا اور یہ باطل ہے۔ (دیکھو کتب علم نواب صاحب مرحوم وفور الانوار وغیرہ ج ۱ ختم منصوص اور قطعی ہیں اور یہ بھی معلوم رہے کہ ہیں۔ (کتب علم اصوں) اور سابقاً یہ بیان ہو قابل اعتبار نہیں ہے۔ پس قادیانیوں کا استنباط ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔" کسی کے۔ لیکن میں خدا کے رسول اور نبی ہوں۔

مرزا قادیانی اپنے شعر کہ:

من نیستم رسول و نیا ورده ام کتاب

ہاں ملہم ہستم وز خداوند مندرم

(از اہل ص ۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۵)

ت ہیں کہ رسول ہونے کی اور صاحب کتاب رسول ہونے کی نفی کرتے ہیں۔ ملہم ہونے کا اثبات۔ اگر ہر ملہم رسول اور نبی ہو سکتا ہے تو نفی اور اثبات کو جمع کرتے ہیں۔ حالانکہ نفی اور اثبات آپس میں جمع نہیں ہوتے (بحث تاقض) اور اس شعر کی یہ تاویل (مندرجہ اشتہار) ”ایک غلطی کا ازالہ“ نمبر ۲۱۱) کہ ”میں رسول تو ہوں لیکن صاحب کتاب رسول نہیں ہوں“ اسی سے باطل ہو جاتی ہے کہ مرزا قادیانی ملہم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور صاحب کتاب ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ صاحب کتاب ہونا لازم نہیں صاحب کتاب نبی تھے۔ ان کے بعد کئی ایک رسول اور نبی موسیٰ علیہ السلام میں بھیجے گئے۔ ان پر کوئی دیگر کتاب نازل نہیں کی گئی تھی۔ جیسا کہ فرمایا رسیٰ الكتب وقفینا من بعده بالرسول (بقرہ: ۸۷)“ اور البتہ علیہ السلام کو کتاب اور بھیجے ہم نے اس کے قدموں پر کئی رسول علیہم نازلنا التورۃ فیہا ہدی ونور یحکم بها النبیون ن ہادوا والربانیون والاحبار (مائتہ: ۴۴)“ تحقیق ہم نے ان کے ہدایت اور نور تو تھا حکم کرتے تھے۔ انبیاء جو خدا کے فرمانبردار تھے۔ لوگوں کے جو یہودی ہوئے اور (حکم کرتے تھے ساتھ اس کے) مشائخ آیت سے دونوں باتیں معلوم ہو گئیں۔ یہ بھی کہ توریت کی متابعت میں بھیجے گئے۔ لیکن ان پر کوئی دیگر کتاب نہیں اتاری گئی۔ دوسرے یہ کہ مشائخ اس کے مطابق حکم کرتے تھے اور نبی نہیں ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ والی ہر ہوا کہ حضرت عمرؓ ملہم تو تھے۔ مگر نبی نہ تھے۔ یہی معنی شیخ اکبر (محی الدین صاحب مندرجہ کتاب فتوحات مکیہ کے ہیں اور اس کے یہی معنی امام عبدالوہابؒ وواقیت والجواہر میں لکھے ہیں اور سید عبدالقدور دیلانی سے بھی یہی معنی نقل ہوئے ہیں۔ لیکن میں نے مرزا قادیانی سے بھی یہی معنی نقل کیے ہیں۔ ہم کو

ام نبوت سے روکا گیا ہے اور خدا تعالیٰ ہم کو ہمارے ہاتھوں میں اپنے اور اپنے رسول کے کلام کے معانی سے آگاہ کرتا ہے۔“

(واقیت والجواہر ج دوم ص ۲۵، مطبہ مدرسہ)

فصل دوم

در رد شہادت قادیانیہ

قادیانی لوگ آنحضرت ﷺ کے بعد اجرائے نبوت کے لئے یہ آیت بھی پیش کرتے رہتے ہیں کہ ”یٰبسی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایتی فمن اتقى واصلح فلا خوف علیہم ولا هم یحزنون (اعراف: ۳۵)“ (یعنی خدا تعالیٰ جملہ بنی آدم کو خطاب کرے فرماتا ہے کہ اے بیٹو آدم علیہ السلام کے آراء میں تمہارے پاس رسول تم میں سے بیان کریں اور تمہارے آیتیں میری۔ پس جو کوئی پرہیزگاری کرے گا اور اصلاح کرے گا۔ پس نہیں ڈرا اور ان کے اور نہ وہ شکستیں ہوں گے۔) مجاہد تدرال کی یہ بیان کرتے ہیں کہ یا تین مستقبل خبری کا صیغہ ہے۔ جو ان شرطیہ کے بعد آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کئی ایک رسول آتے رہیں گے۔ جن کی کئی خدائی و معلوم ہے۔ کیونکہ رسل بھیغہ ذکرہ جمع کا صیغہ ہے اور اسے کسی خاص معین مدد میں محصور نہیں کیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے۔

کہ کوئی مغموم یا اشارہ یا دلالت یا قیاس یا استنباط خلاف اس قطعی کے قابل قبول نہیں ہے۔ جیسا کہ کتب اصول میں مصرح ہے کہ مغموم منصوص کے مقابلہ میں اور اشارت اور دلالت، عبارت الیس کے مقابلے میں اور کوئی قیاس یا استنباط منصوص کے مقابلے میں قابل سماعت و اعتبار نہیں ہے۔ ورنہ (معاذ اللہ) آیات قرآنیہ و احادیث رسول اللہ میں تعارض و تخالف واقع ہوا کہ امر یہ باطل ہے۔ (دیکھو کتب علم اصول) مثلاً حصول مصنفہ حضرت شیخ شہین حضرت نواب صاحب مرحوم نور الانوار وغیرہ اختراع نبوت کے متعلق قرآن اور احادیث صحیحہ کے درمیان منصوص اور قطعی ہیں اور یہ بھی معلوم رہے کہ جس استدلال کی بناء فست پر ہوا ہے دلالت کہتے ہیں۔ (کتب علم اصول) اور سابقاً یہ بیان ہو چکا ہے کہ کوئی دلالت یا اشارت منصوص کے خلاف قابل اعتبار نہیں ہے۔ پس قادیانیوں کا استنباط آیت ”ماکان محمد ابدا احد من حالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ وکان اللہ بکل شئی علیہما (احزاب: ۵۷) کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ ”نہیں ہیں محمد ﷺ باپ تمہارے مردوں یا غی میں سے کسی کے۔ لیکن میں خدا کے رسول اور خاتم النبیین اور اللہ تعالیٰ ہر شے کا صمد رکھنے والا ہے۔“ (یعنی

وہ جانتا ہے کہ آنکھوں کوئی رسول نہیں ہوگا) اس آیت کے معنی مرزا قادیانی نے بھی یہی کئے ہیں۔
چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ”یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم
برسے و انبیوس کا۔“ (زال اوہام ص ۱۱۳ خزائن ج ۳ ص ۴۳۱)

مریم اصول کے اس قاعدے کا لحاظ نہ کیا جائے تو یہ باطل پرست اپنی خواہش کے
مطابق قرآن وحدیث کے خواص وعام اور مطلق و مضبوط و مضموم اور عبارت و دلالت
میں کھینچ تان کر کے ان میں تضاد پیدا کرتے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نصوص اور عبارات
(معاذ اللہ) بے کار و بے بن ہوں گے۔ مثلاً قرآن شریف میں عام انسانوں کی پیدائش کے متعلق
فرمایا کہ ”انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج (دھر: ۲)“ ”تحقیق پیدا کیا ہم نے
انسان کو سے جوئے نطفے سے“ دوسری جگہ خاص آدم علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق فرمایا
کہ ”خلق الانسان من صلصال كالفخار (الرحمن: ۱۴)“ ”اور خاص حضرت حوا علیہا
السلام کے متعلق فرمایا کہ ”وخلق منها زوجها (نساء: ۱)“ ”اور خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے متعلق فرمایا کہ ”انما المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وكلّمته القها الي
مريم وروح منه (نساء: ۱۷۱)“ ”اگر ان آیات میں خاص اور عام کا لحاظ نہ کیا جائے تو کوئی
باطل پرست اپنی خواہش کے مطابق کہہ سکتا ہے کہ چونکہ آدم اور حوا علیہما السلام اور عیسیٰ علیہ السلام
بھی انسان ہیں۔ اس لئے وہ بھی (معاذ اللہ) ماں اور باپ کے تعلق سے پیدا ہوئے
ہیں۔ اسی طرح محرمات نکاح کی آیت میں چند رشتوں سے نکاح کی حرمت ذکر کرنے کے بعد
فرمایا کہ ”احل لكم ما وراء ذلكم (النساء: ۲۰)“ ”اور حلال کی گئیں واسطے تمہارے وہ جو
سوئے ان (مذکورہ بالا) کے ہیں اور خاص آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات سے نکاح کی
حرمت کے متعلق فرمایا کہ ”ولا ان تنكحوا ازواجه من بعده ابدا (احزاب: ۵۳)“
”اور نہ یہ جوڑے کہ تم نکاح کرو ان سے بعد آپ ﷺ کے بھی بھی۔“ تو کوئی باطل پرست گستاخ
کہہ سکتا ہے کہ چونکہ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات سورۃ نساء کی مذکورہ محرمات کے سوا ہیں۔
اس لئے (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ کے بعد ان سے بھی نکاح حلال تھا۔ اسی طرح اس کی مثالیں
قرآن شریف میں بہت ہیں کہ خاص وعام اور مطلق و مضموم کے متعلق کے وقت خاص اور
منصوص کا لحاظ نہ ہوتا ہے۔ پس اس طرح ختم نبوت کے دلائل جو قرآن و احادیث میں منصوص ہیں۔
وہ مومن استدلال جن سے قادیانی استدلال پکڑتے ہیں ان سب پر مقدم ہوں گے۔

۲۔ اوپر کا جواب مر اصول کی بنا پر ہے۔ جس سے قادیانی عام و مومن آتش

ہیں۔ خصوصاً مرزا قادیانی بھی اس سے عاجز رہے۔
رکتے ہوئے اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ جس
مربوط اور موصول کا اسم ہے۔ جس کی تفصیل
یہ امر مسلمہ کل ہے کہ

۱۔ فصیح و بلیغ کلام ہے۔ پس ایسے کلام کے لئے
اور مربوط ہو۔ اس کے کلمات کی شش اور معانی
آیات کا ارتباط اور بیان کا تسلسل نہایت مؤثر
ایسے اوصاف نہ ہوں وہ کلام تجز کیا اس کا وزن
اس قاعدے کی تائید

۲۔ شریف نے اپنے آپ کو کلام موصول اور ترتیب
پہلی آیت ”ولقد وصلنا
”یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ البتہ تحقیق ہم نے
شریف) کو موصول کر کے بھیجا ہے تاکہ وہ نتیجہ
کے ذیل میں تقاضا یہ ذیل ملاحظہ ہوں۔ امام
وصلنا لهم القول وتوصليل القول
البعض البعض (تفسیر کبیر ج ۱۲ ص ۸)
بیان کا بعد دوسرے بیان کے اور وہ جوتا ہے
اسی طرح (تفسیر ابن سعد ج ۱ ص ۸)
وقرى بالتخفيف الى انزلنا القرآن
تقتضيه الحكمة والمصلحة“
وصلنا بھی پڑھا گیا ہے۔ یعنی ہم نے قرآن
بعض کے مطابق اس کے جس کا تقاضا کر۔
جات سے واضح ہو گیا کہ قرآن شریف کا بیان
بالسنت رط سے ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا کہ ”ور
ہے کہ ہم نے قرآن شریف کو عمدہ ترتیب

رسول نہیں ہوگا) اس آیت کے معنی مرزا قادیانی نے بھی یہی کہے ہیں۔
 مگر وہ رسول اللہ سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ مگر وہ رسول اللہ سے اور ختم
 (ازالہ ابامص ۶۱۵ خزائن ج ۳ ص ۳۳۱)

۱۔ اس قاعدے کا لحاظ نہ کیا جائے تو ہم باطل پرست اپنی خواہش کے
 خواہش و عام اور مطلق اور متبذ اور منطوق و مفہوم اور عبارت و دلالت
 میں اختلاف پیدا کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نصوص اور عبارات
 میں گے۔ مثلاً قرآن شریف میں عام انسانوں کی پیدائش کے متعلق
 ”الانسان من نطفۃ امشاج (دھر: ۲)“ ”تحقیق پیدا کیا ہم نے
 سے۔“ دوسری جگہ خاص آدم علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق فرمایا
 ”من صلصال کافخار۔ (الرحمن: ۱۴)“ اور خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 ”وخلق منها زوجھا (نساء: ۴)“ اور خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 ”النسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القہا الی
 ساء: ۱۷۱)“ ”اگر ان آیات میں خاص اور عام کا لحاظ نہ کیا جائے تو کوئی
 کے مطابق کہہ سکتا ہے کہ چونکہ آدم اور حوا علیہما السلام اور عیسیٰ علیہ السلام
 نے وہ بھی (معاذ اللہ) ماں اور باپ کے لئے جلتے نطفے سے پیدا ہوئے
 نکاح کی آیت میں چند رشتوں سے نکاح کی حرمت ذکر کرنے کے بعد
 ”اوراء ذالک (نساء: ۲)“ اور طلاق کی سنیں واسطے تمہارے وہ جو
 کے ہیں اور خاص آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات سے نکاح کی
 ”ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا (احزاب: ۵۳)“
 ح کروان سے بعد آپ ﷺ کے بھی بھی۔ ”تو کوئی باطل پرست گستاخ
 مرت ﷺ کی ازواج مطہرات سورہ نساء کی مذکورہ محرمات کے سوا ہیں۔
 س ﷺ کے بعد ان سے بھی نکاح حلال تھا۔ اسی طرح اس کی مثالیں
 ہیں کہ خاص و عام اور منطوق و مفہوم کے مقابلے کے وقت خاص اور
 میں اس طرح ختم نبوت کے دلائل جو قرآن و احادیث میں منصوص ہیں۔
 قادیانی استدلال پکڑتے ہیں ان سب پر مقدمہ ہوں گے۔

پر کا جواب موصول کی بنا پر ہے۔ جس سے قادیانی عام مومنوں کو آتش

ہیں۔ خصوصاً مرزا قادیانی بھی اس سے ناہمد محض تھے۔ اب قرآن شریف کے سلسلہ کا ہم کو ملحوظ
 رکھتے ہوئے اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ جس سے پہلے ایک تمہید کا بیان ضروری ہے۔ قرآن شریف
 مربوط اور موصول کلام ہے۔ جس کی صحیح تفصیل کے لئے سلسلہ کلام کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ یہ امر مسلم کل ہے کہ قرآن شریف کلام خدا ہے اور درجہ اعجاز کو پہنچا ہوا۔
 فصیح و بلیغ کلام ہے۔ پس ایسے کلام کے لئے ضروری ہے کہ اس کا بیان اور سلسلہ کلام باہم موصول
 اور مربوط ہو۔ اس کے کلمات کی شش اور معانی کی اسفٹ کے علاوہ اس کے کلمات کی ترتیب اور
 آیات کا ارتباط اور بیان کا تسلسل نہایت موزوں اور مناسب صورت میں واقع ہے۔ جس کلام میں
 ایسے اوصاف نہ ہوں وہ کلام بجز کیا اس کا وزن نصاب کے نزدیک کچھ نہیں۔

۲۔ اس قاعدے کی تائید میں آیات ذیل ملاحظہ ہوں کہ جن میں قرآن
 شریف نے اپنے آپ کو موصول اور ترتیب میں احسن ہونے کی حیثیت میں پیش کیا ہے۔

پہلی آیت ”ولقد وصلنا الھم القول لعلھم یتذکرون (قصص: ۵۱)“
 ”یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ البتہ تحقیق ہمارے ان لوگوں کی (ہدایت) کے لئے اس قول (قرآن
 شریف) کو موصول کر کے بھیجا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔“ اس استدلال کی تائید میں اس آیت
 کے ذیل میں تفاسیر ذیل ملاحظہ ہوں۔ ”امرازی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: ”ولقد
 وصلنا الھم القول وتوصل القول هو اتیان بیان بعد بیان وهو من وصل
 البعض بالبعض (تفسیر کبیر ج ۱۲ ص ۲۶۲)“ ”یعنی تو وصل کلام کے معنی ہیں ان ایک
 بیان کا بعد دوسرے بیان کے اور وہ جوڑتا ہے ایک کو دوسرے کے ساتھ۔“

اسی طرح (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۸) میں ہے کہ: ”ولقد وصلنا الھم القول
 وقری بالتخفیف الی انزلنا القرآن علیھم متواصل بعضہ اثر بعض حسبما
 تقتضیہ الحکمة والمصلحة“ ”یعنی وصلنا بالتشدید و تخفیف یعنی بغیر شدت
 وصلنا بھی پڑھا گیا ہے۔ یعنی ہم نے قرآن کو نازل کیا ان پر کہ موصول ہے۔ بعض اس کا پیچھے
 بعض کے مطابق اس کے جس کا تقاضا کرے حکمت اور مصلحت“ اس آیت میں تفاسیر کے حوالہ
 جات سے واضح ہو گیا کہ قرآن شریف کا بیان اکھرا اکھرا کلام نہیں۔ بلکہ موصول ہے۔ نہایت
 باہمت رابط سے ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا کہ: ”ورتلنہ ترتیلا (فرقان: ۳۲)“ ”یعنی حق تعالیٰ فرماتا
 ہے کہ ہم نے قرآن شریف کو تدریجاً ترتیب سے بیان کیا ہے۔ ترتیل کے معنی کی تحقیق کے لئے

اغت کی مندرجہ ذیل کتابوں کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

چنانچہ (سان العرب ج ۵ ص ۱۳۲) جو عربی کی سب سے بڑی لغت کی کتاب ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ: ”الرتل حسن تناسق الشئ ورتل الکلام احسن تالیفہ و ابانہ“ یعنی رتل کے معنی ہیں۔ کسی شے کی ترتیب کی خوبی اور عمدگی اور رتل الکلام کے معنی ہیں۔ اس نے کلام کی تالیف اچھی طرح سے کی اور اسے خوب واضح صورت پر بیان کیا۔“ (قاموس ج ۳ ص ۳۹۲) میں اسی کو وضاحت کے ساتھ یوں لکھا ہے کہ متحرکة حسن تناسق الشئ والحسن من الکلام واطیب من کل شئ“ یعنی رتل کی فتح کے ساتھ اس کے معنی ہیں۔ کسی شے کی ترتیب کی خوبی اور عمدگی اور کلام کی جنس میں سے عمدہ کلام اور ہر شے کی نہایت پاکیزہ اور ستھری صورت۔“

اسی صریح لغت کی دوسری کتابوں میں بھی انہی معنی کی تائید کئی محاورات سے کی ہے۔ مثلاً لغات وحیدی، اساس اہل لغت، المنہاج الخیر، صراح وغیرہ۔ ان حوالہ جات کی تائید کے لئے۔

تیسری آیت ملاحظہ کیجئے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا مثانی (سورہ: ۱۳)“ یعنی ان کتابوں نے سب سے عمدہ کلام جو کتاب ہے۔ متشابہ یعنی جس کی ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر کرتی ہے۔ اور وہ آیات مکرر سے کرر بیان کی گئی ہیں۔ اس آیت کی تفسیر وضاحت کے لئے چند ائمہ رحمہم فرماتے ہیں۔ اول: ایہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کو احسن حدیث فرمایا یعنی سب سے عمدہ کلام یعنی ایچ زو پیچا ہوا۔ جس کا مقابلہ انسانی مبلغ عام اور باریقت سے بالا تر ہے اور اس کی شہادت میں دو وصف فرمائے۔ متشابہ اور مثانی۔ جس سے مراد یہ ہے کہ اس کے مضامین آپس میں ملتے جلتے ہیں اور ان میں تخالف نہیں ہے بلکہ ایک آیت دوسری آیت کی تائید و تصدیق و تفسیر کرتی ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔ دوسرا وصف مثانی فرمایا۔ یعنی اس کی آیات چند و نصیحت کے لئے مکرر سے کرر بیان کی گئی ہیں۔ جن میں تخالف ہرگز نہیں ہے۔ اس آیت سے بھی ثابت ہے کہ قرآن شریف کے کلمات اور آیات باہم موصول ہیں اور ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں اور ان میں ہرگز تخالف امر حق نہیں ہے۔ اس طویل تمہید لیکن از بس تمہید کے بعد واضح ہو کہ سورہ اعراف کی آیت آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت جاری رہنے سے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ آدم علیہ السلام کے نبوت سے نکالنے اور زمین پر آباد کرنے کے بعد کے زمانے سے متعلق ہے۔ جو آدم علیہ السلام کے وقت سے مستقبل میں ہونے والا تھا کہ

اس زمانہ میں اولاد آدم علیہ السلام کی ہدایت جاری رہا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی مہرک آمد محمد رسول اللہ ﷺ سلسلہ نبوت کے آخری نبی کی آمد کہ: ”انما خاتم النبیین لا نبی بعدی الساعة حتی یخرج کذبون““ یعنی میں خاتم النبیین ہوں۔ بعد میں کذبوں کے لئے یہ ہو گا کہ سورہ اعراف کی آیت آدم علیہ السلام سورہ اعراف کی آیات کے سلسلہ کلام اور دیگر مقام جس کے سمجھنے کے لئے ہم نے اوپر کی تمہید کا بیان نظر کریں کہ اوپر مسلسل طور پر حضرت آدم علیہ السلام بیان چلا آ رہا ہے۔ اسی طرح سورہ بقرہ پارہ ۲ کریں۔ جس میں ان کے اور ان کی سکونت اترنے اور قصور کی معافی کے ذکر کے بعد فرمایا: ”منی ھدی فمن تبع ھدی فلا خوف علیہ“ کہا ہم نے اتر واس سے سب، پس اگر آدم سے پیروی کرے گا۔ ہدایت میری کی، پس نہیں ڈر خدا کی ہدایت خدا کے رسولوں کی معرفت آتی، معرفت آیا اور اس کی نسبت فرمایا۔ ”ذلک اللہ (البقرہ: ۲)“ اور تورات اور انجیل جو موسیٰ علیہ السلام بابت فرمایا ”انزل التورۃ والانجیل“ قرآن شریف سے پہلے تورات اور انجیل لوگوں قرآن شریف میں کثرت سے ہیں اور جیسا کہ یحزنون (اعراف: ۳۵)“ اسی طرح سورہ ھدای فلا خوف علیہم ولا ھم یحزنون“ میری ہدایت کی، نہیں ہوگا۔ کوئی خوف اور ان ہدایت ربانی کی پیروی کا نتیجہ ایک ہی فرمایا آدم علیہ السلام کے جنت میں سکونت کرنے

پس کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

العرب ۵ ص ۱۳۲) جو عربی کی سب سے بڑی لغت کی کتاب ہے۔ اس ل حسن تناسق الشئ ورقل الکلام احسن تالیفہ کے معنی ہیں۔ کسی شے کی ترتیب کی خوبی اور مد کی اور قس الکلام کے معنی ایسا اچھی طرح سے کہ اور اسے خوب واضح طور پر بیان کیا۔ (قاموس وضاحت کے ساتھ یوں ہے کہ متحرکۃ حسن تناسق من الکلام واطیب من کل شئ) یعنی رتل کی فتح کے ساتھ اس کی ترتیب کی خوبی اور مد کی اور کلام کی جنس میں سے مد و کلام اور ہر شے کی صورت۔

لغت کی دوسری کتابوں میں بھی نئی معنی کی تائید کئی محاورات سے کی گئی، اس اس ابلاغت، المصباح المیزان، صراح وغیرہ۔ ان حوالہ جات کی

ملاحظہ کیجئے حق تعالیٰ فرماتا ہے: ”اللہ نزل احسن الحديث فی (البقرة: ۲۳)“ یعنی انور۔ اس نے سب سے مد و کلام جو کتاب ہے۔ بیت دوم کی آیت کی تائید دیتی ہے۔ اور وہ آیات مکررہ کر بیان کی گئی وضاحت کے لئے چند امور مذکور کی ہیں۔ اول: ایہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن فرمایا یعنی سب سے مد و کلام یعنی اچاز و دلچسپی والے اس کا مقابلہ انسانی مبلغ ہے اور اس کی شہادت میں دو وصف فرمائے۔ تشابہ و مثنائی۔ جس سے مابین آپس میں ملتے جلتے ہیں اور ان میں تخالف نہیں ہے بلکہ ایک آیت مدق و تفسیر کرتی ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔ دوسرا وصف مثنائی سے بندوبست کے لئے مکررہ کر بیان کی گئی ہیں۔ جن میں تخالف ہرگز سے بھی ثابت ہے کہ قرآن شریف کے کلمات و آیات باہم موصول ہیں بدست ہیں اور ان میں نہ کوئی تخالف اور تفرق نہیں ہے۔ اس طویل تمہید مد و واضح ہو کہ سورۃ اعراف کی آیت ”لنجدنہن من بعد سلسلہ نبوت“ میں ہے۔ ”کہ آدم علیہ السلام کے نبوت سے نکالنے اور زمین پر آباد کرنے متعلق ہے۔ جو آدم علیہ السلام کے وقت سے مستقبل میں ہونے والا تھا کہ

اس زمانہ میں اول آدم علیہ السلام کی ہدایت کے لئے خدا کے رسول آتے رہیں گے۔ یہ سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی مبارک آمد پر خدا تعالیٰ نے آیت خاتم النبیین بھیج کر بتلادیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ سلسلہ نبوت کے آخری نبی ہیں اور آنحضرت ﷺ نے بھی واضح طور پر فرمادیا کہ ”انما خاتم النبیین لا نبی بعدی (ترمذی شریف ج ۲ ص ۴۵)“ باب لا تقوم الساعة حتی یخرج کذبون“ ”یعنی میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“ ہم نے یہ جو کہا کہ سورۃ اعراف کی آیت آدم علیہ السلام کے بعد اجرائے نبوت کی دلیل ہے۔ ہم اس کو سورۃ اعراف کی آیات کے سلسلہ کلام اور دیگر مقامات کی آیات کی تائیدوں سے ثابت کرتے ہیں جس کے سمجھنے کے لئے ہم نے اوپر کی تمہید کا بیان ضروری سمجھا تھا۔ سورۃ اعراف کی آیت سے پیشتر نظر کریں کہ اوپر مسلسل طور پر حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ اور اس سے متعلق ضروری ہدایات کا بیان چلا آ رہا ہے۔ اسی طرح سورۃ البقرہ پارہ پہلا میں حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بھی مطالعہ کریں۔ جس میں ان کے اور ان کی سکونت جنت اور پھر جنت سے نکالے جانے اور زمین پر اترنے اور قصور کی معافی کے ذکر کے بعد فرمایا کہ: ”قلنا اهبطوا منها جميعا فاما ياتينكم منى هدى فمن تبع هدى فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون (البقرہ: ۳۷)“ ”یعنی کہا ہم نے اتر دیا اس سے سب، پس اگر آؤ تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پس جو کوئی پیروی کرے گا۔ ہدایت میری کی، پس نہیں ڈرا و پران کے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اور ظاہر ہے کہ خدا کی ہدایت خدا کے رسولوں کی معرفت آتی رہتی ہے۔ چنانچہ یہ قرآن شریف رسول خدا ﷺ کی معرفت آیا اور اس کی نسبت فرمایا۔ ”ذلك الكتب لا ريب فيه هدى للمتقين (البقرہ: ۲)“ اور تورات اور انجیل جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی معرفت آئیں۔ ان کی بابت فرمایا ”انزل التوراة والانجيل من قبل هدى للناس (آل عمران: ۴۸)“ ”یعنی قرآن شریف سے پہلے تورات اور انجیل لوگوں کی ہدایت کے لئے اتاریں۔ اس مضمون کی آیات قرآن شریف میں کثرت سے ہیں اور جیسا کہ فرمایا کہ: ”ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون (اعراف: ۳۵)“ اسی طرح سورۃ البقرہ مندرجہ بالا آیت میں فرمایا کہ: ”فمن تبع هداى فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون (البقرہ: ۳۷)“ ”اور جو کوئی پیروی کرے گا میری ہدایت کی نہیں ہوگا۔ کوئی خوف اور پران کے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔“ دونوں جگہ رسولوں اور ہدایت ربانی کی پیروی کا نتیجہ ایک ہی فرمایا۔ دوسرا مقام سورۃ طہ میں دیکھئے کہ وہاں بھی حضرت آدم علیہ السلام کے جنت میں سکونت کرنے اور وہاں سے نکالے جانے کے ذکر کے بعد فرمایا کہ:

”فاما یاتینکم منی ہدی فمن اتبع ہدای فلا یضل ولا یشقی (طہ: ۱۲۳)“
 ”یعنی ہمارے فرمایا کہ: ”فاما یاتینکم منی ہدی“ پس اگر آوے تم کو میری طرف ت
 ہدایت پس جو کوئی پیروی کرے گا۔ میری ہدایت کی پس نہ وہ گمراہ ہوگا اور نہ بد بخت ہوگا۔“ دیکھو
 ان تینوں مقامات میں آدم علیہ السلام کے بعد ہدایت ربانی کے جاری ہونے کا سلسلہ مذکور ہے۔
 یہ تینوں مقامات آپس میں متشابہ یعنی ملتے جلتے اور ایک دوسرے کے مصدق ہیں۔ پس سورہ
 اعراف کی پیش کردہ آیت کے ساتھ آیت خاتم النبیین کو ملانے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آدم علیہ
 السلام کے بعد سلسلہ نبوت جاری رہتے ہوئے سرور کائنات ﷺ پر آخر ختم ہو گیا۔ ہمارے اس
 بیان کردہ طریق سے قرآن شریف کی آیات اور احادیث صحیحہ ختم نبوت میں مطابقت قائم رہتی ہے
 اور قرآن شریف کی آیات اور احادیث صحیحہ کے منصوصات و منہیات کی رہنمائی ایک ہی طرف
 رہتی ہے کہ نبوت، نبی ﷺ پر ختم کر دی گئی۔ قرآن وحدیث کی نصوص پینہ کے بعد بھی اگر سورہ
 اعراف کی آیت کے یہ معنی سمجھے جائیں کہ سلسلہ نبوت آنحضرت ﷺ کے بعد بھی جاری ہے تو
 قرآن شریف کی آیات اور احادیث صحیحہ میں تعارض واقع ہو جائے گا اور قرآن شریف کی
 آیات اور رسول اللہ کی احادیث صحیحہ بجائے ایک دوسرے کی تائید و تصدیق کرنے کے آپس میں
 مختلف ہو جائیں گی اور اختلاف منافی صداقت ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف ہی کی صداقت کی
 نسبت فرمایا کہ: ”ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً
 (نساء: ۸۲)“ ”یعنی اگر یہ قرآن شریف خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا۔ البتہ پاتے اس
 میں اختلاف بہت۔“ ہاں اگر لفظ خاتم کے وہ معنی جو خدا اور رسول ﷺ کی مراد ہیں۔ ان کو بدل کر
 اور حدیث لا نسبی بعدی کے مقابلہ میں کہ لافنی جنس کا ہے۔ شرعی اور غیر شرعی کا امتیاز کر کے
 صاحب شرع کی قید بڑھائی جائے۔ تو یہ تحریف معنوی اور خدا کے رسول ﷺ کی مراد کو بگاڑ کر از خود
 ضافہ ہوگا اور یہ ہر دو امر باطل اور حرام ہیں۔

دفع دخل مقدر

اگر کہا جائے کہ سورہ اعراف کی آیت میں بنی آدم کو خطاب کر کے یا بنی آدم فرمایا ہے
 اور سورہ بقرہ اور سورہ طہ کی آیتوں میں ایسا نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ سورہ بقرہ اور سورہ طہ کی
 آیتوں میں اما یاتینکم کے خطاب میں آدم اور حوا علیہما السلام کے ساتھ ان کی اولاد بھی شامل
 ہے۔ کیونکہ یہ مقامات پر ہدایت کی پیروی کا نتیجہ بالترتیب یوں فرمایا ہے کہ: ”فمن تبع
 ہدای فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (البقرہ: ۳۷)“ اور ”فمن اتقی واصلاح

فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (طہ: ۱۲۳)“ اس بار کی ذکر
 ولا یشقی (طہ: ۱۲۳)“ اس بار کی ذکر
 جنت سے نکلنے کا حکم دینے کے بعد خدا تعالیٰ
 اہبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم
 فیہا تحیون و فیہا تموتون ومنہا
 جاؤ۔ بعض تمہارا۔ واسطے بعض کے دشمن ہو
 ہوگی اور زندگی کے اسباب (بھی) ایک مدت
 مرو گے اور اسی سے (قیامت کے دن قبروں
 خطاب آدم اور حوا علیہما السلام کو ہو رہا ہے۔
 نہیں ہوئی۔ بلکہ ان کی اولاد میں دشمنی ہے اور
 اولاد بھی شامل ہے۔ پس اسی طرح سے سورہ
 کے فرمایا وہ اسی لحاظ سے ہے۔ اس طریق
 دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ حاصل
 آدم علیہ السلام کے بعد ان کی اولاد میں
 النبیین کی نص صریح کے خلاف آنحضرت ﷺ
 الحمد للہ ثم الحمد للہ
 توڑنا کر مشکل امر کو مدلس طور پر آسانی سے
 مبارک ہوگا۔ مطابق ۷، ۸، رجب الاول ۱۴۰۷ھ
 ضمیمہ

۳..... قادیانی لوگ ختم
 آنحضرت ﷺ کا فرزند ابراہیم فوت ہوا تو
 صدیقاً نبیاً (ابن مساجہ ص ۱۰۸)
 اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو صدیق
 آنحضرت ﷺ ایسا نہ فرماتے۔
 اس کا جواب یہ ہے کہ ابن مالک
 اس کے راوی ابراہیم بن عثمان کو متروک

منی ہدی فمن اتبع ہدای فلا یضل ولا یشقی (طہ: ۱۲۳) ”فاما یتینکم منی ہدی“ پس اگر آوے تم کو میری طرف سے نہ کرے گا۔ میری ہدایت کی پس نہ وہ گمراہ ہوگا اور نہ بد بخت ہوگا۔ ”دیکھو دم علیہ السلام کے بعد ہدایت ربانی کے جاری ہونے کا سلسلہ مذکور ہے۔ میں تشابہ یعنی ملتے جلتے اور ایک دوسرے کے مصدق ہیں۔ پس سورہ ت کے ساتھ آیت خاتم النبیین کو ملانے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آدم علیہ السلام جاری رہتے ہوئے سرور کائنات ﷺ پر آ کر ختم ہو گیا۔ ہمارے اس قرآن شریف کی آیات اور احادیث صحیحہ ختم نبوت میں مطابقت قائم رہتی ہے اور احادیث صحیحہ کے منصوصات و منہومات کی رہنمائی ایک ہی طرف ﷺ پر ختم کر دی گئی۔ قرآن و حدیث کی نصوص پتہ کے بعد بھی اگر سورہ معنی سمجھے جائیں کہ سلسلہ نبوت آنحضرت ﷺ کے بعد بھی جاری ہے تو اور احادیث صحیحہ میں اختلاف و تعارض واقع ہو جائے گا اور قرآن شریف کی احادیث صحیحہ بجائے ایک دوسرے کی تائید و تصدیق کرنے کے آپس میں اختلاف منافی صداقت ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف ہی کی صداقت کی کسان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً اگر یہ قرآن شریف خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا۔ البتہ پاتے اس کے اگر لفظ خاتم کے وہ معنی جو خدا اور رسول ﷺ کی مراد ہیں۔ ان کو بدل کر کسی کے مقابلہ میں کہ لا نفی جنس کا ہے۔ شرعی اور غیر شرعی کا امتیاز کر کے مائی جائے۔ تو یہ تحریف معنوی اور خدا کے رسول ﷺ کی مراد کو بکا کر از خود باطل اور حرام ہیں۔

کہ سورہ اعراف کی آیت میں بنی آدم کو خطاب کر کے یا بنی آدم فرمایا ہے ان آیتوں میں ایسا نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ سورہ بقرہ اور سورہ طہ کی انکم کے خطاب میں آدم اور حوا علیہما السلام کے ساتھ ان کی اولاد بھی شامل ہے۔ ہدایت کی پیروی کا نتیجہ بالترتیب یوں فرمایا ہے کہ ”فمن تبع علیہم ولا ہم یحزنون (البقرہ: ۳۷)“ اور ”فمن اتبع ہدای فلا یضل ولا یشقی (طہ: ۱۲۳)“

فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (اعراف: ۳۵)“ اور ”فمن اتبع ہدای فلا یضل ولا یشقی (طہ: ۱۲۳)“ اس باریکی کی تائید کے لئے سورہ اعراف ہی کی آیات کو دیکھئے کہ جنت سے نکلنے کا حکم دینے کے بعد خدا تعالیٰ نے حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کو فرمایا کہ ”قال اہبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین“ قال فیہا تحیون و فیہا تموتون ومنہا تخرجون (اعراف: ۲۵، ۲۶)“ ”یعنی فرمایا اتر جاؤ۔ بعض تمہارا۔ واسطے بعض کے دشمن ہوں گے اور واسطے تمہارے زمین میں ٹھہرنے کی جگہ ہوگی اور زندگی کے اسباب (بھی) ایک مدت تک (نیز) فرمایا اسی میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے (قیمت کے دن قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔“ دیکھئے ان آیتوں میں خطاب آدم اور حوا علیہما السلام کو ہو رہا ہے۔ حالانکہ آدم اور حوا علیہما السلام کے درمیان دشمنی واقع نہیں ہوئی۔ بلکہ ان کی اولاد میں دشمنی ہے اور جو امر اس کے بعد ذکر کئے گئے ہیں۔ ان میں ان کی اولاد بھی شامل ہے۔ پس اسی طرح سے سورہ اعراف کی زیر بحث آیت یتیمسنی ادم سے خطاب کر کے فرمایا وہ اسی لحاظ سے ہے۔ اس طریق سے سب مقامات پر خطاب کے صیغے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ سورہ اعراف کی زیر بحث آیت میں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ان کی اولاد میں سلسلہ نبوت جاری رہنے کا ذکر ہے۔ نہ کہ آیت خاتم النبیین کی نص صریح کے خلاف آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد بھی۔

الحمد لله ثم الحمد لله کہ ہم نے مرزانیوں کے اس استدلال کی سب کڑیوں کو توڑنا کر مشکل امر کو مدلل طور پر آسانی سے سمجھا دیا۔ شب درمیان ۴، ۵ نومبر ۱۹۵۴ء کی صبح کو جمعہ مبارک ہوگا۔ مطابق ۸، ۷ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ بصورت الاما، بحالت ضعف بنصر۔

ضمیمہ

۴..... قادیانی لوگ ختم نبوت کے متعلق ایک شبہ یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کا فرزند ابراہیم فوت ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”لو عاش ابراہیم لکان صدیقاً نبیاً (ابن ماجہ ص ۱۰۸، باب فی الصلوۃ ابن رسول اللہ و ذکر وفاتہ)“ یعنی اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو صدیق نبی ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت جاری ہے۔ ورنہ آنحضرت ﷺ ایسا نہ فرماتے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ابن ماجہ کے حواشی پر اس حدیث کو صاف الفاظ میں ضعیف اور اس کے راوی ابراہیم بن عثمان کو متروک لکھا ہے۔ کتاب کے عوض میں بھی بین۔ حواشی راوی

کے نام کے نیچے لفظ متروک لکھا ہے اور محدثین نے اس کی نسبت یہ تصریحات کی ہیں کہ یہ راوی 'امتروک الحدیث ضعیف لیس بثقة منکر الحدیث ضعیف الحدیث ترکوا حدیثہ ساقط ضعیف لا یکتب حدیثہ روی مناکیر لیس بالقوی کذبہ شعبۃ کان یزید علی کتابہ' اس کی حدیث کو ترک کیا گیا ہے۔ ضعیف ہے۔ ثقہ (معتبر) نہیں ہے۔ ایسی حدیث بیان کرتا ہے۔ جس کی حفاظ حدیث روایت نہیں کرتے۔ ضعیف حدیث والا ہے۔ محدثین نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا ہے۔ اعتبار سے گرا ہوا ہے۔ ضعیف ہے اس کی حدیث لکھی نہ جائے۔ روایت کیس اس نے منکر حدیثیں، قوی نہیں ہے۔ جھوٹا کہا ہے اس کو امام شعبہ نے اپنی نوشت میں (جواستد سے لکھتا تھا) زیادتاً کر لیتا تھا۔

تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب تہذیب البنذیب جلد ۱ مصنفہ حافظ ابن حجر ترجمہ
ابرمیم ۲ بن عثمان۔

دیگر یہ صحیح روایت جو آنحضرت ﷺ کے فرزند کی وفات کے متعلق منقول ہے اور وہ بھی ”(ابن ماجہ ص ۱۰۸، باب فی الصلوۃ بن رسول اللہ و ذکر وفاته)“ ہی میں ضعیف حدیث مذکور الفوق سے پہلے مرقوم ہے۔ یوں ہے کہ: ”لوقضی ان یکون بعد محمد نبی عاش ابنہ ولكن لا نبی بعده“ ”یعنی اگر خدا کی قضا میں یہ بات ہوتی کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو تو آپ ﷺ کا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا۔ لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

یہ حدیث (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۱۴) میں بھی ہے۔ باب من سمي باسماء الانبياء! حاصل کلام یہ کہ صحیح روایت ختم نبوت کے ثبوت کی دلیل ہے نہ کہ انکار کی۔ نیز اسی کے ہم معنی الفاظ ”(امام بغوی تفسیر معالم التنزیل امام بغوی ج ۳ ص ۱۷۸)“ نے آیت ختم النبیین کے ذیل میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کئے ہیں۔

”قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرِيدُ لَوْلَا خَتْمُ بِهِ النَّبِيِّينَ لَجَعَلَتْ لَهُ ابْنًا يَكُونُ بَعْدَهُ نَبِيًّا“ ”یعنی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مراد اس آیت خاتم النبیین سے

۱۔ امام شعبہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عراق میں راویان حدیث کی پڑتال میں کلام کیا۔ ۱۶۰ھ میں فوت ہوئے۔ (تقریب التہذیب)

۲۔ یہ ابراہیم بن عثمان وہی راوی ہے۔ جس سے آنحضرت ﷺ کا بیس رکعات تراویح پڑھنا نہ ملتا ہے اور اسے حدیث دان حنفی علماء نے بالاتفاق ضعیف لکھا ہے۔ (دیکھئے زیلعی ج ۱ ص ۲۹۳) ح العزیز ص ۱۹۸ ح اشرف ص ۱۵۷ معنی کمال الدین ابن ہمام مطبوعہ نولکشور

یہ ہے کہ اگر میں نے اس پر یعنی محمد ﷺ کے بعد نبی ہوتا۔“

”ان الله تعالى لما

زجلا (تفسیر معالم ص ۱۷۸) ”کوئی نبی نہیں ہوگا تو آپ ﷺ کو ایسا کوئی
..... ۵۔ تو دیانی لوگ یہ

آخر الانبياء ومسجدی آخر المسج
آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد
پس جس طرح آنحضرت

آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت بھی بند نہیں
سوا اس کا جو یہ ہے کہ اگر

نبی ہوں اور میری مسجد آخری ہے۔ جو کہ
مسجد بنے گی وہ کسی نبی کی بنائی ہوئی نہ ہو
۔ معنی میں نے اپنے پاس

(کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۷۰ حدیث ۳۴۹۹۹)
خاتم مساجد الانبیاء، یعنی میر
آخری مسجد ہے۔

۶..... قادیانی لوگ
خداے تعالیٰ نے فرمایا۔

”ولكن الله يجتبي م
کرے گا اپنے رسولوں میں سے جسے

یعنی خدا تعالیٰ جنے گا۔ فرشتوں میں۔

مضارع کے صیغے ہیں اور فعل مضارع صورت استدلال کی یہ ہے۔
 نبی ﷺ کے بعد بھی نبی آتے رہیں۔

تذکرہ لکھا ہے اور محدثین نے اس کی نسبت یہ تصریحات کی ہیں کہ یہ راوی
بٹ ضعیف لیس بثقة منکر الحدیث ضعیف الحدیث ترکوا
عیف لا یکتب حدیثہ روی منا کیر لیس بالقوی کذبہ شعبۃ
کتابہ“ اس کی حدیث کو ترک کیا گیا ہے۔ ضعیف ہے۔ ائمہ (معتبر) نہیں
سمجھے۔ جس کی حفاظت حدیث روایت نہیں کرتے۔ ضعیف حدیث والا
کی حدیث کو ترک کر دیا ہے۔ اعتبار سے گرا ہوا ہے۔ ضعیف ہے اس کی
اہمیت کس اس نے منکر حدیثیں، قوی نہیں ہے۔ جھوٹا کہا ہے اس کو امام
لکھتا تھا) زیادتی کر لیتا تھا۔

جلد مصنفہ حافظ ابن حجر ترجمہ

بٹ کے متعلق منقول ہے اور وہ

ہو ذکر وفاته“ ہی میں ضعیف

ان یكون بعد محمد نبی

یہ بات ہوتی کہ محمد ﷺ کے بعد

بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

ہے۔ باب من سمی باسماء الانبیاء!

اس روایت ختم نبوت کے ثبوت کی دلیل ہے نہ کہ انکار کی۔ نیز اسی کے

تفسیر معالم التنزیل امام بغوی ج ۳ ص ۱۷۸) نے آیت خاتم

ابن عباسؓ سے نقل کئے ہیں۔

اس پرید لو لم اختتم به النبیین جعلت له ابناً یكون

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مراد اس آیت خاتم النبیین سے

ہی ہیں جنہوں نے عراق میں راویان حدیث کی پڑتال میں کلام

(قریب التہذیب)

راوی راوی ہے۔ جس سے آنحضرت ﷺ کا میں رکعات تراویح

تھا وہ ان خفی علماء نے بالاتفاق ضعیف لکھا ہے۔ (دیکھئے زیلعی ج ۱

مؤلف، مصنف کمال الدین ابن ہمام مطبوعہ نولٹور)

یہ ہے کہ اگر میں نے اس پر یعنی محمد ﷺ پر نبیوں کو ختم نہ کر دیا ہوتا تو میں اس کا بیٹا ایسا کرتا جو اس
کے بعد نبی ہوتا۔“

”ان الله تعالى لما حكم ان لا نبی بعده لم يعطه ولدا ذكراً يصیر
رجلاً (تفسیر معالم ص ۱۷۸)“ ”لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ آپ ﷺ کے بعد
کوئی نبی نہیں ہوگا تو آپ ﷺ کو ایسا کوئی بیٹا نہیں دیا۔ جو باخ ہوتا۔“

۵..... قادیانی لوگ یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ”اننا
آخر الانبیاء ومسجدی آخر المساجد (مسلم باب المساجد ج ۱ ص ۴۴)“ یعنی میں
آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔

پس جس طرح آنحضرت ﷺ کے بعد مسجدیں بنی بند نہیں ہوئیں۔ اسی طرح
آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت بھی بند نہیں ہوگی۔

سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری
نبی ہوں اور میری مسجد آخری ہے۔ جو کسی نبی نے بنائی ہے۔ اس کا مناد یہ ہے کہ میرے بعد جو بھی
مسجد بنے گی وہ کسی نبی کی بنائی ہوئی نہ ہوگی۔

یہ معنی میں نے اپنے پاس سے نہیں کئے بلکہ دوسری حدیث سے کئے ہیں۔ دیکھئے
(کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۷۰ حدیث ۳۳۹۹۹) میں ہے کہ: ”اننا خاتم الانبیاء ومسجدی
خاتم مساجد الانبیاء“ ”یعنی میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد میں سے
آخری مسجد ہے۔“

۶..... قادیانی لوگ ختم نبوت کے انکار میں یک شبہ یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ
خدائے تعالیٰ نے فرمایا۔

”ولكن الله یجتبی من رسله من یشاء (آل عمران: ۱۷۹)“ ”لیکن اللہ پسند
کرے گا اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے گا۔“

نیز فرمایا کہ: ”الله یصطفی من الملائكة رسلاً ومن الناس (حج: ۷۵)“
یعنی خدا تعالیٰ چنے گا فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی رسول۔

صورت استدلال کی یہ بیان کرتے ہیں کہ یجتبی اور یشاء اور یصطفی ہر سہ فعل
مضارع کے صیغے ہیں اور فعل مضارع استقبال کے لئے بھی آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ
نبی ﷺ کے بعد بھی نبی آتے رہیں گے۔

سوا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ استدلال بالکل غلط ہے۔ اس وجہ سے کہ نصوص صریحہ قرآنیہ و حدیثیہ کے خلاف ہے اور کوئی استدلال خلاف نصوص درست نہیں ہوتا اور صیغہ مضارع ہمیشہ استقبال کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ کبھی زمانہ حال کے لئے اور کبھی استقبال کے لئے جہاں حال کے معنی ہوں گے۔ وہاں استقبال کے نہیں ہوں گے۔ کیونکہ صیغہ مضارع حال اور مستقبل کے لئے مشترک ہے اور مشترک لفظ ایک محل پر ایک ہی معنی دیتا ہے۔ دوسرے معنی نہیں دیتا اور ان مقامات پر مضارع کا لفظ اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ جن پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ وہ خدا کے فضل سے ان آیتوں کے نزول کے وقت زندہ موجود تھے۔ پس یہاں پر مضارع کے صیغے صرف حال کے لئے ہوئے اور ان سے استقبال کا مطلب سمجھنا غلط ہے۔ پس صحیح ترجمہ ان آیات کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ (غیب کی خبر کے لئے) اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے اور سورہ حج والی آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی پیغمبر، شاہ عبدالقادر شاہ رفیع الدین شاہ ولی اللہ اور ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے تراجم دیکھئے۔ سب نے حال کے معنی لکھے ہیں۔ فقط والحمد لله!

ختم نبوت کے دلائل احادیث صحیحہ سے

۱۔ حضرت ثوبان کی روایت سے ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ: ”ویكون فی امتی ثلاثون کذابون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (هذا حدیث صحیح ترمذی ج ۲ ص ۵۵، باب لا تقوم الساعة حتی یخرج الکذابون)“ اور میری امت میں (قیامت سے پہلے پہلے) تمیں کذاب ضرور ہوں گے۔ ہر ایک ان میں کا دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔“

۲۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ”آپ ﷺ نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص نے ایک مکان بنایا اور اسے نہایت خوبصورت اور خوش وضع بنایا ہو۔ مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ (چھوڑ دی ہو) پس لوگ اس مکان کے گرد پھریں اور تعجب کریں اور نہیں کہ (یہاں پر) یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پس وہ (باقی رہی ہوئی) اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔“ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۱، باب ذکر من بنی اسرائیل) محمد ابراہیم میر سیالکوٹی!



کشف

روسید اومناف

مولانا حافظ محمد

و اب یہ ہے کہ یہ استدلال بالکل غلط ہے۔ اس وجہ سے کہ نصوص صریح
ف ہے اور کوئی استدلال خلاف نصوص درست نہیں ہوتا اور صیغہ مضارع
نہیں ہوتا۔ بلکہ کبھی زمانہ حال کے لئے اور کبھی استقبال کے لئے جس حال
س استقبال کے نہیں ہوں گے۔ کیونکہ صیغہ مضارع حال اور مستقبل کے
بزرگ لفظ ایک محل پر ایک ہی معنی دیتا ہے۔ دوسرے معنی نہیں دیتا اور ان
ظ اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ جن پر یہ آیتیں نازل
ہوئے ان آیتوں کے نزول کے وقت زندہ موجود تھے۔ پس یہاں پر مضارع
کے لئے ہوئے اور ان سے استقبال کا مطلب سمجھنا غلط ہے۔ پس صحیح ترجمہ
تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ (غیب کی خبر کے لئے) اپنے رسولوں میں سے جس کو
آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چنتا ہے۔ فرشتوں میں سے بھی اور
غیر، شاہ عبدالقادر شاہ رفیع الدین شاہ ولی اللہ اور ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے
حال کے معنی لکھے ہیں۔ فقط والحمد لله!

۱ احادیث صحیحہ سے

آنحضرت ﷺ کی روایت سے ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ:
ثَلَاثُونَ كَذَابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا
بَعْدَ صَحِيح ترمذی ج ۲ ص ۱۰۵ باب لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ
النَّبِيُّ (قیمت سے پہلے پہلے) تمیں کذاب ضرور ہوں گے۔
کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی
نہیں پیدا ہوگا۔

اس میں ہے کہ ”آپ ﷺ نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے انبیاء
مکان بنایا اور اسے نہایت خوبصورت اور خوش وضع بنایا ہو۔ مگر
پھر وہی ہو) پس لوگ اس مکان کے گرد پھریں اور تعجب کریں
نہیں لگائی گئی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پس وہ (باقی رہی
میں ہوں۔“ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۱ باب ذِکْرُ مَنْ بَنَى إِسْرَائِيلَ)
محمد ابراہیم میر سیالکوٹی!

کشف الحقائق

یعنی

روسیاد مناظرات قادیانیہ

مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده

اما بعد! شہر سیالکوٹ اپنی بعض خصوصیتوں کی وجہ سے ایک منتخب بستی ہے۔ فیروز تعلق شاہ دہلی کے عہد میں یہ بستی اسلامی زور آزمائی کی رزمگاہ بنی اور حضرت امام علی لاحق نے صدہا مجاہدین کے ساتھ جہاد کا مقدس فرض ادا کرتے ہوئے جام شہادت پیا۔ جمشید جاہ شاہجہان بادشاہ کے زمانہ برکت نشان میں ملاکمال کشمیری اور ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کے علمی کمالات کی وجہ سے ملک ہند میں ایک ممتاز درگاہ رہی۔ جہاں سے بڑے بڑے باکمال فیض یاب و سیراب ہو کر اسلامی دنیا کے آفتاب و مانتاب ہوئے۔ نواب سعد اللہ مرحوم نے بھی یہیں سے دین و دنیا کی سعادت حاصل کی۔ حتیٰ کہ حضرت مجدد صاحب سرہندی نے بھی علمی کمالات ملاکمال صاحب کی درگاہ سے حاصل کئے۔ مشہور عالم ڈاکٹر محمد اقبال صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی بھی انگلستان کے گل تراوراسی زمین کے روشن چراغ ہیں۔

زمانہ حال میں تحریک کشمیر میں سیالکوٹ نے جو کام کیا اور اس نے ہندوستان میں جو نام پایا۔ وہ دیگر شہروں میں ایام گذشتہ میں کہیں کم سننے، دیکھنے میں آیا ہوگا۔ بالخصوص ان ایام میں مرادیت کی جو حالت ہوئی۔ وہ ان کے متعین مبلغ مولوی غلام رسول قادیانی ساکن راجپکے کے ایوان سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ جو انہوں نے اس وقت کے کوائف سیالکوٹ کے متعلق مرزا محمود خیف قادیانی کی خدمت میں بطور رپورٹ لکھا تھا اور ہمیں اتفاق سے ایک دوست کی معرفت اس کے مطالعہ کا موقع مل گیا تھا۔

”کہ جب سے تحریک احمدیت ہوئی یہ حالت کبھی نہیں ہوئی۔ ہم اپنے گھروں میں محصور ہیں۔ آزادی سے باہر نہیں نکل سکتے۔ مسجد میں بھی رات کے وقت آتے ہیں۔“ غرض سیالکوٹ اپنی بعض خصوصیتوں کی وجہ سے ایک منتخب شہر ہے۔ سیالکوٹ میں مرزائیوں کے متعدد مناظرے ہوئے۔ بعض اہل حدیث سے بعض احناف سے بعض عیسائیوں سے۔ لیکن خدا کی قدرت جب نصیب میں ہار ہو اور ہر طرف سے خدا کی مار ہو تو ہر جہت سے شرمساری ہی شرمساری ہوتی ہے۔ چنانچہ مرزائی ہر میدان میں شکست کھاتے رہے۔ پے در پے شکستوں سے ان کا دم نکل گیا اور حوصلہ کلیہ ٹوٹ گیا۔ چنانچہ ۱۹۲۱ء میں جو مناظرہ ان کا مسلمانوں

سے ہوا۔ اس میں ایسے شرمسار ہوئے کہ درکنار اپنا سالانہ جلسہ بھی کھلے طور پر کرکے ہمارے ملک میں میونسپلٹی اور مدت تک لوگوں کی آپس میں بے انتہا تازہ گذشتہ ایکشن میں بعض خود غرض لوگوں سے احرار اسلام کا اثر بہت ہلکا ہو گیا۔ قاضی شگون سمجھی۔ ادھر حضرت مولانا حافظ محمد شونہوا کے لئے ریاستی میں مقیم تھے۔ قاضی جھٹ جلسہ کا اشتہار دے دیا اور اس میں دعوت دے دی۔ انجمن اہل حدیث میں تھی۔ پھر بے ہوشی کی طرح آ حضرت مولانا سیالکوٹی بھی سفر سے بجے گئے بغلیں جھانکنے اور مباحثے سے فرا ۱۹ مئی ۱۹۳۳ء کا جواب کئی دن بعد لے کر مباحثہ تحریری ہوگا۔ اس سے اہل ش کیونکہ وہ جلسہ تو کر رہے ہیں تبلیغی، مضامین بیان ہوں گے۔ وہ سب تقر کے سامنے ان تقریری بیان کردہ مضامین دوسری طرف مرزائیوں پر وگرام بھی شائع کر دیا۔ جس میں کئی نادان لوگوں میں بات کرنے کو ایک ہر اجلاس کے بعد بش کرنے والے کو پانچ منٹ منظور کرنا اس نوٹ نے مرزائیوں مرزائی مرعوب ہو گئے ہیں۔ چنانچہ والے کو تین گھنٹے کے بعد صرف پانچ

تمہید

بسم الله الرحمن الرحيم

وحدہ والصلوة والسلام علی من لا نبی بعدہ
شہر سیالکوٹ اپنی بعض خصوصیتوں کی وجہ سے ایک منتخب بستی ہے۔ فیروز تعلق
یہ بستی اسلامی زور آزمائی کی رزمگاہ بنی اور حضرت امام علی الاحق نے صد ہا
کا مقدس فرض ادا کرتے ہوئے جام شہادت پیا۔ جمشید جاہ شاہجہان بادشاہ
میں ملا کمال کشمیری اور ملا عبدالکیم سیالکوٹی کے علمی کمالات کی وجہ سے ملک
کا گاہری۔ جہاں سے بڑے بڑے باکس فیض یاب و سیراب ہو کر اسلامی
بہ ہوئے۔ نواب سعد اللہ مرحوم نے بھی ہمیں سے دین و دنیا کی سعادت
تجدد صاحب سر بندگی نے بھی علمی کمالات ملا مال صاحب کی درس گاہ
عالم ذاکر محمد اقبال صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی بھی انگلستان کے
دروشن چراغ ہیں۔

میں تحریک کشمیر میں سیالکوٹ نے جو کام کیا اور اس نے ہندوستان میں جو
میں ایام گزشتہ میں کہیں کم سننے، دیکھنے میں آیا ہوگا۔ بالخصوص ان ایام میں
ہوئی۔ وہ ان کے متعین مبلغ مولوی غلام رسول قادیانی ساکن راجیلے کے
ہو سکتی ہے۔ جو انہوں نے اس وقت کے کوائف سیالکوٹ کے متعلق مرزا
مت میں بطور رپورٹ لکھا تھا اور ہمیں اتفاق سے ایک دوست کی معرفت
س گیا تھا۔

تہ تحریک احمدیت ہوئی یہ حالت کبھی نہیں ہوئی۔ ہم اپنے گھروں میں
سے باہر نہیں نکل سکتے۔ مسجد میں بھی رات کے وقت آتے ہیں۔

وٹ اپنی بعض خصوصیتوں کی وجہ سے ایک منتخب شہر ہے۔ سیالکوٹ میں
ماظرے ہوئے۔ بعض اہل حدیث سے بعض احناف سے بعض عیسائیوں
ت جب نصیب میں بار ہو اور ہر طرف سے خدا کی مار ہو تو ہر جہت سے
ہوتی ہے۔ چنانچہ مرزائی ہر میدان میں شکست کھاتے رہے۔ پے در پے
کل گیا اور حوصلہ کھینٹ لیا۔ چنانچہ ۱۹۲۱ء میں جو مناظرہ ان کا مسلمانوں

سے ہوا۔ اس میں ایسے شرمسار ہوئے کہ اس کے بعد انہوں نے مسلمانوں کو منظر سے کاچیلنج دینا تو
درکنار اپنا سالانہ جلسہ بھی کھلے طور پر کرنا موقوف کر دیا۔

ہمارے ملک میں میونسپلٹی اور کونسل کی ممبری کا انتخاب ایسی صورت پر عمل میں آتا ہے کہ
مدت تک لوگوں کی آپس میں بے اتفاقی بلکہ عداوت اور دشمنی پڑ جاتی ہے۔ سیالکوٹ میونسپلٹی کے
تازہ گزشتہ الیکشن میں بعض خود غرض لوگوں کی ریشہ وانیوں سے مسلمانوں کا نظام قائم نہ رہا۔ جس
سے احرار اسلام کا اثر بہت باکا ہو گیا۔ قادیانی جماعت اسے اپنے مقاصد پر از مناسد کے لئے نیک
شگون سمجھی۔ ادھر حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی بھی ایک ماہ سے تبدیل آب
وہوا کے لئے ریاست میں مقیم تھے۔ قادیانیوں نے موقع کو غنیمت جان کر باوجود شدت گرمی کے
جھٹ جلے کا اشتہار دے دیا اور اس میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو میدان مناظرہ میں آنے کی
دعوت دے دی۔ انجمن اہل حدیث سیالکوٹ بھی بارہ سال کی مدت مدید سے پرانے شکارنی تاک
میں تھی۔ پھر بے ہوئے شیر کی طرح اٹھی اور قادیانی چیلیج کی منظوری کا اشتہار دے دیا۔ اس سے
حضرت مولانا سیالکوٹی بھی سفر سے بحریہ واپس تشریف لے آئے۔ پھر کیا تھا قادیانی۔ انہوں نے
لگے بغلیں جھانکنے اور مباحثے سے فرار کے بہانے بنائے۔ چنانچہ اہل حدیث کے اشتہار و ربح
۱۹ مئی ۱۹۳۳ء کا جواب کئی دن بعد یعنی مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۳۳ء کو دیا اور اس میں بھاری شرط یہ لگا دی
کہ مباحثہ تحریری ہوگا۔ اس سے اہل شہر سمجھ گئے کہ قادیانی مباحثہ کی دعوت دے کر پچھتا رہے ہیں۔
کیونکہ وہ جلسہ تو کر رہے ہیں تبلیغی، جیسا کہ ان کے اشتہار سابق میں مرقوم ہے اور اس میں جو جو
مضامین بیان ہوں گے۔ وہ سب تقریری ہوں گے۔ تو یہ بات کس قدر نامعقول ہے کہ صد بالوگوں
کے سامنے ان تقریری بیان کردہ مضامین پر اگر کوئی جرح و سوال کرنا چاہے تو وہ تحریری کرے۔

دوسری طرف مرزائیوں نے ایک اور چالاکی کی کہ اس اشتہار کے ساتھ ہی اپنے جلے کا
پروگرام بھی شائع کر دیا۔ جس میں کسی مضمون پر بھی سوال و جواب کے لئے وقت نہ رکھا اور ختمہ پر
نادان لوگوں میں بات کرنے کو ایک یہ نوت لکھ دیا۔

’ہر اجلاس کے بعد بشرط گنجائش بیان کردہ مضمون کے متعلق معقولیت سے سوال
کرنے والے کو پانچ منٹ منظوری صاحب صدر دینے جائیں گے۔“

اس نوت نے مرزائیوں کی کمزوری کو سارے شہر میں نوٹیفانڈ کر دیا اور سب سمجھ گئے کہ
مرزائی مرعوب ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اس پر ان کو ہر طرف سے ملامت ہونے لگی کہ سوال کرنے
والے کو تین گھنٹے کے بعد صرف پانچ منٹ اور اس میں بھی گنجائش کی شرط اس سے صاف ظاہر ہوتا

ہے کہ ان کے دل خوف زدہ ہو گئے ہیں اور وہ مسلمانوں کے اعتراضات سننے کی تاب نہیں رکھتے۔ مسلمانوں نے یہ دیکھ کر کہ مرزائی اپنے بیان کردہ مضامین پر ہمارے اعتراضات تقریری طور پر کھلی مجلس میں نہیں سن سکتے اور نہ ان کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ تو شہر میں منادی کرادی اور مشتہر بھی کر دیا کہ کوئی مسلمان مرزائیوں کے جلسے میں نہ جائے۔ ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ ان کے عقائد کفریہ کو چپ چاپ ہو کر سنیں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ اور اس کا رسول پاک ﷺ ایسی مجالس میں شریک ہونے اور ان کی رونق کو بڑھانے اور کفریات کو خاموشی سے سننے سے منع فرماتے ہیں۔ دوسری طرف انجمن اہل حدیث نے کھلے میدان میں اپنا جملہ منعقد کر دیا۔ جس میں مقامی علماء کیا حنفی اور کیا اہل حدیث اور کیا شیعہ سب بالاتفاق شریک ہوئے۔ کیونکہ مسائل قادیانیہ سب مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ مقامی علماء میں سے بعض اصحاب نے جلسہ میں تقریریں بھی کیں۔ مثلاً مولوی عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مسجد مبارک پورہ۔ مولوی محمد یوسف صاحب خطیب مسجد خراسیاں۔ انہوں نے مرزائیت کے سب پول کھول کر مسلمانوں کے سامنے رکھ دیئے اور اہل شہر پر ایک گہرا اثر پڑا۔

بیرون جات سے مولوی محمد اسماعیل صاحب از گوجرانوالہ، حافظ عنایت اللہ صاحب وزیر آبادی، مولوی احمد الدین صاحب لکھڑوی اور مولوی نور الہی صاحب گھر جا کھی تشریف لائے۔ جن کی دھواں دھار تقریروں نے مرزائیوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ باوجود شدید گرمی کے اہل شہر نہایت دلچسپی سے جلسے میں شریک ہوتے رہے اور ہر اجلاس میں کافی حاضری ہوتی رہی۔ بالخصوص رات کے وقت تو اتنا اثر و بام ہوتا تھا کہ سبحان اللہ! اور ماشاء اللہ!

مرزائی ان تقریروں سے نہایت تنگ ہوئے۔ اول اس وجہ سے کہ ان تقریروں میں علمائے اہل سنت نے دل کھول کر مرزائیت کے بھنیے اوھیرے اور ان کے پول کھولے۔ تو مرزائیوں کے لئے شہر کی فراخی تنگ ہو گئی۔

دیگر اس وجہ سے کہ مرزائیوں نے اپنا جسہ اپنے قبلہ اور کعبہ قلعہ معلّے پر کیا تھا کہ اپنے خداوندان نعمت کی پناہ میں رہیں۔ لیکن مسلمان اس جلسہ میں شریک نہ ہوئے۔ تو مرزائی بہت کھیانے ہوئے اور اپنے منصوبوں کے ناکام رہنے اور خرچ کے ضائع و بیکار جانے پر حسرتیں کھانے لگے کہ کیسے نقصان مایہ دیگر شہادت ہمسایہ کی مثل صادق آئی۔ آخر جب ہر طرف سے ملامت کی بوچھاڑ پڑنے لگی اور ادھر سے مسلمانوں کے اشتہار پر اشتہار نکلنے لگے تو مرتا کیا نہ کرتا۔ اس شرط پر اتر آئے کہ جلسہ کے بعد ہم تقریری مباحثہ کرنے و تیار ہیں۔ بشرطیکہ اس جلسہ، مناظرہ

کے صدر دو ہوں ایک ہمارا دوسرا تمہارا۔ مسلمان اور امیہ مجلس دو ہوں۔ یہ دو عملی کیسی؟۔ لیکن قادیانی کے بغیر ہم مباحثہ نہیں کریں گے۔ مسلمانوں اور ان کو کوئی موقع نہ دینا چاہئے تو ان کی اس تاریخیں ۳، ۴ جون ۱۹۳۳ء مقرر ہوئیں۔ دور ۳ جون کی صبح کو نکاح محمدی بیگم کجھنے۔ پھر ۴ جون کی صبح کو صدق و کذب مرزا بیگم اور صدق و کذب مرزا میں مرزائی مدعی نبوت میں اہل حدیث مدعی اور مرزائی معترض مباحثہ کی اجمالی کیفیت

۱۔ ہر مناظرہ میں مرزا کسلسٹ ادھر ادھر کی ہاکتے رہے۔ ان کی سے بھی آیات قرآنیہ صحیح نہ پڑھی جاتی تھیں کی وجہ سے اس کا لقمہ بھی نہ پکڑ سکتے تھے۔ جو ہو کر بیٹھ جاتا تھا کہ چونکہ لوگ قہقہہ مارتے ہزاروں کا مجمع ہوتا تھا۔ بیسیوں حافظ قرآن خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔

۲۔ ہر مرزائی مناظرہ کو جہت سے قابو ہو جاتا تو دوسری طرف سے پڑتا اور لطف یہ کہ ان کے صدر صاحب (باصرار مقرر کرتے ہیں) حمایت میں اٹھتے کے قول کے خلاف اور ہی بات بنا کر پیش کر س پر بھی حاضرین قہقہہ مارتے اور ان کی پر لعن طعن کرتے کہ یہ لوگ کیسے بے خوف دفعہ کرتے ہیں۔

۳۔ مرزائی مناظرہ صرف

دہ ہو گئے ہیں اور وہ مسلمانوں کے اعتراضات سننے کی تاب نہیں رکھتے۔
 نے یہ دیکھ کر کہ مرزائی اپنے بیان کردہ مضامین پر ہمارے اعتراضات
 میں نہیں سن سکتے اور نہ ان کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ تو شہر میں منادی
 یا کہ کوئی مسلمان مرزائیوں کے جلسے میں نہ جائے۔ ہمیں کوئی ضرورت
 یہ کہ چپ چاپ ہو کر سنیں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ اور اس کا رسول پاک ﷺ
 نے اور ان کی رونق کو بڑھانے اور کفریات کو خاموشی سے سننے سے منع
 فرمایا۔ انجمن اہل حدیث نے کھلے میدان میں اپنا جلسہ منعقد کر دیا۔ جس میں
 با اہل حدیث اور کیا شیعہ سب بالاتفاق شریک ہوئے۔ کیونکہ مسائل
 کے خلاف ہیں۔ مقامی علماء میں سے بعض اصحاب نے جلسہ میں تقریریں
 عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مسجد مبارک پورہ۔ مولوی محمد یوسف
 یاس۔ انہوں نے مرزائیت کے سب پول کھول کر مسلمانوں کے سامنے
 گہرا اثر پڑا۔

سے مولوی محمد اسماعیل صاحب از گوجرانوالہ، حافظ عنایت اللہ صاحب
 الدین صاحب لکھنوی اور مولوی نور الہی صاحب گھر جا کھی تشریف
 ہمارے تقریروں نے مرزائیوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ باوجود شدید گرمی کے
 جلسے میں شریک ہوتے رہے اور ہر اجلاس میں کافی حاضری ہوتی رہی۔
 وانا تاذہ بام ہوتا تھا کہ سبحان اللہ! اور ماشاء اللہ!

تقریروں سے نہایت تنگ ہوئے۔ اول اس وجہ سے کہ ان تقریروں میں
 ل کھول کر مرزائیت کے بچھے اوجھڑے اور ان کے پول کھولے۔ تو
 فراموشی ہو گئی۔

سے کہ مرزائیوں نے اپنا جلسہ اپنے قبلہ اور عجبہ قلعہ معلے پر کیا تھا کہ اپنے
 میں رہیں۔ لیکن مسلمان اس جلسہ میں شریک نہ ہوئے۔ تو مرزائی بہت
 اپنے منصوبوں کے ناکام رہنے اور خرچ کے ضائع و بیکار جانے پر حسرتیں
 دیکھ کر دیگر شہر میں یہ کی مثل صادق آئی۔ آخر جب ہر طرف سے
 لگی اور ادھر سے مسلمانوں کے اشتہار پر اشتہار نکلتے لگے تو مرتا کیا نہ کرتا۔
 سہ کے بعد ہم تقریری مباحثہ۔۔۔ و تیار ہیں۔ بشرطیکہ اس جلسہ، مناظرہ

کے سرد رہوں ایک ہمارا دوسرا تمہارا۔ مسلمانوں نے کہا کہ یہ کہاں کی عقلندی ہے کہ مجلس ایک ہو
 اور امیر مجلس دو ہوں۔ یہ دو ملی کیسی؟۔ لیکن قادیانیوں کی ضد اور ہٹ معلوم ہے۔ ایتھ بیٹھے کہ اس
 کے بغیر ہم مباحثہ نہیں کریں گے۔ مسلمانوں نے جب دیکھا کہ یہ فرار کا بہانہ ڈھونڈ رہے ہیں
 اور ان کو کوئی موقع نہ دینا چاہئے تو ان کی اس ناجائز شرط کو بھی تسلیم کر لیا اور خدا کا کر کے مباحثہ کی
 تاریخیں ۲۳ جون ۱۹۳۳ مقرر ہوئیں۔ دو روز میں چار مضمون اور چار مجلسیں بدیں تفصیل کہ:

۳ جون کی صبح کو نکاح محمدی بیگم کی پیش گوئی پر دو گھنٹے اور شام کو حیات حضرت مسیح پر دو
 گھنٹے۔ پھر ۴ جون کی صبح کو صدق و کذب مرزا پر دو گھنٹے اور شام کو ختم نبوت پر دو گھنٹے۔ نکاح محمدی
 بیگم اور صدق و کذب مرزا میں مرزائی مدعی اور اہل حدیث معترض اور حیات حضرت مسیح اور ختم
 نبوت میں اہل حدیث مدعی اور مرزائی معترض۔

مباحثہ کی اجمالی کیفیت

۱۔ ہر مناظرہ میں مرزائی مناظر مہبوت ہوتے رہے اور حواس باختہ انت
 کنسلٹ ادھر ادھر کی بانکتے رہے۔ ان کی حواس باختگی کا بین ثبوت یہ ہے کہ ان کے کسی مناظر
 سے بھی آیات قرآنیہ صحیح نہ پڑھی جاتی تھیں۔ بلکہ جب مرزائی حافظ ان کو لقمہ دیتا تھا تو وہ بدحواسی
 کی وجہ سے اس کا لقمہ بھی نہ پکڑ سکتے تھے۔ جس سے مجلس میں قہقہہ مچ جاتا اور مرزائی مناظر کھسیانہ
 ہو کر بیٹھ جاتا تھا کہ چونکہ لوگ قہقہہ مارتے اور شور مچاتے ہیں۔ اس لئے ہم تقریر نہیں کر سکتے۔
 ہزاروں کا مجمع ہوتا تھا۔ بیسیوں حافظ قرآن موجود ہوتے تھے۔ قرآن شریف ناطہ پر ہتے۔ سن کر وہ
 خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔

۲۔ ہر مرزائی مناظر کو یہ ابتلاء پیش آیا کہ دوران گفتگو میں جب وہ ایک
 جہت سے قابو ہو جاتا تو دوسری طرف سے سر نکالنے کے لئے اسے پہلی کہی ہوئی بات سے مکرنا
 پڑتا اور لطف یہ کہ ان کے صدر صاحب (جسے مرزائی خاص اسی نازک وقت کی حمایت کے لئے
 باصرار مقرر کرتے ہیں) حمایت میں اٹھتے تو وہ اور بھی مہبوت ہو جاتے۔ چنانچہ وہ اپنے مناظر
 کے قول کے خلاف اور ہی بات بنا کر پیش کر دیتے کہ ہمارے مناظر صاحب نے تو یہ کہا تھا۔
 اس پر بھی حاضرین قہقہہ مارتے اور ان کی کذب بیانی پر توبہ، اعوذ پکارتے اور ہر طرف سے ان
 پر لعن طعن کرتے کہ یہ لوگ کیسے ب خوف ب ایمان ہیں کہ اپنی ہر ایک باری میں دو دو چار چار
 دفعہ مکر تے ہیں۔

۳۔ مرزائی مناظر صرف اسی بات کو بار بار رٹتے رہے۔ جو انہوں نے وریں

چہ شک والے طوطے کی طرح احمدیہ ڈائری سے یاد کی ہوتی اور جب کوئی نئی بات پیش آ جاتی جو احمدیہ ڈائری میں درج نہ ہوتی یا جب ان کی مندرجہ بات کا جواب دے دیا جاتا تو مرزائی مناظر کو بجائے اس کے کہ پیش کردہ بات کا جواب دے۔ بار بار احمدیہ ڈائری کے حوالوں کو پیش کر کے وقت کو پورا کرنا پڑتا۔ اس پر بھی خوب مضحکہ ہوتا۔

جب مرزائی مناظر ہر طرف سے تنگ آ گئے تو گالیوں پر آ تر آئے اور نہایت شوخی اور بے باکی سے انبیاء علیہم السلام خصوصاً آنحضرت ﷺ کی شان پاک میں بھی سخت کلمے کہنے پر اتر آئے۔ جن کے جواب نہایت متانت و سنجیدگی سے دیئے گئے۔ تو پھر مرزائیوں نے منہ نہ کھولا۔ اس کی مثالیں تفصیلی بیان میں مذکور ہوں گی۔ انشاء اللہ!

۴..... مجلس مناظرہ ہی میں تین سابق مرزائیوں نے اپنی توبہ کا اعلان کیا۔ جس کا اثر ضررین پر نہایت گہرا ہوا۔ اس کے جواب میں مرزائیوں نے ایک لڑکے کو کھڑا کیا کہ وہ یہ کہے کہ میں آج احمدیت کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن اس کے جاننے والے بیسیوں آدمی موجود تھے۔ سب بیک آواز پکار اٹھے کہ مرزائی اوے! مرزائی اوے! یعنی لڑکا مرزائی ہے۔ مرزائی ہے۔ جس سے اس لڑکے کو سامنے ہونے اور آواز نکالنے کی جرأت نہ پڑی اور وہ سر نیچے کئے ہوئے شرمسار ہو کر بیٹھ گیا۔ مرزائی جماعت اس سے اور بھی بہت نادم ہوئی اور مجلس نے اس کا بھی متعلق ہو کر قہقہہ اڑایا۔

غرض ہر مجلس میں مرزائیوں کی سخت فضیحت ہوتی رہی اور وہ اس کے بعد شرم کے مارے کئی روز تک شہر میں آزادی سے باہر نہیں نکل سکے۔ پرانے لوگ جنہوں نے اگلی بحثیں بھی سنی تھیں وہ سب بیک زبان کہتے تھے کہ قادیانیوں کی ایسی درست آگے کبھی نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ آگے جو مناظرہ ہوتا تھا وہ صرف ایک مسئلہ پر ہوتا تھا۔ جو دو ڈیڑھ گھنٹہ کے لئے صرف ایک مجلس میں ہوتا تھا۔ لیکن یہ مناظرہ دو روز تک رہا۔ جس میں چار مضمونوں کی چار مجلسیں ہوئی۔ پس اور مناظروں کی نسبت مرزائیوں کو چوٹی مار پڑی اس لئے اس مناظرے کا اثر چوگنا ہوا۔

اس مناظرے میں بعض مرزائیوں کی توبہ کے علاوہ ایک اور فضل ربانی بھی ہوا کہ جلسہ کے بعد کئی ہفتے تک برابر قریباً ہر روز غیر مذہب کے لوگ داخل اسلام ہوتے رہے۔

کیفیت روئے داد ہذا

۱..... تقسیم اوقات اس طرح تھی کہ ابتداء میں ہر فریق کو پندرہ پندرہ منٹ اور بعد ازاں نوبت بہ نوبت دس دس منٹ ملتے تھے اور آخری تقریر مدعی کی ہوتی تھی۔ اگر اس روئے داد

دس دس منٹ تقسیم اوقات کی ترتیب کو ملحوظ رکھا جائے۔ لہذا ہم نے ہر مقرر کی مختلف نوبتوں کی تقریروں کا باب اور فیصلہ میں آسانی ہو۔

۲..... جہاں تک ہو سکا ہے۔ ہم نے ہر طرح ادا کر دیا ہے۔ کیونکہ ایسی دس دس منٹ تقریریں ہاں اگر کسی فریق کو شکایت ہو کہ ہمارا مدعا قوی کا حق ہے کہ وہ اسے اپنے زوردار الفاظ میں بیان کرے۔

۳..... قادیانی مناظرہ باوجود بار بار اعتراضات کو دہراتے رہتے تھے۔ جو ان کی احمدیہ تقریروں سے پبلک پر اچھا اثر نہیں پڑتا تھا۔ جس کی وجہ سے پبلک دوسرے فریق کی تقریر سے خود بخود قانع ہو جاتا تھا۔

۴..... قادیانی مناظرے میں قادیانیوں نے اپنی توبہ کا اعلان کیا۔ جس کا اثر ضررین پر نہایت گہرا ہوا۔ اس کے جواب میں مرزائیوں نے ایک لڑکے کو کھڑا کیا کہ وہ یہ کہے کہ میں آج احمدیت کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن اس کے جاننے والے بیسیوں آدمی موجود تھے۔ سب بیک آواز پکار اٹھے کہ مرزائی اوے! مرزائی اوے! یعنی لڑکا مرزائی ہے۔ مرزائی ہے۔ جس سے اس لڑکے کو سامنے ہونے اور آواز نکالنے کی جرأت نہ پڑی اور وہ سر نیچے کئے ہوئے شرمسار ہو کر بیٹھ گیا۔ مرزائی جماعت اس سے اور بھی بہت نادم ہوئی اور مجلس نے اس کا بھی متعلق ہو کر قہقہہ اڑایا۔

۵..... تقسیم اوقات اس طرح تھی کہ ابتداء میں ہر فریق کو پندرہ پندرہ منٹ اور بعد ازاں نوبت بہ نوبت دس دس منٹ ملتے تھے اور آخری تقریر مدعی کی ہوتی تھی۔ اگر اس روئے داد

۶..... قادیانی مناظرے میں قادیانیوں نے اپنی توبہ کا اعلان کیا۔ جس کا اثر ضررین پر نہایت گہرا ہوا۔ اس کے جواب میں مرزائیوں نے ایک لڑکے کو کھڑا کیا کہ وہ یہ کہے کہ میں آج احمدیت کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن اس کے جاننے والے بیسیوں آدمی موجود تھے۔ سب بیک آواز پکار اٹھے کہ مرزائی اوے! مرزائی اوے! یعنی لڑکا مرزائی ہے۔ مرزائی ہے۔ جس سے اس لڑکے کو سامنے ہونے اور آواز نکالنے کی جرأت نہ پڑی اور وہ سر نیچے کئے ہوئے شرمسار ہو کر بیٹھ گیا۔ مرزائی جماعت اس سے اور بھی بہت نادم ہوئی اور مجلس نے اس کا بھی متعلق ہو کر قہقہہ اڑایا۔

۷..... قادیانی مناظرے میں قادیانیوں نے اپنی توبہ کا اعلان کیا۔ جس کا اثر ضررین پر نہایت گہرا ہوا۔ اس کے جواب میں مرزائیوں نے ایک لڑکے کو کھڑا کیا کہ وہ یہ کہے کہ میں آج احمدیت کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن اس کے جاننے والے بیسیوں آدمی موجود تھے۔ سب بیک آواز پکار اٹھے کہ مرزائی اوے! مرزائی اوے! یعنی لڑکا مرزائی ہے۔ مرزائی ہے۔ جس سے اس لڑکے کو سامنے ہونے اور آواز نکالنے کی جرأت نہ پڑی اور وہ سر نیچے کئے ہوئے شرمسار ہو کر بیٹھ گیا۔ مرزائی جماعت اس سے اور بھی بہت نادم ہوئی اور مجلس نے اس کا بھی متعلق ہو کر قہقہہ اڑایا۔

۸..... قادیانی مناظرے میں قادیانیوں نے اپنی توبہ کا اعلان کیا۔ جس کا اثر ضررین پر نہایت گہرا ہوا۔ اس کے جواب میں مرزائیوں نے ایک لڑکے کو کھڑا کیا کہ وہ یہ کہے کہ میں آج احمدیت کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن اس کے جاننے والے بیسیوں آدمی موجود تھے۔ سب بیک آواز پکار اٹھے کہ مرزائی اوے! مرزائی اوے! یعنی لڑکا مرزائی ہے۔ مرزائی ہے۔ جس سے اس لڑکے کو سامنے ہونے اور آواز نکالنے کی جرأت نہ پڑی اور وہ سر نیچے کئے ہوئے شرمسار ہو کر بیٹھ گیا۔ مرزائی جماعت اس سے اور بھی بہت نادم ہوئی اور مجلس نے اس کا بھی متعلق ہو کر قہقہہ اڑایا۔

۹..... قادیانی مناظرے میں قادیانیوں نے اپنی توبہ کا اعلان کیا۔ جس کا اثر ضررین پر نہایت گہرا ہوا۔ اس کے جواب میں مرزائیوں نے ایک لڑکے کو کھڑا کیا کہ وہ یہ کہے کہ میں آج احمدیت کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن اس کے جاننے والے بیسیوں آدمی موجود تھے۔ سب بیک آواز پکار اٹھے کہ مرزائی اوے! مرزائی اوے! یعنی لڑکا مرزائی ہے۔ مرزائی ہے۔ جس سے اس لڑکے کو سامنے ہونے اور آواز نکالنے کی جرأت نہ پڑی اور وہ سر نیچے کئے ہوئے شرمسار ہو کر بیٹھ گیا۔ مرزائی جماعت اس سے اور بھی بہت نادم ہوئی اور مجلس نے اس کا بھی متعلق ہو کر قہقہہ اڑایا۔

۱۰..... قادیانی مناظرے میں قادیانیوں نے اپنی توبہ کا اعلان کیا۔ جس کا اثر ضررین پر نہایت گہرا ہوا۔ اس کے جواب میں مرزائیوں نے ایک لڑکے کو کھڑا کیا کہ وہ یہ کہے کہ میں آج احمدیت کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن اس کے جاننے والے بیسیوں آدمی موجود تھے۔ سب بیک آواز پکار اٹھے کہ مرزائی اوے! مرزائی اوے! یعنی لڑکا مرزائی ہے۔ مرزائی ہے۔ جس سے اس لڑکے کو سامنے ہونے اور آواز نکالنے کی جرأت نہ پڑی اور وہ سر نیچے کئے ہوئے شرمسار ہو کر بیٹھ گیا۔ مرزائی جماعت اس سے اور بھی بہت نادم ہوئی اور مجلس نے اس کا بھی متعلق ہو کر قہقہہ اڑایا۔

۱۱..... قادیانی مناظرے میں قادیانیوں نے اپنی توبہ کا اعلان کیا۔ جس کا اثر ضررین پر نہایت گہرا ہوا۔ اس کے جواب میں مرزائیوں نے ایک لڑکے کو کھڑا کیا کہ وہ یہ کہے کہ میں آج احمدیت کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن اس کے جاننے والے بیسیوں آدمی موجود تھے۔ سب بیک آواز پکار اٹھے کہ مرزائی اوے! مرزائی اوے! یعنی لڑکا مرزائی ہے۔ مرزائی ہے۔ جس سے اس لڑکے کو سامنے ہونے اور آواز نکالنے کی جرأت نہ پڑی اور وہ سر نیچے کئے ہوئے شرمسار ہو کر بیٹھ گیا۔ مرزائی جماعت اس سے اور بھی بہت نادم ہوئی اور مجلس نے اس کا بھی متعلق ہو کر قہقہہ اڑایا۔

۱۲..... قادیانی مناظرے میں قادیانیوں نے اپنی توبہ کا اعلان کیا۔ جس کا اثر ضررین پر نہایت گہرا ہوا۔ اس کے جواب میں مرزائیوں نے ایک لڑکے کو کھڑا کیا کہ وہ یہ کہے کہ میں آج احمدیت کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن اس کے جاننے والے بیسیوں آدمی موجود تھے۔ سب بیک آواز پکار اٹھے کہ مرزائی اوے! مرزائی اوے! یعنی لڑکا مرزائی ہے۔ مرزائی ہے۔ جس سے اس لڑکے کو سامنے ہونے اور آواز نکالنے کی جرأت نہ پڑی اور وہ سر نیچے کئے ہوئے شرمسار ہو کر بیٹھ گیا۔ مرزائی جماعت اس سے اور بھی بہت نادم ہوئی اور مجلس نے اس کا بھی متعلق ہو کر قہقہہ اڑایا۔

۱۳..... قادیانی مناظرے میں قادیانیوں نے اپنی توبہ کا اعلان کیا۔ جس کا اثر ضررین پر نہایت گہرا ہوا۔ اس کے جواب میں مرزائیوں نے ایک لڑکے کو کھڑا کیا کہ وہ یہ کہے کہ میں آج احمدیت کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن اس کے جاننے والے بیسیوں آدمی موجود تھے۔ سب بیک آواز پکار اٹھے کہ مرزائی اوے! مرزائی اوے! یعنی لڑکا مرزائی ہے۔ مرزائی ہے۔ جس سے اس لڑکے کو سامنے ہونے اور آواز نکالنے کی جرأت نہ پڑی اور وہ سر نیچے کئے ہوئے شرمسار ہو کر بیٹھ گیا۔ مرزائی جماعت اس سے اور بھی بہت نادم ہوئی اور مجلس نے اس کا بھی متعلق ہو کر قہقہہ اڑایا۔

۱۴..... قادیانی مناظرے میں قادیانیوں نے اپنی توبہ کا اعلان کیا۔ جس کا اثر ضررین پر نہایت گہرا ہوا۔ اس کے جواب میں مرزائیوں نے ایک لڑکے کو کھڑا کیا کہ وہ یہ کہے کہ میں آج احمدیت کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن اس کے جاننے والے بیسیوں آدمی موجود تھے۔ سب بیک آواز پکار اٹھے کہ مرزائی اوے! مرزائی اوے! یعنی لڑکا مرزائی ہے۔ مرزائی ہے۔ جس سے اس لڑکے کو سامنے ہونے اور آواز نکالنے کی جرأت نہ پڑی اور وہ سر نیچے کئے ہوئے شرمسار ہو کر بیٹھ گیا۔ مرزائی جماعت اس سے اور بھی بہت نادم ہوئی اور مجلس نے اس کا بھی متعلق ہو کر قہقہہ اڑایا۔

۱۵..... قادیانی مناظرے میں قادیانیوں نے اپنی توبہ کا اعلان کیا۔ جس کا اثر ضررین پر نہایت گہرا ہوا۔ اس کے جواب میں مرزائیوں نے ایک لڑکے کو کھڑا کیا کہ وہ یہ کہے کہ میں آج احمدیت کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن اس کے جاننے والے بیسیوں آدمی موجود تھے۔ سب بیک آواز پکار اٹھے کہ مرزائی اوے! مرزائی اوے! یعنی لڑکا مرزائی ہے۔ مرزائی ہے۔ جس سے اس لڑکے کو سامنے ہونے اور آواز نکالنے کی جرأت نہ پڑی اور وہ سر نیچے کئے ہوئے شرمسار ہو کر بیٹھ گیا۔ مرزائی جماعت اس سے اور بھی بہت نادم ہوئی اور مجلس نے اس کا بھی متعلق ہو کر قہقہہ اڑایا۔

رج احمد یہ ڈائری سے یاد کی ہوئی اور جب کوئی نئی بات پیش آ جاتی جو
وئی یا جب ان کی مندرجہ بات کا جواب دے دیا جاتا تو مرزائی منظر کو
دہ بات کا جواب دے۔ بار بار احمد یہ ڈائری کے حوالوں کو پیش کر کے
پہنچ بھی خوب مستحکم ہوتا۔

ناظر ہر طرف سے تنگ آ گئے تو گالیوں پر آتر آئے اور نہایت شہنی اور
علام خصوصاً آنحضرت ﷺ کی شان پاک میں بھی سخت کلمے کہنے پر اتر
یت متانت و سنجیدگی سے دیئے گئے۔ تو پھر مرزائیوں نے منہ نہ کھولا۔
س مذکور ہوں گی۔ انشاء اللہ!

اس مناظرہ ہی میں تین سابق مرزائیوں نے اپنی توبہ کا اعلان کیا۔
ت گہرا ہوا۔ اس کے جواب میں مرزائیوں نے ایک لڑکے کو کھڑا کیا کہ
بت کو قبول کرتا ہوں۔ لیکن اس کے جاننے والے بیسیوں آدمی موجود
اٹھے کہ مرزائی اوئے! مرزائی اوئے! یعنی لڑکا مرزائی ہے۔ مرزائی
سوسانے ہونے اور آواز نکالنے کی جرأت نہ پڑی اور وہ سر نیچے کئے
۔ مرزائی جماعت اس سے اور بھی بہت نادم ہوئی اور مجلس نے اس کا

میں مرزائیوں کی سخت فضاہیت ہوتی رہی اور وہ اس کے بعد شرم کے
راوی سے باہر نہیں نکل سکے۔ پرانے لوگ جنہوں نے اگلی بحثیں بھی سنی
ہتے تھے کہ قادیانیوں کی ایسی درگت آگے کبھی نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ یہ
نفاذ و صرف ایک مسئلہ پر ہوتا تھا۔ جو دو ڈیڑھ گھنٹہ کے لئے صرف ایک
ناظرہ دور و زنگ رہا۔ جس میں چار مضمونوں کی چار مجلسیں ہوئی۔ پس
یوں کو چوٹی مار پڑی اس لئے اس مناظرے کا اثر چوگنا ہوا۔

میں بعض مرزائیوں کی توبہ کے علاوہ ایک اور فتنل رہائی بھی ہوا کہ جلسہ
بابر روز غیر مذہب کے لوگ داخل اسلام ہوتے رہے۔

ہر اوقات اس طرح تھی کہ ابتداء میں ہر فریق کو پندرہ پندرہ منٹ اور
دس منٹ ملتے تھے اور آخری تقریر مدعی کی ہوتی تھی۔ اگر اس روئے او

میں دس دس منٹ تقسیم اوقات کی ترتیب کو ملحوظ رکھا جائے تو کسی مضمون کے دلائل کا سلسلہ قائم نہیں
رہ سکتا۔ لہذا ہم نے ہر مقرر کی مختلف نو بتوں کی تقریروں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے کہ ناظرین کو فہم
مطالب اور فیصلہ میں آسانی ہو۔

۲..... جہاں تک ہو سکا ہے۔ ہم نے اپنی عبارت میں ہر فریق کا مطلب مختصراً
پوری طرح ادا کر دیا ہے۔ کیونکہ ایسی دس دس منٹ تقریروں میں ہر نوبت کے الفاظ عموماً محفوظ نہیں
رہ سکتے۔ ہاں اگر کسی فریق کو شکایت ہو کہ ہمارا مدعا قصور بیان کی وجہ سے کمزور دکھایا گیا ہے۔ تو
اس کا حق ہے کہ وہ اسے اپنے زوردار الفاظ میں بیان کر کے اپنے مدعا اور دلائل کو واضح کر دے۔
سیالکوٹ کی پبلک دوسرے فریق کی تقریر سے خود مقابلہ کر لے گی اور دوسرے لوگ بھی سمجھ
سکیں گے کہ قوی دلیلیں کس کی ہیں اور کمزور کس کی؟۔

۳..... قادیانی مناظر باوجود بار بار جواب پالینے کے بار بار انہی دلائل
واعتراضات کو دہراتے رہتے تھے۔ جو ان کی احمدیہ ڈائری میں مسطور ہیں۔ اس لئے ان کی
تقریروں سے پبلک پر اچھا اثر نہیں پڑتا تھا۔ جس کی وجہ سے اکثر دفعہ قادیانی مناظر بلکہ ان کا صدر
بھی کھسیانا ہو جاتا تھا۔

دیگر قادیانی مناظرے

سابقہ ذکر ہو چکا ہے کہ قادیانیوں نے اپنے اس سیالکوٹی جلسہ میں ہر ملت و مذہب کے
متعلق مضامین رکھے تھے۔ مسلمانوں کے، عیسائیوں کے، ہندوؤں کے، سکھوں کے، سب کے
متعلق تقریریں مقرر تھیں اور سب کو مناظرے کی دعوت تھی۔ غالباً ان کے سر میں تیس مارخاں بننے
کا خیال باطل ہوگا۔ لیکن جب انہوں نے مسلمانوں سے تقریری مباحثہ کرنے سے انکار کر دیا اور
مسلمانوں نے ان کے جلسے میں شریک نہ ہو کر اپنا جسہ الگ کیا تو دیگر مذاہب کے لوگ بھی
مرزائیوں کے جلسے میں شریک نہ ہوئے۔ بلکہ اسلامی جلسے میں کثرت سے اور شوق سے آتے
رہے۔ پھر ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں کی طرح اپنی اپنی جگہ مرزائیوں کی تردید میں جلسے
مقرر کئے۔ مرزائیوں نے جب اپنی ایسی بے قدری اور کس میرسی کی حالت دیکھی تو ان کا سر کھجلیا
کہ کہیں سے مار تو پڑی نہیں اب چین کس طرح آئے؟۔

قادیانی اور ایک سکھ دیوی

تو اس ہوس کو پورا کرنے کے لئے ایک دن سکھوں کے جلسے میں جادھیکے۔ وہاں سے
قادیانی مولوی (گرنتھی) ایک سکھ دیوی کے سوال سے ایسا جواب ہوا کہ سوائے خاموشی کے کچھ

بن نہ آیا۔ اصل یہ تھا کہ گورونانک جی مہاراج کا مذہب کیا تھا؟۔ قادیانی مدعی ہیں کہ وہ مسلمان تھے۔ اس کی دلیل جیسا کہ ہم کو خبر پہنچی ہے۔ مرزائی مولوی نے ایک یہ دی کہ بموجب سکھوں کی مشہور روایت کے گرد جی مہاراج نے مکہ شریف کا سفر کیا۔ اگر وہ مسلمان نہیں تھے تو مکہ شریف میں کیوں گئے۔ سکھ مقرر صاحب نے کہا کہ یہ مسلمان ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ کسی جگہ کا سفر اور بات ہے اور اس جگہ کے رہنے والوں کا ہم مذہب ہونا اور بات ہے۔ درمیان میں سے ایک سکھ دیوی بول اٹھی کہ اچھا اگر مکہ شریف میں جانا مسلمان ہونے کی دلیل ہے تو تمہارا مرزا توج کرنے نہیں گیا وہ پھر کافر ہوا۔ اس پر قہقہہ بچا اور مرزائی صاحب خاموش ہو گئے اور وہاں سے بہت بری طرح واپس ہوئے۔ لیکن مرزائی اور ڈھٹائی دو مترادف الفاظ ہیں۔

قادیانی سنا تینوں سے جا لکھے

اسی شب کو یعنی ۲۹ مئی ۱۹۳۳ء کو سنا تینوں کے جلسے میں جا کودے۔ وہاں پر کلگی اوتار کا مضمون تھا۔ اس جلسے میں ہمارا نمائندہ بھی موجود تھا۔ اس کی رپورٹ ہے اور اخبار گوردھن سیالکوٹ کے ضمیمہ یکم جون ۱۹۳۳ء میں مفصل کیفیت چھپی ہے کہ پنڈت رام سرن جی صاحب کے مضمون کے بعد مرزائی مولوی محمد عمر صاحب نے ایک اردو کتاب بنام کلگی اوتار پیش کر کے کہا کہ یہ کتاب پنڈت ایشری پرشاد صاحب کی ترجمہ کردہ ہے۔ اس میں حوالہ دے کر لکھا ہے کہ جناب کرشن جی مہاراج نے فرمایا ہے کہ میں اخیر زمانے میں کلگی اوتار ہو کر آؤں گا اور میرا نام ا، ج، م، د ہوگا۔ سو اس کے مطابق جناب کرشن جی مہاراج جناب مرزا قادیانی کے جنم میں ظاہر ہوئے ہیں۔

پنڈت صاحب موصوف نے جواب میں کہا کہ اگر یہ حوالہ درست دیا گیا ہے تو یہ لیجئے اصل کتاب موجود ہے۔ اس میں سے نکال کر بتائیے کہ اس میں ا، ج، م، د یعنی احمد اور قادیانی کا نام کہاں اور قادیانی بھونچکے رہ گئے۔ بہت کہا گیا کہ نکالو اور پڑھو۔ لیکن کتاب کو ہاتھ تک نہ لگایا اور دریں چہ شک کی طرح جو کچھ گھر سے پڑھ کر آئے تھے وہی رٹتے رہے کہ یہ دیکھو اس اردو کتاب میں لکھا ہے۔ یہ تمہارے ہی پنڈت نے لکھی ہے۔ پنڈت رام سرن جی معقول آدمی تھے۔ نہایت سنجیدگی سے سمجھاتے رہے کہ مولوی صاحب! حوالہ کی صحت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اصل کتاب میں من و عن موجود ہو۔ سو آپ نکالنے اصل کتاب حاضر ہے۔ لیکن مرزائی مولوی صاحب نے کتاب کو ہاتھ نہ لگانے کی قسم کھائی تھی۔ ہاتھ نہ لگایا۔

اس کے بعد پنڈت رام سرن جی نے فرمایا کہ قادیانی صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ

بھگوان کرشن جی مہاراج اب مرزا غلام
مذہب اسلام کے بدووجہ کفر ہے۔
اول اس لئے کہ
ایسا ہی مانتے ہیں۔ تو یہ بات اسلام
کے روپ میں ظاہر ہو۔

دوم اسلئے کہ اگر
ان کا دوسرا جنم لینا تاسخ کی بناء پر
قیامت کا انکار لازم آتا ہے)

ہندو، مسلمان حاضرین
سوائے خاموشی کے کچھ بھی نہ دیا
ہوئے۔ جیسے گدھے کے سر سے سینہ پر
منے اور پرانے مسیحیوں کی ما
قادیانیوں نے اپنے
ہوئے دیا اور اس میں یہ بھی لکھا کہ
یہ بات سب کو معلوم ہے کہ سیالکوٹ
کا جلسہ ہوا ان کو مناظرہ کی ضرورت
نے دیکھا کہ مسلمانوں اور سکھوں
تقریریں سننے کے لئے ہمارے حرم
شرمساری دھونے کے لئے عیسائی
عیسائی بھی مدت کے
سے خط و کتابت کر کے ان کو بلایا
خاص مرزا بیت کے متعلق تین ممبر
کر لیں۔ پہلے روز ایک قادیانی
بہت شرمسار ہوئے دوسرے اور
گویا کہ سیالکوٹ میں کوئی مرزائی
تھے کہ آج ان کو کیا ہو گیا۔ یہ تو کہ

گورو نانک جی مہاراج کا مذہب کیا تھا؟۔ قادیانی مدعی ہیں کہ وہ مسلمان کہ ہم کو خبر پہنچی ہے۔ مرزائی مولوی نے ایک یہ دی کہ بموجب سکھوں کی مہاراج نے مکہ شریف کا سفر کیا۔ اگر وہ مسلمان نہیں تھے تو مکہ شریف میں حب نے کہا کہ یہ مسلمان ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ کسی جگہ کا سفر اور بات نے والوں کا ہم مذہب ہونا اور بات ہے۔ درمیان میں سے ایک سکھ دیوی ریف میں جانا مسلمان ہونے کی دلیل ہے تو تمہارا مرزا تو حج کرنے نہیں پر قہقہہ مچا اور مرزائی صاحب خاموش ہو گئے اور وہاں سے بہت بری طرح لے اور ڈھٹائی دو مترادف الفاظ ہیں۔

سے جا لیجئے

جنی ۲۹ مئی ۱۹۳۳ء کو ساتینوں کے جلسے میں جا کو دے۔ وہاں پر کلگی جلسے میں ہمارا نمائندہ بھی موجود تھا۔ اس کی رپورٹ ہے اور اخبار سیمہ یکم جون ۱۹۳۳ء میں مفصل کیفیت چھپی ہے کہ پنڈت رام سرن جی بعد مرزائی مولوی محمد عمر صاحب نے ایک اردو کتاب بنام کلگی اوتار پنڈت ایشری پر شاد صاحب کی ترجمہ کر دہ ہے۔ اس میں حوالہ دے ن جی مہاراج نے فرمایا ہے کہ میں اخیر زمانے میں کلگی اوتار ہو کر ج، م، د ہو گا۔ سو اس کے مطابق جناب کرشنا جی مہاراج جناب ظاہر ہوئے ہیں۔

ب موصوف نے جواب میں کہا کہ اگر یہ حوالہ درست دیا گیا ہے تو یہ لیجئے میں سے نکال کر بتائیے کہ اس میں ا، ج، م، د یعنی احمد اور قادیانی کا پلے رہ گئے۔ بہت کہا گیا کہ نکالو اور پڑھو۔ لیکن کتاب کو ہاتھ تک نہ لگایا جو کچھ گھر سے پڑھ کر آئے تھے وہی رنٹے رہے کہ یہ دیکھو اس اردو ارے ہی پنڈت نے لکھی ہے۔ پنڈت رام سرن جی معقول آدمی تھے۔ رہے کہ مولوی صاحب! حوالہ کی صحت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اصل ہو۔ سو آپ نکالنے اصل کتاب حاضر ہے۔ لیکن مرزائی مولوی صاحب قسم کھاتی تھی۔ ہاتھ نہ لگایا۔

پنڈت رام سرن جی نے فرمایا کہ قادیانی صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ

بھگوان کرشن جی مہاراج اب مرزا غلام احمد قادیانی کے جنم میں ظاہر ہوئے ہیں تو یہ بات بموجب مذہب اسلام کے بدو وجہ کفر ہے۔

اول..... اس لئے کہ ہم بھگوان جی کو پر میشر کا اوتار مانتے ہیں۔ اگر مرزا قادیانی بھی ایسا ہی مانتے ہیں۔ تو یہ بات اسلام کی توحید کے خلاف ہے۔ بلکہ کفر ہے کہ خدا تعالیٰ کسی انسان کے روپ میں ظاہر ہو۔

دوم..... اسلئے کہ اگر مرزا قادیانی کرشن جی مہاراج کو ایک انسان مانتے ہیں تو ان کا دوسرا جنم لینا تنازع کی بناء پر ہے اور یہ بات اسلام کے رو سے کفر ہے۔ (کیونکہ اس سے قیامت کا انکار لازم آتا ہے)

ہندو، مسلمان حاضرین کا بیان ہے کہ ان ہر دو باتوں کا جواب مرزائی مولوی محمد عمر نے سوائے خاموشی کے کچھ بھی نہ دیا اور بہت بری طرح اور شرمسار ہو کر وہاں سے ایسے رخصت ہوئے۔ جیسے گدھے کے سر سے سینک۔

نئے اور پرانے مسیحیوں کی ملاقات

قادیانیوں نے اپنے جلسے کے آخری دن ایک اشتہار کلیسیا لکھتے کو خطاب کرتے ہوئے دیا اور اس میں یہ بھی لکھا کہ وہ ہمارے جلسہ میں آکر سوال کر سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ سیالکوٹ میں کوئی عیسائی مشنری صاحب مناظر نہیں ہیں۔ جب بھی ان کا جلسہ ہو یا ان کو مناظرہ کی ضرورت ہو تو باہر کے پادری صاحبان بلائے جاتے ہیں۔ قادیانیوں نے دیکھا کہ مسلمانوں اور سکھوں کی طرف سے ہمیں شرمساری ہوئی ہے اور ہماری (لا یعنی) تقریریں سننے کے لئے ہمارے حرم قلعہ میں کوئی بھی نہیں آیا۔ تو عیسائیوں کا میدان خالی دیکھ کر اپنی شرمساری دھونے کے لئے عیسائیوں کو چیلنج دے دیا۔

عیسائی بھی مدت کے منتظر تھے۔ انہوں نے ریوی رنڈ پادری عبدالحق صاحب ڈی، دی سے خط و کتابت کر کے ان کو بلایا۔ چنانچہ ۲۱، ۲۲ اور ۲۳ جون ۱۹۳۳ء کو سیالکوٹ میں انہوں نے خاص مرزائیت کے متعلق تین مبسوط تقریریں کیں اور قادیانیوں کے لئے وقت بھی رکھا کہ وہ سوال کر لیں۔ پہلے روز ایک قادیانی مولوی اپنی بیوقوفی سے تھوڑے وقت کے لئے کھڑے ہوئے اور بہت شرمسار ہوئے دوسرے اور تیسرے روز کوئی بھی قادیانی، پادری صاحب کے سامنے نہ ہوا۔ گویا کہ سیالکوٹ میں کوئی مرزائی ہے ہی نہیں۔ ہر طرف سے مرزائیوں پر آوازے کسے جا رہے تھے کہ آج ان کو کیا ہو گیا۔ یہ تو کہا کرتے تھے کہ مرزا قادیانی کسر صلیب کے لئے آئے ہیں اور وہ

صلیب توڑ چکے ہیں۔ اب کوئی عیسائی ہمارے سامنے نہیں آ سکتا۔ لیکن ریوی رنڈ پادری عبدالحق صاحب آج سیالکوٹ میں تین روز سے گرج رہے ہیں اور قادیانی بلوں میں جا گھسے ہیں۔
غرض سابق کی طرح اس سال بھی قادیانیوں کا سیالکوٹ میں آنا بہت منحوس اور نامبارک ہوا۔ غالباً اب وہ سیالکوٹ میں بہت سالوں تک پھر یہ اکھاڑہ قائم نہ کر سکیں گے۔ سیالکوٹ سے رخصت ہوتے ہوئے ان کی حالت اس شعر کی مصداق تھی۔

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آتے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

فقط دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العلمین

مرتب منجانب: انجمن اہل حدیث سیالکوٹ ۱۷ جولائی ۱۹۳۳ء

بسم الله الرحمن الرحيم!

مفصل روئداد مناظرات قادیانیہ

پہلا روز مورخہ ۳ جون ۱۹۳۳ء پہلی مجلس صبح ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک۔
بحث محمدی بیگم کے نکاح کی پیش گوئی مدعی احمدی مناظر۔

قادیانی

صدر مولوی علی محمد صاحب مرزائی
مناظر مدعی مولوی عبدالرحمن گجراتی مرزائی

مسلمان

صدر شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر
مناظر مجیب مولوی احمد دین صاحب لکھڑوی

بیان دعویٰ

حضرات! ہمارا (قادیانیوں کا) دعویٰ ہے کہ محمدی بیگم کی پیش گوئی پوری ہو گئی اور کوئی ایسی بات نہیں جو پوری نہ ہوئی ہو۔

محمدی بیگم مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی لڑکی تھی۔ جن کا خاندان خلاف اسلام عقائد میں مبتلا تھا۔ وہ احکام خدا اور رسول کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ رسول ﷺ کو گندی گالیاں دیتے تھے۔ بلکہ وہ دہریہ تھے۔ جناب مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے چاہا کہ اس خاندان میں دینداری

پیدا کریں۔ سو آپ نے مرزا احمد بیگ کو خط لکھا تو خدا ان پر کئی قسم کی برکتیں کرے گا۔ ہم تسلیم ہوا۔ لیکن نکاح اصل مقصود نہیں تھا۔ اصل مقصد ہے جو الہام کے ساتھ ہی شائع ہوئی تھی۔
پس جب انہوں نے توبہ کی تو غصہ کی تین جزیں تھیں۔

۱..... یہ کہ اگر یہ کسی اور گرج

لڑکی کا باپ مرجائے گا۔

۲..... اور ڈھائی سال تک

۳..... پھر وہ عورت بیوہ

ڈراؤں کی پرواہ نہ کی اور مرزا سلطان محمد صاحب کا باپ احمد بیگ مر گیا اور اس کا اثر محمدی بیگ سے ثابت ہے۔ جو اس نے جناب مرزا قادیانی سے پہلی اس کی توبہ ہوئی اور اس کی موت ٹل گئی۔ پس جب بیوہ ہونے کے

صورت میں حضرت مرزا قادیانی کے نکاح سے بچ گیا اور محمدی بیگم بیوہ نہ ہو سکی۔ تو ہلاکت تھی جو توبہ سے ٹل گئی اور توبہ واستغفار سے ٹل گیا۔ بلکہ تقدیر میرم بھی ٹل جاتی تھی۔ ٹل جاتی ہے اور صدقہ و خیرات سے بھی

اور اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء اور دوسرا توبہ کرے گا اور وہ بچ جائے گا باپ مر گیا اور خاندان نے توبہ کر لی۔ اس رہے ہیں۔ محمدی بیگم کا ایک بیٹا احمدی ہو جواب منجانب مولوی احمد دین مولوی عبدالرحمان قادیانی

ب کوئی عیسائی ہمارے سامنے نہیں آ سکتا۔ لیکن ریوی رنڈ پادری عبدالحق
سے تین روز سے گرج رہے ہیں اور قادیانی بلوں میں جا گھسے ہیں۔
کی طرح اس سال بھی قادیانیوں کا سیا لکوٹ میں آنا بہت منحوس اور نامبارک
ٹ میں بہت سالوں تک پھر یہ کھاڑہ قائم نہ کر سکیں گے۔ سیا لکوٹ سے
ن کی حالت اس شعر کی مصداق تھی۔

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آتے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

ابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العلمین

مرتب منجانب: انجمن اہل حدیث سیا لکوٹ..... ۱۷ جولائی ۱۹۳۳ء

بسم الله الرحمن الرحيم!

مفصل روئد او مناظرات قادیانیہ

مورخہ ۳ جون ۱۹۳۳ء پہلی مجلس صبح ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک۔
نکاح کی پیش گوئی مدعی..... احمدی مناظر۔

مولوی علی محمد صاحب مرزائی

مولوی عبدالرحمن گجراتی مرزائی

شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر

مولوی احمد دین صاحب لکھنوی

را (قادیانیوں کا) دعویٰ ہے کہ محمدی بیگم کی پیش گوئی پوری ہو گئی اور کوئی
ہوئی ہو۔

احمد بیگ ہوشیار پوری کی لڑکی تھی۔ جن کا خاندان خلاف اسلام عقائد
اور رسول کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ رسول ﷺ کو گندی گالیاں دیتے
جناب مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے چاہا کہ اس خاندان میں دینداری

پیدا کریں۔ سو آپ نے مرزا احمد بیگ کو خط لکھا کہ اگر وہ اپنی بیٹی محمدی بیگم کا مجھ سے نکاح کر دیں۔
تو خدا ان پر کئی قسم کی برکتیں کرے گا۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ محمدی بیگم سے مرزا قادیانی کا نکاح نہیں
ہوا۔ لیکن نکاح اصل مقصود نہیں تھا۔ اصل مقصود اس خاندان کی اصلاح تھی۔ جو اس شرط سے ثابت
ہے جو الہام کے ساتھ ہی شائع ہوئی تھی۔

پس جب انہوں نے توبہ کی تو عذاب ٹل گیا۔ جس کی تفصیل یوں ہے کہ اس پیش گوئی
کی تین جزیں تھیں۔

۱..... یہ کہ اگر یہ کسی اور جگہ نکاح کر دیں گے تو یوم نکاح سے تین سال تک اس

لڑکی کا باپ مر جائے گا۔

۲..... اور ڈھائی سال تک اس کا خاوند مر جائے گا۔

۳..... پھر وہ عورت بیوہ ہو کر میرے نکاح میں آئے گی۔ ان لوگوں نے ان
ڈراؤں کی پرواہ نہ کی اور مرزا سلطان محمد ساکن پٹی سے اس لڑکی کا نکاح کر دیا۔ چھ ماہ بعد محمدی بیگم
کا باپ احمد بیگ مر گیا اور اس کا اثر محمدی بیگم کے خاوند پر پڑا اور وہ ڈر گیا۔ چنانچہ اس کا ڈرنا اس خط
سے ثابت ہے۔ جو اس نے جناب مرزا قادیانی کی نیک بختی اور خدمت اسلام کے متعلق لکھا تھا۔
پس یہی اس کی توبہ ہوئی اور اس کی موت ٹل گئی۔

پس جب بیوہ ہونے کے لئے خاوند کی موت ضروری تھی اور محمدی بیگم بیوہ ہونے کی
صورت میں حضرت مرزا قادیانی کے نکاح میں آنے والی تھی اور اس کا خاوند بوجہ توبہ کے ہلاکت
سے بچ گیا اور محمدی بیگم بیوہ نہ ہو سکی۔ تو نکاح بھی نہ ہوا۔ پس اصل بات محمدی بیگم کے خاوند کی
ہلاکت تھی جو توبہ سے ٹل گئی اور توبہ واستغفار سے عذاب ٹل جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یونس کی قوم
سے ٹل گیا۔ بلکہ تقدیر مہرم بھی ٹل جاتی ہے۔ علاوہ اس کے حدیثوں سے ثابت ہے کہ دعا سے تقدیر
ٹل جاتی ہے اور صدقہ و خیرات سے بھی تقدیر ٹل جاتی ہے۔

اور اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں صراحتہ کہا گیا ہے کہ ایک توبہ نہ کرے گا تو ہلاک ہوگا
اور دوسرا توبہ کرے گا اور وہ بچ جائے گا اور اس کے بعد احمد بیگم چند کتے بھونکتے رہیں گے۔ پس
باپ مر گیا اور خاوند نے توبہ کر لی۔ اس لئے محمدی بیگم نکاح میں نہ آ سکی اور اب احمد بیگم کتے بھونک
رہے ہیں۔ محمدی بیگم کا ایک بیٹا احمدی ہو چکا ہے۔ جس سے اس خاندان کی اصلاح ثابت ہو گئی۔

جواب منجانب مولوی احمد دین صاحب اہل حدیث لکھنوی

مولوی عبدالرحمان قادیانی نے جو تقریر کی ہے وہ سوائے ایک کلمہ کے کہ انہوں نے

محمدی بیگم کے نکاح کا نہ ہونا تسلیم کر لیا ہے۔ اس سرتاپا غلط اور باطل ہے اور انہوں نے جو جو عذرات کئے ہیں وہ مرزا قادیانی کی اپنی تحریرات کے بالکل خلاف ہیں اور جو حوالے ذکر کئے ہیں وہ سب بے موقع ہیں۔ جو ان کو کسی صورت میں بھی مفید نہیں۔

تفصیل اس کی یوں ہے کہ اصل بحث محمدی بیگم کے نکاح کی پیش گوئی ہے۔ جیسا کہ پرچہ شرائط سے ظاہر ہے۔ جسے میرے مد مقابل مولوی عبدالرحمان قادیانی نے کھلے الفاظ میں تسلیم کر لیا ہے کہ نکاح نہیں ہوا۔ پس پیش گوئی غلط ثابت ہو گئی اور یہی مراد تھی۔ پس اس کے بعد اصل بحث گفتگو کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں

زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

لیکن مولوی عبدالرحمان نے اس کے بعد جو جو عذرات خود مرزا قادیانی مدعی کی تصریحات کے برخلاف ذکر کئے ہیں اور مغالطات سے کام لیا ہے اور قرآن وحدیث کے مطالب کو بگاڑ کر مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہا ہے۔ ہم ان کی دھجیاں اڑا کر حقیقت امر کو منکشف کرنا چاہتے ہیں۔ غور سے سنتے جائیے۔

۱..... اس نکاح کے متعلق سب سے پہلا الہام مذوجنکھا ہے۔ (آسمانی فیصلہ ص ۴۰، خزائن ج ۳ ص ۳۵۰) یعنی (بقول مرزا قادیانی) خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ (کہ اے مرزا) ہم نے اس لڑکی (محمدی بیگم) کو تیری زوجہ بنا دیا۔ اس الہام میں کوئی شرط نہیں۔

۲..... دیگر یہ کہ یہ الہام زوجیت کے متعلق ہے۔ نہ تو کسی خاندان کی اصلاح کے لئے ہے اور نہ کسی کی ہلاکت کے لئے ہے۔

۳..... تیسرے یہ کہ مرزا سلطان محمد شوہر محمدی بیگم کی موت اصل مقصود نہیں ہے۔ اس کا محمدی بیگم کا شوہر ہونا مرزا قادیانی کے نکاح کے لئے رکاوٹ تھا۔ اس لئے مرزا قادیانی نے رکاوٹ دور ہونے اور مقصود برآئے کی نسبت کہا کہ وہ اڑھائی سال تک مر جائے گا اور اس کے بعد وہ لڑکی میرے نکاح میں آئے گی۔ پس اصل مقصود نکاح تھا اور اس کے شوہر کی موت ایک فروعی بات تھی۔ لیکن خدا کی قدرت وہ فروعی بات بھی پوری نہ ہوئی اور مرزا کی حالت یہ ہو گئی۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

پس پیش گوئی جھوٹی نکلی اور قادیانی عبدالرحمان نے یہ جو فرمایا ہے کہ اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں صاف بتایا گیا ہے کہ ایک تو۔ نہ کرے گا تو مر جائے گا اور دوسرا تو یہ کرے گا اور وہ بیچ

جائے گا۔ اس کے چھ ماہ بعد احمد بیگ لے وہ بیچ گیا۔ یہ سارا سلسلہ جھوٹا موجب مرزا احمد بیگ کو سلطان احمد صاف طور پر لکھ دیا تھا کہ احمد بیگ خزانہ ج ۵ ص ۱۵۵ (یعنی) پر مرزا قادیانی لکھنے کی کبیرۃ لنفسک "یعنی خدا نے کر۔ اس کے تھوڑے بعد فرماتے ہیں

انکاحھا رجلا آخر لا یبایا

وآخر المصائب موتک " (ص ۴۰)

سے یہ بھی کہہ دے کہ اگر تو نے میرے شخص کا برکت نہ ہوگا۔ پس اگر تو اس ڈانڈا آخری مصیبت تیری موت ہوگی۔

اس سے صاف ظاہر۔

کی آخری کڑی محمدی بیگم کے باپ

علاوہ اس تصریح کے اب

بیگ کی موت کی غایت تین سال پہلے گزرتے ہیں۔ پس مرزا احمد بیگ

اس طرح نہیں ہوئی۔ اس لئے پیش

باقی رہا سلطان احمد کا

توبہ کی اس کے لئے پہلے تو یہ دیکھنا۔

سو یہ بات ہم اپنے

مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: "احمد

کی پرواہ نہ کی۔ پیش گوئی کون کر پھ

اس سے صاف معلوم۔

ہونا تسلیم کر لیا ہے۔ از سر تا پا غلط اور باطل ہے اور انہوں نے جو جو عذرات کی اپنی تحریرات کے بالکل خلاف ہیں اور جو حوالے ذکر کئے ہیں وہ سب کسی صورت میں بھی مفید نہیں۔

کیوں ہے کہ اصل بحث محمدی بیگم کے نکاح کی پیش گوئی ہے۔ جیسا کہ ہے۔ جسے میرے مد مقابل مولوی عبدالرحمان قادیانی نے کھلے الفاظ میں تسلیم ہوا۔ پس پیش گوئی غلط ثابت ہوگئی اور یہی مراد تھی۔

بعد اصل بحث گفتگو کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں

زیلخانے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

عبدالرحمان نے اس کے بعد جو جو عذرات خود مرزا قادیانی مدعی کی ذکر کئے ہیں اور مغالطات سے کام لیا ہے اور قرآن وحدیث کے مطالب ہوا کر دینا چاہا ہے۔ ہم ان کی دھجیاں اڑا کر حقیقت امر کو منکشف کرنا چاہتے ہیں۔

اس نکاح کے متعلق سب سے پہلا الہام ذو جنس کھا ہے۔ (آسانی فیصلہ ۳۷) یعنی (بقول مرزا قادیانی) خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ (کہاے مرزا) ہم (م) کو تیری زوجہ بنا دیا۔ اس الہام میں کوئی شرط نہیں۔

دیگر یہ کہ یہ الہام زوجیت کے متعلق ہے۔ نہ تو کسی خاندان کی اصلاح کے کت کے لئے ہے۔

تیسرے یہ کہ مرزا سلطان محمد شوہر محمدی بیگم کی موت اصل مقصود نہیں ہے۔ ہونا مرزا قادیانی کے نکاح کے لئے رکاوٹ تھا۔ اس لئے مرزا قادیانی نے مقصود برآئے کی نسبت کہا کہ وہ اڑھائی سال تک مرجائے گا اور اس کے ح میں آئے گی۔ پس اصل مقصود نکاح تھا اور اس کے شوہر کی موت ایک خدا کی قدرت وہ فروغی بات بھی پوری نہ ہوئی اور مرزا کی حالت یہ ہوگئی۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

وئی جھوٹی نکلی اور قادیانی عبدالرحمان نے یہ جو فرمایا ہے کہ اشتہار ۱۰ جولائی یا گیا ہے کہ ایک تو نہ کرے گا تو مرجائے گا اور دوسرا تو بہ کرے گا اور وہ بچ

جائے گا۔ اس کے چھ ماہ بعد احمد بیگ والد محمدی بیگم مرگیا اور سلطان محمد شوہر محمدی بیگم ڈر گیا تو اس لئے وہ بچ گیا۔ یہ سارا سلسلہ جھوٹ اور مغالطہ کا ہے۔ کیونکہ اول تو مرزا قادیانی کی تصریح کے موجب مرزا احمد بیگ کو سلطان احمد کی زندگی میں مرنا نہیں چاہئے تھا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے صاف طور پر لکھ دیا تھا کہ احمد بیگ کی موت آخری مصیبت ہوگی۔ چنانچہ (آئینہ کمالات ص ۵۷۲، خزائن ج ۵ ص ۵۱۳) پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ”فأوحى الله الى ان اخطب صبية الكبيرة لنفسك“ یعنی خدا نے مجھے وحی کی کہ احمد بیگ سے اس کی بڑی لڑکی کا رشتہ اپنے طلب کر۔ اس کے تھوڑا بعد فرماتے ہیں۔ ”وان لم تقبل فاعلم ان الله قد اخبرنى ان انكاحها رجلا آخر لا يبارك لها ولا لك فان لم تزوج فيصعب عليك مصائب و آخر المصائب موتك“ (ص ۵۷۳، خزائن ج ۵ ص ۵۱۳) یعنی مجھے خدا نے یہ فرمایا کہ احمد بیگ سے یہ بھی کہہ دے کہ اگر تو نے میرے اس سوال رشتہ کو قبول نہ کیا تو جان لے کہ مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ اس لڑکی کو دوسرے شخص کا نکاح کرنا اس لڑکی کے لئے بھی اور تیرے لئے بھی موجب برکت نہ ہوگا۔ پس اگر تو اس ڈانٹ سے نہ ڈرا تو تجھ پر کئی ایک مصیبتیں برسیں گی اور اسب سے آخری مصیبت تیری موت ہوگی۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ سلطان محمد اور محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق سلسلہ مصائب کی آخری کڑی محمدی بیگم کے باپ احمد بیگ کی موت ہے۔

علاوہ اس تصریح کے ایک زبردست قرینہ بھی اس کی تائید میں ہے کہ مرزا قادیانی احمد بیگ کی موت کی غایت تین سال مقرر کرتے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ ڈھائی سال تین سال سے پہلے گزرتے ہیں۔ پس مرزا احمد بیگ کی موت اس کے داماد کی موت کے بعد ہونی چاہئے تھی۔ جو اس طرح نہیں ہوئی۔ اس لئے پیش گوئی کی یہ جزو بھی جھوٹی نکلی۔

باقی رہا سلطان احمد کا ڈرنا اور توبہ کرنا یہ بھی محض مصنوعی بات ہے۔ نہ وہ ڈرنا اس نے توبہ کی اس کے لئے پہلے توبہ دیکھنا چاہئے کہ اس کا قصور کیا تھا۔ جس سے اسے توبہ کرنی چاہئے تھی۔ سو یہ بات ہم اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ خود مرزا قادیانی کے الفاظ میں بتاتے ہیں۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”احمد بیگ کے داماد کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پردہ اندکی۔ پیش گوئی کو سن کر پھر نکاح کرنے پر راضی ہوئے۔“

(اشتہار انعامی چار ہزار حاشیہ ص ۴، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۹۵)

اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ محمدی بیگم کے خاوند اور احمد بیگ کے داماد یعنی سلطان محمد

کا قصور محمدی بیگم سے نکاح کرنا تھا اور پس۔

اب ہم مرزا قادیانی ہی کے الفاظ میں دکھاتے ہیں کہ توبہ کسے کلتھے ہیں مرزا قادیانی فرماتے ہیں ”مثلاً اگر کافر ہے تو سچا مسلمان ہو جائے اور اگر ایک جرم کا مرتکب ہے تو سچ مچ اس جرم سے دست بردار ہو جائے۔“ (اشہار ۶ ستمبر ۱۸۹۳ء، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۷)

اس کے رو سے سلطان محمد کی توبہ یہ تھی کہ نکاح کرنے کے بعد اور اپنے خسر کی بے وقت موت سے متاثر ہو کر محمدی بیگم کو طلاق دے دیتا۔ لیکن واقعہ ایسا نہیں ہوا۔ کیونکہ نکاح سے پہلے نہ ڈرنا تو مرزا قادیانی کی تحریر مذکورہ بالا سے بھی ثابت ہے اور نکاح سے بعد نہ ڈرنا محتاج دلیل نہیں۔ کیونکہ یوم نکاح ۱۸۹۲ء سے آج ۳ جون ۱۹۳۳ء تک چالیس سال سے زائد عرصہ سے وہ اس عورت پر قابض و متصرف ہے اور خدا نے اسے اسی محمدی بیگم کے کطن مبارک سے مرزا قادیانی کی تحریر کے خلاف ایک درجن کے قریب اولاد بھی بخشی ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے لکھا تھا کہ اس سے دوسرے شخص کا نکاح کرنا اس لڑکی کے لئے بابرکت نہ ہوگا۔ پس پیش گوئی کی یہ جزو بھی جھوٹی نکلی۔

محمدی بیگم کا خاندان ایک مرفہ الحال رئیس ہے۔ معقول پنشن لیتا ہے۔ اسے مرزا قادیانی کے خداوندان نعمت سے باوجود ان کے رقیب ہونے کے مرتبے بھی عطا ہوئے ہیں۔ بعض فرزند بھی معقول روزگار پر ہیں۔ غرض یہ نکاح اس کے لئے بہت بابرکت ہوا ہے اور مرزا سلطان محمد مرزا غلام احمد قادیانی کے الہام بستر عیش کو غلط ثابت کر رہا ہے۔ لیکن ہمارے قادیانی دوست نہایت بھولے بن کر یاد نیا جہاں کے لوگوں کی نظر میں خاک ڈال کر اور ان کو بے عقل جان کر یہی ہانکے جارہے ہیں کہ مرزا سلطان محمد تائب ہو گیا۔ اس لئے وہ بچ گیا۔ جناب! اس کا گناہ کیا تھا اور اس کی توبہ کیا چاہئے تھی۔ کیا اس نے اس گناہ سے توبہ کی اس کا قصور یہی تھا کہ وہ مرزا قادیانی کے بستر عیش کی خواہش و تمنا کے پورا ہونے میں حائل تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی اپنے اس شوق و سوز قلبی کو اور محمدی بیگم کی حالت و قامت کو ان الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ”وكانت بفتة هذه المخطوبة جارية حديثة السن عذراء وكننت حينئذ جاوزت الخمسين“ (آئینہ کمالات ص ۵۷۴، خزائن ج ۵ ص ۵۷۴) ”یعنی احمد بیگ کی یہ بیٹی جس کا رشتہ مانگا کیا تھا۔ نو عمر کنواری لڑکی تھی اور میں اس وقت پچاس سال سے اوپر تھا۔“ پس سلطان محمد نے بوجہ ایک غیر متند مسلمان ہونے کے مرزا قادیانی کے بستر عیش کی خواہش کو پورا ہونے نہیں دیا اور اس نے برتاوے اور فعل سے ثابت کر دیا کہ وہ مرزا قادیانی کے اس الہام کو ایک ذل بلکہ نفسانی ہوس جانتا ہے۔ تو اس کے اس قول کو کہ مرزا قادیانی کو ایک خادم اسلام جانتا ہوں۔ توبہ کی سند بنانے سے شرم کرنی چاہئے۔

مدار کا تو محمدی بیگم کا نکاح ہے۔
اگر مرزا قادیانی کی
نزول اور محل وقوع بتایا جائے کہ
نوٹ: مرزائی مناظر
ص ۴۹۹) کا اخیر وقت تک کچھ بھی
دیگر یہ کہ یہ تو بالکل
بھاری روک تھا۔ پس بموجب
نکاح میں آنا بھی ضروری تھا۔
اپنے چچا زاد بھائیوں سے ایک
سوالات کئے۔ جن کے جواب
یہ ہے۔ ”احمد بیگ کی دختر کی نبد
بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمان
نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا
بیابا ہی گئی۔ جیسا کہ پیش گوئی میر
میری طرف سے نہیں ہیں۔ بلکہ
عجیب اثر پڑے گا اور سب کے
معلوم ہوتا ہے اور یہی پیش گوئی
کے مرنے اور خاوند کے مرنے
باپ نے توبہ نہ کی۔ اس لئے وہ
پوری ہو گئی۔ اس کا خوف اس
ایک جزو تھا۔ انہوں نے توبہ کی
لئے خدا نے اس کو مہلت دی۔
گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے۔
(آخر)

یہ عبارت مرزا قادیانی
مرزا قادیانی نے اس میں اپنا دعو

نکاح کرنا تھا اور بس۔

مرزا قادیانی ہی کے الفاظ میں دکھاتے ہیں کہ توبہ کسے کچھ ہیں مرزا قادیانی
مرکافر ہے تو سچا مسلمان ہو جائے اور اگر ایک جرم کا مرتکب ہے تو سچ سچ اس
ہو جائے۔“ (اشہار ۶ ستمبر ۱۸۹۹ء، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۷)

رو سے سلطان محمد کی توبہ یہ تھی کہ نکاح کرنے کے بعد اور اپنے خسر کی بے وقت
محمدی بیگم کو طلاق دے دیتا۔ لیکن واقعہ ایسا نہیں ہوا۔ کیونکہ نکاح سے پہلے نہ ڈرنا
پر مذکورہ بالا سے بھی ثابت ہے اور نکاح سے بعد نہ ڈرنا محتاج دلیل نہیں۔ کیونکہ
آج ۳ جون ۱۹۳۳ء تک چالیس سال سے زائد عرصہ سے وہ اس عورت پر
ہے اور خدا نے اسے اسی محمدی بیگم کے بطن مبارک سے مرزا قادیانی کی تحریر کے
کے قریب اولاد بھی بخشی ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے لکھا تھا کہ اس سے
مح کرنا اس لڑکی کے لئے بابرکت نہ ہوگا۔ پس پیش گوئی کی یہ جزو بھی جھوٹی نکلی۔

بیگم کا خاوند ایک مرفہ الحال رئیس ہے۔ معقول پنشن لیتا ہے۔ اسے مرزا قادیانی
سے باوجود ان کے رقیب ہونے کے مرے بھی عطاء ہوئے ہیں۔ بعض فرزند
پر ہیں۔ غرض یہ نکاح اس کے لئے بہت بابرکت ہوا ہے اور مرزا سلطان محمد مرزا
کے الہام بستر عیش کو غلط ثابت کر رہا ہے۔ لیکن ہمارے قادیانی دوست نہایت
یاں جہاں کے لوگوں کی نظر میں خاک ڈال کر اور ان کو بے عقل جان کر یہی ہانکے
اس سلطان محمد نائب ہو گیا۔ اس لئے وہ بچ گیا۔ جناب! اس کا گناہ کیا تھا اور اس
ی۔ کیا اس نے اس گناہ سے توبہ کی اس کا تصور یہی تھا کہ وہ مرزا قادیانی کے بستر
نما کے پورا ہونے میں حائل تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی اپنے اس شوق وسوز قلبی کو

مت وقامت کو ان الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ”وكانت بنته هذه
اربية حديثة السن عذراء وكننت حينئذ جاوزت الخمسين“ (آئینہ
زائن ج ۵ ص ۱۵۷) ”یعنی احمد بیگ کی یہ بیٹی جس کا رشتہ مانگا کیا تھا۔ نو عمر کنواری
س وقت پچاس سال سے اوپر تھا۔“ پس سلطان محمد نے بوجہ ایک غیر متند مسلمان
قادیانی کے بستر عیش کی خواہش کو پورا ہونے نہیں دیا اور اس نے برتاوے اور فعل
کہ وہ مرزا قادیانی کے اس الہام کو ایک زٹل بلکہ نفسانی ہوس جانتا ہے۔ تو اس کے
قادیانی کو ایک خادم اسلام جانتا ہوں۔ توبہ کی سند بنانے سے شرم کرنی چاہئے۔

مدار کار تو محمدی بیگم کا نکاح ہے۔ نہ کہ خدمت اسلام وغیرہ۔ دیگر کاموں کے متعلق رائے زنی۔
اگر مرزا قادیانی کی غایت تمنا نکاح نہ تھی۔ تو الہام بستر عیش کے کیا معنی اور اس کا شان
نزدل اور محل وقوع بتایا جائے کہ کیا ہے؟

نوٹ: مرزائی مناظر نے باوجود بار بار کے مطالبہ کے اس الہام ”بستر عیش“ (تذکرہ
ص ۴۹۹) کا اخیر وقت تک کچھ بھی جواب نہ دیا۔

دیگر یہ کہ یہ تو بالکل ظاہر ہے کہ مرزا سلطان محمد مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں ایک
بھاری روک تھا۔ پس بموجب الہام کے اس کا مرنا ضروری تھا اور محمدی بیگم کا مرزا قادیانی کے
نکاح میں آنا بھی ضروری تھا۔ خواہ وہ توبہ کرتا یا نہ کرتا۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ مرزا قادیانی کا
اپنے چچازاد بھائیوں سے ایک دیوار کے متعلق مقدمہ تھا۔ جس میں انہوں نے مرزا قادیانی پر چند
سوالات کئے۔ جن کے جواب میں مرزا قادیانی نے عدالت میں حلفی بیان دیا۔ از اجملہ ایک امر
یہ ہے۔ ”احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیش گوئی ہے۔ وہ مرزا امام دین کی ہمشیرہ زادی ہے۔ جو خط
بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے۔ وہ میرا ہے اور سچ ہے۔ وہ عورت میرے ساتھ بیاہی
نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا۔ جیسا کہ پیش گوئی میں درج ہے۔ وہ سلطان محمد سے
بیاہی گئی۔ جیسا کہ پیش گوئی میں تھا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو
میری طرف سے نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے ہیں۔ ہنسی کی گئی ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ
عجیب اثر پڑے گا اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہوں گے۔ پیش گوئی کے الفاظ سے صاف
معلوم ہوتا ہے اور یہی پیش گوئی تھی کہ وہ دوسرے کے ساتھ بیاہی جائے گی۔ اس لڑکی کے باپ
کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیش گوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ تھی۔ لڑکی کے
باپ نے توبہ نہ کی۔ اس لئے وہ بیاہ کے بعد چند مہینوں کے اندر مر گیا اور پیش گوئی کی دوسری جزو
پوری ہو گئی۔ اس کا خوف اس کے دوسرے خاندان پر پڑا اور خصوصاً شوہر پر پڑا۔ جو پیش گوئی کا
ایک جزو تھا۔ انہوں نے توبہ کی۔ چنانچہ اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے خط بھی آئے۔ اس
لئے خدا نے اس کو مہلت دی۔ عورت اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے
گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں۔ ٹلتی نہیں۔ ہو کر نہیں گی۔“

(اخبار الحکم قادیان ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء ص ۱۴ کالم ۳، کتاب منظور الہی ص ۲۳۴، ۲۳۵)

یہ عبارت مرزا قادیانی کے حلفی بیان کی ہے۔ جو انہوں نے عدالت میں دیا۔
مرزا قادیانی نے اس میں اپنا دعویٰ اور مدعا کمال وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔ اس کے برخلاف

قادیانی عبدالرحمن یا کسی دیگر شخص کا کوئی حق نہیں کہ مرزا قادیانی کے مدعا کی تصریح کے خلاف کوئی اور تاویل کر کے مرزا قادیانی کے بیان اور مدعا کو بدل ڈالیں۔ اس حلفی بیان سے دو خاص باتیں جو اس وقت زیر نزاع ہیں۔ صاف ثابت ہیں۔

اول یہ کہ مرزا قادیانی پیش گوئی کو نکاح ہو جانے کی صورت میں پورا سمجھتے ہیں۔
دیکر یہ کہ مرزا سلطان محمد صاحب کے توبہ کرنے کے بعد بھی مرزا قادیانی محمدی بیگم سے نکاح کا ہو جانا ضروری اور یقینی امر فرما رہے ہیں۔ پس قادیانی عبدالرحمن کی تاویل و توجیہ ایسی ہے۔ جو مدعی کے بیان کے خلاف ہے۔ لہذا قابل سماعت نہیں۔

اس کے علاوہ خود مرزا قادیانی اسی نکاح کی نسبت از الہ اوہام میں فرماتے ہیں: ”مرزا احمد بیگ ولد مرزا گامایک ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آوے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھاوے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

اس حوالہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سب رکاوٹیں دور ہو کر آخر کار یہ نکاح ضرور ہو جائے گا اور ہم کئی دفعہ ذکر کر چکے ہیں اور ظاہر بھی ہے کہ سب سے بڑی روک مرزا سلطان محمد کا نکاح تھا۔ پس مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی تھا کہ یہ روک بھی دور ہو کر آخر کار مجھ سے اس کا نکاح ہو جائے گا۔ لہذا عبدالرحمن قادیانی کے سب عذرات مرزا قادیانی کی اپنی تصریحات کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول و سماعت ہیں۔ ان کے علاوہ اور حوالے بھی بکثرت ہیں۔ لیکن ہم انہی پر اکتفا کرتے ہیں اور عبدالرحمن قادیانی کا یہ کہنا کہ تو یہی تو یہی کی شرط تھی۔

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۶۲)

اول تو یہ کہ الہام حسب تحریر مرزا قادیانی محمدی بیگم کی نانی کے متعلق ہے اور توہی توہی صیغہ مؤنث کا بھی گواہی دے رہا ہے کہ یہ کسی عورت کے متعلق ہے اور سلطان محمد شوہر محمدی بیگم مرد ہے نہ کہ عورت۔ دیگر یہ کہ محمدی بیگم کی نانی کی توبہ بھی یہی ہونی چاہئے تھی کہ وہ اپنی نواسی مرزا قادیانی کو دینے کی سفارش کرتیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ باکرہ ہونے کی صورت میں بھی آسکتی ہے اور مرزا قادیانی نے اپنی چھوٹی بہو عزت بی بی سے جو خط اس کے باپ مرزا علی شیر بیگ کو لکھوائے اور خود بھی لکھے۔ ان سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی محمدی

کے کنواری ہونے کی حالت میں بھی نکاح ہو اس دھمکی کے کوئی پرواہ نہ کی اور اپنی نواسی اور اس کی نواسی محمدی بیگم پر کوئی بھی اور عبدالرحمن قادیانی کا یہ کہنا

مرزا قادیانی کا ذکر کیا۔ تو یہ سب مغالطے ہیں۔
تو پھر مہرم اور غیر مہرم میں تمیز نہ رہی
عادیث کو اور نفس مسئلہ کو ملحوظ رکھ کر ہے یہی
سے متعلق ہوں اور یہ سب کچھ خدا کے علم میں
مرزا قادیانی کا یہ نکاح اور سلطان

مل سکتے تھے۔ ملاحظہ ہوں۔ حوالہ جات
میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی دامنا
میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی

نیز اس کتاب میں فرماتے ہیں
میں ہر ایک بد سے بدتر ہوں گا۔ اے احمق
نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔

اور مرزا قادیانی تقدیر مہرم کے
طرح مل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کے لئے الہام
اللہ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ملے گی۔

آن دونوں کے بعد خدا تعالیٰ ان لوگوں کے
اور مہلت کا قدر نہ کیا۔ جو چند روز تک
کرنے کے لئے متوجہ ہوگا اور اسی طرح
کے نکاح کے بعد واپس لاؤں گا اور تجھے
نہیں اور میں سب روکوں کو اٹھا دوں گا جو

دیگر شخص کا کوئی حق نہیں کہ مرزا قادیانی کے مدعا کی تصریح کے خلاف کوئی بیانی کے بیان اور مدعا کو بدل ڈالیں۔ اس حلفی بیان سے دو خاص باتیں جو صاف ثابت ہیں۔

مرزا قادیانی پیش گوئی کو نکاح ہو جانے کی صورت میں پورا سمجھتے ہیں۔

مرزا سلطان محمد صاحب کے توبہ کرنے کے بعد بھی مرزا قادیانی محمدی بیگم کی اور یقینی امر فرما رہے ہیں۔ پس قادیانی عبدالرحمن کی تاویل و توجیہ ایسی کے خلاف ہے۔ لہذا قابل سماعت نہیں۔

وہ خود مرزا قادیانی اسی نکاح کی نسبت ازالہ ادہام میں فرماتے ہیں: ”مرزا س ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آوے گی اور وہ س گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخر ہا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھاوے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔“ (ازالہ ادہام ص ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سب رکاوٹیں دور ہو کر آخر کار یہ نکاح ضرور ہو جائے پکے ہیں اور ظاہر بھی ہے کہ سب سے بڑی روک مرزا سلطان محمد کا نکاح تھا۔ لیکن تھا کہ یہ روک بھی دور ہو کر آخر کار مجھ سے اس کا نکاح ہو جائے گا۔ مان قادیانی کے سب عذرات مرزا قادیانی کی اپنی تصریحات کے خلاف مقبول و سماعت ہیں۔ ان کے علاوہ اور حوالے بھی بکثرت ہیں۔ لیکن ہم و عبدالرحمان قادیانی کا یہ کہنا کہ توبی توبی کی شرط تھی۔

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۶۲)

لہام حسب تحریر مرزا قادیانی محمدی بیگم کی نانی کے متعلق ہے اور توبی توبی دے رہا ہے کہ یہ کسی عورت کے متعلق ہے اور سلطان محمد شوہر محمدی بیگم مرد یہ کہ محمدی بیگم کی نانی کی توبہ بھی یہی ہونی چاہئے تھی کہ وہ اپنی نواسی سفارش کرتیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ س بھی آ سکتی ہے اور مرزا قادیانی نے اپنی چھوٹی بہو عزت بی بی سے جو خط ربیک کو لکھوائے اور خود بھی لکھے۔ ان سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی محمدی

بیگم کے کنواری ہونے کی حالت میں بھی نکاح کی کوشش کرتے رہے۔ پس محمدی بیگم کی نانی نے باوجود اس دھمکی کے کوئی پرواہ نہ کی اور اپنی نواسی مرزا قادیانی کی خواہش کے خلاف سلطان محمد سے بیاہ دی اور اس کی نواسی محمدی بیگم پر کوئی بھی بلا نہ آئی۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا۔

اور عبدالرحمان قادیانی کا یہ کہنا کہ تقدیر مبرم ٹل سکتی ہے اور اس کی تائید میں دعا اور صدقات کا ذکر کیا۔ تو یہ سب مغالطے ہیں۔ اگر ہر تقدیر مبرم یا غیر مبرم دعا اور صدقات سے ٹل سکتی ہے۔ تو پھر مبرم اور غیر مبرم میں تمیز نہ رہی اور تقسیم بے کار ہوئی۔ ان احادیث کا صحیح مفہوم جو سب احادیث کو اور نفس مسئلہ کو ملحوظ رکھ کر ہے یہی ہی کہ دعا اور صدقات سے وہی امور ملتے ہیں۔ جو ان سے متعلق ہوں اور یہ سب کچھ خدا کے علم میں پہلے ہی ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کا یہ نکاح اور سلطان محمد کی موت ایسے امر ہیں کہ کسی صورت میں بھی نہیں ٹل سکتے تھے۔ ملاحظہ ہوں۔ حوالہ جات ذیل مرزا قادیانی رسالہ انجام آتھم میں فرماتے ہیں: ”میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائے گی۔“

(انجام آتھم ص ۳۱، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵۱ اضافی حاشیہ)

نیز اس کتاب میں فرماتے ہیں: ”یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ہوں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں۔ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ملتیں۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ۲۲۸)

اور مرزا قادیانی تقدیر مبرم کے نہ ٹلنے کی بابت فرماتے ہیں: ”یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کے لئے الہام الہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ لا تبديل لكلمات الله یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ملے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا تعالیٰ کا کلام باطل ہوتا ہے۔ سو ان دونوں کے بعد خدا تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں کو دیکھے گا کہ سخت ہو گئے اور انہوں نے اس ڈھیل اور مہلت کا قدر نہ کیا۔ جو چند روز تک ان کو دی گئی تھی۔ تو وہ اپنی کلام پاک کی پیش گوئی پوری کرنے کے لئے متوجہ ہوگا اور اسی طرح کرے گا۔ جیسا کہ اس نے فرمایا کہ میں اس عورت کو اس کے نکاح کے بعد واپس لاؤں گا اور تجھے دوں گا اور میری تقدیر نہیں ملتی اور میرے آگے کوئی انہونی نہیں اور میں سب روکوں کو اٹھا دوں گا جو اس حکم کے نفاذ سے مانع ہوں۔“

(اشتہار مورخہ ۶ راکتہ ۱۸۹۶ء ص ۴، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۳)

اس بیان سے واضح ہو گیا کہ خود مرزا قادیانی کے نزدیک تقدیر مبرم اٹل ہے۔ اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہو جاتا ہے۔

عبدالرحمان قادیانی نے اپنے بیان میں نہایت صفائی سے اقرار کیا ہے اور اس اقرار میں ہم ان کی داد دیتے ہیں کہ احمد بیگ کے داماد کی موت اور محمدی بیگم کے نکاح کی ہر دو تقدیریں ٹل گئیں۔ اب نتیجہ صاف ہے کہ یہ پیش گوئیاں خدا کی طرف سے نہیں تھیں۔ کیونکہ بموجب مرزا قادیانی کے قول کے خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں اور جب ٹل گئیں تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تھیں۔ وھذا هو المراد!

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

عبدالرحمان قادیانی کا حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے عذاب ٹل جانے کو سلطان محمد کی موت اور محمدی بیگم کے نکاح کے ٹل جانے کی نظیر میں پیش کرنا بھی سراسر مغالطہ ہے۔ قرآن وحدیث میں کہیں بھی مذکور نہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام نے قوم کو خدا تعالیٰ کی وحی سے عذاب کی خبر سنائی تھی۔ تو وہ عذاب ٹل گیا۔ مرزا قادیانی نے بھی حقیقت الوحی میں لکھا ہے: ”کیا یونس کی پیش گوئی نکاح پڑھنے سے کچھ کم تھی۔ جس میں بتلایا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا۔ مگر عذاب نازل نہ ہوا۔“

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۰)

مرزا قادیانی کی بھی یہ تحریر بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ یہ لوگ اسی استاد ازل (ابلیس) سے سنا کر لکیر کے فقیر کی طرح بانک دیتے ہیں اور اپنے علم اور ایمان سے کام نہیں لیتے۔

در پس آئینہ طوطی صفتم داشته اند

ہر چہ استاد ازل گفت ہماں میگوئم

جو کچھ مرزا قادیانی نے لکھا ہے اور اس کی پیروی میں عبدالرحمن قادیانی نے کیا ہے وہ کسی آیت وحدیث صحیح میں وارد نہیں ہوا۔ یہ سراسر بہتان ہے۔ اگر ہمت ہے تو وہ کوئی آیت یا حدیث پیش کریں۔ جس میں یہ مذکور ہو کہ حضرت یونس علیہ السلام نے خدا سے وحی پا کر کوئی پیش گوئی عذاب کی کی تھی۔ یا یہ مذکور ہو کہ آسمان پر فیصلہ ہو چکا تھا۔ یا چالیس دن کی میعاد مذکور ہو۔ یہ سب کذب و افتراء ہے۔

نوٹ: اس کا جواب مرزائی مناظر نے اخیر تک کچھ نہ دیا۔ مرتب

اور عبدالرحمان قادیانی اپنی مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ چند احمد بیگو مرکبات میں نسبت کی ی لگائیں تو آب غلام احمد تو اپنی ملت وامت کی نسب اس کی بجائے یوں کہا جائے کہ سلطان مرزاجی کے نکاح میں نہیں آئے گی مرزوں فصیح اور مطابق واقعہ ہوگا۔

نوٹ: اس وقت مرزا بیو الغرض میں نے عبدالرحم دھجیاں بکھیر دی ہیں اور میرے مطالبہ وہ گالیوں پر اتر آئے ہیں۔ سعدی مرح

چو حجت پر خاثر

نوٹ: خلیفہ قادیان مرزا

”جب انسان دلائل سے

جس قدر کوئی زیادہ گالیاں دیتا ہے اس

اب فیصلہ پبلک کے ہاتھ

نوٹ: حاضرین ہزار ہا

منائی۔ مرزائی اپنی شیج کے ایک کو

نشان نمایاں تھے۔

تمام مسلمان خوش و خرم قل

جا بجا چرچا ہونے لگا۔

فقط دابر القوم

۱۔ میں اس اجلاس میں

قادیانی اس کو معائنہ فرماتے تو عمر بھر

سے واضح ہو گیا کہ خود مرزا قادیانی کے نزدیک تقدیر مبرم اہل ہے۔ اگر نکل ہو جاتا ہے۔

قادیانی نے اپنے بیان میں نہایت صفائی سے اقرار کیا ہے اور اس اقرار میں کہ احمد بیگ کے داماد کی موت اور محمدی بیگم کے نکاح کی ہر دو تقدیریں ف ہے کہ یہ پیش گوئیاں خدا کی طرف سے نہیں تھیں۔ کیونکہ بموجب خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں اور جب ٹل گئیں تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ یہ خدا

-وہذا هو المراد!

المجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

قادیانی کا حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے عذاب ٹل جانے کو سلطان کے نکاح کے ٹل جانے کی نظیر میں پیش کرنا بھی سراسر مغالطہ ہے۔ قرآن و نہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام نے قوم کو خدا تعالیٰ کی وحی سے عذاب کی بات لگیا۔ مرزا قادیانی نے بھی حقیقت الوحی میں لکھا ہے: ”کیا یونس کی سے کچھ کم تھی۔ جس میں بتلایا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ پر عذاب نازل ہوگا۔ مگر عذاب نازل نہ ہوا۔“

(تحریر حقیقت الوحی ص ۱۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۰)

کی بھی یہ تحریر بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ یہ لوگ اسی استاد ازل کے فقیر کی طرح ہانک دیتے ہیں اور اپنے علم اور ایمان سے کام نہیں لیتے۔

رہیں آئینہ طوطی صفتی داشتہ اند

ہر چہ استاد ازل گفت ہماں میگوم

دیانی نے لکھا ہے اور اس کی پیروی میں عبدالرحمن قادیانی نے کیا ہے وہ میں وارد نہیں ہوا۔ یہ سراسر بہتان ہے۔ اگر ہمت ہے تو وہ کوئی آیت یا میں یہ مذکور ہو کہ حضرت یونس علیہ السلام نے خدا سے وحی پا کر کوئی پیش یہ مذکور ہو کہ آسمان پر فیصلہ ہو چکا تھا۔ یا چالیس دن کی میعاد مذکور ہو۔ یہ

جواب مرزائی مناظر نے اخیر تک کچھ نہ دیا۔ مرتب

اور عبدالرحمان قادیانی اپنی تہذیب کے ثبوت میں بار بار جو عطر افشانی کر رہے ہیں کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ چند احمد بیگی کتے بھونکتے رہیں گے۔ ترکیب احمد بیگی موزوں نہیں ہے۔ رکبات میں نسبت کی ی لگائیں تو ایک جزو حذف کر دی جاتی ہے۔ مثلاً مرزا قادیانی کا نام نامی غلام احمد تو اپنی ملت و امت کی نسبت کے وقت انہوں نے ان کا نام احمدی رکھا۔ اس لئے اگر اس کی بجائے یوں کہ جائے کہ سلطان احمد جیتا رہے گا اور مرزا غلام احمد مر جائے گا اور محمدی بیگم مرزاجی کے نکاح میں نہیں آئے گی اور ان کے بعد چند احمدی کتے بھونکتے رہیں گے تو نہایت مرادوں فصیح اور مطابق واقعہ ہوگا۔

نوٹ: اس وقت مرزائیوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔

الغرض میں نے عبدالرحمان قادیانی کے سب عذرات کو الگ الگ کر کے ان کی دھجیاں بکھیر دی ہیں اور میرے مطالبات کے جواب میں ان کی زبان بالکل بند پڑ گئی ہے اور اب وہ گالیوں پر اتر آئے ہیں۔ سعدی مرحوم نے سچ کہا ہے۔

چو حجت نمائد جفا جوئے را

بہ پر خاش درہم نہد روئے را

نوٹ: خلیفہ قادیان مرزا محمود بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔

”جب انسان دلائل سے شکست کھا کر ہار جاتا ہے تو گالیوں دینی شروع کرتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ گالیاں دیتا ہے اسی قدر اپنی شکست کو ثابت کرتا ہے۔“ (انوار خلافت ص ۱۵)

اب فیصلہ پبلک کے ہاتھ میں ہے۔

نوٹ: حاضرین ہزار ہا کی تعداد میں تھے۔ سب نے نعرہ تکبیر پکارا اور اسلام کی فتح منائی۔ مرزائی اپنی سٹیج کے ایک کونے میں سمٹ گئے۔ آنکھیں نیچے تھیں۔ چہروں پر شرمندگی کے نشان نمایاں تھے۔

تمام مسلمان خوش و خرم قعد سے واپس آئے اور سارے شہر میں مرزائیوں کی رسوائی کا جابجا چرچا ہونے لگا۔

فقط دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العلمین

۹ جولائی ۱۹۳۳ء

۱۔ میں اس اجلاس میں موجود تھا جو حالت اس وقت احمدی مبلغوں کی تھی۔ اگر خلیفہ قادیانی اس کو معائنہ فرماتے تو عمر بھر اس کا نقشہ ازل سے سامنے رہتا۔

پہلے روز کا دوسرا مناظرہ

۵ بجے شام سے ۷ بجے تک

مبحث..... حیات حضرت مسیح علیہ السلام مدعی..... اہل حدیث

مسلمان

صدر..... شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر

مناظر..... جناب مولانا مولوی حافظ ابراہیم صاحب میرسیالکوٹی

قادیانی

صدر..... مولوی

مناظر..... مولوی علی محمد قادیانی

تقریر مولانا سیالکوٹی

حمد و صلوة اور اعوذ کے بعد مولانا صاحب نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

اما بعد! حضرات!! ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت تک زندہ ہیں اور اسی امر کو ثابت کرنے کے لئے خاکسار اس وقت آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہے۔ جو آیت میں نے خطبہ میں پڑھی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول پاک کسی امر کا فیصلہ فرما دیوے تو کسی مسلمان مرد یا عورت کو کوئی اختیار باقی نہیں رہتا اور جو کوئی خدا اور رسول کے فیصلے سے انحراف کرے وہ صریح گمراہی میں پڑ چکا۔ (احزاب: ۳۶)

اس آیت کے رو سے میں قرآن وحدیث سے اپنے فرض یعنی اثبات حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ثابت کرتا ہوں۔ جس کے بعد کسی مسلمان مرد یا عورت کو انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہنی چاہئے اور اگر کسی کے دل میں اس کے بعد بھی کوئی تردد باقی رہ جائے تو اس کے ایمان کی خیر نہیں۔

حضرات! مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکت خمساً واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر (مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام کتاب الوفاء ص ۸۲۲، باب فی حشر عیسیٰ بن مریم مع نبینا)“ ﴿حضرت عیسیٰ بن مریم زمین پر اتریں گے اور نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی اور پینتالیس سال دنیا میں رہیں گے۔

پھر فوت ہوں گے پس میرے پاس میرے ایک ہی قبر سے انھیں گے، درمیان ابی اس حدیث میں چند باتیں

۱..... یہ کہ اس میں جب کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص لاہور جا طرح جب آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا اس نیز یہ کہ آپ اس کے بعد

۲..... اس حدیث میں پینتالیس سال دنیا میں رہ کر فوت ہوں علیہ السلام نہ تو ابھی اترے ہیں اور نہ ہوئے۔ اس سے آپ کی حیات بالکل

۳..... اس حدیث میں کریں گے اور آپ کی اولاد بھی ہوگی ص ۵۳، خزائن ج ۱ ص ۳۳۷ حاشیہ) پر مبنی کر فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت بیگم کا نکاح مراد ہے۔ جو میرے ساتھ چونکہ مرزا قادیانی نے یہ حدیث اس کے نزدیک صحیح ثابت نہیں پھر سکتے۔

۴..... اس حدیث کے ساتھ آپ ﷺ کے روضہ اقدس سے ظاہر ہے۔ اس کی توضیح یوں کرو۔ تو جس کے پاس دفن کرنے کے پاس دفن کرنے کو کہا جاتا ہے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام میرے پاس

پہلے روز کا دوسرا مناظرہ

۵ بجے شام سے ۷ بجے تک

حیات حضرت مسیح علیہ السلام مدعی اہل حدیث

شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر

مناصب مولانا مولوی حافظ ابراہیم صاحب میرسیالکوٹی

مولوی

مولوی علی محمد قادیانی

اعوذ کے بعد مولانا صاحب نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

حضرات!! ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت تک زندہ ہیں کے لئے خاکسار اس وقت آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہے۔ جو آیت میں اس کا حاصل یہ ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول پاک کسی امر کا فیصلہ مرد یا عورت کو کوئی اختیار باقی نہیں رہتا اور جو کوئی خدا اور رسول کے فیصلے گم گمراہی میں پڑ چکا۔ (احزاب: ۳۶)

دوسرے میں قرآن وحدیث سے اپنے فرض یعنی اثبات حیات حضرت عیسیٰ س۔ جس کے بعد کسی مسلمان مرد یا عورت کو انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہتی میں اس کے بعد بھی کوئی تردد باقی رہ جائے تو اس کے ایمان کی خیر نہیں۔

الوہ شریف میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سعی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکت خمساً موت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی بکر وعمر (مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام، باب فی حشر عیسیٰ بن مریم مع نبینا) ﴿﴾ حضرت عیسیٰ بن مریم ح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی اور پینتالیس سال دنیا میں رہیں گے۔

پھر فوت ہوں گے پس میرے پاس میرے مقبرے میں دفن ہوں گے۔ پس میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر سے اٹھیں گے، درمیان الہی بکر اور عمر کے۔ ﴿﴾ اس حدیث میں چند باتیں میرے استدلال کی ہیں:

۱..... یہ کہ اس میں صاف صاف مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ زمین پر اتریں گے اور جب کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص لاہور جائے گا تو اس وقت وہ شخص لاہور میں وارد شدہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے تو معلوم ہوا کہ جب آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نہیں تھے۔

نیز یہ کہ آپ اس کے بعد اتریں گے اور یہ متضمن و مستلزم ہے آپ کی حیات کو۔

۲..... اس حدیث میں یہ بھی مصرح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد پینتالیس سال دنیا میں رہ کر فوت ہوں گے۔ جیسا کہ ثم یموت سے ظاہر ہے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو ابھی اترے ہیں اور نہ ان کو پینتالیس سال گزرے ہیں۔ اس لئے فوت بھی نہیں ہوئے۔ اس سے آپ کی حیات بالکل صفائی سے ظاہر ہے۔

۳..... اس حدیث میں صریحاً مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ دنیا میں آ کر نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد بھی ہوگی۔ جناب مرزا قادیانی آنجہانی اپنی کتاب (ضمیر انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷) پر محترمہ محمدی بیگم کے نکاح کے ذکر میں اسی حدیث کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جس نکاح کا ذکر ہے۔ اس سے یہی محمدی بیگم کا نکاح مراد ہے۔ جو میرے ساتھ ہوگا۔ اور اس سے میری اولاد بھی ہوگی۔

چونکہ مرزا قادیانی نے اس حدیث کو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ اس لئے یہ حدیث اس کے نزدیک صحیح ثابت ہوئی۔ پس میرے مد مقابل علی محمد قادیانی اس کی تسلیم سے سر نہیں پھیر سکتے۔

۴..... اس حدیث میں صاف مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے روضۂ اقدس میں دفن کئے جائیں گے۔ جیسا فیدفن معی فی قبری سے ظاہر ہے۔ اس کی توضیح یوں ہے کہ جب کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کو فلاں شخص کے پاس دفن کرو۔ تو جس کے پاس دفن کرنے کو کہا جاتا ہے وہ شخص پہلے فوت شدہ ہوتا ہے اور جس شخص کو کسی کے پاس دفن کرنے کو کہا جاتا ہے وہ اس کے پیچھے فوت ہوتا ہے۔ پس جب آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام میرے پاس دفن کئے جائیں گے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ پہلے فوت

دے والے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے بعد اور یہ بھی معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ حدیث اپنی دنیوی حیات طیبہ میں فرمائی تھی۔ پس عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی زندگی تک تو فوت شدہ نہ ہوئے۔ بلکہ زندہ ثابت ہوئے اور یہی مراد ہے۔

۵..... مشکوٰۃ شریف کی دوسری روایت میں مدینہ شریف کے رہنے والے راوی ابو مودود کی شہادت موجود ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱۰ ص ۲۳۳) جو صلحاء و فضلاء مدینہ شریف میں سے تھے کہ روضہ اطہر میں ابھی تک ایک قبر کی جگہ باقی موجود ہے اور یہ خاکسار بھی چشم خود اس مانے میں بھی دیکھ آیا ہے اور جو لوگ زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہو چکے ہوں وہ شہادت دے سکتے ہیں۔ چنانچہ حاضرین میں سے جو اس شرف سے مشرف تھے۔ انہوں نے شہادت دی کہ واقعی ابھی ایک قبر کی جگہ باقی موجود ہے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے مشہور ہے۔

اسی طرح خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے ذکر کے بعد فرمایا:

”وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل جوتہ ويوم القيمة يكون عليهم شهيداً (النساء: ۱۵۹)“ ﴿اور نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب (یہود) میں سے مگر ایمان لے آئے گا۔ اس (عیسیٰ علیہ السلام) پر پہلے اس (عیسیٰ علیہ السلام) کی موت کے اور دن قیامت کے ہوگا وہ (عیسیٰ علیہ السلام) اوپر ان کے گواہ۔﴾

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: ”و نباشد هیچ کس از اهل کتاب الا البتہ ایمان آورد بعیسیٰ پیش از مردن عیسیٰ علیہ السلام و روز قیامت باشد عیسیٰ علیہ السلام گواہ برایشان“ اور اس کے حاشیے میں فرماتے ہیں۔ ”یعنی یہودی کہ حاضر شوند نزول عیسیٰ علیہ السلام را البتہ ایمان آرند“

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے ترجمہ اور حاشیہ میں چند باتیں قابل توضیح ہیں۔ جن پر میرے استدلال کی بنا ہے۔

اول..... لیؤمنن کا صیغہ استقبال کا ہے کہ یہ بات زمان آئندہ میں ہوگی۔

دوم..... بہ اور موقوفہ کی ہر دو مجرور ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے۔

سوم..... اس جگہ اہل کتاب سے وہ یہودی مراد ہیں۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت حاضر ہوں گے۔

چہارم..... حضرت عیسیٰؑ کی رسالت پر ایمان لائیں گے۔ حاصل مطلب اس آیت کا نازل ہوں گے اور آپ کی موت سے رسالت پر ایمان لے آئیں گے؟۔

چونکہ ابھی تک عیسیٰ علیہ السلام ایمان لائے ہیں۔ اس لئے آپ کی وفات آپ کی موت سے پہلے ان امور کا واقعہ اس آیت کا جو ترجمہ اور تفسیر

ترجمہ اور حاشیہ سے اس کی تائید و شہادت مسیحیت سے پیشتر یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ آئیں گے اور اس آیت کا ترجمہ بھی میں اس کا یہی مفہوم لیتے ہیں اور ضمیر کا

اور ان کے پہلے خلیفہ اور نوردین صاحب بھیروی اپنی کتاب کے جواب میں بطور حجت قاطعہ اور فیہ موافق کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مایہ ناز الہامی کتاب براہین احمدیہ کے ”ہو الذی ارسلہ“ یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلہ اسلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لا پھیل جائے گا۔“

ت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے بعد اور یہ بھی معلوم ہے کہ
ث اپنی دنیوی حیات طیبہ میں فرمائی تھی۔ پس عیسیٰ علیہ السلام
توفوت شدہ نہ ہوئے۔ بلکہ زندہ ثابت ہوئے اور یہی مراد ہے۔
ث شریف کی دوسری روایت میں مدینہ شریف کے رہنے والے راوی
ہے۔ (مرقۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱۰ ص ۲۳۳) جو صلحاء و فضلاء مدینہ شریف
ابھی تک ایک قبر کی جگہ باقی موجود ہے اور یہ خاکسار بھی پچشم خود اس
جولوگ زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہو چکے ہوں وہ شہادت دے
سے جو اس شرف سے مشرف تھے۔ انہوں نے شہادت دی کہ واقعی
ہے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے مشہور ہے۔

ث نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے ذکر کے بعد فرمایا:

ل الکتب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیمة یکون
(۱) اور نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب (یہود) میں سے مگر ایمان لے
لام) پر پہلے اس (عیسیٰ علیہ السلام) کی موت کے اور دن قیامت
اور ان کے گواہ۔

ث صاحب اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: ”و نباشد هیچ
البتنہ ایمان آورد بعیسی پیش از مردن عیسی علیہ
شد عیسی علیہ السلام گواہ برایشان“

میں فرماتے ہیں۔ ”یعنی یہودی کہ حاضر شوند نزول
لبتنہ ایمان آرند“

ث صاحب کے ترجمہ اور حاشیہ میں چند باتیں قابل توضیح ہیں۔ جن پر

منن کا صیغہ استقبال کا ہے کہ یہ بات زمان آئندہ میں ہوگی۔
اور موقوفہ کی ہر دو مجرور ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف

بلکہ اہل کتاب سے وہ یہودی مراد ہیں۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام
لے گے۔

چہارم..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان یہودی کی بابت جو آپ کے نزول کے وقت
آپ کی رسالت پر ایمان لائیں گے۔ قیامت کے دن گواہی دیں گے کہ یہ ایمان لائے تھے۔
حاصل مطلب اس آیت کا یہ ہوا کہ قیامت سے پیشتر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں
نازل ہوں گے اور آپ کی موت سے پیشتر سب یہود جو اس وقت حاضر ہوں گے۔ آپ کی
رسالت پر ایمان لے آئیں گے؟

چونکہ ابھی تک عیسیٰ علیہ السلام نہ تو نازل ہوئے ہیں اور نہ سب یہود آپ کی رسالت پر
ایمان لائے ہیں۔ اس لئے آپ کی وفات بھی واقع نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس آیت میں صریح طور پر
آپ کی موت سے پہلے ان امور کا واقع ہونا مذکور ہے۔

اس آیت کا جو ترجمہ اور تفسیر میں نے اختیار کیا ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے
ترجمہ اور حاشیہ سے اس کی تائید و شہادت پیش کی ہے۔ جناب مرزا قادیانی آنجناب اپنے دعویٰ
مسیحیت سے پیشتر یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر دوبارہ زمین پر
آئیں گے اور اس آیت کا ترجمہ بھی وہی کرتے ہیں۔ جو ہم نے کیا۔ چنانچہ آپ ضمیمہ انجام آتھم
میں اس کا یہی مفہوم لیتے ہیں اور ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ کو قرار دیتے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۳۷۰، خزائن ج ۳ ص ۲۹۰)

اور ان کے پہلے خلیفہ اور ان کی جماعت میں عم و فضل میں سب سے بڑھ کر جناب حکیم
نور دین صاحب بھیروی اپنی کتاب (فصل الخطاب ج ۲ ص ۲۷۷ حاشیہ) میں جو انہوں نے عیسائیوں
کے جواب میں بطور حجت قاطعہ اور فیصلہ کن دلیل کے لکھی تھی۔ اس میں اس آیت کا ترجمہ ہمارے
موافق کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ اس دنیا میں آنے کی بابت جناب مرزا قادیانی اپنی
مایہ ناز الہامی کتاب براہین احمدیہ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔

”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ
یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ
دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ
السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں
پھیل جائے گا۔“ (ص ۳۹۸، ۳۹۹ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر محتاج تشریح نہیں۔ آپ صریح الفاظ میں حضرت مسیح کی آمد ثانی کا اقرار کر رہے ہیں اور وہ بھی محض خیال اور رسمی عقیدے کی بناء پر نہیں بلکہ قرآن شریف کی آیت سے تمسک کر کے اقرار کرتے ہیں۔

اس کی مزید وضاحت کے لئے (براہین احمدیہ ص ۵۰۵ حاشیہ نمبر ۳، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱) کا یہی حاشیہ ملاحظہ ہو۔ جہاں مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ بحرین کے لئے شدت اور غضب اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔“

لطف یہ کہ اسے بھی الہام عسی ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا کے ماتحت لکھتے ہیں: ”اس کتاب براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت مرزا قادیانی، صاحب الہامات تھے بلکہ اس کتاب کی نسبت وہ لکھتے ہیں کہ یہ کتاب آنحضرت ﷺ کے دربار میں بھی پیش ہو کر وہاں سے منظور ہو چکی ہے اور اس کا نام اس عالم رویا میں قطبی رکھا تھا۔ اس مناسبت سے کہ یہ کتاب قطب ستارے کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔“

(براہین احمدیہ ص ۲۳۸، ۲۳۹ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵)

تیسرے مولوی نور الدین قادیانی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے قائل تھے۔

(دیکھو فصل الخطاب حصہ دوم ص ۷۲)

نوٹ: مولانا کی اس تقریر سے حاضرین پر مسرت کا ایک سماں بندھ رہا تھا اور ایک ایک وجہ استدلال پر قربان ہو رہے تھے۔

جواب از جانب مولوی علی محمد قادیانی

مولوی علی محمد قادیانی نے پہلے سورہ مائدہ کی آیت وکنت علیہم شہیدا مادامت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شئی شہید پڑھی اور پھر بغیر اس آیت کے متعلق کچھ ذکر کرنے کے فرمانے لگے کہ مولانا صاحب (سیالکوٹی) میرے مطالبات کا جواب دیں اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ مولانا صاحب ہرگز جواب نہ دے سکیں گے۔ (جل جلالہ)

۱۔ مرزا قادیانی کا یہ الہام قرآن مجید کی ایک آیت کو بگاڑ کر بنایا گیا ہے۔ قرآن شریف میں یوں ہے۔ عسی ربکم ان یرحمکم (بنی اسرائیل: ۸) رحم یرحم مجرد فعل کا صلہ نہیں آیا کرتا۔

اول یہ کہ قرآن وحد دوم یہ کہ مغراج میر فوت شدہ انبیاء کے ساتھ دیکھا۔ اگر وہ فوت سوم یہ کہ قیامت کو تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے خدا مانو زندہ رہا۔ تب تک ان پر شاہد رہا۔ لیکن فوت ہو گئے۔

چہارم یہ کہ کیا حضرت تشریف لائیں گے تو کون سے کام کریں زندگی کے واقعات مندرج ہیں۔ آئندہ پنجم یہ کہ خدا تعالیٰ فر کس طرح تمام لوگ ان کے تابع ہو جائیں ششم یہ کہ قرآن میں آجائے گی۔ پھر وہ سب کس طرح ایمان کے مقبرہ میں دفن ہونا صحیح ہے تو حضرت جانے چاہئیں تھے۔ نیز مولانا صاحب قبہ یہ وہ مطالبات ہیں۔ جن نے یسزل الی الارض سے جو استدلال قرآن میں وارد ہے۔ ولکنہ اخلد الیہا سو ان کے قرآن شریف ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

۱ ”وما محمد الف لام استغراق کے لئے ہے۔ اس تھے مر گئے۔ انہی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۲ نیز فرمایا ”یعدی فوت کر لوں گا اور اپنی طرف اٹھالوں گا۔“

یہ تحریر محتاج تشریح نہیں۔ آپ صریح الفاظ میں حضرت مسیح کی آمد ثانی بھی محض خیال اور رسمی عقیدے کی بناء پر نہیں بلکہ قرآن شریف کی آیت سے ہیں۔

وضاحت کے لئے (براہین احمدیہ ص ۵۰۵ حاشیہ نمبر ۳، خزائن ج ۱) لے لے ہو۔ جہاں مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ لئے شدت اور غضب اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت بیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔“

یہ بھی الہام عسی ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا اس کتاب براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت مرزا قادیانی، صاحب ب کی نسبت وہ لکھتے ہیں کہ یہ کتاب آنحضرت ﷺ کے دربار میں بھی ہو چکی ہے اور اس کا نام اس عالم رویا میں قطعی رکھا تھا۔ اس مناسبت سے کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔“

(براہین احمدیہ ص ۲۳۸، ۲۳۹ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵)

مدین قادیانی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے قائل تھے۔

(دیکھو فصل الخطاب حصہ دوم ص ۷۲)

اس کی اس تقریر سے حاضرین پر مسرت کا ایک سماں بندھ رہا تھا اور ایک ہو رہے تھے۔

ی علی محمد قادیانی

قادیانی نے پہلے سورہ مائدہ کی آیت وکنت علیہم شہیدا مادمت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شئی شہید پڑھی اور کچھ ذکر کرنے کے فرمانے لگے کہ مولانا صاحب (سیالکوٹی) میرے در میں دعوے سے کہتا ہوں کہ مولانا صاحب ہرگز جواب نہ دے

کا یہ الہام قرآن مجید کی ایک آیت کو بگاڑ کر بنایا گیا ہے۔ قرآن ہی ربکم ان یرحمکم (بنی اسرائیل: ۸) رحم یرحم مجرد فعل کا

اول..... یہ کہ قرآن وحدیث سے عیسیٰ کا مع جسم کے آسمان پر جانا ثابت کریں۔
دوم..... یہ کہ مغراج میں آنحضرت ﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو دوسرے فوت شدہ انبیاء کے ساتھ دیکھا۔ اگر وہ فوت شدہ نہیں تھے تو ان کے ساتھ کیسے ہوئے؟۔

سوم..... یہ کہ قیامت کو جب خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہے گا کہ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے خدا مانو تو وہ کہیں گے میں نے ایسا ہرگز نہیں کہا۔ جب تک میں زندہ رہا۔ تب تک ان پر شاہد رہا۔ لیکن جب تو نے مجھے فوت کر لیا تو پھر مجھے خبر نہیں۔ لہذا وہ فوت ہو گئے۔

چہارم..... یہ کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم خاکی سے آسمان پر پہنچے۔ جب تشریف لائیں گے تو کون سے کام کریں گے۔ اگر انہوں نے آنا ہے تو جس طرح ان کی گزشتہ زندگی کے واقعات مندرج ہیں۔ آئندہ زندگی کے کام کیوں تحریر نہیں کئے۔

پنجم..... یہ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے منکر و موافق قیامت تک رکھوں گا۔ تو کس طرح تمام لوگ ان کے تابع ہو جائیں گے۔

ششم..... یہ کہ قرآن میں لکھا ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں میں قیامت تک دشمنی ہو جائے گی۔ پھر وہ سب کس طرح ایمان لے آئیں گے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنحضرت کے مقبرہ میں دفن ہونا صحیح ہے تو حضرت عائشہ کو تین چاند کیوں دکھائے گئے۔ پھر تو چار دکھائے جانے چاہئیں تھے۔ نیز مولانا صاحب قبر کے معنی مقبرہ کسی معتبر سند سے دکھائیں۔

یہ وہ مطالبات ہیں۔ جن کے جواب مولانا صاحب ہرگز نہیں دے سکیں گے اور مولانا نے بنزل الی الارض سے جو استدال کیا ہے وہ بھی درست نہیں کہ بلعم باعور کی نسبت قرآن میں وارد ہے۔ ولکنہ اخلد الی الارض تو کیا وہ بھی زمین پر نہ تھا۔

ماسوا ان کے قرآن شریف کی کئی آیات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت شدہ ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

۱..... ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل“ الرسل کا الف لام استغراق کے لئے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب رسول جو آنحضرت ﷺ سے پہلے تھے مر گئے۔ انہی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔

۲..... نیز فرمایا ”یعسیٰ انی متوفیک ورافعک الی“ اے عیسیٰ میں تجھے فوت کر لوں گا اور اپنی طرف اٹھا لوں گا۔

۳..... نیز فرمایا ”الم نجعل الارض كفلاتا احياء وامواتاً“ کیا نہیں بتائی ہم نے زمین کافی زندوں کے لئے اور مردوں کے لئے۔ (توجہ دلانے پر پھر کہا سمیٹنے والی)

۴..... آنحضرت ﷺ کو زمین ہی میں ہجرت کرائی گئی۔ حضرت عیسیٰ کو کیوں آسمان پر چڑھا لیا۔

۵..... نیز فقہ اکبر میں لکھا ہے ”لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعهما الا اتباعی“

۶..... اور مرزا قادیانی نے حیات مسیح کو جانا ہے تو الہام سے پہلے مانا تھا۔ الہام کے بعد وہ عقیدہ منسوخ ہو گیا۔ جس طرح آنحضرت ﷺ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ لیکن جب وحی آ گئی تو بیت اللہ کی طرف پڑھنے لگے۔

اور مرزا قادیانی الہام کے بعد بھی جو بارہ برس تک حیات مسیح کو مانتے رہے تو رسی عقیدے سے مانتے رہے اور یہ سمجھ کی غلطی تھی اور مہم الہام کے سمجھنے میں غلطی کر سکتا ہے۔

نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے یونس بن متی پر بھی فضیلت نہ دو اور یہ بھی فرمایا کہ میں تمام نبیوں سے افضل ہوں۔ پس جب آپ کو وحی ہوئی تو آپ نے فضیلت کا اظہار فرمایا۔ اسی طرح جب حضرت مرزا قادیانی کو الہام ہوا تو انہوں نے بھی دعویٰ کر دیا۔

میرا حق نقض کا بھی ہے اور منع کا بھی۔

۷..... آپ کے محدث ابن حزمؒ اور امام مالکؒ بھی تو وفات مسیح کے قائل ہیں۔

جواب الجواب از جانب مولانا محمد ابراہیم میر صاحب سیالکوٹی

نوٹ: چونکہ قادیانی مولوی صاحب نے اپنے جواب میں اصل بحث سے تجاوز کر کے اور قواعد مناظرہ کے خلاف ورزی کر کے کئی ایک باتیں زائد کہہ دیں۔ جو ان کا حق نہیں تھا۔ اس لئے ہمیں ان کی بے قاعدگی دکھانے اور زائد از بحث مقرر باتوں کا جواب جو مولانا ابراہیم نے دیا تھا۔ اپنے ناظرین تک پہنچانے کے لئے جواب الجواب کے الگ نقل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ (مرتب)

۱۔ مولوی علی محمد قادیانی نے اسی حدیث کا حوالہ پہلے فقہ اکبر اور پھر شرح فقہ اکبر میں بتایا تھا۔ جس میں حضرت موسیٰ و عیسیٰ دونوں کا ذکر ہے اور اکیلے حضرت عیسیٰ کی بابت جو روایت شرح فقہ اکبر میں ہے۔ اس کی ضعف کا اشارہ خود اسی کتاب میں موجود ہے۔

حضرت مولانا مدظلہ نے حمد و صلہ مولوی علی محمد قادیانی نے اس بحث سے زائد کہی ہیں۔ جو ان کی نوا آموزی ابھی درباری نہیں کہ آساں نہیں قادیانی حضرات نے احمدیہ

معلومات اس سے پرے نہیں ہوتے اور اس لئے میرے مد مقابل مولوی علی محمد قادیانی نے بیان کردہ دلائل کا کچھ بھی مولانا میرے مطالبات کا جواب نہیں دے سکیں گے۔ اب تفصیلاً سنتے جائیے اور جواب تفصیلاً معروض ہے کہ اصل مسئلہ اور اس کا مدعی میں ہوں۔ پس میں نے جو قادیانی کا فرض ہے کہ اس پر شہادت دلائل یا اگر میں نے کوئی حوالہ غلط

اصطلاح میں تصحیح کہتے ہیں۔ (دیکھو شہید کے چھوڑا ہے تو مجھ سے اس کی دلیل طلب ہے کہ میں نے کسی امر کو بغیر دلیل کے بیان موصوف نے نہ تو میرے دلائل پر جرح ہے۔ گویا خاموشی سے انہیں تسلیم کر لیا ہے بھی ہے اور منع کا بھی۔

یہ بھی ان کی نادقی کی دلیل۔ نیز یہ کہ بحث وفات مسیح نہیں

دلائل بیان کر سکیں میں خدا کے فضل سے جز بھی بے قاعدہ اور خارج از بحث نہیں قرآن کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میرا استد

رمایا "الم نجعل الارض كفاتا احياء وامواتاً" کیا نہیں بنائی گئی اور مردوں کے لئے۔ (توجہ دلانے پر پھر کہا سمیٹنے والی) حضرت ﷺ کو زمین ہی میں ہجرت کرائی گئی۔ حضرت عیسیٰ کو کیوں

فقہ اکبر میں لکھا ہے "لو كان موسى وعيسى حيين لما

مرزا قادیانی نے حیات مسیح کو جانا ہے تو الہام سے پیسے مانا تھا۔ الہام کیا۔ جس طرح آنحضرت ﷺ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے وحی آگئی تو بیت اللہ کی طرف پڑھنے لگے۔

الہام کے بعد بھی جو بارہ برس تک حیات مسیح کو مانتے رہے تو رکی رہیہ سمجھ کی غلطی تھی اور ملہم الہام کے سمجھنے میں غلطی کر سکتا ہے۔

ﷺ نے فرمایا کہ مجھے یونس بن متی پر بھی فضیلت نہ دو اور یہ بھی فرمایا کہ سن۔ پس جب آپ گودئی ہوئی تو آپ نے فضیلت کا اظہار فرمایا۔ اسی یانی کو الہام ہوا تو انہوں نے بھی دعویٰ کر دیا۔

میں ہے اور منع کا بھی۔

پ کے محدث ابن حزم اور امام مالک بھی تو وفات مسیح کے قائل ہیں۔

از جانب مولانا محمد ابراہیم میر صاحب سیالکوٹی

قادیانی مولوی صاحب نے اپنے جواب میں اصل بحث سے تجاوز کر لاف و درزی کر کے کئی ایک باتیں زائد کہہ دیں۔ جو ان کا حق نہیں بے قاعدگی دکھانے اور زائد از بحث مقرر باتوں کا جواب جو مولانا ظفرین تک پہنچانے کے لئے جواب الجواب کے الگ نقل کرنے کی (تب)

قادیانی نے اسی حدیث کا حوالہ پہلے فقہ اکبر اور پھر شرح فقہ اکبر میں بتایا وہیسی دونوں کا ذکر ہے اور اکیلے حضرت عیسیٰ کی بابت جو روایت شرح ف کا اشارہ خود اسی کتاب میں موجود ہے۔

حضرت مولانا مظہر نے حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا۔

مولوی علی محمد قادیانی نے اس جواب میں کئی ایک باتیں بے قاعدہ اور کئی ایک اصل بحث سے زائد کہی ہیں۔ جو ان کی نوآ موزی کی دلیل ہے۔

ابھی درباری کے انداز سیکھو

کہ آساں نہیں دل لہانا کسی کا

قادیانی حضرات نے احمدیہ ڈائری کے اندراجات رٹے ہوئے ہیں اور ان کے معلومات اس سے پرے نہیں ہوتے اور میرے استدلال کے جوابات اس میں درج نہیں ہیں۔ اس لئے میرے مد مقابل مولوی علی محمد قادیانی نے ادھر ادھر کی باتیں کر کے اپنے وقت کو پورا کرنا چاہا اور میرے بیان کردہ دلائل کا کچھ بھی جواب نہیں دے سکے اور اس پر بھی تعلیٰ سے کہتے ہیں کہ مولانا میرے مطالبات کا جواب نہیں دے سکیں گے۔ اچی! آپ کو کیا معلوم کہ میں کیا کیا جواب دوں گا۔ اب تفصیلاً سنتے جائیے اور جواب الجواب کے لئے احمدیہ ڈائری کے ورق الٹتے جائیے۔

تفصیلاً معروض ہے کہ اصل بحث ہے۔ حیات حضرت مسیح دیکھئے (کاغذ شرائط نامہ) اور اس کا مدعی میں ہوں۔ پس میں نے جو دلائل حیات حضرت مسیح کے ذکر کئے ہیں۔ مولوی علی محمد قادیانی کا فرض ہے کہ اس پر شہادت دلائل جرح کریں۔ اسے اصطلاح میں نقض کہتے ہیں

یا اگر میں نے کوئی حوالہ غلط پیش کیا ہے تو مجھ سے اس کی صحت طلب کریں۔ اسے اصطلاح میں تصحیح کہتے ہیں۔ (دیکھو رشیدیہ) اور اگر میں نے اپنے دعویٰ کی کسی جز کو بھی بغیر دلیل کے چھوڑا ہے تو مجھ سے اس کی دلیل طلب کریں۔ اسے اصطلاح میں منع کہتے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں نے کسی امر کو بغیر دلیل کے بیان نہیں کیا اور کوئی حوالہ غلط ذکر نہیں کیا اور مولوی قادیانی موصوف نے نہ تو میرے دلائل پر جرح کی ہے اور نہ میرے بیان کردہ حوالوں کی تصحیح کا سوال کیا ہے۔ گویا خاموشی سے انہیں تسلیم کر لیا ہے۔ اس پر بھی نہایت سادگی سے کہتے ہیں کہ میرا حق نقض کا بھی ہے اور منع کا بھی۔

یہ بھی ان کی نادقی کی دلیل ہے۔ لہذا ان کے جس قدر مطالبات ہیں سب بے کار ہیں۔ نیز یہ کہ بحث وفات مسیح نہیں ہے اور نہ وہ اس کے مدعی ہیں کہ وہ وفات مسیح کے دلائل بیان کر سکیں میں خدا کے فضل سے قاعدے اور قرینے سے چلتا ہوں۔ میری تقریر کا کوئی جز بھی بے قاعدہ اور خارج از بحث نہیں ہے۔ مولوی قادیانی نے حدیث مشکوٰۃ کا اور آیت قرآن کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میرا استدلال حدیث میں سے لفظ ثم یموت سے تھا اور اس کی

تصدیق میں قرآن شریف کے الفاظ قبل موتہ سے تھا۔ جس کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ میں نے مرزا قادیانی اور مولوی نور الدین قادیانی کی کتابوں سے دکھا دیا کہ وہ بھی اس آیت کے معنے وہی کرتے ہیں جو میں کرتا ہوں اور ان معنوں کے رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی بالکل ظاہر ہے۔

مولوی علی محمد قادیانی کا یہ کہنا کہ عیسیٰ کا مع جسم کے آسمان پر جانا ثابت کریں۔ اصل بحث سے زائد ہے۔ کیونکہ بحث اثبات حیات ہے نہ اثبات رفع سماوی۔ لیکن یہ سوال چونکہ قادیانی مولوی کے منہ سے نکل گیا ہے اور پبلک کو اس سے دلچسپی ہے۔ اس لئے میں اس بات کو خدا کے فضل سے ثابت کرتا ہوں۔ دیکھئے جناب! کنز العمال میں ایک لمبی حدیث ہے۔ جس میں یہ بھی مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”فعند ذالک ينزل اخي عيسى بن مريم من السماء“ (بر حاشیہ مسند امام احمد ج ۶ ص ۵۶، کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۱۹، حدیث نمبر ۳۹۷۲۶) یعنی جب ایسے ایسے واقعات ہوں گے تو اس وقت میرا بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان سے اترے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تبلیغ کے وقت زمین پر ہونا تو مسلمہ فریقین ہے۔ پس جب اس حدیث کے رو سے وہ دوبارہ آنے کے وقت آسمان سے اتریں گے تو معلوم ہوا کہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔

نوٹ: اس پر حاضرین بہت محظوظ ہوئے اور عیش عیش کرنے لگے۔ (مرتب)

لیجئے اس پر مرزا قادیانی کے دستخط بھی کرا دوں آپ براہین میں فرماتے ہیں کہ: ”حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے“

(براہین حاشیہ ص ۲۴۸، خزائن ج ۱ ص ۴۳۱)

دیگر یہ کہ مرزا قادیانی (ازالہ ابام ص ۸۱) میں فرماتے ہیں کہ: ”صحیح مسلم میں ہے کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا تو اس کا لباس زرد چادریں ہوں گی۔“ (ازالہ ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲) اسی طرح رسالہ تحفید الاذہان میں مرزا قادیانی کا قول ہے۔ ”دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دوزرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی تو اسی طرح مجھے دو بیماریاں ہیں۔“ (ملفوظات ج ۸ ص ۴۴۵)

زرد لباس سے مراد اصل لباس ہو یا مرزا قادیانی والی بیماریاں ہوں۔ میرے مقصد سے باہر ہے۔ میرا استدلال (الفاظ آسمان پر ہے اترے گا) سے ہے کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کے آسمان سے اترنے آپ نے مثیل مسیح کا دعویٰ بھی

۲..... اور مو

دوسرے انبیاء کے ساتھ دیکھا

اس سے تو پھر یہ لازم آئے

آنحضرت ﷺ کو اس دنیوی

ملاقات کے وقت آنحضرت ﷺ

اس کی نظیر حدیثوں میں آچکی

نوٹ: قادیانی مول

اس امر کو ہر ابھی نہ سکے۔

۳..... اور مو

فلما توفیتنی اور اس۔

نہیں۔ جملہ مفسرین اس جگہ ت

بیضادی ج ۱ ص ۲۵۳) میں ہے۔

”فلما توف

وافیا“ یعنی تو نے مجھے آسا

پورا پورا لے لینا۔

اسی طرح تفسیر فیض

اعلاء ۵ مصاعد السماء

علیہ السلام کو آسمان کی بلند یوں

اسی طرح حضرت

فقہ مرا۔“ اس پر حاشیہ میں لکھتے

اسی طرح دیگر تقا

اٹھانے کے کرتے چلے آئے ہ

۴..... اور یہ

جواباً معروض ہے کہ ہاں جناب

کے الفاظ قبل موتہ سے تھا۔ جس کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اور مولوی نور الدین قادری کی کتابوں سے دکھا دیا کہ وہ بھی اس میں جو میں کرتا ہوں اور ان معنوں کے رو سے حضرت عیسیٰ علیہ

ہے۔ دیا کی کہنا کہ عیسیٰ کا مع جسم کے آسمان پر جانا ثابت کریں۔ اصل بحث اثبات حیات ہے نہ اثبات رفع سماوی۔ لیکن یہ سوال چونکہ نکل گیا ہے اور پبلک کو اس سے دلچسپی ہے۔ اس لئے میں اس بات کو بتا ہوں۔ دیکھئے جناب! کنز العمال میں ایک لمبی حدیث ہے۔ جس سرے ﷺ نے فرمایا ”فعند ذالک یُنزل اخی عیسیٰ بن ماریا“ (بر حاشیہ مسند امام احمد ج ۶ ص ۵۶، کنز العمال ج ۱۲ ص ۶۱۹، حدیث ہے ایسے واقعات ہوں گے تو اس وقت میرا بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان علیہ السلام کا تبلیغ کے وقت زمین پر ہونا تو مسلمہ فریقین ہے۔ پس سے وہ دوبارہ آنے کے وقت آسمان سے اتیریں گے تو معلوم ہوا کہ تھے۔

اضرین بہت محظوظ ہوئے اور عرش عرش کرنے لگے۔ (مرتب) زرا قادیانی کے دستخط بھی کراؤں آپ براہین میں فرماتے ہیں کہ: میں ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے

(براہین حاشیہ ص ۲۲۸، خزائن ج ۱ ص ۲۳۱) زرا قادیانی (ازالہ ادہام ص ۸۱) میں فرماتے ہیں کہ: ”صحیح مسلم میں ہے کہ مسیحؑ کو اس کا لباس زرد چادریں ہوں گی۔“ (ازالہ ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲) لہ تشہید الاذہان میں مرزا قادیانی کا قول ہے۔ ”دیکھو میری بیماری کی نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی کہ آپؑ نے فرمایا تھا کہ اترے گا تو دوزرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی تو اسی طرح مجھے دو (ملفوظات ج ۸ ص ۴۳۵)

مراد اصل لباس ہو یا مرزا قادیانی والی بیماریاں ہوں۔ میرے مقصد سے لفاظ آسمان پر ہے اترے گا) سے ہے کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کے آسمان سے اترنے کو مانتے رہے اور یہ آپ کے اس وقت کے مسلمات ہیں۔ جب آپ نے مثیل مسیح کا دعویٰ بھی کر دیا تھا۔

۲..... اور مولوی علی محمد قادیانی نے یہ جو کہا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ کو دوسرے انبیاء کے ساتھ دیکھا تو ثابت ہوا کہ وہ فوت شدہ ہیں۔ یہ استدلال درست نہیں۔ کیونکہ اس سے تو پھر یہ لازم آئے گا کہ اس وقت خود آنحضرت ﷺ بھی فوت شدہ ہوں۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ کو اس دنیوی زندگی میں جسمانی معراج ہوئی۔ پس جس طرح دوسرے انبیاء کی ملاقات کے وقت آنحضرت ﷺ زندہ تھے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہیں اور اس کی نظیر حدیثوں میں آچکی ہے۔

نوٹ: قادیانی مولوی نے اپنے وقت میں اس کا کوئی جواب نہ دیا اور اخیر وقت تک پھر اس امر کو دہرا بھی نہ سکے۔

۳..... اور مولوی علی محمد قادیانی نے جو کہا کہ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ کہیں گے فلما توفیتنی اور اس سے ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت شدہ ہیں۔ سو یہ بھی درست نہیں۔ جملہ مفسرین اس جگہ توفیتنی کے معنی رفع عینی الی السماء لیتے ہیں۔ چنانچہ (تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۲۵۳) میں ہے۔

”فلما توفیتنی بالرفع الی السماء..... والتوفی اخذ الشئ وافیا“ یعنی تو نے مجھے آسمان کی طرف اٹھا کر پورا پورالے لیا اور توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا پورالے لینا۔

اسی طرح تفسیر فیضی میں ہے جس کی زبان دانی تمام ہندوستان میں مسلم ہے۔ ”اراد اعلیٰ ہ مصاعد السماء“ (سوانح الالہام ص ۴۷، مطبع نولکشور لکھنؤ) یعنی اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی بلندیوں پر چڑھالینا ہے۔

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: ”پس وقتی کہ برگر فتی مرا“ اس پر حاشیہ میں لکھتے ہیں ”یعنی برا آسمان بروی مرا“ یعنی مجھے تو آسمان پر لے گیا۔“ اسی طرح دیگر تفاسیر معتبرہ میں بھی ہے۔ غرض سب مفسرین اس کے معنی آسمان پر اٹھانے کے کرتے چلے آئے ہیں۔ پس یہ تو ہمارے اثبات دعویٰ کی دلیل ہوئی نہ کہ ہمارے خلاف۔

۴..... اور یہ جو کہا کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم خاکی سے آسمان پر پہنچے۔ تو جواباً معروض ہے کہ ہاں جناب جسم خاکی سے گئے۔ قرآن شریف کے سیاق کو دیکھئے کہ یہود نے کہا۔

”اما قتلنا المسيح عيسى بن مريم رسول الله (نساء: ۱۵۷)“ ﴿یعنی ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو قتل کر ڈالا۔﴾ اور ظاہر ہے کہ قتل کے لائق یہی جسم خاکی ہوا کرتا ہے۔ روح کو نہ کوئی قتل کر سکتا ہے اور نہ وہ قابل قتل ہے اور یہودیوں کے اسی قول کی تردید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ”وما قتلوه یقیناً بل رفعه الله الیه (نساء: ۱۵۷)“ ﴿یعنی یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا۔﴾ بلکہ خدا نے اسے اپنی طرف اوپر اٹھالیا۔ اب سیاق کو ملحوظ رکھ کر ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جب یہود کا دعویٰ قتل جسم کا تھا تو خدا تعالیٰ نے اس کی تردید کر کے جس چیز کو اوپر اٹھانے کا ذکر کیا ہے وہ جسم نہ ہوا تو کیا ہوا۔

نوٹ: اس پر حاضرین محفوظ ہوئے اور ہر طرف سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی۔ اور یہ جو آپ نے دریافت کیا کہ جب حضرت عیسیٰ دوبارہ تشریف لائیں گے تو کیا کام کریں گے۔ جناب من وہی کام کریں گے جو مرزا قادیانی نے براہین میں فرمایا ہے کہ: ”دین اسلام کو جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر غلبہ دیں گے۔“

(براہین احمدیہ ص ۴۹۸ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) نہ کہ مرزا قادیانی کی طرح گورنمنٹ کی خوشامد میں کیا مسلمانوں کو کیا ہندوستانیوں کو اور کیا دیگر ممالک والوں کو یہ وعظ کریں گے کہ تم سب اس محسن گورنمنٹ کے نمک خوار وفادار بنے رہو۔ جب کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتب تحفہ قیصریہ اور فریاد درد اور ضرورت الامام میں تصریحاً ارقام فرمایا ہے۔

نوٹ: اس کا جواب مولوی صاحب قادیانی نے کچھ نہ دیا اور نہ اخیر تک پھر اس کو دہرایا۔ ۵..... اور آپ نے یہ جو کہا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں میں قیامت تک دشمنی رہے گی۔ تو پھر سب کیسے ایمان لے آئیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایمان اور عداوت باہمی میں منافات نہیں ہے۔ دونوں باہم جمع ہو سکتے ہیں۔ سمجھ نہ آئے تو قادیانیوں اور لاہوریوں میں دیکھ لیجئے کہ دونوں احمدی کہلاتے ہیں اور ایمان کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ لیکن آپس میں کتنی منافرت اور عداوت ہے۔

۶..... اور آپ حضرت عائشہؓ کے تین چاند دیکھنے والے خواب سے جو اس حدیث کو رد کرتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو یہ حدیث مرزا قادیانی کے مسلمات سے ہے۔ آپ ان کے امتی ہوتے ہوئے اس سے انکار نہیں کر سکتے۔

دیگر یہ کہ اگر یہ حدیث ضعیف ہے تو اس کے الفاظ ”فیتزوج ویولد له“ (ضمیر انجام

آتم ص ۵۳، خزائن ج ۱ ص ۳۳۷ حاشیہ) سے اپنی اولاد پیدا ہونے کی تصدیق اور پھر باطل ہو جائے گا اور اس میں آپ مرزا قادیانی دیگر یہ کہ حضرت عائشہؓ کو خواب میں تین چاند ہی ان کے حجرے میں دفن تھیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ کو اور اپنے با عیسیٰ علیہ السلام سو وہ حضرت عائشہؓ کی زندگی دکھائے گئے۔

نوٹ: حاضرین اس نکتے پر بھی لئے دعائیں کرنے لگے۔ اللہم متعنا بد..... اور قبر بمعنی مقبرہ اور السلام) میں اسی حدیث میں ملا علی قاریؒ کے دوم یہ کہ مرزا قادیانی آنجمانی فرماتے ہیں کہ: ”ممکن ہے کوئی مثیل مسیح اور مدفون ہو۔“

اس حوالہ سے قبر بمعنی روضہ ہے۔ وهو المراد!

۸..... اور یسنزل الی الارض کو پیش کیا ہے۔ سو وہ بھی بے محل۔ وہ شخص آگے زمین میں موجود تھا۔ اس نے ز نوٹ: چنانچہ (تفسیر خازن ج ۱) ”اصلہ من اللہ لود وهو الدوام و ہیں۔ ہمیشہ رہنا اور ٹھہرنا۔ اور وفات مسیح کی جو آیات آ وقت کی راگنی ہے۔ کیونکہ بحث اثبات حیا پہلے عرض کر چکا اور اگر آپ اسے معارضہ

المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ (نساء: ۱۵۷) ”یعنی رسول اللہ کو قتل کر ڈالا۔“ اور ظاہر ہے کہ قتل کے لائق یہی جسم خاکی ہوا کر سکتا ہے اور نہ وہ قابل قتل ہے اور یہودیوں کے اسی قول کی تردید ماقتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ (نساء: ۱۵۷) ”یعنی یہود یقیناً قتل نہیں کیا۔“ بلکہ خدا نے اسے اپنی طرف اوپر اٹھالیا۔

رکھ کر ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جب یہود کا دعویٰ قتل جسم کا تھا تو خدا تعالیٰ چیز کو اوپر اٹھانے کا ذکر کیا ہے وہ جسم نہ ہوا تو کیا ہوا۔

ضررین محفوظ ہوئے اور ہر طرف سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی۔

نے دریافت کیا کہ جب حضرت عیسیٰ دوبارہ تشریف لادیں گے تو کیا وہی کام کریں گے جو مرزا قادیانی نے براہین میں فرمایا ہے کہ ”دین ملی کے طور پر غلبہ دیں گے۔“

(براہین احمدیہ ص ۴۹۸ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۵۹۳)

کی طرح گورنمنٹ کی خوشامد میں کیا مسلمانوں کو کیا ہندوستانیوں کو یہ وعظ کریں گے کہ تم سب اس محسن گورنمنٹ کے نمک خوار وفادار بنے نے اپنی کتب تحفہ قیصریہ اور فریاد درد اور ضرورت الامام میں تصریحاً

ب مولوی صاحب قادیانی نے کچھ نہ دیا اور نہ اخیر تک پھر اس کو دہرایا۔ آپ نے یہ جو کہا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ عیسائیوں اور ہنسی رہے گی۔ تو پھر سب کیسے ایمان لے آئیں گے۔ اس کا جواب یہ ی میں منافات نہیں ہے۔ دونوں باہم جمع ہو سکتے ہیں۔ سمجھ نہ آئے تو سادیکھ لیجئے کہ دونوں احمدی کہلاتے ہیں اور ایمان کا دعویٰ بھی کرتے فطرت اور عداوت ہے۔

آپ حضرت عائشہؓ کے تین چاند دیکھنے والے خواب سے جو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ حدیث مرزا قادیانی کے مسلمات سے تے ہوئے اس سے انکار نہیں کر سکتے۔

حدیث ضعیف ہے تو اس کے الفاظ ”فیتزوّج ویولد له“ (ضمیمہ انجام

آتم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷ حاشیہ) سے مرزا قادیانی کا محترم محمدی بیگم کے نکاح اور اس کے لطن سے اپنی اولاد پیدا ہونے کی تصدیق اور پھر اس پر اپنے مسیح موعود ہونے کی ہٹا کوکھڑا کرنا سب کچھ باطل ہو جائے گا اور اس میں آپ مرزا قادیانی کی تائید نہیں کریں گے بلکہ تردید کریں گے۔

دیگر یہ کہ حضرت عائشہؓ کو خواب میں تین چاند اس لئے دکھائے گئے کہ ان کی زندگی میں تین چاند ہی ان کے حجرے میں دفن ہونے والے تھے اور وہ صرف تینوں ہی کو دیکھنے والی تھیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ کو اور اپنے باب حضرت ابوبکرؓ کو اور حضرت عمرؓ کو باقی رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سو وہ حضرت عائشہؓ کی زندگی میں دفن ہونے والے نہیں تھے۔ اس لئے ان کو نہ دکھائے گئے۔

نوٹ: حاضرین اس نکتے پر بھی عیش عیش کراٹھے اور حضرت مولانا کی عمر درازی کے لئے دعائیں کرنے لگے۔ اللہم متعنا بطول حیاتہ! آمین!

۷..... اور قبر بمعنی مقبرہ اول تو اسی جگہ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) میں اسی حدیث میں ملا علی قاریؒ کے حوالے سے بین السطور حاشیہ میں لکھا ہے۔

دوم یہ کہ مرزا قادیانی آنجمانی بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں کہ: ”ممکن ہے کوئی مثیل مسیح ایسا بھی آجائے جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔“

اس حوالہ سے قبر بمعنی روضہ (مقبرہ) بھی مانا گیا ہے اور پاس دفن ہونا بھی مانا گیا ہے۔ وهو المراد!

۸..... اور ینزل الی الارض کے جواب میں جو آپ نے اخلد الی الارض کو پیش کیا ہے۔ سو وہ بھی بے محل ہے۔ اخلد الی الارض میں تو اخلد خود موجود ہے کہ وہ شخص آگے زمین میں موجود تھا۔ اس نے زمینی امور سفلیات میں پڑ کر اسی میں رہنا چاہا۔

نوٹ: چنانچہ (تفسیر خازن ج ۲ ص ۱۶۵) میں اس لفظ کے ذیل میں لکھا ہے۔ ”اصلہ من اللہ لود وهو الدوام والمقام“ یعنی اخلد کا اصل خلود ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ ہمیشہ رہنا اور ٹھہرنا۔

اور وفات مسیح کی جو آیات آپ نے پڑھی ہیں۔ وہ بالکل بے موقع ہیں اور بے وقت کی راگنی ہے۔ کیونکہ بحث اثبات حیات مسیح ہے۔ جس میں مدعی میں ہوں۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا اور اگر آپ اسے معارضہ قرار دیں تو معارضہ کا حق اس وقت ہوتا ہے۔ جب

فریق ثانی شک میں ہو۔

چنانچہ قرآن شریف میں ہے۔ ”وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فأتوا بسورة من مثله (بقرہ: ۲۳)“ ”ہاں آپ شک کا اقرار کر کے معارضات پیش کرتے تو معارضہ باقاعدہ ہوتا۔“ خیر اس پر بھی میں آپ کے معارضے کی دلیلوں کو ایک ایک کر کے توڑتا ہوں۔ تاکہ عوام دھوکے سے محفوظ رہیں اور قرآن شریف اختلاف بیانی سے سالم نظر آئے سنتے جائے۔

..... ”قد خلت من قبلہ الرسل (آل عمران: ۱۴۴)“ میں آپ نے خلت کے معنی فوت کئے اور الف لام کو کہا استغراقی سو اس میں آپ نے مرزا قادیانی کے خلاف کیا۔ جن کی حمایت میں آپ یہاں کھڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی جنگ مقدس میں عیسائیوں کے مقابلے میں اس کے معنی کرتے ہیں۔ ”اس سے پہلے بھی رسول آتے رہے ہیں۔“ (جنگ مقدس ص ۷، خزائن ج ۶ ص ۸۹) نیز مولوی نور الدین جو مرزا قادیانی کے پہلے خلیفہ تھے اور علم و فضل میں آپ کی ساری جماعت میں افضل تھے۔ عیسائیوں کے مقابلے میں اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ ”پہلے اس سے بہت رسول ہو چکے۔“ (فصل الخطاب ج ۱ ص ۲۵، حاشیہ بار دوم) پس ان ہر دو ترجموں کے رو سے آپ کے استدلال کی دونوں بنائیں غلط ہو گئیں۔ نہ خلت کے معنی موت رہے اور نہ الف لام استغراقی رہا۔

..... ۲ آیت انی متوفیک سے حضرت مسیح کی وفات ثابت کرنی بالکل غلط ہے۔ جناب مرزا قادیانی اس آیت کے معنی براہین میں یوں کرتے ہیں۔ ”اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا۔“ (براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ نمبر ۳ ص ۵۵۷، خزائن ج ۱ ص ۶۶۴) نیز یہ ترجمہ کرتے ہیں۔ ”اے عیسیٰ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھا لوں گا۔“ (براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ ص ۵۱۹، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰)

..... ۳ اور آپ کا آیت الم نجعل الارض کفافتاً کو بھی وفات کے دلائل میں شمار کرنا بالکل لا حاصل ہے۔ کیونکہ اول! تو یہ آیت آپ کے مقصود یعنی وفات مسیح سے بالکل ساکت ہے۔ کیونکہ اس کا مفاد تو یہ ہے کہ سب زندے اور مردے اس میں سما سکتے ہیں۔ پس جب زندے بھی سما سکتے ہیں تو یہ موت کے لئے دلیل نہ ہو سکی۔

دوم! یہ کہ میں خاص دلائل سے حضرت عیسیٰ کی حیات ثابت کر چکا ہوں اور علم اصول

میں مقرر و مسلم ہے کہ دلیل خاص دلیل خاص کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اس کی حاجت تفصیل کی نہیں۔

اچھا اگر اس آیت کے روئے السلام کسی طرح چلے گئے۔ جن کی بابت مرد خدا ہے۔ جس کی نسبت قرآن میں پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں وفات عیسیٰ کے اور کچھ نہیں پاتے۔“ اور آپ کا یہ کہنا کہ یہ زندہ بالکل خلاف ہے۔ روحانی زندگی تو بلا اسلام کی کیا خصوصیت ہے؟۔ نیز ۳ بتا رہی ہے کہ مرزا قادیانی حضرت مہدی احمدی کہلانے والے دو کے کلام کی توجیہات ان کی تصریحات رنگ میں بیان کرتا ہوں۔ مرزا قادیانی کے اقوال سے ادھر ادھر نہیں ہوتا۔ خلاف چلتے ہیں۔

نوٹ: اس کے بعد مرزا ہاں آپ اس آیت کو زمین پر کیوں نہ کرائی۔ سو اس کا جواب ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی پیدائش

..... مثلاً یہ کہ عام انسانوں نطفۃ امشاج (دھر: ۲) حضرت آدم اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش بایں طور پر نہیں ہوئی۔ ان کی نسبت چھوڑ دیا گیا ہے۔

یف میں ہے۔ ”وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا (بقرہ: ۴۳)“ ”ہاں آپ شک کا اقرار کر کے معارضات پیش ہوتا۔“ خیر اس پر بھی میں آپ کے معارضے کی دلیلوں کو ایک ایک ام دھوکے سے محفوظ رہیں اور قرآن شریف اختلاف بیانی سے سالم

مدخلت من قبلہ الرسل (آل عمران: ۱۴۴) میں آپ نے الف لام کو کہا استغراقی سواس میں آپ نے مرزا قادیانی کے خلاف یہاں کھڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی جنگ مقدس میں اس کے معنی کرتے ہیں۔ ”اس سے پہلے بھی رسول آتے رہے ہیں۔“ (جنگ مقدس ص ۷، خزائن ج ۶ ص ۸۹) برین جو مرزا قادیانی کے پہلے خیفہ تھے اور علم و فضل میں آپ کی ساری مائیوں کے مقابلے میں اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ ”پہلے اس سے (فصل الخطاب ج ۱ ص ۲۵، حاشیہ بار دوم) تمہوں کے رو سے آپ کے استدلال کی دونوں بنائیں غلط ہو گئیں۔ نہ نہ الف لام استغراقی رہا۔

تانی متوفیک سے حضرت مسیح کی وفات ثابت کرنی بالکل غلط ہے۔ ت کے معنی براہین میں یوں کرتے ہیں۔ ”اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر (برائین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ نمبر ۴ ص ۵۵، خزائن ج ۱ ص ۶۶۴) تے ہیں۔“ ”اے عیسیٰ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھا (برائین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ ص ۵۱۹، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰) آپ کا آیت الم نجعل الارض کفالتا کو بھی وفات کے دلائل ہے۔ کیونکہ اول! تو یہ آیت آپ کے مقصود یعنی وفات مسیح سے بالکل ماد تو یہ ہے کہ سب زندے اور مردے اس میں سما سکتے ہیں۔ پس جب اس کے لئے دلیل نہ ہو سکی۔

اصل دلائل ہے حضرت عیسیٰ کی حیات ثابت کر چکا ہوں اور علم اصول

میں مقرر و مسلم ہے کہ دلیل خاص دلیل عام پر مقدم ہوتی ہے اور ان دونوں کے مقابلے میں دلیل خاص کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اس کی نظر قرآن مجید میں بکثرت ہیں اور اہل علم کو معلوم ہیں۔ حاجت تفصیل کی نہیں۔

اچھا اگر اس آیت کے رو سے کوئی زندہ شخص آسمان پر نہیں جاسکتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی طرح چلے گئے۔ جن کی بابت جناب مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”یہ موسیٰ علیہ السلام مرد خدا ہے۔ جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں نہیں۔۔۔ مگر ہم قرآن میں بغیر وفات عیسیٰ کے اور کچھ نہیں پاتے۔“ (نور الحق اول ص ۵۰، خزائن ج ۸ ص ۶۸، ۶۹)

اور آپ کا یہ کہنا کہ یہ زندگی روحانی ہے۔ بالکل غلط ہے اور مرزا قادیانی کی تقریر کے بالکل خلاف ہے۔ روحانی زندگی تو بعد وفات سب انبیاء کو حاصل ہے۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے؟۔ نیز اس کے بعد مرزا قادیانی نے جو حضرت عیسیٰ کو مردہ کہا تو یہ تفریق بتا رہی ہے کہ مرزا قادیانی حضرت موسیٰ کو جسمانی زندگی سے زندہ سمجھتے تھے۔

احمدی کہلانے والے دوستو! آج آپ کیسی بھکی ہوئی باتیں کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے کلام کی توجیہات ان کی تصریحات کے خلاف بیان کرتے ہیں۔ دیکھئے میں وہی باتیں اور اسی رنگ میں بیان کرتا ہوں۔ مرزا قادیانی نے جس رنگ میں بیان کی ہیں۔ میں تو ہرگز مرزا قادیانی کے اقوال سے ادھر ادھر نہیں ہٹتا۔ آج آپ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ بات بات میں مرزا قادیانی کے خلاف چلتے ہیں۔

نوٹ: اس کے بعد مرزائی مولوی نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

ہاں آپ اس آیت کو اپنے اس سوال کا ضمیمہ بنا سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی ہجرت زمین پر کیوں نہ کرائی۔ سواس کا جواب یہ ہے کہ خدا کا فیض ہر شخص سے اس کی فطرت کے مطابق ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی پیدائش اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں بھی فرق ہے تو ان

۱۔ مثلاً یہ کہ عام انسانوں کی پیدائش کی نسبت فرمایا ”انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج (دھر: ۲)“ یعنی انسان کو ملے ہوئے نطفے سے پیدا کیا اور اس کے برخلاف حضرت آدم اور حضرت عیسیٰ اور حضرت حواء کی نسبت خاص دلائل سے معلوم ہے کہ ان کی پیدائش بایں طور پر نہیں ہوئی۔ پس ان کے متعلق دلیل عام کا اعتبار کیا جاتا ہے اور دلیل خاص ان کی نسبت چھوڑ دیا گیا ہے۔

کی ہجرت میں بھی اس غرق کو ملحوظ رکھا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی پیدائش ہر دو ماں اور باپ سے ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش عالم امر سے نوح جبریلی سے ہوئی۔ اس لئے خدا کی حکمت نے تقاضا کیا کہ آپ کو وطن ملائکہ یعنی آسمان پر ہجرت کرائی جائے۔

نوٹ: حاضرین اس نکتے پر خوشی سے اچھل پڑے اور سبحان اللہ سبحان اللہ کی صداؤں سے میدان گونج اٹھا۔ مرزائیوں کے رنگ اڑ گئے اور پھر اس سوال کو نہ دہرایا۔ (مرتب)

۴..... اور آپ نے فقہ اکبر کے حوالے سے جو یہ کہا کہ اس میں حدیث ہے۔

”لو کان موسیٰ وعیسیٰ حییین لهما وسعهما الا اتباعی“ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو فقہ اکبر حدیث کی کتاب نہیں کہ اس کے متعلق اس کا حوالہ معتبر سمجھا جائے۔ دیگر یہ کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ نے یہ بالکل غلط کہا ہے کہ یہ حدیث فقہ اکبر میں موجود ہے۔ یہ حدیث فقہ اکبر میں ہرگز نہیں ہے۔ ہرگز نہیں ہے۔ سچے ہو تو نکال کر دکھاؤ۔

نوٹ: حضرت مولانا صاحب کی اس ڈانٹ پر مرزائی مولوی نے اپنی نوبت میں اس کی نسبت تسلیم کر لیا کہ یہ حدیث فقہ اکبر میں نہیں ہے۔ لیکن منہ ڈھیلا کر کے کہنے لگے کہ ہاں فقہ اکبر کی شرح میں موجود ہے۔ حضرت مولانا صاحب نے فرمایا کہ جو حدیث تم پیش کرتے ہو وہ فقہ اکبر کی شرح میں بھی نہیں ہے۔ مرزائی اس پر مبہوت ہو گئے اور لوگ ہر طرف سے ان کی کذب بیانی اور دھوکا دہی پر ان پر ملامت اور شرم! شرم!! کے آوازے مارنے لگے۔

حضرت مولانا نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ بلکہ فقہ اکبر میں اس کے برخلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کی تصریح موجود ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت امام اعظم جن کی تقلید کا اقرار خود مرزا قادیانی کو بھی ہے اور مولوی نور الدین قادیانی بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی قبل از دعوے خفی مذہب کے پابند تھے۔ اب سنئے کہ خفی مذہب کی کتابوں میں کیا لکھا ہے۔ (فقہ اکبر ص ۸، ۹ طبع مصر) میں فرماتے ہیں کہ: ”ونزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء..... حق کائن“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دیگر علامات قیامت سب حق ہیں اور ضرور ہونے والی ہیں۔

۱۔ جب مولانا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت کا نکتہ بیان فرمایا۔ اس وقت میں اتفاقاً گرمی کی شدت کے سبب باہر نکلا تو ایک شخص جس کو میں پہچانتا تھا یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس ماں پر ہزار ہزار رحمتیں نازل فرماو۔ جس نے ایسا فرزند ارجمند جنا۔ تو میں نے آمین۔ (مرتب)

اسی طرح ملا علی
توضیح کرتے ہیں۔ جس کو
دیگر یہ کہ شرح

عیسیٰ علیہ السلام
باتیں جن کی خبر نبی ﷺ

نازل ہونا ہے۔ وہ سب کچھ

اسی طرح ہمار

شرح عقائد کے حاشیہ خیالی

عیسیٰ لان حیاتہ و

صحیحہ بحیث لم یبد

یعنی شارح تفسیر

کہ ان کی حیات اور ان کا

ہو چکا ہے کہ اس بارے میں

دیکھئے خفی مذہب

وہ جو آپ نے جھوٹ موٹ

بیز یہ کہ مرزا قادیانی

کو بگاڑتے رہے۔ اسی طر

طرح آپ بھی ان کے بے

نوٹ: حضرت

کی گھٹائیں چھا گئیں اور ا

حضرت مولانا مرزائیوں

دیتے ہیں اور ان کی خیانت

حضرت مولانا

مرزا قادیانی کی طرف

مرزا قادیانی بقول خود براہ

ظ رکھا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی پیدائش ہر دو ماں اور باپ سے
کی پیدائش عالم امر سے نفع جبریلی سے ہوئی۔ اس لئے خدا کی
ن ملائکہ یعنی آسمان پر ہجرت کرائی جائے۔

نکتے پر خوشی سے اچھل پڑے اور سبحان اللہ سبحان اللہ کی صداؤں
کے رنگ اڑ گئے اور پھر اس سوال کو نہ دہرایا۔ (مرتب)

نے فقہ اکبر کے حوالے سے جو یہ کہا کہ اس میں حدیث ہے۔
حیین لما وسعہما الا اتباعی“ سو اس کا جواب یہ ہے کہ
اس کہ اس کے متعلق اس کا حوالہ معتبر سمجھا جائے۔ دیگر یہ کہ میں خدا
نے یہ بالکل غلط کہا ہے کہ یہ حدیث فقہ اکبر میں موجود ہے۔ یہ
ہرگز نہیں ہے۔ سچے ہو تو نکال کر دکھاؤ۔

صاحب کی اس ڈانٹ پر مرزائی مولوی نے اپنی نوبت میں اس
فقہ اکبر میں نہیں ہے۔ لیکن منہ ڈھیل کر کے کہنے لگے کہ ہاں فقہ
مرزائی اس پر مبہوت ہو گئے اور لوگ ہر طرف سے ان کی کذب
اور شرم! شرم!! کے آوازے مارنے لگے۔

پنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ بلکہ فقہ اکبر میں اس کے
کے آسمان سے اترنے کی تصریح موجود ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت
مرزا قادیانی کو بھی ہے اور مولوی نور الدین قادیانی بھی اس کی
نی قبل از دعوے خفی مذہب کے پابند تھے۔ اب سنئے کہ خفی مذہب
ما اکبر ص ۸، ۹ طبع مصر) میں فرماتے ہیں کہ: ”ونزول عیسیٰ
حق کائن“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل
حق ہیں اور ضرور ہونے والی ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت کا نکتہ بیان فرمایا۔ اس وقت
سبب باہر نکلا تو ایک شخص جس کو میں پہچانتا تھا یہ کہتے ہوئے سنا
رار رحمتیں نازل فرماؤ۔ جس نے ایسا فرزند ارجمند بنا۔ تو میں

اسی طرح ملا علی قاری صاحب اس کی (شرح ص ۱۳۶) میں خوب دل کھول کر اس کی
توضیح کرتے ہیں۔ جس کو مولوی علی محمد مرزائی سمجھ نہیں سکے۔

دیگر یہ کہ شرح عقائد نفی میں ہے جو خفی عقائد کی مشہور اور درسی کتاب ہے۔ ”ونزول
عیسیٰ علیہ السلام من السماء..... فہو حق“ (شرح عقائد النسخہ ص ۱۷۳) یعنی سب
باتیں جن کی خبر نبی ﷺ نے دی ہے۔ جن میں سے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے
نازل ہونا ہے۔ وہ سب کچھ حق ہے۔

اسی طرح ہمارے سیالکوٹیوں کے فخر جناب مولانا عبدالحکیم صاحب فاضل سیالکوٹی
شرح عقائد کے حاشیہ خیالی کے حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ: ”وانما اکتفی الشارح بذکر
عیسیٰ لان حیاته ونزوله الی الارض واستقرارہ علیہ قد ثبتت باحادیث
صحیحہ بحیث لم یبق فیہ شبہة ولم یختلف فیہ احد“ (ص ۲۵۴ عبدالحکیم مطبوعہ مصر)
یعنی شارح تفتازانی نے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر پر اس لئے کفایت کی
کہ ان کی حیات اور ان کا زمین پر نازل ہونا اور پھر زمین پر آباد رہنا صحیح حدیث سے ایسا ثابت
ہو چکا ہے کہ اس بارے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ گیا اور اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔
دیکھئے خفی مذہب میں تو یہ لکھا ہے۔ جو ہم نے سب کے سامنے کتابیں کھول کر سنایا۔ نہ
وہ جو آپ نے جھوٹ موٹ کہہ دیا اور نکال کر نہیں بتایا۔

بیز یہ کہ مرزا قادیانی جس طرح قرآن وحدیث میں کتر بیونت کر کے ان کے مطالب
کو بگاڑتے رہے۔ اسی طرح وہ خفی مذہب کا دعویٰ کر کے بھی لوگوں کو دھوکا دیتے رہے اور اسی
طرح آپ بھی ان کے بعد مذہب خفی کی کتابوں کے غلط حوالے دیتے ہیں۔

نوٹ: حضرت مولانا صاحب (دام اللہ بقاءہ) کی اس تقریر سے مرزائیوں پر رسوائی
کی گھٹائیں چھا گئیں اور ان پر ایک عالم سکتہ طاری ہو گیا۔ تمام مسلمان خوشی سے محو حیرت تھے کہ
حضرت مولانا مرزائیوں کی ہر بات کا جواب کس طرح برجستہ اور پیساختہ فوراً کتابیں نکالی دکھا
دیتے ہیں اور ان کی خیانت اور دھوکا بازی کو طشت از بام کر دیتے ہیں۔

حضرت مولانا صاحب نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ مولوی علی محمد قادیانی نے
مرزا قادیانی کی طرف سے اجتہادی غلطی وغیرہ کے جو عذر کئے ہیں۔ وہ سب نادرست ہیں۔
مرزا قادیانی بقول خود براہین کی تصنیف کے وقت بھی خدا کے نزدیک رسول اللہ تھے۔

(دیکھو ایام الصلح ص ۱۷۵ اردو، خزائن ج ۱۴ ص ۳۰۹)

پھر مرزا قادیانی کا یہ بھی قول ہے۔ ”انبیاء کی اپنی ہستی کچھ نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ اس طرح بھکی خدا تعالیٰ کی تصرف میں ہوتے ہیں۔ جس طرح ایک کل انسان کے تصرف میں ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔ انبیاء نہیں بولتے جب تک خدا ان کو نہ بلائے اور کوئی کام نہیں کرتے جب تک خدا ان سے نہ کرائے۔۔۔۔۔۔ ان سے وہ طاقت سلب کی جاتی ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی انسان کرتا ہے۔ وہ خدا کے ہاتھ میں ایسے ہوتے ہیں جیسے مردہ۔“

(ریویو ج ۲ نمبر ۲ ص ۷۰، بابت ماہ فروری ۱۹۰۳ء)
احمدی دوستو! براہین وہ کتاب ہے۔ جو بقول تمہارے نبی کے ”مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح تالیف کی۔“ (اشتہار براہین احمدیہ، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳)
ہاں یہ وہ کتاب ہے جو بقول مرزا قادیانی ”آحضرت ﷺ کے دربار میں پیش ہو کر رجسٹری بھی ہو چکی اور وہ ہندوانہ ل کے برابر امرود بن کر کہنیوں تک شہد بھی ٹپکا چکی۔“ (براہین احمدیہ ج ۱ ص ۲۳۸ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵) یہ اصلاح کے لئے لکھی گئی تھی۔ اس میں فساد و شرک کا عقیدہ کیوں لکھا گیا؟

یہ خدا کے الہام اور امر سے لکھی گئی تھی۔ اس میں شرک و کفر کس طرح لکھا گیا۔ یہ آحضرت کے سامنے پیش ہو کر شہد کی صورت میں بدل گئی تھی۔ اس میں یہ زہر کیسے رہ گیا؟ اور آحضرت نے اس کفر کو کس طرح برداشت کر لیا؟ اس کا نام قطبی تھا اور قطب ستارے کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم تھی۔ (براہین احمدیہ حاشیہ نمبر ۱ ص ۲۳۸، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵)
اس میں خاص مسئلہ جس پر مرزا قادیانی کے دعوے کی بنیاد ہے۔ وہی ریت کے ٹیلے کی طرح دھڑم کر کے کس طرح گر گیا۔ آپ ہزار ہا ہندو مسلمانوں کے سامنے ایسی متبرک کتاب کی ہتک نہ کریں۔ آپ مرزا قادیانی کی تائید کے لئے کھڑے ہوئے ہیں یا تردید کے لئے۔

۱۔ قادیانی مولوی نے اپنی نوبت میں کہا کہ اگر مولانا صاحب براہین میں سے لفظ ہندوانہ دکھائیں۔ تو مبلغ ۵ روپے انعام پائیں۔ مولانا صاحب نے اس پر اپنی نوبت میں براہین نکال کر دکھا دیا کہ دیکھ لو اس میں لفظ تربوز کو ہندوانہ نہ سمجھیں تو دیگر بات ہے؟
واضح رہے کہ حضرت مولانا صاحب پنجابی زبان میں تقریر کر رہے تھے اور پنجابی میں تربوز کو ہندوانہ کہتے ہیں۔ قادیانی مولوی صاحب نے شرمندہ ہو کر نوٹ جیب میں ڈال لیا اور حضرت مولانا صاحب نے یہ آیت پڑھی۔ ”فما اتنی اللہ خیر مما التکم (نمل: ۳۶)“

مرزا قادیانی کو بارہ
رہیں۔ ہمیں اس کی نظیر انبیاء میں
۲۔۔۔۔۔۔ اور بیت
اول تو اس لئے کہ
(انعام: ۹۰) ”انبیائے سابقین
کبیرہ یا صغیرہ بھی نہیں تو وہ اس کے
شرک و کفر قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ
چنانچہ فرماتے ہیں!
یہ ہو نہیں سکتا کہ انبیاء جو شرک کو
ارشاد ہے۔“ اور یہ کیونکر ہو سکتا
وہ لوگوں کو خدا کے احکام پر چلا
ہیں۔ اس لئے اگر وہ خود ہی خلا
لفظوں میں یوں کہو کہ نبی نہ رہے
ہوتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کے

دیگر اس وجہ سے
سے ہے اور عقائد میں تین شیخ و تبا
عملیات میں سے ہے۔ جن میں
۳۔۔۔۔۔۔ دیگر جو
دو وجہ سے باطل ہے۔ اول اس
میں بیان کیا ہے اور اس الہام
منکروں کی سرکوبی کے لئے دوبا
دوم اس لئے کہ اگر
بقول مرزا قادیانی آحضرت ﷺ
بیانات جن میں حضرت مسیح کی
پیش ہوئی تھی یا آحضرت ﷺ

کا یہ بھی قول ہے۔ ”انبیاء کی اپنی ہستی کچھ نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ اس طرح
س ہوتے ہیں۔ جس طرح ایک کل انسان کے تصرف میں ہوتی ہے۔
خدا ان کو نہ بلائے اور کوئی کام نہیں کرتے جب تک خدا ان سے نہ
طاقت سلب کی جاتی ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی
ہاتھ میں ایسے ہوتے ہیں جیسے مردہ۔“

(ریو یوج ۲ نمبر ۲ ص ۷۰، بابت ماہ فروری ۱۹۰۳ء)

براہین وہ کتاب ہے۔ جو بقول تمہارے نبی کے ”مؤلف نے ملہم و مامور
کی۔“ (اشتہار براہین احمدیہ، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳)

ب ہے جو بقول مرزا قادیانی ”آنحضرت ﷺ کے دربار میں پیش ہو کر
ہندوانہ کے برابر امرود بن کر کہنوں تک شہد بھی چکا چکی۔“ (براہین
نزائن ج ۱ ص ۲۷۵) یہ اصلاح کے لئے لکھی گئی تھی۔ اس میں فساد و شرک کا

ام اور امر سے لکھی گئی تھی۔ اس میں شرک و کفر کس طرح لکھا گیا۔ یہ
س ہو کر شہد کی صورت میں بدل گئی تھی۔ اس میں یہ ہر کیسے رہ گیا؟ اور
س طرح برداشت کر لیا؟ اس کا نام قطبی تھا اور قطب ستارے کی طرح
(براہین احمدیہ حاشیہ نمبر ۱ ص ۲۳۸، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵)
س مسئلہ جس پر مرزا قادیانی کے دعوے کی بنیاد ہے۔ وہی ریت کے ٹیلے
طرح کر گیا۔ آپ ہزار ہا ہندو مسلمانوں کے سامنے ایسی متبرک کتاب
مرزا قادیانی کی تائید کے لئے کھڑے ہوئے ہیں یا تردید کے لئے۔

مولوی نے اپنی نوبت میں کہا کہ اگر مولانا صاحب براہین میں سے لفظ
۵ روپے انعام پائیں۔ مولانا صاحب نے اس پر اپنی نوبت میں براہین
س میں لفظ تر بوز کو ہندوانہ نہ سمجھیں تو دیگر بات ہے؟

حضرت مولانا صاحب پنجابی زبان میں تقریر کر رہے تھے اور پنجابی میں
قادیانی مولوی صاحب نے شرمندہ ہو کر نوٹ جیب میں ڈال لیا اور
نے یہ آیت پڑھی۔ ”فما اتنی اللہ خیر مما التکم (نمل: ۳۶)“

مرزا قادیانی کو بارہ برس تک خدا تعالیٰ سے الہام ہوتا رہا ہے اور وہ برابر شرک میں پڑے
رہیں۔ ہمیں اس کی نظیر انبیاء میں نہیں ملتی۔ اگر آپ کو یاد ہو تو بتلا دیں۔

۲..... اور بیت المقدس کی مثال پیش کرنا بالکل بے محل ہے۔

اول تو اس لئے کہ بیت المقدس کو قبلہ بنانا حسب ہدایت آیت ”فبہدہم اقتدہ
(انعام: ۹۰)“ انبیائے سابقین کی سنت پر عمل ہے اور وہ شرک نہیں، کفر نہیں۔ حتیٰ کہ کسی قسم کا گناہ
کبیرہ یا صغیرہ بھی نہیں تو وہ اس کی نظیر کس طرح بن سکتا ہے۔ جسے مرزا قادیانی اور مرزائی صاحبان
شرک و کفر قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ڈاکٹر مرزا مرتبہ عبدالمجید احمدی۔

چنانچہ فرماتے ہیں! ”حضرت مسیح کو جی، مانا بھی تو ایک شرک ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔
یہ نہیں سکتا کہ انبیاء جو شرک کو مٹانے آئے ہیں۔ خود شرک میں مبتلا رہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا
ارشاد ہے۔ ”اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جب کہ ان (انبیاء) کے آنے کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ
وہ لوگوں کو خدا کے احکام پر چلا دیں۔ تو گویا وہ خدا کے احکام کو عملدرآمد میں لانے والے ہوتے
ہیں۔ اس لئے اگر وہ خود ہی خلاف ورزی کریں تو وہ عملدرآمد کرانے والے نہ رہے۔ یا دوسرے
لفظوں میں یوں کہو کہ نبی نہ رہے۔ وہ خدائے تعالیٰ کے مظہر اور اس کے افعال و اقوال کے مظہر
ہوتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی ان کی طرف منسوب ہی نہیں ہو سکتی۔“

(ریو یوج ۲ نمبر ۲ ص ۷۱، ماہ فروری ۱۹۰۳ء)

دیگر اس وجہ سے بے محل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ عقائد میں
س ہے اور عقائد میں تنسیخ و تبدیلی نہیں ہو سکتی اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا
عملیات میں سے ہے۔ جن میں تبدیلی اور تنسیخ ہو سکتی ہے۔ پس یہ اس کی نظیر نہیں۔

۳..... دیگر جو آپ نے یہ عذر کیا کہ وہ رکھی عقیدے سے مانتے رہے تھے۔ یہ بھی
دو وجہ سے باطل ہے۔ اول اس لئے کہ مرزا قادیانی نے براہین میں اپنا یہ عقیدہ ایک الہام کے ضمن
میں بیان کیا ہے اور اس الہام کا مفاد یہ بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہی حیثیت سے ان
منکروں کی سرکوبی کے لئے دوبارہ تشریف لائیں گے۔

دوم اس لئے کہ اگر مرزا قادیانی نے رسمی عقیدے کے طور پر لکھ دیا تو جب یہ کتاب
بقول مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ کے دربار میں قبولیت حاصل کر رہی تھی۔ کیا اس وقت یہ تمام
بیانات جن میں حضرت مسیح کی حیات اور رفع آسمانی اور نزول ثانی مرقوم تھے۔ براہین سے نکال کر
پیش ہوئی تھی یا آنحضرت ﷺ کی نظر میں نہ چڑھے تھے اور آپ نے یونہی بلا تحقیق مطالعہ ہی اس

کو شہد کی صورت میں پکا دیا تھا؟۔

قادیانی دوستو! عقل سے کام لو۔ آپ کی ایسی حالت قابل رحم ہے اور اس کی نظیر میں جو آپ نے حضرت یونس علیہ السلام کی فضیلت والی حدیث پیش کی وہ بھی بے موقع ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ یا تو یہ حدیث ضعیف ہے یا بطور تواضع و انکساری کے ایسا کہا گیا ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۶۳، خزائن ج ۵ ص ۱۶۳)

اور آپ کا امام ابن حزمؒ اور امام مالکؒ کی نسبت یہ کہنا کہ وہ بھی حضرت مسیح کی موت کے قائل تھے۔ یہ اصولاً بھی درست نہیں اور نقلاً بھی۔

اصولاً اس لئے کہ جناب مرزا قادیانی اپنی کتاب (مواہب الرحمن ص ۷۹، خزائن ج ۱۹ ص ۲۹۸) میں فرماتے ہیں۔ ”ہم کسی بھری یا مصری پر ایمان نہیں لائے۔“ ہم تو قرآن شریف پر اور نبی معصوم کی حدیث صحیح مرفوع متصل پر ایمان لائے ہیں۔ پس ان دونوں کے بعد سزاوار نہیں کہ ہل من مزید کہا جائے۔“ (ملخصاً و مترجم)

پس جب میں نے قرآن شریف اور حدیث شریف سے حضرت عیسیٰ کی زندگی ثابت کر دی تو بہو جب قول جناب مرزا قادیانی آپ کو مناسب نہیں کہ کسی امتی کی طرف کان بھی دھریں۔

قرآن و حدیث تو آپ لوگوں نے آگے ہی چھوڑ رکھا ہے۔ لیکن حیرانی ہے کہ آج آپ کو کیا ہو گیا کہ مرزا قادیانی کی تصریحات سے بھی کنارہ کشی کرتے ہیں۔ مجھے دیکھئے کہ جو عذر آپ پیش کر پیتے اس کی رو میں میں مرزا قادیانی کی تصریح پیش کرتا ہوں۔ لیکن آپ ان کے خلاف چلتے ہیں۔ این چہ؟

اور نقلاً اس طرح غلط ہے کہ حافظ ابن حزم دیگر علمائے امت کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول و حیات کے برابر قائل ہیں۔ چنانچہ آپ اپنی معرکہ الآراء کتاب، کتاب الفصل میں فرماتے ہیں۔ ”فکیف يستجیز مسلم ان یثبت بعدہ علیہ السلام بنیاء فی الارض حاشا ما استثناه رسول اللہ ﷺ فی الآثار المسندۃ الثابتۃ فی نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فی آخر الزمان“ (کتاب الفصل ج ۳ ص ۱۱۳) دارالکتب بیروت) یعنی کسی مسلمان سے کس طرح جائز ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے بعد زمین میں کسی نبی کو ثابت کرے۔ الا اسے جسے رسول اللہ ﷺ نے احادیث صحیحہ ثابتہ میں مستثنیٰ کر دیا ہو۔ عیسیٰ بن مریم کے آخری زمانہ میں نازل ہونے کے بارے میں۔

اسی طرح اس قول کی نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں پیش کی جائے۔

نوٹ: قادیانی مولوی اس کو دھرایا۔

پس میں آپ کی ایک مرزا قادیانی کی تصریحات سے دلیکھن بر خلاف اس کے ان دلائل کو ہیں۔ آپ ہرگز نہیں توڑ سکے اور تصریحات سے ہیں۔ جن کے دور و آخر دلیکھن یہ مجلس ختم ہو گئی اور تم مناجتے واپس ہوئے۔ لیکن مرزا اور مارے شرم کے سر نہ اٹھا سکتے رب العالمین!

و متعلقہ

قادیانی

صدر.....
مناظر (مدعی).....
مسلمان
صدر.....
مناظر (مجیب).....
مولوی عبدالرحمن
پہلے یہ آیت پڑھی۔ ”قل لو

قتل سے کام لو۔ آپ کی ایسی حالت قابل رحم ہے اور اس کی نظیر میں یہ السلام کی فضیلت والی حدیث پیش کی وہ بھی بے موقع ہے۔ کیونکہ یا تو یہ حدیث ضعیف ہے یا بطور تواضع وانکساری کے ایسا کہا گیا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۱۶۳، خزائن ج ۵ ص ۱۶۳)

ابن حزمؒ اور امام مالکؒ کی نسبت یہ کہنا کہ وہ بھی حضرت مسیحؑ کی موت درست نہیں اور نقل بھی۔

کہ جناب مرزا قادیانی اپنی کتاب (مواہب الرحمن ص ۷۹، خزائن ج ۱۹) ”ہم کسی بصری یا مصری پر ایمان نہیں لائے۔“ ہم تو قرآن شریف پر فروع متصل پر ایمان لائے ہیں۔ پس ان دونوں کے بعد سزاوار نہیں: ”(ملخصاً و مترجم)“

نے قرآن شریف اور حدیث شریف سے حضرت عیسیٰؑ کی زندگی جناب مرزا قادیانی آپ کو مناسب نہیں کہ کسی امتی کی طرف کان

تو آپ لوگوں نے آگے ہی چھوڑ رکھا ہے۔ لیکن حیرانی ہے کہ آج قادیانی کی تصریحات سے بھی کنارہ کشی کرتے ہیں۔ مجھے دیکھئے کہ جو عذر میں میں مرزا قادیانی کی تصریح پیش کرتا ہوں۔ لیکن آپ ان کے

مغلط ہے کہ حافظ ابن حزم دیگر علمائے امت کی طرح حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام پر ابرار قائل ہیں۔ چنانچہ آپ اپنی معرکہ الآراء کتاب، کتاب الفصل يستجيز مسلم ان يثبت بعده عليه السلام بنيا في تثنيه رسول الله ﷺ في الآثار المسندة الثابتة في يم عليه السلام في آخر الزمان“ (کتاب الفصل ج ۳ ص ۱۱۴) مان سے کس طرح جائز ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے بعد زمین میں اسے جسے رسول اللہ ﷺ نے احادیث صحیحہ ثابتہ میں مستثنیٰ کر دیا ہو۔ نہ میں نازل ہونے کے بارے میں۔

اسی طرح اس قول کی نسبت امام مالکؒ کی طرف بھی بے سند ہے۔ تمام مالکی آئمہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے نزول یعنی اور حیات مادی کے قائل ہیں۔ اگر اس قول کی کوئی سند ہے تو پیش کی جائے۔

نوٹ: قادیانی مولوی نے اس کے بعد اپنی نوبت میں کوئی سند پیش نہیں کی اور نہ پھر اس کو دھرایا۔

پس میں آپ کی ایک ایک بات کا جواب قرآن وحدیث اور قواعد علمیہ اور مرزا قادیانی کی تصریحات سے دے چکا اور آپ کی کوئی بات بھی بلا جواب و بلا تردید نہیں رہی۔ لیکن برخلاف اس کے ان دلائل کو جو حضرت مسیحؑ علیہ السلام کی حیات کے متعلق میں نے بیان کئے ہیں۔ آپ ہرگز نہیں توڑ سکے اور نہ وہ ٹوٹ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ قرآن مجید واحادیث صحیحہ کی تصریحات سے ہیں۔ جن کے دوسرے معنے ممکن ہی نہیں اور نہ ان کی تاویل جائز ہے۔

والآخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین
یہ مجلس ختم ہو گئی اور تمام مسلمان خوشی سے نعرہ بکارتے اور فتح کی خوشیاں مناتے واپس ہوئے۔ لیکن مرزائیوں کی عجیب حالت تھی۔ چہروں پر ذلت و رسوائی چھا رہی تھی اور مارے شرم کے سر نہ اٹھا سکتے تھے۔ فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العالمین!

دوسرے روز کا پہلا مناظرہ
متعلق تنقید صدق و کذب مرزائے قادیانی
۸ بجے صبح سے ۱۰ بجے قبل دوپہر تک

قادیانی

صدر..... مولوی محمد سلیم صاحب احمدی

مناظر (مدعی)..... مولوی عبدالرحمن صاحب بی۔ اے

مسلمان

صدر..... شیخ عبدالقادر صاحب بیرنٹر

مناظر (مجیب)..... مولوی لال حسین صاحب اختر لاہوری

مولوی عبدالرحمن صاحب احمدی (مدعی صدق مرزا) نے اپنے اثبات دعویٰ کے متعلق پہلے یہ آیت پڑھی۔ ”قل لو شاء الله ما تلوته عليكم ولا ادركم به فقد لبثت فيكم

عمرأ من قبله افلا تعقلون (یونس: ۱۶) اور اس سے مرزا قادیانی کی سچائی پر یوں استدلال کیا کہ بعد از دعویٰ تو ہر نبی پر اعتراض ہوتے رہے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے صداقت انبیاء کے لئے یہ معیار بیان کیا ہے کہ ان کی پہلی زندگی پاکیزگی اور امانتداری والی ہوتی ہے۔ یہی حال مرزا قادیانی کا ہے کہ آپ نے اسی شہر سیالکوٹ میں تقریر کے اثناء میں کھلے لفظوں میں کہا کہ میں نے اسی سیالکوٹ میں کچہری میں سرکاری نوکری کی۔ اگر کسی نے مجھ میں کوئی عیب دیکھا ہو تو بیان کرو۔ لیکن کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔

۲..... دوسری دلیل یہ بیان کی کہ آنحضرت ﷺ کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ”ولو تقول علينا بعض الاقاويل لا خذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين (الحاقہ: ۴۴ تا ۴۶)“ یعنی اگر یہ نبی محمد ﷺ کوئی بات جھوٹ موٹ ہمارے ذمے لگاتا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اس کی رگ جان کاٹ ڈالنے۔ آنحضرت ﷺ سچے نبی تھے۔ اس لئے ۲۳ سال دعویٰ نبوت کے بعد زندہ رہے۔ اسی طرح جناب مرزا قادیانی بھی سچے نبی تھے۔ چنانچہ وہ بھی دعویٰ کے بعد ۲۳ سال سے زاند مدت تک زندہ رہے۔

۳..... تیسری دلیل یہ بیان کی کہ قرآن شریف نے آنحضرت ﷺ کی سچائی کے لئے تحدیٰ کی۔ ”وان كنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا بسورة من مثله (بقدرہ: ۲۳)“ یعنی (اے منکرو!) اگر تم کو قرآن کے منجانب اللہ ہونے میں شک ہے تو تم اس کی مثل کوئی سورت بنالادو۔

اسی طرح مرزا قادیانی نے کتاب اعجاز احمدی لکھی اور اس کے مقابلہ کے لئے سب علماء کو چیلنج کیا۔ لیکن کسی نے بھی اس کا جواب نہ لکھا۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی سچے تھے اور اگر کہا جائے کہ مرزا قادیانی کی کتاب شعروں میں ہے اور قرآن شعر نہیں ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ ”وما علمنه الشعر وما ينبغي له (نہین: ۶۹)“ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ شعر سے مراد بقول امام راغب کذب ہے کہ لوگ آنحضرت ﷺ کو اور قرآن کو جھوٹا قرار دیتے تھے۔ اس پر خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے نبی کو شعر یعنی جھوٹ نہیں سکھایا اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد تمیں دجال کذاب جھوٹا دعویٰ نبوت کا کریں گے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ بعض احادیث میں ایسے مدعیوں کی تعداد ستر بتائی گئی ہے اور حج الکرامہ میں نواب صدیق حسن خاں صاحب اہل حدیث فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجرؒ نے ان ہر دو روایات کو ضعیف کہا ہے۔ یعنی میں والی کو بھی اور ستر والی کو بھی۔ اگر آپ کو یقین نہ ہو تو آپ کے متصل ہمارے فاضل

محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب میرسیا بڑھ کر ہیں۔ ان سے دریافت کر لیجئے

نوٹ: حضرت مولانا محمد عبدالقادر صاحب صدر جلسہ کی اجازت شہادت پر رکھا گیا ہے۔ اس کی بابت کذاب (والی روایت کے ضعف۔ متفق علیہ حدیث ہے اور متفق علیہ کہ ایسے بلند پایہ محدث اسے ضعیف کہیں روایت کی بابت ہے کہ اس کی سند صاحب کی وسعت مطالعہ اور قوت رنگ فنی ہو گئے اور چہروں پر ہوا نیکی لوگوں پر ان کی دھوکا بازی اور کذب اور مولوی لال حسین

ہیں۔ تو ان کا اپنا نام لال حسین مشر لئے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ آپ نے حضرت ملک الموت کو چہرہ مارا اس کا نام ٹیچی ٹیچی بھی ہو سکتا ہے حضرت ابراہیم نے تین جھوٹ بو نبی کریم ﷺ حضرت سید کو دیکھا

۱۔ جب مرزائی مولوی مرزائی لوگ حدیث کی کتابوں کو نبی محمد ﷺ کے وہ اس کا خمیازہ بھگت کر اس انتظام اور حضرت مولانا صاحب ہو گیا کہ مرزائیوں کے دل و دماغ رسولوں کی کچھ بھی عزت نہیں اور

تعقلون (یونس: ۱۶) ”اور اس سے مرزا قادیانی کی سچائی پر یوں تو ہر نبی پر اعتراض ہوتے رہے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے صداقت کیا ہے کہ ان کی پہلی زندگی پاکیزگی اور امانتداری والی ہوتی ہے۔ یہی سچ نے اسی شہر سیا لکوٹ میں تقریر کے اثناء میں کھلے لفظوں میں کہا کہ مہری میں سرکاری نوکری کی۔ اگر کسی نے مجھ میں کوئی عیب دیکھا ہو تو داب نہ دیا۔

ری دلیل یہ بیان کی کہ آنحضرت ﷺ کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا
 لا خذلنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ اللوتین
 اگر یہ نبی محمد ﷺ کوئی بات جھوٹ موٹ ہمارے ذمے لگاتا تو ہم اس
 رگ جان کاٹ ڈالے۔ آنحضرت ﷺ سچے نبی تھے۔ اس لئے
 زندہ رہے۔ اسی طرح جناب مرزا قادیانی بھی سچے نبی تھے۔ چنانچہ
 سے زائد مدت تک زندہ رہے۔

ی دلیل یہ بیان کی کہ قرآن شریف نے آنحضرت ﷺ کی سچائی کے
 فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فتوات بسورة من مثله
 (لروا) اگر تم کو قرآن کے بجانب اللہ ہونے میں شک ہے تو تم اس کی

یانی نے کتاب اعجاز احمدی لکھی اور اس کے مقابلہ کے لئے سب علماء
 کا جواب نہ لکھا۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی سچے تھے اور اگر کہا
 شعروں میں ہے اور قرآن شعر نہیں ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ ”وما
 لہ (یسین: ۶۹)“ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ شعر سے مراد
 لوگ آنحضرت ﷺ کو اور قرآن کو جھوٹا قرار دیتے تھے۔ اس پر
 نے اپنے نبی کو شعر یعنی جھوٹ نہیں سکھایا اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ
 سے بعد میں دجال کذاب جھوٹا دعویٰ نبوت کا کریں گے۔ سو اس کا
 میں ایسے مدعیوں کی تعداد ستر بتائی گئی ہے اور حج الکرامہ میں نواب
 مدیث فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجرؒ نے ان ہر دو روایات کو ضعیف کہا
 والی کو بھی۔ اگر آپ کو یقین نہ ہو تو آپ کے متصل ہمارے فاضل

محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب میرسیا لکوٹی تشریف رکھتے ہیں اور وہ علم و فضل میں یہاں سب سے
 بڑھ کر ہیں۔ ان سے دریافت کر لیجئے کہ حضور نواب صاحب نے حج الکرامہ میں لکھا ہے یا نہیں۔

نوٹ: حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب نے مولوی لال حسین کی نوبت میں شیخ
 عبدالقادر صاحب صدر جلسہ کی اجازت سے فرمایا کہ حج الکرامہ کے جس حوالہ میں مدار میری
 شہادت پر رکھا گیا ہے۔ اس کی بابت خاکسار یہ کہتا ہے کہ حافظ ابن حجرؒ کا قول قریباً تیس دجال
 کذاب (والی روایت کے ضعف کے متعلق نہیں ہے۔ کیونکہ وہ صحیحین یعنی صحیح بخاری و صحیح مسلم کی
 متفق علیہ حدیث ہے اور متفق علیہ حدیث کو کوئی بھی ضعیف نہیں کہہ سکتا۔ چہ جائیکہ حافظ اب حجرؒ
 ایسے بلند پایہ محدث اسے ضعیف کہیں۔ حج الکرامہ میں جو مذکور ہے وہ ستر کاذب مدعیان نبوت والی
 روایت کی بابت ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔ اس پر حاضرین عیش کراٹھے اور حضرت مولانا
 صاحب کی وسعت مطالعہ اور قوت حافظہ کی داد دینے لگے۔ یہ سہاں بھی مرزائیوں کا فوٹو لینے کا تھا۔
 رنگ فق ہو گئے اور چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور خجالت اور رسوائی کے آثار نظر آنے لگے اور
 لوگوں پر ان کی دھوکا بازی اور کذب بیانی اور کم علمی اور کوتاہ فہمی ظاہر ہو گئی۔

اور مولوی لال حسین صاحب جو حضرت مرزا قادیانی مسیح موعود کو شرک کا الزام لگاتے
 ہیں۔ تو ان کا اپنا نام لال حسین مشرکانہ ہے اور ٹیپی ٹیپی فرشتے پر جو پھبتی اڑائی جاتی ہے۔ اس کے
 لئے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کی حدیث ۱ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 نے حضرت ملک الموت کو چیز ماری تو وہ کانا ہو گیا۔ پس جس طرح فرشتہ کانا ہو سکتا ہے۔ اس طرح
 اس کا نام ٹیپی ٹیپی بھی ہو سکتا ہے۔ ہم ایسی کتابوں کو نہیں مان سکتے ہیں۔ جن میں یہ مذکور ہو کہ
 حضرت ابراہیم نے تین جھوٹ بولے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے زنا کا قصد کیا اور حضرت
 نبی کریم ﷺ حضرت سہیل کو دیکھ کر اس پر عاشق ہو گئے۔ ۲

۱۔ جب مرزائی مولوی نے ایسا کہا تو مسلمان بیک زبان پکاراٹھے کہ اس سے معلوم ہوا کہ
 مرزائی لوگ حدیث کی کتابوں کو نہیں مانتے۔ پس وہ اس میں سے حدیثیں کیوں پیش کرتے ہیں۔
 ۲۔ مولوی عبدالرحمن مرزائی کی اس بدزبانی سے تمام مسلمان بھڑک اٹھے اور قریب تھا
 کہ وہ اس کا خمیازہ بھگت کر اس کا نتیجہ بد کچھ لیتے۔ لیکن شیخ عبدالقادر صاحب صدر جلسہ کے حسن
 انتظام اور حضرت مولانا صاحب سیالکوٹی کی تلقین صبر و ضبط نے مجلس کو تھام لیا۔ مسلمانوں کو یقین
 ہو گیا کہ مرزائیوں کے دل و دماغ میں مرزائے قادیانی کے مقابلے میں خدا تعالیٰ کی اور اس کے
 رسولوں کی کچھ بھی عزت نہیں اور ان کا ایمان کا دعویٰ کرنا محض دھوکا اور نمائش ہے۔

جواب از جانب مولوی لال حسین اختر صاحب مسلمان

حمد و صلوة کے بعد مولوی لال حسین صاحب نے بیان فرمایا کہ مولوی عبدالرحمن نے مرزا کی صداقت کی کوئی بھی دلیل بیان نہیں کی اور جو آیات قرآنی انہوں نے اس مطلب کے لئے پڑھی ہیں۔ وہ سب بے محل ہیں اور ان کے جو نتائج نکالے ہیں۔ وہ سب غلط اس لئے کہ مرزا قادیانی نے اپنے صدق و کذب کا معیار اپنی پیشگوئیوں کو قرار دیا ہے۔ جو میں خدا کے فضل سے ابھی بیان کروں گا۔ سردست میں ان دلائل کا جواب دینا چاہتا ہوں جو مولوی عبدالرحمن صاحب قادیانی نے بیان کئے ہیں۔

پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ جناب مرزا قادیانی نے خود فرمایا ہے کہ ظاہری حالات پارسائی سے حقیقی پاکیزگی ثابت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

”ایک ظاہری راست باز کے لئے صرف یہ دعویٰ کافی نہیں ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے احکام پر چلتا ہے۔ مگر ایسے دعوے سے تسلی کیونکر ہو کہ نے الحقیقت ایسا ہی امر واقع ہے۔ اگر کسی میں مادہ سخاوت ہے تو ناموری کی غرض سے بھی ہو سکتا ہے۔ اور فسق و فجور سے کوئی بچ گیا ہے۔ تو تہہ دستی بھی اس کا باعث ہو سکتی ہے۔ پس ظاہر ہے کہ عمدہ چال چلن اگر ہو بھی تاہم حقیقی پاکیزگی پر کامل ثبوت نہیں ہو سکتا۔ شاید درپردہ کوئی اور اعمال ہوں۔“

(برائین احمدیہ حصہ پنجم موسومہ بنصرۃ الحق ص ۲۸، خزائن ج ۲۱ ص ۶۲۶)

پس مولوی عبدالرحمن کا استدلال مدعی ست گواہ چست کی مانند ہے۔ اس لئے درست نہیں۔

دیگر یہ کہ عیب جو منافی عصمت ہیں۔ کئی قسم کے ہیں۔ ناجائز طمع کرنا، دھوکے فریب سے لوگوں سے مال ہٹا کرنا۔ خیانت کرنا اور شرک کرنا۔ یہ سب عمور منافی عصمت ہیں اور جناب مرزا قادیانی آنجہانی میں یہ سب پائے جاتے تھے۔ جن کا انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ واقعات ثابت ہیں۔ محض ذہنی باتیں نہیں ہیں۔

مرزا قادیانی نے سیالکوٹ میں سرکاری نوکری کی۔ بے شک لیکن کن حالات میں کی؟۔ آپ کے گھر میں معیشت کی تنگی تھی۔ جدی زمین کا بہت سا حصہ (جو اکثر بارانی تھا) قبضے سے نکل چکا تھا۔ گھر چھوڑ کر اور دشوار گزار رستہ طے کر کے دوسرے ضلع میں یعنی سیالکوٹ میں تلاش روزگار کے لئے آنے پر مجبور ہوئے اور خدا خدا کر کے کل ۱۵ روپے ماہوار پر پکھری میں محرر تلف کی حقیر اسامی پر ملازم ہوئے۔ دل میں زرا اندوہ کی حرص تھی۔ مختاری کا امتحان دے دیا۔

جن بد قسمتی سے ناکام رہے۔ آج کے وقت جو کچھ جمع کیا تھا۔ وہ سب ہتھار دے دیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے لائل پر مشتمل ہے لکھی ہے۔ اگر خدا فرماویں۔

لوگوں سے دس دس روپے بڑھ جانے کا عذر کر کے پندر

روپے ہو گئے۔ اس امر کی دریافت

اشتہار تین سو دلائل پینہ والی طبع سے ہاں اس جہان میں جا کر فر

نیز یہ کہ جو کچھ بھی چھپا کر

کچھ ارزاں تھا۔ کیا یہ دھوکا نہیں

تصنیف کے بہانے سے روپیہ

اپنا باغ اپنی دوسری زوجہ محترمہ

پانچ ہزار روپیہ تیس سال کے

نہ کراؤں تو بیچ بالوفا سمجھی جانے

بیوی کی اولاد کو محروم کرنے کے

ہزار روپیہ بصورت کرنسی نوٹ

رجسٹری میں بالتفصیل مندرج

اب سوال یہ ہے

الصدر کے پاس کہاں سے آ

سے ہوتے ہیں یا میکے والوں کی

مرزا قادیانی کی

اگر اس کتاب

خلاصہ مع تفصیل زیورات در

رہے اور ان کے دجل کی مثال

بجانب مولوی لال حسین اختر صاحب مسلمان

بعد مولوی لال حسین صاحب نے بیان فرمایا کہ مولوی عبدالرحمن نے دلیل بیان نہیں کی اور جو آیات قرآنی انہوں نے اس مطلب کے لئے لے لی ہیں اور ان کے جوتناج نکالے ہیں۔ وہ سب غلط اس لئے کہ ان کو کذب کا معیار اپنی پیشگوئیوں کو قرار دیا ہے۔ جو میں خدا کے فضل و کرم سے ان دلائل کا جواب دینا چاہتا ہوں جو مولوی عبدالرحمن نے دیے ہیں۔

سب یہ ہے کہ جناب مرزا قادیانی نے خود فرمایا ہے کہ ظاہری حالات بت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

است باز کے لئے صرف یہ دعویٰ کافی نہیں ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے موعود سے تسلی کیونکر ہو کہ فی الحقیقت ایسا ہی امر واقع ہے۔ اگر کسی کی غرض سے بھی ہو سکتا ہے۔ اور فسق و فجور سے کوئی بچ گیا ہے۔ تو پس ظاہر ہے کہ عمدہ چال چلن اگر ہو بھی تاہم حقیقی پاکیزگی پر درپردہ کوئی اور اعمال ہوں۔“

(برائین احمد یہ حصہ پنجم موسومہ بہ نصرة الحق ص ۲۸، خزائن ج ۲۱ ص ۶۲، ۶۱) مرخص کا استدلال مدعی ست گواہ چست کی مانند ہے۔ اس لئے

منافی عصمت ہیں۔ کئی قسم کے ہیں۔ ناجائز طعم کرنا، دھوکے فریب نیانت کرنا اور شرک کرنا۔ یہ سب عمور منافی عصمت ہیں اور جناب سب پائے جاتے تھے۔ جن کا انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ واقعات

سیالکوٹ میں سرکاری نوکری کی۔ بے شک لیکن کن حالات میں مت کی تنگی تھی۔ جدی زمین کا بہت سا حصہ (جو اکثر بارانی تھا) قبضے اور دشوار گزار رستہ طے کر کے دوسرے ضلع میں یعنی سیالکوٹ میں مجبور ہوئے اور خدا خدا کر کے کل ۱۵ روپے ماہوار پر کچہری میں محرر ہوئے۔ دل میں زراعت و زہی کی حرص تھی۔ مختاری کا امتحان دے دیا۔

لیکن بد قسمتی سے ناکام رہے۔ آخر حالات سازگار نہ ہونے کی وجہ سے پندرہ روپے کی ملازمت کے وقت جو کچھ جمع کیا تھا۔ وہ سمیٹ کر وطن کو سدھارے اور ”برائین احمدیہ“ کی تصنیف و طبع کا اشتہار دے دیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم کی صداقت میں ایک کتاب جو (۳۰۰) دلائل پر مشتمل ہے لکھی ہے۔ اس کی طباعت کے لئے امداد کی ضرورت ہے۔ عالی ہمت احباب امداد فرمائیں۔

لوگوں سے دس دس روپے فی کس چندہ لیا۔ ابھی کتاب طباعت شروع بھی کہ کتاب کا حجم بڑھ جانے کا عذر کر کے پندرہ پندرہ روپے فی کس زائد طلب کئے۔ اب پورے پچیس پچیس روپے ہو گئے۔ اس امر کی دریافت کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ کتاب حسب وعدہ اور مطابق اشتہار تین سو دلائل پتہ والی طبع ہوئی یا نہ ہوئی۔ اس زندگی میں تو مرزا قادیانی وہ دلائل بیان نہیں کر سکے۔ ہاں اس جہان میں جا کر فرشتوں کو سناتے ہوں تو دیگر امر ہے۔ کیا یہ دھوکا نہیں ہے؟

نیز یہ کہ جو کچھ بھی چھپا ہے۔ کیا اس کی قیمت ۲۵ روپے ہو سکتی ہے۔ ان دنوں تو سب کچھ ارزاں تھا۔ کیا یہ دھوکا نہیں ہے؟۔ نیز یہ کہ سیالکوٹ سے روپیہ جمع کرنے اور برائین احمدیہ کی تصنیف کے بہانے سے روپیہ بنورنے کے بعد ایک اور حقیقت منکشف ہوئی کہ مرزا قادیانی نے اپنا باغ اپنی دوسری زوجہ محترمہ نصرت جہاں بیگم (والدہ ماجدہ جناب مرزا محمود) کے پاس بعض پانچ ہزار روپیہ تیس سال کے لئے رہن رکھا اور رہن نامہ میں یہ بھی لکھ دیا کہ اگر اکتیسویں سال تک نہ کراؤں تو بیع بالوفا سمجھی جائے۔ ہم اس وقت اس حقیقت کو نہیں کھولنا چاہتے کہ یہ سب کچھ پہلی بیوی کی اولاد کو محروم کرنے کے لئے تھا۔ یا کس لئے؟۔ بہر حال زر رہن کی تفصیل یوں ہے کہ ایک ہزار روپیہ بصورت کرنسی نوٹ اور چار ہزار کے زیورات جو سب طلائی تھے اور جن کی فہرست رجسٹری میں بالتفصیل مندرج ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ روپیہ اور یہ زیورات جناب مرزا قادیانی کی زوجہ محترمہ مذکورۃ الصدر کے پاس کہاں سے آئے تھے کہ عورت کے پاس نقدی اور زیورات عموماً تو خاوند کی طرف سے ہوتے ہیں یا میکے والوں کی طرف سے۔

مرزا قادیانی کی زوجہ محترمہ کا یہ روپیہ اور یہ زیورات میکے والوں کی طرف سے تو تھا

۱۔ اگر اس کتاب کے اخیر میں گنجائش نکلی تو ہم انشاء اللہ اس رجسٹری کو پوری نقل یا اس کا خلاصہ مع تفصیل زیورات درج کر دیں گے۔ تاکہ مرزا قادیانی کا یہ عمل صالح عام لوگوں کو معلوم رہے اور ان کے دجل کی مثال زندہ رہے۔

نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے خسر میر ناصر نواب صاحب محکمہ نہر میں معمولی تنخواہ پر جو غالباً تیس روپے تھی ملازم تھے اور اس تنخواہ کا آدمی بیٹی پر اتنی داد و دہش کی بارش نہیں برسا سکتا۔
حاصل اس ساری تقریر کا یہ ہے کہ مرزا قادیانی ایک دنیا پرست آدمی تھے۔ تحصیل مال میں جائز و ناجائز کی تمیز نہ کرتے تھے۔ بلکہ یہ سارا شاخسانہ صرف تحصیل زر کے لئے کھڑا کیا تھا۔ اسی لئے مرزا قادیانی کے پاس آنے والے فرشتے کا نام ٹیچی ٹیچی تھا۔ یعنی بوقت ضرورت عین موقع پر روپے کی خبر لانے والا۔ مرزا قادیانی لالچی اور فرشتہ ٹیچی جیسے روح ویسے فرشتے۔ اس ٹیچی فرشتے کی بابت مرزا قادیانی کا ایک اور بیان بھی ہے کہ مرزا قادیانی نے اس سے دریافت کیا۔ تمہارا کیا نام ہے تو اس فرشتے نے کہا میرا نام کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر پوچھا تو کہنے لگا کہ میرا نام ہے

۱۔ بلکہ میر صاحب بیچارے تو مرزا قادیانی کے اس نکاح کے بعد مدتوں تک مرزا قادیانی پر ناراض رہے اور ان کے برخلاف تحریرات شائع کرتے رہے۔ جس کی وجہ کا اظہار ہم دوسرے وقت پر رکھتے ہیں۔ پھر جب میر صاحب کی مرزا قادیانی سے صلح ہو گئی اور باپ بیٹی میں بھی ملاپ ہو گیا تو میر صاحب ملازمت سے سبکدوش ہو کر مع عیال قادیان شریف ہی میں اپنی دختر نیک اختر کے پاس آ رہے۔ اندریں حالات اس قدر نقدی اور زیورات ان کی طرف سے نہیں ہو سکتے اور خود مرزا قادیانی کے پاس بھی جائز وسائل سے اتنی آمدنی نظر نہیں آتی کہ اس سے روزانہ خرچ کرنے کے بعد اتنا مال بچا سکیں کہ ہزار روپیہ نقد اور چار ہزار کے طلائی زیورات گھر میں جمع ہو جائیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی بقول خود اپنے والد کی وفات کے بعد روٹی کی فکر (زول المسح ص ۱۱۸، خزائن ج ۱۸ ص ۳۹۶) میں گھلے جاتے تھے۔ اس لئے ہم نہایت زور سے ان وسائل آمدنی کے معلوم کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جن سے مرزا قادیانی کی زوجہ محترمہ کے پاس ایک ہزار روپیہ نقد اور چار ہزار کے طلائی زیورات جمع ہو گئے۔ اگر ہم کو وہ وسائل قرآن کریم کی ہدایت اور حضرت رسول کریم ﷺ کی سیرت کے مطابق حلالاً طیباً معلوم ہو گئے تو واللہ ہم اپنا اعتراض واپس لے لیں گے۔ ورنہ بصورت دیگر ہمارا حق ہوگا کہ مرزا قادیانی کے مطابق حال یہ آیت پڑھیں۔
”یا ایہا الذین امنوا ان کثیراً من الاحبار والرهبان لیا کلون اموال الناس بالباطل وتصدون عن سبیل اللہ (توبہ: ۳۴)“ مسلمانو! بہت سے علماء اور مشائخ الہدٰی کھاتے ہیں۔ لوگوں کے مال باطل طریق سے اور روکتے ہیں خدا کی راہ سے۔

۲۔ چنانچہ ایک شخص (اللہ دیا) جس کی ہمیشہ کجی کا مال مرزا صاحب نے جس حیلے اور عذر لنگ سے حلالاً طیباً بنایا وہ اس کا شاہد ہے۔ (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۲۶۱، روایت نمبر ۲۷۲)

ٹیچی ٹیچی۔ یعنی بوقت ضرورت عین موقع پر روپے کی خبر لانے والا۔ مرزا قادیانی لالچی اور فرشتہ ٹیچی جیسے روح ویسے فرشتے۔ اس ٹیچی فرشتے کی بابت مرزا قادیانی کا ایک اور بیان بھی ہے کہ مرزا قادیانی نے اس سے دریافت کیا۔ تمہارا کیا نام ہے تو اس فرشتے نے کہا میرا نام کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر پوچھا تو کہنے لگا کہ میرا نام ہے

۱۔ بلکہ میر صاحب بیچارے تو مرزا قادیانی کے اس نکاح کے بعد مدتوں تک مرزا قادیانی پر ناراض رہے اور ان کے برخلاف تحریرات شائع کرتے رہے۔ جس کی وجہ کا اظہار ہم دوسرے وقت پر رکھتے ہیں۔ پھر جب میر صاحب کی مرزا قادیانی سے صلح ہو گئی اور باپ بیٹی میں بھی ملاپ ہو گیا تو میر صاحب ملازمت سے سبکدوش ہو کر مع عیال قادیان شریف ہی میں اپنی دختر نیک اختر کے پاس آ رہے۔ اندریں حالات اس قدر نقدی اور زیورات ان کی طرف سے نہیں ہو سکتے اور خود مرزا قادیانی کے پاس بھی جائز وسائل سے اتنی آمدنی نظر نہیں آتی کہ اس سے روزانہ خرچ کرنے کے بعد اتنا مال بچا سکیں کہ ہزار روپیہ نقد اور چار ہزار کے طلائی زیورات گھر میں جمع ہو جائیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی بقول خود اپنے والد کی وفات کے بعد روٹی کی فکر (زول المسح ص ۱۱۸، خزائن ج ۱۸ ص ۳۹۶) میں گھلے جاتے تھے۔ اس لئے ہم نہایت زور سے ان وسائل آمدنی کے معلوم کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جن سے مرزا قادیانی کی زوجہ محترمہ کے پاس ایک ہزار روپیہ نقد اور چار ہزار کے طلائی زیورات جمع ہو گئے۔ اگر ہم کو وہ وسائل قرآن کریم کی ہدایت اور حضرت رسول کریم ﷺ کی سیرت کے مطابق حلالاً طیباً معلوم ہو گئے تو واللہ ہم اپنا اعتراض واپس لے لیں گے۔ ورنہ بصورت دیگر ہمارا حق ہوگا کہ مرزا قادیانی کے مطابق حال یہ آیت پڑھیں۔

”یا ایہا الذین امنوا ان کثیراً من الاحبار والرهبان لیا کلون اموال الناس بالباطل وتصدون عن سبیل اللہ (توبہ: ۳۴)“ مسلمانو! بہت سے علماء اور مشائخ الہدٰی کھاتے ہیں۔ لوگوں کے مال باطل طریق سے اور روکتے ہیں خدا کی راہ سے۔

۲۔ چنانچہ ایک شخص (اللہ دیا) جس کی ہمیشہ کجی کا مال مرزا صاحب نے جس حیلے اور عذر لنگ سے حلالاً طیباً بنایا وہ اس کا شاہد ہے۔ (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۲۶۱، روایت نمبر ۲۷۲)

۱۔ بلکہ میر صاحب بیچارے تو مرزا قادیانی کے اس نکاح کے بعد مدتوں تک مرزا قادیانی پر ناراض رہے اور ان کے برخلاف تحریرات شائع کرتے رہے۔ جس کی وجہ کا اظہار ہم دوسرے وقت پر رکھتے ہیں۔ پھر جب میر صاحب کی مرزا قادیانی سے صلح ہو گئی اور باپ بیٹی میں بھی ملاپ ہو گیا تو میر صاحب ملازمت سے سبکدوش ہو کر مع عیال قادیان شریف ہی میں اپنی دختر نیک اختر کے پاس آ رہے۔ اندریں حالات اس قدر نقدی اور زیورات ان کی طرف سے نہیں ہو سکتے اور خود مرزا قادیانی کے پاس بھی جائز وسائل سے اتنی آمدنی نظر نہیں آتی کہ اس سے روزانہ خرچ کرنے کے بعد اتنا مال بچا سکیں کہ ہزار روپیہ نقد اور چار ہزار کے طلائی زیورات گھر میں جمع ہو جائیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی بقول خود اپنے والد کی وفات کے بعد روٹی کی فکر (زول المسح ص ۱۱۸، خزائن ج ۱۸ ص ۳۹۶) میں گھلے جاتے تھے۔ اس لئے ہم نہایت زور سے ان وسائل آمدنی کے معلوم کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جن سے مرزا قادیانی کی زوجہ محترمہ کے پاس ایک ہزار روپیہ نقد اور چار ہزار کے طلائی زیورات جمع ہو گئے۔ اگر ہم کو وہ وسائل قرآن کریم کی ہدایت اور حضرت رسول کریم ﷺ کی سیرت کے مطابق حلالاً طیباً معلوم ہو گئے تو واللہ ہم اپنا اعتراض واپس لے لیں گے۔ ورنہ بصورت دیگر ہمارا حق ہوگا کہ مرزا قادیانی کے مطابق حال یہ آیت پڑھیں۔

”یا ایہا الذین امنوا ان کثیراً من الاحبار والرهبان لیا کلون اموال الناس بالباطل وتصدون عن سبیل اللہ (توبہ: ۳۴)“ مسلمانو! بہت سے علماء اور مشائخ الہدٰی کھاتے ہیں۔ لوگوں کے مال باطل طریق سے اور روکتے ہیں خدا کی راہ سے۔

۲۔ چنانچہ ایک شخص (اللہ دیا) جس کی ہمیشہ کجی کا مال مرزا صاحب نے جس حیلے اور عذر لنگ سے حلالاً طیباً بنایا وہ اس کا شاہد ہے۔ (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۲۶۱، روایت نمبر ۲۷۲)

۱۔ بلکہ میر صاحب بیچارے تو مرزا قادیانی کے اس نکاح کے بعد مدتوں تک مرزا قادیانی پر ناراض رہے اور ان کے برخلاف تحریرات شائع کرتے رہے۔ جس کی وجہ کا اظہار ہم دوسرے وقت پر رکھتے ہیں۔ پھر جب میر صاحب کی مرزا قادیانی سے صلح ہو گئی اور باپ بیٹی میں بھی ملاپ ہو گیا تو میر صاحب ملازمت سے سبکدوش ہو کر مع عیال قادیان شریف ہی میں اپنی دختر نیک اختر کے پاس آ رہے۔ اندریں حالات اس قدر نقدی اور زیورات ان کی طرف سے نہیں ہو سکتے اور خود مرزا قادیانی کے پاس بھی جائز وسائل سے اتنی آمدنی نظر نہیں آتی کہ اس سے روزانہ خرچ کرنے کے بعد اتنا مال بچا سکیں کہ ہزار روپیہ نقد اور چار ہزار کے طلائی زیورات گھر میں جمع ہو جائیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی بقول خود اپنے والد کی وفات کے بعد روٹی کی فکر (زول المسح ص ۱۱۸، خزائن ج ۱۸ ص ۳۹۶) میں گھلے جاتے تھے۔ اس لئے ہم نہایت زور سے ان وسائل آمدنی کے معلوم کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جن سے مرزا قادیانی کی زوجہ محترمہ کے پاس ایک ہزار روپیہ نقد اور چار ہزار کے طلائی زیورات جمع ہو گئے۔ اگر ہم کو وہ وسائل قرآن کریم کی ہدایت اور حضرت رسول کریم ﷺ کی سیرت کے مطابق حلالاً طیباً معلوم ہو گئے تو واللہ ہم اپنا اعتراض واپس لے لیں گے۔ ورنہ بصورت دیگر ہمارا حق ہوگا کہ مرزا قادیانی کے مطابق حال یہ آیت پڑھیں۔

ب صاحب محلہ نہر میں معمولی تنخواہ پر جو غالباً تیس
نئی داد و دہش کی بارش نہیں برسا سکتا۔

مرزا قادیانی ایک دنیا پرست آدمی تھے۔ تحصیل مال
مارا شاخصانہ صرف تحصیل زر کے لئے کھڑا کیا تھا۔

رشتے کا نام ٹیچی ٹیچی تھا۔ یعنی بوقت ضرورت عین
لچی اور فرشتہ ٹیچی جیسے روح ویسے فرشتے۔ اس ٹیچی

بھی ہے کہ مرزا قادیانی نے اس سے دریافت کیا۔
تھ بھی نہیں ہے۔ پھر پوچھا تو کہنے لگا کہ میرا نام ہے

مرزا قادیانی کے اس نکاح کے بعد مدتوں تک
تحریرات شائع کرتے رہے۔ جس کی وجہ کا اظہار

صاحب کی مرزا قادیانی سے صلح ہو گئی اور باپ بیٹی
بے سبکدوش ہو کر مع عیال قادیان شریف ہی میں اپنی

نات قدر نقدی اور زیورات ان کی طرف سے نہیں
وسائل سے اتنی آمدنی نظر نہیں آتی کہ اس سے

ہزار روپیہ نقد اور چار ہزار کے طلائی زیورات گھر
اپنے والد کی وفات کے بعد روٹی کی فکر (نزدل المسح

تھے۔ اس لئے ہم نہایت زور سے ان وسائل آمدنی
مرزا قادیانی کی زوجہ محترمہ کے پاس ایک ہزار

گئے۔ اگر ہم کو وہ وسائل قرآن کریم کی ہدایت اور
علاؤ طیباً معلوم ہو گئے تو واللہ ہم اپنا اعتراض واپس

کہ مرزا قادیانی کے مطابق حال یہ آیت پڑھیں۔
احبار و الرهبان لیا کلون اموال الناس

یہ: ۲۴) ”مسلمانو! بہت سے علماء اور مشائخ البتہ
ورہ کتے ہیں خدا کی راہ سے۔

لی ہمیشہ کچنی کا مال مرزا صاحب نے جس حیلے اور
(سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۲۶۱، روایت نمبر ۲۷۲)

ٹیچی ٹیچی۔ یعنی بوقت ضرورت عین موقع پر پہنچنے اور کام آنے والا۔ اس میں اس فرشتے نے بھی
جھوٹ بولا کہ پہلے کہا میرا نام کچھ نہیں! پھر کہ میرا نام ٹیچی ٹیچی ہے۔ اندریں حالات ہم کہہ سکتے
ہیں کہ ایسا لالچی اور زر پرست مدعی نبوت جس کے پاس آنے والا فرشتہ بھی جھوٹ بولتا ہو۔ صادق
نہی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ سراسر کاذب و مفتری ہے۔

وزیرے چنیں شہر یارے چناں کا معاملہ ہے

نیز یہ کہ مرزا قادیانی نے اپنی متعدد تصانیف میں فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو
آسمان پر زندہ ماننا شرک و کفر ہے۔ (ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰)

لیکن برخلاف اس کے وہ خود کئی سال تک اسی کفر و شرک میں رہے اور حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کو آسمان پر زندہ مانتے رہے۔ حالانکہ بقول خود اس وقت ملہم و مامور بھی تھے۔ بلکہ خدا کے

نزدیک رسول بھی تھے۔

(براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۵۰۴، حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، نیز ایام الصلح ص ۷۵، خزائن ج ۱۳ ص ۳۰۹)
ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام شرک و کفر وغیرہ کبیرہ گناہوں سے قطعاً پاک ہوتے ہیں۔

کیا قبل از نبوت اور کیا بعد از نبوت اور معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ نے مشرکین کو نجس فرمایا ہے۔

”انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا
(توبہ: ۲۸)“ ”بات یہی ہے کہ مشرک (بوجہ شرک کے) پلید ہیں۔ پس وہ اس سال بعد

مسجد حرام (بیت اللہ) کے نزدیک بھی نہ آنے پائیں۔“

پس مرزا قادیانی کی زندگی بوجہ مشرک ہونے کے پاکیزہ ثابت نہ ہوئی۔ لہذا مولوی
عبدالرحمن قادیانی کی دلیل اثبات مدعا میں کچھ بھی کارگر نہ ہوئی۔ بلکہ اسی ان کے خلاف پڑی۔

دوسری آیت سے مولوی عبدالرحمن قادیانی نے جو یہ استدلال کیا ہے کہ دعویٰ نبوت
کے بعد ۲۳ سال تک زندہ رہنے والا سچا نبی ہوتا ہے۔ یہ بھی درست نہیں۔

اول اس لئے کہ قرآن شریف میں اس قاعدے کا ذکر نہیں۔ اگر مولوی عبدالرحمن
قادیانی سچے ہیں تو قرآن شریف میں سے نکال کر دکھائیں۔

اگر آنحضرت ﷺ دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ سال تک زندہ رہے تو یہ ایک اتفاقی بات
یہ مطالبہ مرزا کی مولوی صاحب اخیر وقت تک نہ دکھا سکے۔

ہے کہ ایک شخص کی اتنی عمر ہوئی۔ اس سے عام قاعدہ مستند نہیں ہو سکتا۔

دیگر یہ کہ یہ استنباط النامہ مولوی عبدالرحمن قادیانی کے خلاف پڑتا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ نومبر ۱۹۰۱ء میں کیا اور اس سے پیشتر وہ ہمیشہ مدعی نبوت کو کافر و لعنتی، خارج از اسلام، بے ایمان، خسر الدنیا والاخرہ قرار دیتے رہے اور معلوم ہے کہ مرزا قادیانی کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بروز منگل میلہ بھدر کالی کے دن ہوئی۔ اس حساب سے مرزا قادیانی کو دعویٰ نبوت کے بعد صرف ساڑھے سات سال کی مہلت ملی اور اس کے بعد خدائے غیور نے ان کی رگ جان کاٹ ڈالی۔ پس بموجب قول مولوی عبدالرحمن قادیانی ۲۳ سال پورے نہ ہونے کی صورت میں مرزا قادیانی کا ذب ٹھہرے۔ وھذا هو المراد!

اور اس سے پہلے الہامات کا زمانہ شامل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی اس عرصے میں آنحضرت ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو کافر جہنمی، لعنتی، مسیلمہ کذاب کا بھائی، ملعون، خسر الدنیا والاخرہ خارج از اسلام وغیرہ کہتے رہے۔ جس سے میرے مد مقابل مولوی عبدالرحمن قادیانی کو بھی انکار نہیں۔

۱۔ کیونکہ ہر شخص میں بعض ایسے امور ہو سکتے ہیں جو دوسرے میں نہ ہوں۔ ورنہ کوئی شخص یہ کہنے کا بھی حق رکھ سکے گا کہ چونکہ آنحضرت ﷺ دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ سال تک زندہ رہے۔ اس لئے نبی صادق کے لئے ضروری ہے کہ وہ دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ سال ہی زندہ رہے۔ اگر کہا جائے کہ زائد کا لحاظ نہیں تو ہم کہیں گے کمتر کا بھی لحاظ نہیں۔ بات یہ ہے کہ علم منطق میں مسلم ہے۔ قضیۃ عین لا عموم لھا یعنی قضیہ شخصہ میں عموم نہیں ہوتا۔

قادیانیوں کا یہ استدلال اس لئے بھی غلط ہے کہ کفار بنی اسرائیل نے جو حضرت یحییٰ نبی اللہ علیہ السلام کو قتل کیا تھا۔ تو وہ دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ سال گزر جانے کے بعد قتل کیا تھا۔ یا پہلے۔ اگر بعد قتل کیا تھا تو اس کی سند درکار ہے۔ جو نہیں ملے گی۔ بلکہ اس کے برخلاف معلوم ہے کہ آپ دعویٰ نبوت کے تھوڑے عرصہ بعد ہی قتل کر دیئے گئے تھے اور اگر ۲۳ سال سے پہلے قتل ہوئے تھے۔ جو بالکل درست ہے تو مرزائیوں کو دو باتوں میں سے ایک بات ضروری ماننی پڑے گی یا تو معاذ اللہ حضرت یحییٰ نبی صادق نہ ہوں گے۔ یا قادیانیوں کا قاعدہ غلط ہوگا۔ جو سہل ہو۔ وہ مان لیں۔ چونکہ قاعدہ غلط ماننے سے جناب مرزا قادیانی کی نبوت کی دلیل غلط ہوتی ہے۔ اس لئے قادیانیوں کو حضرت یحییٰ کی نبوت سے انکار کر دینا سہل ہوگا۔ کیونکہ قادیانیوں کو مرزا قادیانی کے مقابلے میں نہ خدا کی پرواہ ہے نہ اس کے رسول کی جیسا کہ ان کے روزمرہ کے وطیرے سے ظاہر ہے اور اس مناظرے میں آپ آئندہ ملاحظہ کر لیں گے۔

۳۔ مولو
و بیکار ہے۔ بلکہ الٹی ان کے
مطلب اور مہمل اور مضمر مطلب
سمجھے اگل دیتے ہیں۔ سنئے
مرزا قادیانی نے کی ہے۔ جس
ہو سکتا ہے۔ اس لئے ایسی ق
غنیمت حسین صاحب موگیل
اس میں سوائے میعاد کے
انہوں نے صرفی، نحوی، ادبی
لیکن ان کے فہ
نہیں ہے۔

۱۔ نیز یہ کہ قرآن
ہونے کا دعویٰ کیا ہے نہ کہ
کوئی ایسا دعویٰ کرے تو وہ بڑا
افتروی علی اللہ کذباً
ما انزل اللہ (انعام: ۳)
کہ مجھے وحی ہوتی ہے۔ حال
کی جو خدا نے اتارا۔ ﴿
کتاب اعجاز
اپنے کلام کو مثل قرآن معجز
مولوی عبدالرحمن قادیانی
قادیانی کو بڑا کافر اور بڑا
دیگر یہ کہ قر
مرزا قادیانی کی تحدی کی

کی۔ اس سے عام قاعدہ مستنبط نہیں ہو سکتا۔

تنباط النامولوی عبدالرحمن قادیانی کے خلاف پڑتا ہے۔ کیونکہ کی نومبر ۱۹۰۱ء میں کیا اور اس سے پیشتر وہ ہمیشہ مدعی نبوت کو کافر و لعنتی، خسر الدنیا والاخرہ قرار دیتے رہے اور معلوم ہے کہ مرزا قادیانی کی روز منگل میلہ بھدرکالی کے دن ہوئی۔ اس حساب سے مرزا قادیانی کو ساڑھے سات سال کی مہلت ملی اور اس کے بعد خدائے غیور نے ان میں بوجہ قول مولوی عبدالرحمن قادیانی ۲۳ سال پورے نہ ہونے کی ذمہ داری لے لی۔

لے الہامات کا زمانہ شامل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی اس عرصے میں نبوت کو کافر و لعنتی، مسیلمہ کذاب کا بھائی، ملعون، خسر الدنیا والاخرہ ہے۔ جس سے میرے مد مقابل مولوی عبدالرحمن قادیانی کو بھی انکار نہیں۔

میں بعض ایسے امور ہو سکتے ہیں جو دوسرے میں نہ ہوں۔ ورنہ کوئی سکے گا کہ چونکہ آنحضرت ﷺ دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ سال تک زندہ رہے، اس لیے ضروری ہے کہ وہ دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ سال ہی زندہ رہا کی خاطر نہیں تو ہم کہیں گے کمتر کا بھی لحاظ نہیں۔ بات یہ ہے کہ علم منطق میں لا عموم لہا یعنی قضیہ شخصہ میں عموم نہیں ہوتا۔

استدلال اس لیے بھی غلط ہے کہ کفار بنی اسرائیل نے جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کو وہ دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ سال گزر جانے کے بعد قتل کیا تھا۔ یا اس کی سند درکار ہے۔ جو نہیں ملے گی۔ بلکہ اس کے برخلاف معلوم ہے کہ وہ عرصہ بعد ہی قتل کر دیئے گئے تھے اور اگر ۲۳ سال سے پہلے قتل ہوتا ہے تو مرزائیوں کو دو باتوں میں سے ایک بات ضروری مانتی پڑے گی، نبی صادق نہ ہوں گے۔ یا قادیانیوں کا قاعدہ غلط ہوگا۔ جو سہل ہو۔ وہ ماننے سے جناب مرزا قادیانی کی نبوت کی دلیل غلط ہوتی ہے۔ اس کی نبوت سے انکار کر دینا سہل ہوگا۔ کیونکہ قادیانیوں کو مرزا قادیانی واہ ہے نہ اس کے رسول کی جیسا کہ ان کے روزمرہ کے وطیرے سے میں آپ آئندہ ملاحظہ کر لیں گے۔

۳..... مولوی عبدالرحمن قادیانی کی تیسری دلیل متعلق اعجاز احمدی بھی بالکل مہمل و بیکار ہے۔ بلکہ الٹی ان کے برخلاف ہے۔ خدا جانے ان کو کیا ہو گیا کہ وہ استدلال کے وقت مفید مطلب اور مہمل اور مضمر مطلب میں تمیز نہیں کر سکتے۔ جو کچھ زبان شریف پر آتا ہے۔ بلا سوچے سمجھے اگل دیتے ہیں۔ سنئے جناب قرآن نے اپنے مقابلے کے لئے کوئی معاد مقرر نہیں کی اور مرزا قادیانی نے کی ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کو اپنا ضعف معلوم تھا کہ اس کا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے ایسی قیدیں لگا دیں کہ ان کے بعد انکار کی گنجائش رہ سکے۔ فرمائیے مولانا غنیست حسین صاحب مولگیری نے اعجاز احمدی کے جواب میں جو کتاب ابطال اعجاز مرزا لکھی۔ اس میں سوائے معاد کے سوال کے آپ کیا عذر کر سکتے ہیں؟ مرزا قادیانی کے قصیدے میں انہوں نے صرخی، نجوی، ادبی اور عرضی ہر قسم کی کثیر التعداد غلطیاں نکالیں۔

لیکن ان کے قصیدے میں جو چھ سو شعر سے زائد پر مشتمل ہے۔ ایسی کوئی بھی غلطی نہیں ہے۔

۱۔ نیز یہ کہ قرآن شریف نے بحیثیت کلام اللہ ہونے کے پیش اور خارج الطاعت بشری ہونے کا دعویٰ کیا ہے نہ کہ بحیثیت کلام رسول اللہ ﷺ بلکہ قرآن شریف میں تو مصرح ہے کہ دیگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو وہ بڑا بھاری کافر و ظالم ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ: ”ومن اظلم صمن افترى على الله كذباً او قال اوحي الى ولم يوح اليه شئ ومن قال ساندل مثل ما انزل الله (انعام: ۹۳)“ اور کون بڑھ کر ظالم ہے اس سے جو خدا پر جھوٹ باندھے یا کہے کہ مجھے وحی ہوتی ہے۔ حالانکہ اسے کچھ بھی وحی نہیں ہوتا اور یہ کہے کہ میں اتار سکتا ہوں۔ مثل اس کی جو خدا نے اتارا۔ ﴿

کتاب اعجاز احمدی کلام خدا نہیں ہے۔ بلکہ کلام مرزا ہے۔ پس اگر خود مرزا قادیانی اپنے کلام کو مثل قرآن مجید اور خارج از طاعت بشری جانتے ہیں تو وہ بڑے کافر و ظالم ہیں اور اگر مولوی عبدالرحمن قادیانی ان کے کلام کو قرآن شریف سے ملا کر معجزہ قرار دیتے ہیں تو گویا وہ مرزا قادیانی کو بڑا کافر اور بڑا ظالم قرار دیتے ہیں۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

دیگر یہ کہ قرآن شریف نے کم از کم ایک سورت سے بھی تحدی کی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کی تحدی کی صورت ہی نادر ہے۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

دیگر یہ کہ مرزا قادیانی نے اپنا کمال شعروں میں دکھایا ہے اور شعر گوئی کمالات نبوت میں سے نہیں ہے۔ بلکہ شان نبوت کے لائق بھی نہیں ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی (بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) میرے شعروں کی تعداد کے برابر اشعار ہوں۔ اردو مضمون مندرجہ اعجاز احمدی کی عبارت کے برابر اردو مضمون بھی ہو۔ مرزا قادیانی کے فرمودہ اور فاسد خیالات کی تردید بھی ہو۔ اس پر طرہ یہ کہ یہ سب کچھ اور چھاپے خانے کی طباعت پھر کتاب کی تیاری اور پھر ڈاک میں پوسٹ کرنا اور پھر مرزا قادیانی کو اس کتاب کا پہنچ جانا سب کچھ چودہ روز میں پورا ہو۔ (دیکھو اعجاز احمدی ص ۳۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۷) ورنہ منظور نہیں ہوگا۔ اب سوچئے کہ یہ سب قیود اپنے ضعف کو چھپانے کے لئے ہیں۔ یا جواب لینے کے لئے؟۔ دیگر یہ کہ قرآن شریف صرغی، نحوی اور ادبی غلطی سے پاک ہے۔ بلکہ اس کا کوئی بھی کلمہ غیر فصیح بھی نہیں ہے۔ چہ جائیکہ غلط ہو اور اسی طرح اس کا کوئی جملہ بھی غیر بلیغ نہیں ہے۔ چہ جائیکہ غلط و رکیک ہو۔

لیکن مرزا قادیانی کے قصیدہ میں صرف، نحوی، عروضی، اور ادبی ہر قسم کی اغلاط ہیں جو علماء نے طعنت از بام کردی ہوئی ہیں۔ وہ فصیح کیسے ہو سکتا ہے اور اس پر اسے تاحداً اعجاز فصیح کہنے کے کیا معنی؟۔

ظہور حشر نہ ہو کیوں؟ جو کلچری گنجی
حضور بلبل۔ بستیاں کرے نواں گنجی

دیگر یہ کہ مرزا قادیانی نے مولانا اصغر علی صاحب روجی پروفیسر اسلامی کالج لاہور کی گرفت و اعتراضات پر اپنے اغلاط مندرجہ کو بقلم خود تسلیم کر لیا۔ گویا ان کے سامنے اپنے دعویٰ اور تحدی کی سپر ڈال دی۔ اس کی مثل وہی ہے جو مشہور ہے کہ پٹھان کے سامنے فارسی بھول جاتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے یہ عذر کر کے پنڈ چھڑایا کہ میں عربی کا عالم ہوں نہ شاعر ہوں وغیرہ وغیرہ۔

مخلص تحریر مرزا قادیانی مندرجہ اخبار الحکم ج ۲ نمبر ۳۸ ص ۵، ۷، ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء

لیکن قرآن کریم نے کسی کے سامنے سپر نہیں ڈالی۔ ”تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ (الزمر: ۱)“ بلکہ اس کی فصاحت و بلاغت کا سکہ یہاں تک مانا گیا کہ آج کل بھی بیروت کے مسیحی کالجوں کے کورس میں قرآن شریف کی سورتوں کا انتخاب موجود ہے اور وہ اہل زبان ہو کر اس کی نسبت نہایت بلند رائے رکھتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی نے جب اپنا کلام مصرع میں بھیجا تو وہاں کے ادیبوں نے اس کی دھجیاں اڑا دیں اور اسے پر از اغلاط پا کر اسے لچر اور پوچ قرار دیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی اپنی کتاب احمدی میں اس کی شکایت کرتے ہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نسبت فرمایا ”وما علمنه الله“ کو شعر نہیں سکھایا اور نہ وہ شعر اس پر آپ کو شاعر کہنا بہت بڑی دلیہ لکھے ہیں۔ جن میں سے حافظا قصداً موزون نہیں کیا گیا اور شعر (بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) کہ اہل مرزا قادیانی کے مقابلے میں او نے قصیدہ راہیہ بجواب قصیدہ مر نہایت فصیح و بلیغ اور مطابق قوائ ہے۔ اس کے بعد مولانا غنیمت لکھی۔ پہلے حصے میں مرزا قادیانی قسم کی ہیں اور دوسرے حصے میں اغلاط سے پاک ہے۔

۱۔ اس کی وجہ یہ ہے
نے کسی دوسرے کا شعر بطور تمجید وزن درست نہ رہ سکا اور اس شعر آپ کی عادت میں نہیں معلوم ہوا کہ اگر آپ کے دہر اصطلاح کے لحاظ سے ایسا مر اسے شعر اور اس کے قائل کو تعریف میں کہتے ہیں کلام م لکھتے ہیں۔ ”وقولنا قد یکون شعرا کآیاء قرآنا و ذکرنا کقولہ تع الرمل المسبغ فلا هو الا ذکر و قرآن مبیر

نسبت فرمایا ”وما علمنه الشعر وما ينبغي له“ (یسین: ۶۹) ”یعنی ہم نے آنحضرت ﷺ کو شعر نہیں سکھایا اور نہ وہ شعر اس کی شان کے لائق ہے اور آپ کا ”انا النبى لا کذب“ کی بناء پر آپ کو شاعر کہنا بہت بڑی دلیری اور جسارت ہے۔ شرح حدیث نے اس کے کئی ایک جواب لکھے ہیں۔ جن میں سے حافظ ابن حجر نے اسے پسند کیا ہے کہ یہ کلام اتفاقاً موزون ہو گیا ہے۔ قصد موزون نہیں کیا گیا اور شعر کے لئے وزن کا مقصود ہونا لازمی ہے۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) کہ اہل مصر نے خصاصاً بدر النار نے میرے کلام کی قدر نہیں کی۔ نیز یہ کہ مرزا قادیانی کے مقابلے میں اولاً قاضی ظفر الدین صاحب مرحوم پروفیسر عربی اور نیشنل کالج لاہور نے قصیدہ رائیہ بجواب قصیدہ مرزائیہ لکھا۔ جو انہی دنوں اخبار اہل حدیث میں چھپ گیا تھا اور وہ نہایت فصیح و بلیغ اور مطابق قواعد عروض و قوافی ہے اور صرفی، نحوی، عروضی و ادبی اغلاط سے پاک ہے۔ اس کے بعد مولانا غنیمت حسین صاحب مولفیری نے ابطال اعجاز مرزا کتاب دو حصوں میں لکھی۔ پہلے حصے میں مرزا قادیانی کے اشعار کی غلطیاں ظاہر کیں۔ جو صرفی، نحوی، عروضی، ادبی ہر قسم کی ہیں اور دوسرے حصے میں چھ سو سے زائد اشعار کا عربی قصیدہ لکھا جو نہایت فصیح و بلیغ ہے اور اغلاط سے پاک ہے۔

۱۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی عادت میں شعر نہیں پایا گیا۔ بلکہ اگر بھی آپ نے کسی دوسرے کا شعر بطور تمثیل نقل بھی کیا ہے۔ تو اس میں ایسی تبدیلی ہو گئی۔ جس سے اس کا وزن درست نہ رہ سکا اور اس کی مثالیں حدیث جاننے والوں سے مخفی نہیں ہیں۔ پس جب شعر آپ کی عادت میں نہیں۔ بلکہ دوسرے کا شعر بھی جو موزون ہوتا۔ پوری طرح نقل نہ کر سکتے تو معلوم ہوا کہ اگر آپ کے دہن مبارک سے کبھی کوئی موزون کلام نکل گیا تو وہ اتفاقی بات ہے اور اصطلاح کے لحاظ سے ایسا موزون کلام جو اتفاقاً موزون ہو جائے اور متکلم کا قصد نہ پایا جائے۔ اسے شعر اور اس کے قائل کو شاعر نہیں کہتے۔ چنانچہ علامہ سید و منہودی مصری شرح کافی میں شعر کی تعریف میں کہتے ہیں کلام موزون قصد ابوزن عربی اور اس کے بعد ان قیود کے فوائد میں قصداً پر لکھتے ہیں۔ ”وقولنا قصداً يخرج ما كان وزنه اتفاقياً اي لم يقصد وزنه فلا يكون شعراً كآيات شريفة اتفق وزنها اي لم يقصد وزنها بل قصد كونها قرآناً وذكرنا كقوله تع لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون فانها وزن مجزم الرمل المسبغ فلا تكون شعراً الاستحالة الشعرية على القرآن قال تع ان هو الاذکر وقرآن مبين وکمرکبات نبوية اتفق وزنها اي لم“ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

یانی نے اپنا کمال شعروں میں دکھایا ہے اور شعر گوئی کمالات نبوت و ت کے لائق بھی نہیں ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی

شعروں کی تعداد کے برابر اشعار ہوں۔ اردو مضمون مندرجہ اعجاز و مضمون بھی ہو۔ مرزا قادیانی کے فرمودہ اور فاسد خیالات کی تردید کے لئے کچھ اور چھاپے خانے کی طباعت پھر کتاب کی تیاری اور پھر ڈاک یانی کو اس کتاب کا پہنچ جانا سب کچھ چودہ روز میں پورا ہو۔ (دیکھو ۱۴۷) اور نہ منظور نہیں ہوگا۔ اب سوچئے کہ یہ سب قیود اپنے ضعف کو لینے کے لئے؟۔ دیگر یہ کہ قرآن شریف صرفی، نحوی اور ادبی غلطی بھی کلمہ غیر فصیح بھی نہیں ہے۔ چہ جائیکہ غلط ہو اور اسی طرح اس کا چہ جائیکہ غلط و رکیک ہو۔

کے قصیدہ میں صرف، نحوی، عروضی، اور ادبی ہر قسم کی اغلاط ہیں جو ہیں۔ وہ فصیح کیسے ہو سکتا ہے اور اس پر اسے تاحداً اعجاز فصیح کہنے

شر نہ ہو کیوں؟ جو کلچر می گنجی بلبل۔ بستیاں کرے نوا سنجی

۲۔ مولانا صفر علی صاحب رومی پروفیسر اسلامی کالج لاہور کی طمندر جہ کو بقلم خود تسلیم کر لیا۔ گویا ان کے سامنے اپنے دعویٰ اور دعویٰ ہے جو مشہور ہے کہ پٹھان کے سامنے فارسی بھول جاتی ہے۔ کے پند چھڑایا کہ میں عربی کا عالم ہوں نہ شاعر ہوں وغیرہ وغیرہ۔ الحکم ج ۱ نمبر ۳۸ ص ۵، ۱۷۱ اکتوبر ۱۹۰۳ء

۳۔ کے سامنے سپر نہیں ڈالی۔ ”تسنزیل الکتب من اللہ“ بلکہ اس کی فصاحت و بلاغت کا سکہ یہاں تک مانا گیا کہ آج کل میں قرآن شریف کی سورتوں کا انتخاب موجود ہے اور وہ اہل رائے رکھتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی نے جب اپنا کلام مصر میں دھجیاں اڑادیں اور اسے پر از اغلاط پا کر اسے لچر اور پوچ قرار دے دی میں اس کی شکایت کرتے ہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور جو آپ نے فرمایا کہ امام راغب نے فرمایا کہ و ما علمناہ الشعر میں شعر سے مراد کذب ہے یہ بھی نقصان علم کی وجہ سے ہے۔ آپ امام راغب کی عبارت کو سمجھ نہیں سکے اور مرزا قادیانی کے بچانے کے لئے ایک نامعقول عذر پیش کر دیا۔ اس کا حل اس طرح ہے کہ یہاں پر دو باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن شعر ہے یا نہیں۔ دیگر یہ کہ آنحضرت ﷺ شاعر ہیں یا نہیں۔ سو امام راغب فرماتے ہیں کہ چونکہ قرآن شریف عیاناً نثر کلام میں ہے۔ اس لئے کفار کا قرآن کو شعر کہنا بمعنی کذب ہے اور اس وقت ہماری نزاع آنحضرت ﷺ کے متعلق ہے۔ سو اس کی بابت امام راغب نے ہرگز نہیں کہا اور نہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ شعر کہا کرتے تھے۔ کیونکہ یہ خلاف واقع بھی ہے اور قرآن شریف کی صریح نفی کے خلاف بھی ہے۔ گو ہم امام راغب سے کفار کے قول کی توجیہ سے بھی متفق نہیں ہیں۔ لیکن اس وقت صرف ان کا مقصود بیان کرنا مقصود ہے۔ اس لئے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) یقصد وزنہا بل قصد کونها ذکر أمثلاً کقوله ﷺ هل انت الا اصبع دمیت وفى سبیل اللہ ما لقیته فانه على وزن الرجز المقطوع فلا یکون شعراً قال اللہ تعالیٰ وما علمنه الشعر وما ینبغی له ان هو الا ذکر وقرآن مبین“ (الشرح المہبوط ص ۱۳)

نیز سید ومنہودی اسی صفحہ میں شیخ جمل سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جو شخص یہ کہے آدم علیہ السلام نے شعر کہا تھا۔ اس نے جھوٹ بولا محمد ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام سب کے سب شعر گوئی سے پاک ہونے میں برابر ہیں۔ اسی طرح اسی صفحہ پر شیخ جماعی سے شعر کی تعریف یوں نقل کی ہے۔ ”والنظم هو الکلام المقفہ لموزون قصداً ای مقصود الشعر لقاٹلہ“ یعنی جو کلام وزن اور قافیہ کی رعایت سے شعریت کا قصد کر کے کہا جائے اس نظم (و شعر) کہتے ہیں۔

غرض تمام علمائے امت کیا محدثین اور کیا ادیب سب کے سب بالاتفاق فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ بالخصوص اور تمام انبیاء بالعموم شعر گوئی سے پاک تھے۔ امام رازیؒ اور امام زمخشریؒ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ پس مولوی عبدالرحمن قادیانی کا مرزا قادیانی کو بچانے کے لئے آنحضرت ﷺ کو شاعر قرار دینا جو بیس قرآنی آنحضرت ﷺ کی شان کے لائق نہیں بہت بڑی دلیری ہے اور مولوی عبدالرحمن کے علم اور دین کی کمی اور کوتاہی کی دلیل ہے۔ قاتلہم اللہ انی یوفکون!

لیجئے آپ کے دلائل جو حقیقہ معیار سنئے جو کوہ مرزا قادیانی نے اپنے صدمہ تک بھی نہیں۔ مرزا قادیانی نہایت تہذیب بد خیال لوگوں کو واضح ہوئے سے بڑھ کر اور کوئی محکم امتحان نہیں ہو سکا اس کے مطابق ہم مرزا قادیانی کے اوّل یہ مرزا قادیانی نے کہا باتیں ہیں۔ جو ٹل نہیں سکتیں۔ اس کے کارگر نہ ہوئی اور محمدی بیگم کے والدین دیا۔ تو مرزا قادیانی یوں الہ اپنے کہ یہ نکار تک مر جائے گا اور پھر محمدی بیگم کا نکاح سکتی۔ اگر ٹل جائے تو خدا کا قول باطل ہوئے۔ نہ محمدی بیگم نکاح میں آئی، نہ سادہ دل میں رکھے ہوئے بعد حسرت عرصہ بیگم اپنے خاوند سلطان محمد کے ساتھ بکے اولاد بھی کثرت سے دی ہے اور رزق کا سے غلط ثابت ہوئی۔ پر مرزا قادیانی ا۔ ہوئے۔ و هذا هو المراد! دیگر یہ کہ مرزا قادیانی نے کہ

جب حرمین (حرمہما الشر) تاویل کر دی کہ ہم کو مکی فتح ہوگی یا مدنی مدینہ شریف۔۔ بلکہ فریضہ الہی حج بھی کیا۔ جو بموجب حدیث شریف مسجوع فتح حاصل ہوئی، نہ مدنی۔ بلکہ عمر بھر غیہ جتاتے رہے اور خوشامد و لجا جت کی ناک

ب نے فرمایا کہ و ما علمناہ الشعر میں شعر سے مراد کذب
ام راغب کی عبارت کو سمجھ نہیں سکے اور مرزا قادیانی
ر دیا۔ اس کا حل اس طرح ہے کہ یہاں پر دو باتیں
ہیں کہ آنحضرت ﷺ شاعر ہیں یا نہیں۔ سو امام راغب
م میں ہے۔ اس لئے کفار کا قرآن کو شعر کہنا بمعنی
ت ﷺ کے متعلق ہے۔ سو اس کی بابت امام راغب
رت ﷺ شعر کہا کرتے تھے۔ کیونکہ یہ خلاف واقع
ف بھی ہے۔ گو ہم امام راغب سے کفار کے قول کی
رف ان کا مقصود بیان کرنا مقصود ہے۔ اس لئے اسی

بل قصد كونها ذكراً مثلاً كقوله ﷺ هل
ما لقيت فانه على وزن الرجز المقطوع
علمنه الشعر وما ينبغي له ان هو الا ذكر
(الشرح الموطوء ص ۱۳)

ل سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ
اس نے جھوٹ بولا محمد ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام
برابر ہیں۔ اسی طرح اسی صفحہ پر شیخ سبائی سے شعر کی
کلام المقفے لموزون قصداً ای مقصود
کی رعایت سے شعریت کا قصد کر کے کہا جائے اس

ین اور کیا ادیب سب کے سب بالاتفاق فرماتے
ہے بالعموم شعر گوئی سے پاک تھے۔ امام رازیؒ اور
مولوی عبدالرحمن قادیانی کا مرزا قادیانی کو بچانے
ص قرآنی آنحضرت ﷺ کی شان کے لائق نہیں
ن کے علم اور دین کی کمی اور کوتاہی کی دلیل

لیجئے آپ کے دلائل جو حقیقت میں مغالطے ہیں۔ ان کی دھجیاں تو اڑ گئیں۔ اب وہ
معیار بنے جو کہ مرزا قادیانی نے اپنے صدق و کذب کے لئے مقرر کیا ہے اور آپ نے اسے چھوا
تک بھی نہیں۔ مرزا قادیانی نہایت تہذیب سے فرماتے ہیں۔

”بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی
سے بڑھ کر اور کوئی محکم امتحان نہیں ہو سکتا۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸، خزائن ج ۵ ص ۱۵۷)

اس کے مطابق ہم مرزا قادیانی کی بعض پیش گوئیاں بطور نمونہ ذکر کرتے ہیں۔
اول یہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ محمدی بیگم ضرور میرے نکاح میں آئے گی یہ خدا کی
باتیں ہیں۔ جوئل نہیں سکتیں۔ اس کے لئے مرزا قادیانی نے ہر طرح کی کوشش کی۔ لیکن کوئی
کارگر نہ ہوئی اور محمدی بیگم کے والدین نے اس کا نکاح ایک شخص سلطان محمد نام ساکن پٹی سے کر
دیا۔ تو مرزا قادیانی یوں الہ اپنے کہ یہ نکاح مبارک نہیں ہوگا۔ یہ لڑکا یوم نکاح سے عرصہ ڈھائی سال
تک مر جائے گا اور پھر محمدی بیگم کا نکاح مجھ سے ہوگا۔ سلطان محمد کی موت تقدیر مبرم ہے جوئل نہیں
سکتی۔ اگر ٹل جائے تو خدا کا قول باطل ہوتا ہے۔ لیکن واقعات مرزا جی کے الہامات کے خلاف
ہوئے۔ نہ محمدی بیگم نکاح میں آئی، نہ سلطان محمد مرا۔ بلکہ مرزا قادیانی اس طرح کی ساری تمنائیں
دل میں رکھے ہوئے بعد حسرت عرصہ ۲۵ سال سے دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور محترمہ محمدی
بیگم اپنے خاوند سلطان محمد کے ساتھ بکمال مسرت و برکت زندگی بسر کر رہی ہے۔ خدا نے اسے
اولاد بھی کثرت سے دی ہے اور رزق بھی وسیع دیا ہے۔ غرض مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی ہر پہلو
سے غلط ثابت ہوئی۔ پر مرزا قادیانی اپنے مقرر کردہ معیاد کے رو سے صادق نہ ہوئے بلکہ کاذب
ہوئے۔ و هذا هو المراد!

دیکھو یہ کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا۔ ہم مکہ میں مریں گے یاد دینے میں۔

(البشری ج ۲ ص ۱۰۵، تذکرہ ص ۵۹۱ طبع سوم)

جب حرمین (حرمہما الشر) کے سفر کی کوئی صورت نظر نہ آئی یا نیت ہی نہ تھی۔ تو اس کی
تاویل کر دی کہ ہم کو مکی فتح ہوگی یا مدنی۔ لیکن ہوا کچھ بھی نہ۔ نہ تو مرزا قادیانی مکہ شریف گئے یا
مدینہ شریف۔ بلکہ فریضہ الہی حج بھی نہ کیا اور باوجود مسیح موعود کا دعویٰ کرنے کے، حج بیت اللہ نہ
کیا۔ جو بموجب حدیث شریف مسیح موعود کے نشانات میں سے ہے اور نہ آپ کو فتح مکہ کی طرح مکی
فتح حاصل ہوئی، نہ مدنی۔ بلکہ عمر بھر غیروں کی غلامی کا دم بھرتے رہے اور وفاداری و نمک حلائی
جتاتے رہے اور خوشامد و لجاجت کی ناکہ اگڑتے رہے اور مرے تولا ہو جا مرے۔ جہاں سے

مریدوں نے بعد دقت لاش کو دجال کے گدھے پر لاد کر قادیان پہنچایا۔

دیگر یہ کہ مرزا قادیانی نے ایک مبہم الہام ظاہر کیا تھا۔ شاتان تذبجان یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ جب محمدی بیگم کا باپ احمد بیگ مرا تو مرزا قادیانی نے اس الہام کے معنی یہ بیان کئے کہ ان دو بکریوں سے مراد محمدی بیگم کا باپ احمد بیگ اور اس کا خاوند سلطان محمد ہیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۵، ۵۷، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰، ۳۳۱)

احمد بیگ مر گیا ہے اور سلطان محمد عنقریب مر جائے گا۔ لیکن جب کابل میں مرزا قادیانی کے دو مرید عبداللطیف اور اس کا رفیق مرتد قرار دئے جا کر سنگسار کئے گئے تو مرزا قادیانی نے پہلو بدل کر اس الہام کو ان پر لگا دیا۔ مبہم کلام، گول مول الہام کو حسب ضرورت جس طرح چاہا چسپاں کر لیا۔

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے ادشوخ مزاج

بات وہ کہہ کہ نکلے رہیں پہلو دونوں

بہر حال میرا مقصود اس سے یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک سلطان محمد کی موت حتمی و قطعی تھی۔ جو واقعہ نہ ہوئی۔ پس مرزا قادیانی کا ذب ٹھہرے۔

اور مولوی عبدالرحمن صاحب نے ٹیچی ٹیچی فرشتے کے نام اور اس کے جھوٹ کے جواب میں ملک الموت کی آنکھ پھوٹ جانے کی جو نظیر پیش کی ہے۔ سو ماروں گھٹنا پھوڑوں آنکھ کی مثال ہے۔ اس کو مرزا بر سوال سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ کہاں فرشتے کے نام سے سوال کہ یہ کیسا نام ہے اور اس کے اخلاقی عیب جھوٹ سے سوال کو جھوٹ بولنے والا فرشتہ کس طرح ہو سکتا ہے اور کہاں حضرت ملک الموت کا جسمانی عارضہ کہ آنکھ پھوٹ گئی۔

۱۔ جب مولوی عبدالرحمن صاحب مرزائی نے حضرت ملک الموت کی مثال دی تھی تو حاضرین بہت ہنسے تھے کہ اب مرزائی مولوی بہک کر عاجز ہو گیا ہے کہ ایسی بے ربط باتیں کہنے پر اتر آیا ہے۔ امام بیہقی نے امام خطابی سے نقل کیا کہ ملحد اور بدعتی لوگ اس حدیث میں طعن کرتے ہیں۔ پھر اس کا بہت مبوط و مدلل جواب نقل کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ صدمہ صورت بشری کی آنکھ پر وارد ہوا تھا۔ نہ کہ صورت ملکی کی آنکھ پر۔ کیونکہ حضرت ملک الموت اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس صورت بشری میں آئے تھے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے پاس صورت بشری میں آئے۔ تو انہوں نے ان کو نہ پہچانا۔

(کتب الاسماء والصفات ص ۳۹۳، ۳۹۴، طبع بیروت)

بھر غضب یہ کیا کہ صحیحین سے ثابت ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت جو کچھ آپ نے گستاخی اور مرزا قادیانی کو بچانا چاہا ہے صحیحین کی ہے۔ یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور آپ اس حدیث کے مطلب کو آپ سب تعریفی باتیں ہیں۔

۱۔ مرزائی لوگ مرزا کے مرزائی کے ساتھ محمدی بیگم کی پیش گو تمہارے رسول کی بھی بہت سی پیش گو ایمان رہے یا نہ رہے۔

۲۔ امام نوویؒ اور حافظ ابن حجر السلام کی یہ تینوں باتیں تصریحی ہیں۔ جو لئے حدیث میں صاف وارد ہوا کہ یہ صرف خدا کے واسطے ایسی تصریحی باتیں ہی مسئلہ تعریض کے متعلق باندھا ہے۔ ”ج ۲ ص ۹۱“ یعنی تعریضات حقیقتاً جھوٹ ان باتوں اور بعض دیگر انبیاء علیہم السلام کا اکثر ایسے اسرار دقیقہ بصورت اقوال یا افہمخت بیہودہ اور شرمناک کام ہے اور حضرت ظاہر دروغلوئی میں داخل تھا۔ یا حضرت بیست اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا ماد

کے گدھے پر لاد کر قادیان پہنچایا۔

ایک مبہم الہام ظاہر کیا تھا۔ شتان تذبجان یعنی دو کمریاں باپ احمد بیگ مرا تو مرزا قادیانی نے اس الہام کے معنی یہ یونیم کا باپ احمد بیگ اور اس کا خاوند سلطان محمد ہیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۵، ۵۷، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰، ۳۳۱) سلطان محمد عنقریب مر جائے گا۔ لیکن جب کابل میں اور اس کا رفیق مرتد قرار دئے جا کر سنگسار کئے گئے تو ہام کو ان پر لگا دیا۔ مبہم کلام، گول مول الہام کو حسب ضرورت

م نہ کر وصل سے اوشوخ مزاج

کہہ کہ نکلے رہیں پہلو دونوں

یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک سلطان محمد کی موت حتمی راقادیانی کا ذب ٹھہرے۔

صاحب نے پٹی پٹی فرشتے کے نام اور اس کے جھوٹ کے جواب لانے کی جو نظیر پیش کی ہے۔ سو ماروں گھٹنا پھوڑوں آنکھ کی مثال بھی تعلق نہیں۔ کہاں فرشتے کے نام سے سوال کہ یہ کیسا نام ہے سے سوال کو جھوٹ بولنے والا فرشتہ کس طرح ہو سکتا ہے اور کہاں ضد کہ آنکھ پھوٹ گئی۔

رحمن صاحب مرزائی نے حضرت ملک الموت کی مثال دی تھی تو مرزائی مولوی بہک کر عاجز ہو گیا ہے کہ ایسی بے ربط باتیں کہنے پر طعنائی سے نقل کیا کہ ملکہ اور بدعتی لوگ اس حدیث میں طعن کرتے جواب نقل کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ صدمہ صورت بشری موت ملکی کی آنکھ پر۔ کیونکہ حضرت ملک الموت اس وقت حضرت ت بشری میں آئے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور صورت بشری میں آئے۔ تو انہوں نے ان کو نہ پہچانا۔

(کتب الاسماء والصفات ص ۳۹۳، ۳۹۴، طبع بیروت)

پھر غضب یہ کیا کہ صحیحین کی حدیث کو استہزاء میں اڑایا۔ جو صحیح سند سے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی صحیحین کی ہتک کرے وہ بدعتی اور گمراہ ہے۔

(حجۃ اللہ ج ۱ ص ۱۳۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت رسول کریم ﷺ کی نسبت جو کچھ آپ نے گستاخی اور شوفی سے جلے دل سے بوجہ عاجزی کے بدحواس ہو کر کہا ہے اور مرزا قادیانی کو بچانا چاہا ہے۔ سو معلوم ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام والی حدیث تو صحیحین کی ہے۔ یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ہے۔ جن کی توہین کا آپ نے خبیثہ لے رکھا ہے اور آپ اس حدیث کے مطلب کو اپنی کم علمی اور بد اعتقادی کی وجہ سے سمجھ نہیں سکے۔ کیونکہ وہ سب تعریفی باتیں ہیں۔

۱۔ مرزائی لوگ مرزا کے مقابلے میں خدا رسول کی کوئی پرواہ نہیں رکھتے۔ یہی ایک مرزائی کے ساتھ محمدی یونیم کی پیش گوئی کے متعلق گفتگو ہوئی تو جھٹ مرزائی نے کہہ دیا کہ تمہارے رسول کی بھی بہت سی پیش گوئیاں سچی نہیں ہوئی۔ یہ صرف مرزا کو سچا کرنا جانتے ہیں۔ ایمان رہے یا نہ رہے۔

۲۔ امام نوویؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کی شرح میں کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ تیوں باتیں تھیں۔ جن کی حقیقت کذب کی نہیں۔ ان سے تو یہ مقصود ہے۔ اسی لئے حدیث میں صاف وارد ہوا کہ یہ سب خدا کے لئے تھیں۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف خدا کے واسطے ایسی تعریفیں باتیں کیں اور امام بخاریؒ نے دوسرے موقع پر ایک باب خاص اسی مسئلہ تعریف کے متعلق باندھا ہے۔ ”المعاريض ممدوحة عن الكذب“ (کتاب الادب ج ۲ ص ۹۱) یعنی تعریضات حقیقت جھوٹ نہیں ہوتیں۔ اس کے علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ان باتوں اور بعض دیگر انبیاء علیہم السلام کا ذکر کر کے جناب مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ ”یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ بصورت اقوال یا افعال انبیاء سے ظہور میں آتے ہیں کہ جو نادانوں کی نظر میں سخت بیہودہ اور شرمناک کام ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین مرتبہ ایسے طور پر کلام کرنا جو بظاہر دروغ و غی کی میں داخل تھا۔ یہ حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے۔ تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۹۷، ۵۹۸، خزائن ج ۵ ص ۱۵۱)

اور حضرت یوسف علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کی بابت آپ نے جو کچھ بدزبانی کی ہے۔ وہ کسی مرفوع اور صحیح حدیث میں مذکور نہیں۔ یہ سب آپ کی علم حدیث سے بے خبری کی دلیل ہے۔ دیگر یہ کہ ان باتوں کو میری گرفت سے کیا تعلق؟۔ میں تو مرزا قادیانی کی مصدقہ و مسلمہ تحریرات پیش کرتا ہوں اور آپ ان کے جواب سے عاجز ہو کر بالکل بے ربط باتوں اور انبیاء علیہم السلام کی اہانت و ہتک پر اترائے ہیں۔

نوٹ: مولوی صاحب قادیانی اس وقت بہت کھیانے ہو گئے تھے اور ان کے منہ سے سوائے بدزبانی کے اور کچھ نہیں نکل سکتا تھا سخت بدحواسی کی حالت میں جو منہ میں آتا تھا کہہ جاتے تھے اور مضمون کی مناسبت اور ارتباط کو ملحوظ نہ رکھ سکتے تھے۔

اور آپ نے میرے نام کے مشرکانہ ہونے کی ایک ہی کہی۔ واہ صاحب! میں کیا شرک ہے۔ اچھا بالفرض اگر شرک ہے بھی تو میں مدعی نبوت نہیں کہ میری نبوت میں قدح ہو سکے۔ لیکن آپ نے اپنے گھر کی بھی خبر لی کہ مرزا جی کے نام بچپن میں کیا تھا۔ ان کا نام سندھی تھا اور یہ ہندوانہ اور مشرکانہ نام ہے۔

نوٹ: مولوی عبدالرحمن صاحب احمدی نے اس پر کہا کہ یہ نام والدین نے نہیں رکھا تھا۔ اس لئے یہ الزام مرزا قادیانی پر عائد نہیں ہو سکتا اور بآواز بلند کہا کہ اگر یہ نکال کر بتا دیا جائے کہ یہ نام والدین نے رکھا تھا تو یہ دیکھو (نوٹ نکال کر) میں ۱۰ روپے انعام دوں گا۔

مولوی لال حسین صاحب نے اپنی نوبت میں کتاب سیرت المہدی مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی نکال کر بتا دیا کہ یہ دیکھو اس میں صاف لکھا ہے کہ مرزا جی کو بچپن میں ان کی والدہ سندھی نام سے پکارتی تھی اور لوگ بھی ایسا ہی کہتے تھے۔ (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۳۵ روایت نمبر ۵۱) مولوی عبدالرحمن قادیانی اس حوالے سے سخت شرمندے ہوئے اور شرمساری سے سر نیچے کر کے نوٹ جیب میں ڈال لیا اور ڈھیلے منہ سے کہنے لگے کہ میرا سوال تو والدین کے نام رکھنے سے تھا نہ کہ اکیلی والدہ کے رکھنے سے۔

یہ نقشہ دیکھ کر سب حاضرین نے یقین کر لیا کہ مولوی عبدالرحمن قادیانی جس طرح نہایت درجے کے گستاخ و بدزبان ہیں۔ اس طرح جھوٹے اور بے زبان بھی پرلے درجے کے ہیں۔ یہ مجلس بھی ختم ہوئی اور قادیانی شرم کے مارے اپنی مختصر سٹیج کے ایک کونے میں دب کر رہ گئے اور مسلمان خوشاں و فرحان خدا کی تکبیر پکارتے اور فتح کی خوشی مناتے واپس ہوئے۔

فقط دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العالمین!

مسلمان

قادیانی

صدر.....

مناظر (مدعی)

صدر.....

مناظر (مجیب)

مولانا حافظ محمد

”ماکان محمد ابدا

اللہ بکل شیء علیما

لیکن خدا کا رسول ہے اور

ہے کہ آگے کوئی شخص نبوت

پھر حاضرین

ثبوت ہے کہ آنحضرت

امت اس پر شاہد ہیں۔

انبیاء ہیں۔ حضرت شاہ

(محمد ﷺ) باپ کسی کام

کا اور ہے اللہ ہر چیز کا جا

اور حضرت

ھیچ پیغمبر نباشد

لغت کی تمام

ص ۲۵) میں ہے۔ ”و

سف علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کی بابت آپ نے جو کچھ بدزبانی کی حدیث میں مذکور نہیں۔ یہ سب آپ کی علم حدیث سے بے خبری کی دلیل کو میری گرفت سے کیا تعلق؟ میں تو مرزا قادیانی کی مصدقہ و مسلمہ اور آپ ان کے جواب سے عاجز ہو کر بالکل بے ربط باتوں اور انبیاء علیہم اترائے ہیں۔

صاحب قادیانی اس وقت بہت کھیانے ہو گئے تھے اور ان کے منہ سے کلمہ نہیں نکل سکتا تھا سخت بدحواسی کی حالت میں جو منہ میں آتا تھا کہہ جاتے اور ارجحاً کوٹھوٹ نہ رکھ سکتے تھے۔

میرے نام کے شرکانہ ہونے کی ایک ہی کہی۔ واہ صاحب! میں کیا اگر شرک ہے بھی تو میں مدعی نبوت نہیں کہ میری نبوت میں قدح ہو سکے۔ کی بھی خبر لی کہ مرزا جی کے نام بچپن میں کیا تھا۔ ان کا نام سندھی تھا اور یہ

عبدالرحمن صاحب احمدی نے اس پر کہا کہ یہ نام والدین نے نہیں رکھا تھا قادیانی پر عائد نہیں ہو سکتا اور بآواز بلند کہا کہ اگر یہ نکال کر بتا دیا جائے مانتا تو یہ دیکھو (نوٹ نکال کر) میں ۱۰ روپے انعام دوں گا۔

میں صاحب نے اپنی نوبت میں کتاب سیرت المہدی مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی کہ یہ دیکھو اس میں صاف لکھا ہے کہ مرزا جی کو بچپن میں ان کی والدہ اور لوگ بھی ایسا ہی کہتے تھے۔ (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۳۵ روایت نمبر ۵۱) میں قادیانی اس حوالے سے سخت شرمندے ہوئے اور شرمساری سے سر ڈال لیا اور ڈھیلے منہ سے کہنے لگے کہ میرا سوال تو والدین کے نام رکھنے کے رکھنے سے۔

سب حاضرین نے یقین کر لیا کہ مولوی عبدالرحمن قادیانی جس طرح بدزبان ہیں۔ اس طرح جھوٹے اور بے زبان بھی پرلے درجے کے اور قادیانی شرم کے مارے اپنی مخضر شیخ کے ایک کونے میں دب کر رہ گئے خدا کی تکبیر پکارتے اور فتح کی خوشی مناتے واپس ہوئے۔

بر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العالمین!

دوسرے روز کی دوسری اور آخری مجلس
مورخہ ۲ جون ۱۹۳۳ء بجے شام سے ۷ بجے تک
مبحث، آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی

مسلمان

صدر..... شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر
مناظر (مدعی)..... مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب میرسیالکوٹی

قادیانی

صدر..... مولوی عبدالرحمن صاحب بی۔اے
مناظر (مجیب)..... مولوی محمد سلیم صاحب

مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب میرسیالکوٹی نے حمد و صلوٰۃ اور اعوذ کے بعد آیت پڑھی۔
”ماکان محمد ابدا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین . وکان الله بكل شیء علیماً (احزاب: ۴۰)“ یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی بالغ مرد کا باپ نہیں ہے لیکن خدا کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتم ہے اور خدا تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے۔ یعنی جانتا ہے کہ آگے کوئی شخص نبوت کے قابل پیدا نہیں ہوگا۔

پھر حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ صاحبان! اس وقت میرے ذمے اس بات کا ثبوت ہے کہ آنحضرت ﷺ خدا کے آخری رسول ہیں۔ دلائل شرع قرآن و حدیث اور اجماع امت اس پر شاہد ہیں۔ آیت بالا میں صاف الفاظ میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد ﷺ خاتم انبیاء ہیں۔ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب اس کا ترجمہ بدیں الفاظ کرتے ہیں۔ نہیں ہے (محمد ﷺ) باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے لیکن پیغمبر خدا کا ہے اور ختم کرنے والا تمام نبیوں کا اور ہے اللہ ہر چیز کا جاننے والا۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اس پر حاشہ میں فرماتے ہیں کہ یعنی بعد از روئے ہیچ پیغمبر نباشد

لغت کی تمام کتابوں میں خاتم کے معنی آخری لکھے ہیں۔ چنانچہ (لسان العرب ج ۴ ص ۲۵) میں ہے۔ ”وختام القوم و خاتمهم و خاتمهم اخرهم عن اللحيانی

و محمد ﷺ خاتم الأنبياء التهذيب والخاتم والخاتم من اسماء النبي ﷺ وفي التنزيل العزيز ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين اي اخرهم، یعنی خاتم القوم اور خاتم القوم (بالکسر) اور خاتم القوم (بالفتح) ہر سہ کے معنی ہیں۔ قوم کا آخری شخص اور تہذیب میں ہے کہ محمد ﷺ انبیاء کے خاتم ہیں اور خاتم (بالکسر) اور خاتم (بالفتح) ہر دو نبی ﷺ کے نام ہیں اور قرآن شریف میں ہے۔ ”ماکان محمد ابا احد“ سو اس میں خاتم النبیین کے معنی ہیں ”آخری نبی“۔

امام بغوی نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں ایک یہ حدیث بھی نقل کی ہے۔ جو بخاری و مسلم کی روایت سے ہے اور اس میں آنحضرت ﷺ نے اپنے پانچ نام بتائے ہیں۔ ایک ان میں سے عاقب ہے اور عاقب کی تفسیر اسی حدیث میں مذکور ہے۔

”والعاقب الذی لا نبی بعده (مسلم ج ۲ ص ۲۶۱، باب فی اسمائہ ﷺ)“

یعنی عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اسی طرح مسند امام احمد میں حضرت انسؓ کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔
”ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (مسند امام احمد ج ۳ ص ۲۶۶)“ رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ پس میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اس طرح (مکتوۃ کتاب الامارۃ والقضاء ص ۳۲۰) میں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۹۱، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل) اور (صحیح مسلم ج ۳ ص ۱۲۶، باب وجوب الوفاء ببيعة الخليفة الاول فالاول) کی روایت سے حدیث ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قوم بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کے متعلق ہوتی تھی۔ ایک نبی فوت ہوتا تو اس کا خلیفہ بھی نبی ہوتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ہاں خلیفے ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ (الحدیث)

اس کی توضیح یوں ہے کہ نبی اللہ کے متعلق دو باتیں ہوتی ہیں۔ تعلیم شریعت اور انتظام سیاست۔ سو آنحضرت ﷺ نے بنی اسرائیل کا ذکر کر کے سمجھایا کہ ان میں تعلیم شریعت اور انتظام ملکی ہر دو، ان کے انبیاء کے متعلق تھے اور اپنی بابت فرمایا کہ چونکہ میرے بعد کوئی بھی نبی ہونے والا نہیں۔ اس لئے صرف خلافت ہوگی۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نبوت بند اور انتظام ملکی کے لئے خلافت جاری۔

آنحضرت ﷺ نے
جال و کذاب جیسے برے اور
روایت میں ہے کہ آنحضرت
کذابون کلہم یزعم
رمذی ج ۲ ص ۵۵، باب
(قیامت سے پہلے) میں کذاب
ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین
حدیث صحیح ہے۔

یہ حدیث (جامع
اور صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۹، باب
والشرائط الامة) میں حضرت
کذابون دو لقب آئے ہیں
دجال نہایت در
کو کہتے ہیں۔ (منتہی الارباب
کسی کے ریب

ہو جانا ہر ایک کا کام نہیں۔
نشان بتا دیا۔ جس سے علم
کے لوگ یکساں طور پر پہنچ
نبوت کرنا ہی ان کے دجال
ساتھ ہی فرما دیا کہ میں خاتم
نوٹ: اس حد

والادجال و کذاب ہے اور
کہ خاتم النبیین کے معنی ہیں
مولانا صاحب
بیان کیا ہے اس کی ایک آیت

التهديب والخاتم والخاتم من اسماء النبي ﷺ وفي
محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم
خاتم القوم اور خاتم القوم (بالسر) اور خاتم القوم (بالفتح) ہر سہ کے
ترتیب میں ہے کہ محمد ﷺ انبیاء کے خاتم ہیں اور خاتم (بالسر)
کے نام ہیں اور قرآن شریف میں ہے۔ ”ماکان محمد ابا احد
میں ”آخری نبی“۔

میر میں اس آیت کے ذیل میں ایک یہ حدیث بھی نقل کی ہے۔ جو
اور اس میں آنحضرت ﷺ نے اپنے پانچ نام بتائے ہیں۔ ایک
کی تفسیر اسی حدیث میں مذکور ہے۔

لا نبی بعدہ (مسلم ج ۲ ص ۲۶۱، باب فی اسماء ﷺ)“
کی نبی نہیں۔

میر میں حضرت انس کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔
لنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (مسند
ماہل اور نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ پس میرے بعد کوئی رسول اور

الامارة والقتلہ ۳۲۰) میں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۹۰، باب ما ذکر
۳۲۱) باب وجوب الوفاء ببيعة الحليفة الاول فالاول)
میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قوم نبی سرائیں کی
آئی تھی۔ ایک نبی فوت ہوتا تو اس کا خلیفہ بھی نبی ہوتا اور میرے
گے اور بہت ہوں گے۔ (الحدیث)

نبی اللہ کے متعلق دو باتیں ہوتی ہیں۔ تعلیم شریعت اور انتظام
اسرائیل کا ذکر کر کے سمجھایا کہ ان میں تعلیم شریعت اور انتظام
تھے اور اپنی بات فرمایا کہ چونکہ میرے بعد کوئی بھی نبی ہونے
وگی۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نبوت بند اور انتظام

آنحضرت ﷺ نے مسئلہ ختم نبوت کو ایسا صاف کر دیا ہے کہ اپنے بعد کے مدعی نبوت کو
دجال و کذاب جیسے برے اور مکروہ القاب سے یاد کیا۔ چنانچہ جامع ترمذی میں حضرت ثوبان کی
روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ”وسیکون فی امتی ثلاثون
کذابون کلہم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (حدیث صحیح
ترمذی ج ۲ ص ۵۵، باب ما جاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون)“ اور میری امت میں
(قیامت سے پہلے) تیس کذاب ضرور ہوں گے۔ ہر ایک ان میں سے دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی
ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (امام ترمذی کہتے ہیں) یہ
حدیث صحیح ہے۔

یہ حدیث (جامع ترمذی ج ۲ ص ۴۵، باب ما جاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون
’صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۹، باب علامات النبوة فی الاسلام اور صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۷، کتاب الفتن
والشرائط الساعة) میں حضرت ابوہریرہؓ سے بھی مروی ہے اور اس میں ان مدعیوں کے دجالوں
کذابوں و القاب آئے ہیں۔

دجال نہایت درجے کے فریبی اور ملعون ماز اور کذاب نہایت درجے کے جھوٹے مکار
کو کہتے ہیں۔ (متنبی الارب، لسان العرب، مصباح)

کسی کے ریب اور ملعون ساری اور جھوٹ اور مکر پر اطلاق پانا اور اس کی حقیقت پر واقف
ہو جانا ہر ایک کا کام نہیں ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے ازراہ شفقت ان کا ایک ایسا مشترک
نشان بتا دیا۔ جس سے علم والے اور بے علم لکھے پڑھے اور بے پڑھے۔ شہری اور دیہاتی سب طرح
کے لوگ یکساں طور پر پہچان میں۔ وہ کہ یہ دجال و کذاب ہیں۔ یعنی ان کا آپ کے بعد دعویٰ
نبوت کرنا ہی ان کے دجال و کذاب ہونے کی دلیل بتائی۔ چنانچہ اسی بات کو واضح کرنے کے لئے
ساتھ ہی فرمادیا کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

نوٹ: اس حدیث سے ملا وہ اس کے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے
والا دجال و کذاب ہے اور ملا وہ اس کے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ یہ امر بھی ثابت ہو گیا
کہ خاتم النبیین کے معنی میں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

مولانا صاحب نے مسئلہ تقریر میں فرمایا کہ خاکسار (محمد ابراہیم میر سیالکوٹی) نے جو کچھ
بیان کیا ہے اس کی ایک ایک بات پر جناب مرزا قادیانی آنجمانی کے دستخط بھی پیش کرتا ہوں۔

پہلی بات میں نے یہ بیان کی ہے کہ آیت خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ نبیوں کے ختم کردینے والے ہیں۔

سواس کی بابت مرزا قادیانی اپنی کتاب (ازالہ ابہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۱) میں اسی آیت کا ترجمہ یوں ارقام فرماتے ہیں۔ ”یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔“

نیز فرماتے ہیں کہ: ”جاننا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ پر ختم کر دیا ہے۔“ (خط مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹، مطبوعہ الحکم نمبر ۲۹ ج ۳ منقول از ٹریکٹ نمبر ۸ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری بحر یہ یکم جنوری ۱۹۳۳ء)

دوسری بات میں نے حدیث امام احمد کے حوالے سے یہ بیان کی کہ رسالت اور نبوت آنحضرت ﷺ کے بعد منقطع ہو گئی ہے۔ اب کوئی نبی اور رسول نہیں ہوگا۔ سواس کی بابت مرزا قادیانی ازالہ ابہام کی عبارت مذکور الفوق کے آگے سلسلہ ذکر میں لکھتے ہیں۔

ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ ”اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔“

(ازالہ ابہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۲) دیکھئے وہی الفاظ ہیں۔

نیز (آئینہ کمالات ص ۳۷۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً) پر لکھتے ہیں کہ: ”مساکن اللہ ان یرسل نبیاً بعد نبینا خاتم النبیین وما کان ان يحدث سلسلۃ النبوة ثانیاً بعد انقطاعها“ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی ﷺ خاتم النبیین کے بعد کسی کو بھی نبی کر کے بھیجے اور نہ یہ ہوگا کہ سلسلہ نبوت کو اس کو منقطع ہو جانے کے بعد پھر جاری کرے۔

تیسری بات جو میں نے بیان کی وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عام طور پر فرمادیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس کے متعلق مرزا قادیانی (ایام الصلح ص ۱۴۶، خزائن ج ۱ ص ۲۹۳) میں فرماتے ہیں کہ: ”حدیث لانی بعدی میں بھی لافنی عام ہے۔ پس یہ کس قدر دلیری اور گستاخی ہے کہ خیال رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریح قرآن کو عہد آچھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی منقطع ہو چکی ہے۔ پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔“

اسی طرح مرزا قادیانی کی کتب کے دیگر حوالے بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ جن میں صاف اقرار ہے کہ نبوت اور رسالت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گئی اور آپ اس سلسلے کے آخری نبی ہیں۔

چنانچہ کتاب (۱)

”اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو رب العالمین اور آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتا کیا۔ جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل تھے۔“

۲..... اور (حجۃ الب

”ویقولون ان هذا الرجل

المرسلین لا نبی بعده وهو خا

۳..... نیز (آسانی فیہ

جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان س ہیں اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد اور میں نبوت کا مدعی نہیں۔ بلکہ ایسے مد

۴..... نیز فرماتے ہ

سے شروع ہوئی اور جناب رسول محمد (اشہار ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۷ء مجموعہ اشہار

۵..... نیز فرماتے ہ

نبوتیں اور تمام پاکیزگیاں اور تمام کما تبلیغ رسالت ج ۴ ص ۲۳، مجموعہ اشہار

نیز فرمایا ”تمام کمالات ہ

ان ہر دو مقامات میں فرماتے ہیں کہ: ”اللہ تعالیٰ نے جو کہ

پر ختم ہو گئے۔“

نیز فرماتے

۶.....

نے یہ بیان کی ہے کہ آیت خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ میں اور آپ نبیوں کے ختم کردینے والے ہیں۔

مرزا قادیانی اپنی کتاب (الزالہ بامس ۶۱۳، خزائن ج ۳ ص ۴۳۱) میں اسی راسخے ہیں۔ ”یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔ مگر وہ والا نبیوں کا۔“

کہ: ”جاننا چاہئے کہ خدا کے تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن پر ختم کر دیا ہے۔“ (خط مورخہ ۷، راکٹ ۱۸۹۹، طبعہ انجم نمبر ۲۹ ج ۳ منقول صاحب الاموری مجر یہ کیم مئی ۱۹۳۲)۔

نے حدیث امام احمد کے حوالے سے یہ بیان کی کہ رسالت اور نبوت طبع ہو گئی ہے۔ اب کوئی نبی اور رسول نہیں ہوگا۔ سو اس کی بابت اہل مذکور الفوق کے آگے سلسلہ ذکر میں لکھتے ہیں۔

اسے کہ ”اب وحی رسالت ثابتاً قطعاً منقطع ہے۔“

خزائن ج ۳ ص ۴۳۲) دیکھئے وہی الفاظ ہیں۔

۳۷۷ خزائن ج ۵ ص ۱۵۱) پر لکھتے ہیں کہ: ”ماکان اللہ ان خاتم النبیین وماکان ان یحدث سلسلۃ النبوة ثانیاً“ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی ﷺ خاتم النبیین کے بعد کسی کو بھی نبی ملے نبوت کو اس کو منقطع ہوجانے کے بعد پھر جاری کرے۔

نے بیان کی وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عام طور پر فرمادیا ہوگا۔ اس کے متعلق مرزا قادیانی (ایام السلاخ ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۳) ”حدیث لانی بعدی میں بھی لانی عام ہے۔ پس یہ کس قدر رکیکہ کی بیرونی کر کے نصوص صریح قرآن کو عداً چھوڑ دیا جائے گی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی منقطع ہو چکی ہے۔ یا جائے۔“

فی کی کتب کے دیگر حوالے بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ جن میں صاف صفت ﷺ پر ختم ہو گئی اور آپ اس سلسلے کے آخری نبی ہیں۔

۱۔۔۔۔۔ چنانچہ کتاب (حقیقت الوحی ص ۱۴۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۲۵) میں مرقوم ہے کہ:

”اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو رب العالمین اور رحیم ہے۔ جس نے زمین اور آسمان کو چھ دن میں بنایا اور آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کیا۔ جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل تھے۔“

۲۔۔۔۔۔ اور (حماۃ البشری ص ۹، خزائن ج ۷ ص ۱۸۵) میں فرماتے ہیں کہ:

”ویقولون ان هذا الرجل۔۔۔ لا یعتقد بان محمد ﷺ خاتم الانبیاء ومنتہی المرسلین لا نبی بعده وهو خاتم النبیین فہذہ کلہا مفتریات“

۳۔۔۔۔۔ نیز (آسمانی فیض ص ۳، خزائن ج ۴ ص ۳۱۳) میں فرماتے ہیں کہ: ”خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں۔ جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور میں نبوت کا مدعی نہیں۔ بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسما سے خارج سمجھتا ہوں۔“

۴۔۔۔۔۔ نیز فرماتے ہیں کہ: ”میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہو گئی۔“

(اشہار ۲۲ اکتوبر ۹۱، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۱، کتاب حقیقت النبوة ص ۸۹، مصنف مرزا محمود قادیانی) ۵۔۔۔۔۔ نیز فرماتے ہیں کہ: ”اور اس کو خاتم الانبیاء مانتے ہیں۔ کیونکہ اس پر تمام نبوتیں اور تمام پاکیزگیاں اور تمام کمالات ختم ہو گئے۔“ (اشہار مرزا قادیانی مورخہ ۲۲ ستمبر ۹۵، مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۴ ص ۲۳، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۵۶، نیز ص ۶۲ نوٹس بنام آریہ صاحبان)

نیز فرمایا ”تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے۔“

(پنچریا لکھنؤ ص ۶، خزائن ج ۲۰ ص ۲۰۷)

ان ہر دو مقامات میں کمالات سے مراد کمالات نبوت ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”اللہ تعالیٰ نے جو کمالات سلسلہ نبوت میں رکھے ہیں۔ وہ مجموعی طور پر ہادی کامل پر ختم ہو گئے۔“ (حقیقت النبوة ص ۹۰، بحوالہ کتاب دین الحق ص ۶۷)

۶۔۔۔۔۔ نیز فرماتے ہیں کہ: ”آنحضرت ﷺ پر تمام نبوت کے علم ختم ہو گئے۔“

(انجم الہدی ص ۴، خزائن ج ۱۴ ص ۴)

نیز فرماتے ہیں کہ: ”کمالات نبوت کا دائرہ آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گیا۔“

(ص ۱۲۱ انجمنی مرزا احمد اول)

نیز ازالہ اوہام میں لوگوں کی طرف سے خود سواں کرتے ہیں اور خود جواب دیتے ہیں۔
”سوال رسالہ فتح الاسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔“
”الجواب نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۲۱ خزائن ج ۳ ص ۲۲۰)

اسی طرح شیخ الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث و مدعی اور مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب ہادی کا ذکر نہایت بدتہذیبی سے کر کے لیتے ہیں کہ: ”یہ سراسر افتراء ہے کہ ہماری طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ کو یا ہمیں معجزات انبیاء تہذیب اسلام سے انکار ہے۔ یا ہم خود دعویٰ نبوت کرتے ہیں۔ یا نعوذ باللہ حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم الانبیاء نہیں سمجھتے۔ یا ملائک سے انکاری یا حشر و نشر وغیرہ اصول عقائد اسلام سے منکر ہیں۔ یا صوم و نسوة وغیرہ ارکان اسلام کو نظر استغناء سے دیکھتے ہیں۔ یا غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کو اہ ہے کہ ہم ان سب باتوں کے قائل ہیں اور ان عقائد اور ان اعمال کے منکر کو ملعون اور خسر الدین والا خرہ یقین رکھتے ہیں۔“

چوتھی بات میں نے یہ بیان کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد کے مدعیان نبوت کو دجال و کذاب فرمایا ہے۔ سواس کی نسبت بھی مرزا قادیانی کی تصریحات پیش از پیش ہیں۔ ان میں سے چند بطور نمونہ حسب ذیل ہیں۔

- ۱۔ ”ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔“ (اشہار ۲۰ اکتوبر ۸۹۱، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰)
- ۲۔ ”جو شخص ختم نبوت کا منکر ہوا اسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“ (تقریر ۲۳ اکتوبر دی، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۵۵)
- ۳۔ ”ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۷)
- ۴۔ ”مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں۔“ (حمات البشری ص ۷۹ خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

۵۔ ”ان“
ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا کیا کیا
”کیا“
شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔
صاحبان! میں۔

میرے بعد نبوت بند ہے اور
مرزا قادیانی بھی اس طرح کہ
ہے کہ آنحضرت ﷺ کو رسول برج
شریعت اب نہیں آ سکتی اور نہ
قیامت تک راہیں کھلی ہیں اور نہ
شانہ کو معلوم ہے۔ وحی رسالت

مرزا قادیانی کے
نبوت
۲۔ آپ
۳۔ الیہ
ملعون، خسر الد
اقوال ہیں اور ہم بھی اس پر

جواب
مولوی محمد سلیم
”ولقد جاء کم یوسف
اذا هلك قلتکم لن یب
مصر! تمہارے پاس حضرت

کے کہ: ”کمالات نبوت کا دائرہ آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گیا۔“

(ص ۲۱ ذخیرہ مرزا حصہ اول)

میں لوگوں کی طرف سے خود سوال کرتے ہیں اور خود جواب دیتے ہیں۔

میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔“

ت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔“

(ازالہ ابہام ص ۲۲، خزائن ج ۳ ص ۳۲۰)

الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی اور مولانا ابو

حییٰ کا ذکر نہایت بدتہذیبی سے کر کے لکھتے ہیں کہ: ”یہ سراسر افتراء ہے کہ

ج کرتے ہیں کہ گویا ہمیں معجزات انبیاء علیہم السلام سے انکار ہے۔ یا ہم

یا نعوذ باللہ حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم الانبیاء نہیں

ی یا حشر و نشر وغیرہ اصول عقائد اسلام سے منکر ہیں۔ یا صوم و صلوة

غلاف سے دیکھتے ہیں۔ یا غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ گواہ ہے

م قائل ہیں اور ان عقائد اور ان اعمال کے منکر و ملعون اور خسر الدنیا

(انجام آتھم ص ۲۵، خزائن ج ۱ ص ۴۵)

نے یہ بیان کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد کے مدعیان نبوت

سوا اس کی نسبت بھی مرزا قادیانی کی تصریحات بیش از بیش ہیں۔ ان

ذیل ہیں۔

تم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کاذب اور کافر جانتا

(اشہارہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰)

میں نبوت کا منکر ہوا اسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج

(تقریر ۲۳ اکتوبر دہلی، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۵۵)

م بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۷)

مے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو

(حمات البشری ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

۵..... ”ان لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا اور یہی کہا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی

ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول صریح کذب ہے۔“ (حمات البشری ص ۸۱، خزائن ج ۷ ص ۳۰۰)

۶..... ”کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن

شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔“ (انجام آتھم ص ۲۷، خزائن ج ۱ ص ۲۷)

صاحبان! میں نے اپنی تقریر میں یہ بات بھی ذکر کی تھی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

میرے بعد نبوت بند ہے اور انتظام امت و سیاست کے لئے خلافت و امامت جاری ہے۔ سو

مرزا قادیانی بھی اس طرح کہتے ہیں کہ: ”بیعت کرنے والے کے لئے ان عقائد کا ہونا ضروری

ہے کہ آنحضرت ﷺ کو رسول برحق اور قرآن شریف منجانب اللہ کتاب اور جامع الکتاب ہے۔ کوئی نئی

شریعت اب نہیں آ سکتی اور نہ کوئی نیا رسول آ سکتا ہے۔ مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ

قیامت تک راہیں کھلی ہیں اور جس قدر مہدی دنیا میں آئے یا آئیں گے۔ ان کا شمار خاص اللہ جل

شاندہ کو معلوم ہے۔ وحی رسالت ختم ہوگئی۔ مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہ ہوگی۔“

(مکتوب مرزا قادیانی مندرجہ رسالہ تشہید الاذہان نمبر ۱ ص ۲۳)

مرزا قادیانی کے ان سب حوالہ جات سے یہ امور ثابت ہیں۔

۱..... نبوت و رسالت آنحضرت ﷺ پر ختم ہوگئی۔

۲..... آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔

۳..... ایسا مدعی نبوت کاذب، کافر، بے دین، دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

ملعون، خسر الدنیا والاخرہ۔ بد بخت مفتری اور بے ایمان ہے۔ یہ مرزا قادیانی کے

اقوال ہیں اور ہم بھی اس پر صا د کرتے ہیں۔

جواب منجانب مولوی محمد سلیم صاحب قادیانی

مولوی محمد سلیم صاحب قادیانی جواب کے لئے اٹھے اور شروع میں یہ آیت پڑھی

”ولقد جاءكم يوسف من قبل بالبينت فما زلتم في شك مما جاءكم به حتى

اذا هلك قلتم لن يبعث الله من بعده رسولا (مؤمن: ۲۴)“ یعنی (اے باشندگان

مصر!) تمہارے پاس حضرت یوسف اس سے پہلے روشن دلائل لے کر آئے۔ پس تم اس سے جو وہ

لے کر آئے۔ شک ہی میں رہے۔ حتیٰ کہ جس وقت وہ فوت ہو گئے تو تم کہنے لگے کہ خدا تعالیٰ اس کے بعد ہرگز کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار مصر حضرت یوسف پر نبوت کو ختم سمجھتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ختم نبوت کا عقیدہ کفار کا ہے اور جو نبوت کو بند سمجھے وہ کافر ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ”ذلک بان اللہ لم یک مغیراً نعمۃ انعمہا علی قوم حتیٰ یغیروا ما بالنفسہم (انفال: ۵۳)“ یعنی اللہ تعالیٰ جس قوم پر کوئی نعمت کرتا ہے تو اس سے وہ نعمت دور نہیں کرتا۔ جب تک وہ قوم اپنے حالات و نیات کو نہ بدلے۔ اگر اس امت پر خدا تعالیٰ نے یہ نعمت نبوت بند کر دی ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ یہ امت بدکار ہو گئی اور اس میں شرارت آ گئی ہے۔

تیسری دلیل اجراء نبوت کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”ماکان اللہ لیزر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولكن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء (آل عمران: ۱۷۹)“ یعنی خدا تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ تمہیں ایسی حالت پر چھوڑ دے۔ جب تک کہ خبیث اور طیب میں تمیز نہ کرے اور نہ اللہ ایسا ہے کہ تم کو غیب پر مطلع کرے۔ لیکن اللہ اپنے رسول بھیجے گا۔ جن کو غیب پر مطلع کرے گا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ نبوت ابھی جاری ہے۔ کیونکہ تجلّی مضارع کا صیغہ ہے۔ جو استقبال کے لئے بھی آتا ہے۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ”اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ رسلاً ومن الناس (الحج: ۷۵)“ یعنی خدا تعالیٰ فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی ہمیشہ رسول پئے گا۔

اس آیت سے بھی ثابت ہے کہ ہمیشہ رسول ہوتے رہیں گے۔ کیونکہ یصطفیٰ فعل مضارع کا صیغہ ہے۔ جو استقبال کے لئے بھی آتا ہے۔

۱۔ مولوی محمد سلیم صاحب نے ان آیتوں کا ترجمہ اسی طرح کیا تھا۔ جس کی گرفت سے وہ اخیر تک نجات نہ پاسکے اور بالکل لا جواب ہو گئے۔ جیسا کہ آپ مولانا سیالکوٹی کے جواب الجواب میں ملاحظہ کریں گے۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ جب فرمایا۔ ”لو عاش ابراہیم لکان الصلوٰۃ ابن رسول اللہ ﷺ وذلک ہوتا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ نبوت صاحب سیالکوٹی نے جو فرمایا کہ ختم ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے فرمایا ”انا اخر الانبیاء وفضل الصلوٰۃ بمسحدی مکہ والہ ہے۔ پس جس طرح آنحضرت ﷺ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت بھی بند ہوا اور مولانا صاحب نے جو نبوت سے انکار کرتے تھے۔ تو اگر مرزا قادیانی کو کافر کیوں کہتے ہیں۔ کہ فتویٰ لگایا کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ جب آپ کو وحی نبوت نہیں ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے یونہی مردار ہوں اور پہلے آپ بیت المقدس بیت اللہ کی طرف پڑھنے لگے۔ اور میں دجال والی حدیث کہ یہ بقول حافظ ابن حجر ضعیف ہے۔ علاوہ اس کے مولانا مولو لکھتے ہیں کہ بالفرض اگر آنحضرت ﷺ کے بعد نبی ممکن ہے۔

ہے۔ حتیٰ کہ جس وقت وہ فوت ہو گئے تو تم کہنے لگے کہ خدا تعالیٰ اس سے عیب ہے۔

ناف ظاہر ہے کہ کفار مصر حضرت یوسف پر نبوت کو ختم سمجھتے تھے۔ اس عقیدہ کفار کا ہے اور جو نبوت کو بند سمجھے وہ کافر ہے۔

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ”ذلک بان اللہ لم یک مغیراً نعمۃ یبروا ما بالنفسہم (انفال: ۵۳)“ یعنی اللہ تعالیٰ جس قوم پر کوئی نعت نہیں کرتا۔ جب تک وہ قوم اپنے حالات و نیات کو نہ بدلے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نعت نبوت بند کردی ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ شرارت آگئی ہے۔

نے نبوت کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”ماکان اللہ لیدر نتم علیہ حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب وماکان اللہ لکن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء (آل عمران: ۱۷۹)“ تمہیں ایسی حالت پر چھوڑ دے۔ جب تک کہ خبیث اور طیب میں تم کو غیب پر مطلع کرے۔ لیکن اللہ اپنے رسول بھیجے گا۔ جن کو غیب میں معلوم ہوا کہ نبوت ابھی جاری ہے۔ کیونکہ تنبیہ مضارع کا صیغہ آتا ہے۔

کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ”اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ رسلاً“ یعنی خدا تعالیٰ فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی ہمیشہ

ی ثابت ہے کہ ہمیشہ رسول ہوتے رہیں گے۔ کیونکہ یصطفیٰ فعل بال کے لئے بھی آتا ہے۔

صاحب نے ان آیتوں کا ترجمہ اسی طرح کیا تھا۔ جس کی گرفت سے بالکل لا جواب ہو گئے۔ جیسا کہ آپ مولانا سیالکوٹی کے جواب

پانچویں دلیل یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کا فرزند ابراہیم فوت ہوا تو آپ نے فرمایا۔ ”لوعاش ابراہیم لکان صدیقاً نبیاً (ابن ماجہ ص ۱۰۸، باب ماجاء فی الصلوۃ ابن رسول اللہ ﷺ و ذکر وفاقہ)“ یعنی اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو صدیق نبی ہوتا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ نبوت جاری ہے۔ ورنہ آنحضرت ﷺ ایسا نہ فرماتے اور مولانا صاحب سیالکوٹی نے جو فرمایا کہ خاتم کے معنی آخری ہیں۔ ہم کو مسلم ہیں۔ لیکن آخر بھی تو عربی لفظ ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے بعد کوئی نہ ہو۔ دیکھئے حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”انا آخر الانبیاء ومسجدی آخر المساجد (مسلم ج ۱ ص ۴۴۶، باب فضل الصلوۃ بمسجدی مکہ والمدینۃ)“ یعنی میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔ پس جس طرح آنحضرت ﷺ کے بعد مسجدیں بنی بند نہیں ہو گئیں۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت بھی بند نہیں ہو گئی۔

اور مولانا صاحب نے حضرت مرزا قادیانی کے جس قدر حوالے پیش کئے کہ وہ دعویٰ نبوت سے انکار کرتے تھے۔ تو اگر یہ درست ہے تو پھر مولانا صاحب اور ان جیسے دیگر علماء مرزا قادیانی کو کافر کیوں کہتے ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ علماء نے مرزا قادیانی پر اس لئے کفر کا فتویٰ لگایا کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ دیگر یہ کہ مرزا قادیانی کے یہ اقوال اس وقت کے ہیں جب آپ کو وحی نبوت نہیں ہوتی تھی۔ لیکن جب نبوت کا حکم ہوا تھا تو آپ نے دعویٰ کر دیا۔ جیسے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو اور جو بھی فرمایا کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور پہلے آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے تمام پڑھتے رہے۔ پھر جب حکم آ گیا تو بیت اللہ کی طرف پڑھنے لگے۔

اور تیس دجال والی حدیث جو بار بار پیش کی جاتی ہے سو اس کی بابت ہم کئی دفعہ کہہ چکے کہ یہ بقول حافظ ابن حجر ضعیف ہے۔ اس پر یہ سوال بھی ہے کہ تمہیں کی قید کیوں لگائی؟

علاوہ اس کے مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند تحذیر الناس میں لکھتے ہیں کہ بالفرض اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آ بھی جاوے اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے بعد نبی ممکن ہے۔

نیز یہ کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ تو جب مسیح آئے گا تو کیا وہ نبی نہ ہوگا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ختم کئے کیا؟

دیگر یہ کہ مشکوٰۃ میں حدیث ہے کہ پہلے خلافت منہاج نبوت پر ہوگی۔ پھر ظالمانہ ملوکانہ طریق پر ہوگی۔ پھر اخیر میں منہاج نبوت پر ہوگی۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ نبوت جاری ہے۔

نیز مشکوٰۃ میں ہے کہ وہ امت کیسے ہلاک ہوگی۔ جس کے اول میں میں ہوں اور اخیر میں عیسیٰ بن مریم ہے۔ چونکہ عیسیٰ بن مریم نبی ہے۔ اس لئے نبوت جاری رہی اور عاقب کے معنی ہیں جو مولانا صاحب بار بار فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس کی تفسیر فرمائی ہے کہ الذی لیس بعده نبی یہ آنحضرت ﷺ کی تفسیر نہیں ہے۔ یہ دیکھئے ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ:

”الظاهر ان التفسیر من الراوی“

جواب الجواب منجانب مولانا محمد ابراہیم صاحب میرسیالکوٹی

حمد وصلوٰۃ کے بعد مولانا مدوح نے فرمایا کہ قادیانی مناظر بے راہ چلتے ہیں۔ موضوع ختم نبوت ہے۔ (دیکھو پرچہ شرائط) جس کا مدعی میں ہوں۔ میں نے اس کے اثبات میں ہر طرح کے دلائل یعنی قرآنی، حدیثی، لغوی اور شہادات آئمہ تفسیر و حدیث و لغت بلکہ خود جناب مرزا قادیانی کے اقوال پیش کر دیئے ہیں۔ میرے مقابل مولوی محمد سلیم نے چھوٹے ہی اجرائے نبوت کے دلائل بیان کرنے شروع کر دیئے۔ جو ان کا حق نہیں تھا۔ انکا فرض یہ تھا کہ وہ میرے دلائل پر نقض کرتے۔ یا اگر ان کے خیال میں میرے حوالے غلط تھے تو ان کی تصحیح طلب کرتے۔ یا اگر میرے دعویٰ کی کوئی جزو بے دلیل رہ گئی ہے تو اس کی دلیل طلب کرتے۔ لیکن انہوں نے اپنے فرض سے سراسر پہلو تہی کر کے جواب سے عاجزی کا ثبوت دے دیا ہے۔

۱۔ مولوی محمد سلیم قادیانی نے اسی طرح اور کے صیغے سے اور بغیر حضرت وغیرہ الفاظ تعظیم کے اور بغیر علیہ السلام کہنے کے کہا تھا۔ جیسے کہ عام طور پر قادیانیوں کی عادت ہے۔ چنانچہ ان کے پہلے اشتہار جلسہ میں جو آپ کی وفات کے متعلق مضمون رکھا ہوا تھا۔ اس کی سرخی اس طرح تھی۔ وفات مسیح ناصری اور اس مباحثہ میں سب پر روشن ہو گیا کہ مرزائی عموماً انبیاء کے حق میں خصوصاً حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں سخت گستاخ ہیں۔

انہوں نے جو کچھ بیان پیدا ہوئے ہیں۔ سو میں خدا کے فضل الگ کر کے رکھ دیتا ہوں اور ملع کا۔
..... مولوی محمد
پڑھی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ
کی نبوت پر ایمان نہ لائے تھے۔
انہوں نے از روئے کفر کہا تھا کہ
نہیں بھیجے گا۔

یہ خدائی فیصلے کا ذکر نہ
میں سلسلہ نبوت میں سینکڑوں نبی
نہیں آتا کہ اس وقت جب خدا
فرمادیا اور آنحضرت ﷺ نے
امت مرحومہ کے ہزار ہا آئمہ اور
کسی نے بھی اس سے انکار نہیں
(معاذ اللہ) یہ سب کچھ غلط۔
رکھنا گمراہی ہے نہ یہ کہ ان کے
اور دوسری آیت

اور شونہ سے کہا ہے کہ کیا یہ
ہے اور اس سے یہ نعمت نبوت
کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ دیگر
ہے۔ اس آیت کے پہلے بھی
کی نعمتیں بخشی تھیں۔ لیکن انہوں

۱۔ مولوی محمد سلیم
چھوڑا اور قریباً ہر نبوت میں
یہ لوگ گھر سے یاد کر کے آ

نصرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ تو جب مسیح آئے گا تو کیا وہ ﷺ نے ختم کئے کیا؟

میں حدیث ہے کہ پہلے خلافت منہاج نبوت پر ہوگی۔ پھر غلامانہ ملوکانہ منہاج نبوت پر ہوگی۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ نبوت جاری ہے۔ ہے کہ وہ امت کیسے ہلاک ہوگی۔ جس کے اول میں میں ہوں اور اخیر عیسیٰ بن مریم نبی ہے۔ اس لئے نبوت جاری رہی اور عاقب کے معنی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس کی تفسیر فرمائی ہے کہ الذی یہ آنحضرت ﷺ کی تفسیر نہیں ہے۔ یہ دیکھئے ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ:

ن الراوی

مجاہد مولانا محمد ابراہیم صاحب میرسیالکوٹی

مولانا ممدوح نے فرمایا کہ قادیانی منظر بے راہ چلتے ہیں۔ موضوع (انک) جس کا مدعی میں ہوں۔ میں نے اس کے اثبات میں ہر طرح، لغوی اور شہادات آئمہ تفسیر وحدیث ولغت بلکہ خود جناب مدعی ہیں۔ میرے مقابل مولوی محمد سلیم نے چھوٹے ہی اجرائے دے کر دیئے۔ جو ان کا حق نہیں تھا۔ انکا فرض یہ تھا کہ وہ میرے کے خیال میں میرے حوالے غلط تھے تو ان کی تصحیح طلب کرتے۔ یا دلیل رہ گئی ہے تو اس کی دلیل طلب کرتے۔ لیکن انہوں نے اپنے سب سے عاجزی کا ثبوت دے دیا ہے۔

نی نے اسی طرح اور کے صیغے سے اور بغیر حضرت وغیرہ الفاظ کے کہا تھا۔ جیسے کہ عام طور پر قادیانیوں کی عادت ہے۔ چنانچہ ان کی وفات کے متعلق مضمون رکھا ہوا تھا۔ اس کی سرخی اس طرح احشہ میں سب پر روشن ہو گیا کہ مرزائی عموماً انبیاء کے حق میں حق میں سخت گستاخ ہیں۔

انہوں نے جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ چند شبہات ہیں۔ جو علمی یا بد اعتقادی کے باعث پیدا ہوئے ہیں۔ سو میں خدا کے فضل سے حاضرین کی دلچسپی کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ سب کا تار و پود الگ کر کے رکھ دیتا ہوں اور ملع کا سارا رنگ ابھی اتار دیتا ہوں۔

..... مولوی محمد سلیم قادیانی نے پہلی آیت جو حضرت یوسف علیہ السلام والی پڑھی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کا مقولہ ذکر کیا گیا ہے۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت پر ایمان نہ لائے تھے۔ جیسا کہ ”فما ذلتم فی شک (مؤمن: ۲۴)“ سے ظاہر ہے۔ انہوں نے از روئے کفر کہا تھا کہ حضرت یوسف مر گئے ہیں۔ تو چھڑکارا ہوا۔ اب خدا کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔

یہ خدائی فیصلے کا ذکر نہیں ہے اور ان کا یہ قول اس لئے بھی غلط تھا کہ اس وقت خدا کے علم میں سلسلہ نبوت میں سینکڑوں نبی باقی تھے۔ تو ان کفار کا اس وقت کا قول غلط ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس وقت جب خدا تعالیٰ نے اپنے فیصلہ سے آنحضرت ﷺ کی نسبت خاتم النبیین فرمایا اور آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا کہ نبوت اور رسالت میرے بعد منقطع ہو چکی ہے اور اس امت مرحومہ کے ہزار ہا آئمہ اور اولیاء اللہ جو آنحضرت ﷺ کو آخری نبی مانتے چمے آتے ہیں اور کسی نے بھی اس سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ ہر نئے مدعی نبوت کو کافر و دجس جانتے رہے ہیں۔ (معاذ اللہ) یہ سب کچھ غلط ہے۔ قرآن مجید اور حدیث صحیح اور اجماع امت کے برخلاف عقیدہ رکھنا گمراہی ہے نہ یہ کہ ان کے موافق اعتقاد رکھنا کفر و گمراہی ہے۔ معاذ اللہ استغفر اللہ!

اور دوسری آیت جو انہوں نے تغیر نعت کے متعلق پڑھی ہے اور اس میں نہایت گستاخی اور شونہی سے کہا ہے کہ کیا یہ امت بدکار ہو گئی ہے؟ اور اس میں شرارت آگئی؟۔ جو نبوت بند ہو گئی ہے اور اس سے یہ نعت نبوت چھن گئی ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں اس نعت نبوت کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ دیگر دنیوی نعمتوں کا ذکر ہے۔ جو آیت کے سیاق سباق سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس آیت کے پہلے بھی اور بعد بھی فرعونوں وغیرہ کفار کا ذکر ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو کئی قسم کی نعمتیں بخشی تھیں۔ لیکن انہوں نے نافرمانی کی تو خدا تعالیٰ نے ان پر تباہی ڈالی۔ کہاں نبوت اور

۱۔ مولوی محمد سلیم قادیانی نے باوجود بار بار جواب مل جانے کے اس آیت کو آخر تک نہ چھوڑا اور قریباً ہر نوبت میں اس آئندہ کو دہراتے رہے۔ جس سے حاضرین کو یقین ہو گیا کہ جو کچھ یہ لوگ گھر سے یاد کر کے آتے ہیں۔ اس کے دہراتے رہنے کے سوا ان کو کچھ بھی نہیں آتا۔

کہاں دنیا کی نعمتیں۔ مرفہ الحالی اور حکومت وغیرہ۔

پس مولوی محمد سلیم قادیانی نے یہ آیت بھی بے محل و بے موقع پڑھی۔

تیسری آیت جو مولوی سلیم قادیانی نے چوتھے پارے کی پڑھی ہے۔ ”ولكن الله يجتبی من رسله من يشاء (آل عمران: ۱۷۹)“ اور اس کا ترجمہ کیا ہے۔ لیکن اللہ اپنے رسول بھیجے گا۔ اس کے متعلق سوال ہے کہ بھیجے گا کس کے معنی کئے ہیں۔ مولوی محمد سلیم قادیانی نے اپنی طرف سے ملا دیا ہے۔ قرآن شریف میں اس آیت میں کوئی لفظ نہیں۔ جس کا یہ ترجمہ ہو۔ خیر انہوں نے تو ترجمہ میں زیادتی کی ہے۔ ان کے بڑے حضرت جناب مرزا قادیانی تو قرآن شریف کے الفاظ میں بھی زیادتی کر لیتے تھے۔ مثلاً وہ حقیقت الوحی میں اس عبارت کو قرآن شریف کی آیت جتا کر لکھتے ہیں

۱..... ”یوم یاتی ربك فی ظلل من الغمام“ (حقیقت الوحی ص ۱۵۴)

۲..... نیز آئینہ کمالات میں قرآن شریف کی آیت جتا کر لکھتے ہیں کہ: ”یا ایہا

الذین آمنوا ان تتقوا الله یجعل لکم فرقاناً ویجعل لکم نوراً تمشون بہ“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۱۷۷)

۳..... نیز ”فریاد درد“ کتاب میں قرآن شریف کی آیت جتا کر کئی جگہ لکھتے ہیں

کہ: ”وجادلہم بالحکمة والموعظة الحسنة“ (ص ۲۲۸)

سوال یہ ہے کہ یہ آیات قرآن شریف میں ان الفاظ اور اس ترتیب کے ساتھ کہاں ہیں؟ خاکسار بفضل خدا، حافظ قرآن ہو کر کہتا ہے کہ قرآن شریف میں مرزا قادیانی کی تحریر کے مطابق کہیں بھی نہیں۔

۴..... اسی طرح مرزا قادیانی نے حدیث نبوی میں بھی زیادتیاں کی ہیں اور غلط

حوالے دیئے ہیں۔ مثلاً (ازالہ ابہام ص ۴۴، خزائن ج ۳ ص ۱۲۴، ۱۲۵) میں صحیح بخاری کا حوالہ دے کر

کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود کی نسبت فرمایا کہ: ”بل ہوا ما مکم منکم“

۵..... اسی طرح اپنی کتاب (شہادت القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۲۷) میں صحیح

بخاری کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ امام مہدی کے ظہور کے وقت یہ

آواز آسمان سے آئے گی۔ ”هذا خلیفة الله المہدی“

ان دونوں حوالوں کی نسبت بھی سوال ہے کہ صحیح بخاری میں یہ حدیثیں ان الفاظ کے

ساتھ کہاں ہیں۔ خاکسار بفضل
کے ساتھ صحیح بخاری میں نہیں ہیں
مطلب کے لئے بڑھالیا ہے اور
نوٹ: مولوی محمد سلیم

وحیاء کا آئینہ ہے۔ فرمانے لگے

اس طرح بیان کی ہیں تو آنحضرت

بات ہر نبی کی کتاب میں کہاں۔

اور نیز قرآن شریف

گا تو انجیل میں دکھایا جائے کہ اح

ہو گئے کہ قادیانی ایسے گستاخ ہیں

کو بچانے کے لئے اس کا ر

آنحضرت ﷺ کی عزت و حر

متانت سے اس کا جواب دیا کہ

کے غلط حوالے سب جائز ہیں

استغفر اللہ! کون مسلمان!

نے بیک زبان کہا ہرگز نہیں۔ ہر

اس کے بعد مولانا

کتابت میں محفوظ ہے۔ روزمر

ہے۔ آنحضرت ﷺ کے عہد

ہو سکے گی۔ کیونکہ قرآن میں خو

لحافظون (حجرات: ۹)“

اس کے محافظ ہیں۔

اگر کسی آیات میں

معنی؟ اور نیز یہ کہ پھر غلط حوالہ

و جال کے بارے میں اور اسم

اور حکومت وغیرہ۔

دیانی نے یہ آیت بھی بے محل و بے موقع پڑھی۔

یہی سلیم قادیانی نے چوتھے پارے کی پڑھی ہے۔ ”ولكن الله يشاء (آل عمران: ۱۷۹)“ اور اس کا ترجمہ کیا ہے۔ لیکن اللہ اپنے ارادے کے بھیجے گا کس کے معنی کئے ہیں۔ مولوی محمد سلیم قادیانی نے من شریف میں اس آیت میں کوئی لفظ نہیں۔ جس کا یہ ترجمہ ہو۔ خیر کی ہے۔ ان کے بڑے حضرت جناب مرزا قادیانی تو قرآن کی کر لیتے تھے۔ مثلاً وہ حقیقت الوحی میں اس عبارت کو قرآن

یاتی ربك في ظلل من الغمام“ (حقیقت الوحی ص ۱۵۴) یکالات میں قرآن شریف کی آیت جتا کر لکھتے ہیں کہ: ”یاہیاجعل لكم فرقاناً ويجعل لكم نورا تمشون به“

(آیہ کمالات اسلام ص ۱۷۷) اودرد“ کتاب میں قرآن شریف کی آیت جتا کر کئی جگہ لکھتے ہیں لموعظة الحسنة“ (ص ۲۳، ۸)

بات قرآن شریف میں ان الفاظ اور اس ترتیب کے ساتھ کہاں قرآن ہو کر کہتا ہے کہ قرآن شریف میں مرزا قادیانی کی تحریر کے

مرزا قادیانی نے حدیث نبوی میں بھی زیادتیاں کی ہیں اور غلط ہام ص ۴۴، خزائن ج ۳ ص ۱۲۴، ۱۲۵) میں صحیح بخاری کا حوالہ دے کر صحیح موعود کی نسبت فرمایا کہ: ”بل هو امامکم منکم“

اپنی کتاب (شہادت القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷) میں صحیح آ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ امام مہدی کے ظہور کے وقت یہ خلیفۃ اللہ المہدی“

نسبت بھی سوال ہے کہ صحیح بخاری میں یہ حدیثیں ان الفاظ کے

ساتھ کہاں ہیں۔ خاکسار بفضل خدا ایک عالم حدیث ہو کر بآواز بلند کہتا ہے کہ یہ حدیثیں ان الفاظ کے ساتھ صحیح بخاری میں نہیں ہیں۔ پہلی حدیث میں مرزا قادیانی نے ”بل هو“ اپنے پاس سے اپنے مطلب کے لئے بڑھالیا ہے اور دوسری تو سراسر غلط ہے۔ صحیح بخاری میں اس کا وجود ہرگز نہیں ہے۔ نوٹ: مولوی محمد سلیم قادیانی نے اپنی نوبت میں اس کا جو جواب دیا وہ ان کے ایمان وحیاء کا آئینہ ہے۔ فرمانے لگے کہ اگر مرزا قادیانی نے یہ آیتیں اس طرح لکھی ہیں اور یہ حدیثیں اس طرح بیان کی ہیں تو آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ ہرنبی نے دجال کی خبر دی ہے۔ یہ بات ہرنبی کی کتاب میں کہاں ہے؟

اور نیز قرآن شریف نے کہا ہے کہ مسیح نے بشارت سنائی کہ میرے بعد احمد رسول آئے گا تو انجیل میں دکھایا جائے کہ احمد کہاں لکھا ہے؟۔ حاضرین نے جب ان کی تقریر سنی تو آگ بگولا ہو گئے کہ قادیانی ایسے گستاخ ہیں کہ ان کے مرزے پر کوئی بھی اعتراض کیا جائے تو یہ لوگ مرزا جی کو بچانے کے لئے اس کا رخ جھٹ آ حضرت ﷺ کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی عزت و حرمت کی ہرگز پروا نہیں۔ حضرت مولانا صاحب سیالکوٹی نے نہایت متانت سے اس کا جواب دیا کہ مولوی محمد سلیم قادیانی کے جواب سے یہ لازم آتا ہے کہ اس طرح کے غلط حوالے سب جائز ہیں اور نیز یہ کہ قرآن شریف میں بھی غلط حوالے مندرج ہیں۔ تو بہ استغفر اللہ! کون مسلمان ایسا کر سکتا ہے اور ایسا کہہ کر کس طرح مسلمان رہ سکتا ہے۔ حاضرین نے بیک زبان کہا ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں ایسا شخص مسلمان نہیں ہے۔

اس کے بعد مولانا نے فرمایا کہ صاحب من! قرآن شریف سینوں میں محفوظ ہے۔ کتابت میں محفوظ ہے۔ روزمرہ تلاوت کیا جاتا ہے۔ اس کا حرف اور ہر حرف کی حرکت محفوظ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک سے لے کر آج تک اس میں زیر و بر کی غلطی نہیں ہو سکی اور نہ ہو سکے گی۔ کیونکہ قرآن میں خود خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ”انما نحن نزلنا الذكر وانما له لحافظون (حجر: ۹)“ یعنی بے شک ہم ہی نے یہ نصیحت نامہ (قرآن) اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اگر کسی آیات میں کتر بیونت اور کانت چھانٹ جائز ہو تو پھر خدا کی حفاظت کے کیا معنی؟ اور نیز یہ کہ پھر غلط حوالے کسے کہیں گے؟ اور نیز عبارت کی کمی بیشی کوئی عیب نہ رہے گا اور دجال کے بارے میں اور اسم احمد کے بارے میں جو آپ نے آنحضرت ﷺ پر اور قرآن شریف

پر معاذ اللہ بہتان لگایا ہے کہ اس کے حوالے اگلی کتابوں میں نہیں ملتے۔ اگر بالفرض نہ ملیں تو اس کی یہ وجہ نہیں ہے کہ معاذ اللہ آنحضرت ﷺ اور قرآن مجید نے غلط حوالے دیئے۔

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ کتابیں محرف و مبدل ہو گئیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی بھی چشمہ معرفت میں صاف طور پر لکھتے ہیں۔ لیکن شکر ہے کہ آپ کے مطالبات کو خدا تعالیٰ نے ان اگلی کتابوں میں بھی محفوظ رکھا۔

یہ لیجئے انجیل بر بناس جس کی تصدیق مرزا قادیانی اپنی کتاب (سرمہ چشم آریہ ص ۲۳۰ حاشیہ، خزائن ج ۲ ص ۲۸۸) وغیرہ میں کرتے ہیں۔ اس میں صاف طور پر آنحضرت ﷺ کا نام مبارک لکھا ہے اور پولوس کا خط بنام تھسلونکیوں باب ۲ میں دجال اکبر کا ذکر ہے اور متی باب ۲۴ آیت ۲۴ میں جھوٹے مسیحوں اور جھوٹے نبیوں کا ذکر ہے۔ (کہو جی کون دھرم ہے)

مرزائی اس پر سخت نادم ہوئے اور تمام حاضرین نے بیک زبان ان پر ملامت کی بوچھاڑ چھوڑ دی اور حضرت مولانا مدظلہ کے وسعت مطالعہ اور قوت حافظہ کی داد دینے لگے۔

مولانا مدوح نے اصل امر کی طرف رجوع کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت زیر سوال یہ بات ہے کہ مولوی محمد سلیم قادیانی نے آیت ”وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رِّسْلِهِ مَنْ يَّشَاءُ“ (آل عمران: ۱۷۹) کا ترجمہ کیا ہے۔ ”لیکن اللہ اپنے رسول بھیجے گا۔“ اس آیت میں بھیجے گا کس کے معنی ہیں؟ اے اور یہ جو انہوں نے کہا کہ مضارع استقبال کے لئے بھی آتا ہے اور یہاں استقبال کا صیغہ اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ آئندہ رسول پیدا ہونے والے تھے۔ سو یہ استدلال بالکل غلط ہے۔ کیونکہ خلاف نص قرآنی ہے اور صریح احادیث صحیحہ کے خلاف ہے اور میں بار بار بیان کر چکا ہوں کہ کوئی استنباط خلاف نصوص درست نہیں ہوتا اور صیغہ مضارع میں ہمیشہ استقبال نہیں ہوتا۔ بلکہ کبھی زمانہ حال کے لئے اور کبھی کبھی زمانہ استقبال کے لئے ہوتا ہے۔ جہاں حال کے معنی لئے جائیں وہاں استقبال کے لئے نہیں رہتا اور جہاں استقبال کے لئے جائیں وہاں حال کے لئے نہیں رہتا۔ کیونکہ صیغہ مضارع حال اور استقبال میں مشترک ہے اور مشترک لفظ ایک محل پر ایک ہی معنی دیتا ہے۔ دوسرے معنی نہیں دے سکتا اور اسی جگہ مضارع کا لفظ اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ جن پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وہ خدا کے فضل

۱۔ اس کا جواب مولوی صاحب قادیانی نے اخیر وقت تک نہ دیا۔

سے اس کے نزول کے وقت موت استقبال کے معنی منتزع ہو گئے۔

۳۔ اور مولوی

الملائكة رسلاً ومن الناس فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں لئے کونسا لفظ ہے۔ یہ بھی مولوی محمد

کے مضارع کے صیغے سے جو استنباط جواب ہے کہ جس وقت یہ آیت ان کے لئے ہوا نہ کہ استقبال کے لئے

۵۔ اور مولوی

ابراہیم لکان صدیقاً نبی حاشیہ ص ۱۰۸ ہی پر لکھا ہے کہ حدیث ص ۱۱۰ مٹروک الحدیث ہے۔ نوٹ: صحیح الفاظ جو آ

”لَوْ قَضَىٰ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَهُ اِذَا خُذَ اُكُفَايْهِ يَبْشُرُ بِمَا يَكُوْنَ بَعْدَهُ“ اگر خدا کی قضا میں یہ بات ہوتی کہ لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا

۱۔ مولانا صاحب کے دقیقہ شناسی کی داد دینے لگے۔

۲۔ اس کی نسبت حافظ

الحدیث اور (تہذیب اجتہاد ج ۱ ص ۱۴)

ضعیف، لیس ثقہ، منک

حدیثہ، ساقط، ضعیف لا

شعبہ، کان یرید علی کتابہ

کے حوالے اگلی کتابوں میں نہیں ملتے۔ اگر بالفرض نہ ملیں تو اس کی رت ﷺ اور قرآن مجید نے خط جواب لے دیے۔

وہ کتابیں محرف و مبدل ہو گئیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی بھی چشمہ ہیں۔ لیکن شکر ہے کہ آپ کے مطالبات کو خدا تعالیٰ نے ان اگلی

س جس کی تصدیق مرزا قادیانی اپنی کتاب (سرمہ چشمہ آریہ ص ۲۴۰) میں کرتے ہیں۔ اس میں صاف طور پر آنحضرت ﷺ کا نام لایا نام تحصیل کیوں باب ۲ میں دجال اکبر کا ذکر ہے اور مئی باب ۲۴ رجھوئے نبیوں کا ذکر ہے۔ (کہو جی کون دھرم ہے)

نام ہوئے اور تمام حاضرین نے بیک زبان ان پر ملامت کی نامد ظلم کے وسعت مطالعہ اور قوت حافظہ کی داد دینے لگے۔

اصل امر کی طرف رجوع کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت زیر ہم قادیانی نے آیت ”ولکن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من کا ترجمہ کیا ہے۔ ”لیکن اللہ اپنے رسول بھیجے گا۔“ اس آیت میں یہ جو انہوں نے کہا کہ مضارع استقبال کے لئے بھی آتا ہے اور استعمال کیا گیا ہے کہ آئندہ رسول پیدا ہونے والے تھے۔ سو یہ خلاف نص قرآنی ہے اور صریح احادیث صحیحہ کے خلاف ہے اور استنباط خلاف نصوص درست نہیں ہوتا اور صیغہ مضارع میں ہمیشہ نہ حال کے لئے اور کبھی کبھی زمانہ استقبال کے لئے ہوتا ہے۔ وہاں استقبال کے لئے نہیں رہتا اور جہاں استقبال کے لئے رہتا۔ کیونکہ صیغہ مضارع حال اور استقبال میں مشترک ہے اور معنی دیتا ہے۔ دوسرے معنی نہیں دے سکتا اور اسی جگہ مضارع کا کہ آنحضرت ﷺ جن پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وہ خدا کے فضل کا صاحب قادیانی نے اخیر وقت تک نہ دیا۔

سے اس کے نزول کے وقت موجود تھے۔ پس مضارع صرف حال کے لئے ہوا اور اس سے استقبال کے معنی منزع ہو گئے۔ جیسا کہ میں سابقاً بیان کر چکا۔

۳..... اور مولوی محمد سلیم قادیانی نے جو چوٹی آیت ”اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ رسلاً ومن الناس“ (حج: ۷۵) پیش کر کے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ ”خدا تعالیٰ فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی ہمیشہ رسول پئے گا“ اور آیت میں لفظ ہمیشہ کے لئے کونسا لفظ ہے۔ یہ بھی مولوی محمد سلیم صاحب نے پہلی آیت کی طرح از خود بڑھایا ہے اور اس کے مضارع کے صیغے سے جو استنباط کیا ہے۔ اس کے جواب کے لئے یجتبیٰ کے مضارع والا ہی جواب ہے کہ جس وقت یہ آیت اتری اس وقت آنحضرت ﷺ موجود تھے۔ پس یہ مضارع حال کے لئے ہوا نہ کہ استقبال کے لئے۔

۵..... اور مولوی محمد سلیم صاحب نے پانچویں دلیل میں جو حدیث ”لوعاش ابراہیم لکان صدیقاً نبیاً“ پیش کی ہے اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ ابن ماجہ کے حاشیہ ص ۱۰۸ ج ۱ پر لکھا ہے کہ حدیث ضعیف ہے۔ کیونکہ اس میں ایک راوی (ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان بھی ص ۱۱۰) متروک الحدیث ہے۔

نوٹ: صحیح الفاظ جو آنحضرت ﷺ کے فرزند کی وفات کے متعلق منقول میں یہ ہیں۔ ”لوقضیٰ ان یکون بعدہ محمد ﷺ نبی عاش ابنہ ولكن لا نبی بعدہ“ یعنی اگر خدا کی قضا میں یہ بات ہوتی کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو تو آپ کا بیٹا (ابراہیم) زندہ رہتا۔ لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۱۔ مولانا صاحب کے اس علمی نکتے پر علماء پھر ک اٹھے اور مرہام رحبا سے مولانا مدظلہ کی دقیقہ شناسی کی داد دینے لگے۔

۲۔ اس کی نسبت حافظ ابن حجر نے (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۳۱) میں لکھا ہے۔ متروک الحدیث اور (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۹۵، طبع بیروت) میں آئمہ حدیث سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ ضعیف، لیس ثقہ، منکر الحدیث، ضعیف الحدیث، سکتوا عنہ و ترکوا حدیثہ، ساقط، ضعیف لا یکتب حدیثہ، روی مناکیر، لیس بالقوی، کذبہ شعبۃ، کان یرید علی کتابہ، یہ مختلف آئمہ حدیث کی شہادتیں ہیں۔

یہ حدیث (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۱۴، باب من سمي باسماء الانبياء) میں بھی ہے اور (ابن ماجہ ص ۱۰۸، باب ماجاء في الصلوة على ابن رسول الله ﷺ وذكر وفاته) میں بھی اوپر کی حدیث سے پہلے مکتوب ہے۔ لیکن مولوی محمد سلیم صاحب کو تو نظر نہیں آئی۔ یا انہوں نے جان بوجھ کر مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہا ہے اور صحیح روایت کو چھوڑ ضعیف کو بیان کر دیا ہے۔

نیز اسی کے ہم معنی الفاظ امام بغویؒ نے آیت خاتم النبیین کے ذیل میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کئے ہیں۔ ”قال ابن عباسؓ يريد لولم اختتم به النبيين لجعلت له ابنا يكون بعده نبياً“

نیز یہ کہ: ”ان الله تعالى لما حكم ان لا نبى بعده لم يعطه ولد ذكرا يصير رجلاً“ (تفسیر معالم ج ۳ ص ۱۷۸) ”یعنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مراد اس آیت خاتم النبیین سے یہ ہے کہ اگر میں نے اس پر یعنی محمد ﷺ پر نبیوں کو ختم نہ کر دیا ہوتا تو میں اس کا بیٹا ایسا کرتا جو اس کے بعد نبی ہوتا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ تو آپ کو ایسا کوئی بیٹا نہیں دیا۔ جو بالغ ہوتا۔

یہ روایتیں صاف بتا رہی ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔

اور مولوی محمد سلیم صاحب نے خاتم کے معنی آخری مان کر بھی آخری سے مراد آخری نہیں لیا۔ بلکہ اس کے لئے بھی المساجد والی حدیث پیش کی ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری ہے۔ جو کسی نبی نے بنائی۔

اس کا مفاد یہ ہے کہ میرے بعد جو بھی مسجد بنے گی وہ کسی نبی کی بنائی ہوئی نہ ہوگی۔ یہ معنی میں اپنے پاس سے نہیں کئے۔ بلکہ دوسری حدیث سے کئے ہیں۔ یہ دیکھئے کنز العمال میں ہے۔ ”انما خاتم الانبياء ومسجدى خاتم مساجد الانبياء (كنز العمال ج ۱۲ ص ۲۷۰، حدیث نمبر ۳۴۹۹۹)“ یعنی میں خاتم الانبياء ہوں اور میری مسجد انبياء کی مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔ لیجئے اب تو گھر پورا ہو گیا۔ اسی حدیث کے درست نہ سمجھنے سے آپ کو الجھن تھی۔ اب تو وہ بھی صاف ہو گئی۔ اب کیا عذر ہے؟

اور مولوی محمد سلیم صاحب نے مرزا قادیانی کے انکار نبوت کے متعلق جو سوال کیا کہ اگر

انہوں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا تو انہوں نے کہا کہ علماء کے فتوے کا ذکر نہیں۔ یہ تصدیقات کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا اسلام، بے ایمان، خسر الدنیا والاخرہ ہیں تو آپ ان کو انہی فتوے کا مصداق اور یہ عذر کہ اقوال وحی نبویؐ لئے کہ ان ایام میں بھی مرزا جی صاحب رسول رکھا ہے۔

اور اس کی نظیر انبیائے سابقہ رسول کبے اور وہ سا باہا سال تک ایسے البہامات کے ذریعے سے بار بار کہتا رہا۔ دوم اس لئے کہ آپ کا خلاف ہے۔ کیونکہ اس میں آپ ان میں اس زمانے کو نبوت سے خارج کرنا مرزا قادیانی نے نومبر ۱۹۰۱ء میں نبو ساڑھے سات سال تک زندہ رہا مان لیا۔

الجھا ہے لو آپ اور بیت المقدس کی منہ نماز پڑھنا عملیات میں سے ہے۔ اور ایمان و عقائد کا نسخہ جائز نہیں۔ اور حضرت یونس علیہ السلام تو دیکھ لیا ہوتا کہ مرزا قادیانی اس۔

من سمي باسماء الانبياء) میں بھی ہے اور رسول اللہ ﷺ و ذکر وفاته) میں بھی اوپر کی صاحب کو تو نظر نہیں آئی۔ یا انہوں نے جان بوجھ موڑ ضعیف کو بیان کر دیا ہے۔

نے آیت خاتم النبیین کے ذیل میں حضرت ابن یرید لولم اختتم به النبیین لجعلت له

حکم ان لا نبی بعده لم يعطه ولد ذکرا، یعنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر یعنی محمد ﷺ پر نبیوں کو ختم نہ کر دیا ہوتا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ آپ کے با۔ جو بالغ ہوتا۔

رسالت ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔

کے معنی آخری مان کر بھی آخری سے مراد آخری کی پیش کی ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے دی نبی ہوں اور میری مسجد آخری ہے۔ جو کسی نبی

مسجد بنے گی وہ کسی نبی کی بنائی ہوئی نہ ہوگی۔ یہ حدیث سے کئے ہیں۔ یہ دیکھئے کنز العمال میں خاتم مساجد الانبياء (کنز العمال ج ۱۲) اتم الانبياء ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد میں اسی حدیث کے درست نہ سمجھنے سے آپ کو الجھن

دیانی کے انکار نبوت کے متعلق جو سوال کیا کہ اگر

انہوں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا تو علمائے نے ان پر کفر کا فتویٰ کیوں لگایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ علماء کے فتوے کا ذکر نہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی کے اپنے فتوے کا ذکر ہے کہ اگر وہ ان تصریحات کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں تو وہ بموجب اپنے فتوے کے کافر، لعنتی، خارج از اسلام، بے ایمان، خسر الدنیا والآخرہ وغیرہ وغیرہ ہیں اور اگر آپ ان کو مدعی نبوت اور نبی جانتے ہیں تو آپ ان کو انہی فتوے کا مصداق گردانتے ہیں۔

اور یہ عذر کہ اقوال وحی نبوت سے قبل کے ہیں۔ چند وجوہ سے درست نہیں۔ اول اس لئے کہ ان ایام میں بھی مرزا جی صاحب الہامات تھے اور کہتے تھے کہ اس الہام میں میرا نام خدا نے (ایم الصلح ص ۷۵، خزائن ج ۱۳ ص ۳۰۹) رسول رکھا ہے۔

اور اس کی نظیر انبیائے سابقین میں پائی نہیں جاتی کہ ایک شخص کو خدا تعالیٰ بذریعہ الہام رسول کہے اور وہ سا اسی سال تک ایسے قول و دعویٰ کو کفر، بے ایمانی مانتا رہے اور پھر بھی خدا اس کو الہامات کے ذریعے سے بار بار کہتا رہے کہ تو رسول ہے۔

دوم اس لئے کہ آپ کا یہ عذر آپ کی ۲۳ سال سے زائد زندہ رہنے والی دلیل کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس میں آپ ان الہامات کے زمانے کو داخل رسالت کرتے ہیں اور اس عذر میں اس زمانے کو نبوت سے خارج بتاتے ہیں۔ گویا جو امر ہم آپ کو سابقا مناتے تھے کہ مرزا قادیانی نے نومبر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور اس حساب سے مرزا قادیانی بعد از دعویٰ ساڑھے سات سال تک زندہ رہے اور آپ نہیں مانتے تھے اس وقت آپ نے نہایت صفائی سے مان لیا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اور بیت المقدس کی منسوخی کا مذکر بھی ناواقفی کی وجہ سے ہے۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے ہے۔ جن کا نسخ جائز ہے۔ لیکن رسالت عقائد و ایمانیات میں سے ہے اور ایمان و عقائد کا نسخ جائز نہیں۔

اور حضرت یونس علیہ السلام کی فضیلت والی حدیث بھی آپ نے یوں ہی پیش کر دی یہ تو، کیجیے یا ہوتا کہ مرزا قادیانی اس کے تعلق یا فرما گئے ہیں کہ "یا تو یہ حدیث ضعیف ہے یا کسر نفسی

اور تواضع پر محمول ہے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۶۳، خزائن ج ۵ ص ایضاً) پس بموجب قول مرزا قادیانی یہ مذر آپ کو مفید نہ ہوا۔ آج آپ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ حمایت کو تو کھڑے ہوئے ہیں مرزا قادیانی کے۔ لیکن ان کی تصریحات کو نظر انداز کر جاتے ہیں اور اپنے پاس ہی سے جو جی میں آتا ہے کہے جاتے ہیں۔

نوٹ: ان بیچاروں کو کیا معلوم تھا کہ کس سے مقابلہ پڑے گا۔ اگر معلوم ہوتا تو جلسہ کیوں کرتے اور چیلنج کر کے اس مصیبت میں کیوں پھنستے۔

سمجھ کے رکھو قدم دشت خار میں مجنوں

کہ اس نواح میں سودائے برہنہ پا بھی ہے

اور قریباً ۳۰ دجالوں والی حدیث کو ضعیف کہنا جو صحیحین کی متفق علیہ حدیث ہے۔ چھوٹا منہ بڑی بات کا مصداق ہے اور اس کے لئے آپ نے حافظ ابن حجر کا جو حوالہ ذکر کیا۔ اسے آپ سمجھ نہیں سکے۔ جیسا کہ میں صبح کے اجلاس میں مولوی عبدالرحمن صاحب قادیانی کے فرمانے کے مطابق شہادۃ ذکر کر چکا ہوں کہ جناب حافظ صاحب ستر دجال والی روایت کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ دو طریق سے مروی ہے اور ان دونوں کی اسناد ضعیف ہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ قریباً تیس والی اور ستر والی ہر دو روایات ضعیف ہیں۔ حج الکرامہ کی عبارت کو سمجھنا اگر آپ کے لئے مشکل ہو تو اصل کتاب فتح الباری دیکھئے۔ جو حافظ صاحب کی اپنی تصنیف ہے۔ اس میں وہ نہایت صفائی سے لکھتے ہیں۔ ”وفی رواية عبد الله بن عمرو عند الطبرانی لا تقوم الساعة حتى يخرج سبعون كذاباً وسندها ضعيف وعند أبي يعلى من حديث انس نحواه وسنده ضعيف ايضاً (فتح الباری ج ۱۳ ص ۷۶)“ کہ عبد اللہ بن عمرو کی روایت میں امام طبرانی کے نزدیک یہ وارد ہے کہ ستر کذاب نکلیں گے اور اس کی سند ضعیف ہے اور ابو یعلیٰ کے نزدیک حضرت انس کی حدیث سے بھی اسی طرح ہے اور اس کی سند بھی ضعیف ہے۔

اس عبارت کو علامہ عینی حنفی نے بھی اپنی شرح صحیح بخاری میں اسی طرح نقل کیا ہے اور مسئلے کو صاف کر دیا ہے کہ ستر کی تعداد والی ہر دو روایات جو طبرانی اور ابو یعلیٰ نے روایت کی ہیں وہ دونوں ضعیف ہیں۔ (یعنی ج ۱۱ ص ۳۶۸)

نوٹ: جب مولانا سیالکوٹی نے فتح الباری کی عبارت مذکورہ بالا پڑھ کر سنائی تو لوگ

حضرت مولانا مدوح کی وسعت مطالعہ نے صبح کی مجلس میں بغیر کتاب دیکھنے کے وہی نکلا۔ مرزائی اس وقت سخت شرمسار آخراً محمد سلیم قادیانی شرمندگی دھونے کو۔ الباری کی وہ جلد بھیج دی۔ جس میں عباس چاروں صاحب (یعنی غلام رسول صاحب سر جوڑ کر اس کا مطالعہ کریں۔

جب حضرت مولانا صاحب احمد دین صاحب لکھنوی نے کہا کہ مولانا نے ان کو کتا۔ یہ بھیجی تھی تو انہوں نے صبر ہو کہ آپ کی اسی قیمتی کتاب کو نقصان پہ سلوک نہیں کر سکتے۔ خصوصاً غلام رسول دیگر یہ کہ میں نے ان کو چنیوٹ میں سے احسان مانتے ہیں اور میں بھی ان کا مطالعہ کرنے لگے اور شرمندگی کو اندر نہیں ملیں اور مولانا صاحب نے کئی دفعہ قادیانی نے اخیر تک جواب نہ دیا۔ کتاب رکھ لی اور کھول کر نہ دیکھی کہ مجھ سے ایسا سلوک نہیں کریں گے۔ مولوی احمد الدین صاحب اس کے چند دن بعد جہاں ہوا تو دیکھا کہ وہ ورق سج سج پھٹا ہوا تھی۔ اس لئے وہ ورق نکل نہیں۔ طرح انکا ہوار بنے دیا ہے۔ مولانا

” (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۶۳، خزائن ج ۵ ص ایضاً) پس بموجب قول مفید نہ ہوا۔ آج آپ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ حمایت کو تو کھڑے ہوئے ہیں مگر تصریحات کو نظر انداز کر جاتے ہیں اور اپنے پاس ہی سے جو جی میں

روں کو کیا معلوم تھا کہ کس سے مقابلہ پڑے گا۔ اگر معلوم ہوتا تو جلسہ اس مصیبت میں کیوں پھنستے۔

تھ کے رکھو قدم دشت خار میں مجنوں

اس نواح میں سودائے برہنہ پا بھی ہے

روں والی حدیث کو ضعیف کہنا جو صحیحین کی متفق علیہ حدیث ہے۔ چھوٹا

اور اس کے لئے آپ نے حافظ ابن حجر کا جو حوالہ ذکر کیا۔ اسے آپ

صبح کے اجلاس میں مولوی عبدالرحمن صاحب قادیانی کے فرمانے کے

کہ جناب حافظ صاحب ستر دجال والی روایت کی نسبت کہتے ہیں کہ

ان دونوں کی اس ضعیف ہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ قریباً تیس والی

ہیں۔ حج الکرامہ کی عبارت کو سمجھنا اگر آپ کے لئے مشکل ہو تو

جو حافظ صاحب کی اپنی تصنیف ہے۔ اس میں وہ نہایت صفائی سے

سدا اللہ بن عمرو عند الطبرانی لا تقوم الساعة حتی

فندھا ضعیف و عند ابی یعلیٰ من حدیث انس نحوہ

ع الباری ج ۱۳ ص ۷۶) کہ عبداللہ بن عمرو کی روایت میں امام

ستر کذاب نکلیں گے اور اس کی سند ضعیف ہے اور ابویعلیٰ کے

سے بھی اسی طرح ہے اور اس کی سند بھی ضعیف ہے۔

ی حنفی بنے بھی اپنی شرح صحیح بخاری میں اسی طرح نقل کیا ہے اور

راد والی ہر دور وایات جو طبرانی اور ابویعلیٰ نے روایت کی ہیں وہ

(یعنی ج ۱۱ ص ۳۶۸)

مکوئی نے فتح الباری کی عبارت مذکورہ بالا پڑھ کر سنائی تو لوگ

حضرت مولانا ممدوح کی وسعت مطالعہ اور تبحر علمی سے حیران رہ گئے کہ جس امر کو حضرت مولانا نے صبح کی مجلس میں بغیر کتاب دیکھنے کے زبانی بیان کیا تھا۔ اس وقت کتاب میں سے عین بعین وہی نکلا۔ مرزائی اس وقت سخت شرمسار تھے کہ دھوکا کار گر نہیں ہو سکا اور کوئی مغالطہ بیچ نہیں سکا۔ آخر محمد سلیم قادیانی شرمندگی دھونے کو کہنے لگے کہ لائے کتاب! حضرت مولانا صاحب نے فتح الباری کی وہ جلد بھیج دی۔ جس میں عبارت زیر سوال مذکور تھی اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کر کہا کہ چاروں صاحب (یعنی غلام رسول صاحب، محمد سلیم صاحب، عبدالرحمن صاحب اور علی محمد صاحب) سر جوڑ کر اس کا مطالعہ کریں۔

جب حضرت مولانا صاحب نے کتاب مرزائیوں کی طرف بھیجی تو آپ سے مولوی احمد دین صاحب لکھنؤوی نے کہا کہ مولانا ان کو کتاب نہیں دینی چاہئے۔ اس لئے کہ ایک دفعہ میں نے ان کو کتاب بھیجی تھی تو انہوں نے صرف مطلب والا ورق درمیان میں سے پھاڑ ڈالا تھا۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی اسی قیمتی کتاب کو نقصان پہنچائیں۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ نہیں یہ لوگ مجھ سے ایسے سلوک نہیں کر سکتے۔ خصوصاً غلام رسول صاحب کی موجودگی میں کہ اول تو وہ مسن بزرگ ہیں۔ دیگر یہ کہ میں نے ان کو چنیوٹ میں مار پیٹ سے بچایا تھا اور وہ اس وقت سے اپنی بزرگی کی وجہ سے احسان مانتے ہیں اور میں بھی ان کی عزت کرتا ہوں۔ خیر قادیانی مربی سر جوڑ کر کتاب کا مطالعہ کرنے لگے اور شرمندگی کو اندر ہی اندر پینے لگے۔ اس کے بعد ان کو کئی نوبتیں تقریر کے لئے ملیں اور مولانا صاحب نے کئی دفعہ مطالبہ کیا کہ فتح الباری کے حوالے کا کیا جواب ہے۔ لیکن قادیانی نے اخیر تک جواب نہ دیا۔ بلکہ کتاب بھی خاتمہ پر واپس کی۔ حضرت مولانا صاحب نے کتاب رکھ لی اور کھول کر نہ دیکھی کہ اسے کچھ نقصان پہنچایا ہے یا نہیں۔ کیونکہ آپ کا خیال تھا کہ وہ مجھ سے ایسا سلوک نہیں کریں گے۔

مولوی احمد الدین صاحب سچے

اس کے چند دن بعد جب مولانا صاحب کو فتح الباری کی اس جلد کے دیکھنے کا اتفاق ہوا تو دیکھا کہ وہ ورق سچ مچ پھٹا پڑا ہے۔ لیکن چونکہ اس کی جلد موٹی تھی اور اس کی سلائی باہر کی تھی۔ اس لئے وہ ورق نکل نہیں سکا اور ٹیڑھا پھٹنے سے چوری ظاہر ہو جانے کا اندیشہ ہوا تو اسی طرح اٹکا ہوا رہنے دیا ہے۔ مولانا صاحب نے خطبہ جمعہ میں وہ کتاب صدا حاضرین کو دکھائی اور

سارا اندورہ بالا ماجراج مولوی احمد دین صاحب لکھڑوی کی دوراندیشی اور سابقہ تجربے کے سنایا۔ حضرت مولانا نے یہ بھی فرمایا کہ عبدالرحمن قادیانی (کیونکہ کتاب اتنی دیر تک انہی کے ہاتھ میں رہی تھی) کی بدتہذیبی اور گندہ زبانی کا قائل ہوں۔ اسی طرح ان کی بددیانتی کا بھی قائل ہو گیا ہوں۔ کیونکہ یہ دوسرا موقع ہے کہ انہوں نے ایسی شرارت کی۔

پہلی شرارت یہ تھی کہ مباحثہ روپڑ میں جب انہوں نے سورہ انفال کی آیت غلط پڑھی تو میں نے اس کی تصحیح کے لئے اپنی حائل مترجم ڈپٹی نذیر احمد صاحب مرحوم ان کے پاس بھیجی۔ اس وقت بھی غلام رسول صاحب ان کے پاس تھے۔ باوجود بار بار مطالبہ کرنے کے نہ تو وہ آیت کی غلطی کا اقرار کریں اور نہ حائل واپس کریں۔ آخر بہت اصرار کے بعد غلام رسول صاحب نے واپس دلوائی۔ اب عبدالرحمن صاحب نے میری کتاب کو اس طرح نقصان پہنچایا ہے۔ یہ ان کی نہایت پاجیانہ شرارت ہے۔ حضرت مولانا صاحب نے خطبہ جمعہ میں یہ بھی فرمایا کہ ایسی شرارت میں جماعت مرزائیہ پر شرعاً چار الزام قائم ہوتے ہیں۔

اول..... یہ کہ حق ظاہر ہو جانے پر بجائے تسلیم کرنے کے اس کو چھپانے کی کوشش کی۔
دوم..... یہ کہ یہ کتاب عاریۃ دی گئی تھی اور بموجب حدیث شریف کے مستعار چیز امانت ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ) اس لئے وہ خیانت کے مرتکب ہوئے۔

سوم..... یہ کہ بیگنی چیز کو مالک کی نظر سے اوجھل بغیر اس کی رضا کے ورق نکالنے کی کوشش کی جو پوری ہے۔

چہارم..... یہ کہ بیگنی چیز کو ناحق اور بے وجہ نقصان پہنچایا جو منع ہے۔ حاضرین جمعہ یہ کوائف اور کتاب کی یہ حالت دیکھ کر حیران رہ گئے اور قادیانیوں سے ان کی بے ایمانیوں کے بعد ان کی شرارتوں کی وجہ سے بھی سخت متغیر ہو گئے۔ چنانچہ اب سیالکوٹ میں قادیانی سخت ذلیل و خوار اور حقیر و شرمسار ہیں۔

۱..... مولانا سیالکوٹی نے اپنی تقریر کے دوران مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی عبارت کے جواب میں فرمایا کہ محمد سلیم صاحب اس عبارت کو سمجھ نہیں سکے۔

فرضی طور پر کسی امر کو مان کر اس کی تردید کرنے سے اس کا امکان وقوعی ثابت نہیں ہو سکتا۔ دیکھئے قرآن مجید میں ہے۔ ”قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین (زخرف: ۸۱)“ یعنی اگر خدا کا کوئی فرزند ہو تو میں سب سے پہلا عابد ہوں۔ (عابد بمعنی پرستار

یا بیزار) تو کیا آپ اس کے رو اصطلاح میں تعلیق بالحال کہتے ہیں دیگر یہ کہ حضرت مولانا

نہ کہ نبوت کے اجراء پر۔ فافہم! مولوی محمد سلیم صاحب

کیا وہ نبی نہ ہوں گے۔ اس سے نبی کا آنا مانا گیا اور اسی کے رو

اگر حضرت مسیح نبی نہ ہوں گے تو

میں معروض ہے کہ یہ آپ لوگوں

آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گئی اور آ

لغت عرب اور امت محمدیہ کے اج

کے بعد نہ کسی کو جدید نبوت ملے گی

تصریحات بیان کی گئی ہیں۔ جن

السلام کو آنحضرت ﷺ سے پیش

نبوت سے آئیں گے نہ یہ کہ نبی

ہے۔ دیکھئے علمائے سابقین نے

کے ذیل میں خود ہی سوال کرتے

”(فان قلت)“

(قلت) معنی کونہ اخذ

(تفسیر کشاف ج ۳ ص ۵۴۴)

حضرت عیسیٰ آخری زمانہ میں

نبی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آ

سے ہیں۔ جو آپ سے پہلے نبی

۱۔ مرزا قادیانی تو

ہے۔ ”انت منی بمنزلہ او

مردین صاحب لکھنؤ کی دوراندیشی اور سابقہ بحر بے کے سنایا۔
عبدالرحمن قادیانی (کیونکہ کتاب اتنی دیر تک انہی کے ہاتھ میں
بانی کا قائل ہوں۔ اسی طرح ان کی بددیانتی کا بھی قائل ہو گیا
انہوں نے ایسی شرارت کی۔

مباحثہ روپڑ میں جب انہوں نے سورہ انفال کی آیت غلط پڑھی تو
عائل مترجم ڈپٹی نذیر احمد صاحب مرحوم ان کے پاس بھیجی۔ اس
کے پاس تھے۔ باوجود بار بار مطالبہ کرنے کے نہ تو وہ آیت کی
اپس کریں۔ آخر بہت اصرار کے بعد غلام رسول صاحب نے
صوب نے میری کتاب کو اس طرح نقصان پہنچایا ہے۔ یہ ان کی
ت مولانا صاحب نے خطبہ جمعہ میں یہ بھی فرمایا کہ ایسی شرارت
ام قائم ہوتے ہیں۔

ہر ہو جانے پر بجائے تسلیم کرنے کے اس کو چھپانے کی کوشش کی۔
ب عاریۃ دی گئی تھی اور بموجب حدیث شریف کے مستعار چیز
لئے وہ خیانت کے مرتکب ہوئے۔

چیز کو مالک کی نظر سے اوجھل بغیر اس کی رضا کے ورق نکالنے کی
چیز کو ناحق اور بے وجہ نقصان پہنچایا جو منع ہے۔ حاضرین جمعہ یہ
کرمیران رہ گئے اور قادیانیوں سے ان کی بے ایمانیوں کے بعد
متغیر ہو گئے۔ چنانچہ اب سیالکوٹ میں قادیانی سخت ذلیل و خوار

لوٹی نے اپنی تقریر کے دوران مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی
محمد سلیم صاحب اس عبارت کو سمجھ نہیں سکے۔

ن کراس کی تردید کرنے سے اس کا امکان واقعی ثابت نہیں ہو
قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین
لوٹی فرزند ہو تو میں سب سے پہلا عابد ہوں۔ (عابد بمعنی پرستار
۷۴

یا بیزار) تو کیا آپ اس کے رو سے خدا کے لئے فرزند بھی ممکن کہہ سکیں گے۔ ایسے طریق کو
اصطلاح میں تعلیق بالحال کہتے ہیں۔ جسے آپ غالباً نہیں جانتے۔

دیگر یہ کہ حضرت مولانا نانوتوی خاتمیت کے درجہ فضیلت ہونے پر بحث کر رہے ہیں۔
نہ کہ نبوت کے اجراء پر۔ فافہم!

مولوی محمد سلیم صاحب مجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ جب آئیں گے تو
کیا وہ نبی نہ ہوں گے۔ اس سے ان کا یہ منشا ہے کہ اگر وہ نبی ہوں گے تو آنحضرت ﷺ کے بعد
نبی کا آنا مانا گیا اور اسی کے رو سے مرزا قادیانی نبی کہلاتے ہیں کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں اور
اگر حضرت مسیح نبی نہ ہوں گے تو ان کی نبوت کا چھیننا جانا لازم آیا جو باطل ہے۔ سو اس کے جواب
میں معروض ہے کہ یہ آپ لوگوں کا مغالطہ ہے۔ بحث اس امر پر ہو رہی ہے کہ نبوت
آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گئی اور اسی کے اثبات کے لئے میں نے قرآن شریف، حدیث شریف،
نعت عرب اور امت محمدیہ کے اجماع کی دلیلیں بیان کی ہیں۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ
کے بعد نہ کسی کو جدید نبوت ملے گی اور نہ کوئی جدید نبی ہوگا اور اسی کے متعلق جناب مرزا قادیانی کی
تصریحات بیان کی گئی ہیں۔ جن کو آپ نے تسلیم کر لیا اور ظاہر ہے اور مسلم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کو آنحضرت ﷺ سے پیشتر نبوت ملی تھی۔ نہ یہ کہ آپ کے پیچھے ملے گی اور وہ اسی سابقہ
نبوت سے آئیں گے نہ یہ کہ نئی نبوت سے آئیں گے۔ یہ نکتے کی بات ہے جو آپ کی سمجھ سے بالا
ہے۔ دیکھئے علمائے سابقین نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ چنانچہ علامہ زکریا آیت خاتم النبیین
کے ذیل میں خود ہی سوال کرتے ہیں اور خود ہی اس کا جواب دیتے ہیں۔

” (فان قلت) کیف کان اخر الانبياء وعيسى ينزل في اخر الزمان
(قلت) معنی کونہ اخر الانبياء انه لا ينبا احد بعده وعيسى ممن نبى قبله
(تفسیر کشاف ج ۳ ص ۵۴۴) ” اگر تو کہے کہ آپ کس طرح آخری نبی سے سکتے ہیں۔ حالانکہ
حضرت عیسیٰ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے تو اس کے جواب میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کے آخری
نبی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی شخص نبی بنایا نہیں جائے گا اور حضرت عیسیٰ ان میں
سے ہیں۔ جو آپ سے پہلے نبی بن چکے ہیں۔

۱۔ مرزا قادیانی تو اسے بھی بطور مجاز واستعارہ جائز جانتے ہیں۔ چنانچہ ان کا الہام
ہے۔ ”انت منی بمنزلہ اولادی“ (دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

اسی طرح دیگر مفسرین نے بھی لکھا ہے اور حافظ ابن حزمؒ کی عبارت کل حیات مسیح کے مناظرے میں بیان کر چکا ہوں۔

اور مولوی علی محمد قادیانی بار بار جو خلافت کے متعلق فرما رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں خلافت منہاج نبوت پر ہوگی اور اس سے وہ نبوت کے جاری رہنے کی دلیل پکڑ رہے ہیں۔ یا تو تجاہل عارفانہ ہے۔ یا غایت درجے کی جہالت ہے۔ جناب! خلافت کے طریق نبوت پر جاری ہونے کے یہ معنی ہیں کہ جس طریق پر امور سیاسیہ کو آنحضرت ﷺ نے چلایا۔ اسی طرح مطابق آپؐ کی سنت کے مطابق آخری زمانہ کا امام مہدی چلائے گا۔ کہاں کسی امر کا مطابق سنت ہونا اور کہاں نبوت کا جاری رہنا۔

دیگر یہ کہ اسی حدیث میں آپؐ کے بعد متصل ہی شروع میں خلافت کا منہاج نبوت پر ہونا مذکور ہے اور اس سے مراد بالخصوص حضرات ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی خلافت ہے۔ ان زمانوں میں آنحضرت ﷺ کی سنت کے مطابق علمدرا مد ہوتا رہا اور معلوم ہے کہ یہ چاروں حضرات نہ نبی ہیں اور نہ ان میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ پس یہ حدیث اجراءے نبوت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

اور مشکوٰۃ کی حدیث میں یہ جو آپؐ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ امت کس طرح ہلاک ہوگی۔ جس کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم ہوگا۔

(مشکوٰۃ ص ۵۸۳، باب ثواب هذه الامة)

اڈل تو اسے اجراءے نبوت سے کیا تعلق؟۔ دیگر یہ کہ اس میں سے آپؐ امام مہدی کا ذکر کیوں چھوڑ گئے۔ کیونکہ اس میں یہ بھی ہے کہ وسط میں مہدی ہے۔ غالباً آپؐ اس لئے چھوڑ گئے کہ اس حدیث سے مہدی اور عیسیٰ دو الگ الگ شخصیتیں ثابت ہوتی ہیں اور مرزا قادیانی آنجہانی ایک ہی ذات شریف مرد عہدوں کے مدعی ہیں۔ اب صاف ظاہر ہے کہ یہ حدیث آپؐ کے خلاف ہے۔ آپؐ اس میں سے امام مہدی کا ذکر چھوڑ گئے۔ یہی آپؐ کی کارستانیوں ہیں۔ جن کی وجہ سے آپؐ لوگوں کا اعتبار نہیں رہا۔ جس امر کا بھی آپؐ حوالہ دیتے ہیں۔ اس میں دھوکا فریب اور خیانت ہوتی ہے۔ اب میں آپؐ کے جملہ دلائل کا جو حقیقت میں شبہات ہیں۔ تاروپودا لگ کر کے ان کی دھجیاں اڑا چکا ہوں اور آپؐ سے میرے دلائل کا کچھ بھی جواب نہیں ہو سکا اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث کی نصوص بینہ ہیں اور ان کے متعلق امت کے علماء اور صلحا کا اجماع ہے اور مسلم ہے کہ قرآن و حدیث اور اجماع امت کے خلاف سراسر گمراہی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے

فرمایا: ”ومن يشاقق الرسول المؤمنین نوله ما تولى وذل رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے“ کے سوارستے کی پیروی کرے گا اسے جہنم میں داخل کریں گے اور اور عاقب کی تفسیر میں خود ہی فرمائے ہیں اور یہ بات میں اس حدیث کے ذیل میں لکھتے الترمذی وغیرہ بلفظ (ساجاء فی اسماء رسول اللہ) یہ الفاظ یوں ہیں۔ میں عاقب، پس یہ الفاظ مرفوع، آپؐ (قادیانی) لوگ علم کا پورا مطالعہ ہے۔ اس لئے رہتے ہیں۔

خاکسار نے یہ علم عمر کا بیشتر حصہ اسی علم کی خدمت آئمہ کی تصریحات سے کہتا ہوا نوٹ: مولانا صاحب جواہرات کس خزانے سے نکل برکاتہ! آمین!! سبحان ربك رب العز

اس تقریر کے خا۔
۱۔ قاضی عیاض۔
ذکر کیا ہے۔ جس سے ظاہر۔

بن نے بھی لکھا ہے اور حافظ ابن حزمؒ کی عبارت کل حیات مسیح کے

بنی بار بار جو خلافت کے متعلق فرما رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے منہاج نبوت پر ہوگی اور اس سے وہ نبوت کے جاری رہنے کی عارفانہ ہے۔ یا غایت درجے کی جہالت ہے۔ جناب! خلافت کے یہ معنی ہیں کہ جس طریق پر امور سیاسیہ کو آنحضرت ﷺ نے سنت کے مطابق آخری زمانہ کا امام مہدی چلائے گا۔ کہاں کسی رت کا جاری رہنا۔

میں آپ کے بعد متصل ہی شروع میں خلافت کا منہاج نبوت پر خصوصاً حضرات ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی آنحضرت ﷺ کی سنت کے مطابق علمدراآمد ہوتا رہا اور معلوم ہے اور نہ ان میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ پس یہ حدیث

میں یہ جو آپ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم ہوگا۔

(مشکوٰۃ ص ۵۸۳، باب ثواب هذه الامة)
بوت سے کیا تعلق؟ دیگر یہ کہ اس میں سے آپ امام مہدی کا یہ بھی ہے کہ وسط میں مہدی ہے۔ غالباً آپ اس لئے چھوڑ عیسیٰ دو الگ الگ شخصیتیں ثابت ہوتی ہیں اور مرزا قادیانی عہدوں کے مدعی ہیں۔ اب صاف ظاہر ہے کہ یہ حدیث آپ امام مہدی کا ذکر چھوڑ گئے۔ یہی آپ کی کارستانیاں ہیں۔ جن رہا۔ جس امر کا بھی آپ حوالہ دیتے ہیں۔ اس میں دھوکا فریب کے جملہ دلائل کا جو حقیقت میں شبہات ہیں۔ تا روپو دالگ کر پ سے میرے دلائل کا کچھ بھی جواب نہیں ہوگا اور نہ ہو سکتا ہیں اور ان کے متعلق امت کے علماء اور صلی کا اجماع ہے فاع امت کے خلاف سراسر گمراہی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے

فرمایا: ”ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيراً (النساء: ۱۱۵)“ کہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا۔ بعد اس کے کہ اس پر ہدایت ظاہر ہو چکی اور مومنوں کے رستے کے سوار سے کی پیروی کرے گا۔ ہم اسے اسی طرح پھیرے رکھیں گے۔ جس طرح وہ پھرا اور اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت بری بازگشت ہے۔

اور عاقب کی تفسیر میں جو الفاظ وارد ہیں۔ وہ کلمات مرفوع ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے خود ہی فرمائے ہیں اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی۔ چنانچہ حافظ ابن حجر فتح الباری میں اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ: ”وقع فی رواية سفیان بن عیینہ عند الترمذی وغیرہ بلفظ الذی لیس بعدی نبی (فتح الباری ج ۶ ص ۴۰۶، باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ)“ امام سفیان بن عیینہ کی روایت میں امام ترمذیؒ وغیرہ کے نزدیک یہ الفاظ یوں ہیں۔ میں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

پس یہ الفاظ مرفوع ہوئے نہ کہ کسی راوی کے۔

آپ (قادیانی) لوگوں نے علم حدیث کی محدث استاد سے نہیں پڑھا اور نہ آپ کو اس علم کا پورا مطالعہ ہے۔ اس لئے آپ حدیث کے مطالب کو نہیں سمجھ سکتے اور ہمیشہ ٹھوکریں کھاتے رہتے ہیں۔

خاکسار نے یہ علم اس زمانے کے ماہر ترین محدثوں سے بڑھا ہے اور خدا کی توفیق سے عمر کا بیشتر حصہ اسی علم کی خدمت میں صرف کیا ہے۔ اس لئے جو کچھ کہتا ہوں۔ اس فن کے ماہر آئمہ کی تصریحات سے کہتا ہوں۔

نوٹ: مولانا صاحب مدظلہ کی اس آخری تقریر پر لوگ محو حیرت تھے کہ معلومات کے یہ جواہرات کس خزانے سے نکل رہے ہیں۔ متعنا اللہ بطول بقائه وافاض علينا من برکاته! آمین!!

سبحان ربك رب العزت عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين! خاتمه بالخیر!

اس تقریر کے خاتمے پر حاضرین کی خوشی اور مسرت کی کوئی حد نہیں تھی اور قادیانیوں کی

۱۔ قاضی عیاضؒ نے بھی (شفا، ج ۱ ص ۱۴۶ مطبوعہ مصر) میں ان الفاظ کو متکلم کے صیغے سے ذکر کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ یہ تفسیر خود آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہے۔

دیکھنے کے قابل تھی۔ ان کی شرمندگی اور خجالت ہم الفاظ میں نہیں بتا سکتے۔ اس عام شرمندگی سے علاوہ جو ہر وقت ان کے چہروں پر نمایاں رہتی تھی۔ خاص اس خاتمے کے قریب جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی تھی۔ تو ان پر اپنی کړتوت کی وجہ سے اس قدر خوف چھا گیا تھا کہ انہوں نے دفتر پولیس میں فوراً اطلاع کر دی۔ جو چند قدموں کے فاصلے پر سامنے تھا۔ جن سے قریباً سارے شہر کی پولیس اسی وقت جمع کر لی گئی۔ پولیس نے قادیانیوں کو گھیرے میں ڈال لیا۔ حقیقت تو یہ حفاظت تھی۔ لیکن دیکھنے سے حراست کی صورت نظر آتی تھی۔ یہ سب بھی دیکھنے کا تھا کہ چند مرزائی اپنی مختصر سی سٹیج کے ایک کونے میں دیکھے ہوئے کھڑے ہیں اور پولیس جوان کی تعداد سے تعداد زیادہ تھی۔ ان کے گرد گھیرا ڈالے کھڑی ہے۔ بعض دوستوں نے مولانا صاحب سے عرض کیا کہ قادیانیوں کی اس حالت کا فوٹو لے لینا چاہئے۔ مولانا نے فرمایا عالم مثال میں اس کا فوٹو کھینچ گیا ہے۔ قادیانیوں کو پولیس کے پہرے میں دیکھ کر مسلمان ان سے اور بدظن ہو گئے اور ان کے خیالات پایہ ثبوت تک پہنچ گئے۔ تمام مسلمان خوشی سے تکبیر کے نعرے لگاتے ہوئے واپس ہوئے اور قادیانی بصورت بالا پولیس کی حفاظت یا حراست میں کھڑے رہ گئے۔ فقط دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العالمین!

علمائے سیالکوٹ کی تصدیقات

اگرچہ ہم نے خود بھی واقعات کو نہایت احتیاط سے لکھا ہے۔ لیکن تائید کے لئے مقامی علماء کی تصدیقات بھی نقل کی جاتی ہیں۔

..... مولانا مولوی عبدالحق صاحب پشاور سیالکوٹ تحریر فرماتے ہیں
بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى! اما بعد!

چونکہ میں اس مناظرہ میں اول سے آخر تک شریک رہا اور فریقین کے دلائل نہایت اطمینان سے سنتا رہا۔ اس لئے نہایت وثوق اور دیانت سے کہتا ہوں کہ فرقہ ضالہ مرزائیوں کو شکست فاش ہوئی اور طائفہ حقہ (اہل سنت و حدیث) نے جس خوبی سے اس عظیم الشان مناظرہ میں مرزائیوں کے زہریلے اثر اور بے جا حملوں کی جس قدر قابلانہ عالمانہ طرز اور تحقیق تدقیق سے مدافعت کی ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ مجھے بہت مسرت ہوئی۔ اول اس لئے کہ اجوبہ نہایت معقول اور مدلل طور پر پیش کئے گئے۔ دوم یہ کہ طرز تقریر نہایت مہذب، اسلامی اخلاق اور اسلامی

تہذیب کا پورا لحاظ طائفہ حقہ
نہ رہا اور واللہ لا یہدی کے
حقہ کو بالعموم اور مولانا مولوی
عزت کی زندگی میں اضافہ فرما
ہدایت بنائے۔ آمین! یار
دستخط خادم العلماء
..... ۲

اہل حدیثوں کا اگر مناظرہ
حنفیوں کا مرزائیوں کے سا
کیونکہ مرزائیوں کے متعقبات
چنانچہ اسی اصول کے ماتحت
سب علماء مناظرہ میں متفق
بھی دیا جاتا۔ خیر مجھے کچھ
نے سخت پرلے درجے کی
صاحب کے مقابلے پر تھے
نے مولانا موصوف سے عا
مطلق نہ سنایا اور بجائے
پھاڑ کر کتاب کو داغدار بنا دیا
کے خیانت کرنے والے
کبھی کوئی کتاب عاریہ نہیں
دستخط! خاکسا
..... ۳
کہ یہ واقعات درست او
تحصیل بازار سیالکوٹ
..... ۴
ہیں۔ ”مرزائی جماعت؟“

ان کی شرمندگی اور خجالت ہم الفاظ میں نہیں بتا سکتے۔ اس عام شرمندگی چہروں پر نمایاں رہتی تھی۔ خاص اس خاتے کے قریب جب انہوں اقدس میں گستاخی کی تھی۔ تو ان پر اپنی کروت کی وجہ سے اس قدر نے دفتر پولیس میں فوراً اطلاع کر دی۔ جو چند قدموں کے فاصلے پر رہے شہر کی پولیس اسی وقت جمع کر لی گئی۔ پولیس نے قادیانیوں کو یہ حفاظت تھی۔ لیکن دیکھنے سے حراست کی صورت نظر آتی تھی۔ یہ زانی اپنی مختصر سی سچ کے ایک کونے میں دبکے ہوئے کھڑے ہیں اور اد زیادہ تھی۔ ان کے گرد گھیرا ڈالے کھڑی ہے۔ بعض دوستوں نے کہ قادیانیوں کی اس حالت کا فوٹو لے لینا چاہئے۔ مولانا نے فرمایا یا ہے۔ قادیانیوں کو پولیس کے پہرے میں دیکھ کر مسلمان ان سے بات پایہ ثبوت تک پہنچ گئے۔ تمام مسلمان خوشی سے تکبیر کے نعرے ر قادیانی بصورت بالا پولیس کی حفاظت یا حراست میں کھڑے رہ

ذین ظلموا والحمد لله رب العالمین!

اے سیالکوٹ کی تصدیقات

کی واقعات کو نہایت احتیاط سے لکھا ہے۔ لیکن تائید کے لئے مقامی قادیانی ہیں۔

بدالحسن صاحب پشاور سیالکوٹ تحریر فرماتے ہیں
بن الرحیم! الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين

رہ میں اول سے آخر تک شریک رہا اور فریقین کے دلائل نہایت نہایت وثوق اور دیانت سے کہتا ہوں کہ فرقہ ضالہ مرزائیوں کو (اہل سنت و حدیث) نے جس خوبی سے اس عظیم الشان مناظرہ و رہے جاحلوں کی جس قدر قابلا نہ عالمانہ طرز اور تحقیق تدقیق سے نہیں۔ مجھے بہت مسرت ہوئی۔ اول اس لئے کہ اجوبہ نہایت گئے۔ دوم یہ کہ طرز تقریر نہایت مہذب، اسلامی اخلاق اور اسلامی

تہذیب کا پورا لحاظ طائفہ حقہ نے رکھا تھا۔ سوم اس لئے کہ ناواقفوں کے لئے دھوکا کھانے کا موقع نہ رہا اور واللہ لا یھدی کید الخائنین کا مصداق ہو گیا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ طائفہ حقہ کو بالعموم اور مولانا مولوی الحاج الحافظ محمد ابراہیم صاحب صدر شریعت غز سیالکوٹی کو بالخصوص عزت کی زندگی میں اضافہ فرما کر اسلام کو ان سے نفع پہنچائے اور طالبین حق کے لئے ان کو ذریعہ ہدایت بنائے۔ آمین! یارب العالمین!!

دستخط خادم العلماء! محمد عبدالحنان خفی المذہب مدرس خطیب جامع مسجد کہاراں سیالکوٹ
۲..... مولانا سید محمد نور اللہ شاہ صاحب ارقام فرماتے ہیں۔ مرزائیوں کے ساتھ اہل حدیثوں کا اگر مناظرہ ہو تو ہم ان کو امداد دے سکتے ہیں۔ بمقابلہ مرزائیاں ہمارا ہو۔ یعنی خفیوں کا مرزائیوں کے ساتھ تو اگر اہل حدیث ہمیں امداد دیں تو بڑی خوشی سے لے سکتے ہیں۔ کیونکہ مرزائیوں کے متعلق ہمارا سب کا اتفاق ہے۔ ان کو وہ بھی کافر جانتے ہیں اور ہم بھی۔ چنانچہ اسی اصول کے ماتحت حال میں مناظرہ قلعہ پر مرزائیوں کے ساتھ اہل حدیثوں کا ہوا تو ہم سب علماء مناظرہ میں متفق تھے۔ گو مناظرہ میں مجھ کو وقت نہیں دیا گیا تھا۔ کم سے کم ایک گھنٹہ مجھے بھی دیا جاتا۔ خیر مجھے کچھ افسوس نہیں ہے۔ جو کچھ ہوا سیالکوٹ کی پبلک پر واضح ہے۔ مرزائیوں نے سخت پر لے درجے کی شکست کھائی۔ مولوی سلیم وغیرہ جو مولانا مولوی حافظ محمد ابراہیم میر صاحب کے مقابلے پر تھے۔ ان کو کوئی جواب بن نہ آیا۔ بلکہ حوالے کے لئے فتح الباری مرزائیوں نے مولانا موصوف سے عاریہ منگوائی تھی۔ چنانچہ ان کو دی گئی۔ مگر اس کا حوالہ پڑھ کر انہوں نے مطلق نہ سنایا اور بجائے اس کے کہ وہ حوالہ پڑھ کر سناتے انہوں نے ظلم یہ کیا کہ اس کا ورق ہی پھار کر کتاب کو داغدار بنا دیا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مرزائی پر لے درجے کے خیانت کرنے والے ہیں۔ لہذا آج سے میں نے بھی اپنے دل میں عہد کر لیا ہے کہ میں انہیں کبھی کوئی کتاب عاریہ نہیں دوں گا۔

دستخط! خاکسار سید محمد نور اللہ شاہ خطیب محلہ کشمیر یاں (سیالکوٹ)

۳..... جناب مولانا مولوی نور الحسن صاحب فرماتے ہیں۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ واقعات درست اور صحیح ہیں۔ فقط بقلم ابو یوسف نور الحسن عفا اللہ عنہ خطیب جامع مسجد کلاں تحصیل بازار سیالکوٹ

۴..... مولانا نور الحسن صاحب کے فرزند مولوی محمد یوسف صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ ”مرزائی جماعت ہمیشہ حق کے سامنے فرار ہونے والی جماعت ہے۔ موجودہ مناظرہ میں بھی

مصدق جاء الحق وزهق الباطل کے ایسی منہ کی کھائی کہ امید ہے کہ آئندہ سیالکوٹ میں دوبارہ مناظرہ کی جرأت نہ کریں گے۔“ دستخط! محمد یوسف عفی عنہ

۵..... جناب مولانا مولوی قاضی عبدالعزیز صاحب ارقام فرماتے ہیں۔ ”فقیر اس جلسہ میں ہر وقت موجود رہا ہے۔ جو واقعات ہیں سب صحیح ہیں۔ مناظرہ فیصلہ کن ہوا تھا۔“ العبد ابورشید محمد عبدالعزیز عفی عنہ خطیب مسجد جدید کلاں جامع مسجد حنفیہ صوفیہ مبارک پورہ (سیالکوٹ)

۶..... مولوی حکیم محمد صادق صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم! مرزائی جماعت باوجود سعی فرار کے طوعاً و کرہاً ان مناظرہ میں آ گئی۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب میر کی مناظرانہ تیر اندازی نے مخالفین کے سینوں کو غربال بنا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جماعت حقہ کے مقابلہ میں فرقہ باطلہ مرزائیہ کو ایسی شکست اور ہزیمت ہوئی کہ مرزائی لوگ اختتام مناظرہ پر یہ شعر پڑھتے ہوئے رخصت ہوئے ہوں گے۔

نکلنا غلد سے آدم کا سنتے آتے تھے لیکن

بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوپے سے ہم نکلے

دستخط! حکیم محمد صادق، صادق، شہر سیالکوٹ

۷..... جناب مولانا حاجی امام الدین صاحب رائے پوری تحریر فرماتے ہیں۔ خاکسار اس جلسہ میں موجود تھا۔ واقعات سب صحیح درست ہیں۔

دستخط! امام الدین رائے پوری خطیب جامع مسجد صدر سیالکوٹ بقلم خود
۸..... مولوی عبدالغنی صاحب ارقام فرماتے ہیں۔ ”خاکسار تمام اجلاسوں میں حاضر تھا۔ جو کچھ تحریر لکھی گئی ہے۔ جہاں تک میری یادداشت کام دے سکتی ہے۔ بالکل درست اور صحیح ہے۔“ دستخط! بقلم خود محمد عبدالغنی خطیب امام

۹..... جناب مولانا مولوی محمد الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم! الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی محمد خاتم النبیین اما بعد! خاکسار ان تمام مناظروں میں شریک رہا۔ فریقین کی تقاریر کو گوش ہوش سنا۔ ممان مقررین نے یہ سیالکوٹ کے مسلمانوں کے دلوں کو نیا نیا ایمان سے منور کر دیا۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب میر کی عمر درازی کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ جن کے وجود باوجود کی بات سیالکوٹ کے خطے کو ہمت حاصل ہے۔ اللہم متعنا بطول حیاتہ! آمین!! دستخط! نیاز آگین ابو محمد حسین محمد الدین (منشی فاضل) خطیب مدرس جامع مسجد شہر سیالکوٹ

بقی الباطل کے ایسی منہ کی کھائی کہ امید ہے کہ آئندہ سیالکوٹ
ریں گے۔“ دستخط! محمد یوسف عفی عنہ

مولانا مولوی قاضی عبدالعزیز صاحب ارقام فرماتے ہیں۔ ”فقیر
ہے۔ جو واقعات ہیں سب صحیح ہیں۔ مناظرہ فیصلہ کن ہوا تھا۔“ العبد
ب مسجد جدید کلاں جامع مسجد حنفیہ صوفیہ مبارک پورہ (سیالکوٹ)
حکیم محمد صادق صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ بسم اللہ الرحمن
جود سخی فرار کے طوعاً و کرہاً ان مناظرہ میں آ گئی۔ مولانا محمد ابراہیم
زی نے مخالفین کے سینوں کو غربال بنادیا۔ حقیقت یہ ہے کہ
طلہ مرزا نے کو ایسی شکست اور ہزیمت ہوئی کہ مرزائی لوگ اختتام
سمت ہوئے ہوں گے۔

سے آدم کا سنتے آتے تھے لیکن
آبرو ہو کر تیرے کوپے سے ہم نکلے

دستخط! حکیم محمد صادق، صادق، شہر سیالکوٹ

انا حاجی امام الدین صاحب رائے پوری تحریر فرماتے ہیں۔
عات سب صحیح درست ہیں۔

لدین رائے پوری خطیب جامع مسجد صدر سیالکوٹ بقلم خود
فی صاحب ارقام فرماتے ہیں۔ ”خاکسار تمام اجلاسوں میں
ماں تک میری یادداشت کام دے سکتی ہے۔ بالکل درست اور
دستخط! بقلم خود محمد عبدالغنی خطیب امام

مولوی محمد الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ بسم اللہ
ب العالمین والصلوة والسلام علی محمد خاتم
مناظروں میں شریک رہا۔ فریقین کی تفریق کو گوش ہوش نہا۔
لمناویں کے دلوں کو ضیائے ایمان سے منور کر دیا۔ حضرت
ی کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ جن کے وجود باوجود کی
ہے۔ اللہم متعنا بطول حیاتہ! آمین!!

لدین (مشی فاضل) خطیب مدرس جامع مسجد شہر سیالکوٹ

امام الزمان مہدی منتظر مجدد دوراں

مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی^{رح}

تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

حضرت مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی صاحب (دامت برکاتہم) نے جنوری ۱۹۳۷ء میں سکندر آباد دکن میں جو ایک ماہ تک قیام کیا تو اس عرصہ میں جناب ممدوح نے مختلف مجالس میں کئی ایک علمی عنوان پر جن کی زمانہ میں اشد ضرورت ہے۔ قابل قدر مضامین اپنے مخصوص انداز میں اور خداداد طرز پر استدلال سے بیان فرمائے تھے۔ سکندر آباد کی مقامی انجمن اہل حدیث نے ان مضامین کو تحریر میں لے آنے کا انتظام خاص طور پر کر رکھا تھا۔ چنانچہ بعض مضامین اخبار اہل حدیث میں گذشتہ سال ہی چھپ گئے اور بعض رسائل کی صورت میں جمعیت تبلیغ اہل حدیث پنجاب کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں اور ابھی بہت سے نادر علمی مضامین باقی پڑے ہیں۔ ان میں سے تین اہم مضامین یعنی امام زماں، مہدی منتظر اور مجدد دوراں جن کی فتنہ قادیانی کے مقابلہ میں سخت ضرورت ہے۔ ان اوراق کی زینت کا موجب ہوتے ہیں۔ ہم انجمن اہل حدیث سکندر آباد دکن کے شکر گزار ہیں۔ جن کی ساعی جیلہ سے مولانا صاحب ممدوح کے یہ آبدار جواہر ریزے محفوظ ہوئے اور ہم تک پہنچے۔ کاش دیگر مقامات کے احباب اہل حدیث میں انجمن اہل حدیث سکندر آباد کے نقش قدم پر چلیں اور مولانا ممدوح کی تقریر کے وقت مضمون کو کتابت میں لے آیا کریں اور نظر ثانی کے لئے حضرت مولانا صاحب کے پاس سیالکوٹ بھیج دیا کریں۔ تاکہ اس کو طبع کرا کر دیگر مقامات کے احباب کو بھی مستفیض کیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا صاحب سیالکوٹی کی صحت قائم رکھے اور اس صحت میں آپ کو علمی خدمات کی توفیق مزید عطاء فرمائے اور تشنگان توحید و سنت کو ان کے فیوض و برکات علم سے تادیر بہرور کئے رکھے۔ آمین ثم آمین!

خاکسار! خادم سنت محمد عبداللہ ثانی ناظم جمعیت اہل حدیث پنجاب!

مولانا ممدوح (افاض اللہ علیہنا من برکاتہم) نے بعد خطبہ مسنونہ کے بعد

فرمایا: ”حضرات! آج کے مضمون کا عنوان امام زماں، مہدی منتظر اور مجدد دوراں“ ہے۔

یہ مسئلہ جس قدر آسان ہے۔ جن کے اثر سے مکھے پڑھے انسان سے یہ عاجز جس طریق پر اس کو بیان سہل اور صاف ہے۔ ”وما توفیقو ہیں وہ دو طرح پر ہے۔ اول امام وقت ”من مات بغير اہ

کنز العمال ج ۱ ص ۱۰۳، حدیث نمبر ۲۰۲۵)“ جو شخص مر گیا اور جاہلیت کی موت پر مرا۔

دوسرا اشکال مجدد کی حدیث ”ان اللہ یبعث لہا

لہادیٰ نہا (ابوداؤد ج ۲ ص ۳۲ واسطے اس امت کے ہر صدی کے سر کا۔ سو پہلے میں مسئلہ امامت کو کسی مہدویت اور سب کے بعد مسئلہ مجدد

۱..... مسئلہ امامت کبریٰ

سو معلوم ہو کہ لفظ امام۔

امام علم، کہ دیگر لوگ علم میں اس کے رحمہم اللہ!

تیسرے امام جہاد جو

لڑا دے۔ اسی کے متعلق دوسری حد

”انما الامام جہاد

بخاری ج ۱ ص ۴۱۵ باب یقاتل

مسلم ج ۲ ص ۱۲۶، باب الامام

کر قتال کیا جاتا ہے اور اس کے سا

یہ مسئلہ جس قدر آسان ہے اسی قدر جھوٹے مدعیوں کی خود غرضی نے اسے مشکل بنا دیا ہے۔ جن کے اثر سے لکھے پڑھے انسان بھی بھول بھلیوں میں پڑ گئے ہیں۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے یہ عاجز جس طریق پر اس کو بیان کرے گا اس سے آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ یہ مسئلہ کس قدر سہل اور صاف ہے۔ ”وما توفیقی الا باللہ“ اس مسئلے میں جو دشواری اور اشکال ڈالے گئے ہیں وہ دو طرح پر ہے۔ اول امام وقت کی حدیث سے جو یہ ہے۔

”من مات بغير امام مات ميتة جاهلية“ (مسند احمد ج ۴ ص ۹۶، كنز العمال ج ۱ ص ۱۰۳، حدیث نمبر ۴۶۴، مسند الی داؤد ج ۳ ص ۴۲۵، حدیث نمبر ۲۰۲) ”جو شخص مر گیا اور اس حال کہ نہیں پہچانا اس نے اپنے زمانے کے امام کو وہ حالت جاہلیت کی موت پر مرا۔“

دوسرا اشکال مجدد کی حدیث سے ڈالا گیا ہے جو یہ ہے کہ:

”ان الله يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها“ (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۲، کتاب الملاحم) ”تحقیق اللہ تعالیٰ مبعوث فرماتا رہے گا واسطے اس امت کے ہر صدی کے سر پر ایسے شخص جو تازہ کر دیں گے واسطے اس امت کے دین اس کا۔ سو پہلے میں مسئلہ امامت کو کسی قدر تفصیل اور تشریح سے بیان کرتا ہوں۔ اس کے بعد مسئلہ مہدویت اور سب کے بعد مسئلہ مجدد دوراں کا۔ وما توفیقی الا باللہ!“

..... مسئلہ امامت کبریٰ

سو معلوم ہو کہ لفظ امام کے معنی پیشوا ہیں اور اس کا اطلاق تین طرح پر ہے۔ امام نماز، امام علم، کہ دیگر لوگ علم میں اس کے محتاج اور پیرو ہوں۔ جیسے آئمہ اربعہ اور آئمہ محدثین رحمہم اللہ!

تیسرے امام جہاد جو جہاد میں صاحب امر ہو کہ اسلامی لشکر اس کے اشارے پر جان لڑا دے۔ اسی کے متعلق دوسری حدیث میں آیا ہے۔

”انما الامام جنة يقاتل من ورائه ويتقى به“ (الحديث متفق عليه، بخاری ج ۱ ص ۴۱۵، باب يقاتل من وراء الامام، مشکوٰۃ ص ۳۱۸، کتاب الامارة والقضاء، مسلم ج ۲ ص ۱۲۶، باب الامام جنة يقاتل من ورائه) ”امام ڈھال ہوتا ہے اس کے پیچھے ہو کر قتال کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ دشمنوں سے بچاؤ پکڑا جاتا ہے۔“

صلی علی رسولہ الکریم!

وامت برکاتہم) نے جنوری ۱۹۳۷ء میں جناب ممدوح نے مختلف مجالس میں کئی قدر مضامین اپنے مخصوص انداز میں اور باد کی مقامی انجمن اہل حدیث نے ان لکھا تھا۔ چنانچہ بعض مضامین اخبار اہل کی صورت میں جمعیت تبلیغ اہل حدیث کے نامور علمی مضامین باقی پڑے ہیں۔ ان بعد دوراں جن کی فتنہ قادیانی کے مقابلہ ب ہوتے ہیں۔ ہم انجمن اہل حدیث مولانا صاحب ممدوح کے یہ آبدار جواہر کے احباب اہل حدیث میں انجمن اہل کی تقریر کے وقت مضمون کو کتابت میں کے پاس سیکلٹ بھیج دیا کریں۔ تاکہ کے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا صاحب کی توفیق مزید عطا فرمائے اور کے رکھے۔ آمین ثم آمین!

ناظم جمعیت اہل حدیث پنجاب!

ہم) نے بعد خطبہ مسنونہ کے بعد

اور مجدد دوراں“ ہے۔

پس حدیث مذکورہ بالا یعنی ”من مات ولم يعرف امام زمانہ“ میں جس امام کی معرفت کا ذکر ہے اس میں وہی امام مراد ہے۔ جس کا ذکر دوسری حدیث الامام جنة میں کیا گیا ہے۔ مطلق امام مراد نہیں ہے اس امامت کو امامت کبریٰ کہتے ہیں۔ دیگر سب امامتیں اس کے تابع ہیں۔

دونوں حدیثوں کو سامنے رکھنے سے صاف کھل جاتا ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ اپنی امت کا نظام قائم رکھنے کے لئے فرما رہے ہیں کہ جس زمانے میں کوئی امام وقت یعنی صاحب امر ہو اور وہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرتا ہو۔ واجب ہے کہ ہر شخص قلباً و عملاً اپنی اپنی حالت کے مطابق اس کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہو اور اس کی پیروی کرے۔ ورنہ جو شخص بھی اس جماعت مجاہدین سے الگ ہو کر مرے گا۔ وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ امام نوویؒ شرح صحیح مسلم میں حدیث الامام جنة کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ:

”قوله ﷺ الامام جنة ای كالستر لانه يمنع العدو من اذى المسلمين ويمنع الناس بعضهم من بعض ويحمي بيضة الاسلام ويتقيه الناس ويخافون سطوته ومعنى يقاتل من ورآئه ای يقاتل معه الكفار والبغاة والخوارج وسائر اهل الفساد وينصر عليهم ومعنى يتقى به ای يتقى سر العدو وشر اهل الفساد والظلم مطلقاً (حاشیہ مسلم ج ۲ ص ۱۲۶)“

آنحضرت ﷺ کے قول الامام جنة کے معنی یہ ہیں کہ امام مشکل ڈھال کے ہیں۔ کیونکہ وہ دشمن کو روکتا ہے۔ مسلمانوں کو تکلف پہنچانے سے اور مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے پر زیادتی کرنے سے روکتا ہے اور اسلام کے دار الخلافہ کی حفاظت کرتا ہے اور لوگ اس کی حکم عدولی سے ڈرتے اور اس کی سطوت سے خوف کھاتے ہیں اور یقاتل من ورآئه کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھ ہو کر کفار سے اور باغیوں سے اور اطاعت سے خارج ہونے والوں اور دیگر اہل فساد سے قتال کیا جائے اور ان پر فتح حاصل کی جائے اور يتقى به کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھ اسلام اور مسلمین کے دشمنوں اور اہل فساد اور اہل ظلم کے شر سے بچاؤ پکڑا جائے۔

ان احادیث کا جو مطلب بیان ہوا۔ وہ دیگر احادیث میں بھی صاف صاف مذکور ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”من رأى من اميرہ شيئاً يكرهه فليصبر فانه ليس احد يفارق

الجماعة شبراً ف
كتاب الامارة والقضاء
چاہئے کہ صبر کرے۔
وہ مر جائے مگر جاہلیہ
حدیث شریف میں۔
”من خ
(رواہ مسلم مشکوٰۃ
امیر جہاد
والے کی موت کو جاہلیہ
قرآن شریف سے بھی
”رب ا
يفقهوا قولی۔

”اذقال
بنی اسرائیل کی ایک
کہ ہمارے لئے ایک
نے ہمارا ملک دیا
اس نبی
نے اپنے امیر کی اطاعت
دور کرنے اور اپنے
خدا تعالیٰ نے امیر کو
کی بزدلی کے کلمات

۱۔ تقاب
۲۔ جیہ
بالظلمین (بقرہ)

مکروہ بالاعتدال یعنی ”من مات ولم يعرف امام زمانه“ میں جس امام میں وہی امام مراد ہے۔ جس کا ذکر دوسری حدیث الامام جنتہ میں راوی نہیں ہے اس امامت کو امامت کبریٰ کہتے ہیں۔ دیگر سب امامتیں

اس کو سامنے رکھنے سے صاف کھل جاتا ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ اپنی امت کے لئے فرما رہے ہیں کہ جس زمانے میں کوئی امام وقت یعنی صاحب امر قیامت کے لئے جہاد کرتا ہو۔ واجب ہے کہ ہر شخص قلباً و عملاً اپنی اپنی جگہ اس جنگ میں شریک ہو اور اس کی پیروی کرے۔ ورنہ جو شخص بھی ملگ ہو کر مرے گا۔ وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ امام نوویؒ شرح صحیح مسلمہ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ:

”امام جنتہ ای کالستر لانه يمنع العدو من اذى المسلمين منهم من بعض ويحمي بيضة الاسلام ويتقيه الناس ومعنى يقاتل من ورآئه اي يقاتل معه الكفار والبغاة هل الفساد وينصر عليهم ومعنى يتقى به اي يتقى سر الفساد والظلم مطلقاً (حاشیہ مسلم ج ۲ ص ۱۲۶)“
امام جنتہ کے معنی یہ ہیں کہ امام مثل ڈھال کے ہیں۔ کیونکہ وہ دشمن کو پہنچانے سے اور مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے پر زیادتی کرنے سے ملامت کی حفاظت کرتا ہے اور لوگ اس کی حکم عدولی سے ڈرتے اور اس میں اور یقاتل من ورآئه کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھ ہو کر کفار سے خارج ہونے والوں اور دیگر اہل فساد سے قتال کیا جائے اور يتقى به کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھ اسلام اور مسلمین کے لئے شہداء بچاؤ پکڑا جائے۔

مطلب بیان ہوا۔ وہ دیگر احادیث میں بھی صاف صاف مذکور ہے۔
ایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

امیرہ شیئاً یکرهه فلیصبر فانه لیس احد یفارق

الجماعة شبراً فیموت الامات میتة جاهلیة (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۱۹، کتاب الامارة والقضاء) جو شخص اپنے امیر سے کوئی ایسا امر دیکھے جسے وہ ناپسند جانتا ہے۔ تو چاہئے کہ صبر کرے۔ کیونکہ ایسا کوئی نہیں کہ جماعت مسلمین سے ایک بالشت برابر بھی جدا ہو اور وہ مر جائے مگر جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ اس میں امام کی جگہ امیر کا لفظ آیا ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

”من خرج من الطاعة وفارق الجماعة فمات مات میتة جاهلیة“
(رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۳۱۹، کتاب الامارة والقضاء)

امیر جہاد کی معرفت و اطاعت واجب فرما رہے ہیں اور اس کے امر سے خارج ہونے والے کی موت کو جاہلیت کی موت بتا رہے ہیں۔ لیکن مزید تشریح کے لئے ہم ان احادیث کی تائید قرآن شریف سے بھی بیان کرتے ہیں۔

”رب ابشر لی صدی ویسر لی امری واحلل عقدة من لسانی یفقهوا قولی... آمین! (طہ: ۲۵-۲۸)“

خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ذکر میں سورہ بقرہ میں فرمایا کہ:

”اذ قالوا النبی لهم ابعت لنا ملکاً نقاتل فی سبیل اللہ (بقرہ: ۲۴۶)“
بنی اسرائیل کی ایک جماعت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اپنے وقت کے نبی سے عرض کیا کہ ہمارے لئے ایک امیر وامام مقرر کیجئے کہ ہم اس کے نظام میں ہو کر قوم عمالقتہ سے کہ انہوں نے ہمارا ملک دبا لیا ہے۔ فی سبیل اللہ جنگ کریں۔

اس نبی نے خدا کے حکم سے حضرت طالوت کو امیر مقرر کیا۔ موقع جنگ پر اکثر لوگوں نے اپنے امیر کی اطاعت نہ کی اور اس کے ساتھ ہو کر اپنے اخوان مسلمین بنی اسرائیل سے مظالم دور کرنے اور اپنے ملک کو دشمنوں کے تغلب سے چھوڑانے کے لئے جہاد میں شریک نہ ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے امیر کی اطاعت سے روگردانی کرنے والوں کو ظالم کے لفظ سے یاد کیا ہے ۱ اور ان کی بزدلی کے کلمات یوں ذکر کئے ہیں۔

۱ تفاسیر میں اس جگہ ملک کے معنی صاحب امام ہی لکھتے ہیں۔

۲ جیسا کہ فرمایا کہ: ”فلما کتب علیہم القتال تولوا الا قليلاً منهم واللہ بالظلمین (بقرہ: ۲۴۶)“

”قالوا الا طاقة لنا اليوم بجالوت وجنوده (البقرة: ۲۴۹)“ انہوں نے کہا کہ آج ہم میں جالوت ۱ دشمن بنی اسرائیل اور اس کے لشکروں سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

۲۔ اسی طرح جنگ احد کے ذکر میں منافقوں کی نسبت فرمایا کہ: ”وطائفة قد همتهم انفسهم يظنون بالله غير الحق ظن الجاهلية يقولون هل لنا من الامر من شئ (آل عمران: ۱۵۴)“ اور ایک دوسری جماعت تھی جن کو فکر میں ڈال رکھا تھا۔ ان کی اپنی جانوں نے وہ ایک ساتھ غیر واقعی یعنی جاہلیت کا گمان کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ کیا اس امر میں ہمارے بس کی بھی کوئی بات ہے؟۔

اس آیت میں صاف بتلادیا کہ جہاد فی سبیل اللہ دل چرانے والے کی ذہنی تراش جاہلیت کی ہے اور اس کا قول بھی جاہلیت کا ہے۔

اس کا نتیجہ بالکل صاف ہے کہ قوم کو موت کے گھاٹ اترتے ہوئے دیکھ کر اپنی جان کی فکر میں پڑنے والے کی ذہنیت وقول جب ایسا ہے تو وہ جاہل ہے۔ جو نہیں سمجھتا کہ میری زندگی و موت قوم کے ساتھ ہے۔ اگر قوم مر گئی تو میں زندہ کیسے رہوں گا اور اگر بالفرض انفرادی حیات سے زندہ رہا بھی تو قوم کو میری زندگی سے کیا فائدہ؟۔

پس ایسی حالت میں اس کی موت بھی جاہلیت کی موت ہے۔ کیونکہ آدمیت کی تین صورتیں ہیں۔ ذہنیت، قول اور حالت عقلی۔ جس میں اس کی زندگی گذرتی اور موت واقع ہوتی ہے۔ جب اس کی ذہنیت جاہلیت کی ہے اور قول بھی جاہلیت کا ہے اور قوم سے الگ ہو کر اس کی طرز زندگی بھی جاہلیت کی ہے تو اس کی موت بھی جاہلیت کی کیوں نہ ہوگی؟۔ ”عليك بهذا فانه دقيق ولطيف جداً“

پس اسی نکتے کو آنحضرت ﷺ سمجھا رہے ہیں کہ جس نے اپنے وقت کے امام یعنی صاحب امر کی معرفت حاصل نہیں کی اور وہ اس کی معیت میں ہو کر حفاظت دین حراست قوم میں لگ کر اپنی جان سے بے پرواہ نہیں ہوا اور وہ اسی حالت میں مر گیا تو سمجھو کہ وہ جاہلیت کی موت مرا۔

۱۔ بنی اسرائیل کی مخالف فوج کے سردار کا۔

قرآن کریم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ بڑوں کی نسبت فرمایا۔ دونوں آیتوں کا حاکم

لا يفقهون (التوبة: ۱۲) کے ساتھ بیٹھ رہیں۔ پھر

فهم لا يعلمون (توبہ: ۱۲) اسی طرح جماعت کی رفقت نہ کی کہ ”بل کا لوگ کہتے ہیں۔ بلکہ بار ان سب آجہاد سے تقدیر و فتاہ میں رہتا ہے۔ اس کی اور انجام بنی سے اندھ پٹلا ہے۔ اگر اسے اپنی حیات کی حاجت نہیں

”ان اللہ شد في النار (مشاورت) امت و گمراہی پر جمع ہو دوزخ میں ڈالا جائے اسی طرح

”ان اللہ وانا حية وایاکا

لنا اليوم بجالوت وجنوده (البقرة: ۲۵۵) انہوں نے دشمن بنی اسرائیل اور اس کے لشکروں سے مقابلہ کرنے کی طاقت

جنگ احد کے ذکر میں منافقوں کی نسبت فرمایا کہ: ”وطائفة من بالله غير الحق ظن الجاهلية يقولون هل لنا من“ (۱۵۴) اور ایک دوسری جماعت تھی جن کو فکر میں ڈال رکھا تھا۔ تھے غیر واقعی یعنی جاہلیت کا گمان کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ کیا اس

بتلا دیا کہ جہاد فی سبیل اللہ سے دل چرانے والے کی ذہنی تراش جاہلیت کا ہے۔

ہے کہ قوم کو موت کے گھاٹ اترتے ہوئے دیکھ کر اپنی جان کی قوت جب ایسا ہے تو وہ جاہل ہے۔ جو نہیں سمجھتا کہ میری زندگی مر گئی تو میں زندہ کیسے رہوں گا اور اگر بالفرض انفرادی حیات کی کیا فائدہ؟

س کی موت بھی جاہلیت کی موت ہے۔ کیونکہ آدمیت کی تین ٹکڑی ہیں۔ جس میں اس کی زندگی گذرتی اور موت واقع ہوتی ہے۔ اور قول بھی جاہلیت کا ہے اور قوم سے الگ ہو کر اس کی طرز سے بھی جاہلیت کی کیوں نہ ہوگی؟ ”عليك بهذا فانه

ﷺ سمجھا رہے ہیں کہ جس نے اپنے وقت کے امام یعنی کی اور وہ اس کی معیت میں ہو کر حفاظت دین حراست قوم نہیں ہوا اور وہ اسی حالت میں مر گیا تو سمجھو کہ وہ جاہلیت کی

ج کے سردار کا۔

قرآن کریم میں اسی جاہلیت کی ذہنیت کو دوسرے مقام پر عدم فتنہ اور فقدان دانش سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ جنگ تبوک کے سفر میں کوتاہ ہمتی دکھانے والے منافقوں اور بہانہ بازوں کی نسبت فرمایا۔

دونوں آیتوں کا حاصل مطلب

”رضوا بان يكونوا مع الخوالف وطبع على قلوبهم فهم لا يفقهون (التوبة: ۸۷)“ وہ اسی بات پر سیر ہو گئے ہیں کہ گھروں میں پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ بیٹھ رہیں۔ پس وہ فقاہت (گہری سمجھ) اور علم (حقیقت شناسی) سے کورے ہیں۔

”رضوا بان يكونوا مع الخوالف وطبع الله على قلوبهم فهم لا يعلمون (توبہ: ۹۳)“

اسی طرح جن لوگوں نے باوجود وعدہ کرنے کے حدیبیہ کے سفر میں آنحضرت ﷺ کی جماعت کی رفاقت نہ کی تھی۔ ان کی نسبت فرمایا کہ:

”بل كانوا لا يفقهون الا قليلا (فتح: ۱۵)“ یعنی حقیقت ویسی نہیں جیسی یہ لوگ کہتے ہیں۔ بلکہ بات یوں ہے کہ یہ لوگ بہت تھوڑی سمجھ رکھتے ہیں۔

ان سب آیات سے واضح اور روشن ہو گیا کہ ضرورت کے وقت جو شخص بغیر عذر کے جہاد سے تقاعد اور کوتاہ ہمتی کرتا ہے اور قوم کو مظالم کے گھاٹ پر دیکھ کر الگ رہتا اور اپنی جان کی فکر میں رہتا ہے۔ اس کی ذہنیت جاہلیت کی ہے۔ وہ فقاہت و علم سے کور، عقل و دانش سے بے بہرہ اور انجام بنی سے اندھا ہے۔ قوم کی موت کے وقت وہ اپنے آپ کو زندہ سمجھتا ہے۔ وہ جہالت کا پتلا ہے۔ اگر اسے اپنے اخوان مسلمین کی عزت و زندگی کی پرواہ نہیں تو اسلام اور مسلمین کو بھی اس کی حیات کی حاجت نہیں۔ اسی معنی میں دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ:

”ان الله لا يجمع امتي على ضلالة ويد الله على الجماعة ومن شد شد في النار (مشکوٰۃ: ص ۳۰، باب الاعتصام بالكتاب والسنة)“ خدائے تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو اکیلا رہے گا۔ وہ اکیلا ہی دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں فرمایا کہ:

”ان الشيطان ذئب الانسان كذئب الغنم ياخذ الشاذة والقاصية واناحية واياكم والشعاب وعليكم بالجماعة والعامه (رواه احمد، مشکوٰۃ

ص ۳۱، باب الاعتصام بالکتاب والسنة) بیشک شیطان انسان کا بھیڑیا ہے۔ مثل بکری کی جو اکیلی اور ریوڑ سے دور رہی ہوئی اور ریوڑ سے ایک جانب ہٹی ہوئی بکری کو پکڑ لے جاتا ہے۔ یعنی اسی طرح شیطان جماعت مسلمین سے الگ رہنے والے انسان کو گمراہی کے نیچے میں گرفتار کر لیتا ہے اور بچو تم کچھ ڈنڈیوں سے (یعنی چھوٹے چھوٹے خود ساختہ رستوں سے بچے رہو اور شاہراہ سنت پر چلے جاؤ) اور لازم پکڑو عام جماعت کو۔

الغرض مذکورہ بالا آیات واحادیث سے دوپہر کے سورج کی طرح روشن ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ مسلمانوں پر اجتماعی زندگی واجب قرار دے رہے ہیں اور چونکہ اجتماع کو منظم رکھنے کے لئے کسی ناظم اور صاحب امر کی ضرورت ہے اور بغیر اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے اجتماع اور نظام کے فوائد حاصل نہیں ہو سکتے۔ لہذا اس کی اطاعت اور بوقت ضرورت اس کی رفاقت بھی واجب ہے اور اس نظام سے الگ رہنے والا اور اسی حالت پر مر جانے والا جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب حدیث میں ”من مات ولم یعرف امام زمانه“ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ: ”ظاہر است کہ اہل جاہلیت اتباع رئیس واحد نداشتند و ہر فرقہ برائے خود رئیس مے کرد (فتاویٰ عزیز یہ جلد دوم ص ۷۷)“ یعنی اہل جاہلیت کسی ایک سردار کے تابع نہ ہوتے تھے۔ بلکہ ہر فرقہ اپنا سردار الگ مقرر کئے رکھتا تھا۔ اسی طرح جو شخص عام جماعت مسلمین سے الگ رہ کر زندگی گزارتا ہے اور اسی حالت پر مر جاتا ہے۔ اس کی موت زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی سی ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھو کہ جس طرح تسبیح میں سو۱۰۰ دانے ایک دھاگے کے اندر منظم و مرتب ہوتے ہیں اور اس دھاگے کے دونوں سروں پر ایک بڑا سادانہ ہوتا ہے۔ اس بڑے دانے کو بھی امام کہتے ہیں کہ وہ سب دانوں کا سر بند ہوتا ہے اور دانوں کو بکھرنے سے روک رکھتا۔ اگر کوئی دانہ اس تسبیح میں سے خارج ہو جائے تو وہ اس تسبیح میں شمار نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ ایسے ہی ضائع ہو جائے گا۔ لیکن ہر دانے اس تسبیح میں منظم ہیں وہ محفوظ رہتے ہیں۔ اسی طرح جو انسان اس صاحب امر امام کی پیروی اور تابعداری کے دورے میں منسلک ہو گیا۔ وہ محفوظ ہو گیا اور اس نے اپنی جان حصار میں کر لی۔ صحیح مسلم کی حدیث مذکورہ میں الفاظ و تقی کے بھی یہی معنی ہیں۔

حاصل یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں امام کے ساتھ رہ کر زندگی بسر کرنے کا حکم کر کے یہ سبق دیا ہے کہ مسلمان اجتماعی زندگی بسر کریں اور الگ الگ ہو کر اپنے آپ کو ضائع نہ

لریں۔ اسی امر کو خدا تعالیٰ نے
”واعتصموا“
مسلمانوں اتم سبل کر اللہ کی رتہ
نظام ملی کی عملی تعلیم

ان لفظی تاکید بلیہ
زندگی کا سبق دیا گیا ہے۔ سب
..... نماز

سچ وقتی نماز میں ج
کا قومی اور مذہبی شعائر سمجھا جا
میں بہت سہولت ہے۔ نہ اگر
کا بار برداشت کرنا پڑتا ہے

امام ومؤذن، چٹائیوں اور در
صوفیانہ نیک نیتی سے جو حقیقہ
کر نماز پڑھنا یا کاری سے
جس کا ہر ایک حکم حکیمانہ اور
اور بغیر عذر کے گھر میں تنہا نہ

صلوة لجار المسجد
نماز مسجد کے ہمسایہ کی مگر مسجد
نیز فرمایا کہ جو لوگ

کر چکا ہوں کہ ان کے گھر
اس کی بھاری

قومی کا عملی سبق ملتا ہے اور
ہیں۔ اس لئے نماز باجماعہ

گویا بتا دیا کہ
کرو گے۔ یہ اسی طرح۔

م بالکتاب والسنة) "بیشک شیطان انسان کا بھیڑیا ہے۔ مثل بکری دور رہی ہوئی اور ریوڑ سے ایک جانب بھٹی ہوئی بکری کو پکڑ لے جاتا، جماعت مسلمین سے الگ رہنے والے انسان کو گمراہی کے نیچے میں ڈنڈیوں سے (یعنی چھوٹے چھوٹے خود ساختہ رستوں سے بچے رہو اور لازم پکڑو عام جماعت کو۔

آیات واحادیث سے دوپہر کے سورج کی طرح روشن ہو گیا کہ اجتماعی زندگی واجب قرار دے رہے ہیں اور چونکہ اجتماع کو منظم صاحب امر کی ضرورت ہے اور بغیر اس کی اطاعت و فرمانبرداری حاصل نہیں ہو سکتے۔ لہذا اس کی اطاعت اور بوقت ضرورت اس اور اس نظام سے الگ رہنے والا اور اسی حالت پر مہر جانے والا

العزیز صاحب حدیث میں "من مات ولم يعرف امامہ، میں کہ: "ظاہر است کہ اہل جاہلیت اتباع رئیس قہ برائے خود رئیس مے کرد (فتاویٰ عزیز یہ جلد دوم) ایک سردار کے تابع نہ ہوتے تھے۔ بلکہ ہر فرقہ اپنا سردار الگ مقرر عام جماعت مسلمین سے الگ رہ کر زندگی گذارتا ہے اور اسی حالت نہ جاہلیت کے لوگوں کی سی ہے۔

تھو کہ جس طرح تسبیح میں سو۱۰۰ ادا نے ایک دھاگے کے اندر منظم گے کے دونوں سروں پر ایک بڑا سادانہ ہوتا ہے۔ اس بڑے دانے دانوں کا سر بند ہوتا ہے اور دانوں کو کھرنے سے روکے رکھتا۔ اگر ہو جائے تو وہ اس تسبیح میں شمار نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ ایسے ہی ضائع ہو میں منظم ہیں وہ محفوظ رہتے ہیں۔ اسی طرح جو انسان اس صاحب کے ذورے میں منسلک ہو گیا۔ وہ محفوظ ہو گیا اور اس نے اپنی جان مذکورہ میں الفاظ و تقی کے بھی یہی معنی ہیں۔

ﷺ نے اس حدیث میں امام کے ساتھ رہ کر زندگی بسر کرنے کا اجتماعی زندگی بسر کریں اور الگ الگ ہو کر اپنے آپ کو ضائع نہ

لریں۔ اسی امر کو خدا تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ:

"واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا (آل عمران: ۱۰۳)" یعنی مسلمانو! تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور تفرقہ اندازی مت کرو۔

نظام ملی کی عملی تعلیم

ان لفظی تاکید بلیغہ کے علاوہ عملی طور پر بھی مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو اجتماعی زندگی کا سبق دیا گیا ہے۔ سب سے پہلے نماز ہے۔

..... نماز

پنج وقتی نماز میں جماعت کی اسی وجہ سے سخت تاکید کی گئی ہے کہ اجتماعی زندگی مسلمانوں کا قومی اور مذہبی شعار سمجھا جائے۔ حالانکہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اپنے مکان کے اندر تنہا نماز پڑھنے میں بہت سہولت ہے۔ نہ اس میں وقت زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ نہ طبیعت پر بوجھ پڑتا ہے نہ مصارف کا بار برداشت کرنا پڑتا ہے کہ ہزاروں روپے لگا کر مسجد تعمیر کرائی پڑیں۔ پھر ان میں روشنی، پانی، امام و مؤذن، چٹائیوں اور دریوں کے روزانہ اخراجات اٹھائے جاتے ہیں اور اگر اسے عامیانہ صوفیانہ نیک نیتی سے جو حقیقت میں نیکی کے رنگ میں شیطانی و موسوسہ ہے۔ دیکھا جائے تو اکیلے ہو کر نماز پڑھنا یا کاری سے دور اور حضور قلب کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ باوجود اس کے شریعت غرانے جس کا ہر ایک حکم حکیمانہ اور پراز مصالح ہے۔ مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھنا واجب قرار دیا اور بغیر عذر کے گھر میں تنہا نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "لا صلوة لجار المسجد الا فی المسجد (سنن دارقطنی ص ۴۲۰ ج ۱)" یعنی نہیں ہوتی نماز مسجد کے ہمسایہ کی مگر مسجد میں۔

نیز فرمایا کہ جو لوگ آذان سن کر جماعت میں حاضر نہیں ہوتے۔ ان کی نسبت میں قصد کر چکا ہوں کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ (متفق علیہ بلوغ المرام)

اس کی بھاری وجہ یہی ہے کہ مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے میں نظام ملی اور مساوات قومی کا عملی سبق ملتا ہے اور چونکہ مسجد میں جا کر نماز ادا کرنے میں حرج اور خرچ ہر دو اٹھانے پڑتے ہیں۔ اس لئے نماز باجماعت کا ثواب بچپس یا ستائیس درجے زیادہ رکھا ہے۔ (بلوغ المرام)

گویا بتا دیا کہ تم خدا کی راہ میں جس قدر محنت اٹھاؤ گے۔ اسی قدر اجر بھی حاصل کرو گے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا تھا کہ تجھے

تیرے حج کا اتنا ہی ثواب ملے گا۔ جتنا تو اس میں خرچ کرے گی اور جتنی مشقت اٹھائے گی۔

(صحیح بخاری)

الغرض اہل محلہ کے لئے دن میں پانچ بار اجتماعی زندگی کا عملی سبق ہے۔ اسی نقطہ خیال سے ہر محلہ میں مسجد بنا۔ نے کا حکم کیا گیا ہے۔ (بلوغ المرام بروایت عائشہ)

۲..... جمعہ

پھر اس کے بعد اجتماعی زندگی کا عملی سبق جمعہ کے قائم کرنے سے بھی کر دیا ہے کہ ہفتہ میں ایک دفعہ یعنی جمعہ کے دن اہل شہر یا کئی محلے ل کر وہاں کی بڑی مسجد میں نماز جمعہ ادا کریں تاکہ سارے شہر یا اکثر حصہ شہر کی اجتماعی زندگی کے مظاہرے سے مسلمانوں کی شان و شوکت دوبالا ہو اور اس اجتماع عظیم سے ان کے دلوں میں حرکت و زندگی پیدا ہو اور وہ خطبہ سے اپنی گزشتہ فروگذاشتوں پر متنبہ ہو سکیں اور آئندہ ہفتہ کا عملی پروگرام بھی سمجھ لیں۔

۳..... عیدین

ہفتہ وارا اجتماع کے بعد عیدین کے دو اجتماع ہیں کہ سال میں دو دفعہ یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن تمام شہر کے افراد مسلمین اجتماعی حیثیت سے دربار خداوندی میں یعنی عید گاہ میں جو شہر سے باہر ہو حاضر ہو کر اجتماعی زندگی کا مظاہرہ کریں۔ زیب و زینت اور عمدہ پوشاک میں نکلتے ہوئے تکبیریں پکارتے جائیں اور جس راستے سے عید گاہ میں جائیں اس سے دوسرے راستے سے واپس آجائیں۔ تاکہ ہر طرف کے لوگوں کے لئے اس اسلامی جلوس کا نظارہ موثر ہو سکے۔

۴..... حج

پھر اس کے بعد ایک چوتھا منظر بھی ہے۔ جس میں سارا شہر نہیں ملک کے ایک دو شہر نہیں دنیا کے ایک دو ملک نہیں بلکہ دنیا جہاں کے تمام ممالک کے اہل استطاعت مسلمین مرکز اسلام یعنی مکہ شریف میں جمع ہوں۔ جس کو اجتماعی زندگی اور قومی حیات کے ابھارنے میں بہت زیادہ دخل ہے۔ یعنی حج بیت اللہ کہ اس میں تمام دنیا کے مسلمان نمائندے جمع ہو کر اجتماعی زندگی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور وہاں مرکز اسلام میں جو قیامت تک خطرات سے محفوظ رکھا گیا ہے۔ ہر شخص اپنے دوسرے بھائی سے ملاقات کر کے انس و محبت کا تعلق قائم کرنے اور تبادلہ خیالات کرنے اور ایک دوسرے کے حالات سے اطلاع پالینے کا موقع پاسکتا ہے۔

واقعی اسلام اور مسلمین کی شان حج ہی کے موقع پر نظر آ سکتی ہے کہ تمام مسلمان حاضرین خواہ کسی ملک اور کسی نسل و قوم اور کسی زبان اور کسی رنگ و حلیہ کے ہوں ایک ہی لباس

(احرام کی دو چادروں) میں

لبيك اللهم لبيك (خداوند)

نکتہ: حج کے اجتماع

کرنے کی حکمت کی نسبت خانہ

لوگ پیدل چل کر اور سوار یوں

آنکھوں سے دیکھ لیں۔

۵..... زکوٰۃ

اسلام کے پانچ عبادات

قومی نظام اور اجتماعی زندگی کا

ہیں۔ چنانچہ اس کو مصارف کی

”انما الصدقات

قلوبہم وفی الرقائد

اللہ واللہ علیہم حکیم

مسکینوں کے لئے ہیں اور ان

تالیف قلوب مطلوب ہے اور

قرض ادا کرنے میں اور خدا

کے مقرر کردہ حصے ہیں اور ان

بتائے گئے ہیں۔ یہ آٹھوں

اول: وہ جن

مساکین، ابناء سبیل اور مقرر

مسلمان بھائیوں کو ذلیل

ہو سکتا ہے کہ کوئی امیر قوم

دین اسلام سے مرتد ہو جا

دیکھ رہے ہیں۔

نکتہ: مخالفین

سے اس امر کو بیان کیا ہے

۔ چنانچہ تو اس میں خرچ کرے گی اور جتنی مشقت اٹھائے گی۔

(صحیح بخاری)

لئے دن میں پانچ بار اجتماعی زندگی کا عملی سبق ہے۔ اسی نقطہ خیال (بلوغ المرام بروایت عائشہؓ)

دن کی زندگی کا عملی سبق جمعہ کے قائم کرنے سے بھی کر دیا ہے کہ ہفتہ شہر یا کئی محلے کروہاں کی بڑی مسجد میں نماز جمعہ ادا کریں تاکہ دن کی زندگی کے مظاہرے سے مسلمانوں کی شان و شوکت دوبالا ہو دلوں میں حرکت و زندگی پیدا ہو اور وہ خطبہ سے اپنی گزشتہ ہفتہ کا عملی پروگرام بھی سمجھ لیں۔

عیدین کے دو اجتماع ہیں کہ سال میں دو دفعہ یعنی عید الفطر اور عیدین اجتماعی حیثیت سے دربار خداوندی میں یعنی عید گاہ میں جو شہر کی کا مظاہرہ کریں۔ زیب و زینت اور عمدہ پوشاک میں نکلتے جس راستے سے عید گاہ میں جائیں اس سے دوسرے راستے سے لوگوں کے لئے اس اسلامی جلوس کا نظارہ موثر ہو سکے۔

وہاں منظر بھی ہے۔ جس میں سارا شہر نہیں ملک کے ایک دو شہر نہ دنیا جہاں کے تمام ممالک کے اہل استطاعت مسلمین مرکز۔ جس کو اجتماعی زندگی اور قومی حیات کے ابھرنے میں بہت اس میں تمام دنیا کے مسلمان نمائندے جمع ہو کر اجتماعی زندگی کا سلام میں جو قیامت تک خطرات سے محفوظ رکھا گیا ہے۔ ہر شخص کے انس و محبت کا تعلق قائم کرنے اور تبادلہ خیالات کرنے اور ع پالینے کا موقع پائے۔

کی شان جج ہی کے موقع پر نظر آ سکتی ہے کہ تمام مسلمان قوم اور کسی زبان اور کسی رنگ و حلیہ کے ہوں ایک ہی لباس

(احرام کی دو چادروں) میں ملبوس اور ایک ہی انداز اور ایک ہی حالت میں ہو کر ایک ہی نعرہ اللہم لبیک اللہم لبیک (خداوند! میں تیری جناب میں حاضر ہوں) سب کی زبان پر ہوتا ہے۔ نکتہ: حج کے اجتماع عظیم کو خدا تعالیٰ نے تصور و خیال پر نہیں رکھا۔ بلکہ اسے عملی طور پر ادا کرنے کی حکمت کی نسبت خاص الفاظ میں فرمایا کہ: ”لیشهدوا منافع لهم (حج: ۲۸)“ یعنی لوگ پیدل چل کر اور سواریوں پر ہو کر حج کو آویں۔ تاکہ وہ اس جگہ اپنے دینی اور دنیوی منافع کو آنکھوں سے دیکھ لیں۔

۵..... زکوٰۃ

اسلام کے پانچ عملی ستونوں میں سے ایک ستون زکوٰۃ بھی ہے۔ اس میں بھی ایک پہلو قومی نظام اور اجتماعی زندگی کا ہے کہ اس کے مصارف سے اجتماعی زندگی کی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں۔ چنانچہ اس کو مصارف کی نسبت فرمایا کہ:

”انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم (توبہ: ۶۰)“ سوائے اس کے نہیں کہ صدقات (زکوٰۃ) محتاجوں اور مسکینوں کے لئے ہیں اور ان کے لئے جو ان کی تحصیل پر عامل مقرر ہیں اور ان کے لئے جن کی تالیف قلوب مطلوب ہے اور (غلاموں کی) گردنوں (کے آزاد کرنے) میں اور مقررہ وضوؤں کے قرض ادا کرنے میں اور خدا کی راہ میں اور مسافروں کی حاجت روائی میں خرچ کئے جائیں۔ خدا کے مقرر کردہ حصے ہیں اور اللہ علم والا حکمت والا ہے۔ اس آیت جامعہ میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بتائے گئے ہیں۔ یہ آٹھوں مصارف تین قسم پر منقسم ہو سکتے ہیں۔

اول: وہ جن کی ذاتی مصلحت میں مال زکوٰۃ دیا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں۔ فقراء، مساکین، ابناء سبیل اور متروض۔ ان کی حاجات میں مال خرچ کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو ذلیل ہونے اور تلف ہونے سے بچایا جائے۔ نیز ان کے متعلق یہ اندیشہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی امیر قوم ان کو مالی طمع دے کر اپنی طرف کھینچ چاہے تو وہ شدت حاجت کی وجہ سے دین اسلام سے مرتد ہو جائیں۔ جیسا کہ ہم اپنے ملک میں اس زمانہ میں عیسائیوں کی ہمت و سعی دیکھ رہے ہیں۔

نکتہ: مخالفین اسلام کی اس کوشش میں رکھ کر آیات ذیل کو دیکھو کہ کس قدر وضاحت سے اس امر کو بیان کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ:

”وَد كَثِيرٍ مِّنْ اَهْلِ الْكُتُبِ لَوْ يَرُوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كِفَارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهِ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تَقْدُمُوا لَ اَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (بقرہ: ۱۷۹، ۱۸۰)“

اہل کتب میں سے بہت لوگ دلی آرزو رکھتے ہیں کہ کاش وہ تم (مسلمانوں) کو تمہارے ایمان لے آنے کے بعد کافر کر کے مرتد بنادیں۔ (اور یہ کوشش) حسد کے روئے (کرتے ہیں) اپنے نفسوں کے پاس سے بعد اس کے کہ ان پر حق واضح ہو چکا ہے۔ پس تم (اے مسلمانو! سردست) عفو و درگزر سے کام لو۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ اپنا جہادِ حکم کرے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور تم جو کچھ بھی نیکی کی جنس میں سے اپنے نفسوں کے لئے آگے بھیجو گے اسے خدا کے پاس (جزاء کی صورت میں موجود پاؤ گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھنے والا ہے۔)

اس آیت میں صاف فرمادیا کہ بہت سے اہل کتاب مشنری لے تم کو دین اسلام سے مرتد کرنے کی آرزو رکھتے ہیں اور تمہاری روز افزوں ترقی اور کثرت پر حسد کھا رہے ہیں۔ سو تم ان کی اس سعی کے مقابلہ میں سردست ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ بلکہ خدا کے حکم (جہاد) کے منتظر رہو اور سردست نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ کے ادا کرنے پر کار بند رہو۔

اس مقام پر خدا تعالیٰ نے مخالفین کی مادی و مالی کوشش کے جواب میں مسلمانوں کو ایک تو روحانی علاج بتایا ہے اور دوسرا مالی۔ روحانی تو نماز ہے اور مالی زکوٰۃ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مخالفین مسلمانوں کو دو طرح پر دین سے پھیرنا چاہتے ہیں۔ اول کتابوں کی اشاعت اور مناظرات اور جسوس کی تقریروں سے کہ ان میں شبہات و مغالطات و اعتراضات ذکر کئے جاتے ہیں۔ دوم مالی منافع و ملازمت وغیرہ کا طمع دے کر سو علمی شبہات و مغالطات و اعتراضات کے جواب میں نماز کا حکم فرمایا۔ کیونکہ اول تو جو نماز سنت کے مطابق پڑھی جائے اس سے روحانی قوت حاصل ہوتی ہے اور دل میں خدا کا نور اور حلاوت ذکر پیدا ہوتی ہے۔ اور شبہات پیدا نہیں ہو سکتے۔

۱۔ اہل کتاب کا اسلامی مفہوم یہود و نصاریٰ ہیں۔ عرب میں یہی لوگ تھے ہمارے ملک میں آریہ لوگ بھی اپنی کتاب وید کی نسبت الہامی ہونے کے مدعی ہیں اور مسلمانوں کو مرتد کرنے میں ان کی کوشش عیسائی مشنریوں سے کم نہیں ہیں۔ پس مسلمانوں کو ان سب دشمنان دین و مسلمین کے مساعی سے غافل نہیں رہنا چاہئے

دوم: یہ کہ نماز کے میں شامل ہونے سے ان شبہ اور مالی منافع و فتنہ اور مقروضوں کی خود کرتے کا موقع نہ پاسکیں۔ معاذ بن جبلؓ کو یمن کا عامل تھا۔ یہ حکم بھی لکھ کر دیا تھا۔ ”ان اللہ قد وترد علی فقرائهم (ب) ص ۱۶۵، کتاب الزکوٰۃ ہے۔ جو مسلمان اغنیاء سے ملی خوشگلی سے محفوظ رکھنے کا دوسری قسم جن ذکر کیا جو مال زکوٰۃ کے وصول اور ان کو مدح و فخر میں اس بیت المال کی معموری پر مہم میں شمار ہو سکتے ہیں۔ دیگر لوگ اس میں ہیں۔ جو حفاظت اسلام میں ہتھیاروں اور گھوڑوں اور خدمتین میں شامل ہے۔ چنانچہ ”واعد والہ اللہ وعد وکم و آخرید فی سبیل اللہ یوف مقابلہ کے لئے جو کچھ کر سکے خدا کے دشمنوں کو اور اپنے

اهل الكتب لو يردونكم من بعد ايمانكم كفاراً حسداً
 يد ماتبين لهم الحق فاعفوا واصفحوا حتى يأتي الله
 ثى قدیر واقیموا الصلوة واتوا الزکوة وما تقدموا لا
 یسبغ الله ان الله بما تعملون بصیر (بقرہ: ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱)“
 لی آرزو رکھتے ہیں کہ کاش وہ تم (مسلمانوں) کو تمہارے ایمان
 بد بنادیں۔ (اور یہ کوشش) حسد کے روئے (کرتے ہیں) اپنے
 کے کہ ان پر حق واضح ہو چکا ہے۔ پس تم (اے مسلمانو! سر دست)
 اتعالیٰ اپنا جہادی حکم کرے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور
 اپنے نفسوں کے لئے آگے بھیجے گا اسے خدا کے پاس (جزاء کی)
 اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھنے والا ہے۔)

فرمادیا کہ بہت سے اہل کتاب مشنری لے تم کو دین اسلام سے
 رہنمائی روز افزوں ترقی اور کثرت پر حسد کھا رہے ہیں۔ سو تم ان
 بات ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ بلکہ خدا کے حکم (جہاد) کے منتظر رہو اور سر دست
 واکر نے پرکار بند رہو۔

نے مخالفین کی مادی و مالی کوشش کے جواب میں مسلمانوں کو ایک
 مالی۔ روحانی تو نماز ہے اور مالی زکوٰۃ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ
 سے پھیرنا چاہتے ہیں۔ اول کتابوں کی اشاعت اور مناظرات
 میں شبہات و مغالطات و اعتراضات ذکر کئے جاتے ہیں۔ دوم
 کے کرسو علمی شبہات و مغالطات و اعتراضات کے جواب میں
 ماز سنت کے مطابق پڑھی جائے اس سے روحانی قوت حاصل
 ملاوت ذکر پیدا ہوتی ہے۔ اور شبہات پیدا نہیں ہو سکتے۔

مفہوم یہود و نصاریٰ ہیں۔ عرب میں یہی لوگ تھے ہمارے ملک
 کی نسبت الہامی ہونے کے مدعی ہیں اور مسلمانوں کو مرتد کرنے
 سے کم نہیں ہیں۔ پس مسلمانوں کو ان سب دشمنان دین و مسلمین

دوم: یہ کہ نماز کی وجہ سے نمازی صحبت علما، میں حاضر رہتا ہے اور جمعہ اور مجالس وعظ
 میں شامل ہونے سے ان شبہات کو دور کر سکتا ہے۔

اور مالی منفع کے لالچ کے جواب میں زکوٰۃ کا حکم فرمایا کہ جب ہم اپنے مساکین
 و فقرا، اور مقررہ ضموں کی خود دنگیری کریں گے تو مخالفین ان کو اس وجہ سے دین اسلام سے برگشتہ
 کرنے کا موقع نہ پاسکیں گے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اس حکمانہ میں جو آپ نے حضرت
 معاذ بن جبل کو یمن کا عامل مقرر کرنے کے وقت ان کو زکوٰۃ کے دستور العمل کی نسبت لکھوا کر دیا
 تھا۔ یہ حکم بھی لکھ کر دیا تھا۔

”ان الله قد افترض عليهم صدقة في اموالهم توخذ من اغنياهم
 وترد على فقرائهم (بخاری ج ۱ ص ۲۰۳، باب اخذ الصدقة من الاغنياء، بلوغ المرام
 ص ۱۶۵، کتاب الزکوٰۃ)“ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی
 ہے۔ جو مسلمان اغنیاء سے لی جائے اور مسلمان فقراء کو دی جائے۔ غرض اس دنگیری میں بھی نظام
 ملی کو خشکی سے محفوظ رکھنے کا ایک پہلے ہے۔ علیک بھذا فانہ لطیف جداً

دوسری قسم جن پر مال زکوٰۃ خرچ کیا جاتا ہے۔ محافظین ہیں اور اس قسم میں عاملین کا
 ذکر کیا جو مال زکوٰۃ کے وصول اور جمع کرنے پر مقرر ہوں کہ ان کو اسی فنڈ میں سے تنخواہ دی جائے
 اور ان کو مد محافظین میں اس لئے شمار کیا گیا ہے کہ بیت المال کی معموری ان کی کوشش سے ہوگی اور
 بیت المال کی معموری پر مہمات ملکی اور ضروریات ملی کا انحصار ہے۔ پس یہ لوگ محافظین اسلام کی مد
 میں شمار ہو سکتے ہیں۔

دیگر لوگ اس قسم میں مجاہدین ہیں۔ جو قرآن شریف کے لفظ فی سبیل اللہ میں داخل
 ہیں۔ جو حفاظت اسلام میں سب سے اول نمبر پر ہیں۔ ان کی ذات پر ان کے عیال پر ان کے جنگی
 ہتھیاروں اور گھوڑوں اور خوراک کی بہم رسانی پر جو کچھ بھی خرچ کیا جائے وہ سب کچھ حفاظت دین
 متین میں شامل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جنگی گھوڑوں اور آلات جہاد کی نسبت فرماتا ہے۔

”واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون عدو
 الله وعدوكم وآخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم وما تنفقوا من شيء
 في سبيل الله يوف اليكم وانتم لا تظلمون (انفال: ۶۰)“ مسلمانو! تم ان کفار کے
 مقابلہ کے لئے جو کچھ کر سکو تیار رکھو۔ قوت سے اور گھوڑوں کے رسالے سے ڈراؤ گے۔ تم اس سے
 خدا کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اور ان کے سوا دیگروں کو بھی جن کو تم اس وقت نہیں جانتے۔

لیکن خدا ان کو جانتا ہے اور تم جو کچھ بھی خدا کی راہ میں خرچ کرو گے تم کو اس کا (ثواب) پورا پورا دیا جائے گا اور تم کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔

اس آیت سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ گھوڑوں کے رسالے اور آلات جہاد کا ہر وقت موجود رہنا مسلمانوں پر لازم ہے اور یہ بھی کہ اس میں اسلام کی شوکت کا ظہور ہے اور اس سے مخالفین پر اسلامی سلطنت کی دھماک پڑتی ہے اور یہ بھی کہ اس مد میں جو کچھ بھی تھوڑا یا بہت خرچ کیا جائے وہ عاقبت میں موجب اجر و ثواب ہے۔

نیز آنحضرت ﷺ نے مازیوں کے مال اور ان کے اہل و عیال کی نگہداشت و خبر گیری اور ان کی ضروریات جہاد میں اعانت کرنے والوں کی نسبت فرمایا۔

”من جہز غازیاً فی سبیل اللہ فقد غزا ومن خلفہ فی اہلہ بخیر فقد غزا“ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۳۷، باب فضل اعانت المغازی فی سبیل اللہ) ”جس نے خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے و سامان دیا۔ تو اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے مجاہد کے گھر میں نیکی کے ساتھ اس کی خلافت و نیابت کی اس نے بھی جہاد کیا۔

”حرمة نساء المجاہدین علی القاعدین کحرمة امہاتہم“ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۳۸، باب حرمة نساء المجاہدین) ”مجاہدین کی بیویوں کی حرمت گھر میں بیٹھنے والوں پر ان کی ماؤں کی طرح ہے۔

تیسری قسم میں مؤلفۃ القلوب ہیں۔ یعنی لوگ کہ مالی امداد سے ان کی تالیف قلوب کر کے اسلام اور قوم مسلمین کو قوت کو مضبوط کیا جائے اور فتنوں سے بچایا جائے۔ اس کئی صورتیں ہیں۔ ایک یہ مسلمان ضعیف الاعتقاد ہو اور وہ مالی امداد پا کر مسلمانوں سے مانوس رہے اور اس کا اعتقاد بوجہ مسلمانوں کی اخلاقی ہمت و ہمدردی کے پختہ ہو جائے۔ دوم یہ کہ کوئی شخص داخل اسلام تو نہ ہو۔ لیکن اسلام اور مسلمانوں سے انس رکھتا ہو۔ مگر دنیا کے بعض منافع اسے قبول اسلام سے روکتے ہوں۔ تو مال سے اس کی تالیف کر کے اس کو اسلام کا حلقہ بگوش کر لیا جائے۔

سوم: یہ کہ کوئی غیر مسلم چال باز اور صاحب اثر ہو۔ اس کی عیاری کی وجہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچ سکتا ہو۔ یا اس کے اثر سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہو۔ تو اس کے نقصان کو روکنے کے لئے فائدہ حاصل کرنے کے لئے اس سے مالی سلوک کیا جائے۔

تنبیہ: اس عاجز کی عمر کا اکثر حصہ تبلیغی خدمات دینیہ میں گزرا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا

کہ کتنے ہزار غیر مسلم اس عاجز کے بہت مؤثر پایا ہے۔

اگر مسلمان اپنے اخراج مروجہ کے چندوں کی ضرورت نہ رہے عاجز کی آواز میں اثر رکھتا ہے کہ کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ ان سب اقسام اور اسے مسلمین کی خدمت اور خیر خواہی کے الغرض زکوٰۃ اسلام میں

۲..... تقرر امام

تفصیل بالا گویا مل اجتماعی زندگی بتائی جائے۔ تو میں الا باللہ!

جب تفصیل بالا سے

ملاحظہ ہے۔ تو اب سمجھنا چاہئے کہ اس کے لئے کسی نظام کی اور اس کی ضرورت ہے۔ جس کے ہاتھ میں کوئی نافرذ کر کے اندرونی طور پر تو اسلامیہ کو غیروں کی دستبرد سے حضرت شاہ ولی اللہ کی تعریف یوں کی ہے۔

”ہی الریاسۃ الدینیۃ واقامۃ ارکان الجیوش والفرض ل

کچھ بھی خدا کی راہ میں خرچ کرو گے تم کو اس کا (ثواب) پورا پورا دیا جائے گا۔

صاف معلوم ہو گیا کہ گھوڑوں کے رسالے اور آلات جہاد کا ہر زم بے اور یہ بھی کہ اس میں اسلام کی شوکت کا ظہور ہے اور اس وحاک پڑتی ہے اور یہ بھی کہ اس مد میں جو کچھ بھی تھوڑا یا بہت خرچ ہوا ثواب ہے۔

نے غازیوں کے مال اور ان کے اہل و عیال کی نگہداشت و خبر گیری منت کرنے والوں کی نسبت فرمایا۔

یا فی سبیل اللہ فقد غزا ومن خلفه فی اہله بخیر ص ۹۳۷، باب فضل اعانت المغازی فی سبیل اللہ (جس نے نو سامان دیا۔ تو اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے مجاہد کے گھر نیابت کی اس نے بھی جہاد کیا۔

مجاہدین علی القاعدین کحرمة امہاتہم (صحیح نساء المجاہدین) ”مجاہدین کی بیویوں کی حرمت گھر میں بیٹھنے

قلوب ہیں۔ یعنی لوگ کہ مالی امداد سے ان کی تالیف قلوب کر مضبوط کیا جائے اور فتنوں سے بچایا جائے۔ اس کئی صورتیں اور ہو اور وہ مالی امداد یا کر مسلمانوں سے مانوس رہے اور اس کا وہ ہمدردی کے پختہ ہو جائے۔ دوم یہ کہ کوئی شخص داخل اسلام تو ہے اس رکھتا ہو۔ مگر دنیا کے بعض منافع اسے قبول اسلام سے کر کے اس کو اسلام کا حلقہ بگوش کر دیا جائے۔

پال باز اور صاحب اثر ہو۔ اس کی عیاری کی وجہ سے مسلمانوں سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہو۔ تو اس کے نقصان کو روکنے اس سے مالی سلوک کیا جائے۔

اکثر حصہ تبلیغی خدمات دینیہ میں گزرا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا

کہ سکتے ہزار غیر مسلم اس عاجز کے ہاتھ پر اسلام لایچکے ہیں۔ میں نے تبلیغ میں مدد مولفۃ القلوب کو بہت مؤثر پایا ہے۔

اگر مسلمان اپنے اخراجات باقاعدہ رکھیں اور زکوٰۃ و صدقات کو با نظام جمع کریں تو روز مرہ کے چندوں کی ضرورت نہ رہے اور سب کام باقاعدہ چلتے رہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس عاجز کی آواز میں اثر رکھا ہے کہ ضرورت کے وقت سینکڑوں روپے خدمات دینیہ کے لئے جمع کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔

ان سب اقدام اور سب امور میں آپ غور کریں کہ ان سب میں خالص اسلام اور مسلمان کی خدمت اور خیر خواہی ہے۔

الغرض زکوٰۃ اسلام میں نظام قومی کو مضبوط کرنے کا ایک عظیم اور قومی ذریعہ ہے۔

واللہ ولی التوفیق!

۲..... تقرر امام

تفصیل بالا کو طویل ہو گئی ہے۔ لیکن جب مقصود یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں اجتماعی زندگی بتائی جائے۔ تو میں نے اپنے آپ کو تفصیل سے روکنا نہیں چاہا۔ وما توفیقی الا باللہ!

جب تفصیل بالا سے آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ اسلام میں اجتماعی زندگی خاص طور پر ملحوظ ہے۔ تو اب سمجھنا چاہئے کہ اجتماع کے فوائد خود اس امر کے مقتضی ہیں کہ ان کے حاصل کرنے کے لئے کسی نظام کی اور اس کو درست رکھنے کے لئے ایک ناظم و سر دار یا صاحب امر کی بھی ضرورت ہے۔ جس کے ہاتھ میں اس نظام کی باگ ڈور ہو اور وہ اپنی قوت و تدبیر سے احکام شرعیہ کو نافذ کر کے اندرونی طور پر تو مسلمانوں میں نظام قائم رکھ سکے اور بیرونی طور پر ان کو اور ممالک اسلامیہ کو غیروں کی دستبرد سے بچا سکے۔

حضرت شاہ ولی اللہ (قدس سرہ) نے اپنی بے نظیر کتاب ازالۃ الخفاء میں خلافت کبریٰ کی تعریف یوں کی ہے۔

”ہی الریاسة العامة فی التصدی لا قامة الدین باحیاء العلوم الدینیة واقامة اركان الاسلام والقیام بالجهاد وما يتعلق به من ترتیب الجیوش والفرض للمقاتلة واعطائهم من الفی والقیام بالقضاء واقامة

الحدود ورفع المظالم والامر بالمعروف والنهي عن المنكر نيابة عن النبي ﷺ (ازالة الخفاء ج ۱ ص ۱۳) "خلافت نام ہے عام سرداری کا۔ جو دین کے قائم کرنے کے لئے علوم دینیہ کے زندہ رکھنے سے اور ارکان اسلام کے قائم کرنے سے اور جہاد اور اس کے متعلقات کے قائم کرنے سے یعنی لشکروں کے ترتیب دینے اور غازیوں کے حصے مقرر کرنے اور ان کو فئے میں سے عطاء کرنے سے اور قضاء کو قائم کرنے اور حدود شرعیہ کے قائم کرنے اور مظالم کے دور کرنے اور نیکیوں کا حکم کرنے اور برائیوں سے منع کرنے سے آ حضرت ﷺ کی نیابت میں۔

اس تعریف میں جس قدر امور ذکر کئے گئے ہیں۔ ان پر حضرت شاہ صاحبؒ نے خود سیرکن بحث کی ہے اور ان قیود کے فوائد بتائے ہیں۔ ہم مضمون کی طوالت سے نہ ڈرتے ہوئے چاہتے ہیں کہ ان تشریحات کا ترجمہ بطور حاصل مطلب یہاں بیان کر دیں۔ کیونکہ اس ملک میں ہمارے زمانے میں جتنے بھی مدعیان خلافت ہیں ان کی امامت کا خاتمہ اسی ترجمہ سے ہو جائے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کا انداز بیان محتاج تعریف نہیں ہے۔ آپ کے علم کی ثقاہت اور دماغ کی فقاہت اور بیان کے وقت نبی تائید اور شرح صدر مسلم کل ہے۔ لہذا ہمارے ناظرین و سامعین حضرت شاہ صاحب کے ان کمالات کو مد نظر رکھ کر ذیل کی سطروں کو پڑھیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: "اس تعریف کی تفصیل یوں ہے کہ ملت محمدیہ ﷺ سے قطعی طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے تو آپ نے عام مطلق اللہ (کی ہدایت) کے لئے لوگوں سے معاملات بھی کئے اور تصرفات (احکام و مناسبات) بھی فرمائے اور ہر معاملہ کے لئے اپنے نائب بھی مقرر فرمائے اور ہر معاملہ میں نہایت درجہ کا اہتمام ملحوظ رکھا۔ جب ہم ان معاملات کی جستجو اور پڑتال کریں اور جزئیات سے کلیات اور ان کلیات سے ایک کلی کی طرف جو سب پر شامل ہوا انتقال کریں تو اس کی جنس اعلیٰ اقامت دین ہوگی۔ جو سب کلیات کی متضمن ہے اور اس کے تحت دیگر جنسیں ہیں۔ ایک ان میں سے علوم دینیہ کا زندہ کرنا ہے۔ جو قرآن و حدیث اور تذکرہ و معظمت ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ: "هو الذي بعث في الاميين" یعنی خداوند تعالیٰ وہ ذات پاک ہے جس نے برپا کیا۔ امی لوگوں میں ایک (عظیم الشان) رسول انہی میں سے جو پڑھتا ہے۔ ان پر آیتیں اس کی (قرآن) اور پاک کرتا ہے۔ ان کو اور سکھاتا ہے۔ ان کو کتاب (قرآن) اور حکمت (طریق عمل یعنی اپنی سنت) اور یہ بھی عام طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ

آنحضرت ﷺ صحابہ کی تذکرہ کو قائم کرتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی کی جماعت میں امامت بنام و صولی بھی کرتے تھے اور اہل بھی کرتے تھے اور اسی طرح کے بعد روزے اور افطار کا حکم میں جبکہ آپ کی تشریف برآ کو بھیج دیا کہ وہ حج قائم آنحضرت ﷺ کا جہاد کو قائم کا فصل خصوصیات کرنا اور اس کرنا اور امر بالمعروف اور نہیں ہیں۔ لیکن جب آنحضرت سے جو اوپر مذکور ہوئی۔ وہ جو اس امر میں نہایت در۔ حالات سے اطلاع رکھے اور وہ شخص آنحضرت ﷺ ریاست عامہ سے خارج کے قاضی اور لشکروں کے میں وعظ تذکرہ خلافت کا مامور (جسے امیر کی اجازت قامة الدين سے وہ شخص شرعی وجہ کے سوالگوں کے اور لفظ تصدی سے ہو اور اپنے اہل زمانہ۔ سرزد نہ ہوتا ہو۔ پس پو

م والامر بالمعروف والنہی عن المنکر نیابة عن
۱۲ ص ۱۳) "خلافت نام ہے عام سرداری کا۔ جو دین کے قائم
ندہ رکھنے سے اور ارکان اسلام کے قائم کرنے سے اور جہاد اور
سے یعنی لشکروں کے ترتیب دینے اور غازیوں کے حصے مقرر
بطاء کرنے سے اور قضاء کو قائم کرنے اور حدود شرعیہ کے قائم
کرنے اور نیکیوں کا حکم کرنے اور برائیوں سے منع کرنے سے

مذکور امور ذکر کئے گئے ہیں۔ ان پر حضرت شاہ صاحبؒ نے خود
نو اند بتائے ہیں۔ ہم مضمون کی طوالت سے نہ ڈرتے ہوئے
بہ طور حاصل مطلب یہاں بیان کر دیں۔ کیونکہ اس ملک میں
خلافت ہیں ان کی امامت کا خاتمہ اسی ترجمہ سے ہو جائے گا۔
نتائج تعریف نہیں ہے۔ آپ کے علم کی شہادت اور دماغ کی
بر اور شرح صدر مسلم کل ہے۔ لہذا ہمارے ناظرین و سامعین
کو مد نظر رکھ کر ذیل کی سطروں کو پڑھیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ
س ل یوں ہے کہ ملت محمدیہ ﷺ سے قطعی طور پر معوم ہو چکا ہے
تو آپؐ نے عام خلق اللہ (کی ہدایت) کے لئے لوگوں سے
ومنای) بھی فرمائے اور ہر معاملہ کے لئے اپنے نائب بھی
درجہ کا اہتمام ملحوظ رکھا۔ جب ہم ان معاملات کی جستجو اور
ران کلیات سے ایک گلی کی طرف جو سب پر شامل ہوا انتقال
ہوگی۔ جو سب کلیات کی متضمن ہے اور اس کے تحت دیگر
یہ کا زندہ کرنا ہے۔ جو قرآن و حدیث اور تذکرہ و موعظت
الذی بعث فی الامیین "یعنی خداوند تعالیٰ وہ ذات
پا میں ایک (عظیم الشان) رسول انہی میں سے جو پڑھتا
اور پاک کرتا ہے۔ ان کو اور سکھاتا ہے۔ ان کو کتاب
اپنی سنت) اور یہ بھی عام طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ

آنحضرت ﷺ صحابہؓ کی تذکیر و موعظت میں بہت کوشش کرتے تھے اور دوسری جنس ارکان اسلام
کو قائم کرتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی عام طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ آپؐ جمعوں اور عیدوں اور عام نمازوں
کی جماعت میں امامت بنفس نفیس کراتے تھے اور محلوں میں امام بھی مقرر کرتے تھے اور زکوٰۃ کی
وصولی بھی کرتے تھے اور اسے مصارف میں خرچ بھی کرتے تھے اور اس امر کے لئے عمال کو مقرر
بھی کرتے تھے اور اسی طرح ہلال رمضان اور ہلال عید کی شہادت بھی سنتے تھے اور ثبوت شہادت
کے بعد روزے اور افطار کا حکم بھی صادر فرماتے تھے اور حج کو بھی آپؐ نے خود قائم کیا اور نویں سال
میں جبکہ آپؐ کی تشریف بر آری مکہ شریف میں متحقق نہ ہو سکی تو آپؐ نے حضرت ابو بکر صدیق
کو بھیج دیا کہ وہ حج قائم کریں۔ (یعنی حضرت ابو بکر صدیق کو امیر حج مقرر کر کے بھیجا۔
آنحضرت ﷺ کا جہاد کو قائم کرنا اور لشکروں کے امیر مقرر کرنا اور لشکروں کو جہاد پر) بھیجنا اور آپؐ
کا فصل خصومات کرنا اور اس کے لئے اسلامی شہروں میں قاضیوں کو مقرر کرنا اور حدود شرعیہ کو قائم
کرنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کرنا ایسے مشہور امور ہیں کہ کسی تنبیہ یا تشریح کے محتاج
نہیں ہیں۔ لیکن جب آنحضرت ﷺ رفیق اعلیٰ میں انتقال فرما گئے تو دین کا قائم کرنا اسی تفصیل
سے جو اوپر مذکور ہوئی۔ واجب ہوا اور دین کا قائم کرنا موقوف ہوا ایک ایسے شخص کے مقرر کرنے پر
جو اس امر میں نہایت درجہ کا اہتمام کرے اور آفاق و اطراف میں اپنے نائبین کو بھیجے اور ان کے
حالات سے اطلاع رکھے اور وہ اس امر سے (سر مو) تجاوز نہ کریں اور اس کے اشارے پر چلیں
اور وہ شخص آنحضرت ﷺ کا خلیفہ اور آپؐ کا نائب مطلق کہلائے۔ پس اس تعریف کے کلمہ
ریاست عامہ سے خارج ہو گئے وہ علمائے مسلمین جو علوم دینیہ کی تعلیم میں مشغول ہیں اور شہروں
کے قاضی اور لشکروں کے امیر بھی جو خلیفہ کے حکم سے مقرر ہو کر یہ کام انجام دیتے ہیں۔ عصر اوّل
میں وعظ تذکیر خلافت کا ضمیمہ تھا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں وعظ بیان کرتا۔ مگر امیر یا
مامور (جسے امیر کی اجازت ہو) یا متکبر (جو خود بخود میاں مٹھو بن بیٹھے) اور لفظ فی التصدی لا
قامۃ الدین سے وہ شخص خارج ہو گیا۔ جو اہل آفاق پر کسی وجہ سے غلبہ و حکومت حاصل کر لے اور
شرعی وجہ کے سوالوگوں سے خراج حاصل کرنے کے درپے ہو جائے۔ مثل جابر و مختل بادشاہوں
کے اور لفظ تصدی سے وہ شخص باہر ہو گیا۔ جو ہر چند کہ دین کو قائم کرنے کی قابلیت کامل طور پر رکھتا
ہو اور اپنے اہل زمانہ سے افضل بھی ہو۔ لیکن بالفعل اس کے ہاتھ سے امور مذکورہ بالا میں کچھ بھی
سرزد نہ ہوتا ہو۔ پس پوشیدہ اور غیر منصور اور بے تسلط شخص (نواب بے ملک) خلیفہ نہیں ہو سکتا اور

قید نیابت عن النبی ﷺ مفہوم خلافت سے نکال دیتی ہے۔ انبیاء سابقین علیہم السلام کو ہر چند کہ قرآن شریف میں حضرت داؤد علیہ السلام کو خلیفہ کہا گیا ہے۔ کیونکہ اس مقام پر آنحضرت ﷺ کی خلافت کا ذکر ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام (جو آنحضرت ﷺ سے پیشتر ہوئے ہیں۔ آپ کے خلیفہ نہیں بلکہ) خلیفہ اللہ ہیں۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق اسم خلیفۃ اللہ سے راضی نہ ہوئے۔ بلکہ آپ نے فرمایا کہ مجھے خلیفہ رسول اللہ ﷺ بہا کرو۔“

(انتہی مترجم ازالۃ الخفاء ج ۱ ص ۱۳ تا ۱۶ فصل اول)

توضیح

ہم چاہتے ہیں کہ بیان بالا کو ایک اور طریق پر بھی واضح کر دیں تاکہ ہر طبقہ کے لوگ اس کی ضرورت اور اس کے فوائد کو سمجھ کر حدیث زیر بحث کا اصلی مفہوم درست طور پر سمجھ جائیں اور جھوٹے مدعیوں کے فریب سے بچ جائیں سو معلوم ہو کہ جس طریقہ سے خود اس عالم کا نظام صانع عالم پر دلالت کر رہا ہے اور یہ اتنا بڑا کارخانہ اس امر کو بتلا رہا ہے کہ کوئی نہ کوئی اس کا منتظم اور چلانے والا ضرور موجود ہے۔ (یعنی باری تعالیٰ عز اسمہ)

بس اسی طرح اس نظام قومی و اجتماعی زندگی کے لئے بھی ایک امام کی ضرورت ہے۔ جس کے ذریعے امن و امان قائم رہے۔ سب سے ضروری چیز نظام کے لئے یہی ہے کہ قوم میں امن و امان ہو اور فساد برپا نہ ہونے پائے اور اگر کوئی بیرونی طاقت فساد پر آمادہ ہو اور چاہے کہ اس نظام و اجتماعی شان و شوکت کو تباہ و بالا اور زیر و زبر کر کے رکھ دے تو پورا نظام اور اجتماع اپنے امیر کے حکم پر اپنی جان بھیلی پر رکھ کر مردانہ وار پروانہ کی طرح قربان ہو جائے۔ اسی سے یہ امر بھی معلوم ہو گیا کہ اگر نظام نہیں ہے اور افراد تنہا تنہا ہیں تو مخالف قوت ایک ایک کر کے سب کو فنا کر دے گی۔ کیونکہ ان میں نظام معدوم ہے۔ ہر شخص تنہا ہو کر کچھ نہیں کر سکتا۔ انسان کو جناب باری عز اسمہ نے بنایا ہی متمدن ہے کہ وہ اپنے محسنوں سے ملک کر اپنی زندگی پوری کرے۔ کیونکہ اس کے معنی ہیں مل کر ایک جگہ رہنا۔ اسی لئے مدینہ شہر کو کہتے ہیں کہ اس جگہ بہت لوگ مل کر رہتے ہیں۔ بس اس طرح قوم سے الگ رہنے کے متعلق فرمایا کہ اگر اسی طرح رہو گے اور اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانو گے اور اس کے مطیع نہ ہو گے اور ایک رشتہ اور سلسلہ میں منسلک نہ ہو گے تو تم کو ہر شخص جاہلیت کی موت مار دے گا۔ اگر کسی کو کسی شخص نے نہ مارا اور وہ جمعی موت سے مراتب بھی ہو جاہلیت ہی کی موت مرا۔ با نظام اجتماعی زندگی اور تمدن معاشرت کی موت تو یہ ہے کہ اس کی ایسے

حالات میں پرواز کرے کہ اس کا اطاعت میں لگا ہوا ہو۔

۳..... تصویر کا دوسرا رخ
صاحبان! آپ پر وار
منصب عظیم کے لائق ہو سکتا ہے
زیر فرمان فوجیں اور رسالے ہول
ممالک کو غیروں کی دستبرد سے محفوظ
اس خلاصہ کو دماغ میں

جب امام زمان ہونے کا دعویٰ کیا
ڈراتے ہیں تو اب دیکھنا چاہئے کہ
مراد ہے۔ یا یہ کہ وہ اس قسم کے عرو
محمدیہ کی خیر خواہی اور ان کے عرو
خلیفہ اسلام کے متعلق سابقا بالنفقہ
عمر امت محمدیہ ﷺ کی بدخواہی
واکرام حاصل کرنے میں صرف
تمہیں اور عوام الناس کے خیال
تصریحات اور دیگر قادیانی مصنف

۱..... اقتباس
”میں“

میر والد مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی
گورنری میں سب سے مایوس تھے اور جر
۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی ط
گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ
کی وجہ سے جو چنچیاں خوشنویس
ہو گئیں۔ مگر تین چھیاں جو مد

خلافت سے نکال دیتی ہے۔ انبیاء سابقین علیہم السلام کو ہر چند کہ وہ علیہ السلام کو خلیفہ کہا گیا ہے۔ کیونکہ اس مقام پر آنحضرت ﷺ کی واد علیہ السلام (جو آنحضرت ﷺ سے پیشتر ہوئے ہیں۔ آپ کے لئے حضرت ابوبکر صدیق ام خلیفۃ اللہ سے راضی نہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کہا کرو۔“

(انتہی مترجما ازالۃ الحفاء ج ۱ ص ۱۳ تا ۱۶ فصل اول)

بیان بالا کو ایک اور طریق پر بھی واضح کر دیں تاکہ ہر طبقہ کے لوگ مذکور سمجھ کر حدیث زیر بحث کا اصلی مفہوم درست طور پر سمجھ جائیں اور بے شک جائیں سو معلوم ہو کہ جس طریقہ سے خود اس عالم کا نظام صانع اتنا بڑا کارخانہ اس امر کو بتلا رہا ہے کہ کوئی نہ کوئی اس کا منتظم اور یعنی باری تعالیٰ عز اسمہ)

نظام قومی و اجتماعی زندگی کے لئے بھی ایک امام کی ضرورت ہے۔ تم رہے۔ سب سے ضروری چیز نظام کے لئے یہی ہے کہ قوم میں نے پائے اور اُس کوئی بیرونی طاقت فساد پر آمادہ ہو اور چاہے کہ اس کو بالا اور زیر و زبر کرے رکھ دے تو پورا انجام اور اجتماع اپنے امیر مردانہ وار پروانہ کی طرح قربان ہو جائے۔ اسی سے یہ امر بھی اور افراد تنہا تنہا ہیں تو مخالف قوت ایک ایک کر کے سب کو فنا کر دیتا ہے۔ ہر شخص تنہا ہو کر کچھ نہیں کر سکتا۔ انسان کو جناب باری وہ اپنے بھجنوں سے ملک کر اپنی زندگی پوری کرے۔ کیونکہ اس اسی لئے مدینہ شہر کو کہتے ہیں کہ اس جگہ بہت لوگ مل کر رہتے رہنے کے متعلق فرمایا کہ اگر اسی طرح رہو گے اور اپنے زمانہ طبع نہ ہو گے اور ایک رشتہ اور سلسلہ میں منسلک نہ ہو گے تو تم کو ہر اگر کسی کو کسی شخص نے نہ مارا اور وہ طبعی موت سے مراد بھی ہو اجتماعی زندگی اور تمدن معاشرت کی موت تو یہ ہے کہ اس کی ایسے

حالات میں پرواز کرے کہ اس کا دل حفاظت اسلام کے لئے امیر المؤمنین اور خلیفہ اسلام کی اطاعت میں لگا ہوا ہو۔

۳..... تصویر کا دوسرا رخ

صاحبان! آپ پر واضح ہو چکا ہے کہ تفر راہ م کی غرض و غایت کیا ہے اور کون شخص اس منصب عظیم کے لائق ہو سکتا ہے۔ مختصر یہ کہ امام وہ ہے۔ جس کے ہاتھ میں حکومت ہو اور اس کے زیر فرمان فوجیں اور رسالے ہوں اور مسلمانوں کے نظام داخلی کو درست رکھ کر ان کو اور اسلامی ممالک کو غیروں کی دستبرد سے محفوظ رکھ سکتا ہو۔

اس خلاصہ کو دماغ میں رکھ کر تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جب امام زمان ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے نہ نئے والوں کو وہ جاہلیت کی موت پر مرنے سے ڈراتے ہیں تو اب دیکھنا چاہئے کہ آیا انہوں نے اس امت کا دعویٰ کیا ہے جو حدیث زیر غور میں مراد ہے۔ یا یہ کہ وہ اس قسم کے دعوے سے صاف انکار کرتے ہیں۔ دیگر یہ کہ آیا انہوں نے امت محمدیہ کی خیر خواہی اور ان کے عروج کے لئے وہ خدمات انجام بھی دی ہیں؟ جو اس امام زمان یا خلیفہ اسلام کے متعلق سابقاً بالتفصیل مذکور ہو چکی ہیں۔ یا حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی عمر امت محمدیہ ﷺ کی بدخواہی میں اور غیر اسلامی حکومت کی خوشامد میں اور اس سے اغراض واکرام حاصل کرنے میں صرف کردی۔ میں ان امروں کی شہادت میں بے بنیاد بدظنیاں اور خیالی تمہیں اور عوام الناس کے خیالات پیش نہیں کروں گا۔ بلکہ خدا کے فضل سے مرزا قادیانی کی اپنی تصریحات اور دیگر قادیانی مصنفین کا لٹریچر پیش کروں گا۔

۱..... اقتباس اول..... خاندانی خدمات

..... ”میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ ریساں پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ نذر کے وقت سرکاری انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چھتیاں خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں۔ مگر تین چھتیاں جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر

میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر قادیانی خدمات سرکار میں مصروف رہا اور جب تمون کی گذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔

ب..... پھر میں (خود بدولت مرزا غلام احمد قادیانی) اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنے قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی مخالفت کے بارہ میں نہایت مؤثر تقریریں لکھیں اور پھر میں نے مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں۔ جن کی چھوٹی اور اشاعت پر ہزار ہا روپے خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب، بلاد شام، روم، مصر، بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا..... اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب، بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی۔“ (حوالہ کتاب البریہ ص ۸۴ تا ۸۵، خزائن ج ۳ ص ۸۳ تا ۸۴) بالکل سچ ہے اسلام دشمنی اسی کا نام ہے۔ میرا لکھنؤ!

ج..... ”التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اس خود کا شتہ پودا کی نسبت نہایت جزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہائے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔“ (درخواست مرزا قادیانی بحضرت نواب لفتنٹ گورنر بہادر پنجاب، تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۲۰، ۱۹، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱)

۱۔ قرآن میں مومن و کافر کی پہچان یہ ہے۔

”الذین امنوا یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت (النساء: ۷۶)“ یعنی جو مومن ہیں وہ خدا کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ غیر اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔

..... د
سلسلہ جہاد کے معتقد کم ہو۔
ہے۔“ (درخواست مرزا قادر
شتہارات ج ۳ ص ۱۹)

۲.....
”میری عمر کا
نے ممانعت جہاد اور انگریز
ہیں کہ اگر وہ رسائل اور
ایسی کتابوں کو تمام ممالک
رہی ہے کہ مسلمان اس گمراہ
جہاد کے جوش دلانے و
معدوم ہو جائیں۔“

۳.....
”پھر میں ہر

خیالات کے روکنے کے
لیا۔ کیا اس خدمت نصاب
کوئی نظیر ہے؟ کوئی خیر

۴.....
”میں نے

شریف) اور شام اور
میں ایک مضمون لکھا کہ
جن میں جہاد کی مخالفت
(تحریر مرزا)

ت کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر قادیانی خدمات سرکار میں گذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار میں شریک تھا۔

س (خود بدولت مرزا غلام احمد قادیانی) اپنے والد اور بھائی کی وفات غلام تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنے قلم رس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی مخالفت کے بارہ بار اور پھر میں نے مصحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں فارسی میں کتابیں تالیف کیں۔ جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا کتابیں عرب، بلاد شام، روم، مصر، بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا..... اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب، بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں توقع تھی۔“ (حوالہ کتاب البریہ ص ۸۳۳، خزائن ج ۱۳ ص ۸۳۳) بالکل میری سلا کوئی!

ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس فادار جان غار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اس خود کاشتہ پودا کی حقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں لے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔“ (درخواست مرزا قادیانی خ رسالت ج ۷ ص ۲۰، ۱۹، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱)

فر کی بیچان یہ ہے۔

یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفروا یقاتلون فی (یعنی جو مومن ہیں وہ خدا کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں۔

”میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔“ (درخواست مرزا قادیانی بکنور نواب لغت گورنر بہادر پنجاب مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۹)

۲..... پچاس الماری

”میری عمر کا اکثر حصہ اس سظت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی احاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خوئی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“ (تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵، ۱۵۶)

۳..... بے نظیر کارگزاری

”پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے اور پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں۔ کوئی نظیر ہے؟ کوئی نہیں۔“ (کتاب البریہ اشتہار مورخ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۷ ج ۸ ص ۸۳۳)

ایں کار از تو آید و مردان چنیں کنند

۴..... اسلامی ممالک پر توجہ

”میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین (مکہ شریف و مدینہ شریف) اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں۔ کیونکہ اس کتاب کے ص ۱۵۲ پر جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔“

(تجربہ مرزا قادیانی ۱۸ نومبر ۱۹۰۱، مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۲۶، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۳۲)

۵..... حکومتوں کا فرق

۱..... ”ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے دو دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اس کی تلاش کرنا عبث ہے۔“

(اشتبہار مرزا قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۸ ص ۵، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۹۵)
ب..... ”بلکہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکال جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گذر ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔“ (ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ ملفوظات احمدیہ ج ۶ ص ۶)
ج..... ”میں اپنے کام کو نہ مکہ میں لے اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ ۲ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس نے اقبال کے لئے دعا کرتے ہوں۔ لہذا وہ اس الہام میں ارشاد فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ ادھر خدا کا منہ ہے۔“ (اشتبہار مرزا قادیانی ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۸ ص ۶۹، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۷۰، ۳۷۱) سبحان اللہ! یہ منہ اور مسور کی دال۔ یہ سیہ کونوی!

۶..... شکایت و عنایت

”اب میں اس گورنمنٹ محسن کے زیر سایہ ہر صرح سے خوش ہوں۔ صرف ایک رنج اور درد و غم ہر وقت مجھے لاحق حال ہے۔ جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لئے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور ان کی جہنمتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دکھ دیتے ہیں۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۲۳)

۷..... راز کا مشورہ

”قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لئے ایسے نا فہم مسلمانوں کے لئے مکہ معظمہ میں اس لئے نہیں چلا سکتے کہ وہاں الحاد پھیلانے والے کی نسبت حکم ہے۔“
”ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم (الحج: ۲۵)“
۲ اور مدینہ منورہ میں اس لئے نہیں چلا سکتے کہ آنحضرت ﷺ نے خبر دی کہ دجال یہاں پر داخل نہیں ہو سکے گا۔

نام بھی نقشہ جات میں دیتے ہیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ کسی دفتر میں محفوظ رہے گا۔

۸.....

۱.....

ہوں اور ضرورت کے غیر ملکوں میں اپنی محسن نے دینی امور میں ہمیر کا ان تمام تعریفوں کے

ب.....

احسانات دیکھ رہے اطاعت کریں اور اگر فرمانبرداری کے ساتھ ہیں وہ طریق اختیار کر

دیتی ہوئے۔ ہم تو بار بار اس گورنمنٹ کے دال کے خیالات دل میں

۱.....

بدخواہی کیا ہوگی۔

(مشکوٰۃ ص ۴۲۲)

اس پر ظلم کرتا ہے اور

۲ دن

۳ شا

نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی..... ایسے لوگوں کے نام معہ پتہ و نشان یہ ہیں۔“ ۱۔

(تحریر مرزا قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۵ ص ۱۱، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۲۷، ۲۲۸)

۸..... قادیانی فرض..... فداہ کاری

۱..... ”بیشک ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس گورنمنٹ محسنہ کے سچے دل سے خیر خواہ ہوں اور ضرورت کے وقت جان فدا کرنے کو بھی تیار ہوں۔ لیکن ہم اس طرح پر بھی غیر قوموں اور غیر ملکوں میں اپنی محسن گورنمنٹ کی نیک نامی پھیلائی جاتے نہیں کہ کس طرح اس عادل گورنمنٹ نے دینی امور میں ہمیں پوری آزادی دی ہے۔ پس کیا آپ لوگ چاہتے ہیں کہ اس محسن گورنمنٹ کا ان تمام تعریفوں کے ساتھ دنیا میں نام پھیلے اور اس کی محبت دور دور تک دلوں میں جاگزین ہو۔“

(البلاغ جس کا دوسرا نام فریاد ہے۔) ص ۳۲، ۳۳، خزائن ج ۱۳ ص ۴۰۰، ۴۰۱

ب..... ”یہ سچ ہے کہ چونکہ ہم اس گورنمنٹ کی رعایا ہیں اور دن رات بیشمار احسانات دیکھ رہے ہیں ۲۔ اس لئے ہمارا یہ فرض ہونا چاہئے کہ سچے دل سے اس گورنمنٹ کی اطاعت کریں اور اس کے مقاصد کے مددگار ہوں ۳۔ اور اس کے مقابل پر ادب اور غربت اور فرمانبرداری کے ساتھ زندگی بسر کریں ۴۔ مگر چاہئے کہ اعتقادی امور میں جو دار آخرت سے متعلق ہیں وہ طریق اختیار کریں۔ جس کی صحت اور درستی پر ہماری عقل ہمارا کائنات ہمارا فراست فتویٰ دیتی ہو۔ ہم تو بار بار خود گواہی دیتے ہیں کہ نہایت ہی بذات وہ لوگ ہیں جو متواتر احسانات اس گورنمنٹ کے دیکھ کر اور اس کے زیر سایہ اپنے مال اور جان اور عزت کو محفوظ پا کر پھر بغاوت کے خیالات دل میں پوشیدہ کیے رکھتے ہوں۔“

(البلاغ فریاد در معنفہ مرزا قادیانی ص ۵۵، خزائن ج ۱۳ ص ۴۲۶)

۱۔ مہدی اور مسیح بننے کے لئے اس سے زیادہ مسلمانوں کی خیر خواہی یا بالفاظ دیگر بدخواہی کیا ہوگی۔ حدیث میں وارد ہے کہ: ”المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلّمه (مشکوٰۃ ص ۲۲، باب الشفقة و ارحمة على الخلق)“، یعنی مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ خود اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ظلم کے لئے کسی دیگر کے سپرد کرتا ہے۔

۲۔ دن رات بے شمار احسانات کرنا تو خدا کی شان ہے۔ بندے سے یہ نہیں ہو سکتا۔

۳۔ شاید اس سے مراد اسلامی بلاد کو فتح کرنا ہو۔ (بقیہ حاشیہ ۷۲، ۷۳، اگلے صفحہ پر)

مکہ و پنجاب کہ سلطان روم

اشہار رات ج ۳ ص ۹۵

کہ اگر ہم یہاں سے نکل

و سکتے ہیں کہ ہم اس کے

موقوفات احمدیہ ج ۱ ص ۶

ہوں نہ مدینہ ۲ میں نہ

کے اقبال کے لئے دعا

اقبال اور شوکت میں

۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ

ت ج ۸ ص ۶۹، مجموعہ

وں۔ صرف ایک رنج

اپنی محسن گورنمنٹ کی

ان کی جماعتوں کے

جہازات ج ۳ ص ۱۳۳

نا فہم مسلمانوں کے

لے کی نسبت حکم ہے۔

نے خبر دی کہ دجال

۹..... اسلام اور مسلمانوں کی عیب شماری..... (معاذ اللہ)

۱..... ”مسلمانوں میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دین کے لئے تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں۔“ (ستارہ قیصرہ ص ۹، خزائن ج ۱۵ ص ۱۲۰)

ب..... ”افسوس کہ یہ عیب غلط کار مسلمانوں میں اب تک موجود ہے۔ جس کی اصلاح کے لئے میں نے پچاس ہزار سے کچھ زیادہ اپنے رسالے اور مبسوط کتابیں اور اشتہارات اس ملک اور غیر ملکوں میں شائع کئے۔“ (ستارہ قیصرہ ہند ص ۱۰، خزائن ج ۱۵ ص ۱۲۱)

ج..... ”دوسرا عیب! ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسے خونی مسیح اور خونی مہدی کے منتظر ہیں۔ جو ان کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دے گا۔“

(ستارہ قیصرہ ص ۱۰، خزائن ج ۱۵ ص ۱۲۱)

د..... ”غرض مسلمانوں کے جہاد کا عقیدہ مخلوق کے حق میں ایک بداندیشی ہے۔“ (ستارہ قیصرہ ص ۱۱، خزائن ج ۱۵ ص ۱۲۲)

نتیجہ الکلام

غرض اس قسم کے بیسیوں حوالے ہیں۔ جن سے آفتاب دو پہر کی طرح ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے اس امامت کا ہرگز دعویٰ نہیں کیا۔ جو حدیث رسول اللہ ﷺ میں مراد ہے اور ان

(بقیہ حاشیہ ۳۴، گذشتہ صفحہ) یہ ایسی زندگی امام زمان و امام مہدی کی شان کے خلاف ہے۔

۵۔ یہ اسلامی طریق نہیں ہے کیونکہ دین جو عاقبت میں کام آنے والا ہے۔ اس کی بناء وحی پر ہے نہ کہ ایسے شخص کی کائنات پر۔

۶۔ قادیانی مہدی کی شیریں زبانی حدیث میں آیا ہے کہ امام مہدی سیرت و اخلاق میں آنحضرت ﷺ کے مشابہ ہوں گے اور آنحضرت ﷺ کی نسبت حدیث میں وارد ہے کہ آپؐ کسی کو گالی نہیں دیتے تھے۔ نہ غصہ رنج کی حالت میں نہ کسی اور طرح سے۔

۷۔ یہ غیب دانی کا دعویٰ ہے جو غلط ہے۔ مرزا قادیانی کا اصل مطلب گورنمنٹ کو مسلمانوں کے خلاف اکسانے کا ہے۔ جو بدخواہی اور چغلی ہے اور دعویٰ مہدیت کے خلاف ہے۔

۸۔ اگر مرزا قادیانی مسلمانوں کو اپنی قوم سمجھتے تو ان کے عقیدہ کو حکومت کے سامنے بدظن کر دینے والے طریق میں پیش کر کے ان کی بدخواہی نہ کرتے اپنا بن کر دشمنی کرنا اسی کا نام ہے۔

یہ بات امام زمان کی شان سے بعید ہے۔

حوالہ جات سے یہ بھی ثابت ہے کہ مرزا قادیانی کا دنیا جہاں کے مسلمانوں کی خود مختار اور اگر کہا جائے کہ وہ اپنے مخالفین بیعت کر لی ان کی حمایت و حفاظت میں ان کے وقت اپنا پسینہ بہا دیا تو اس کا جواب پہنچانے میں نہیں بہایا گیا۔ جو حدیث کا مستانیں برس کی محنت و برداشت اخراجا گورنمنٹ انگلشیہ کی خدمت گذاری رہی پس مرزا قادیانی اپنی جماعت کے ہیں اور ان پر ضربت علیہم الذلۃ للمومن ان یذل نفسه (مجموعہ اسلامی وقار) کو ذلیل کرے۔

۱۰۔ اکتہ سر محمد اقبال صاحب مہدی کی زندگی اور موت کا نقشہ ان شعروں میں شیخ اولرز فرزد گرجہ گوید از گنگ دولت اغرقصہ

۱۱۔ عربی میں محاورہ ہے کہ البلاغۃ (امثال میدانی میں ہے۔ ”اذا الماء ان سب میں ذلت کالذات مطابق قرآن شریف میں بنی اسرائیل

ور مسلمانوں کی عیب شماری..... (معاذ اللہ)

اس میں یہ دو سکنے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دین کا ایک رکن سمجھتے ہیں۔“ (ستارہ قیصرہ ص ۹، خزائن ج ۱۵ ص ۱۲۰) کہ یہ عیب غلط کار مسلمانوں میں اب تک موجود ہے۔ جس کی راس سے کچھ زیادہ اپنے رسالے اور مبسوط کتابیں اور اشتہارات سے۔“ (ستارہ قیصرہ ہند ص ۱۰، خزائن ج ۱۵ ص ۱۲۱) ب! ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسے خونی خون کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دے گا۔“

(ستارہ قیصرہ ص ۱۰، خزائن ج ۱۵ ص ۱۲۱)

مسلمانوں کے جہاد کا عقیدہ مخلوق کے حق میں ایک بداندیشی (ستارہ قیصرہ ص ۱۱، خزائن ج ۱۵ ص ۱۲۲)

حوالے ہیں۔ جن سے آفتاب دو پہر کی طرح ظاہر ہے کہ کوئی نہیں کیا۔ جو حدیث رسول اللہ ﷺ میں مراد ہے اور ان زندگی امام زمان و امام مہدی کی شان کے خلاف ہے۔

ہے کیونکہ دین جو عاقبت میں کام آنے والا ہے۔ اس کی بناء

میں زبانی حدیث میں آیا ہے کہ امام مہدی سیرت و اخلاق اور آنحضرت ﷺ کی نسبت حدیث میں وارد ہے کہ آپ کی حالت میں نہ کسی اور طرح سے۔

ہے جو غلط ہے۔ مرزا قادیانی کا اصل مطلب گورنمنٹ کو جو بدخواہی اور چغلی ہے اور دعویٰ مہدیت کے خلاف ہے۔ اس کو اپنی قوم سمجھتے تو ان کے عقیدہ کو حکومت کے سامنے بدظن ان کی بدخواہی نہ کرتے اپنا بن کر دشمنی کرنا اسی کا نام ہے۔

حوالہ جات سے یہ بھی ثابت ہے کہ مرزا قادیانی قوم مہدیین کے یکے بشان تھے اور وہ ہندوستان میں کجا دیا جہاں کے مسلمانوں کی خود مختار اور با اقتدار حکومت کے بھی سخت مخالف تھے۔ اگر کہا جائے کہ وہ اپنے مخالفوں کی خیر خواہی نہیں کر سکتے تھے اور جن لوگوں نے ان کی بیعت کر لی ان کی حمایت و حفاظت میں انہوں نے ممانعت جہاد کے وقت ان کا روپیہ اور تصنیف کے وقت اپنا پسینہ بہا دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روپیہ اور پسینہ قادیانیوں کو بھی اس معراج پر پہنچانے میں نہیں بہایا گیا۔ جو حدیث کا منشاء ہے۔ چنانچہ جیسا کہ بالا حوالوں سے معلوم ہوا کہ ستائیس برس کی محنت و برداشت اخراجات اور تصنیفات سے ان غرض صرف مخالفت جہاد اور گورنمنٹ انگلشیہ کی خدمت گزاری رہی ہے۔

پس مرزا قادیانی اپنی جماعت میں بھی ہمیشہ کی ماتحتی اور زیر دستی کی روح پھونک گئے ہیں اور ان پر ضربت علیہم الذلۃ کی مہر لگائے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ ”لا یذبغی للمومن ان یذل نفسه“ (مجمع البحار ج ۵ ص ۴۷۱) یعنی مومن کو جائز نہیں کہ اپنے آپ (اسلامی وقار) کو ذلیل کرے۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب مرحوم نے عنوان ”حکمت فرعونی“ کے ماتحت مرزا قادیانی کی زندگی اور موت کا نقشہ ان شعروں میں صاف صاف کھینچ دیا ہے۔

شیخ اولرز فرنگی رامرید

گرچہ گوید از مقام بایزید

گفت دیں رارونق از محکومی است

زندگانی از خودی محرومی است

دولت اغیار را رحمت شمرد

رقصہا گرد کلیسا کرد و مرد

لے عربی میں محاورہ ہے کہ: ”دابة ذلول بینہ الذل وذلہا صاحبہا“ (اساس البلاغۃ) امثال میدانی میں ہے۔ ”اذل من بعیس سانیۃ وھو البعیس الذی یستقی علیہ المساء“ ان سب میں ذلت کا لفظ ماتحت ہونے اور مسخر ہونے کے لئے مستعمل ہے۔ اس کے مطابق قرآن شریف میں بنی اسرائیل والی کائے یا ذلیل کے لئے لا ذلول آیا ہے۔

دفعہ دخل، ہمارا اعتراض اس جہت سے نہیں ہے۔ کہ مرزا قادیانی نے اپنی سابقہ پچاس سالہ موروثی اور خاندانی گورنمنٹی وفاداری یوں از سر نو قائم کرنی چاہی اور ایسی مبتذل اور خوشامدانہ تحریرات سے گورنمنٹ انگلشیہ کی رعایتیں کیوں لینی چاہئیں۔ کوئی اپنی مطلب برآری کرے اور کسی طریق سے کرے ہمیں کیا؟ نہ ہمیں گورنمنٹ سے پر خاش اور نہ مرزا قادیانی سے ان کے ذاتی مفاد کے خلاف شکایت، بلکہ ہمارا اعتراض اس لحاظ سے ہے کہ مرزا قادیانی نے امام زمان اور مہدی ہونے کا دعویٰ کر کے خدا کی زمین میں خدا کی شریعت کو قائم کرنے کی بجائے امت مرحومہ کو ہمیشہ کے لئے غیروں کے ماتحت رہنے کا جو سبق دیا وہ شان مہدویت کے خلاف ہے اور بس۔

نیز یہ کہ امت محمدیہ کی حمایت و حفاظت کرنے کی بجائے مرزا قادیانی ہمیشہ گورنمنٹ انگلشیہ کو مسلمانوں کی طرف سے یہ لکھ کر بدظن کرتے رہے کہ مسلمان ایک خونی مہدی اور خونی مسیح کے منتظر ہیں اور ان کا یہ عقیدہ خط ناک ہے اور مخلوق کے حق میں ایک بداندیشی ہے۔

مرزا قادیانی کی یہ ساری سعی خود غرضی پر مبنی تھی۔ جس کی تکمیل کے لئے ان کو امت مرحومہ کی بدخواہی ضروری نظر آئی۔ جیسا کہ ان کی تحریرات مذکورہ بالا سے واضح ہے۔ بنا بریں مرزا قادیانی مہدی منتظر نہیں ہو سکتے۔ بس ہمارا مقصد اس اعتراض سے صرف اتنا ہی ہے اور مرزا قادیانی کا بار بار یہ لکھنا کہ ہم پر گورنمنٹ کے احسانات ہیں کہ اس نے ہم کو مذہبی آزادی دے رکھی ہے اور اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی طرف سے گورنمنٹ کو اس وحشت میں ڈالنا کہ وہ ایک خونی مہدی کے منتظر ہیں۔ اس میں انہوں نے دو مختلف امور کو یکجا کر کے گورنمنٹ کو یہ دھوکا دینا چاہا ہے کہ مسلمان باوجود یہ کہ ان کو ہر طرح کی مذہبی آزادی حاصل ہے۔ پھر بھی اپنے دلوں میں بغاوت کا خیال پوشیدہ رکھتے ہیں اور یہ بات سر اسر نہط اور حقیقت سے خالی ہے۔

اول اس لئے کہ گورنمنٹ کی ساری مسلمان فوج فاطمی سید امام مہدی کی منتظر ہے۔ جس کے وجود مسعود کو آپ گورنمنٹ کی نظر میں ایک ہوا بنا کر گورنمنٹ کو وحشت میں ڈالنا چاہتے ہیں اور یہ عقیدہ ان کو نہ تو گورنمنٹ کی فوجی ملازمت سے روک رہا ہے اور نہ بغاوت پر آمادہ کر رہا ہے۔ صورت واقعی کے خلاف کہنا سر اسر بہتان نہیں تو اور کیا ہے؟

دوم اس لئے کہ احسان کا شکر یہ الگ امر ہے اور مذہبی عقیدہ میں محسن سے جدا ہونا الگ امر ہے۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی مذہب میں گورنمنٹ انگلشیہ سے جدا ہیں اور مطلب پرست شکر گزین بھی اول درجے کے ہیں۔

دعویٰ مہدویت

بیان سابق سے واضح ہو
ہونے کا دعویٰ کیا اور نہ انہوں نے اس
دیں۔ بلکہ وہ ساری عمر ایک غیر مسلم
وہ امام زمان یا خلیفہ المسلمین نہیں ہو
اب ہم ان کے اس دعوے

کے ظہور کی احادیث نبویہ میں خبر ہے
سو معلوم ہو کہ بیان سابق
کیونکہ امام مہدی موعود بھی منجملہ آن
صاحب سیف اور حاکم عادل اور مجاہد
پس جب مرزا قادیانی وا
علاوہ ازیں تفصیلی بیان

ترمذی ج ۲ ص ۴۷، باب ماجاء فی المہدی
صحابہ سے امام مہدی کے متعلق جو
قیامت کے علامات میں سے ہے
”ان کا نام

”ان کے

”وہ سید
رسول اللہ ﷺ کے دو فرزندوں امام

۱۔ مثلاً ابن ماجہ ہزار، ح
۲۔ مثلاً حضرت علیؓ، اب
ایاسؓ، علی الہدلی، عبد اللہ بن حار
حضرت ام سلمہؓ۔

اعتراض اس جہت سے نہیں ہے۔ کہ مرزا قادیانی نے اپنی سابقہ فی گورنمنٹی وقاداری یوں اسر نو قائم کرنی چاہی اور ایسی مبتذل رنمنٹ انگلشیہ کی رعایتیں کیوں لینیں چاہئیں۔ کوئی اپنی مطلب سے کرے ہمیں کیا؟ نہ ہمیں گورنمنٹ سے پر خاش اور نہ مفاد کے خلاف شکایت، بلکہ ہمارا اعتراض اس لحاظ سے ہے کہ مہدی ہونے کا دعویٰ کر کے خدا کی زمین میں خدا کی شریعت کو سرخوردہ کو ہمیشہ کے لئے غیروں کے ماتحت رہنے کا جو سبق دیا وہ اور بس۔

یہ کی حمایت و حفاظت کرنے کی بجائے مرزا قادیانی ہمیشہ گورنمنٹ سے یہ لکھ کر بدظن کرتے رہے کہ مسلمان ایک خونی مہدی اور خونی مسیح طرناک بنے اور مخلوق کے حق میں ایک بداندیشی ہے۔

ساری سعی خود غرضی پہنچی تھی۔ جس کی تکمیل کے لئے ان کو امت سے لگے۔ جیسا کہ ان کی تحریرات مذکورہ بالا سے واضح ہے۔ بنا بریں ہو سکتے۔ بس ہمارا مقصد اس اعتراض سے صرف اتنا ہی ہے اور ہم پر گورنمنٹ کے احسانات ہیں کہ اس نے ہم کو مذہبی آزادی میں مسلمانوں کی طرف سے گورنمنٹ کو اس وحشت میں ڈالنا کہ وہ اس میں انہوں نے دو مختلف امور کو یکجا کر کے گورنمنٹ کو یہ دھوکا دیا کہ ان کو ہر طرح کی مذہبی آزادی حاصل ہے۔ پھر بھی اپنے دلوں میں اور یہ بات سراسر غلط اور حقیقت سے خالی ہے۔

رنمنٹ کی ساری مسلمان فوج فاطمی سید امام مہدی کی منتظر ہے۔ رنمنٹ کی نظر میں ایک ہوا بنا کر گورنمنٹ کو وحشت میں ڈالنا چاہتے تھے کی فوجی ملازمت سے روک رہا ہے اور نہ بغاوت پر آمادہ کر رہا اسراسر بہتان نہیں تو اور کیا ہے؟

ان کا شکر یہ الگ امر ہے اور مذہبی عقیدہ میں محسن سے جدا ہونا الگ مذہب میں گورنمنٹ انگلشیہ سے جدا ہیں اور مطلب پرست شکر

دعویٰ مہدویت

بیان سابق سے واضح ہو چکا ہے کہ مرزا قادیانی نے نہ تو صاحب سیف امام مسلمین ہونے کا دعویٰ کیا اور نہ انہوں نے اس منصب کی خدمات بحق سیاست اسلامی قوم مسلمین انجام دیں۔ بلکہ وہ ساری عمر ایک غیر مسلم حکومت کی ماتحتی میں امت محمدیہ کی بدخواہی کرتے رہے۔ پس وہ امام زمان یا خلیفۃ المسلمین نہیں ہو سکتے۔

اب ہم ان کے اس دعوے کو دیکھتے ہیں جو وہ کہتے ہیں کہ میں مہدی موعود ہوں۔ جس کے ظہور کی احادیث نبویہ میں خبر ہے۔

سو معلوم ہو کہ بیان سابق ہی سے مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی باطل ثابت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ امام مہدی موعود بھی منجملہ آنحضرت ﷺ کے خلفاء کے ایک خلیفہ اور امام ہوں گے۔ جو صاحب سیف اور حاکم عادل اور مجاہد و غازی ہوں گے۔

پس جب مرزا قادیانی والی حکومت ہی نہ ہوئے تو امام مہدی کس طرح ہو سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں تفصیلی بیان یوں ہے کہ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۱۳۱، اول کتاب المہدی اور جامع ترمذی ج ۲ ص ۴۷، باب ماجاء فی المہدی وغیرہما) اکتب حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ صحابہ سے امام مہدی کے متعلق جو احادیث مذکورہ ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کا ظہور قریب قیامت کے علامات میں سے ہے اور ان کی شان یہ ہوگی کہ:

..... ”ان کا نام آنحضرت ﷺ کا نام ہوگا یعنی محمد ﷺ۔“

(مشکوٰۃ ص ۴۷۰، باب الشرائط السامۃ ذکر حضرت مہدی)

..... ”ان کے باپ کا آنحضرت ﷺ کے باپ کا نام ہوگا یعنی عبداللہ۔“

(مشکوٰۃ ص ۴۷۰، باب الشرائط السامۃ ذکر حضرت مہدی)

..... ”وہ سید آل رسول ہوں گے یعنی خاتون جنت حضرت فاطمہؓ الزہراء بنت

رسول اللہ ﷺ کے دو فرزندوں امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ باپ کی طرف

۱۔ مثلاً ابن ماجہ ہزار، حاکم، طبرانی، ابوالعلیٰ موصلی۔

۲۔ مثلاً حضرت علیؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، طلحہؓ، ابو ہریرہؓ، انسؓ، ابوسعیدؓ، ثوبانؓ، قرہ بن

ایاسؓ، علیؓ، ابیہلالیؓ، عبداللہ بن حارث بن جزء اور امہات المؤمنین میں سے حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت ام سلمہؓ۔

سے ایک کی اولاد میں سے اور ماں کی طرف سے دوسرے کی اولاد میں سے یعنی حسنی حسینی۔“

(ابن بچس ۳۰۰، باب خروج المہدی)

ان تینوں امروں میں مرزا قادیانی فیل نظر آتے ہیں۔ آپ کا نام سندھی اور پھر غلام احمد تھا اور آپ کے باپ کا نام حکیم نلام مرتضیٰ تھا اور آپ قوم مغل سے تھے۔ نہ کہ اہل بیت رسول ﷺ سے۔ جیسا کہ لفظ مرزا بتا رہا ہے۔

۴..... ”پھر یہ کہ امام مہدی ملک عرب کے والی حکومت ہوں گے۔“

(مشکوٰۃ ص ۴۷۰، باب الشراکۃ السائۃ فصل الثانی)

اور مرزا قادیانی عرب کے بادشاہ کجا؟۔ قادیان کے نمبر دار بھی نہ تھے۔

۵..... ”ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں ہے کہ امام مہدی کی بیعت

بین الرکن والمقام ہوگی۔ یعنی خانہ کعبہ کے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان ہوگی۔ لوگ ان کی بیعت کرنا چاہیں گے اور وہ بیعت لینے سے بھاگیں گے۔ لیکن پھر لوگوں کے اصرار سے بیعت لیں گے اور جہاد قائم کریں گے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷۱، ذکر حضرت امام مہدی باب الشراکۃ السائۃ)

ادھر مرزا قادیانی کو دیکھئے کہ خود لوگوں کے پیچھے پڑتے ہیں کہ مجھ کو امام مانو اور میری بیعت کرو۔ لیکن جہاد کی نسبت فرماتے ہیں کہ اب موقوف ہے جو اس کا نام لے وہ کافر قرآن ہے۔

اس حدیث کے رو سے جب امام مہدی علیہ الرحمۃ کی بیعت کا رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان واقع ہونا مسلم ہے تو معلوم ہوا کہ امام مہدی طواف کعبہ بھی کریں گے۔ لیکن دوسری طرف دیکھو تو مرزا قادیانی کو حج ہی نصیب نہیں ہوا۔ ساری عمر قادیان کے گول کمرے ہی میں بیعت لیتے رہے۔ نہ خانہ کعبہ پہنچے نہ وہاں جا کر بیعت لی۔

دیگر یہ کہ حضرت امام مہدی بیعت جہاد کے لئے لیں گے۔ جیسا کہ ان کے بعد واقعات سے ثابت ہے۔ لیکن مرزا قادیانی محض پیری مریدی کے لئے بیعت لیتے رہے اور تحصیل زر کرتے رہے۔ جو حقیقت الوحی میں مذکور ہے اور اس طریق سے حاصل کردہ روپیہ زندگی میں ذات خاص اور اپنے اہل و عیال کے مصارف میں خرچ کرتے رہے اور بعد موت کے اپنے وارثوں کے لئے چھوڑ گئے۔

اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا والذی نفسی بیدہ یعنی مجھے اس ذات کی قسم ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقام فنج ر
اس حدیث سے مرزا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حج کرنا
افسوس مرزا قادیانی کو

کے ہمراہ چلے جاتے تو اپنی خاطر
آتے۔ بلکہ چند ہندی مریدوں کو

بیعت بھی لے لیتے اور سب کام
لائے اور ایسا سلوک خدا تعالیٰ نے

چھٹی حدیث جس میں

مسلم کی ہے کہ آپ علم جہاد بلند
ساتھ لے کر قسطنطنیہ پر کہ اس

کریں گے اور اس وقت حضرت
اس حدیث سے یہ

شخص ہیں۔ ایک ہی شخص کے دو
دعویٰ کرتے ہوئے فاتح قسطنطنیہ

نکلا۔ تو سلطان صلاح الدینؒ

اس زمانہ میں غازی مصطفیٰ کمال

سے نہ چھوڑا سکی۔ اگر ان کی امر

نہیں پایا۔ لیکن ان کی امت

منسوب ہو سکتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ

۱۔ ہم اس وقت ال

کرنے کے متعلق کئے جاتے

مہدی کا بیان ہے۔ اگر مرزا

خدائے تعالیٰ سب موانع کو دو

۲۔ آہ! آج وہ مر

مال کی طرف سے دوسرے کی اولاد میں سے یعنی حسنی حسینی۔“

(ابن ماجہ ص ۳۰۰، باب خروج المہدی)

میں مرزا قادیانی فیس نظر آتے ہیں۔ آپ کا نام سندھی اور پھر غلام حکیم غلام مرتضیٰ تھا اور آپ قوم مغل سے تھے۔ نہ کہ اہل بیت رسول ابتار ہے۔

یہ کہ امام مہدی ملک عرب کے والی حکومت ہوں گے۔“

(مشکوٰۃ ص ۴۷۰، باب الشرکۃ الساعۃ فصل الثانی)

ب کے بادشاہ کجا؟۔ قادیان کے نمبر دار بھی نہ تھے۔

لمؤمنین حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں ہے کہ امام مہدی کی بیعت مانہ کعبہ کے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان ہوگی۔ لوگ ان بیعت لینے سے بھاگیں گے۔ لیکن پھر لوگوں کے اصرار سے بیعت (مشکوٰۃ ص ۴۷۱، ذکر حضرت امام مہدی باب الشرکۃ الساعۃ)

دیکھئے کہ خود لوگوں کے پیچھے پڑتے ہیں کہ مجھ کو امام مانو اور میری مانتے ہیں کہ اب موقوف ہے جو اس کا نام لے وہ کافر قرآن ہے۔

سے جب امام مہدی علیہ الرضوان کی بیعت کا رکن یمانی اور مقام لم ہے تو معلوم ہوا کہ امام مہدی طواف کعبہ بھی کریں گے۔ لیکن فی کوچ ہی نصیب نہیں ہوا۔ ساری عمر قادیان کے گول کمرے ہی بہہ پیچھے نہ وہاں جا کر بیعت لی۔

م مہدی بیعت جہاد کے لئے لیں گے۔ جیسا کہ ان کے بعد قادیانی محض پیری مریدی کے لئے بیعت لیتے رہے اور تحصیل میں مذکور ہے اور اس طریق سے حاصل کردہ روپیہ زندگی میں کے مصارف میں خرچ کرتے رہے اور بعد موت کے اپنے

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقم فحج روحاء سے حج کالبیک پکاریں گے۔ (مختصراً)

اس حدیث سے مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت بھی باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حج کرنا مذکور ہے اور مرزا قادیانی بغیر حج کئے مر گئے۔

افسوس مرزا قادیانی کو یہ نہ سوجھی کہ انگریز پرستی کے صلہ میں جدہ میں انگریزی قونصل کے ہمراہ چلے جاتے تو اپنی خاص روش سے خدمت بھی اچھی طرح انجام دیتے اور حج بھی کر آتے۔ بلکہ چند ہندی مریدوں کو ساتھ لے جا کر رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت بھی لے لیتے اور سب کام بخوبی انجام پا جاتے۔ لیکن جس کی سمجھ خدا مار دے اسے کون راہ پر لائے اور ایسا سلوک خدا تعالیٰ نے ان سے اس لئے کیا کہ وہ دعویٰ میں جھوٹے ثابت ہوں۔

چھٹی حدیث جس میں امام مہدی علیہ السلام کا ذکر اجمال اور اشارہ سے آتا ہے۔ صحیح مسلم کی ہے کہ آپ علم جہاد بلند کر کے اور مدینہ شریف کی فوج کو کہ اس وقت خیبر اہل ارض ہوگی۔ ساتھ لے کر قسطنطنیہ پر کہ اس وقت غیر مسلموں کی حکومت میں ہوگا۔ حملہ کر کے اسے فتح کریں گے اور اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷۱، ذکر مہدی)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ السلام دو الگ الگ شخص ہیں۔ ایک ہی شخص کے دو اوصاف نہیں ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی عیسویت اور مہدویت ہر دو کا دعویٰ کرتے ہوئے فاتح قسطنطنیہ نہ ہوئے۔ پہلے زمانہ میں جب قسطنطنیہ مسلمانوں کے قبضے سے نکلا۔ تو سلطان صلاح الدینؒ نے کل یورپ کے مقابلہ میں جہاد قائم کر کے قسطنطنیہ واپس لیا اور اس زمانہ میں غازی مصطفیٰ کمالؒ نے۔ لیکن مرزا قادیانی کی امت قسطنطنیہ کو نصاریٰ کے قبضے سے نہ چھوڑا سکی۔ اگر ان کی امت یہ کام کر دکھاتی تو کہا جاسکتا تھا کہ ان کے مسیح و مہدی نے تو موقع نہیں پایا۔ لیکن ان کی امت نے کر دکھایا ہے۔ تو مجازی طور پر یہ کام صاحب امت کی طرف منسوب ہو سکتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مرزائیوں کو اس کام کی توفیق نہ دی اور توفیق ملتی بھی کیسے؟۔

۱۔ ہم اس وقت ان سب عذرات کو جو مرزائیوں کی طرف سے مرزا قادیانی کے حج نہ کرنے کے متعلق کئے جاتے ہیں۔ نظر انداز کرتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت اصل مقصود علامات مہدی کا بیان ہے۔ اگر مرزا قادیانی مہدی ہوتے تو یہ علامت انہی میں ضرور پوری ہوئی اور خدائے تعالیٰ سب موانع کو دور کر کے ان کو حج کرواتا ”وانا لیس فلیس“

۲۔ آہ! آج وہ مرحوم فوت شدہ ہیں۔

کیونکہ مرزا قادیانی تو ستائیس سال تک قسطنطنیہ وغیرہ بلاد اسلامیہ میں یہی ہوا پھیلاتے رہے کہ جہاد حرام ہے۔ یہ کام نہ کرنا اور ظاہر ہے کہ مفتوحہ علاقہ کا واپس لینا بغیر جہاد کے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ نے یہ توفیق غازی مصطفیٰ کمال کو بخشی کہ اس نے ہاتھوں سے نکلا ہوا قسطنطنیہ جہاد کر کے واپس لے لیا۔ جس کی بابت مرزا قادیانی ترکوں کو یہ وعظ سناتے رہے کہ اب جہاد حرام ہے۔ اگر ترک مرزا قادیانی کے بھرے میں آجاتے تو قسطنطنیہ مسلمانوں کے قبضے میں واپس نہیں آ سکتا تھا۔ اس سے مرزا قادیانی کی اسلامی دشمنی ظاہر ہے۔ پس وہ مہدی منتظر مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔

تنبیہ: قسطنطنیہ کی واپسی کے بعد امام مہدی کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پیشتر ایک اور دفعہ قسطنطنیہ مسلمانوں کے قبضے سے نکل جائے گا۔ اس وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام ہو جب احادیث صحیحہ کے اسے فتح کر کے غیروں کے قبضے سے نکالیں گے۔

ساتویں حدیث (صحیح مسلم ج ۱ ص ۸۷ باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام) میں حضرت جابرؓ کی ہے۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ان کے ایک امیر (امیر المؤمنین) کی بھی خبر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے نزول پر وہ امیر المؤمنین کہے گا۔ ”تعال صل لنا“ یعنی حضرت! آئیے اور ہمیں نماز پڑھائیے۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ: ”لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ هذه الامة“ یعنی میں جماعت نہیں کراؤں گا۔ تمہارا امیر تم میں سے ہے۔ خدا تعالیٰ نے (یہ امامت) اسی امت کے لئے صورت بنائی ہے۔

اس حدیث سے سب سے پہلا مقصود تو لفظ امیر کی تشریح ہے کہ اس سے مراد امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ جو دیگر احادیث میں بالتصریح مذکور ہے۔ چنانچہ علامہ قسطلانی صحیح بخاری کی حدیث ”واما مکم منکم“ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ: ”وامامکم فی الصلوۃ منکم کما فی مسلم انه یقال له صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ لهذه الامة“ علامہ قسطلانی کی عبارت کا اصل یہ ہے کہ صحیح بخاری کی حدیث میں جس امام کا ذکر ہے وہ وہی ہے۔ جس کا ذکر صحیح مسلم کی حدیث زیر شرح میں ہے۔ اس طرح حافظ ابن حجرؒ نے بھی شرح بخاری میں لکھا ہے کہ: ”ابو الحسن حسنی ابدی نے مناقب الشافعی میں کہا کہ یہ امر متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ مہدی اس امت میں سے ہوگا اور یہ بھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس

کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اس حدیث کی تردید کے لئے کہا ہے ج مذکور ہے۔ ولا مہدی الا عیسیٰ

دوسرا فائدہ اس حدیث امت میں سے نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ امامت اسی آٹھویں حدیث مصیبت کا ذکر کیا جو اس امت کو میں خدا تعالیٰ میری عنقریب اور میر و انصاف سے بھر دے گا۔

اس حدیث میں امام ہے کہ ان کا ظہور ایسے وقت میں ان کو کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ ایسے ہوگا کہ وہ امت کو اس ذلت و انصاف سے بھر دیں گے۔

لیکن مرزا قادیانی سخن میں جیسے کہ وہ عمر بھر گورنمنٹ انگلہ ہو سکتے۔ کیونکہ مہدی تو وہ ہو جو

۱۔ مزید بحث اس فصل میں دیکھو۔

۲۔ اس حدیث کا لکھا ہے کہ اس حدیث کو امام متدرک اس وقت اس عاجز لکھا ہے۔ ”هذا حدیث ص

کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اس کے بعد حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ امام ابو الحسن نے یہ اس حدیث کی تردید کے لئے کہا ہے جو ابن ماجہ نے حضرت انس سے روایت کی ہے اور اس میں یہ مذکور ہے۔ "ولا مہدی الا عیسیٰ" عیسیٰ علیہ السلام کے سوا دوسرا مہدی نہیں ہے۔"

(فتح الباری شرح بخاری ج ۶ ص ۳۵۸)

دوسرا فائدہ اس حدیث سے یہ ہے کہ نازل ہونے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت میں سے نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر وہ امت کے افراد میں سے ہوں تو جماعت نہ کرانے کے عذر میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ امامت اسی امت کے لئے موجب عزت ہے۔

آٹھویں حدیث حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک ایسی مصیبت کا ذکر کیا جو اس امت کو پہنچے گی۔ حتیٰ کہ ان کو بوجہ ظلم کے کہیں پناہ نہ ملے گی تو اس حالت میں خدا تعالیٰ میری عترت اور میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو برپا کرے گا۔ جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷۰، باب اثربنا الساعۃ)

اس حدیث میں امام مہدی علیہ السلام کے اہل بیت سے ہونے کے علاوہ یہ بھی مذکور ہے کہ ان کا ظہور ایسے وقت میں ہوگا کہ عام طور پر امت محمدیہ ﷺ ایسی سختی اور تنگی میں مبتلا ہوگی کہ ان کو کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ ایسے وقت میں امام مہدی کا ظہور امت مرحومہ کے لئے باعث مسرت ہوگا کہ وہ امت کو اس ذلت و ماتحتی سے نکال کر عروج شاہانہ پر لے آئیں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

لیکن مرزا قادیانی سختی کے وقت میں مبعوث نہیں ہوئے۔ بلکہ امن و آسائش کے وقت میں جیسے کہ وہ عمر بھر گورنمنٹ انگلشیہ کی مداحی کے گیت گاتے رہے۔ پس مرزا قادیانی مہدی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مہدی تو وہ ہو جو امت مرحومہ کو سختی کے وقت پناہ دے۔ نہ کہ وہ جو خود دوسرے کی

۱۔ مزید بحث اس روایت کے متعلق آئندہ فصل مرزا قادیانی کے دلائل مہدویت کی فصل میں دیکھو۔

۲۔ اس حدیث کا حوالہ صاحب مشکوٰۃ سے چھوٹ گیا ہے۔ لیکن حاشیہ میں بحوالہ مرقاۃ لکھا ہے کہ اس حدیث کو امام حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ مستدرک اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت ابوسعیدؓ کی اس حدیث کی نسبت اس میں لکھا ہے۔ "هذا حدیث صحیح الاسناد"

(ج ۴ ص ۲۶۵)

وغیرہ بلاد اسلامیہ میں یہی ہوا۔
ذہ علاقہ کا واپس لینا بغیر جہاد کے
کہ اس نے ہاتھوں سے نکالا ہوا
کو کہ یہ وعظ سناتے رہے کہ اب
وقت غلطیہ مسلمانوں کے قبضے میں
اہر ہے۔ پس وہ مہدی منتظر و مسیح

اور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
جائے گا۔ اس وقت حضرت امام
س کے قبضے سے نکالیں گے۔

ابن مریم علیہ السلام) میں حضرت
وقت ان کے ایک امیر (امیر
ول پر وہ امیر المؤمنین کہے گا۔

عائے اس پر حضرت عیسیٰ علیہ
کرمۃ اللہ هذه الامة "یعنی
لی نے (یہ امامت) اسی امت

ح ہے کہ اس سے مراد امام مہدی
نچو علامہ قسطلانی صحیح بخاری کی
مکم فی الصلوٰۃ منکم کما
فی بعض امراء تکرمة اللہ
کی حدیث میں جس امام کا ذکر
اس طرح حافظ ابن حجرؒ نے بھی
شافعی میں کہا کہ یہ امر متواتر
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس

پناہ کے سہارے زندگی بسر کرے اور اپنے گاؤں میں اپنی اور اپنے عیال اور اپنے مریدوں کی حفاظت کے لئے دوسروں سے حفاظتی پولیس مانگے۔

دیگر یہ کہ مرزا قادیانی اپنی عمر کا اکثر حصہ اپنے منصب یعنی مہدی ہو کر امت مرحومہ کو پناہ دینے کے برخلاف الٹی ان کی شکایتیں کر کے گورنمنٹ انگلشیہ کو ان سے بدظن کرنے میں خرچ کر گئے کہ مسلمان ایک خونی مہدی اور خونی مسیح کے منتظر ہیں اور یہ عقیدے خطرناک ہیں۔ نیز یہ شکایت اس رنگ میں بھی کی کہ جب سے میں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ خبر سنائی ہے کہ کوئی خونی مہدی یا خونی مسیح دنیا میں آنے والا نہیں ہے بلکہ ایک شخص صلحکاری کے ساتھ آنے والا تھا جو میں ہوں۔ اس وقت سے یہ نادان مولوی مجھ سے بغض رکھتے ہیں اور کافر اور دین سے خارج ٹھہراتے ہیں۔

جب مرزا قادیانی کی عملی سچی یہ ہے کہ وہ امت مرحومہ کو پناہ دینے کی بجائے ان کی چغلیاں کر کے حکومت وقت کو ان سے بدظن کرتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ ان پر سختی کرانا چاہتے ہیں اور یہ بدخواہی ہے نہ کہ خیر خواہی۔

تنبیہ و دفع دخل

اگر کہا جائے کہ کیا وہ مسلمان جو کسی غیر اسلامی حکومت کے ماتحت ہیں۔ قانون ملکی میں اس غیر مسلم حکومت کی اطاعت نہیں کرتے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حکومت اور رعیت کے معاملات کو خوش معاملگی سے نبھانا اور امن و آسائش سے زندگی بسر کرنا امر دیگر ہے اور کسی امر کو اعتقادی و مذہبی امر جان کر کرنا جو اجر و ثواب آخرت کی نیت سے ہوتا ہے۔ امر دیگر ہے اور مرزا قادیانی نے اپنی امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ اس ملک کے غیر اسلامی حکام کی اطاعت آیت ”واطيعوا اللہ واطيعوا الرسول واولی الامر منکم (النساء: ۵۹)“ کی تعمیل ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے خلاف منشاءے ربانی کتاب اللہ کی معنوی تحریف کی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ”اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ: اطيعوا اللہ واطيعوا الرسول واولی الامر منکم اولوالامر سے مراد جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس

۱۔ تحفہ قیصر یہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی جو ملکہ وکٹوریہ آنجمانی کی شصت سالہ جوہلی کے موقع پر تحفہ یا بالفاظ دیگر خوشامداندہ طریق پر نذر کیا گیا تھا۔

سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہوا۔ یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہ کے مطیع رہیں۔“

قرآن شریف کا منشاء حکام کی اطاعت کا حکم ہے ۱۔ لجاہت ہے۔ یا باطنی بیماری اور بد دیگر یہ کہ جو رعیت لئے خواہ مرزا قادیانی کی طرح عراق، عرب، مصر اور قسطنطنیہ میں تصنیف کر کے ان کے جہاں یہ کوئی امامت و مہدویت ہے مہدویت کا دعویٰ بالکل باطل۔ اس ساری تفصیل

ایک نقشہ بنا کر ایک کالم میں کے اوصاف تحریر کریں تاکہ اشتباہات دور ہو جائیں۔ والا امام مہدی منتظر علیہ السلام ۱۔ نام ۲۔ ولایت

۱۔ مرزا قادیانی گزاری اور وفاداری کا جذبہ شمار کر لیں۔ جو اس میں معاوضہ میں شکر گزاری اور یہ اس حدیث

فی سبیل اللہ (مند احمد)

ے اور اپنے گاؤں میں اپنی اور اپنے عیال اور اپنے مریدوں کی حفاظتی پولیس مانگے۔

نی اپنی عمر کا اکثر حصہ اپنے منصب یعنی مہدی ہو کر امت مرحومہ کو کی شکایتیں کر کے گورنمنٹ انگلشیہ کو ان سے بدظن کرنے میں خرچ ری اور خونی مسیح کے منتظر ہیں ور یہ عقیدے خصر ناک ہیں۔ نیز یہ صب سے میں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ خبر سنائی ہے کہ کوئی نے والا نہیں ہے بلکہ ایک شخص صلح کاری کے ساتھ آنے والا تھا جو ان میولوی مجھ سے بغض رکھتے ہیں اور کافر اور دین سے خارج

عملی بھی یہ ہے کہ وہ امت مرحومہ کو پناہ دینے کی بجائے ان کی فاس سے بدظن کرتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ ان پر سختی کرانا غیر خواہی۔

لمان جو کسی غیر اسلامی حکومت کے ماتحت ہیں۔ قانون ملکی میں کرتے؟۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حکومت اور رعیت کے اور امن و آسائش سے زندگی بسر کرنا امر دیگر ہے اور کسی امر کو اجر و ثواب آخرت کی نیت سے ہوتا ہے۔ امر دیگر ہے اور دی ہے کہ اس ملک کے غیر اسلامی حکام کی اطاعت آیت رسول و اولی الامر منکم (النساء: ۵۹) کی تعمیل ہے۔ نے خلاف منشائے ربانی کتاب اللہ کی معنوی تحریف کی ہے۔ جل شانہ فرماتا ہے کہ: اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و جہمائی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس ام احمد قادیانی جو ملکہ و کٹوریہ آنجہانی کی شصت سالہ جوبلی رین پرنڈر کیا گیا تھا۔

سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے اور وہ ہم میں سے ہے۔ اس لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔“

قرآن شریف کا منشاء اس کے اپنے الفاظ منکم سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں مسلمان حکام کی اطاعت کا حکم ہے ۱۔ اور اس میں کسی غیر مسلم کو داخل کرنا یا تو ظاہری خوشامد اور بناوٹی لجاجت ہے۔ یا باطنی بیماری اور یہ دونوں امر شان امامت کبریٰ اور منصب مہدویت کے منافی ہیں۔ دیگر یہ کہ جو رعیت ہوا سے تو اطاعت کرنی پڑی خواہ ہماری طرح خوش معاملگی کے لئے خواہ مرزا قادیانی کی طرح بناوٹی اعتقاد و مذہب بتانے کے لئے۔ لیکن افغانستان، ایران، عراق، عرب، مصر اور قسطنطنیہ کے مسلمانوں کو بھی یہی سبق دینا اور ان کی مادری زبان فارسی و عربی میں تصنیف کر کے ان کے جہادی جذبات کو متاثر اور اسلامی عمارت کے کنگرے ۲ کو پست کرنا یہ کونسی امامت و مہدویت ہے؟۔ پس مرزا قادیانی کا ان خدمات کے ہوتے امامت کبریٰ اور مہدویت کا دعویٰ بالکل باطل ہے۔

اس ساری تفصیل کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ناظرین کی سہولت کے لئے ایک نقشہ بنا کر ایک کالم میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شان اور دوسرے میں مرزا قادیانی کے اوصاف تحریر کریں تاکہ تعارف الاشیاء باضداد ہمارے حقیقت کھل جائے اور جملہ اشتباہات دور ہو جائیں۔ واللہ ولی التوفیق!

امام مہدی منتظر علیہ السلام کے اوصاف

۱..... نام..... محمد ﷺ
۲..... ولدیت..... عبداللہ

۱۔ مرزا قادیانی نے خوشامد کے لئے ناحق قرآن شریف کی تحریف کی۔ امن کی شکر گزاری اور وفاداری کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ضروری نہیں کہ ہم آیت قرآنی میں ان کو بھی شمار کر لیں۔ جو اس میں داخل نہیں ہیں اور صاف مفہوم قرآنی کو بگاڑ دیں۔ کیونکہ احسان کے معاوضہ میں شکر گزاری اور رعایت معاہدات کی احادیث اس مطلب کے لئے کافی ہیں۔

۲۔ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں جہاد کو ذرۃ سنام الاسلام الجہاد فی سبیل اللہ (مسند احمد ج ۵ ص ۲۳۵) کہا ہے۔ یعنی جہاد اسلام کی لوہاں کا اوپر کا کنگرہ ہے۔

- ۳..... نسب..... سید حسنی حسینی
- ۴..... حلیہ..... گوری رنگت، خوبصورت موٹی آنکھیں۔
- ۵..... سیرت..... بے طمع، فیاض، نرم طبع، نیکو خصال، آنحضرت ﷺ کی سیرت پر حیم و بردبار۔
- ۶..... بیعت..... رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان حرم کعبہ میں جہاد کی بیعت ہوگی اور وہاں سے لشکر تیار کر کے جہاد قائم کریں گے۔
- ۷..... شان..... ملک عرب کا والی اور پھر فاتح عالم "خصوصاً فتح قسطنطنیہ" افواج کفار پر غلبہ پا کر امت مسلمہ کو سیاسی عروج پر پہنچانا اور شریعت محمدیہ کے آئین پر دنیا کا نظم و نسق چلانا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے اوصاف

- ۱..... نام..... غلام احمد
- ۲..... ولدیت..... غلام مرتضیٰ
- ۳..... نسب..... مغل
- ۴..... حلیہ..... سرخی نما سانولہ رنگ کم تعداد اور چھوٹی چھوٹی پلکوں والی چندھیائی ہوئی آنکھیں۔ جو کسی قدر ٹیڑھی بھی تھیں۔ پیشانی ابھری ہوئی جو مذکورہ بالا آنکھوں کو اور بدزیب کر دیتی تھی۔
- ۵..... سیرت..... زودرنج، کینہ دوز، سخت زبان، عام مسلمانوں اور علماء اور مشائخ کو گالیاں دیتے تھے۔ نہایت درجہ کے ملحد، پیری مریدی سے لاکھوں روپے جمع کئے۔ غیر اسلامی حکومت کے ہاں مسلمانوں کی چغلیاں کرنا ان کا خاص مشن تھا۔
- ۶..... بیعت..... حرم کعبہ میں گزر بھی نہیں ہوا۔ اپنے مکان واقعہ قادیان کے گول کمرے میں پیری مریدی کی بیعت لیتے تھے نہ جہاد کی۔
- ۷..... شان..... اس امر میں مرزا قادیانی بالکل صفر ہیں۔ غیر اسلامی حکومت کے ادنیٰ اولیٰ عہدیداروں کے سامنے خوشامدانہ غرضداشتیں کرنا اور ان کی پناہ ڈھونڈنا اور ممانعت جہاد کے رسائل شائع کرنا۔ ان کا کام رہا مسلمانوں کو آزاد اور ممالک از دست

ناظرین! اس نفا
اوصاف و خدمات کے ساتھ
کے ساتھ ہو کر اپنی گئی ہوئی
ڈاکٹر سر محمد اقبال
رفت ازو آن مستی
صحبتش باعصر حد
آن زایراں بو روایہ
تاجہاد و حج نہ م
روح چوں رفت از
سینہ ہا از گر

مہدی برحق

امامت کبریٰ

الہام و آزادی

گوری رنگت، خوبصورت موتی آنکھیں۔

بے طمع، فیاض، نرم طبع، نیکو خصال، آنحضرت ﷺ کی سیرت پر حلیم و بردبار۔

رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان حرم ععبہ میں جہاد کی بیعت ہوگی اور وہاں سے لشکر تیار کر کے جہاد قائم کریں گے۔ ملک عرب کا والی اور پھر فاتح عالم ”خصوصاً فاتح قسطنطنیہ“ افواج کفار پر غلبہ پا کر امت مسلمہ کو سیاسی عروج پر پہنچانا اور شریعت محمدیہ کے آئین پر دنیا کا نظم و نسق چلانا۔

ماف

غلام احمد

غلام مرتضیٰ

مغل

سرخ نما سانولہ رنگ کم تعداد اور چھوٹی چھوٹی پکوں والی چندھیائی ہوئی آنکھیں۔ جو کسی قدر ٹیڑھی بھی تھیں۔ پیشانی ابھری ہوئی جو مذکورہ بالا آنکھوں کو اور بدزیب کر دیتی تھی۔

زور درخ، کینہ دوز، سخت زبان، عام مسلمانوں اور علماء اور مشائخ کو کالیاں دیتے تھے۔ نہایت درجہ کے طعنے، بیری مریدی سے لاکھوں روپے جمع کئے۔ غیر اسلامی حکومت کے ہاں مسلمانوں کی چغلیاں کرنا ان کا خاص مشن تھا۔

حرم ععبہ میں گزر بھی نہیں ہوا۔ اپنے مکان واقعہ قادیان کے گول کمرے میں بیری مریدی کی بیعت لیتے تھے نہ جہاد کی۔ اس امر میں مرزا قادیانی بالکل صفر ہیں۔ غیر اسلامی حکومت کے ادنیٰ ادنیٰ عہدیداروں کے سامنے خوشامدانہ غرضداشتیں کرنا اور ان کی پناہ ڈھونڈنا اور ممانعت جہاد کے رسائل شائع کرنا۔ ان کا کام رہا مسلمانوں کو آزاد اور ممالک از دست

رفتہ کو واپس لینا اور اسلامی شریعت کو نذر کرنا خاص کر قسطنطنیہ کو فتح کرنا کہاں ہوا اور جہاد کی ممانعت سے یہ کام کس طرح ہو سکتا ہے۔

ناظرین! اس نقشہ کی دونوں جانبوں کو نظر میں رکھ کر خود دیکھ لیں کہ کیا مرزا قادیانی ان اوصاف و خدمات کے ساتھ مہدی منتظر ہو سکتے ہیں؟ اور امت مرحومہ ایسے مسیح اور ایسے مہدی کے ساتھ ہو کر اپنی گئی ہوئی عظمت پھر حاصل کر سکتی ہے؟

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب مرحوم نے ایرانی اور قادیانی نبوت کا نقشہ یوں کھینچا ہے کہ:

رفت ازو آن مستی و ذوق و سرور دین او ندر کتاب و اب و گور
صحبش با عصر حاضر در گرفت حرف دیں راز دو پیغمبر گرفت
آن زایران بوروایں ہندی نژاد آن زحج بیگانہ وایں از جہاد
تاجہاد و حج نہ ماند از و احبابات رفت جان از پیکر صوم و صلوة
روح چوں رفت از صلوة و از صیام فرونا هموار و ملت بے نظام
سینہ ہا از گسرمٹے قرآن تہی از جنیں مردار چہ امید بھی
وہ نبوت ہے مسلمان کے لئے بڑے حیش
جس میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

مہدی برحق

دنیا کو ہے اس مہدی برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلہ عالم افکار

امامت کبریٰ

فتنہ ملت بیضا ہے امامت ابن کی
جو مسلمان کو سلاطین کا پرستار کرے

الہام و آزادی

محکوم کے الہام سے اللہ بجائے
عارت گرا توام ہے وہ صورت چنگیز

(ماخوذ از ضرب کلیم)

سرسید صاحب اور مرزا قادیانی ۱۔

ہم چاہتے ہیں کہ اس مقام پر امام مہدی کے متعلق بعض امر میں سرسید صاحب اور مرزا قادیانی کی موافقت و اشتراک اور بعض امر میں ہردو میں فرق بھی بتادیں۔

سو معلوم ہو کہ اس ملک ہندوستان میں انکار مہدی کا مسئلہ سب سے پہلے سرسید صاحب علی گڑھی نے نکالا۔ اس کی ضرورت یہ پڑی کہ سرسید صاحب انگریزوں کے دوست تھے۔ جیسا کہ ان کی زندگی کی مساعی اور خاص کر خطاب سر سے نوازا جانے اور ان کے فرزند ارجمند سید محمود مرحوم کے الہ آباد بانیگورٹ کا جج ہونے اور انڈین نیشنل کانگریس کے مقابلہ میں انگریزوں کی مدد و حمایت کرتے رہنے سے ظاہر ہے۔

ادھر امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی امید میں مسلمانوں کے سینوں میں جوش بھرا رہتا تھا اور ان کے جہادی جذبات ہر دم تازہ رہتے تھے۔ اس سے انگریزوں کو خوف ہو سکتا تھا کہ یہ جنگاری کبھی ناز عظیم نہ بن جائے۔ ۲۔

۱۔ یہ عنوان سکندر آباد کی تقریر میں بیان نہیں ہوا تھا۔ نہ اس وقت مروج تھا۔ اب مضمون کو طبع کانے کے لئے بعض جگہ محو و اثبات کی اور بعض جگہ اختصار و الحاق کی ضرورت پڑی۔ کیونکہ مسودہ کی عبارت ایک دوسرے شخص نے لکھی تھی۔ لکھتے لکھتے یہ عنوان بھی خدا نے دل میں ڈال دیا۔ اس لئے اسے مفید و کارآمد جان کر یہاں الحاق کر دیا گیا۔ مرزا قادیانی سرسید کی موافقت کو بعض جگہ سنا پیش کرتے تھے۔

۲۔ میرا تمام مسلمانوں کی طرح یہی عقیدہ ہے کہ امام مہدی کا ظہور ضرور ہوگا۔ وہ مجاہد و غازی اور صاحب سیف حاکم عادل ہوں گے۔ اور خدا کی مدد سے بھراہی عیسیٰ علیہ السلام قوم مسلمین اور دین اسلام کو سیاسی طور پر سب ادیان پر غالب کر دیں گے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ دیگر قومیں اسلام قبول کر لیں جیسا کہ جنگ شروع کرنے کے پیشتر دعوت الی الاسلام کا حکم ہے۔ اس صورت میں حکومت اور صاحب حکومت قوم میں انقلاب نہیں ہوتا۔ ہاں شاہی قوم کے مذہب میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ جس کا اس قوم کی قوت و سیاست پر کچھ بھی اثر نہیں پڑتا۔ دیگر یہ کہ کوئی قوم خلیفہ اسلام سے برسر پیکار ہو کر مغلوب ہو جائے اور ماتحتی اختیار کر لے۔ اس صورت میں بھی قومی حکومت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اول تو ہمیں یہ معلوم نہیں کہ امام مہدی کے ظہور کے وقت ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت ہوگی۔ یا کس کی؟ اور اگر اس وقت ہو بھی تو یہ معلوم نہیں کہ انگریز صلح سے دین اسلام قبول کر لیں گے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

پس ایسے ضروری وقت انتظار مہدی کے مسئلہ پر اثر ڈالنے کے بھڑکنے کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔ احادیث حالانکہ ان میں سے بعض کو آئمہ محدثین ضعیف بھی کہا ہے۔ لیکن خاص اس سنہ مروی ہے۔ نہ کہ بلحاظ ثبوت مسئلہ کے نام لینا محض ان بزرگوں کی نہیں بلکہ علم سرسید صاحب نے یہ طر

کی وجہ یہ ہے کہ کسی مذہبی اعتقاد پر اثر

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) یا لڑائی سے

قبل از وقت محض درجہ وہم میں ہیں۔

جگوش اسلام ہو جائیں گے۔ کیونکہ

ظہور کا زمانہ ایک ہی ہے اور جہاد و

سے جو (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۲، کتاب

”وان من اهل الکتاب الا لیؤا

السلام کے نزول پر تمام اہل کتاب

کے مسلمان ہو جائیں گے۔ پس قوم

جائیں گے۔ پس امام مہدی کے ظہور

ہے کہ قوم انگریز جو اس وقت عیسائی

علیہ السلام کے وقت اگر اس وقت تک

ترک کسی زمانہ میں بدترین دشمنان

ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ: ”عس

مودۃ واللہ قدیر واللہ غفور

تم میں اور ان لوگوں میں سے بعض

اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے اور اللہ

م پر امام مہدی کے متعلق بعض امر میں سرسید صاحب اور بعض امر میں ہردو میں فرق بھی بتادیں۔

ہندوستان میں انکار مہدی کا مسئلہ سب سے پہلے سرسید ورت یہ پڑی کہ سرسید صاحب انگریزوں کے دوست تھے۔ ان کے خطاب سے نوازا جانے اور ان کے فرزند ارجمند سید بنو نے اور انڈین نیشنل کانگریس کے مقابلہ میں انگریزوں کی

م کے ظہور کی امید میں مسلمانوں کے سینوں میں جوش بھرا دم تازہ رہتے تھے۔ اس سے انگریزوں کو خوف ہو سکتا تھا کہ

نیر میں بیان نہیں ہوا تھا۔ نہ اس وقت سوچا تھا۔ اب مضمون بات کی اور بعض جگہ اختصار والحق کی ضرورت پڑی۔ کیونکہ نے لکھی تھی۔ لکھتے لکھتے یہ عنوان بھی خدا نے دل میں ڈال کر یہاں الحاق کر دیا گیا۔ مرزا قادیانی سرسید کی موافقت کو

طرح یہی عقیدہ ہے کہ امام مہدی کا ظہور ضرور ہوگا۔ وہ مجاہد ہوں گے۔ اور خدا کی مدد سے پھر اہی عیسیٰ علیہ السلام قوم پر سب ادیان پر غالب کر دیں گے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ جیسا کہ جنگ شروع کرنے کے پیشتر دعوت الی الاسلام کا برصاحب حکومت قوم میں انقلاب نہیں ہوتا۔ ہاں شاہی قوم جس کا اس قوم کی قوت و سیاست پر کچھ بھی اثر نہیں پڑتا۔ دیگر بار ہو کر مغلوب ہو جائے اور ماتحتی اختیار کر لے۔ اس صورت نہیں ہوتی۔ اول تو ہمیں یہ معلوم نہیں کہ امام مہدی کے ظہور حکومت ہوگی۔ یا کس کی؟ اور اگر اس وقت ہو بھی تو یہ معلوم کر لیں گے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

پس ایسے سروری وقت میں سرسید صاحب نے مذہبی و علمی تحقیقات کی صورت میں انتظار مہدی کے مسئلہ پر اثر ڈالنے کے لئے یا ان جذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لئے جن سے نارغظیم بھڑکنے کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔ احادیث مہدی پر خامہ فرسائی شروع کی اور ان سب کو ضعیف قرار دیا۔ حالانکہ ان میں سے بعض کو آئمہ محدثین نے صحیح کہا ہے اور بعض کو حسن کہا ہے۔ بے شک بعض کو ضعیف بھی کہا ہے۔ لیکن خاص اس سند کی رو سے اسی روایت کو ضعیف کہا ہے۔ جس سے وہ روایت مروی ہے۔ نہ کہ بلحاظ ثبوت مسئلہ کے۔ یہ وہ آئمہ حدیث ہیں۔ جن کے سامنے سرسید صاحب کا نام لینا محض ان بزرگوں کی نہیں بلکہ علم حدیث کی بھی ہتک اور ناقدر شناسی ہے۔

سرسید صاحب نے یہ طریق کیوں اختیار کیا؟ حالانکہ یہ ان کا منصب نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی مذہبی اعتقاد پر اثر ڈالنے کے لئے لازم ہے کہ اس مسئلہ کے خلاف مذہبی پہلو

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) یا لڑائی سے مغلوب ہو کر ماتحتی اختیار کریں گے۔ بہر حال یہ سب خطرات قبل از وقت محض درجہ و ہم میں ہیں۔ بلکہ ہمارا تو اعتقاد جازم ہے کہ انگریز اس وقت بلا مقابلہ حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں گے۔ کیونکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ ایک ہی ہے اور جہادوں میں ہردو شامل ہوں گے۔ جیسا کہ فتح قسطنطنیہ کی حدیث سے جو (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۲، کتاب الفتن و اشراط الساعۃ) میں مذکور ہے۔ ثابت ہوتا ہے اور آیت ”وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به (النساء: ۱۵۹)“ سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر تمام اہل کتاب یہود و نصاریٰ تمام بدعی کے عقائد چھوڑ کر اور شرک و کفر ترک کر کے مسلمان ہو جائیں گے۔ پس قوم انگریز کے جو اس وقت عیسائی ہیں۔ اس وقت مسلمان ہو جائیں گے۔ پس امام مہدی کے ظہور و عروج سے خائف ہونے کے کوئی معنی نہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ قوم انگریز جو اس وقت عیسائی ہو کر حکومت کرتی ہے۔ امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت اگر اس وقت تک ان کی حکومت قائم رہی تو مسلمان ہو کر حکومت کرتی رہے۔ ترک کسی زمانہ میں بدترین دشمنان اسلام تھے۔ لیکن اب صدیوں سے بہادر ترین محافظین اسلام ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ: ”عسی اللہ ان يجعل بینکم و بین الذین عادیتم منهم مودة واللہ قدیر واللہ غفور رحیم (متحنہ: ۷)“ یعنی مسلمانو! تم امید رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم میں اور ان لوگوں میں سے بعض میں جو اس وقت تمہارے دشمن ہیں دوستی پیدا کر دے گا اور اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم بھی ہے۔

اختیار کیا جائے اور جن دلائل پر اس مذہبی عقیدہ کی بنیاد ہو۔ ان کو علمی شبہات سے عوام کی نظر میں ضعیف کر کے دکھایا جائے۔

سرسید صاحب اس سکیم میں بہت سے نو تعلیم یافتہ لوگوں کے خیالات پلٹنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن چونکہ آپ مذہبی پیشوانہ تھے۔ اس لئے ان کی تحریرات کا اثر آئندہ مساجد اور مسجدوں کے حاضر باش نمازیوں اور عام مسلمانوں پر نہ پڑا۔ بلکہ علمائے وقت نے ان سب شبہات کے دور کرنے میں تحریراً و تقریراً ہر طرح کی سعی کی جو سید صاحب نے پھیلائے تھے اور جن کی حیثیت غلط فہمی اور مغالطہ دہی سے اوپر نہیں تھی۔ ”فجزاھم اللہ عنا خیر الجزاء“

سرسید صاحب کی انہی مساعی جیلہ کے وقت مرزا غلام احمد قادیانی نے نشوونما پایا۔ انہوں نے دیکھا کہ انتظار مہدی کے مسئلہ میں مسلمانوں کے خیالات میں تبدیلی کرنے سے حکومت وقت کی دوستی حاصل ہو سکتی ہے اور ہمارا خاندان جو سابقاً سکھوں کے عہد میں سرکار انگریزی کی خدمات بجالا چکا ہے۔ اب مفلوک الحال ہے۔ اس تدبیر سے زائل شدہ عزت پھر حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے مذہبی پیشوا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ عوام اور مذہبی طبقہ میں بھی قبولیت ہو سکے۔ کیونکہ یہ کوشش کرنا کہ مہدی کا عقیدہ ایک فرضی اور وہمی بات ہے۔ مسلمانوں کے دلوں سے نکالنا نہایت مشکل امر ہے۔ اس لئے انہوں نے اس سکیم کی شکل ہی تبدیل کر دینی چاہی اور سیالکوٹ سے انگریزی ملازمت جو نہایت حقیر سی یعنی چند روپے ماہوار کی تھی ترک کر کے اپنے گاؤں قادیان (ضلع گورداسپور) میں چلے گئے اور مذہبی لائن اختیار کر لی۔

اور مذہبی کتب و رسالے اور شدہ شدہ الہامات و بیعت کے اشتہارات چھپوانے شروع کر دیئے۔ جن کی وجہ سے آئندہ مساجد اور مسجدوں کے حاضر باش نمازی اور مذہبی مذاق رکھنے والے بعض نو تعلیم یافتہ لوگوں اور عوام میں رسوخ ہو گیا اور لوگ مرید ہونے لگ پڑے۔

جب مرزا قادیانی پیری مریدی کی سکیم میں کامیاب ہو گیا تو چند سال بعد مہدویت و عیسویت و مجددیت کا دعویٰ بھی کر دیا۔ بایں طور کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ امام مہدی پیدا ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور ہر صدی کے سر پر ایک مجدد ہوتا ہے۔ سب کچھ درست ہے۔ لیکن اس صورت میں نہیں جس طرح مسلمان مانتے ہیں۔ بلکہ اس صورت

۱۔ ممکن ہے کہ سیالکوٹ کی ملازمت کے ایام میں یہ منصوبہ گانٹھا گیا ہو۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا اپنے مشن کو گورنمنٹ کا خود کاشتہ پودا قرار دینا اس کی شہادت میں پیش ہو سکتا ہے۔

میں کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے بلکہ وہی مثیل مسیح امام مہدی بھی ہو اور اس صدی کا مجدد بھی میں ہی السلام اور امام مہدی غازی و مجاہد مہدی ہوں اور گورنمنٹ انگلشیہ امن ملا ہے جو بلد اللہ الامین شہر مدینہ منورہ میں نہیں مل سکتا اور ہے اور دنیا کے لئے خطرناک ہے

مرزا قادیانی کی یہ سکیم س اول! اس وجہ سے سید السلام کو فوت شدہ کہہ کر ہمیشہ کے متعلق ہیں۔ بیان قرآنی کے خلاف السلام کا ذکر ہے وہ اسی عیسیٰ علیہ السلام، روح اللہ اور رسول اللہ کہاں السلام کے یہی نام وارد ہوئے ہیں گنجائش نہیں ہے۔ پس وہ جس کا لئے دنیا میں واپس نہیں آتے تو وہ عقل و نقل قرآنی ہونے کی وجہ سے کے دہن مبارک سے نکلی ہوئی ہیں رسول اللہ ﷺ کے کلام کو معنوی طور پر پس جب اصل نہیں آ ہے اور ظہور مہدی کی احادیث کو کہ لے یہ مرزا قادیانی کی تہوچکی ہیں۔

پر اس مذہبی عقیدہ کی بنیاد ہو۔ ان کو علمی شبہات سے عوام کی نظر میں

سکیم میں بہت سے نو تعلیم یافتہ لوگوں کے خیالات پلٹنے میں کامیاب
پیشوا نہ تھے۔ اس لئے ان کی تحریرات کا اثر آئمہ مساجد اور مسجدوں
میں مسلمانوں پر نہ پڑا۔ بلکہ علمائے وقت نے ان سب شبہات کے دور
ح کی سعی کی جو سید صاحب نے پھیلانے تھے اور جن کی حیثیت غلط
تھی۔ ”فجزاهم اللہ عنا خیر الجزاء“

انہی مساعی جیلہ کے وقت مرزا غلام احمد قادیانی نے نشوونما پایا۔
مدی کے مسئلہ میں مسلمانوں کے خیالات میں تبدیلی کرنے سے
ہو سکتی ہے اور ہمارا خاندان جو سابقاً سکھوں کے عہد میں سرکار
ہے۔ اب مفلوک الحال ہے۔ اس تدبیر سے زائل شدہ عزت پھر
لے لئے مذہبی پیشوا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ عوام اور مذہبی طبقہ میں بھی
کرنا کہ مہدی کا عقیدہ ایک فرضی اور وہمی بات ہے۔ مسلمانوں کے
رہے۔ اس لئے انہوں نے اس سکیم کی شکل ہی تبدیل کر دینی چاہی
مت جو نہایت حقیر سی یعنی پندرہ روپے ماہوار کی تھی ترک کر کے
اسپور) میں چلے گئے اور مذہبی لائن اختیار کر لی۔

لے اور شدہ شدہ الہامات و بیعت کے اشتہارات چھپوانے شروع
مساجد اور مسجدوں کے حاضر باش نمازی اور مذہبی مذاق رکھنے
عوام میں رسوخ ہو گیا اور لوگ مرید ہونے لگ پڑے۔

یری مریدی کی سکیم میں کامیاب ہو گیا تو چند سال بعد مہدویت
مرد پایا۔ بایں طور کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ امام مہدی پیدا ہوں گے
ن سے نازل ہوں گے اور ہر صدی کے سر پر ایک مجدد ہوتا ہے۔
سورت میں نہیں جس طرح مسلمان مانتے ہیں۔ بلکہ اس صورت

ملکوت کی ملازمت کے ایام میں یہ منصوبہ گانٹھا گیا ہو۔ چنانچہ
مٹ کا خود کا شتہ پودا قرار دینا اس کی شہادت میں پیش ہو سکتا ہے۔

میں کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے ان کا مثیل مراد ہے اور مہدی بھی کوئی الگ شخص نہیں ہوگا۔
بلکہ وہی مثیل مسیح امام مہدی بھی ہوگا۔ یعنی ایک ہی شخص دو صفتوں کا مالک ہوگا اور وہ میں ہوں
اور اس صدی کا مجدد بھی میں ہی ہوں اور جیسا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ
السلام اور امام مہدی غازی و مجاہد ہوں گے۔ یہ بھی غلط ہے۔ میں امن پسند مسیح اور بے ہتھیار
مہدی ہوں اور گورنمنٹ انگلشیہ کی نصرت میرا فرض ہے۔ کیونکہ مجھے ان کی سلطنت میں وہ
امن ملا ہے جو بلسد اللہ الامین یعنی خدا کے امن والے شہر مکہ شریف اور رسول اللہ ﷺ کے
شہر مدینہ منورہ میں نہیں مل سکتا اور یہ بات کہ کوئی خونی مہدی اور خونی مسیح آئے گا۔ بالکل باطل
ہے اور دنیا کے لئے خطرناک ہے۔

مرزا قادیانی کی یہ سکیم سید صاحب کے مقابلہ میں بدو وجہ چل نکلی۔

اول! اس وجہ سے سید صاحب نے محض تخریبی کام کیا تھا۔ یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کو فوت شدہ کہہ کر ہمیشہ کے لئے رخصت کر دیا اور ان احادیث کو جو نزول مسیح علیہ السلام کے
متعلق ہیں۔ بیان قرآنی کے خلاف سمجھ کر اعتبار سے گرا دیا۔ کیونکہ احادیث جن میں نزول مسیح علیہ
السلام کا ذکر ہے وہ اسی عیسیٰ علیہ السلام کی بابت خبر دیتی ہیں۔ جسے قرآن کریم میں عیسیٰ مسیح، ابن
مریم، روح اللہ اور رسول اللہ کہا گیا ہے۔ کیونکہ مختلف احادیث نزول میں آنے والے مسیح علیہ
السلام کے یہی نام وارد ہوئے ہیں اور ان کے ہوتے کسی غیر کے لئے مثیل بن کر دعویٰ کرنے کی
گنجائش نہیں ہے۔ پس وہ جس کا احادیث میں ذکر ہے جب فوت ہو چکا ہے اور فوت شدہ عمل کے
لئے دنیا میں واپس نہیں آتے تو وہ جملہ احادیث جن میں نزول مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے۔ خلاف
عقل و نقل قرآنی ہونے کی وجہ سے قابل اعتبار نہیں ہیں اور اگر واقعی وہ احادیث آنحضرت ﷺ
کے دہن مبارک سے نکلی ہوئی ہیں تو ان سے سوائے اصلی مسیح علیہ السلام کے کوئی نقلی مسیح مراد لینا
رسول اللہ ﷺ کے کلام کو معنوی طور محرف کرنا ہے۔ جو سراسر گمراہی ہے۔

پس جب اصل نہیں آ سکتا اور مثیل ہو کر دعوے کرنے کی گنجائش ہی نہیں تو یہ بھی باطل
ہے اور ظہور مہدی کی احادیث کو جب سید صاحب نے ساقط الاعتبار قرار دے دیا ہے تو کسی

۱۔ یہ مرزا قادیانی کی تقریر کا خلاصہ ہے۔ جن میں بعض حوالہ جات سابقاً لفظ بہ لفظ نقل
ہو چکی ہیں۔

غازی، مہدی یا خوشامدی مہدی کا انتظار عبث و بیکار ہے۔

مگر سید صاحب کے ایسے بیانات عام مسلمانوں میں موثر نہ ہوئے۔ کیونکہ جن عقائد کو مسلمان قرآن و حدیث کی شہادت کے علاوہ بطریق توارث ابا عن جد اور نسلًا بعد نسل سلف امت صحابہ و خیار تابعین سے لے کر اپنے زمانہ تک بلا اختلاف مشرق و مغرب کے مسلمانوں میں مسلم پاتے آئے ہیں۔ ان عقائد کو مرسید صاحب کے بیانات سے کیسے چھوڑ دیں۔ جن کی حقیقت شہادت و وساوس کے سوا کچھ بھی نہیں اور جن کا علم ان علمائے متقدمین و متاخرین کے سامنے نام لینے کے قابل بھی نہیں ہے۔

لیکن مرزا قادیانی نے سید صاحب کے مقابلہ میں گورنمنٹی خدمات کے انجام دینے میں تخریب و تعمیر ہر دو طرح کے کام کئے۔ تخریب میں تو وہ سید صاحب کے نقش قدم پر چلے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ تو فوت ہو چکے ہیں اور وہ دوبارہ نہیں آسکتے اور حسنی و حسینی مہدی جس کا مسلمانوں کو انتظار ہے کہ وہ مسلمانوں کے از دست رفتہ ممالک کو فتح کر کے پھر زیر نگیں اسلام کر دے گا۔ بالکل غلط ہے۔ لیکن تعمیری کام میں مرزا قادیانی سید صاحب سے بالکل الگ چال چلے بلکہ اس کے موجد بنے کہ یوں کہا کہ ہاں احادیث میں جو ذکر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو ان کا مصداق میں ہوں اور حضرت مسیح کے نام پر اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ امت محمدیہ کو جو یہودی صفت ہو گئی ہے۔ راہ راست پر لاؤں اور گورنمنٹ انگلشیہ کی جس کا مذہب عیسویت ہے۔ سچی اطاعت سکھاؤں۔ چنانچہ مرزا قادیانی تحفہ قیصریہ کے نہایت شروع میں لکھتے ہیں کہ:

”یہ عریضہ مبارکہادی اس شخص کی طرف سے ہے جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھوڑانے کے لئے آیا ہے۔ اور اپنے بادشاہ ۲ (ملکہ معظمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں۔ سچی اطاعت کا طریق ۳ سمجھائے۔“ (تحفہ قیصریہ ص ۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۳)

۱۔ یہ تقریر سید صاحب کے طریق استدلال کی تصویر ہے۔ جس میں انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی رفع و حیات سماوی کی آیات اور احادیث نزول کو ساقط الاعتبار کرنے میں بوجہ فساد عقیدہ و قلت علم سخت غلطی کھائی ہے۔

۲۔ قادیانی سلطان القلم مؤنث (ملکہ معظمہ) کے لئے الفاظ اپنے بادشاہ لکھتے ہیں۔ لفظ اپنے بھی مذکور اور بادشاہ بھی مذکور یہ عریضہ یا تحفہ ملکہ معظمہ و کور یہ آنجہانی کے جشن شصت سالہ پر پیش کیا گیا تھا۔ (بقیہ حاشیہ نمبر ۳، اگلے صفحہ پر)

اور ظہور مہدی کی گذر کر گورنمنٹ کو بھی سخت دکھا کہ مہدی بھی میں ہی ہوں بالکل بے دست و پا ہوں۔ کیونکہ

نیز یہ کہا کہ: ”ایسے کے دلوں میں جما ہوا ہے اور حدیثیں موضوع اور بے اصل ہیں پس جب وہ تمام (معاذ اللہ) موضوع ہیں تو احادیث اس امر پر متفق ہیں اولاد میں سے ہوں گے۔ ہیں اور بعض حسن ہیں۔ پس نتیجہ تو یہ چاہئے کہ مہدی کے لئے مہدی مرزا قادیانی کے لئے مہدی مذکور نہیں کہ وہ مہدی کوئی مغربی

(بقیہ حاشیہ نمبر ۳ گذشتہ صفحہ)

ہے۔ مسلمانوں کو سبق دینے یعنی ذلیل طریق سے خوشامد کر کے اپنے اکرام کی خواہش

مہدویت و امامت کبریٰ کے

۱۔ امام ترمذی

کر کے ان دونوں کو حسن

حدیث روایت کر کے اس

مقابلہ میں مرزا جی کا احاد

زمین میں ہے اور نہ آسمان

میں موثر نہ ہوئے۔ کیونکہ جن عقائد
میں تواتر ابا عن جد اور نسل بعد
و تابعین سے لے کر اپنے زمانہ تک بلا اختلاف مشرق
و مغرب میں آئے ہیں۔ ان عقائد کو مرید صاحب کے بیانات سے کیے
دوسروں کے سوا کچھ بھی نہیں اور جن کا علم ان علمائے متقدمین
قابل بھی نہیں ہے۔

سید صاحب کے مقابلہ میں گورنمنٹی خدمات کے انجام دینے
م کئے۔ تخریب میں تو وہ سید صاحب کے نقش قدم پر چلے کہ
ت ہو چکے ہیں اور وہ دوبارہ نہیں آسکتے اور حسنی و حسینی مہدی
مسلمانوں کے ازدست رفتہ ممالک کو فتح کر کے پھر زیر نگین
لیکن تعمیری کام میں مرزا قادیانی سید صاحب سے بالکل الگ
یوں کہا کہ ہاں احادیث میں جو ذکر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
اور حضرت مسیح کے نام پر اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ امت محمدیہ
است پر لاؤں اور گورنمنٹ انگلشیہ کی جس کا مذہب عیسویت
مرزا قادیانی تحفہ قیصریہ کے نہایت شروع میں لکھتے ہیں کہ:

شخص کی طرف سے ہے جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح
لئے آیا ہے..... اور اپنے بادشاہ جملہ ملکہ معظمہ سے جس کی وہ
سمجھائے۔“ (تحفہ قیصریہ ص ۱۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۳)

طریق استدلال کی تصویر ہے۔ جس میں انہوں نے عیسیٰ
بیانات اور احادیث نزول کو ساقط الاعتبار کرنے میں بوجہ فساد

ونٹ (ملکہ معظمہ) کے لئے الفاظ اپنے بادشاہ لکھتے ہیں۔
عریضہ یا تحفہ ملکہ معظمہ و کٹوریہ آنجہانی کے جشن شصت سالہ
(بقیہ حاشیہ نمبر ۱۳، اگلے صفحہ پر)

اور ظہور مہدی کی احادیث کے مصداق بھی خود بدولت بنے اور اس میں مسلمانوں سے
گزر کر گورنمنٹ کو بھی سخت دھوکا دیا اور اپنے مریدوں کی آنکھوں میں بھی نمک چھڑک دیا۔ جو یہ
کہا کہ مہدی بھی میں ہی ہوں۔ لیکن غازی اور مجاہد نہیں ہوں۔ امام زمان بھی میں ہی ہوں۔ لیکن
بالکل بے دست و پا ہوں۔ کیونکہ وہ روحانی طور پر محمدی فوجوں کا سپہ سالار ہوتا ہے۔

(رسالہ ضرورت ۱، ص ۶، خزائن ج ۱۳ ص ۴۷۷)

نیز یہ کہا کہ: ”ایسے مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے جو نادانی اور دھوکہ سے مسلمانوں
کے دلوں میں جما ہوا ہے اور سچ یہ ہے کہ بنی فاطمہ سے کوئی مہدی آنے والا نہیں اور ایسی تمام
حدیثیں موضوع اور بے اصل اور بناوٹی ہیں۔“ (کشف الغطاء ص ۱۲، خزائن ج ۱۲ ص ۱۹۳)

پس جب وہ تمام احادیث جن میں مہدی کے بنی فاطمہ میں سے ہونے کا ذکر ہے۔
(معاذ اللہ) موضوع ہیں تو مرزا قادیانی کے دعوے کی بنیاد کن احادیث پر ہے؟۔ جملہ صحیح
احادیث اس امر پر متفق ہیں کہ مہدی منتظر خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی
اولاد میں سے ہوں گے۔ اس امر میں کوئی اختلاف نہیں۔ بعض ان احادیث میں سے صحیح
ہیں اور بعض حسن ہیں۔ پس اگر یہ سب احادیث موضوع اور بے اصل اور بے بنیاد ہیں تو اس کا
نتیجہ تو یہ چاہئے کہ مہدی کے ظہور کا مسئلہ ہی بے بنیاد اور بے اصل اور بناوٹی ہو۔ اس کے بعد
مرزا قادیانی کے لئے مہدی بننے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ کسی حدیث صحیح میں یہ
مذکور نہیں کہ وہ مہدی کوئی مغل بچہ ہوگا۔

(بقیہ حاشیہ نمبر ۳ گذشتہ صفحہ) سچ شاہ وقت کے ان قوانین میں جن میں مذہبی امور میں مداخلت نہیں
ہے۔ مسلمانوں کو سبق دینے کی ضرورت نہیں ہے اور جو خصوصی طریق مرزا قادیانی سمجھاتے ہیں
یعنی ذلیل طریق سے خوشامد و لجاجت کر کے مطلب برآری کرنا اور قوم مسلمین کی چغلی اور بدخواہی
کر کے اپنے اکرام کی خواہش کرنا سو یہ طریق شرافت خودداری سے بعید اور بالخصوص دعوے
مہدویت و امامت کبریٰ کے منافی ہے۔

۱۔ امام ترمذی نے امام مہدی کے اہل بیت میں سے ہونے کی حدیث دو طریق ذکر
کر کے ان دونوں کو حسن صحیح کہا اور امام حاکم نے آنحضرت رسول اللہ ﷺ میں سے ہونے کی
حدیث روایت کر کے اسے صحیح کہا۔ اسی طرح دیگر آئمہ حدیث کے بھی اقوال ہیں۔ ان کے
مقابلہ میں مرزا جی کا احادیث مہدی کو موضوع کہنا اس شے کی طرح ہے جیسے کہتے ہیں کہ وہ نہ
زمین میں ہے اور نہ آسمان میں۔

دوسری! وجہ سید صاحب کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی کامیابی کی یہ ہوئی کہ سید صاحب مذہبی پیشوائ نہیں تھے۔ وہ گورنمنٹ کے زیر سایہ مسلمانوں کی دنیوی ترقی کے خواہاں تھے۔ تخت دہلی کی شان و شوکت بھی ان کی نظر میں تھی اور زمانہ غدر میں جو مسلمانوں کا نقصان ہوا اس کو بھی انہوں نے آنکھوں سے دیکھا تھا اور آئندہ گورنمنٹ کے خدشات کو بھی سمجھتے تھے۔ حالات کو مساعد نہ جانتے ہوئے انہوں نے یہ راہ اختیار کی اور اسی طریق سے مسلمانوں کی بگڑی حالت کو سنوارنے لگے۔ لیکن چونکہ انہوں نے بعض اعتقادی امور میں مسلمانوں سے اختلاف کیا۔ اس لئے وہ ایسی صورت میں نہ تو گورنمنٹ کی پوری خدمت کر سکے اور نہ عوام مسلمانوں میں قبولیت حاصل کر سکے۔

لیکن مرزا قادیانی نے اس شطرنج کی چال ہی بدل دی اور مذہبی پیشوائی کا چولہ پہن کر اور امام مہدی کی سیاسی حیثیت کا انکار کر کے خود مہدی بن گئے۔ اس لئے انہوں نے دونوں کام ایک ہی ہاتھ سے کر دکھائے۔ یعنی گورنمنٹ کو بھی راضی کر لیا اور لوگوں کے اذبان کو امام مہدی کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف مصروف کر لیا اور خود اسن پسندی کا خیالی جامہ پہن کر موقوفی جہاد کا اعلان کر دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ“ (انفال: ۳۹)۔

لیکن سید صاحب اور مرزا قادیانی کی روش میں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے۔ وہ یہ کہ سید صاحب بیشک انگریزوں کے دوست تھے۔ لیکن مسلمانوں کے دلی خیر خواہ بھی تھے۔ وہ لجاجت پسند اور خوشامدی بھی نہ تھے اور مبتذل طریقوں سے منت سماجت کرنے والے بھی نہ تھے۔ انہوں نے انگریزوں کے سامنے اسلامی عظمت و وقار کو برابر قائم رکھا اور قوم کے عروج کا خیال آخری دم تک ان کے دل و دماغ میں رہا۔ لیکن مرزا قادیانی نے اس کے برخلاف انگریزوں کی دوستی خوشامد کے رنگ میں کی اور اسلامی عظمت و وقار کو کھود یا اور اپنی غرض کے لئے غلط تحریروں سے گورنمنٹ انگلشیہ کو قوم مسلمین سے بدظن کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی اور اس میں نہ تو کذب و افتراء سے پرہیز کی اور نہ خوشامد و لجاجت سے بچے۔ اسلوب بیان سے واقف اور سخن شناس احباب قادیانی مسیح دوران، مہدی زمان اور امام اور ان کے منقولہ بالا کلام لجاجت التیام پر دوبارہ نظر ڈالیں گے تو خدا کے فضل سے ہمارے بیان کی تصدیق کریں گے۔ جس کے اتنے بڑے دعوے ہوں۔ وہ قلبی

۱۔ اگر سید صاحب مذہبی امور میں دخل نہ دیتے تو مسلمانوں کے لئے بے نظیر ثابت ہوئے۔

ارادہ مندی سے ایک دنیوی حکومت
فرض تجنیز جوش اور سد ثغور اسلام
سامنے نہایت گرے ہوئے الفا
ساری خوشامدانہ سعی اور قوم مسلم
ایسی مبتذل حرکتیں نہیں کر سکتے
کرتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ
ص ۴۷۱) ”یعنی مومن اپنے آپ
اخو المسلم لا یظلمہ و
الخلق“ ”یعنی مسلمان مسلمان
ہے کہ وہ اس پر ظلم کرے۔ قاد
کئے اپنے آپ کو خوشامد و منت
گورنمنٹ کو ان کی طرف سے
دور ہی سے سلام کہتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے دلائل
مرزا قادیانی کے
مطلب سیدھا کر لیتے تھے۔
مطابق قواعد ہونا ان کے نزد
شکوہ و شبہات پیدا کر لینے
ہوائی اور خیالی قلعے بنا لینے
مہدویت ہیں۔

چنانچہ ان کی چوٹی
ص ۲۹۲، باب شدة الزما
چونکہ مابعد ولت
کہ یہ حدیث باتفاق آئمہ

ب کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی کامیابی کی یہ ہوئی کہ سید گورنمنٹ کے زیر سایہ مسلمانوں کی دنیوی ترقی کے خواہاں بھی ان کی نظر میں تھی اور زمانہ غدر میں جو مسلمانوں کا نقصان ہوا سے دیکھا تھا اور آئندہ گورنمنٹ کے خدشات کو بھی سمجھتے ہوئے انہوں نے یہ راہ اختیار کی اور اسی طریق سے مسلمانوں کو گورنمنٹ کو بھی انہوں نے بعض اعتقادی امور میں مسلمانوں سے رشتہ میں نہ تو گورنمنٹ کی پوری خدمت کر سکے اور نہ عوام کو گورنمنٹ سے دور رکھ سکے۔

اس طرح کی چال ہی بدل دی اور مذہبی پیشوائی کا چولہا پہن کر کار کر کے خود مہدی بن گئے۔ اس لئے انہوں نے دونوں کام گورنمنٹ کو بھی راضی کر لیا اور لوگوں کے اذہان کو امام مہدی کی طرف متوجہ کر لیا اور خود امن پسندی کا خیالی جامہ پہن کر موقوفی جہاد کا ہے کہ: ”وقاتلوہم حتی لا نکون فتنۃ ویکون

مرزا قادیانی کی روش میں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے۔ وہ یہ کہ مہدی بننے کے لئے مسلمانوں کے دلی خیر خواہ بھی تھے۔ وہ لی جت سے طریقوں سے منت سماجت کرنے والے بھی نہ تھے۔ انہوں نے دو قار کو برابر قائم رکھا اور قوم کے عروج کا خیال آخری دم مرزا قادیانی نے اس کے برخلاف انگریزوں کی دوستی خوشامد قار کو کھود یا اور اپنی غرض کے لئے غلط تحریروں سے گورنمنٹ کے لئے ہر ممکن کوشش کی اور اس میں نہ تو کذب و افتراء سے بچے۔ اسلوب بیان سے واقف اور سخن شناس احباب قادیانی کے منقولہ بالا کلام لجاجت التیام پر دوبارہ نظر ڈالیں گے تو یقین کریں گے۔ جس کے اتنے بڑے دعوت ہوں۔ وہ قلبی میں دخل نہ دیتے تو مسلمانوں کے لئے بے نظیر ثابت ہوئے۔

ارادتمندی سے ایک دنیوی حکومت کے سامنے اتنا مبتذل نہیں ہو سکتا اور خلافت کبریٰ کا مدعی جس کا فرض تجہیز و تہیہ اور سد شیعہ اسلام ہے۔ وہ ایک غیر اسلامی حکومت کے ادنیٰ ادنیٰ ملازموں کے سامنے نہایت گرے ہوئے الفاظ میں عجزانہ عرضداشتیں نہیں کذا سکتا۔ بس مرزا قادیانی کی ہماری خوشامد سعی اور قوم مسلمین کی بدخواہی پر یہی اعتراض ہے کہ آپ ان دعاوی کے ساتھ ایسی مبتذل حرکتیں نہیں کر سکتے۔ ورنہ عام دنیا دار لوگ حکام وقت کے سامنے خوشامدیں کیا ہی کرتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ: ”لا ینبغی للمؤمن أن ینذل نفسه (مجمع البحار ج ۵ ص ۴۷۱)“ یعنی مومن اپنے آپ کو ذلیل نہیں کرتا۔ نیز حدیث صحیح میں ہے کہ: ”المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلّمہ (مشکوٰۃ ص ۴۲۲، باب الشفقة والرحمة علی الخلق)“ یعنی مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ تو وہ اس پر خود ظلم کرتا ہے اور نہ اسے کسی کے سپرد کرتا ہے کہ وہ اس پر ظلم کرے۔ قادیانی امام و مہدی و مجدد و مسیح نے یعنی مرزا قادیانی نے یہ دونوں کام کئے اپنے آپ کو خوشامد و منت و سماجت کا خوگیر بھی بنایا اور مسلمانوں کی جھوٹی چغلیاں کر کے گورنمنٹ کو ان کی طرف سے بدظن کرنا بھی چاہا۔ پس ایسے امام زمان اور مہدی دوران کو مسلمان دور ہی سے سلام کہتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے دلائل مہدویت

مرزا قادیانی کے دلائل عموماً طمع سازی کے ہوتے ہیں۔ جس طرح بن پڑے اپنا مطلب سیدھا کر لیتے تھے۔ کسی روایت کا صحیح ہونا یا اس معنی کا درست ہونا یا طریق استدلال کا مطابق قواعد ہونا ان کے نزدیک ضروری نہیں تھا۔ اپنے مطلب کے خلاف سچی سے سچی بات میں شکوک و شبہات پیدا کر لینے اور اپنے مطلب کی جھوٹی سے جھوٹی بات کی تائید و تقویت کے لئے ہوائی اور خیالی قلعے بنا لینے ان کے بائیں ہاتھ کے کھیل تھے۔ اس قبیل سے ان کے دلائل مہدویت ہیں۔

چنانچہ ان کی چوٹی کی دلیل یہ روایت ہے کہ: ”لا مہدی الا عیسیٰ (ابن ماجہ ص ۲۹۲، باب شدۃ الزمان)“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی دیگر مہدی نہیں۔

چونکہ مابعد وست عیسیٰ موعود ہیں۔ اس لئے ہمارے سوا کوئی دیگر مہدی نہیں ہوگا۔ ہر چند کہ یہ حدیث باتفاق آئمہ حدیث ناقابل اعتبار ہے۔ پھر بھی مرزا قادیانی اپنے مطلب کے لئے

اس کی ہوا اس طرح باندھتے ہیں۔ مہدی کی حدیثیں سب ناقابل اعتبار اور قرآن شریف کے خلاف ہیں۔ ان میں اگر صحیح حدیث ہے تو یہی ہے کہ: ”لا مہدی الا عیسیٰ (اخبار الحکم ۲۳ جولائی ۱۹۰۰ء ص ۵ کالم: ۳)“ جن احادیث کو محدثین صحیح و حسن کہیں وہ مرزا قادیانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتبار اور جس کو تمام محدثین بالاتفاق ناقابل اعتبار کہیں اور مرزا قادیانی کا کام بنتا ہو وہ صحیح۔ سبحان اللہ!

اس کا جواب اول تو یہ ہے کہ یہ روایت باتفاق آئمہ حدیث ناقابل اعتبار ہے۔ کسی نے اسے موضوع کہا۔ کسی نے منکر قرار دیا اور کسی نے ضعیف۔ سب سے پہلے خود امام حاکم صاحب کتاب کا فیصلہ سنئے۔ جو مستدرک میں اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ ”میں نے اس روایت کو اس کتاب میں اس کی (بے اعتباری کی) علت معلوم کر کے از روئے تعجب ذکر کیا ہے۔ نہ کہ شیخین (امام بخاری و مسلم کی کتابوں) پر استدراک کے لئے۔ کیونکہ اس مقام پر اس سے زیادہ لائق ذکر امام سفیان، امام شعبہ اور امام زائدہ وغیرہم آئمہ مسلمین کی حدیث ہے۔ جو عبد اللہ بن مسعود سے اس طرح مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (دنیا کے بقاء کے) دن اور رات نہ گزریں گے۔ حتیٰ کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ہوگا۔ جس کا نام میرے نام پر (محمد) اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر (عبد اللہ) ہوگا۔ وہ زمین کو انصاف و عدل سے بھر دے گا۔ جس طرح کہ وہ زیادتی اور ظلم سے بھری ہوگی۔“

(مستدرک ج ۵ ص ۶۳۰، حدیث نمبر ۸۴۱۳)

توضیح امام حاکم کی اس سے یہ غرض ہے کہ احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو الگ الگ اشخاص ہیں اور اس روایت سے امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی شخص معلوم ہوتا ہے۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسرائیلی ہیں نہ کہ آل محمد ﷺ۔ اس لئے یہ روایت قطعاً ناقابل اعتبار ہے۔

۲..... اسی طرح شیخ محمد طاہر (مجمع البحار ج ۵ ص ۲۴۷) میں نقل فرماتے ہیں کہ: ”لا

مہدی الا عیسیٰ موضوع“ یعنی روایت لا مہدی الا عیسیٰ بناوٹی ہے۔

۳..... اس روایت کے راویوں میں سے ایک راوی محمد بن خالد جندی ہے۔ امام

ذہبی (میزان الاعتدال ج ۶ ص ۱۳۲، طبع بیروت) میں اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ: ”قال الاذی

منکر الحدیث،

منکر حدیثیں روایت کیا

اس کے ہا

عیسیٰ کی نسبت لکھتے ہیں

اخرجه ابن ماجہ

الا عیسیٰ بن مر

بعد امام ذہبی نے اس

نا قابل اعتبار قرار دیا۔

امام ابن

ص ۱۶۴) فرماتے ہیں کہ

ابن ماجہ ضعیف

۴.....

امام مہدی کا انکار کیا

روایت لا مہدی

”وبالجملة فال

بیروت)“، یعنی

روایت کرنے کے

۵.....

کے اقوال اس روایت

دوسری دلیل

مرزا قادیانی

ہمارے مہدی کی دو

ہوئیں کہ چاند کو گرہ

ہیں۔ مہدی کی حدیثیں سب ناقابل اعتبار اور قرآن شریف کے بٹ ہے تو یہی ہے کہ: ”لا مہدی الا عیسیٰ (اخبار الحکم لم: ۳)“ جن احادیث کو محدثین صحیح و حسن کہیں وہ مرزا قادیانی کے اعتبار اور جس کو تمام محدثین بالاتفاق ناقابل اعتبار کہیں اور سبحان اللہ!

یہ ہے کہ یہ روایت باتفاق آئمہ حدیث ناقابل اعتبار ہے۔ کسی منکر قرار دیا اور کسی نے ضعیف۔ سب سے پہلے خود امام حاکم متدرک میں اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

ت کو اس کتاب میں اس کی (بے اعتباری کی) علت معوم کر کے شیخین (امام بخاری و مسلم کی کتابوں) پر استدراک کے لئے۔ لائق ذکر امام سفیان، امام شعبہ اور امام زائدہ وغیرہم آئمہ مسلمین نوڈ سے اس طرح مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (دنیا میں گئے۔ حتیٰ کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ہوگا۔ جس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر (عبداللہ) ہوگا۔ وہ ہوگا۔ جس طرح کہ وہ زیادتی اور ظلم سے بھری ہوگی۔“

(متدرک ج ۵ ص ۶۳۰، حدیث نمبر ۸۴۱۳)

سے یہ غرض ہے کہ احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ امام مہدی الگ اشخاص ہیں اور اس روایت سے امام مہدی اور عیسیٰ علیہ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسرائیلی ہیں نہ کہ آل محمد ﷺ۔ اس

نسخ محمد طاہر (مجمع البحار ج ۵ ص ۲۴۷) میں نقل فرماتے ہیں کہ: ”لا فی روایت لا مہدی الا عیسیٰ بناوٹی ہے۔

کے راویوں میں سے ایک راوی محمد بن خالد جندی ہے۔ امام بیروت) میں اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ: ”قال الا ذی

منکر الحدیث ۰ قال ابو عبد اللہ الحاکم مجهول“ یعنی امام ازدی نے کہا کہ یہ راوی منکر حدیثیں روایت کیا کرتا ہے اور امام حاکم نے کہا کہ یہ راوی مجہول ہے۔

اس کے بعد امام ذہبیؒ اسی راوی محمد بن خالد جندی کی خاص اسی روایت لا مہدی الا عیسیٰ کی نسبت لکھتے ہیں کہ: ”حدیثہ لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم وهو خبر منکر اخرجہ ابن ماجہ“ یعنی اس راوی (محمد بن خالد جندی) کی روایت کردہ حدیث لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم اور وہ منکر روایت ہے۔ اسے امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اس کے بعد امام ذہبیؒ نے اس روایت کے منقطع ہونے کے وجوہ مفصل لکھے ہیں۔ غرض اسے ہر طرح ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔

امام ابن تیمیہؒ جن کو سب مرزائی ساتویں صدی کا مجدد مانتے ہیں (مسل مصنفی ج ۱ ص ۱۶۴) فرماتے ہیں کہ: ”والحدیث الذی فیہ لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم رواہ ابن ماجہ ضعیف (منہاج السنۃ ج ۲ ص ۱۳۴)“

۴..... علامہ ابن خلدون مغربی جن کی تفقید احادیث پر سید صاحب نے ظہور امام مہدی کا انکار کیا ہے اور دیگر آئمہ حدیث کی تصحیح و تحسین کو نظر انداز کر دیا ہے۔ خاص کر اس روایت لا مہدی..... الخ کی نسبت محمد بن خالد جندی کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: ”وبالجملة فالحدیث ضعیف مضطرب (مقدمہ ابن خلدون ص ۳۲۲ طبع بیروت)“ یعنی حاصل کلام یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور بوجہ کبھی کسی طرح اور کبھی کسی طرح روایت کرنے کے مضطرب بھی ہے۔

۵..... اسی طرح حضرت نواب صاحبؒ نے حجج الکرامہ میں کئی ایک آئمہ کے اقوال اس روایت کی تضعیف میں ذکر کئے ہیں۔ جو بخوف طوالت ہم نقل نہیں کر سکتے۔

دوسری دلیل

مرزا قادیانی کی مہدویت کی یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے مہدی کی دو نشانیاں ہیں کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں۔ وہ کبھی واقع نہیں ہوئیں کہ چاند کو گرہن لگے گا۔ رمضان کی پہلی رات کو اور سورج کو گرہن لگے گا اس کے نصف میں

اور یہ دونوں امر نہیں ہوئے۔ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں۔

(سنن دار قطنی الجز الثانی ص ۶۵، باب صفة صلاة الخسوف والكسوف)
مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میرے زمانہ میں ماہ رمضان شریف ہی میں آفتاب کو بھی اور
ماہتاب کو بھی گرہن لگا۔ گویا دونوں گرہن ٹھیک ان تواریخ پر نہیں لگے۔ جو اس حدیث میں مذکور
ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان تواریخ پر گرہن لگا ہی نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ہمیشہ چاندنی راتوں میں لگا
کرتا ہے۔ تو اس حدیث کی بیان کردہ تواریخ سے یہ معنی ہیں کہ چاند کو گرہن کی راتوں میں سے
پہلی رات کو چاند کو گرہن لگے گا۔

سو اس کا جواب کئی طریق پر ہے۔ اول یہ کہ یہ حدیث مرفوع نہیں ہے۔ بلکہ امام محمد بن
علی یعنی امام باقر کا قول ہے۔ پس مرزا قادیانی یا ان کی امت کا اسے حدیث رسول اللہ ﷺ کہنا
فریب کاری ہے۔ مرزا قادیانی کے خاص حواری مرزا خدا بخش صاحب نے مرزا قادیانی کی زندگی
میں کتاب غسل مصفی لکھی اور اس میں اسے رسول اللہ ﷺ کی حدیث قرار دیا۔ جو سراسر دھوکا ہے۔
دوم یہ کہ روایت امام باقر سے بھی صحیح اسناد سے مروی نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے اوپر
نیچے دروادی (استاد و شاگرد) یعنی عمرو بن شمر اور جابر جعفی ضعیف ہیں اور قابل احتجاج نہیں ہیں۔
چنانچہ (التعلیق المغنی شرح سنن دار قطنی ص ۶۵ ج ۲) میں لکھا ہے۔

۱..... ”قوله عمر و بن شمر عن جابر كلاهما ضعيفان لا
يحتج بهما“ یعنی عمرو بن شمر کی جابر سے روایت ہے کہ یہ دونوں ضعیف ہیں اور حجت پکڑنے
کے لائق نہیں ہیں۔

۲..... حافظ ذہبی نے (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۰۴) میں جابر جعفی کی نسبت

۱۔ امام عطاء بن ابی رباح امام مالک کے دادا استاد ہیں۔ امام ذہبی ان کی بابت لکھتے
ہیں کہ ”سید التابعین علماً و عملاً و اتقاناً فی زمانہ بمكة... اخذ عنه ابو
حنيفة وقال مارایت مثله (میزان الاعتدال ج ۵ ص ۹۰، طبع بیروت)“ یہ وہی عطاء
ہیں جن سے صحیح بخاری میں امین کی بابت مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی امامت میں
مقتدی اتنی زور سے آمین کہتے تھے کہ مسجد میں آوازیں مل کر لہر پیدا کر دیتی تھیں۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ سے نقل کیا
عطاء ولا اکذب من جابر
سے بڑھ کر کسی کو صاحب فضیلہ
سن..... تقریباً
رافضی، یعنی ضعیف ہے اور
۴..... اور عمر
موجب طوالت ہے۔ لیکن اگر
”لیس بشیء

الموضوعات عن التفت
پس اس حدیث سے سند پکڑ
نتیجہ ہے۔

سوم یہ کہ جو تواریخ
گرہن ان تواریخ پر واقع نہیں
گرہن ہوا نہیں کرتا۔ درست
گرہن جب سے زمین و آ
بطور نشان ان تواریخ پر گرہن
سماعت نہیں ہے۔

اس کے جواب
پیدائش دنیا سے لے کر
و خسوف جو ماہ رمضان شریف
اور سورج ہر دو کے گرہن
دیکھیم نے ان کے لئے مقیم
میں گرہن لگ جاتا ہے۔
جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح

پیدا ہوئے ہیں۔

باب صفة صلاة الخسوف والكسوف
ماہ رمضان شریف ہی میں آفتاب کو بھی اور
ارنچ پر نہیں لگے۔ جو اس حدیث میں مذکور
میں کرتا۔ بلکہ وہ ہمیشہ چاندنی راتوں میں لگا
مئے ہیں کہ چاند کو گرہن کی راتوں میں سے

یہ حدیث مرفوع نہیں ہے۔ بلکہ امام محمد بن
امامت کا اسے حدیث رسول اللہ ﷺ کہنا
راہنشا صاحب نے مرزا قادیانی کی زندگی
کی حدیث قرار دیا۔ جو سراسر دھوکا ہے۔
سے مروی نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے اوپر
ضعیف ہیں اور قابل احتجاج نہیں ہیں۔
(ج ۲) میں لکھا ہے۔

عن جابر كلاهما ضعيفان لا
له يدونون ضعيف ہیں اور حجت پکڑنے

ج ۲ ص ۱۰۴) میں جابر جعفی کی نسبت

ستاد ہیں۔ امام ذہبیؒ ان کی بابت لکھتے
فی زمانہ بمكة..... اخذ عنه ابو
ص ۹۰، طبع بیروت) "یہ وہی ہے،
حضرت عبداللہ بن زبیر کی امامت میں
لہر پیدا کر دیتی تھیں۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ: "ما راایت فیمن رایت افضل من
عطاء ولا اکذب من جابر الجعفی" یعنی میں نے کئی آدمی دیکھے ان میں سے عطاء تابعی
سے بڑھ کر کسی کو صاحب فضیلت نہیں دیکھا۔ جابر جعفی سے بڑھ کر کسی کو جھوٹا نہیں دیکھا۔
۳..... تقریب میں حافظ ابن حجرؒ نے جابر جعفی کی بابت لکھا ہے کہ: "ضعیف
رافضی" یعنی ضعیف ہے اور رافضی ہے۔

۴..... اور عمرو بن شمر کی بابت تو حافظ ذہبیؒ نے اتنا برا لکھا ہے کہ اس کی نقل
موجب طوالت ہے۔ لیکن اس کا خلاصہ ہم ان الفاظ میں بتا دیتے ہیں۔

"لیس بشیئی، ذائع کذاب، رافضی یشتم الصحابة ویروی
الموضوعات عن التقات منکر الحدیث لا یکتب حدیثہ، یضع للروافض"
پس اس حدیث سے سند پکڑنا اور اسے اپنے دعویٰ کی دلیل میں پیش کرنا علم حدیث سے ناواقفی کا
نتیجہ ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۵ ص ۳۲۴)

سوم یہ کہ جو تو ارنچ اس روایت میں گرہن کی بتائی گئی ہیں۔ مرزا قادیانی کے پیش کردہ
گرہن ان تو ارنچ پر واقع نہیں ہوئے۔ اس کے جواب میں یہ کہنا کہ روایت کی مذکورہ تو ارنچ میں
گرہن ہوا نہیں کرتا۔ درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس روایت میں یہی تو کہا گیا ہے کہ ان تو ارنچ پر
گرہن جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں کبھی نہیں ہوئے۔ صرف امام مہدی منتظر کے لئے
بطور نشان ان تو ارنچ پر گرہن لگیں گے۔ پس یہ عذر روایت کے الفاظ سے باہر ہوتے ہوئے قابل
سماعت نہیں ہے۔

اس کے جواب میں قادیانیوں کی طرف سے بتلقین مرزا قادیانی یہ کہا جاتا ہے کہ
پیدائش دنیا سے لے کر اس وقت تک اس نشان کے نہ ہونے کی صورت یہ ہے کہ ایسا کسوف
وخسوف جو ماہ رمضان شریف میں ہونے لگا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ چاند
اور سورج ہر دو کے گرہن کا ایک مہینہ میں واقع ہونا اس حساب کے ماتحت ہے۔ جو خدائے عزیز
وحکیم نے ان کے لئے مقرر کیا ہوا ہے۔ جب وہ حساب پورا ہو جاتا ہے تو دونوں کو ایک ہی ماہ
میں گرہن لگ جاتا ہے۔ اسی قاعدے کے ماتحت جس طرح باقی گیارہ مہینوں میں ہر دو کے گرہن
جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ماہ رمضان میں بھی جمع ہو جاتے ہیں اور ماہ رمضان ہی میں ایسے

اجتماعات علمائے بیانات کے نزدیک کئی دفعہ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیلوی نے مرزائیت سے تائب ہونے کے بعد مرزا قادیانی کی تردید میں بہت سے رسالے شائع کئے اور ایک رسالہ خاص اسی مسئلہ میں لکھا اور اس میں بتایا کہ آج تک سابق زمانہ میں کتنے اجتماعات کسوف و خسوف کے ماہ رمضان شریف میں ہو چکے ہیں۔ پس مرزا قادیانی اور قادیانی کا یہ عذر بھی قابلِ سماعت نہیں۔

حالتِ حاضرہ

ہمارے قدیمی دوست مولوی غلام رسول صاحب قادیانی آف راجپکے۔ جو شاید قادیانیوں میں اجتہاد کا درجہ رکھتے ہیں اور اسی لئے ادھر ادھر کی ہانکنے میں بہت مشاق ہیں۔ آج کل سیالکوٹ میں نزول فرما ہیں۔ وہ یکے بعد دیگرے قادیانیت کی دعوت میں نمبر وار ٹریکٹ نکلاتے رہتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں ٹریکٹ نمبر ۲ میں آں ممدوح نے لکھا ہے کہ: ”۵، قرآن کریم کی سورہ نکوین، سورہ نحل، سورہ قیامت، سورہ زلزال وغیرہ اور صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث میں مسیح موعود کے زمانہ کے لئے یہ نشان بطور پیشگوئی قرار پائے تھے کہ..... چاند سورج کو رمضان کی معین تاریخوں میں گرہن لگے گا۔“

اس حوالہ میں سورہ القیامت کا بھی ذکر ہے اور اس سے مراد ان کی یہ ہے کہ اس سورت میں وخسف القمر وجمع الشمس والقمر جو آیا ہے۔ تو اس سے مراد یہی اجتماع کسوف و خسوف اور ماہ رمضان ہے۔ جو مسیح موعود کے لئے ایک نشان ہے۔

ہم نے اس کے جواب میں اشتہار کھلی چھٹی میں مولوی صاحب موصوف سے مطالبہ کیا ہے کہ آپ نے جو یہ دعویٰ کیا ہے اس کے ثابت کرنے کے لئے علماء اور دیگر مسلمانوں کے سامنے آپ قرآن مجید کی سورتوں میں سے جن کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔ ایسے الفاظ دکھائیں دیں جن کا ترجمہ یہ ہو کہ یہ نشانات مسیح موعود کے زمانہ ظہور کے ہیں۔

مولانا مولوی غلام رسول قادیانی نے ہماری کھلی چھٹی کا جواب ناصواب تو شائع کرایا لیکن اس میں ہمارے مطالبہ کا ہاں یا نہ میں کچھ بھی ذکر نہیں فرمایا۔ معلوم نہیں کیا سبب ہو گیا۔ ورنہ وہ تو (بنے یا نہ بنے) کسی بات کے جواب سے رکے نہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہوگی کہ ہمارا مطالبہ مجلس علماء اور دیگر مسلمانوں کے سامنے نکال کر دکھانے کا ہے اور یہ بات ان سے ہونی نہیں سکے گی۔

اس لئے خاموشی مناسب جانی
حریف کے سامنے قرآن شریف
عام چیلنج

ہم اپنی صداقت

مولوی غلام رسول صاحب اور

علمائے اسلام کی مجلس میں قرآن

موعود کے زمانہ ظہور کے ہیں

اللہ تعالیٰ اور رسول خدا ﷺ

قادیانی لٹریچر میں

بدلائل و تصریحات آئمہ محمدیہ

مہدویت سراسر باطل ہے۔

مجدد و دوراں

مرزا قادیانی کی

دوراں ہوں۔ کیونکہ آنحضرت

مرزا قادیانی نے اس منصب

ہوں بھی بے جا ہے اور

محدث فی الدین ہیں نہ

مجدد سے۔ دوم سابق مجاہد

کھوئے ثابت ہوتے ہیں

طریق اولیٰ

میں حضرت ابو ہریرہؓ سے

الامة على رأس

كتاب الملاحم) “پیشا

شخص جو تازہ کر دیا کر

کئی دفعہ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی نے بعد مرزا قادیانی کی تردید میں بہت سے رسالے شائع کئے اور عام اور اس میں بتایا کہ آج تک سابق زمانہ میں کتنے اجتماعات ریف میں ہو چکے ہیں۔ پس مرزا قادیانی اور قادیانی کا یہ عذر بھی

مولوی غلام رسول صاحب قادیانی آف راجیکے۔ جو شاید میں اور اسی لئے ادھر ادھر کی ہانکنے میں بہت مشاق ہیں۔ آج وہ یکے بعد دیگرے قادیانیت کی دعوت میں نمبر وار ٹریکٹ ایکٹ نمبر ۲ میں آں مدوح نے لکھا ہے کہ: ”۵، قرآن کریم کی ورہ زلزال وغیرہ اور صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث میں مسیح موعود جگہ کوئی قرار پائے تھے کہ..... چاند سورج کو رمضان کی معین

کا بھی ذکر ہے اور اس سے مراد ان کی یہ ہے کہ اس سورت مس والقمیر جو آیا ہے۔ تو اس سے مراد یہی اجتماع کسوف

دو کے لئے ایک نشان ہے۔ اشتہار کھلی چھٹی میں مولوی صاحب موصوف سے مطالبہ کیا کے ثابت کرنے کے لئے علماء اور دیگر مسلمانوں کے سامنے کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔ ایسے الفاظ دکھائیں دیں جن کا ظہور کے ہیں۔

یانی نے ہماری کھلی چھٹی کا جواب ناصواب تو شائع کرایا کہ کچھ بھی ذکر نہیں فرمایا۔ معلوم نہیں کیا سبب ہو گیا۔ ورنہ سے رکھتے نہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہوگی کہ ہمارا مطالبہ ل کر دکھانے کا ہے اور یہ بات ان سے ہو نہیں سکے گی۔

اس لئے خاموشی مناسب جانی۔ اپنی جگہ بیٹھ کر ٹریکٹ شائع کر دینا اور بات ہے اور مجلس علماء میں حریف کے سامنے قرآن شریف کھول کر دکھانا اور بات ہے۔

عام چیلنج

ہم اپنی صداقت کی بناء پر کھلے طور پر عام علمائے قادیانی کو چیلنج کرتے ہیں کہ مولانا مولوی غلام رسول صاحب اور دیگر جو جو بھی اوپر کی باتوں میں ان سے موافقت رکھتے ہیں وہ علمائے اسلام کی مجلس میں قرآن شریف میں سے اس مفہوم کے الفاظ دکھائیں کہ یہ نشانات مسیح موعود کے زمانہ ظہور کے ہیں۔ بس ہمارا مطالبہ پورا ہو جائے گا ورنہ ظاہر ہو جائے گا کہ قادیانی گروہ اللہ تعالیٰ اور رسول خدا ﷺ پر افتراء باندھتے ہیں اور قرآن و حدیث میں تحریف کرتے ہیں۔

قادیانی لٹریچر میں دلائل مہدویت کا مدار کار انہی دو روایتوں پر ہے۔ جن کو ہم نے بدلائل و تقریحات آئمہ محدثین سر اسرنا قابل اعتبار ثابت کر دیا ہے۔ بس مرزا قادیانی کا ادعائے مہدویت سر اسر باطل ہے۔

مجدد دوران

مرزا قادیانی کی امامت و مہدویت کا تو فیصلہ ہو گیا۔ اب رہی یہ بات کہ شاید آپ مجدد دوران ہوں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ہر صدی کے سرے پر مجدد ہونے کی بشارت دی ہے اور مرزا قادیانی نے اس منصب کا بھی دعویٰ کیا تھا۔ سو اس کی نسبت بھی معلوم ہو کہ مرزا قادیانی کی یہ ہوس بھی بے جا ہے اور خیال باطل ہے۔ کہاں مجددیت اور کہاں مرزا قادیانی۔ مرزا قادیانی محدث فی الدین ہیں نہ کہ مجدد۔ اس کی تفصیل دو طرح پر ہے۔ اول حدیث کے رو سے فرائض مجدد سے۔ دوم سابق مجددین کے احوال سے۔ مرزا قادیانی ان دونوں معیاروں پر پرکھنے سے کھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔

طریق اول: یعنی حدیث کے رو سے فرائض مجدد کا بیان یوں ہے کہ سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ”اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَاسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْ يَجِدُ دَلٰلَهَا دِيْنَهَا“ (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۲) اول کتاب الملاحم) ”بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے مبعوث کرتا رہے گا۔ ہر صدی کے سر پر ایسے شخص جو تازہ کر دیا کریں گے واسطے اس امت کے دین اس امت کا۔“

شیخ شیخنا حضرت سید نواب صاحب ”حجج الکرامہ“ میں اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ: ”قد اتفق الحفاظ علی تصحیح هذا الحديث (حجج الکرامہ ص ۱۳۳)“ یعنی اس حدیث کی تصحیح پر حفاظ حدیث کا اتفاق ہے۔

اس کے بعد معلوم ہو کہ اس حدیث کے رو سے اس امر کے سمجھنے میں کوئی بھی مشکل نہیں کہ آنحضرت ﷺ دین کو تازہ کرنے کی بشارت سنا رہے ہیں نہ کہ دین میں نئے مسئلے ایجاد کرنے کی۔ کیونکہ آپ ﷺ کے الفاظ ہیں۔ دینہنا یعنی اس امت کا دین اور اس امت کا دین وہ ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر عرفات میں حجۃ الوداع کے دن آیت ”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی وورضیت لکم الاسلام دیناً (مائتہ: ۳)“ نازل فرما کر تکمیل دین اور اسلام کو بلحاظ دین پسند کرنے کا مژدہ سنایا۔ نیز اس امت کا دین وہ ہے جس کی بابت آنحضرت ﷺ تاکید کر کے فرما گئے۔

”ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتُم بہما کتاب اللہ وسنة رسولہ (مشکوٰۃ ص ۳۱ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)“ میں چھوڑ چلا ہوں تم میں دو چیزیں تم گمراہ نہ ہو گے۔ جب تک ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے خدا کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔

اس آیت اور حدیث سے صاف معلوم ہو گیا کہ دینداری نام ہے قرآن وحدیث کی تابعداری کا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ نے دین میں نئے مسائل اختراع کرنے سے بہت ڈرایا اور اسے ضلالت قرار دیا اور نئے مسائل نکالنے والے کی نسبت فرمایا کہ جتنے آدمی اس کی ایجاد کردہ بدعت پر عمل کریں گے ان سب کے گناہوں کے مثل اس پر بھی بوجھ ہوگا اور ان عمل کرنے والے کو بوجھ سے کچھ بھی ہلکا نہیں کیا جائے گا۔

پس اگر مرزا قادیانی کو اس کسوٹی پر پرکھا جائے تا وہ بجائے مجدد ہونے کے محدث (بدعتیں نکالنے والے) ثابت ہوتے ہیں۔

..... ختم نبوت کی آیت قرآن شریف میں صاف الفاظ میں موجود ہے۔ دین کا مکمل ہو جانا قرآن میں منصوص ہے۔ ختم نبوت کی احادیث نہایت کثرت سے نہایت واضح الفاظ میں صحیح سندوں کے ساتھ ثابت ہیں۔ جن میں نہ تو کسی طرح کے کلام کی گنجائش ہے اور نہ کسی

تاویل کی صورت۔ لیکن مرزا صاف صاف الفاظ میں نبی آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد سب کے کاذب ہونے کی ایک بار پس مرزا قادیانی سے ان کی نبوت کی صداقت اسی طرح مرزا قادیانی نے بعد بیان کرنے ضروری نہیں دوسرا طریق:۔

بیان اس طرح ہے کہ تجدید زمانہ یا قلت عم یا ظہور بدعات علاقوں میں مختلف مقبولان سنت رسول اللہ ﷺ کو قائم زمانے کی حالت پر لے آ کر بدل جاتی ہیں۔ عادات میں بدل لئے ایسے صاحب برکت تائیدان کے شامل حال کر تقویت دین

دیا جائے۔ لیکن دوسرا پہلو آگیا ہوا سے دور کر کے رکھا جائے۔ کیونکہ جس تک اس مزاحمت و دور آنحضرت ﷺ کی نبوت آپ کی شریعت مطہرہ جو

واب صاحب ”حجج الکرامہ“ میں اس حدیث کو نقل کر کے حفاظ علی تصحیح هذا الحديث (حجج الکرامہ) حجج پر حفاظ حدیث کا اتفاق ہے۔

لہذا اس حدیث کے رو سے اس امر کے سمجھنے میں کوئی بھی مشکل نہیں ہے کہ بشارت سنار ہے ہیں نہ کہ دین میں نئے مسئلے ایجاد کرنے سے۔ دینہنا یعنی اس امت کا دین اور اس امت کا دین وہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر عرفات میں حجۃ الوداع کے دن آیت ”الیوم کممت علیکم نعمتی وورضیت لکم الاسلام دیناً“ میں اور اسلام کو بطحا دین پسند کرنے کا مژدہ سنایا۔ نیز اس امت کے رسول اللہ ﷺ کا کید کر کے فرما گئے۔

مرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب اللہ وسنة ﷺ بالاعتصام بالکتاب والسنة“ میں چھوڑ چلا ہوں تم میں دو کتابیں ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے خدا کی کتاب اور اس کے

صاف معلوم ہو گیا کہ دینداری نام ہے قرآن وحدیث کی ﷺ نے دین میں نئے مسائل اختراع کرنے سے بہت ڈرایا تھا کہ لے والے کی نسبت فرمایا کہ جتنے آدمی اس کی ایجاد کردہ کتابوں کے مثل اس پر بھی بوجھ ہوگا اور ان عمل کرنے والے کو

س کسوٹی پر پرکھا جائے تا وہ بجائے مجدد ہونے کے محدث نہ بنیں۔

آیت قرآن شریف میں صاف الفاظ میں موجود ہے۔ دین ہے۔ ختم نبوت کی احادیث نہایت کثرت سے نہایت واضح ہیں۔ جن میں نہ تو کسی طرح کے کلام کی گنجائش ہے اور نہ کسی

تاویل کی صورت۔ لیکن مرزا قادیانی نے اپنے مطلب کے لئے سب نصوص کو بالائے طاق رکھ کر صاف صاف الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہ دین کی تجدید ہے یا تخریب؟ اس نقطہ نگاہ سے آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد کی ایک کے دعوے نبوت کرنے کی پیش گوئی بھی فرمادی ہے اور ان سب کے کاذب ہونے کی ایک یہی دلیل فرمائی کہ وہ دعوے نبوت و رسالت کریں گے۔

پس مرزا قادیانی کا مجرد دعوے نبوت کرنا ہی ان کے کاذب ہونے کی دلیل ہے۔ ان سے ان کی نبوت کی صداقت کے دلائل طلب کرنے اور ان کی تردید کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے دیگر عقائد باطلہ بھی پیدا کئے جو ان کے کاذب مدعی نبوت ہونے کے بعد بیان کرنے ضروری نہیں۔

دوسرا طریق: یعنی سابق مجدد دین کے احوال سے مرزا قادیانی کا ابطال۔ سو اس کا بیان اس طرح ہے کہ تجدید دین اسے کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد لوگوں کی غفلت یا درازی زمانہ یا قلت علم یا ظہور بدعات کی وجہ سے دینداری میں سستی پیدا ہو جائے تو کوئی بندہ خدا یا مختلف علاقوں میں مختلف مقبولان بارگاہ لوگوں میں دینداری کی روح پھونک دیں۔ بدعات کو دور کر کے سنت رسول اللہ ﷺ کو قائم کر دیں۔ جہالت کو علم سے بدل دیں اور ان کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے کی حالت پر لے آئیں اور سو ۱۰۰ سال کی معیاد اس لئے رکھی کہ ۱۰۰ سال کے بعد نسلیں بدل جاتی ہیں۔ عادات میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ پس امت کو اصل طریق سنت پر لانے کے لئے ایسے صاحب برکت آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ سو خدا تعالیٰ ان کو پیدا کر کے اور اپنی تائید ان کے شامل حال کر کے دین کو قوی اور تازہ کر دیتا ہے۔

تقویت دین اسلام کا ایک پہلو تو وہ ہے۔ جس کا بیان ہوا کہ علم و عمل بالسنت کو رواج دیا جائے۔ لیکن دوسرا پہلو یہ ہے کہ مسلمانوں کی سستی یا غلبہ کفار کی وجہ سے مسلمانوں میں جو ضعف آ گیا ہو اسے دور کر کے مسلمانوں کو قوی و مضبوط کر کے مذہب اسلام اور سیاست اسلام کو محفوظ رکھا جائے۔ یہ نہ کہ نفس و فتنہ غبار مذہبی امور اور قومی مقاصد میں مزاحم ہو جاتا ہے۔ پس جب تک اس مزاحمت و دور نہ کیا جائے۔ مقاصد پورے نہیں ہو سکتے اور یہ معلوم و ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کے بعد آپ کے سید المرسلین اور خاتم النبیین ہونے کے دو پہلو ہیں اور آپ کی شریعت مطہرہ جامع دین و دنیا ہے۔ ایک پہلو علم شریعت کا ہے۔ جس سے اصلاح و عقائد

واعمال اور تہذیب اخلاق و تزکیہ نفوس ہوتا ہے اور دوسرا سیاست ملکی کا ہے کہ اس کے متعلق یہ امور ہیں۔ عدل و انصاف کو قائم کرنا جو رواج و استبداد اور ظلم و تعدی کو دور کرنا لوگوں کے مال و جان اور ان کی عزت و ناموس اور ان کے باہمی حقوق و معاملات کی حفاظت کرنا۔ فحش کاری و بدکاری، قمار بازی و میخواری، سرقت و ہرنی، فتنہ و بغاوت وغیرہ۔ برائیوں کا انسداد جن سے امن عامہ اور نظام ملک میں خلل واقع ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان فرائض کی ادائیگی بغیر حکومت کے نہیں ہو سکتی اور خدا نخواستہ اگر حاکم ظالم ہوں یا ان برائیوں سے جن کا اوپر ذکر ہوا خود ملوث ہوں۔ تو وہ دنیا میں عدل و انصاف سے حکومت نہیں چلا سکتے اور لوگوں کے ناموس محفوظ نہیں رہ سکتے اور وہ امت و آسائش میں رہتے ہوئے باعزت زندگی نہیں گزار سکتے۔ اس لئے لازم ہے کہ ان کے ظلم و استبداد کے توڑنے اور لوگوں کو ان کی دستبرد سے آسائش دینے کے لئے قوت و شوکت حاصل کی جائے اور حکومت کی باگ ڈور ان افراد کے ہاتھ میں دی جائے جو خدا سے ڈرنے والے اور عدل و انصاف سے لوگوں کے حقوق و ناموس کی حفاظت کرنے والے ہوں۔ چنانچہ جب غریب مسلمانوں پر کفار مکہ کے مظالم حد سے بڑھ گئے اور وہ بے چارے اپنے مالوف وطن چھوڑ کر پردیس میں ہجرت کر جانے پر مجبور ہو گئے اور ان ظالموں نے وہاں مدینہ شریف میں بھی ان کو امن نہ لینے دیا تو ان مظلوموں کو اپنی حفاظت کرنے اور ظالموں کی مزاحمت دور کرنے کے لئے جہاد کی اجازت دی گئی اور آئندہ کے لئے بشارت بھی سنائی گئی۔

”الذین ان مکنہم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونہوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور (الحج: ۴۱)“ وہ مہاجرین کہ اگر ہم نے ان کو زمین میں با اختیار کیا تو وہ سرکش نہیں ہوں گے بلکہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ بھی دیا کریں گے اور نیک کاموں کا حکم اور برے کاموں سے منع کیا کریں گے اور سب کاموں کا انجام خدا کے اختیار میں ہے۔

اس آیت میں جہاں غریب مہاجرین اور مظلوم مسلمانوں کو بشارت فتوحات سنائی جا رہی ہے اور ان کے نیک کردار اور نیکی کی اشاعت کرنے والے اور برائیوں سے پرہیزگار بلکہ ان سے روکنے والے ہونے کی خبر بھی دی جا رہی ہے وہاں ان کی اصولی طور پر حکومت کے فرائض بھی بتائے جا رہے ہیں اور انہی امور کو ہم نے بالا جمال گن گن کر اوپر بتا دیا ہے۔

پس جیسا کہ سابقہ طرح آپ یہاں بھی سمجھ لیں کہ دور کر کے ان کو قوی و توانا بناد۔ پہلو کا کام لیا اور بعض سے احیا کرنے والا خلیفہ اکبر ہوتا ہے امام زماں۔ یہ سب القاب ایک منصب محض ادعائی اور ذہنی و خیالی حقیقت عمل و خدمت سے تعلق ہر کہ

نہ سورہ حج کی آیت فرائض عمل سے متعلق کئے گئے ذہنی تخیلات کے درجے میں نور ایمان سے منور کیا ہے تو ن والے مدعیان مجددیت کے دا اب ہم حقائق مذ اعظم بالاتفاق خلیفہ عمر بن عبد ڈور آپ کے ہاتھ میں تھی۔ سب سے انکا زمانہ خلافت با ہے۔ علاوہ اس کے علم و عمل اللہ ﷺ کی سنت کے یہ دفاتر سیرت اور عملی زندگی کی ایک طیبہ کا ایک ایک کلمہ فضائے نتیجہ ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری (کی جنس) سے جو کچھ بھی جانے اور علماء کے چلے جا۔

پس جیسا کہ سابقاً مضمون امامت و خلافت کبریٰ میں بالتفصیل بیان ہو چکا ہے۔ اسی طرح آپ یہاں بھی سمجھ لیں کہ مجدد وقت کا ایک یہ کام بھی ہے کہ وہ مسلمانوں کے سیاسی ضعف کو دور کر کے ان کو قوی و توانا بنادے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے بعض مجددین سے احیائے سنت کے پہلو کا کام لیا اور بعض سے احیائے ملت کا اور بعض سے ہرد کا ہرد و پہلو میں شریعت اسلامیہ کو قائم کرنے والا خلیفہ اکبر ہوتا ہے۔ اسے خلیفہ اکبر کہیں یا خلیفۃ المسلمین یا امیر المومنین یا امام وقت یا امام زماں۔ یہ سب القاب ایک ہی منصب کے فرائض بجالانے والی بابرکت ہستی کے ہیں۔ یہ منصب محض ادعائی اور ذہنی و خیالی یا زبانی جمع خرچ کے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ اس کی حقیقت اور حقیقت عمل و خدمت سے تعلق رکھتی ہے۔

ہر کہ شمشیر زندہ سکھ بنا مشن خوانند

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

سورہ حج کی آیت جو ہم نے اوپر لکھی ہے۔ اس پر دوبارہ نظر ڈالیں کہ اس میں یہ فرائض عمل سے متعلق کئے گئے ہیں اور ان کو حقائق کی صورت میں ذکر کیا گیا ہے۔ یا محض ادعا اور ذہنی تخیلات کے درجے میں رکھا گیا ہے۔ اے بھولے مسلمان! جب خدا نے تیرے دل کو نور ایمان سے منور کیا ہے تو تو بصیرت کی آنکھ سے حقائق کو دیکھ اور محض ادعائی خیالی جمع و خرچ والے مدعیان مجددیت کے دام فریب سے بچا رہو!

اب ہم حقائق مذکورہ بالا کو واقعات کی روشنی میں دکھاتے ہیں۔ پہلی صدی کے مجدد اعظم بالاتفاق خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ آپ خلیفہ اکبر بھی تھے۔ ملت و ملک کے نظام کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں تھی۔ عدل و انصاف کے مجسمہ تھے۔ اس امر میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اسی سبب سے انکا زمانہ خلافت باوجود چہار یار کے بہت بعد ہونے کے بھی خلافت راشدہ میں گنا جاتا ہے۔ علاوہ اس کے علم و عمل بالسنّت میں بھی خصوصیت سے یاد کئے جانے کے قابل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے یہ دفاتر جو آج مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ جن سے آنحضرت ﷺ کی سیرت اور عملی زندگی کی ایک ایک حرکت و اداد و پہر کے سورج کی طرح نمایاں اور آپ کے انفس طیبہ کا ایک ایک کلمہ فضائے عالم میں گونج رہا ہے۔ صرف آپ کی فرائض شناسی اور حسن خدمت کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ ”آپ نے ابو بکر بن خزم کو لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث (کی جنس) سے جو کچھ بھی ہوا سے دیکھو اور اسے کتابت میں کر لو۔ کیونکہ مجھے (اس) علم کے مٹ جانے اور علماء کے چلے جانے کا خوف ہے اور سوائے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے کچھ بھی قبول نہ

ت ملکی کا ہے کہ اس کے متعلق یہ امور
رکنا لوگوں کے مال و جان اور ان کی
کرتا۔ فحش کاری و بدکاری، قمار باری
اور جن سے امن عامہ اور نظام ملک
بغیر حکومت کے نہیں ہو سکتی اور
رہا خود ملوث ہوں۔ تو وہ دنیا میں
محفوظ نہیں رہ سکتے اور وہ امت
اس لئے لازم ہے کہ ان کے ظلم
بنے کے لئے قوت و شوکت حاصل کی
جو خدا سے ڈرنے والے اور عدل
والے ہوں۔ چنانچہ جب غریب
اپنے مالوف وطن چھوڑ کر پردیس
نہ شریف میں بھی ان کو امن نہ لینے
دور کرنے کے لئے جہاد کی اجازت

صلوة واتوا الزکوة وامروا
حج: ۱) ”وہ مہاجرین کہ اگر ہم
از قائم کریں گے اور زکوٰۃ بھی دیا
ریں گے اور سب کاموں کا انجام

مانوں کو بشارت فتوحات سنائی جا
ور برائیوں سے پرہیزگار بلکہ ان
بولی طور پر حکومت کے فرائض بھی
بتا دیا ہے۔

کیا جائے اور چاہیے کہ علماء علم کو عام کریں اور اس کی مجالس قائم کریں۔ حتیٰ کہ وہ شخص جو علم نہیں جانتا علم سیکھ جائے۔ کیونکہ علم ہلاک نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ پوشیدہ ہو جائے۔“ (توگم ہو جاتا ہے) (صحیح بخاری کتاب العلم ص ۲۰ ج ۱، باب کیف یقبض العلم)

ناظرین! آپ نے دیکھا کہ خلیفہ وقت نے جو بالاتفاق پہلی صدی کا مجدد ہے۔ شریعت اسلامیہ کے ہر دو پہلوؤں کی حفاظت کی۔ دوسری صدی کے بالاتفاق مسلم مجدد امام شافعی ہیں۔ مختلف علوم عربیہ کی جامعیت میں آپ کو اپنے زمانہ اور اس سے پیشتر کے سب علماء پر فوقیت ہے۔ خصوصاً علوم حدیث اور علوم ادبیہ میں تو کوئی بھی امام مذہب آپ کا ہم پلہ نہیں ہوا۔ آپ کے زمانہ تک مختلف اسباب سے جن کے ذکر کا یہ موقع نہیں ہے۔ روایت حدیث میں بعض بے احتیاطیاں پیدا ہو گئیں تھیں اور تنقید اسناد کے بعض تاریک گوشوں پر متقدمین کی نظر بوجہ قرب عہد کے نہ پڑ سکی تھی اور استنباط و قیاس کے اصول کتابی طور پر مدون نہ ہونے کی وجہ سے فقہات میں بھی شخصی رائے و قیاس کا رواج ہو گیا تھا اور خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں امام محمد بن حسن شیبانی کے قاضی اور امام ابو یوسف کے قاضی القضاۃ ہونے کے سبب حنفی مذہب کے فتوؤں پر فیصلے ہوتے تھے اور عام علمائے عراق کا قلیل الحدیث ہونا مسلم کل امر ہے اور اس بات کے سمجھنے میں کوئی بھی مشکل نہیں کہ جس قاضی و مفتی کے پاس ذخیرہ حدیث کم ہوگا وہ رائے و قیاس سے زیادہ کام لے گا اور جب زمانہ میں استنباط فقہ کے قواعد بھی منضبط نہ ہوں تو قیاس میں بھی بے احتیاطی کا احتمال ہے۔ خواہ ان کے ذہن روشن اور ان کی نیتیں نیک ہوں۔ لیکن حالات زمانہ کے تاثر اور عوارض بشریہ سے بغیر خدا کی وحی کے معصوم رہنا مشکل ہے۔ نیز یہ کہ عالمگیر فتوحات اسلامیہ کے باعث صحابہ و کبار تابعین مختلف بلاد مفتوحہ میں پھیل گئے اور ہر ایک نے اپنے علاقہ میں اپنے مسموعات روایت کئے تو ان مختلف روایتوں میں مطابقت و موافقت پیدا کرنے یا وجہ ترجیح کے قواعد بھی مدون نہ ہونے کے سبب مسائل میں بھی اختلاف عام ہو گیا اور ان سب مرویات کو یکجا جمع کرنے کے لئے مختلف بلاد کا سفر ضروری تھا اور قواعد جمع و تطبیق کے بیان کی شدید حاجت تھی۔

ایسے حالات میں خدا تعالیٰ نے خاندان قریش سے امام شافعی کو پیدا کیا۔ زبان عرب کی قابلیت جن کی گھٹی میں تھی اور ان کی ذات میں اتنے کثیر علوم جمع کر دیئے اور قرآن و حدیث سے براہ راست استنباط کرنے کی ایسی باریک سمجھ عطاء کی کہ آپ سے پہلے یہ کیفیت کسی دیگر امام میں پیدا نہیں کی تھی۔ اس امر میں ہرگز اختلاف نہیں کہ جامعیت علوم اور ذخیرہ حدیث اور وقت فہم

میں آپ آجہدہ سابقین پر فوقیت رکھتے اور مختلف اجادیت میں جمع و تطبیق اور سمجھائیں اور مختلف علاقوں کا سفر کر۔ اپنے سابق لوگوں سے زیادہ ذخیرہ زندہ شہادت موجود ہے۔ حدیث آیت یاد آتی ہے۔ ”مرج البعد (الرحمن: ۲۰۱۹)“

علم حدیث کی ایسی ہی علم حدیث کی وہ خدمت کی کہ پہلو لئے مسلم کل مقتداء قرار پائے۔ جم غرض آپ کا نام ان مجددین کی فہرست نبویہ کا کام لیا۔

امام شافعی کی مجددیت جو مرزا قادیانی کو مجدد کہتے ہیں پوچھو حدیث کی کوئی خدمت کی۔ خدمت بلکہ وہ تو خود ارقام فرماتے ہیں کہ ر صاحب کشف جو

من صنف فیہ الامام الشافعی شرح نخبہ لائحۃ الخفا ۳ یہ کتاب مصر میں الحمد للہ! کہ اس عاجز کے پاس دیکھو کتاب غسل

فہرست مجددین۔ یہ کتاب مرزا قادیانی نے تیار ہوئی۔ مرزا قادیانی نے اور قادیانی ہر دو گروہ اس کی تعریف

عام کریں اور اس کی مجلس قائم کریں۔ حتیٰ کہ وہ شخص جو علم نہیں لے نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ پوشیدہ ہو جائے۔“ (توگم ہو جاتا (صحیح بخاری کتاب الصوم ص ۲۰ ج ۱، باب کیف یقبض العلم) دیکھا کہ خلیفہ وقت نے جو بالاتفاق پہلی صدی کا مجدد ہے۔ کی حفاظت کی۔ دوسری صدی کے بالاتفاق مسلم مجدد امام شافعیؒ نے آپ کو اپنے زمانہ اور اس سے پیشتر کے سب علماء پر فوقیت دینے میں تو کوئی بھی امام مذہب آپ کا ہم پلہ نہیں ہوا۔ آپ کے ذکر کا یہ موقع نہیں ہے۔ روایت حدیث میں بعض بے سند کے بعض تاریک گوشوں پر متقدمین کی نظر بوجہ قرب عہد کے اصول کتابی طور پر مدون نہ ہونے کی وجہ سے فقہیت میں بھی تھا اور خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں امام محمد بن حسن شیبانی کے التفصاۃ ہونے کے سبب حنفی مذہب کے فتوؤں پر فیصلے ہوتے تھے۔ شافعیؒ ہونا مسلم کل امر ہے اور اس بات کے سمجھنے میں کوئی بھی مشکل ذخیرہ حدیث کم ہوگا وہ رائے و قیاس سے زیادہ کام لے گا اور مذہبی منضبط نہ ہوں تو قیاس میں بھی بے احتیاطی کا احتمال ہے۔ مینیں نیک ہوں۔ لیکن حالات زمانہ کے تاثر اور عوارض بشریہ مشکل ہے۔ نیز یہ کہ عالمگیر فتوحات اسلامیہ کے باعث صحابہؓ مل گئے اور ہر ایک نے اپنے علاقہ میں اپنے مسوعات روایت وقت و موافقت پیدا کرنے یا وجہ ترجیح کے قواعد بھی مدون نہ لاف عام ہو گیا اور ان سب مرویات کو یکجا جمع کرنے کے لئے جمع و تطبیق کے بیان کی شدید حاجت تھی۔

مالی نے خاندان قریش سے امام شافعیؒ کو پیدا کیا۔ زبان عرب کی ذات میں اتنے کثیر علوم جمع کر دیئے اور قرآن و حدیث کی باریک سمجھ عطاء کی کہ آپ سے پہلے یہ کیفیت کسی دیگر امام سے اختلاف نہیں کہ جامعیت علوم اور ذخیرہ حدیث اور وقت فہم

میں آپ آجہدہ سابقین پر فوقیت رکھتے تھے۔ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اصول فقہ مدون کئے ۱ اور مختلف احادیث میں جمع و تطبیق اور ترجیح کے قواعد منضبط کئے ۲ اور تنقید روایت کی باریکیاں سمجھائیں اور مختلف علاقوں کا سفر کر کے اور حدیث کے بڑے بڑے استادوں سے روایت کر کے اپنے سابق لوگوں سے زیادہ ذخیرہ حدیث جمع کیا۔ آپ کی کتاب کتاب الامام ان سب امور کی زندہ شہادت موجود ہے ۳۔ حدیث اور فقہ کو ایسے طور پر لکھا ہے کہ اس کے مطالعہ کرنے سے یہ آیت یاد آتی ہے۔ ”مرج البحرین یتلقیان بینہما برزخ لا یبغیان (الرحمن: ۲۰۱۹)“

علم حدیث کی ایسی ہی خدمات کی وجہ سے آپ کا لقب ناصر الحدیث تھا۔ آپ نے علم حدیث کی وہ خدمت کی کہ پہلوں کی فروگذاشتیں ظاہر ہو گئیں اور آپ اپنے پچھلوں کے لئے مسلم کل مقتداء قرار پائے۔ جمہور محدثین تنقید حدیث میں آپ ہی کے نقش قدم پر ہیں۔ غرض آپ کا نام ان مجددین کی فہرست میں نمبر اول پر ہے۔ جن سے خدا تعالیٰ نے احیائے سنت نبویہ کا کام لیا۔

امام شافعیؒ کی مجددیت قادیانیوں میں بالاتفاق مسلم ہے ۴ اب ہم ان حضرات سے جو مرزا قادیانی کو مجدد کہتے ہیں پوچھتے ہیں کہ کیا مرزا قادیانی نے امام شافعیؒ کے مقابل میں علم حدیث کی کوئی خدمت کی۔ خدمت کیا کرتے؟ وہ سرے سے اس فن سے واقف ہی نہ تھے۔ بلکہ وہ تو خود ارقام فرماتے ہیں کہ زمانہ طالب علمی میں مجھے اس فن سے انس ہی نہ تھا۔ نیز یہ کہ

۱ صاحب کشف جو حنفی مذہب ہے۔ علم اصول فقہ کے بیان میں لکھتا ہے۔ ”اول من صنف فیہ الامام الشافعیؒ ص ۱۱۴“

۲ شرح نخبہ خاتمہ الحفاظ ص ۳۲

۳ یہ کتاب مصر میں چھپ چکی ہے اور سات مطبوعہ جلدوں میں ختم ہوئی ہے۔ الحمد للہ! کہ اس عاجز کے پاس موجود ہے۔

۴ دیکھو کتاب غسل مصنفہ مرزا خدا بخش قادیانی ج ۱ ص ۱۶۲ سے ص ۱۶۵ تک فہرست مجددین۔ یہ کتاب مرزا قادیانی کی زندگی میں قادیانی نور الدین صاحب کے کتب خانہ کی مدد سے تیار ہوئی۔ مرزا قادیانی نے اس کا لفظ بلفظ گوش ہوش سے سنا اور مصنف کی وادہی، لاہوری اور قادیانی ہر دو گروہ اس کی تعریف کرتے ہیں۔

واقعہ بھی یہی ہے کیونکہ ان کے طالب علمی کے ایام میں پنجاب میں کوئی درسگاہ تکمیل حدیث کے لئے نہ تھی اور مرزا قادیانی تحصیل علوم کے لئے پنجاب سے باہر نہیں گئے۔ یہ تو ان کے علم کا حال ہے۔ اب حدیث کے متعلق ان کے عمل و اعتقاد کا حال بھی معلوم کیجئے کہ اپنے مطلب کے لئے بالاتفاق ضعیف اور منکر بلکہ موضوع روایتوں سے بھی دلیل پکڑ لیتے تھے اور مطلب کے خلاف صحیحین کی متفق علیہا احادیث سے بھی صاف انکار کر جاتے تھے۔ حاصل یہ کہ مطلب کے بندے تھے۔ حدیث کے تابع نہ تھے۔ جب ان کا اپنا اعتقاد و عمل سنت کے مطابق نہیں اور اس کا علم بھی نہیں تو پھر آپ کس بناء پر ان کو مجدد مانتے ہیں۔ یادہ خود کس برتے پر مجددیت کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ صاحب حکومت وہ نہ تھے۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؓ کی طرح نہ تو اسلام کی سیاسی خدمت کی نہ ان کی طرح نہ امام شافعیؒ کی طرح علم سنت کو کوئی خدمت کی۔ تو مجددیت کی حرص میں ان کے منہ میں کیوں پانی بھر آیا۔

۳..... اچھا ایک تیسرے مجدد کا بھی حال سنئے۔ جسے مرزا قادیانی مجدد مانتے ہیں اور خود مرزا قادیانی ان کی تعریف کرتے ہیں۔ وہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ ہیں جو ساتویں صدی ہجری کے مجدد ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی خود آپ کی بابت لکھتے ہیں۔ ”فاضل و محدث و مفسر ابن تیمیہؒ جو اپنے وقت کے امام ہیں۔“ (کتاب البریہ ص ۲۰۳ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۱) ۲۔ ان کے علمی اور عملی کارنامے لکھنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ گو وہ صاحب حکومت نہ تھے۔ ایک عدیم المثال امام علوم تھے۔ لیکن سپاہیانہ رنگ میں تلوار سے اور علانہ رنگ میں قلم اور زبان سے وہ خدمات بجالائے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں ٹھٹھر کر رہ گئیں اور بعد والے ان کی علمی خدمات اور حق گوئی اور جہادی مساعی سے حیران و ششدر رہ گئی کہ خدا تعالیٰ نے اس مرد حق پرست کو کیسی جامع الاضداد طبیعت بخشی تھی۔ آپ (منقولی و معقولی) جملہ فنون عربیہ میں بے مثل عالم ہوئے ہیں اور ترویج سنت میں جو گرم جوشی اور اس کے ساتھ حق گوئی کی جو جرأت آپ کو تھی۔ وہ مخالف و موافق ہر دو طرح کے لوگوں میں مسلم ہے۔ اس کے علاوہ آپ صاحب قوت و شجاعت سپاہی اور صاحب عزم و استقلال مجاہد بالسیف بھی تھے۔ شام اور مصر کے کابل و بزدل حکام کو اپنی انقلاب پیدا کرنے والی تقریروں سے او بھار کر ان میں جہادی قوت کی روح پھونکی اور ترکوں کے سیلاب عظیم کے مقابلہ میں جو اس وقت غیر مسلم قوم تھی۔ صف آرائی کر کے مذہب اسلام اور قوم مسلمین کی حفاظت کی اور فتنہ تبار کو فرو کیا۔ کیا ان کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کوئی علمی یا فوجی خدمت بجالائے؟ جس سے اسلام و قوم مسلمین کو نفع پہنچا ہو۔ جب نہیں تو کیوں ان کا نام لے کر مجددیت

کے نام کی ہتک کرتے ہو؟۔ و مانے امت مرحومہ کی چغلیاں مسلمانوں سے جہادی قوت زائل میں ان کی اپنی تصریحات سے اطل ہے۔

دوسرا طریق

مرزا قادیانی کی مجدد مخالفت ہے۔ اس کا بیان اس دین سکھایا۔ اس دین میں باطل میں مخالفت نہیں۔ ان میں رہنے سے بیان کی گئی ہے۔ اس میں بات ایک وقت میں ہدایت میں اسلام ہے۔ وہ دوسرے جب اصولی طور پر

سچے مجدد تھے تو ان کے عقائد و ضمیر موافقت کی شہادت دیتی رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام کیا رہے کہ ہم اس جگہ صرف انکو اور ان کی قابل فخر کتاب (عن ابی گئی ہے۔ اس میں ان بزرگوں کو

۱..... امام اپنی مایہ ناز کتاب (الاسماء کرنے کے باب میں آیت حدیث ذکر کرتے ہیں۔ ”عن ابی ابن مریم من السماء

پنجاب میں کوئی درسگاہ تکمیل حدیث کے
ب سے باہر نہیں گئے۔ یہ تو ان کے علم کا حال
ال بھی معلوم کیجئے کہ اپنے مطلب کے لئے
دلیل پکڑ لیتے تھے اور مطلب کے خلاف
جاتے تھے۔ حاصل یہ کہ مطلب کے بندے
عمل سنت کے مطابق نہیں اور اس کا علم بھی
خود کس برتے پر مجددیت کا دعویٰ کر سکتے
کی طرح نہ تو اسلام کی سیاسی خدمت کی نہ
ت کی۔ تو مجددیت کی حرص میں ان کے منہ

حال سنئے۔ جسے مرزا قادیانی مجدد مانتے
شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ ہیں جو ساتویں
کی بابت لکھتے ہیں۔ ”فاضل و محدث و مفسر
۲۰۳ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۱) ۲ ان کے
۔ گو وہ صاحب حکومت نہ تھے۔ ایک عدیم
اور علما نہ رنگ میں قلم اور زبان سے وہ
نکس اور بعد والے ان کی علمی خدمات اور
کہ خدا تعالیٰ نے اس مرد حق پرست کو کیسی
جملہ فنون عربیہ میں بے مثل عالم ہوئے
گوئی کی جو جرات آپ کو تھی۔ وہ مخالف
وہ آپ صاحب قوت و شجاعت سپاہی اور
صر کے کامل و بزدل حکام کو اپنی انقلاب
ت کی روح پھونکی اور ترکوں کے سیلاب
رائی کر کے مذہب اسلام اور قوم مسلمین
مرزا قادیانی کوئی علمی یا فوجی خدمت
ب نہیں تو کیوں ان کا نام لے کر مجددیت

کے نام کی ہنگ کرتے ہو؟ وہ بیچارے تو ساری عمر نصاریٰ کی منت و خوشامد کرتے اور ان کے
ماننے امت مرحومہ کی چغلیاں کھاتے رہے اور جہاد کو قائم کرنے کی بجائے دنیا جہان کے
مسلمانوں سے جہادی قوت زائل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ جیسا کہ آپ کو مضمون امام زمان
میں ان کی اپنی تصریحات سے معلوم ہو چکا ہے۔ پس مرزا قادیانی کا دعویٰ مجددیت بھی سراسر
اٹل ہے۔

دوسرا طریق

مرزا قادیانی کی مجددیت کے پرکھنے کا دوسرا مجددین سابقین سے عقائد میں موافقت یا
مخالفت ہے۔ اس کا بیان اس طرح ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک ہی
دین سکھایا۔ اس دین میں باطل کے لئے کوئی راہ نہیں۔ اس کے بیان میں کوئی کجی نہیں، مسائل
میں مخالفت نہیں۔ ان میں ریب و شک کی گنجائش نہیں۔ جو بات ہے دو ٹوک ہے۔ جزم و یقین
سے بیان کی گئی ہے۔ اس میں نفی و اثبات کو برابر نہیں رکھا گیا اور کفر و اسلام میں استمہاہ نہیں ڈالا جو
بات ایک وقت میں ہدایت ہے وہ دوسرے وقت میں ضلالت نہیں ہو سکتی اور جو بات ایک وقت
میں اسلام ہے۔ وہ دوسرے وقت میں کسی خاص شخص کی شخصیت سے کفر نہیں ہو سکتی۔

جب اصولی طور پر آپ نے یہ بات سمجھ لی تو اب دیکھنا چاہئے کہ اگر مرزا قادیانی واقعی
سچ مجدد تھے تو ان کے عقائد سابق مجددین کے موافق چاہئیں یا مخالف؟ اگر آپ کی بے لوث
ضمیر موافقت کی شہادت دیتی ہے تو آئیے اس معیار پر دیکھیں کہ پہلے مجددین کے عقائد در بارہ
رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام کیا تھے۔ ہم ان میں سے بعض کی تصریحات ذیل میں لکھتے ہیں اور یہ یاد
رہے کہ ہم اس جگہ صرف انہی کی تصریحات نقل کریں گے۔ جو مرزائیوں کے نزدیک مسلم مجدد ہیں
اور ان کی قابل فخر کتاب (عمل مصطفیٰ کی جلد اول کے ص ۱۶۳ سے ۱۶۵) تک جو فہرست مجددین کی لکھی
گئی ہے۔ اس میں ان بزرگوں کے اسمائے گرامی بھی درج ہیں۔

۱..... امام بیہقی قادیانیوں کے نزدیک چوتھی صدی کے مسلم مجدد ہیں۔ آپ
اپنی مایہ ناز کتاب (الاسماء والصفات ص ۲۲۳ طبع بیروت) میں خدا تعالیٰ کے لئے جہت علو ثابت
کرنے کے باب میں آیت ”انسی متوفیک ورافعک“ کے ذیل میں اپنی روایت سے یہ
حدیث ذکر کرتے ہیں۔

”عن ابی ہریرۃؓ انه قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل
ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم“ کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم اس وقت

وَيَقْتُلُ الدَّجَالَ ثُمَّ آفَا
رَيْلٍ سَ ثَابِتٍ هُوَ كَمَا
ضَرُورًا نَازِلٍ هُوَ كَمَا

.....

Figure 1

108

۳..... امام رازیؒ قادیانیوں کے نزدیک پھنی صدی ہجری کے مسلم مجدد ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رفع اور نزول آخر الزمان کے متعلق ان کی تصریحات سے ان کی تفسیر کبیر بھری پڑی ہے اور اس مسئلہ کو اس تفصیل و وسط سے امام رازیؒ کے برابر شاید کسی دوسرے نے نہ لکھا ہوگا۔ آپ کی صرف ایک عبارت جو ہر دو امر کی جامع ہے۔ یہاں نقل کی جاتی ہے۔

”قد ثبت الدلیل انہ حی وورد الخبر عن النبی ﷺ انہ سینزل ویقتل الدجال ثم انہ تعالیٰ یتوفاه بعد ذالک (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۲)“ تحقیق یہاں سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ زندہ ہیں اور آنحضرت ﷺ سے بھی حدیث وارد ہوئی جو کہ وہ ضرور نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ پھر اس کے بعد آپ فوت ہوں گے۔

۴..... شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ قادیانیوں کے نزدیک ساتویں صدی کے مسلم مجدد ہیں۔ آپ کی متعدد تصانیف میں رفع عیسیٰ کا ذکر آتا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی قابل قدر کتاب منہاج السنہ میں فرماتے ہیں کہ:

”فان المسیح علیہ السلام رفع ولم يتبعه خلق كثير (منہاج ج ۳ ص ۲۶۱)“ کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام ایسے حال میں مرفوع ہوئے کہ زیادہ خلقت آپ کی پیروندہ ہوئی تھی۔

۵..... حافظ ابن قیمؒ جو قادیانیوں کے نزدیک ساتویں صدی کے مسلم مجدد ہیں۔ اپنی مختلف تصانیف میں رفع اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہیں۔ بلکہ وہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا انکار کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی صفات کا مصدق نہیں ہو سکتا۔ (اقسام القرآن ص ۲۲) نیز آپ اپنی کتاب اجتماع الجہوش الاسلامیہ میں خدا تعالیٰ کے فوق العرش اور فوق السلطت ہونے کے قرآنی دلائل میں آیت یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیٰ کو بھی ذکر کرتے ہیں۔

۶..... خاتمہ الصفا حافظ ابن حجرؒ قادیانیوں کے نزدیک آٹھویں صدی کے مجدد ہیں۔ ان کی شرح صحیح بخاری کا باب نزول عیسیٰ علیہ السلام تو رفع اور نزول فی آخر الزمان کے دلائل سے مہر اپڑا ہے۔ جن کا محاسب بھی موجب طوالت ہے۔ صرف ایک حوالہ پر کفایت کی جاتی ہے۔ آپ حضرت اور میں علیہ السلام کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ:

”لان عیسیٰ ایضاً قد رفع وهو حی علی الصحيح (فتح الباری ج ۶ ص ۲۶۷)“ تحقیق حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی صحیح مذہب کے مطابق زندہ ہی اٹھائے گئے ہیں۔

والسلام آسمان سے اتریں گے اور تمہارا اما

بن ابن کثیرؒ جملہ قادیانیوں کے نزدیک چھٹی یہ السلام کے رفع اور نزول کے حوالوں سے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

بہ السلام لما رفعہ اللہ الی السماء (۴۰)“ اور یہ بات اسی طرح واقع ہوئی۔ ان کی طرف اٹھایا تو آپ کے اصحاب گروہ

النساء: ۱۵۹)“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: تقریر وجود عیسیٰ علیہ السلام لارض قبل یوم القیمۃ (تفسیر ابن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان میں بابت سے پیشتر زمین پر ضرور ضرور نازل

ذخرف: ۶۱)“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ انہ اخبر بنزول فسیر ابن کثیر ج ۷ ص ۲۱۷)“ اور پھر آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

بکثرت موجود ہے اور ایک مقام بھی ایسا

کی روایت جو کتاب میں گزر چکی ہے اس اور مسلمانوں کا اس وقت کا امام زمانہ دو بیعت کے جو امام ترمذیؒ اور ابو داؤد کے

۷..... امام جلال الدین سیوطی قادیانیوں کے نزدیک نویں صدی کے مسلم مجدد ہیں۔ ان کی تفسیر میں صاف الفاظ موجود ہیں۔ چنانچہ آپ آیت سورہ آل عمران کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

”وَمَكْرَ اللَّهِ بِهِمْ بَانَ الْقَسَىٰ شَبَهَ عِيسَىٰ عَلَىٰ مَنْ قَصَدَ قَتْلَهُ فَقَتَلُوهُ وَرَفَعَ عِيسَىٰ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَلَكَرِينَ أَعْلَمَهُمْ بِهِ أَذْكَرَ أَذْكَالَ اللَّهِ يَعِيسَىٰ أَنِي مَتَوَفِيكَ قَابِضُكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا بِغَيْرِ مَوْتٍ (جلالین مجتہدین ص ۵۲)“ اور خدا نے بھی ان کے ساتھ تدبیر کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ اس شخص پر ڈال دی۔ جس نے آپ کو قتل کرنے کا قصد کیا تھا۔ پس انہوں نے اسے قتل کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اوپر اٹھالیا اور اللہ سب سے بہتر تدبیر والا ہے۔ یعنی ان سے بہتر تدبیریں جانتا ہے۔ (اے نبی) یاد کر جب کہا خدا نے اے عیسیٰ تحقیق میں لے لینے والا ہوں۔ تجھ کو اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی دنیا سے بغیر موت کے۔

اسی طرح آپ اپنی دوسری تفسیر اکیل میں آیت وَرَفَعَكَ إِلَيَّ میں فرماتے ہیں کہ: ”فیہ اشارة الى قصة رفع عيسى الى السماء (تفسیر اکیل مطبوعہ مطبع فاروقی، تفسیر جامع البیان ص ۸۳)“ اس میں اشارہ ہے کہ عیسیٰ کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے قصہ کی طرف۔

اور آپ کی مبسوط تفسیر الدر المنثور وہ تو احادیث نزول عیسیٰ اور تصریحات صحابہ و تابعین کی روایات سے بھری پڑی ہے۔

۸..... ملا علی قاری قادیانیوں کے نزدیک دسویں صدی کے مسلم مجدد ہیں۔ آپ کی تصریحات دربارہ رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام بیش از بیش ہیں۔ اس جگہ ہم صرف شرح فقہ اکبر کے حوالہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

”وَنَزُولَ عِيسَىٰ مِنَ السَّمَاءِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَانْهَ اَيَّ عِيسَىٰ لَعَلَّ لِلْسَّاعَةِ اَيَّ عِلَامَةِ الْقِيَامَةِ وَقَالَ اللَّهُ وَانْ مِنْ اَهْلِ الْكُتُبِ الْاَلِيُؤْمِنُونَ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ اَيَّ قَبْلَ مَوْتِ عِيسَىٰ بَعْدَ نَزْوِلِهِ عِنْدَ قِيَامِ السَّاعَةِ..... عِنْدَ نَزْوِلِ عِيسَىٰ مِنَ السَّمَاءِ فَيَجْتَمِعُ عِيسَىٰ بِالْمَهْدِيِّ (شرح فقہ اکبر ص ۱۳۶)“ اور نزول عیسیٰ کا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام الہتہ علامت ہیں قیامت کی نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا، نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب میں سے مگر ضرور ایمان لے آئے گا۔ پھر اس کے یعنی عیسیٰ علیہ

السلام کی موت کے بعد آپ۔ ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان مہدی علیہ السلام کے ساتھ جمع شیخ محمد

۹..... مجدد ہیں۔ آپ مجمع البحار میں فرماتے ہیں: ”متوفيك ورا

لیس بموت او متوفيك پورا کر لوں گا تجھ کو اور اٹھا لوں گی بھی ہوتا ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ

۱۰..... حضرت کے مسلم مجدد ہیں۔ آپ کے مکہ چنانچہ آپ خان خاتم انبیاء

سابق است و کتاب نخواهد بود بلکه

الصلوة والسلام کے و بعنوان امت خواهد

محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور آ (قرآن مجید) کتب سابقہ

ہوگا۔ بلکہ وہ تا قیام قیامت شریعت پر عمل کریں گے اور

۱۱..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ترجمہ قرآن میں

نہوں کے نزدیک نویں صدی کے مسلم مجدد
پہ آپ آیت سورہ آل عمران کی تفسیر میں

عيسى على من قصد قتله فقتلوه
مهم به اذكر اذ قال الله يعيسى اني
موت (جلالين مجتبائی ص ۵۲)
السلام کی شبیہ اس شخص پر ڈال دی۔ جس
سے قتل کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اوپر
بہتر تقدیریں جانتا ہے۔ (اے نبی) یاد کر
تجھ کو اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی

موت و رفعك الي میں فرماتے ہیں کہ:
الي السماء (تفسیر اکلید مطبوعہ
میں اشارہ ہے کہ عیسیٰ کے آسمان کی طرف

نزل عیسیٰ اور تصریحات صحابہ و تابعین

دسویں صدی کے مسلم مجدد ہیں۔ آپ
میں ہیں۔ اس جگہ ہم صرف شرح فقہ اکبر

الله تعالى وانه اى عيسى لعلم
اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل
م الساعة عند نزول عيسى
كبر ص ۱۳۶) اور نزول عیسیٰ کا جیسا
موت ہیں قیامت کی نیز اللہ تعالیٰ نے
لے آئے گا۔ پھر اس کے یعنی عیسیٰ علیہ

السلام کی موت کے بعد آپ کے نازل ہونے کے قیامت قائم ہونے کے قریب ہمارے
ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کے وقت پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام درم
مہدی علیہ السلام کے ساتھ جمع ہوں گے۔

۹..... شیخ محمد طاہر بٹنی گجراتی بھی قادیانیوں کے نزدیک دسویں صدی کے مسلم
مجدد ہیں۔ آپ مجمع البحار میں فرماتے ہیں کہ:

”متوفيك ورافعك على التقديم والتاخير وقد يكون الوفاة قبضاً
ليس بموت او متوفيك مستوف كونك فى الارض (مجمع البحار ج ۵ ص ۹۹)“
پورا کر لوں گا تجھ کو اور اٹھا لوں گا تجھ کو اس میں تقدیم و تاخیر ہے اور کبھی پورالے لینا بغیر موت کے
بھی ہوتا ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ دنیا میں تیرے رہنے کی مدت پوری کروں گا۔

۱۰..... حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی قادیانیوں کے نزدیک گیارہویں صدی
کے مسلم مجدد ہیں۔ آپ کے مکتوبات میں متعدد جگہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔

چنانچہ آپ خان جہان کے لئے عقائد اہل سنت ارقام فرماتے ہیں۔

”خاتم انبياء محمد رسول الله ﷺ است ودين اونا نسخ اديان
سابق است وكتاب اوبهترین كتب ماتقدم است وشریعت اوراناسخ
نخواهد بود بلکه تا قیام قیامت خواهد ماندہ عيسى على نبينا وعلى
الصلوة والسلام کہ نزول خواهد نمود عمل بشریعت او خواهد کرد
ويعنوان امت خواهد بود (مکتوب نمبر ۶۷ ج ۲ ص ۱۸۴، ۱۸۵)“ خاتم الانبیاء حضرت
محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کا دین سب سابقہ ادیان کا ناسخ ہے اور آپ ﷺ کی کتاب
(قرآن مجید) کتب سابقہ سے بہتر کتاب ہے اور آپ کی شریعت کو منسوخ کرنے والا کوئی نہیں
ہوگا۔ بلکہ وہ تا قیام قیامت قائم رہے گی اور عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو آپ ہی کی
شریعت پر عمل کریں گے اور آپ کے امتی ہو کر رہیں گے۔

۱۱..... حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی بارہویں صدی میں قادیانی کے
نزدیک مسلم مجدد ہیں۔ مرزا قادیانی ان کی شان میں رئیس المحدثین کامل ولی اور صاحب خوارق
و کرامات بزرگ ایسے الفاظ لکھتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع اور نزول آپ کی متعدد تصانیف میں مرقوم ہے۔

ترجمہ قرآن میں آیت ”وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته

(النساء: ۱۵۹) کے ترجمہ میں قبل موت کی ضمیر کے مرجع کی نسبت کھول کر لکھتے ہیں۔

البتہ ایمان آورد بعیسیٰ پیش از مردن عیسیٰ اور اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ ”مترجم گوید یعنی یہودے کہ حاضر شوند نزول عیسیٰ را البتہ ایمان آرند“ یعنی وہ یہود جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت موجود ہوں گے وہ سب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

اسی طرح آپ الفوز الکبیر عربی میں لکھتے ہیں کہ:

”وایضاً فمن ضلالة اولئك انهم يجزمون انه قتل عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وفي الواقع وقع اشتباه في قصته فلما رفع الى السماء ظنوا انه قد قتل ويروون هذا الغلط كابراً عن كابرٍ فازال الله سبحانه هذه للشبهة ففی القرآن العظيم وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم (الفوز الکبیر فی احوال تفسیر ص ۱۹)“ نیز نصاریٰ کی گرائی میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کر دیئے گئے تھے اور واقعی بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو آپ کے متعلق اشتباہ واقع ہو گیا تھا۔ پس جب آپ آسمان کی طرف اٹھائے گئے تو انہوں نے ظن کیا کہ وہ مقتول ہو گئے ہیں اور غلط بات وہ اپنے بڑوں سے زمانہ بزمانہ روایت کرتے آئے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کو قرآن عظیم میں دور کر دیا کہ فرمایا نہ تو انہوں نے اسے قتل کیا اور نہ صلیب دیا۔ لیکن وہ تشبیہ دیا گیا واسطے ان کے۔

اسی طرح تاویل الاحادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ:

”كان عیسیٰ كانه ملسك یمشی علی وجه الارض فاتهمه اليهود بالزندقة واجمعوا علی قتله فمكرو مكر الله والله خير الماكرين فجعل له هيئة مثالية ورفعہ الی المساء (ص ۶۰)“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے تھے گویا کہ ایک فرشتہ روئے زمین پر چلتا ہے۔ پس یہود نے آپ پر (معاذ اللہ) بے دینی کی تہمت تراشی اور آپ کے قتل کا پختہ قصد کر لیا۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے تدبیریں کیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدبیر کی اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ پس آپ پر عالم مثال کی ایک معیت طاری کی اور آپ کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔

امام شوکانی بھی قادیانیوں کے نزدیک بارہویں صدی کے مسلم مجدد ہیں۔ آپ کی تفسیر فتح القدیر عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی اور نزول عیسیٰ کے بارے میں بھری پڑی ہے۔ ہم اختصار

کی وجہ سے صرف ایک حوالہ ذکر کر رہے ہیں۔
”تواترت الاح

(فتح البیان ج ۳ ص ۲۹۳)“
متعلق احادیث بالتواتر ثابت ہیں

۱۳..... شاہ عبد

کے مسلم مجدد ہیں۔ آپ تفسیر مؤثر

قبل موتہ (النساء: ۱۵۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان

کا بتانے والا۔ اس کے بعد فنا

چوتھے آسمان پر جب یہودیوں

یہود و نصاریٰ سب ان پر ایمان

اسی طرح آپ آ

فرماتے ہیں ”اور بیشک عیسیٰ

ایک نشانی ہے۔ قیامت کی دو

دجال کو قتل کریں گے۔ پھر با

عیسیٰ علیہ السلام مومنوں کو۔

نشانی ہیں قیامت کی۔“

ناظرین! آپ

اور لاہوری) مجدد تسلیم کر چکی

متعلق کیا ہے۔ لیکن مرزا قادی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان

آئیں گے اور جس کے آنے

علم میں کامل سنت رسول اللہ

بھی مجدد مانتے ہیں۔ سب

خدا تعالیٰ میری ساری امت

والسنة) تعجب ہے کہ

ل موتہ کی ضمیر کے مرجع کی نسبت کھول کر لکھتے ہیں۔

عسیٰ پیش از مردن عیسیٰ اور اس کے حاشیہ میں فرماتے
ہودے کہ حاضر شوند نزول عیسیٰ رالبته ایمان
علیہ السلام کے نزول کے وقت موجود ہوں گے وہ سب آپ پر

لکیر عربی میں لکھتے ہیں کہ:

فسالة اولئك انهم يجزمون انه قتل عيسى عليه
واقع وقع اشتباه في قصته فلما رفع الى السماء
هذا الغلط كابراً عن كابر فازال الله سبحانه هذه
وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم (الفوز الكبير
نیر نصاریٰ کی گمراہی میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اس بات پر یقین
م قتل کر دیئے گئے تھے اور واقعی بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو آپ
س جب آپ آسمان کی طرف اٹھائے گئے تو انہوں نے ظن کیا
ت وہ اپنے بڑوں سے زمانہ بزمانہ روایت کرتے آئے تھے۔
م میں دور کر دیا کہ فرمایا نہ تو انہوں نے اسے قتل کیا اور نہ صلیب
کے۔

یث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ:
يمشي على وجه الارض فاتهمه اليهود بالزندقة
مكر الله والله خير الماكرين فجعل له هيئة مثالية
(۶) "حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے تھے گویا کہ ایک فرشتہ روئے
پ پر (معاذ اللہ) بے دینی کی تہمت تراشی اور آپ کے قتل کا
م کے لئے تدبیریں کیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدبیر کی اور اللہ
پس آپ پر عالم مثال کی ایک معیت طاری کی اور آپ کو

س کے نزدیک بارہویں صدی کے مسلم مجدد ہیں۔ آپ کی تفسیر
مائی اور نزول عیسیٰ کے بارے میں بھری پڑی ہے۔ ہم اختصار

کی وجہ سے صرف ایک حوالہ ذکر کرتے ہیں۔

"تواترت الاحادیث بنزول عیسیٰ جسما اوضح ذلك الشوكاني
(فتح البیان ج ۳ ص ۲۹۳) "زندگی اور جسم کی حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے
متعلق احادیث بالتواتر ثابت ہیں۔

۱۳..... شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی مرزائیوں کے نزدیک تیرہویں صدی
کے مسلم مجدد ہیں۔ آپ تفسیر موضح القرآن میں آیت "وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به
قبل موته (النساء: ۱۵۹)" کا ترجمہ یوں کرتے ہیں اور جتنے فرقے ہیں کتاب والوں کے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاویں گے۔ ان کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا۔ ان
کا بتانے والا۔ اس کے بعد فائدہ میں لکھتے ہیں "یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں۔
چوتھے آسمان پر جب یہودیوں میں دجال پیدا ہوگا۔ تب اس جہان میں آن کر اسے ماریں گے اور
یہود و نصاریٰ سب ان پر ایمان لاویں گے کہ موئے نہ تھے زندہ تھے۔"

اسی طرح آپ آیت "وانه لعلم للساعة (زخرف: ۶۱)" کی تفسیر میں
فرماتے ہیں "اور بیشک عیسیٰ علیہ السلام خبر دینے والا ہے۔ قیامت کی یعنی انکا اترنا آسمان سے
ایک نشانی ہے۔ قیامت کی دجال کے پیدا ہونے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آویں گے اور
دجال کو قتل کریں گے۔ پھر یاجوج ماجوج پیدا ہو کر سارے عالم کو خراب کریں گے۔ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام مومنوں کو لے کر کوہ طور پر جا کر چھپیں گے۔ غرض یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نشانی ہیں قیامت کی۔"

ناظرین! آپ نے دیکھ لیا کہ گذشتہ مجددین جن کو مرزائی جماعت بالاتفاق (قادیانی
اور لاہوری) مجدد تسلیم کر چکی ہے۔ ان سب کا عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور نزول کے
متعلق کیا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی ان سب کے خلاف عقیدہ رکھ کر مجدد بنتے ہیں۔ یعنی کہتے ہیں کہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ نہیں اٹھائے گئے۔ بلکہ وہ فوت ہو گئے ہیں اور دنیا میں نہیں
آئیں گے اور جس کے آنے کی خبر ہے وہ میں خود ہوں اور ظاہر ہے کہ تیرہ صدیوں کے مجددین جو
علم میں کامل سنت رسول اللہ کے عامل اور تقویٰ و دیانت میں ممتاز تھے اور جن کو خود مرزا قادیانی
بھی مجدد مانتے ہیں۔ سب کے سب گمراہی پر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ
خدا تعالیٰ میری ساری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰، باب الاعتصام بالکتاب
والسنة) تعجب ہے کہ صالحین کی ایک جماعت ایک امر کو ایمان کہے تو وہ بھی مجدد اور ایک دیکھ لیا

شخص جس کے بیسیوں عقیدے خلاف قرآن و حدیث ہوں اور اس کا غم بھی ناقص ہو اور وہ باوجود استطاعت کے فریضہ حج کا بھی تارک ہو اور اس کی روزی کا انحصار حیلہ اور فریب سے لوگوں کے چندے پر ہو اور وہ ان سب صالحین کے برخلاف اسی عقیدہ کو کفر و شرک قرار دے تو وہ بھی مجدد یہ کیسے ہو سکتا ہے؟۔

پس صحیح یہی ہے کہ مرزا قادیانی دعوے مجددیت میں بھی مثل دعوے رسالت اور دعوے امامت کبریٰ اور دعوے مہدویت اور دعوے مسیحیت کے کاذب ہیں۔

سوال اول: سر صدی سے کیا مراد ہے؟۔

الجواب: مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ”چونکہ میرانشو و نما چودھویں صدی کے اوائل میں ہوا ہے۔“ اس لئے ہر صدی سے مراد صدی کا آغاز ہے اور یہ غلط ہے۔ کیونکہ حساب نمبراً سے شروع ہوا کرتا ہے نہ کہ نمبر ۱۴ سے۔ اس کی تشریح یوں ہے کہ پہلی صدی کے مجدد بالاتفاق خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ ان کی وفات سنہ ۱۰۱ھ میں ہوئی اور علم حدیث کو صدی کے اخیر میں جمع کرایا اور دوسری صدی کے مجدد بالاتفاق امام شافعی اور ان کی وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی۔ آپ کی علمی خدمات بھی صدی کے آخری حصے میں ہیں۔ پس سر صدی سے مراد صدی کا آخری حصہ ہے۔ چنانچہ (عون المعبود شرح سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۱۷۸) میں ہے اور اس امر کی واضح دلیل کہ سر صدی سے مراد اخیر صدی ہے۔ نہ کہ ابتداء یہ ہے کہ امام زہریؒ وغیرہا علمائے متقدمین و متاخرین اس بات پر متفق ہیں کہ پہلی صدی کے سر پر عمر بن عبدالعزیزؒ ۱۰۱ھ میں چالیس برس کی عمر میں فوت ہوئے اور ان کی عمر چون ۵۴ برس کی تھی۔

سوال دوم: کیا مجدد کے لئے صاحب الہام ہونا ضروری ہے؟۔

الجواب: ہرگز ضروری نہیں۔ نبوت ختم ہو چکی سنت قائم ہو چکی۔ آنحضرت ﷺ رخصت ہوتے وقت قرآن و حدیث کی پیروی کی تاکید کر گئے۔ نئی وحی اور الہام کی کیا ضرورت؟۔ پس مجدد قرآن و حدیث کا علم کامل حاصل کرنے کے بعد انہی کی پیروی سکھاتا ہے۔

”تم والحمد لله المعبود والصلوة والسلام علی رسولہ صاحب المقام المحمود وعلی الہ واصحابہ اجمعین الی الیوم المشہود وانا العبد الملائم الحقیر الناسوتی محمد ابراہیم میر السیالکوتی“

بتاریخ ۱۴ شوال کرم ۱۳۵۷ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۹۳۸ء بعد از نماز ظہر ختم شد۔

قرآن وحدیث ہوں اور اس کا علم بھی ناقص ہوا اور وہ باوجود
ہو اور اس کی روزی کا انحصار حیلہ اور فریب سے لوگوں کے
کے برخلاف اسی عقیدہ کو کفر و شرک قرار دے تو وہ بھی مجدد یہ

دیانی دعوے مجددیت میں بھی مثل دعوے رسالت اور دعوے
محوے مسیحیت کے کاذب ہیں۔

کیا مراد ہے؟

ہتے ہیں کہ ”چونکہ میرانشو و نما چودھویں صدی کے اوائل میں
و صدی کا آغاز ہے اور یہ غلط ہے۔ کیونکہ حساب نمبر اسے
س کی تشریح یوں ہے کہ پہلی صدی کے مجدد بالا تفاق خلیفہ عمر
۱۰ھ میں ہوئی اور علم حدیث کو صدی کے اخیر میں جمع کرایا اور
نافی اور ان کی وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی۔ آپ کی علمی خدمات
بس سر صدی سے مراد صدی کا آخری حصہ ہے۔ چنانچہ (عون
بس ہے اور اس امر کی واضح دلیل کہ سر صدی سے مراد اخیر
ہرئی وغیرہا علمائے متقدمین و متاخرین اس بات پر متفق ہیں
یڑا ۱۰ھ میں چالیس برس کی عمر میں فوت ہوئے اور ان کی عمر

لئے صاحب الہام ہونا ضروری ہے؟

میں۔ نبوت ختم ہو چکی سنت قائم ہو چکی۔ آنحضرت ﷺ
کی پیروی کی تاکید کر گئے۔ نئی وحی اور الہام کی کیا
علم کامل حاصل کرنے کے بعد انہی کی پیروی سکھاتا ہے۔

معبود والصلوة والسلام علی رسولہ صاحب
اصحابہ اجمعین الی الیوم المشہود وانا العبد
ابراہیم میر السیالکوتی“

۱۱ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۹۳۸ء بعد از نماز ظہر ختم شد۔

کھلی چٹھی نمبر ۲

بخدمت

مولوی غلام رسول راجیکی قادیاںی

حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میرسیالکوٹی

بسم - الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کھلی چٹھی نمبر ۲

بخدمت دوست قدیمی مولوی غلام رسول صاحب قادریانی حال وارڈ سیالکوٹ
آپ نے میری کھلی چٹھی نمبر ۱ کا جواب ارکام فرمانے کی تکلیف اٹھائی اس کا شکریہ ہے۔ آپ
نے اس کا نام "جواب ہا صواب" لکھا ہے۔ لیکن وہ از روئے حقیقت سراسر نا صواب ہے۔
حقیقت کے پہچانے اور اس کے اعتراف سے کھرانے میں بہت کوشش کی گئی ہے۔ اس کی
مناحت یوں ہے۔

آپ نے میری اس حکایت کو تسلیم کر لیا کہ مجھے ٹریکٹ نمبر ۵ جس میں
میرے نام کی چٹھی درج ہے بھیجا نہیں گیا۔ لیکن نگتے ہاتھ آپ نے اپنی طرف سے بھی حکایت کر
دی کہ میں نے بھی آپ کو کھلی چٹھی نہیں بھیجی۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ کھلی چٹھی آپ کی خدمت
میں بدست مستری محمد صادق بھیجی گئی تھی۔ لیکن آپ اس وقت تشریف نہ رکھتے تھے۔ یہ بات ٹھیک
ای طرح ہے جس طرح آپ اس "جواب ہا صواب" کے (ص ۴) کے اخیر میں زیر عنوان نوٹ
لکھتے ہیں کہ "مولوی صاحب کی خدمت میں ہم نے بدوقت اپنے ٹریکٹ کی دو کاپیاں بدست غلام
حسن بھیج دی تھیں۔ لیکن مولوی صاحب موصوف ساہو واسطہ نظر نہ لے سکے ہوئے تھے۔"
آپ نے اس ارسال کردہ ٹریکٹ کا نمبر نہیں لکھا کہ کون سا ٹریکٹ بھیجا تھا۔ میری
حکایت ٹریکٹ نمبر ۵ کی بابت ہے۔ ٹریکٹ نمبر ۵ کے نہ ارسال کرنے کو آپ نے ان الفاظ میں
تسلیم کر لیا ہے۔

خیر ہم جتنے جھوٹے ہوا سو ہوا۔ (ص ۱) نیز غفلت برتی گئی ہے۔ (ص ۱) لیکن اس میں بھی
آپ نے حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ وہ یہ کہ اس کے متعلق لکھتے ہیں۔ "بغرض حال
اگر جناب والا! جب واقعہ یہ ہے کہ آپ نے وہ ٹریکٹ بھیجی یعنی نمبر ۵ جس میں میرے نام کی چٹھی
درج ہے۔ مجھے نہیں بھیجا۔ خواہ غفلت سے خواہ عمدہ تو پھر بغرض حال کہنے کا کیا موقع ہے۔ اور اگر
مگر کی کیا گئی تھی۔"

صاف چیتے
آنجمانی کو صحیح قرآن نہ جا
پہلی یہ کہ اٹھ
مخلص پر رحم کرے کہ ظالم
جواب

اس کا جواب
باتے ہیں۔ سخت غلطی
مرزا قادیانی کی تحریرات
ہیں۔ جن کو آیات قرآن
لکھی، قرآن شریف
آنحضرت ﷺ کے خیا
آپ ﷺ کو یاد آئی در
یاد سے غلط طور پر اس
آنحضرت ﷺ کے کسی
کسی آیت کو مرزا قادیانی
سکتے اور روایت پیش کر دے
دینا نہیں تو اور کیا ہے؟
آنحضرت ﷺ
ایک رات آنحضرت ﷺ
مسجد میں نماز تہجد ادا فرمائی
پوچھا کہ کیا یہ آواز عباد کو
اس کے پڑھنے سے خدا

بسم - الرحمن الرحیم
وہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کھلی چٹھی نمبر ۲

میری مولوی غلام رسول صاحب قادیانی حال وارڈ سیالکوٹ
سب ارقام فرمانے کی تکلیف اٹھائی اس کا شکریہ ہے۔ آپ
لکھا ہے۔ لیکن وہ از روئے حقیقت سراسر نا صواب ہے۔
اعتراف سے کھرانے میں بہت کوشش کی گئی ہے۔ اس کی

میری اس حکایت کو تسلیم کر لیا کہ مجھے ریکٹ نمبر ۵ جس میں
س گیا۔ لیکن مکتے ہاتھ آپ نے اپنی طرف سے بھی حکایت کر
میں بھیجی۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ کھلی چٹھی آپ کی خدمت
میں۔ لیکن آپ اس وقت تشریف نہ رکھتے تھے۔ یہ بات ٹھیک
'جواب ۵ صواب' کے (ص ۱۲) کے اخیر میں زیر عنوان نوٹ
میں ہم نے مدت اپنے ٹریکٹ کی دو کاپیاں بدست غلام
سب موصوف ساہو واسطہ لکھنے والے گئے ہوئے تھے۔

روڈ ٹریکٹ کا نمبر نہیں لکھا کہ کون سا ٹریکٹ بھیجا تھا۔ میری
ٹریکٹ نمبر ۵ کے نہ ارسال کرنے کو آپ نے ان الفاظ میں

(ص ۱) نیز غفلت برتی گئی ہے۔ (ص ۱) لیکن اس میں بھی
شک کی ہے۔ وہ یہ کہ اس کے متعلق لکھتے ہیں۔ "بعض محال
آپ نے وہ ٹریکٹ یعنی نمبر ۵ جس میں میرے نام کی چٹھی
سے خواہ مخواہ تو پھر بعض محال کہنے کا کیا موقع پیدا ہو سکتا

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں۔ اسی کو کہتے ہیں نمبر ۲۔ جناب مرزا کی
آنجمانی کو صحیح قرآن نہ جاننے کی زد سے بچانے کے لئے آپ نے دور و آستیں ذکر کی ہیں۔
پہلی یہ کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ اللہ اس
شخص پر رحم کرے کہ فلاں فلاں سورت کی فلاں فلاں آیت جو میں بھول گیا تھا مجھے یاد دلادی۔

جواب

اس کا جواب تفصیل سے سنئے کہ آپ نے دو مختلف اور غیر متجانس امروں کو ہم جنس
بناتے ہیں۔ سخت غلطی کھائی یا لوگوں کو غلطی میں ڈالنا چاہا۔ کیونکہ ہمارا اعتراض یہ ہے کہ
مرزا قادیانی کی تحریرات میں جو تبلیغی صورت میں ہیں۔ کثرت سے ایسی عربی عبارتیں پائی جاتی
ہیں۔ جن کو آیات قرآنیہ ظاہر کیا گیا ہے اور وہ ان الفاظ اور اس ترتیب سے جو مرزا قادیانی نے
لکھی، قرآن شریف میں نہیں ہیں۔ اس کے جواب میں آپ کا یہ کہنا کہ کسی وقت میں
آنحضرت ﷺ کے خیال سے بھی ایک آیت اتر گئی تھی اور وہ کسی صحابی کے پڑھنے سے
آپ ﷺ کو یاد آئی درست نہیں۔ کیونکہ اول تو خیال سے کسی بات کا اتر جانا امر دیگر ہے اور اپنی
یاد سے غلط طور پر اسے بیان کرنا امر دیگر ہے۔ مرزا قادیانی کا آیات کو غلط طور پر لکھنا
آنحضرت ﷺ کے کسی واقعہ کی نظیر اس صورت میں بن سکتا ہے کہ معاذ اللہ آنحضرت ﷺ بھی
کسی آیت کو مرزا قادیانی کی طرح غلط طور پر تبلیغ کریں۔ جب آپ اسے کبھی بھی ثابت نہیں کر
سکتے اور روایت پیش کردہ میں یہ صورت نہیں ہے تو پھر اسے پیش کرنا اپنی غلط فہمی یا دوسروں کو مغالطہ
دینا نہیں تو اور کیا ہے؟

آنحضرت ﷺ کے اس واقعہ کا درست بیان یوں ہے کہ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ
ایک رات آنحضرت ﷺ گھر میں تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے اور ایک صحابی (عباد بن بشر نام)
مسجد میں نماز تہجد اونچی قرأت سے پڑھ رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی قرأت سن کر مجھ سے
پوچھا کہ کیا یہ آواز عباد کی ہے۔ میں نے کہا ہاں! یا حضرت! آپ نے فرمایا خدا عباد پر رحم کرے۔
اس کے پڑھنے سے خدا نے مجھے ایک آیت یاد کرادی۔ جو میرے ذہن سے اتر گئی تھی۔

(بخاری ج ۱ ص ۳۶۲ باب ۵۱ ہدایۃ الاعمی وامرہ ونکاحہ)

اس میں یہ مذکور نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کو غلط طور پر پڑھا تھا اور عباد اللہ نے پڑھنے سے آپ نے اس کی صحت کی۔

اس کی حقیقت یہ ہے کہ پڑھنے والا پڑھتا جاتا ہے اور سننے والا اسے سنتا ہے۔ جس طرح پڑھنے والے کے تمام دماغی قوی پوری طرح متوجہ ہوتے ہیں۔ اس طرح سننے والے کے نہیں ہوتے۔ خاص کر جب وہ اپنے مشغل میں مصروف ہو اور وہ مشغل بھی خاص نماز کا ہو تو وہ اپنے دل و دماغ کو دوسری طرف متوجہ نہیں کر سکتا۔ لیکن ایسی حالت میں بھی اگر کوئی اونچی آواز اس کے کان میں پڑ جائے تو بوجہ فطری قوت سماعت اور قوت فہم کے آواز سنی اور سمجھ جاسکتی ہے اور یہ بات بھی یاد رہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سننے والے کا خیال پڑھنے والے کے ساتھ ساتھ نہیں چلتا۔ بلکہ پیچھے رہ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں کوئی بات اس کے ذہن سے اتر سکتی ہے۔ جو اسے پڑھنے والے کے پڑھنے سے یاد آ جاتی ہے۔ بس یہی حقیقت ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اس واقعہ کی کہ آپ نماز کی حالت میں مشغول تھے۔ اپنی قرأت یا تسبیحات میں مصروف تھے۔ اس وقت آپ ﷺ نے مسجد سے ایک شخص کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔ نماز کی مشغولی کی وجہ سے آپ اوجھڑ توجہ نہیں دے سکتے تھے اور وہ قرآن پڑھتا جا رہا ہے۔ ایسے حال میں اگر عباد اللہ نے کوئی آیت پڑھی۔ جس میں اس وقت آپ کا خیال عباد کی قرأت کے ساتھ نہ چل سکا۔ تو یہ مرزا قادیانی کی غلط آیات لکھنے کی نظیر نہیں بن سکتی۔

”وانسى هذا من ذاك . فافهم ولا تكن من القاصرين“ دیگر یہ کہ آنحضرت ﷺ کو کسی آیت کا کسی خاص وقت میں نسیان ہو جانا امر تبلیغ میں نسیان نہیں ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو تبلیغ دین میں ہوں نسیان نہیں ہوتا۔ چنانچہ شیخ کمال الدین ابن ہمام کتاب المسارہ میں فرماتے ہیں۔

”واما فيما طريقه الابلاغ فهم معصومون فيه من السهو والغلط“

(مطبوعہ مصر ص ۲۰۰)

اسی طرح شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ منہاج السنۃ میں فرماتے ہیں کہ فانہم متفقون

(ج دوم ص ۸۳)

علی ان الانبیاء معصومون فی تبلیغ الرسالة

اسی طرح صحیح بخاری کی ہر سہ شروح (فتح الباری، عمدۃ القاری اور ارشاد الساری) میں

بھی خاص اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے۔

لیکن مرزا قادیانی کی سلسلے میں لکھی ہیں۔ چنانچہ بعض نام حقیقت الوحی ہے اور بعض کا نام اس تفصیل سے مرزا قادیانی کی غلطی اور جس ہے اور دوسری روایت حدیث ڈھادیا ہے۔ آپ لوگوں کی آنحضرت کی ذات اقدس پر وہ ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح مورخہ

ہوئے تھے۔ ۱۲ جون کے منا

مرزا قادیانی قرآن شریف اور

مرزا قادیانی کی تصنیفات حقیقہ

کی تھیں۔ جو کھلی چٹھی نمبر ۱۱

نے یہ کہا کہ اگر مرزا قادیانی

ہے کہ ہرنبی نے دجال کی خبر

شریف نے کہا ہے کہ مسیح علیہ

سے دکھایا جائے کہ احمد کہاں لگا

اسی طرح آپ۔

جو قرآن میں موجود نہیں ہیں

کی ذات اقدس پر لگایا۔

اب اس کا تحقیقی

نہیں ہے۔ کیونکہ احادیث میں

۱ جب انا جیل۔

ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کو غلط طور پر پڑھا تھا اور عبادت کی۔

کہ پڑھنے والا پڑھتا جاتا ہے اور سننے والا اسے سنتا ہے۔ جس کو قوی پوری طرح متوجہ ہوتے ہیں۔ اس طرح سننے والے کے اپنے مشغل میں مصروف ہو اور وہ مشغل بھی خاص نماز کا ہو تو وہ اپنے میں کر سکتا۔ لیکن ایسی حالت میں بھی اگر کوئی اونچی آواز اس کے سماعت اور قوت فہم کے آواز سنی اور سمجھی جاسکتی ہے اور یہ بات ہے کہ سننے والے کا خیال پڑھنے والے کے ساتھ ساتھ نہیں چلتا۔ میں کوئی بات اس کے ذہن سے اتر سکتی ہے۔ جو اسے پڑھنے ہے۔ بس یہی حقیقت ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اس واقعہ کی کہ تھے۔ اپنی قرأت یا تسبیحات میں مصروف تھے۔ اس وقت کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔ نماز کی مشغولی کی وجہ سے آپ قرآن پڑھتا جا رہا ہے۔ ایسے حال میں اگر عباد نے کوئی آیت خیال عباد کی قرأت کے ساتھ نہ چل سکا۔ تو یہ مرزا قادیانی کی

ذاک ، فافہم ولا تکن من القاصرین ” دیگر یہ کہ خاص وقت میں نسیان ہو جانا امر تبلیغ میں نسیان نہیں ہے۔ نسیان ہو نسیان نہیں ہوتا۔ چنانچہ شیخ کمال الدین ابن ہمام کتاب

الابلاغ فہم معصومون فیہ من السہو والغلط

(مطبوعہ مصر ۲۰۰)

ام ابن خیمہ ”نہاج السنہ“ میں فرماتے ہیں کہ فانہم متفقون

فی تبلیغ الرسالة (ج دوم ص ۸۳)

ہر سر شروع (فتح الباری، عمدۃ القاری اور ارشاد الساری) میں

لکھا ہے۔

لیکن مرزا قادیانی کی حالت اس کے برخلاف ہے۔ کیونکہ انہوں نے غلط آیات تبلیغی سلسلے میں لکھی ہیں۔ چنانچہ بعض تو ایسی کتابوں میں ہیں۔ جن کا نام ہی تبلیغ رسالت ہے اور بعض کا نام حقیقت الوحی ہے اور بعض کا نام ابلاغ ہے اور بعض کا نام براہین احمدیہ ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کا نسیان اور جنس سے ہے اور مرزا قادیانی کی غلطی اور جنس ہے۔ ”فافترقا فلا یقاس احدھا علی الآخر“

اور دوسری روایت حضرت ابی والی جو آپ نے پیش کی ہے اس میں تو آپ نے غضب ڈھادیا ہے۔ آپ لوگوں کی عام عادت ہے کہ مرزا قادیانی کو بچانے کے لئے منہ پھاڑ کر آنحضرت کی ذات اقدس پر وہی بات لے آتے ہیں۔ جس سے ایک مومن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۳ء کو جو چار مناظرے میدان قلعہ سیالکوٹ میں ہوئے تھے۔ ۲۴ جون کے مناظرے ختم نبوت میں میرے اس اعتراض کے جواب میں کہ مرزا قادیانی قرآن شریف اور احادیث کے الفاظ میں بھی زیادتی کر لیتے تھے اور اس کی مثال میں مرزا قادیانی کی تصنیفات حقیقت الوحی اور آئینہ کمالات اور فریاد درد میں سے وہی غلط آیتیں پیش کی تھیں۔ جو کھلی چٹھی نمبر میں درج کی گئی ہیں۔ جن کے جواب میں آپ کے مولوی محمد سلیم قادیانی نے یہ کہا کہ اگر مرزا قادیانی نے یہ آیتیں اسی طرح لکھی ہیں۔ تو آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ ہرنی نے دجال کی خبر دی ہے۔ یہ بات ہرنی کی کتاب میں کہاں ہے؟ اور نیز قرآن شریف نے کہا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے بشارت سنائی کہ میرے بعد احمد رسول آئے گا تو انجیل سے دکھایا جائے کہ احمد کہاں لکھا ہے!۔

اسی طرح آپ نے بھی یہی لکھ مارا کہ آنحضرت ﷺ نے بھی ایسی آیات پڑھیں۔ جو قرآن میں موجود نہیں ہیں۔ یہ بڑا بھاری افتراء اور بہتان ہے۔ جو آپ نے آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر لگایا۔

اب اس کا تحقیقی جواب سنئے کہ قرآن شریف کی قرآنیت کا مدار احادیث کے بیان پر نہیں ہے۔ کیونکہ احادیث میں سوائے چند محدود آیتوں کے دیگر آیات کا ذکر نہیں آتا تو کیا اس کا

ا جب انا جیل سے یہ حوالے دکھائے گئے تھے تو آپ سب کے منہ پر مہر لگ گئی تھی۔

یہ نتیجہ نکلنا چاہئے کہ جتنی آیات احادیث میں مذکور ہیں۔ قرآن شریف اتنا ہی ہے۔ اگر یہ نتیجہ درست ہے۔ تو ان چند آیات کے سوا جو دیگر ہزاروں آیات ہیں۔ ان کو آیت کہاں سے اور کسی دلیل سے قرآن قرار دیں گے؟ مثلاً حدیث میں آیا کہ آنحضرت ﷺ بعض وقت جمعہ کے خطبے میں اور عیدین اور فجر کی نماز میں سورہ ق والقرآن المجید بھی پڑھا کرتے تھے اور اسی طرح عیدین کی نماز میں بعض وقت سورہ ق، سورہ قمر اور بعض وقت سورہ سبح اسم ربك الاعلیٰ اور هل ائتک حدیث الفاشیة بھی پڑھا کرتے تھے اور جمعہ کے روز فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں الم سجدہ اور دوسری میں سورہ دھر پڑھا کرتے تھے اور اسی طرح دیگر نمازوں میں دیگر سورتوں کا بھی ذکر ہے تو کیا آپ ان سورتوں کی آیات احادیث سے ثابت کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکیں گے تو پھر ان سورتوں کی آیات کہاں سے حاصل کریں گے؟ جہاں سے حاصل کر سکتے کی بابت آپ کہیں گے۔ وہاں سے سورہ بینہ میں وہ الفاظ جن کو آپ آیات قرار دیتے ہیں۔ دکھادیں تو ہم تسلیم کر جائیں گے کہ واقعی آنحضرت ﷺ نے ان الفاظ کو قرآن شریف کی آیات قرار دے کر پڑھا تھا۔

آپ میرے قدیمی دوست ہیں اور حافظ قرآن نہیں ہیں۔ اس لئے میں آپ کو اس مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا کہ قرآن شریف کی قرآنیت کا ثبوت کس بات پر ہے۔ لہذا اس مشکل کو آپ کی پاس خاطر سے میں خود ہی حل کر دیتا ہوں۔ اس کے لئے سب سے پہلے قرآن شریف کی تعریف نظر میں رکھیں جو یہ ہے۔

”القرآن کتاب اللہ المنزل علی محمد ﷺ المکتوب فی الصحف المحفوظ فی الصدور المقر وعلی اللسان المنقول عنه نقلاً متواتراً لا شبهة فیہ“ اس تعریف میں جس قدر قیود ہیں وہ سب قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں۔ مگر ہم اس وقت صرف قید تواتر و بلاشبہ کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے مقصود کو زیادہ تر تعلق اسی سے ہے۔

سواس کا بیان اس طرح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حکم آیت ”یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (مائتہ: ۶۷)“ اور ”بموجب آیت و یعلمہم الکتب والحکمة

ہزار ہا صحابہ
سے یہ بھی ثابت ہے کہ
تھے بلو کر آیات منزلہ لکھو
ص ۷۲۶، باب کتاب ال
سنایا اور سکھایا۔ اس کے
پڑھتے تھے۔ خطبوں میں
بڑی بڑی لمبی سورتیں پڑھتے
جن کی صحیح تعداد صرف
کر دے لاکھا۔

فتح الباری
اور عمدة القاری میں اس
علی عہدہ ﷺ لا
جن لوگوں کو آنحضرت
خاص عددان کو ضبط کر
آنحضرت
جاری رکھے۔ جن کی بنا
کو حفظ کروایا اور ان نو
کر چارواگ عالم میں
عہد بعہد الی یوہ
اس تفصیل
جن الفاظ میں تواتر
نور الانوار
فرمایا کہ: ”واحترق
رمضان فعدة

حدیث میں مذکور ہیں۔ قرآن شریف اتنا ہی ہے۔ اگر یہ نتیجہ
لے سوا جو دیگر ہزاروں آیات ہیں۔ ان کو آیت کہاں سے اور کسی
مثلاً حدیث میں آیا کہ آنحضرت ﷺ بعض وقت جمعہ کے خطبے
سورہ ق والقرآن المجید بھی پڑھا کرتے تھے اور اسی طرح
سورہ ق، سورہ قمر اور بعض وقت سورہ سبح اسم
رّبہ العالیٰ بھی پڑھا کرتے تھے اور جمعہ کے روز فجر کی نماز میں
دوسری میں سورہ دھر پڑھا کرتے تھے اور اسی طرح دیگر
لے رہے تو کیا آپ ان سورتوں کی آیات احادیث سے ثابت کر
سکتے ہیں کہ آپ کہیں گے۔ وہاں سے سورہ بینہ میں وہ الفاظ
دکھادیں تو ہم تسلیم کر جائیں گے کہ واقعی آنحضرت ﷺ نے
قرآن پڑھا تھا۔

سب سے پہلے حافظ قرآن نہیں ہیں۔ اس لئے میں آپ کو اس
شریف کی قرآنیت کا ثبوت کس بات پر ہے۔ لہذا اس مشکل کو
حل کر دیتا ہوں۔ اس کے لئے سب سے پہلے قرآن شریف کی

المنزل علی محمد ﷺ المکتوب فی الصحف
قر و علی اللسان المنقول عنه نقلاً متواتراً لا
قد رقیوہ ہیں وہ سب قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں۔ مگر ہم
تفصیل بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے مقصود کو زیادہ تر تعلق

ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حکم آیت ”یا ایہا الرسول بلغ
(۶۷)“ اور ”بموجب آیت و یعلمہم الکتب والحکمة

ہزار باصحابہ کو قرآن شریف کی تبلیغ میں پڑھ کر سنایا اور سبنا پڑھایا لکھایا اور احادیث
سے یہ بھی ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نزول قرآن کے وقت اپنے بعض کاتبین قرآن کو جو مقرر
تھے بلو کر آیات منزلہ لکھوا دیا کرتے تھے اور ان کا موقع محل بھی بتا دیا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری ج ۲
ص ۷۶۱، باب کتاب النبی و سنن ابی ذانود) علاوہ بریں یہ کہ آپ نے ہزار باصحابہ کو پڑھ کر
سنایا اور لکھایا۔ اس کے علاوہ خود روزانہ منزل کے طور پر تلاوت بھی کرتے تھے۔ نمازوں میں بھی
پڑھتے تھے۔ خطبوں میں بھی قرآن پڑھ کر وعظ فرماتے تھے۔ سونے کے وقت بسترے پر کئی ایک
بڑی بڑی لمبی سورتیں پڑھ کر سوتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ نے صد باصحابہ کو قرآن حفظ کرایا۔
جن کی صحیح تعداد صرف خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ چاہے معونہ پر جن حفاظ قرآن کو مشرکین نے قتل
کر ڈالا تھا۔ (بخاری ج ۲ ص ۵۸۱)

فتح الباری اور عمدۃ القاری میں ان کے علاوہ انھیں حفاظ صحابہ کے اسماء ذکر کئے ہیں
اور عمدۃ القاری میں اس کے بعد کہا ہے کہ: ”وقد ظہر من هذا ان الذين جمعوا القرآن
علی عہدہ ﷺ لا یحصیہم احد ولا یضبطہم عدد“ کہ اس بیان سے ظاہر ہو گیا کہ
جن لوگوں کو آنحضرت ﷺ کے عہد میں قرآن مجید حفظ تھا۔ ان کو کوئی گن نہیں سکتا اور نہ کوئی
خاص عدد ان کو ضبط کر سکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے بعد صحابہ نے بھی قرآن شریف کو محفوظ رکھنے کے وسائل وہی
جاری رکھے۔ جن کی بنیاد رسول اللہ ﷺ قائم کر گئے تھے۔ یعنی خود حفظ کرنے کے بعد اپنی اولاد
کو حفظ کروایا اور ان نوشتوں سے جو آنحضرت ﷺ اپنے مبارک عہد میں لکھوا گئے تھے۔ نقل کروا
کر چار دانگ عالم میں پھیلا دیا اور ان کے بعد تابعین نے بھی اس سنت کو قائم رکھا اور ان کے بعد
عہد بعہد الی یومنا هذا مسلمانوں کا یہی دستور چلا آیا ہے۔

اس تفصیل سے ظاہر ہو گیا کہ قرآن شریف نبی ﷺ سے بتواتر نقل ثابت ہے۔ پس
جن الفاظ میں تو اتر نہ پایا جائے۔ وہ جزو قرآن نہیں ہیں۔

نور الانوار میں ملا احمد استاد حضرت اورنگزیب عالمگیر نے نقلاً متواتراً بابا شہد کی شرح میں
فرمایا کہ: ”واحترز بقوله متواتراً عما نقل بطریق الاحد کقراءہ ابی فی قضاء
رمضان فعدة من ایام اخر متتابعات و عما نقل بطریق الشہدۃ کقراءہ ابن

مسعود فی حد السرقة فاقطعوا ايمانها وفي كفارة اليمين فصيام ثلثة ايام متتابعات وقوله بلاشبهه تأكيد على مذهب الجمهور لان كل ما يكون متواترا يكون بلاشبهه وعند الخصاف هو اجترار عن المشهور لان المشهور عنده قسم من المتواتر لكن مع شبهة وهذا كله على تقدير ان يكون اللام في المصاحف للجنس واما اذا كان للعهد فتخرج القراء الغير المتواترة كلها بقوله في المصاحف ويكون قوله المنقول عنه الى اخره بياناً للواقع (ص ۹) پس اگر آپ حضرت ابی والی روایت سے یہ سمجھے ہیں کہ (معاذ اللہ) آنحضرت ﷺ نے یہ عبارت لے لی "ان الدين عند الله الحنفية المسلمة ولا اليهودية ولا النصرانية..... الخ!" باوجود قرآن شریف میں نازل ہونے کے قرآن کی آیت قرار دے کر پڑھی تھی تو آپ آنحضرت ﷺ کی زبان پاک سے ثابت کر دیں کہ آپ نے اسے قرآن شریف کی آیت قرار دیا تھا۔ صاحب من! یہ آنحضرت ﷺ پر سراسر بہتان و افتراء ہے۔ نہ آنحضرت ﷺ نے اسے قرآن کا جزو قرار دیا۔ نہ حسب تفصیل بالا کاتبین کو قرآنی مثل میں تحریر میں لانے کا حکم کیا۔ نہ صحابہ کو سکھائی اور نہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں ان پاک فرشتوں کے نقل کرنے میں جو آنحضرت ﷺ خود دیکھوائے تھے۔ یہ عبارت پائی گئی اور نہ کسی دیگر حافظ صحابی نے ہزار ہا حفاظ میں سے سوائے حضرت ابی کے اسے روایت کیا تو اس کا تواتر کہاں ثابت ہوا؟ کیا صرف ایک شخص کے لفظ قرء سے آپ ان الفاظ کی قرآنیت ثابت سمجھتے ہیں؟ اگر ایسا سمجھتے ہیں تو ملا احمد مرحوم کی عبارت مذکور الفوق کا پھر مطالعہ کریں۔

اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بعض وقت تفسیری نوٹ بھی فرماتے تھے۔ کیونکہ جس طرح تبلیغ الفاظ قرآن آپ کا ذمہ ہے۔ اس طرح بیان مقاصد قرآن بھی آپ ہی کا ذمہ ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ: "وانزلنا اليك الذكر لتبين للناس ما نزل اليهم (نحل: ۴۴)" اور جیسے کہ حدیث خطبہ جمعہ میں آیا ہے کہ: "يقراء القرآن ويذكر الناس (مسلم ج ۱ ص ۲۸۳، کتاب الجمعة)" یعنی آپ خطبہ جمعہ میں قرآن شریف بھی پڑھا کرتے تھے اور لوگوں کو وعظ بھی کرتے تھے۔ پس اس طرح سورت بینہ کی قرأت کے وقت آپ نے مخلصین لہ

۱۔ مطابق تحریر ٹریکٹ مرزا سیہ ص ۲۔

الدين حنفاء کی تفسیر میں اسلام کے ذریعے قائم شدہ ہے بصورت موجودہ خدا کا دین نہیں۔ چونکہ الفاظ قرآن او تھے اور ایک ہی زبان عربی میں تفسیری بیان میں بوجہ مشابہہ آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس اور بعض صحابہ سے بعض الفاظ آ جاتے تھے۔ ان کی حقیقت بس کسی آیت قرآنی کی تفسیر فرما آیت قرآنی سمجھ لیا۔ چنانچہ (صحیح) میں ہے کہ حضرت انس کہتے ہیں التکاثر (بخاری ج ۲ ص ۲) حتی کہ سورت الہکم التکاثر اس مقام پر حضرت حدیث کی شرح میں علامہ قسطل معنی ذلك مع الزيادة قرآناً (مطبوعہ مصر ج ۹) زیادتی کے آ گیا۔ تو صحابہ قرآن نہیں ہے۔

فتح الباری میں بھی کے علاوہ صحابہ کی نسبت بھی! و توضیح میں کوئی دوسرا لفظ کہا تو بالکل کسی قید سے مقید کیا۔ تو

۱۔ حضرت ابی زبیر

قطعوا ايمانها وفي كفارة اليمين فصيام ثلثة ايام
تاكيد على مذهب الجمهور لان كل مايكون متواترا
صاف هوا جتزاز عن المشهور لان المشهور عنده
مع شبهة وهذا كله على تقدير ان يكون اللام في
ما اذا كان للعهد فتخرج القراء الغير المتواترة كلها
قوله المنقول عنه الى اخره بيانا للواقع (ص ۹)
ابن ابى شيبة في رواية عن النبي صلى الله عليه وسلم
ان عند الله الحنفية المسلمة ولا اليهودية ولا
القرآن شريف في نازل بولن كقرآن كآيت قرار دے كر
زبان پاك سے ثابت كر دے كے آپ نے اسے قرآن شريف
من! یہ آنحضرت ﷺ پر سراسر بہتان و افتراء ہے۔ نہ
جزو قرار دیا۔ نہ حسب تفصیل بالا کاتبین کو قرآنی مثل میں تحریر
کی اور نہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں ان پاك فرشتوں کے نقل
لکھوا گئے تھے۔ یہ عبارت پائی گئی اور نہ کسی دیگر حافظ صحابی نے
ابن ابی کے اسے روایت کیا تو اس کا تواتر کہاں ثابت ہوا؟ کیا
پا ان الفاظ کی قرآنیث ثابت سمجھتے ہیں؟ اگر ایسا سمجھتے ہیں تو
پھر مطالعہ کریں۔

نصرت ﷺ بعض وقت تفسیری نوٹ بھی فرماتے تھے۔ کیونکہ
ذمہ ہے۔ اسی طرح بیان مقاصد قرآن بھی آپ ہی کا ذمہ
بك الذكر لتبين للناس منازل اليهم (نحل: ۴۴)
کہ: ”يقرء القرآن ويذكر الناس (مسلم ج ۱)
پ خطبہ جمعہ میں قرآن شريف بھی پڑھا کرتے تھے اور لوگوں
ح سورت بينہ کی قرأت کے وقت آپ نے مخلصين له

سید ص ۲۔

الدين حنفاء كآفسير میں یہ بھی فرم دیا کہ خدا کا دین وہ ہے جو حنفی یعنی حضرت ابراہیم علیہ
السلام کے ذریعے قائم شدہ ہے اور اس میں سب غیر اللہ سے بیزارى ہے۔ یہو۔ میت اور نصرانیت
بصورت موجودہ خدا کا دین نہیں ہے۔

چونکہ الفاظ قرآن اور بیان مقاصد قرآن ہر دو ایک ہی زبان پاك سے صادر ہوتے
تھے اور ایک ہی زبان عربی میں ہوتے تھے۔ اس لئے اگر کسی سامع کو الفاظ قرآن اور آپ کے
تفسیری بیان میں بوجہ مشابہت مضمون والفاظ اشتباہ پڑ جائے تو یہ اس کی اپنی سمجھ ہے۔
آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس اس سے بری ہے۔ اس کی مثالیں کتب حدیث میں بہت ہیں
اور بعض صحابہؓ سے بعض الفاظ ایسے منقول ہیں۔ جن سے وہم پڑ سکتا ہے کہ وہ قرآن کا جزو سمجھے
جاتے تھے۔ ان کی حقیقت بس یہی ہے کہ وہ احادیث کی عبارتیں ہیں۔ جو آنحضرت ﷺ نے
کسی آیت قرآنی کی تفسیر فرمائی اور کسی نے ان کو اس اشتباہ سے جو اوپر مذکور ہوا۔ ان الفاظ کو
آیت قرآنی سمجھ لیا۔ چنانچہ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۵۲) میں حدیث لوکان لابن ادم ۱ کے آخر
میں ہے کہ حضرت انس کہتے ہیں کہ: ”کنانری هذا من القرآن حتى نزلت الهمک
التکاکثر (بخاری ج ۲ ص ۹۵۲، کتاب الرقاق) ”ہم اسے قرآن میں سے گمان کرتے تھے۔
حتى کہ سورت الهمک التکاکثر۔

اس مقام پر حضرت انسؓ نے بتا دیا کہ پہلے ہمارا گمان ایسا تھا۔ لیکن پیچھے نہ رہا۔ اس
حدیث کی شرح میں علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ: ”فلما نزلت هذه السورة وتغننت
معنى ذلك مع الزيادة عليه علموا ان الحديث من كلام الله والذى ليس
قرآناً (مطبوعہ مصر ج ۹ ص ۲۴۰) ”جب یہ سورت اتری اور اس میں یہی مضمون مع کچھ
زیادتی کے آگیا۔ تو صحابہؓ نے جان لیا کہ یہ آنحضرت ﷺ کے کلام سے ایک حدیث ہے اور
قرآن نہیں ہے۔

فتح الباری میں بھی اسی طرح ہے اور اسی کو ابی کہا ہے۔ فافہم و تدبر، آنحضرت ﷺ
کے علاوہ صحابہؓ کی نسبت بھی ایسی بہت سے روایتیں ہیں کہ انہوں نے بعض الفاظ قرآن کی تشریح
و توضیح میں کوئی دوسرا لفظ کہا تو وہ بھی ایک قرأت سمجھی گئی۔ یا کسی مسئلہ فقہی والی آیت کو نظر برد دیگر
دلائل کسی قید سے مقید کیا۔ تو اسے بھی ایک قرأت سمجھا لیا اور یہ باتیں صرف فقہائے صحابہؓ کی

۱۔ حضرت ابی زریجواب میں بھی ان الفاظ کا ذکر ہے۔

روایات میں پائی باقی ہیں۔ مثلاً حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور ام المومنین حضرت عائشہ چنانچہ ماحمدم حرم کی عبارت مذکورہ فوق میں جن الفاظ و فقرات سمجھا گیا ہے۔ ان کی حقیقت یہی ہے کہ انہوں نے محض تفسیر اور حل مسئلہ کے متعلق وہ الفاظ ذکر کئے ہیں۔ یہی حقیقت حضرت عائشہ کی خمس رضعات والی روایت کی ہے اور اس۔

اس ساری تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ ہمارے قدیمی دوست مولوی غلام رسول قادیانی نے جناب مرزا قادیانی کے ذہنیس میں جو روایات ذکر کی ہیں۔ وہ ان کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکے اور نہ اس بات کو سمجھ سکے ہیں کہ مرزا قادیانی والی غلط آیات کو ان روایات سے کوئی بھی تعلق نہیں دعویٰ اور دلیل میں مطابقت جاننا علم منطق سے ہوتا ہے اور ہمیں اسوس ہے کہ ہمارے قدیمی دوست مولوی غلام رسول علم منطق سے مرزا قادیانی کی طرح مطلقاً غورے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی باوجود خود منطق نہ جاننے کے تھوڑی سی منطق دانی کو ضروری جانتے تھے۔

ان روایات کے علاوہ آپ نے دوسرا عذر مرزا قادیانی کی غلط آیات کی بابت یہ کیا ہے کہ کاتب کی غلط نویسی ہے۔ صاحب من! اس کی نسبت تو میں نے پہلے ہی صاف صاف لکھ دیا تھا کہ ان اغلاط میں کاتب کی غلطی کا عذر صحیح نہیں ہوگا۔ کیونکہ اول تو بعض آیات مرزا قادیانی نے متعدد جگہ اسی طرح لکھی ہیں۔ کاتب ہر جگہ پر عین وہی غلط الفاظ نہیں لکھا کرتا۔ دیگر اس لئے کہ مرزا قادیانی نے جو ترجمہ خود لکھا ہے وہ عربی عبارت محررہ کے مطابق ہے۔ کیا اسے بھی کاتب نے بدل ڈالا۔ اس کا جواب آپ نے کیا دیا؟ صرف یہ کہ جن عذروں کا جو آپ کرنے والے تھے۔ میں نے خود ذکر کر کے ان کے جواب بھی لکھ دیئے تھے۔ آپ نے دوبارہ ان کو دہرایا اور آپ نے جو یہ عذر کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے خود اپنی کتب میں فرمایا ہے کہ بوجہ عجلت نظر ثانی ان سے نہیں جی جاسکی اور پردہ غور سے نہیں پڑھ گئے۔ اس کا جواب کئی طرح پر ہے۔

اول یہ کہ محاورہ ”نظر ثانی ان سے نہیں کی جاسکی“ کے سمجھنے سے میں قاصد ہوں کہ لفظ ”سے“ کے یہاں کیا معنی ہیں؟۔ دوم یہ کہ آپ نے اس عبارت کا حوالہ نہیں لکھا۔ اخیر میں صرف اتنا لکھ دیا ہے۔ (مخلص)

کیا مخلص مرزا قادیانی کی کتاب کا نام ہے؟۔ اگر ہے تو اس کا نمبر صفحہ لکھیں اور اگر نہیں ہے اور آپ نے خود ان کی عبارت کا خلاصہ کیا ہے تو آپ کی عادت سے واقف ہوتے ہوئے میں آپ کے مخلص کا اعتبار نہیں کرتا۔ اصل کتاب کا نام درج کر کے نمبر صفحہ بھی لکھیں۔

سوم یہ کہ ان اغلاط کا جو مرزا قادیانی کو لوگوں کی روک ٹوک میری کتابوں میں بہت سی آیات قرآن مجید کی مزاولت نہیں تھی۔ اگر طور پر لکھ دیا کہ بوجہ عجلت کے نظر ثانی کہ اس عذر سے بھی مرزا قادیانی عبارت لکھی تو از خود نہیں لکھی۔ بلکہ لکھا تھا۔ کیونکہ کاتب متعدد جگہ ایک کہ بعض غلط آیات ایسی ہیں کہ وہ ہیں۔ حالانکہ ان کے کاتب اور سالار تو کیا ان کتابوں نے باوجود اس کے رہے۔ کہیں ایک جا بیٹھ کر مشورہ کرنا بدنامی ان کے سر جڑ دیں۔ مولوی لکھ دیا لیکن آپ کو تو چاہیے کہ مرزا دہن مبارک یا قلم مبارک سے نکال لیں کہ آپ اسے منظور فرمائیں گے۔ سامنے اس امر کو رکھا جائے۔ میں نویسی سے ہوتے ہیں۔ آپ ان مصنفین کی کثرت رائے پر ہوگا۔ آپ نے یہ بھی ارقام صرف سات غلطیوں پر اکتفاء کیا غلطایات نہیں لکھیں۔ بلکہ میرے مشتمل ہے۔ جو تھوڑی تعداد میں آیت بھی معلوم ہو جائے جو غلط ہو اور یہ جو آپ نے فر

راشد بن مسعود اور ام المومنین حضرت
وہ اُت سبھا گیا ہے۔ ان کی حقیقت
ظاہر کر کے ہیں۔ یہی حقیقت حضرت

یہی دوست مولوی غلام رسول قادیانی
ہیں۔ وہ ان کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکے
وہ ان روایات سے کوئی بھی تعلق نہیں
ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے قدیمی
محقق کورے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی
نہ تھے۔

قادیانی کی غلط آیات کی بابت یہ کیا
ہے۔ پہلے ہی صاف صاف لکھ دیا
وہ تو بعض آیات مرزا قادیانی نے
غلط نہیں لکھا کرتا۔ دیگر اس لئے کہ
مطابق ہے۔ کیا اسے بھی کاتب نے
روں کا جو آپ کرنے والے تھے۔
نہ دو بارہ ان کو دہرایا اور آپ
ہے کہ بوجہ غلط نظریاتی ان سے نہیں
جڑ ہے۔

کے سمجھنے سے میں قصہ ہوں کہ لفظ
کا حوالہ نہیں لکھا۔ اخیر میں صرف

ہے تو اس کا نمبر صفحہ لکھیں اور اگر نہیں
عادت سے واقف ہوتے ہوئے
کے نمبر صفحہ بھی لکھیں۔

سوم یہ کہ ان اغلاط کا عذر مرزا قادیانی نے کب ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ
مرزا قادیانی کو لوگوں کی روک ٹوک سے معلوم ہو چکا تھا کہ مجھے قرآن شریف صحیح یاد نہیں ہے اور
میری کتابوں میں بہت سی آیات غلط لکھی ہوئی پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی تلاوت
قرآن مجید کی مزاولت نہیں تھی۔ اس لئے انہوں نے جابلوں کو پرچانے کے لئے پیش بندی کے
طور پر لکھ دیا کہ بوجہ غلط کے نظر ثانی نہیں کی جاسکی اور پروف غور سے نہیں پڑھے گئے۔ چہاں یہ
کہ اس عذر سے بھی مرزا قادیانی کی خلاصی نہیں ہوتی۔ کیونکہ کاتب نے متعدد جگہ جو ایک ہی
عبارت لکھی تو از خود نہیں لکھی۔ بلکہ اسی صورت میں لکھی کہ مصنف نے اس ان مواقع پر اسی طرح
لکھا تھا۔ کیونکہ کاتب متعدد جگہ ایک دوسری زبان کی عبارت از خود بنا کر نہیں لکھ سکتا۔ دیگر اس لئے
کہ بعض غلط آیات ایسی ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کی مختلف کتابوں میں ایک ہی طرح پر پائی جاتی
ہیں۔ حالانکہ ان کے کاتب اور سال طبع اور مطالع مختلف ہیں۔ تو اگر وہ سہو کاتب سے غلط لکھی گئیں
تو کیا ان کاتبوں نے باوجود اس کے کہ وہ ایک دوسرے سے الگ زمانے میں اور الگ مقام پر لکھتے
رہے۔ کہیں ایک جابجہ کر مشورہ کر لیا تھا کہ مرزا قادیانی کی تصانیف میں ہم از خود غلط آیات لکھ کر
بدنامی ان کے سر جڑ دیں۔ مولوی صاحب! مرزا قادیانی تو صاحب غرض تھے۔ انہوں نے تو ایسا
لکھ دیا لیکن آپ کو تو چاہیے کہ مرزا قادیانی کی بات کو دانش اور تجربہ کی کسوٹی پر رکھ کر پرکھیں اور پھر
دہن مبارک یا قلم مبارک سے نکالیں۔ اچھا میں فیصلہ کی ایک سہل تجویز پیش کرتا ہوں۔ امید ہے
کہ آپ اسے منظور فرمائیں گے۔ وہ یہ کہ کاتبوں اور مصنفوں کی ایک مجلس قائم کریں اور ان کے
سامنے اس امر کو رکھا جائے۔ میں اپنے دلائل بیان کروں گا کہ اس قسم کے اغلاط مصنف کی غلط
نویسی سے ہوتے ہیں۔ آپ ان کا جواب دیں۔ پھر میں ان کا جواب الجواب دوں گا اور فیصلہ
مصنفین کی کثرت رائے پر ہوگا۔ بس روزمرہ کا جھگڑا ختم ہو جائے گا۔

آپ نے یہ بھی ارقام فرمایا ہے کہ مولوی صاحب نے یعنی اس عاجز محمد ابراہیم میر نے
صرف سات غلطیوں پر اکتفاء کی ہے۔ جناب والا! مرزا قادیانی آنجہانی نے صرف سات
غلطایات نہیں لکھیں۔ بلکہ میرے پاس جو انتخاب ہے۔ وہ پچاس اور دس یعنی ساٹھ غلط آیات پر
مشتمل ہے۔ جو تھوڑی تعداد میں شائع ہوتی رہیں گی اور کیا جانیں کہ کسی اور مقام سے کوئی اور ایسی
آیت بھی معلوم ہو جائے جو غلط ہو۔

اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ مرزا قادیانی نے انہی آیات کو بعض دیگر تصانیف میں صحیح

طور پر لکھا ہے۔ اس میں بھی آپ نے خلق خدا کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ دیگر ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ مرزا قادیانی نے پہلی تصانیف میں غلط لکھیں۔ دوسری تصنیف کے وقت تک کسی نے مرزا قادیانی کو غلطی پر متنبہ کر دیا تو مرزا قادیانی نے تحریف یا غلط یا دھوکے کے الزام کو دور کرنے کے لئے اس کی اصلاح کر کے اپنی غلط نویسی کو بیگناہ کے سرمڑھ دیا۔ دوم یہ کہ بعض کتابیں جو مرزا قادیانی کے وقت میں چھپیں ان میں تو مرزا قادیانی ہی کے بیاض کی نقل سے غلط آیات لکھی گئیں۔ لیکن جب مرزا قادیانی کی وفات کے بعد وہ کتاب دوبارہ بارہ بار چھپی تو کسی نسخے نے ان کو صحیح کر دیا۔ تاکہ اگر مرزا قادیانی پر اعتراض کریں تو ان کو جدید الطبع کتابیں دکھا کر سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا کیا جاسکے۔ جناب یہ کھیل آپ کے روزمرہ کے ہیں اور واقف کار لوگ اسے خوب جانتے ہیں۔ چنانچہ ہم انشاء اللہ کسی موقع پر ایسی آیات بھی لکھیں گے۔ جو مرزا قادیانی کے بیاض سے نقل کی ہوئی کتابوں میں تو غلط لکھی ہوئی ہیں۔ لیکن ان کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ کسی غیر کی اس تصحیح سے مرزا قادیانی پر جو قرآن صحیح نہ جاننے کا الزام ہے دور نہیں ہو سکتا۔

ہاں یہ تو بتائیے کہ ہماری کھلی چٹھی میں نمبر اول پر جو غلط آیت آئینہ کمالات کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے۔ اس کو کیوں چھوڑ گئے۔ جواب میں اسے کیوں ظاہر نہیں کیا اور اس کی نسبت بھی سہو کا تب کا عذر کیوں نہیں کیا۔ اب ہی بتا دیجئے کہ اس میں بھی سہو کا تب ہے۔ اس کا صحت نامہ تو اس کے ساتھ ہی چھپا ہوا ہے۔ اس میں تو اس آیت یعنی ”یٰٰسٰیہٰہا الذین امنوا ان تتقوا اللہ“ کو بھی شمار کیا ہوا ہے۔ اس میں تو آپ کو اچھا خاصہ کیا کرایا عذر مل سکتا تھا۔ اسے کیوں چھوڑ دیا۔ مولوی صاحب میں آپ کو اپنی قدیمی دوستی کے حق پر کہتا ہوں کہ ضمیر کی آواز کے خلاف بات نہیں کرنی چاہئے کہ آپ کو اندر سے آواز آرہی ہے کہ اس غلط آیت میں اس کے باوجود صحت نامہ میں درج ہونے کے اور مرزا قادیانی کی آنکھوں کے سامنے اس صحت نامہ کے تیار ہونے کے اور اصل کتاب کے ساتھ ہی شامل ہو کر کتاب کے شائع ہونے کے سہو کا تب کا عذر نہیں ہو سکتا۔ پس خدا سے ڈریئے اور حق گوئی کی جرأت کر کے صاف الفاظ میں اعلان کر دیجئے کہ ہاں واقعی ایہ آیت مرزا قادیانی کو اسی طرح یاد تھی اور آپ اسے قرآن مجید کی آیت جانتے رہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں اس ترتیب سے جس سے مرزا قادیانی نے لکھی ہے موجود نہیں ہے۔

اور میری کھلی چٹھی میں نمبر ۲ پر جواب ناصواب میں نمبر ۴ پر جو غلط آیت ”یسوم

یساتی ربك فی ظلمل من
آپ نے کمال کر دکھا۔ جو یہ لکھو
(ص ۳) جناب اس عبارت کو قرآن
شہد نہیں ہیں کہ کسی آیت کی تا اور
کو جزو قرآن قرار دینے کے لئے
جائے کہ خدا فرماتے ہے کہ: لیجئے

(نوٹ اب قادیانیوں)

مناظرین کے تمام عذرات پر سیا
کی تصحیح کی مگر ترجمہ کو نہیں بدلا۔
موجودہ تصحیح کے باوجود بھی موجود۔
اور میری کھلی چٹھی کی

نمبر ۶ پر جو آیت بحوالہ حقیقت الود
اس سے بھی آپ نے لوگوں کی
کاتب نے غلطی سے عربی عبارت
عبارت کا صحیح ترجمہ ہے۔ وہ بھی
کہنا کہ ترجمہ میں جہنم کا لفظ ہے۔
ہے۔ مرزا قادیانی نے نار کا ترجمہ
میں اس جگہ لفظ بھی جہنم کا تھا۔ کیونکہ
یوں کیا ہے۔ خدا اس کو جہنم میں
نار جہنم جو صحیح ہے۔ تو اس کا ترجمہ
اس کے یا اس کے لئے جہنم کی آ
ظاہر ہے کہ یہ ترجمہ اسی بے جا آ
باقی رہا آپ کا قصید
کے لئے جلدی نہ بچائیے ہر امر۔

نے خلق خدا کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کی کوشش کی ہے۔
 ۱۔ اول یہ کہ مرزا قادیانی نے پہلی تصانیف میں غلط لکھیں۔
 ۲۔ مرزا قادیانی کو غلطی پر متنبہ کر دیا تو مرزا قادیانی نے
 ۳۔ کم کو دور کرنے کے لئے اس کی اصلاح کر کے اپنی غلط نویسی کو
 بعض کتابیں جو مرزا قادیانی کے وقت میں چھپیں ان میں تو
 سے غلط آیات لکھی گئیں۔ لیکن جب مرزا قادیانی کی وفات
 ہو چھٹی تو کسی صحیح نے ان کو صحیح کر دیا۔ تاکہ اگر مرزا قادیانی پر
 کتابیں دکھا کر سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا کیا جاسکے۔ جناب
 اور واقف کار لوگ اسے خوب جانتے ہیں۔ چنانچہ ہم انشاء
 میں گئے۔ جو مرزا قادیانی کے بیاض سے نقل کی ہوئی کتابوں
 کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ کسی غیر کی اس تصحیح سے مرزا قادیانی پر جو
 در نہیں ہو سکتا۔

۱۔ کھلی چٹھی میں نمبر اول پر جو غلط آیت آئینہ کمالات کے حوالہ
 ز گئے۔ جواب میں اسے کیوں ظاہر نہیں کیا اور اس کی نسبت بھی
 ہی بتا دیجئے کہ اس میں بھی سہو کا تب ہے۔ اس کا صحت نامہ تو
 میں تو اس آیت یعنی ”یسٰیہٰ الذین امنوا ان تتقوا
 میں تو آپ کو اچھا خاصہ کیا کرا یا عذر مل سکتا تھا۔ اسے کیوں چھوڑ
 نقد یہی دوستی کے حق پر کہتا ہوں کہ ضمیر کی آواز کے خلاف بات
 سے آواز آ رہی ہے کہ اس غلط آیت میں اس کے باوجود صحت
 دیانی کی آنکھوں کے سامنے اس صحت نامہ کے تیار ہونے کے
 مل ہو کر کتاب کے شائع ہونے کے سہو کا تب کا عذر نہیں
 گوئی کی جرأت کر کے صاف الفاظ میں اعلان کر دیجئے کہ ہاں
 طرح یاد تھی اور آپ اسے قرآن مجید کی آیت جانتے رہے۔
 جس سے مرزا قادیانی نے لکھی ہے موجود نہیں ہے۔

۲۔ پیر اور آپ جواب ناصواب میں نمبر ۴ پر جو غلط آیت ”یسوم

یساتی ربك فسی ظلل من الغمام“ (بحوالہ حقیقت الوحی ص ۱۵۴) لکھی۔ اس کے جواب میں تو
 آپ نے کمال کر دکھا۔ جو یہ لکھا کہ مرزا قادیانی نے نہیں لکھا کہ یہ قرآن مجید کی آیت ہے۔
 (ص ۳) جناب! کسی عبارت کو قرآن مجید کی طرف نسبت کرنے کے لئے صرف یہی الفاظ رجسری
 شدہ نہیں ہیں کہ کسی آیت کی ۱۱۳ یا تحریر کے ساتھ لفظ قرآن مجید ہی لکھا جائے۔ بلکہ کسی عبارت
 کو جزو قرآن قرار دینے کے لئے کئی الفاظ ہیں۔ جن میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ یوں لکھا
 جائے کہ خدا فرماتے ہے کہ: لیجئے جناب مرزا قادیانی نے بھی یہی لفظ لکھے ہیں۔

(دیکھو حقیقت الوحی ص ۱۵۴ سطر ۸، ۱۲، ۹)

(نوٹ اب قادیانیوں نے آیات کی خرائن میں تصحیح کر کے پہلے کے تمام قادیانی
 مناظرین کے تمام عذرات پر سیاہی مل دی کہ وہ سب جھوٹ بولتے رہے۔ نیز خرائن میں آیات
 کی تصحیح کی مگر ترجمہ کو نہیں بدلا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کو مرزا کی جہالت و تحریف قرآنی قادیانیوں کی
 موجودہ تصحیح کے باوجود بھی موجود ہے کہ وہ محرف قرآن تھا۔ فقیر مرتب ۱۲ اشوال ۱۴۲۷ھ)

اور میری کھلی چٹھی کی ترتیب میں نمبر ۵ اور آپ کے جواب ناصواب کی ترتیب سے
 نمبر ۶ پر جو آیت بحوالہ حقیقت الوحی ص ۳۰ لکھی ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے
 اس سے بھی آپ نے لوگوں کی نظر میں خاک ڈالنے کی کوشش بے کار کی ہے۔ جناب والا! اگر
 کاتب نے غلطی سے عربی عبارت غلط لکھی تھی تو کیا اس عبارت کے مطابق اردو ترجمہ جو اس
 عبارت کا صحیح ترجمہ ہے۔ وہ بھی کاتب نے بنالیا تھا۔ جناب! کچھ تو غور فرمایا کریں اور آپ کا یہ
 کہنا کہ ترجمہ میں جہنم کا لفظ ہے۔ یہ عذر بھی درست نہیں۔ کیونکہ اس جگہ نار سے جہنم ہی مراد ہو سکتی
 ہے۔ مرزا قادیانی نے نار کا ترجمہ جہنم لکھا ہے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ مرزا قادیانی کی یاد
 میں اس جگہ لفظ بھی جہنم کا تھا۔ کیونکہ عبارت یدخلہ ناراً خالداً فیہا کا ترجمہ مرزا قادیانی نے
 یوں کیا ہے۔ خدا اس کو جہنم میں ڈالے گا۔ اگر مرزا قادیانی کے بیاض میں یوں لکھا ہوتا ”فان لہ
 نار جہنم“ جو صحیح ہے۔ تو اس کا ترجمہ مرزا قادیانی کے قلم سے یوں لکھا ہوا ہونا چاہئے تھا۔ پس واسطے
 اس کے یا اس کے لئے جہنم کی آگ ہے یا ہوگی۔ نہ کہ یہ داخل کرے گا۔ اسے جہنم میں صاف
 ظاہر ہے کہ یہ ترجمہ اسی بے جا آیت کا ہو سکتا ہے۔ نہ کہ صحیح آیت کا۔

باقی رہا آپ کا قصیدہ عربیہ کے جواب کا مطالبہ۔ سو اس کی نسبت یہ گزارش ہے کہ اس
 کے لئے جلدی نہ مچائیے ہر امر اپنے وقت پر اور اپنی ترتیب پر مناسب ہوتا ہے۔ انشاء اللہ عنقریب

اس کی عروضی اور نحوی اغلاط شائع کر کے اور اس کے مقابلہ میں صحیح زبان میں اور مطابق قواعد قصیدہ پیش کر کے آپ کو ٹھنڈا کر دیا جائے گا۔ لیکن آپ کا مقصود یہ ہے کہ غلط بحث کر کے لوگوں کے اذہان اس طرف لگا دیئے جائیں کہ میدانِ مشاعرہ میں کون بڑھ کر ہے۔ یہ عاجز محمد ابراہیم یا مولوی غلام رسول قادیانی۔ کیونکہ اصل بحث یہ ہے کہ مرزا قادیانی کثرت سے غلط آیات لکھتے تھے۔ یا تو بہ نیتِ تحریف، یا بوجہ صحیح یاد نہ ہونے کے سوا آپ کے علامہ تحتانی ہونے سے مرزا قادیانی کی تحریف کردہ یا غلط تحریر کردہ آیات صحیح نہیں ہو جائیں گی۔

دیگر یہ کہ آپ نے اپنے ”جواب ناصواب“ کے صفحہ ۴ میں مجھے مخاطب کرتے ہوئے تحریر کروایا ہے۔

”اب آسان طریق فیصلہ یہ ہے کہ آپ القصیدۃ العربیۃ کا جواب تحریر کر کے دنیا کو بتادیں کہ آپ حق پر ہیں۔“ اگر آپ کا یہ طریق فیصلہ درست ہے تو بتائیے۔ اگر اسی طرح حضرت لبید بن ربیعہ شاعر یا حضرت حسان شاعر ایک ایک قصیدہ لکھ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے کہتے کہ اگر آپ حق پر ہیں تو ہمارے مقابلہ میں قصیدہ لکھیں جو کچھ جواب آنحضرت ﷺ دیتے یا آپ خود آنحضرت ﷺ کی طرف سے درست تجویز کریں۔ وہی آپ اپنے قصیدہ کے جواب میں تصور فرمائیں۔

مولانا! (غلام رسول قادیانی) سچ سمجھئے کہ مرزا قادیانی کے دعوے نبوت اور آپ لوگوں کی ایسی ایسی تحریرات سے مسلمانوں کو کامل یقین ہو چکا ہے کہ مرزا قادیانی کے دعوے اور آپ لوگوں کی غلط حمایت کا لازمی نتیجہ آنحضرت ﷺ کی نبوت ﷺ میں شکوک و شبہات کا پیدا کرنا ہے۔ کیونکہ اگر آپ کا یہ مطالبہ کہ میری سچائی آپ کے قصیدہ کا جواب لکھنے پر منحصر ہے۔ لوگوں کو یہ سبق سکھاتا ہے کہ شاعرانہ قابلیت ہی حقانیت کی دلیل ہے اور چونکہ آنحضرت ﷺ شاعر نہ تھے۔ اس لئے معاذ اللہ (خاک ان مومنوں میں جو اس طریق مقابلہ کو فیصلہ کن سمجھیں)

بس خوب بادرکھئے کہ قادیانی نبوت کی دھجیاں اڑانی اور اس کا تار و پود الگ الگ کر کے دکھانا ہمارا اصل مقصود ہے اور ہم اسے کبھی نہیں بھول سکتے اور نہ دوسروں کو بھولنے دیں گے۔ اس لئے خدا کے فضل سے ہم سب کچھ باقاعدہ کریں گے، بے قاعدہ نہیں چلیں گے۔

محمد ابراہیم مرسیا لکھنؤی ... از مقام مرتسرا ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۸ء

تردید
مرز

مولانا حاف

صحیح زبان میں اور مطابق قواعد قصیدہ
ہے کہ غلط بحث کر کے لوگوں کے
بڑھ کر ہے۔ یہ عاجز محمد ابراہیم یا
ادیانی کثرت سے غلط آیات لکھتے
علامہ تھانی ہونے سے مرزا قادیانی

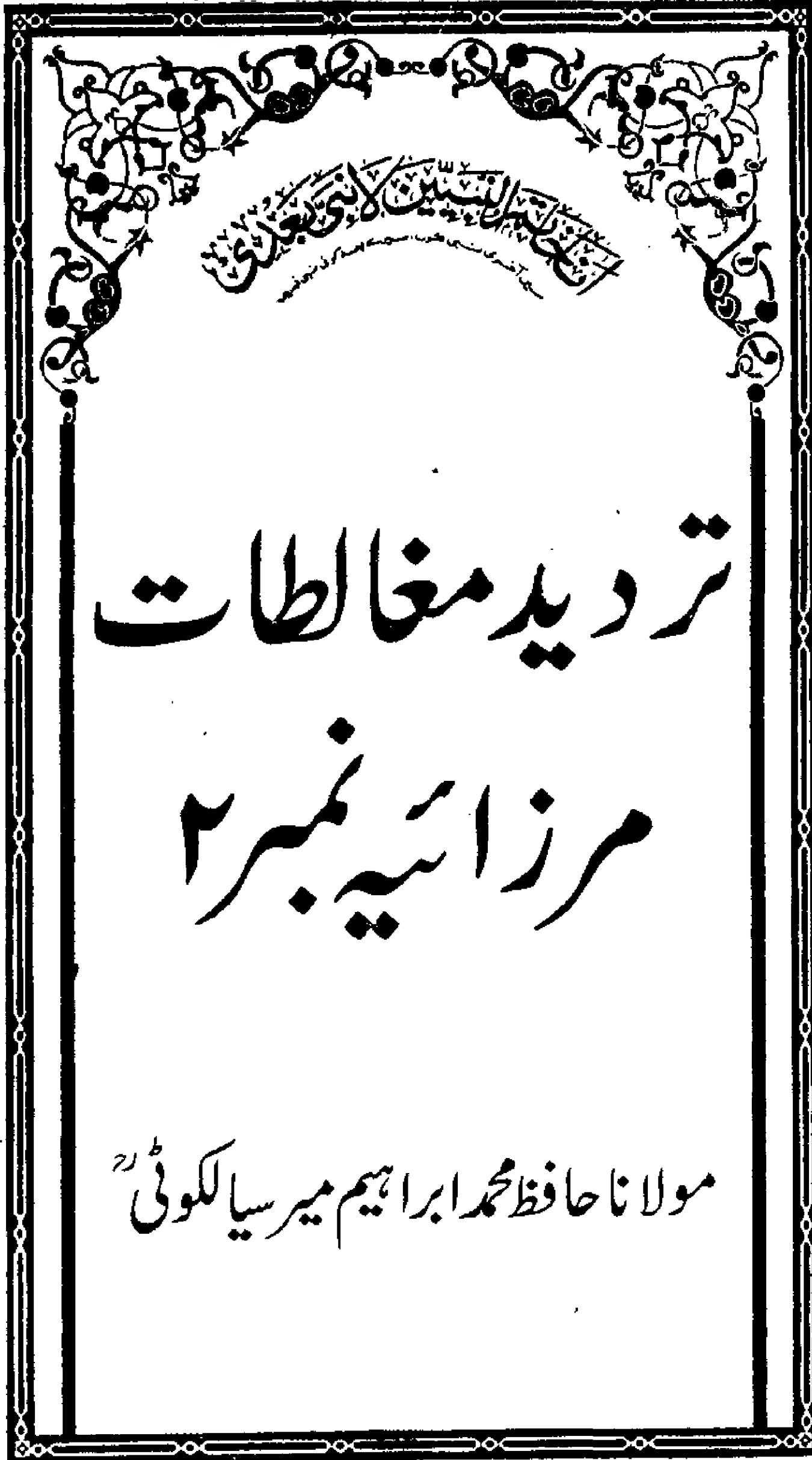
فر ۴ میں مجھے مخاطب کرتے ہوئے

العربیۃ کا جواب تحریر کر کے دنیا
ست ہے تو بتائیے۔ اگر اسی طرح
لکھ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت
میں قصیدہ لکھیں جو کچھ جواب
سے درست تجویز کریں۔ وہی آپ

کے دعوے نبوت اور آپ لوگوں
مرزا قادیانی کے دعوے اور آپ
میں شکوک و شبہات کا پیدا کرنا
جواب لکھنے پر منحصر ہے۔ لوگوں کو
چونکہ آنحضرت ﷺ شاعر نہ
بلکہ کو فیصلہ کن سمجھیں)

اور اس کا تار و پود الگ الگ کر
نہ دوسروں کو بھولنے دیں گے۔
مردہ نہیں چلیں گے۔

از مقام مرتس ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۸ء



”الحمد لله ذي المجد والثناء والصلوة والسلام على رسول
محمد آخر الانبياء وعلى اله اهل الكساء واصحابه الاصفياء وعلى
تابعيهم الاتقياء“

امابعد ان ايام میں مرزا قادیانی کے دعوائے مجددیت، مہدویت
و مسیحیت اور نبوت کی تردید میں علمائے اسلام کم و بیش ایک ماہ سے متواتر تقریریں فرما رہے ہیں۔
لیکن مرزائیوں نے ان باتوں کے جواب سے اعراض کر کے یہ دستور اختیار کر رکھا ہے کہ ان
اعترافوں کے جواب کی طرف مطلقاً رخ نہیں کرتے۔ بلکہ نہایت گہری چال سے ہر روز کوئی نہ
کوئی اشتہار یا ٹریکٹ شائع کرتے رہتے ہیں۔ جن کے عنوان تو مختلف ہوتے ہیں۔ لیکن مضمون
قریباً ایک ہی ہوتا ہے۔ سب سے پہلے ان پر لازم ہے کہ ان اعترافات اور الزامات کا جواب
دیں۔ جو علمائے اسلام مرزا قادیانی کے ان دعاوی پر وارد کرتے ہیں۔ کیونکہ مذکور الفوق
دعاوی کے لئے سب سے پہلی شرط صحت اعتقاد و صدق احوال اور کفر و بدعت اور کذب و خیانت
سے بری ہونا ہے۔ جب مرزا قادیانی قرآن و حدیث کی رو سے صحیح الاعتقاد اور صادق
الاحوال نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی ضد کفر و شرک اور کذب و خیانت سے موصوف ہیں۔ تو وہ اپنے
دعاوی میں کیسے صادق ٹھہر سکتے ہیں۔

بعض لوگوں نے ہم کو توجہ دلائی کہ ان تقریری و عظموں کے علاوہ مرزائیوں
کے ان اشتہارات کے تحریری جوابات بھی ہونے چاہئیں۔ تاکہ لوگ فرصت کے وقت مقابلہ
مرزائیوں کے ان اشتہاری مغالطوں کا صحیح جواب پا کر مرزائیوں کی فریب کاری کو سمجھ سکیں۔

کل ۱۹ ستمبر ۱۹۵۲ء کو ایک دوست نے ہمیں امت مرزائیہ کے شائع کردہ دو اشتہار
دئے۔ ان میں سے ایک میں یہ مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے فرزند حضرت ابراہیم علیہ
السلام کی وفات پر فرمایا تھا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو وہ صدیق نبی ہوتا اور دوسرا بعنوان آخری مسجد
ہے۔ جس میں یہ مذکور ہے کہ میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے۔ اس اشتہار میں
یہ حاشیہ آرائی کی گئی ہے کہ کیا مسجد نبوی کے بعد دنیا میں کوئی مسجد نہیں بنائی گئی؟۔

ان دونوں اشتہاروں کا جواب میں نے خطبہ جمعہ ۱۹ ستمبر ۱۹۵۲ء میں سامعین کو سنایا
کہ یہ ہر دو امر وہ ہیں۔ جو مرزائیوں کی طرف سے جون ۱۹۳۳ء کے مباحثہ میں بمیدان قلعہ

سیالکوٹ مرزائی مولوی محمد سلیم نے یہ
ابراہیم میر سیالکوٹی نے اس وقت
تھے کہ مولوی محمد سلیم کو جواب کی سکہ
ہوتے رہے تھے۔ ان کی روئداد
شائع کر دی گئی تھی۔ بیس سال کا عمر
رسالہ کا کوئی جواب شائع نہیں ہوا
نہیں کہ یہ وہی شہر سیالکوٹ ہے۔
اور جواب دینے والا بھی خدا کے
جمعہ بہت خوش ہوئے اور بعض احباب
کشف الحقائق میں سے نقل کر کے
کے سبب پیر و نجات سے سیالکوٹ
بچے تھے یا ابھی پیدا نہیں ہوئے
جائیں۔ مولوی محمد سلیم صاحب
برخلاف اصول مناظرہ بیان کے
پانچویں دلیل یہ۔
فرمایا کہ: ”لوعاش (ابراہیم)
تو صدیق نبی ہوتا۔

اس سے بھی معلوم
مولانا صاحب سیالکوٹی نے جو
عربی لفظ ہے۔ اس سے یہ لا
آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:
میں آخری نبی ہوں اور میری
پس جس طرح
آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت
(از تقریر مولوی محمد سلیم قاسمی)

اس کا جواب جو
تک یوں مرقوم ہے اور مولوی
ابراہیم لکان صدیق

ء والصلوة والسلام على رسوله
لكساء واصحابه الاصفياء وعلى

مرزا قادیانی کے دعوائے مجددیت، مہدویت
ایک ماہ سے متواتر تقریریں فرما رہے ہیں۔
مگر کے یہ دستور اختیار کر رکھا ہے کہ ان
بلکہ نہایت گہری چال سے ہر روز کوئی نہ
کے عنوان تو مختلف ہوتے ہیں۔ لیکن مضمون
کہ ان اعتراضات اور الزامات کا جواب
پروا کر دیتے ہیں۔ کیونکہ مذکور الفوق
احوال اور کفر و بدعت اور کذب و خیانت
حدیث کی رو سے صحیح الاعتقاد اور صادق
ب و خیانت سے موصوف ہیں۔ تو وہ اپنے

کہ ان تقریری و عظموں کے علاوہ مرزائیوں
نہیں۔ تاکہ لوگ فرصت کے وقت مقابلہ
مرزائیوں کی فریب کاری کو سمجھ سکیں۔

امت مرزائیہ کے شائع کردہ دو اشتہار
نے اپنے فرزند حضرت ابراہیم علیہ
مدین نبی ہوتا اور دوسرا بعنوان آخری مسجد
ری مسجد آخر المساجد ہے۔ اس اشتہار میں
کی مسجد نہیں بنائی گئی؟

جمعہ ۱۹ ستمبر ۱۹۵۲ء میں سامعین کو سنا دیا
ان ۱۹۳۳ء کے مباحثہ میں بمیدان قلعہ

یہ لکھتے مرزائی مولوی محمد سلیم نے بیان کئے تھے اور ان کے ثنائی اور مفصل جوابات اس عاجز (محمد
ابراہیم میر سیالکوٹی) نے اس وقت رودر رو مسلمانوں کے پانچ سات ہزار کے مجمع میں ایسے دئے
تھے کہ مولوی محمد سلیم کو جواب کی سکت نہ رہی تھی۔ یہ لکھتے کے وہ چاروں مناظرات جو دو دن تک
ہوتے رہے تھے۔ ان کی روئیداد انہی ایام میں حرف بہ حرف بصورت رسالہ بنام کشف الحقائق
شائع کر دی گئی تھی۔ بیس سال کا عرصہ ہونے کو ہے۔ مگر آج تک امت مرزائیہ کی طرف سے اس
رسالہ کا کوئی جواب شائع نہیں ہوا۔ حیرانی ہے کہ قادیانی لوگوں میں کتنی جرأت ہے۔ کیا ان کو یاد
نہیں کہ یہ وہی شہر سیالکوٹ ہے۔ جہاں سے ان کو ان باتوں کا مفصل اور بدلہ جواب مل چکا ہے
اور جواب دینے والا بھی خدا کے فضل سے تاحال زندہ و سلامت ہے۔ اس حقیقت کو سن کر سامعین
جمعہ بہت خوش ہوئے اور بعض احباب نے مجھے توجہ دلائی کہ ان ہر دو اشتہاروں کا جواب اسی کتاب
کشف الحقائق میں سے نقل کر کے دوبارہ شائع کر دیا جائے تاکہ وہ احباب بھی جو انقلاب حکومت
کے سبب پیر و نجابت سے سیالکوٹ میں آ کر سکونت پذیر ہو چکے ہیں۔ نیز وہ نوجوان جو اس وقت
بچے تھے یا ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے اور اب وہ جوان ہیں۔ اس مباحثہ کی کیفیت سے واقف ہو
جائیں۔ مولوی محمد سلیم صاحب قادیانی نے مباحثہ جون ۱۹۳۳ء میں اجرائے نبوت کے جو دلائل
برخلاف اصول مناظرہ بیان کئے تھے۔ ان میں پانچویں دلیل یہ تھی۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کا فرزند ابراہیم فوت ہوا تو آپ نے
فرمایا کہ: ”لوعاش (ابراہیم) لکان صدیقاً نبیاً“ یعنی اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا
تو صدیق نبی ہوتا۔ (ابن ماجہ ص ۱۰۸)

اس سے بھی معلوم ہوا کہ نبوت جاری ہے۔ ورنہ آنحضرت ﷺ ایسا نہ فرماتے اور
مولانا صاحب سیالکوٹی نے جو فرمایا کہ خاتم کے معنی آخری ہیں۔ ہم کو مسلم ہیں۔ لیکن آخر بھی تو
عربی لفظ ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے بعد کوئی نہ ہو۔ دیکھئے حدیث میں ہے کہ
آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ”فسانی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد“ یعنی
میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔ (مسلم ج ۱ ص ۴۴۶)

پس جس طرح آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت بھی بند نہیں ہو گئی۔ اسی طرح
آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت بھی بند نہیں ہو گئی۔

(از تقریر مولوی محمد سلیم قادیانی مندرجہ کشف الحقائق ص ۱۱۵، ۱۱۶، مطبوعہ ثنائی پریس امرتسر جون ۱۹۳۳ء)

اس کا جواب جو میں اس مجلس میں بالمشافہہ دیا تھا۔ وہ کشف الحقائق ص ۱۲۵ سے ۱۲۸
تک یوں مرقوم ہے اور مولوی محمد سلیم قادیانی نے پانچویں دلیل میں جو حدیث ”لوعاش
ابراہیم لکان صدیقاً نبیاً“ پیش کی ہے۔ اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ ابن ماجہ کے

حاشیہ بنی پر لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ کیونکہ اس میں ایک راوی (ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان مہدی ص ۱۰۸) متروک الحدیث ہے۔

نوٹ! صحیح الفاظ جو آنحضرت ﷺ کے فرزند کی وفات کے متعلق منقول ہیں یہ ہیں۔
 ”لوقضى ان يكون بعد محمد ﷺ نبی عاش ابنه ولكن لا نبی بعده“ یعنی اگر خدا کی قضاء میں یہ بات ہوتی کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو تو آپ کا بیٹا (ابراہیم) زندہ رہتا۔ لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ یہ حدیث صحیح (بخاری ج ۲ ص ۹۱۴) میں بھی ہے اور (ابن ماجہ ص ۱۰۸) میں بھی اور پر کی حدیث سے پہلے مکتوب ہے۔ لیکن مولوی محمد سلیم صاحب کو یا تو نظر نہیں آئی یا انہوں نے جان بوجھ کر مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہا اور صحیح روایت کو چھوڑ کر ضعیف کو بیان کر دیا۔ نیز اسی کے ہم معنی الفاظ امام بغویؒ نے آیت خاتم النبیین کے ذیل میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کئے ہیں۔ ”قال ابن عباسؓ یرید لولد احدث به النبیین لجعلت له ابنا یكون بعده نبیا“ نیز ”ان الله تعالى لما حکم ان لا نبی بعده لم یعطه ولد ذکراً یصیر رجلاً (تفسیر معالم التنزیل ج ۳ ص ۱۷۸)“ یعنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مراد اس آیت خاتم النبیین سے یہ ہے کہ اگر میں نے اس پر یعنی محمد ﷺ پر نبیوں کو ختم نہ کر دیا ہوتا تو میں اس کا بیٹا ایسا کرتا جو اس کے بعد نبی ہوتا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو آپ کو ایسا کوئی بیٹا نہیں دیا جو بالغ ہوتا۔ (یہ روایتیں صاف بتا رہی ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔)

اور مولوی محمد سلیم نے خاتم کے معنی آخری مان کر بھی آخری سے مراد آخری نہیں لی۔ بلکہ اس کے لئے بھی المساجد والی حدیث پیش کی ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری ہے۔ جو کسی نبی نے بنائی ہے۔ اس کا مفاد یہ ہے کہ میرے بعد جو بھی مسجد بنے گی وہ کسی نبی کی بنائی ہوئی نہ ہوگی۔ یہ معنی میں نے اپنے پاس سے نہیں کئے۔ بلکہ دوسری حدیث سے کئے ہیں۔ یہ دیکھئے (کنز العمال ج ۲ ص ۲۷۰ حدیث نمبر ۳۴۹۹۹ فضل الحنین) ہے کہ ”انما خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء“ یعنی میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔ لیجئے اب تو حرا پر ابرو بویا۔ اسی حدیث کے درست نہ سمجھنے سے آپ کو ابھمن تھی۔ اب تو وہ بھی صاف ہو گئی اب کیا عذر ہے۔

مرزا انیسویں کے ٹریکٹ نمبر ۷۷ کا جواب

مرزا انیسویں نے اپنے ٹریکٹ نمبر ۷۷ میں ابن ماجہ کی اس حدیث کے متعلق جس کا ذکر

مولوی محمد سلیم صاحب قادیانی بیضاوی بخشی شہاب خفائی کی طر اس ساجۃ وغیرہ۔ سو اس کا ضعف کا حکم لگا سکیں۔ وہ صرف عثمان مہدی کی نسبت یہ تصریح لیس بثقة، منکر الحدید یکتب حدیثہ، روی مناد ہے۔ تو اس کے متعلق کسی غیر دے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے دوم یہ کہ شہاب خفائی کا اس حدیث میں ضعیف النظر ہو۔ بنی رنی و امام محدثین نے اس صحیح مان لیا جائے۔ بلکہ آئمہ بعض موضوع احادیث بھی ہیں اور جس نے کیا ہے۔ تقلیداً دیکھئے کتاب (اتحاف النبیل) مقتدا حدیث کو صاف الفاظ میں متن میں بھی بین السطور اس شہاب ۳ ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ سوا جس کسی نے اس حدیث سے روایت کیا ہے۔ جہاں قادیانیوں کے ذمہ ہے۔ جہاں پیش نہیں ہو سکتی۔ (کما تقر فی فتوحات مکیہ وغیرہ) شائع کرتے رہتے ہیں تو اگر چاہے اور انہی حوالوں کی آپ ان کتابوں کو پیش کر

راوی (ابوشیبہ) ابراہیم بن عثمان بن

ت کے متعلق منقول ہیں یہ ہیں۔
ولکن لا نبی بعده، یعنی اگر
آپ کا بیٹا (ابراہیم) زندہ رہتا۔
ص ۹۱۳ میں بھی ہے اور (ابن ماجہ
کی محمد سلیم صاحب کو یا تو نظر نہیں
یت کو چھوڑ کر ضعیف کو بیان کر
کے ذیل میں حضرت ابن عباس
به النبیین لجعلت له ابنا
ی بعده لم یعطه ولد ذکراً
حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ
س پر یعنی محمد ﷺ پر نبیوں کو ختم نہ
نسب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ
لفح ہوتا۔ (یہ روایتیں صاف بتا

خری سے مراد آخری نہیں لی۔
واب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ
محمد آخری ہے۔ جو کسی نبی نے
مائی کی بنائی ہوئی نہ ہوگی۔ یہ
کئے ہیں۔ یہ دیکھئے (کنز العمال
لانبیاء ومسجدی خاتم
کی مساجد میں سے آخری مسجد
ہے آپ کو الجھن تھی۔ اب تو وہ

حدیث کے متعلق جس کا کر

مودی محمد سلیم صاحب قادیانی کی مذکور الفوق تقریر کے ضمن میں گذر چکا ہے۔ ایک نیا حوالہ تفسیر
بیضا، بنی شہب خفاجی کی طرف سے یہ دیا ہے۔ اما صحیح الحدیث فلا شبهة فیہا لانہ رواہ
ابن ساجۃ وغیرہ۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ شہاب خفاجی محدث نہیں ہیں کہ کسی حدیث پر صحت یا
ضعف کا حکم لگا سکیں۔ وہ صرف متکلم ہیں۔ جب آئمہ حدیث اس حدیث کے راوی ابراہیم بن
عثمان بنی کی نسبت یہ تصریحات کرتے ہوں کہ وہ (راوی) متروک الحدیث، ضعیف،
لیس بثقة، منکر الحدیث، ضعیف الحدیث، ترکوا حدیثہ، ساقط، ضعیف لا
یكتب حدیثہ، روی مناکیر، لیس بالقوی، کذبہ شعبۃ، کان یزید علی کتابہ
ہے۔ تو اس کے متعلق کسی غیر محدث کو کس طرح حق پہنچتا ہے کہ وہ اس کی صحت کے متعلق حکم
دے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے (کتاب تہذیب التہذیب جلد اول مصنف حافظ ابن حجر ترمذی ابراہیم بن عثمان)
دوم یہ کہ شہاب خفاجی کا اس حدیث کو اس بناء پر صحیح کہنا کہ وہ سنن ابن ماجہ میں ہے۔ ان کے علم
حدیث میں ضعیف النظر ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ امام ابن ماجہ نے اپنی اس کتاب میں امام
بخاری و امام محمد شین نے اس کتاب کو صحیحین کا درجہ دیا۔ محض اس میں درج ہونے کی وجہ سے اس کو
صحیح مان لیا جائے۔ بلکہ آئمہ حدیث نے تصریح کی ہے کہ ابن ماجہ میں بہت سی ضعیف اور منکر اور
بعض موضوع احادیث بھی ہیں۔ اسی بناء پر بعض محدثین نے ابن ماجہ کو صحاح ستہ میں شمار نہیں کیا
اور جس نے کیا ہے۔ تغلیباً کیا ہے۔ دیکھئے (مقدمہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مشمولہ مشکوٰۃ شریف ص ۷)
دیکھئے کتاب (اتحاف النہای مقصد اول ص ۸۹) بلکہ ابن ماجہ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے حواشی پر اس
حدیث کو صاف الفاظ میں ضعیف اور اس کے راوی ابراہیم بن عثمان کو متروک لکھا ہے۔ بلکہ نفس
متن میں بھی بین السطور اس راوی کے نام کے نیچے لفظ متروک لکھا ہے۔

۳ شہاب خفاجی کا یہ کہنا کہ اس کو ابن ماجہ کے علاوہ اوروں نے بھی روایت کیا
ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو شہاب خفاجی نے کسی امام کا نام نہیں لکھا۔ دیگر یہ کہ ابن ماجہ
کے سوا جس کسی نے اس حدیث کو روایت کیا۔ آیا اس نے اس راوی ابراہیم بن عثمان کے سوا کسی
دیگر راوی سے روایت کیا یا اسی ابراہیم بن عثمان کی روایت سے۔ اس کی تخریج کا حوالہ
قادرانیوں کے ذمہ ہے۔ جب تک اس حدیث کو باسناد پیش نہ کیا جائے۔ وہ معرض استدلال میں
پیش نہیں ہو سکتی۔ (کما تقرنی اصول الحدیث)

فتوحات مکہ وغیرہ کی جو عبارتیں آپ اپنے اشتہاروں میں بار بار نئے نئے رنگ میں
شائع کرتے رہتے ہیں تو ان کا جواب گذشتہ دنوں میں ماہ اگست میں جلسہ واقعہ امام باڑہ میں دیا
جا چکا ہے اور انہی حوالوں کی تحقیقات کے لئے ہم نے آپ سے مطالبہ کیا ہے کہ علماء کی مجلس میں
آپ ان کتابوں کو پیش کریں۔ تاکہ پبلک پر واضح ہو جائے کہ ان حوالہ جات کے مصنفین کے

عقائد آپ کے موافق یا مخالف ہیں؟۔

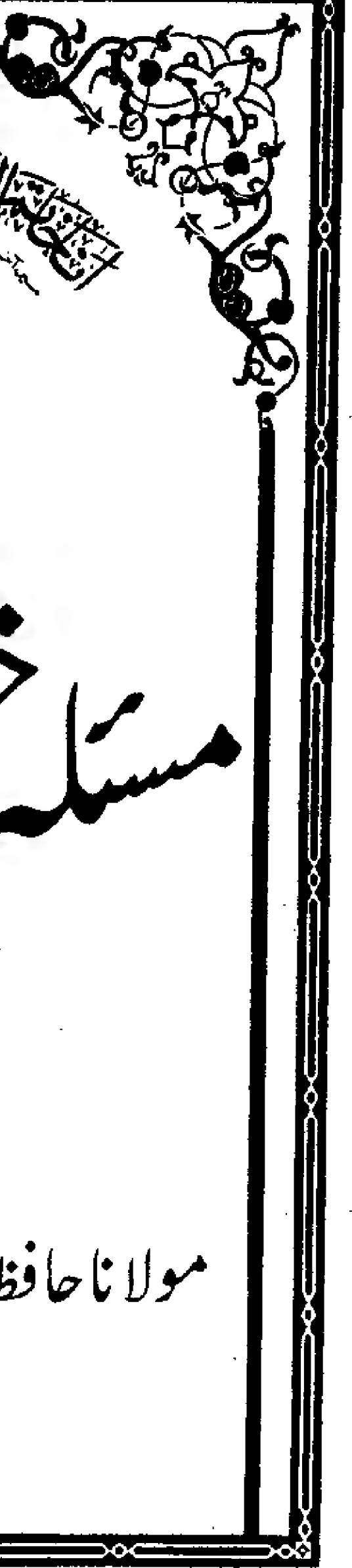
پمفلٹ دعوت مناظرہ کا جواب الجواب

مگر آپ نے اپنے مطبوعہ اشتہار میں جو میرے مطالبہ کے جواب میں شائع کیا ہے۔ میرے مطالبہ کو اس عذر سے ٹالنا چاہا ہے کہ میں حکام ضلع سیالکوٹ سے مباحثہ کی تحریری اجازت حاصل کروں۔ جواباً معروض ہے کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ جب سے تحریک مرزائیت سیالکوٹ میں شروع ہوئی ہے۔ اس وقت سے لے کر جون ۱۹۳۳ء تک مناظروں کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس امر کی ضرورت کبھی نہ پڑی نہ مطالبہ کیا گیا۔ علاوہ بریں آج کل بھی حکومت کی طرف سے مناظروں اور جلسوں پر کوئی پابندی نہیں اور نہ کسی لائسنس یا اجازت نامہ کی ضرورت ہے۔

آپ نے اپنے اشتہار میں حاضرین مجلس مناظرہ کی تعداد ہر فریق کی طرف سے پچیس پچیس تحریر کی ہے۔ سو جواباً معروض ہے کہ اشتہار تو آپ تقسیم کریں۔ لاکھوں آدمیوں کے درمیان اور ان کا جواب سنایا جائے صرف پچیس کو۔ ایس چہ؟۔

مباحثہ تحریری ہو یا تقریری مجمع عام میں ہونا چاہئے۔ جیسا کہ پہلے ہوتا رہا ہے۔ باقی رہا میری حیثیت کا سوال تو وہ آج بھی وہی ہے۔ جو آج سے ساٹھ سال پہلے بھی۔ جب مرزا قادیانی سحبت کا نیا نیا دعویٰ کر کے سیالکوٹ میں وارد ہوئے تھے اور ان سے بالمشافہ مسجد میر حسام الدین صاحب میں گفتگو ہوئی تھی اور اس کے علاوہ سیالکوٹ اور بیر ونجات میں بیسیوں مناظروں میں رہی ہے۔ اپنے مطبوعہ پمفلٹ کی شرط نمبر ۱ میں جو آپ نے بذریعہ اشتہار جواب مانگا ہے۔ سو یہ رودر و مناظرہ کوٹا لے کا ایک حیلہ ہے۔ جب آپ کتب محولہ مجلس میں پیش کریں گے تو آپ ہی سے ان عبارتوں کو پڑھوا کر بتا دیا جائے گا کہ وہ عبارتیں آپ کے خلاف ہیں۔ نیز آپ کو یاد رہے کہ جیسا کہ سیالکوٹ میں مرزا قادیانی سے رودر و گفتگو کرنے والا سب سے پہلے یہی عاجز ہے۔ اسی طرح جس کے آخری خطاب پر لاہور میں مرزا قادیانی کا خاتمہ ہو گیا۔ یہی عاجز ہے۔ جس کی مختصر تفصیل یوں ہے کہ میں نے ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں مرزا قادیانی کو دعوت مناظرہ کا خط لکھا اور مرزا قادیانی نے وہ خط جواب کے لئے مولوی نور الدین صاحب اور مولوی محمد حسن امروہوی کے سپرد کیا۔ لیکن خدا کی قدرت ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کی صبح ہوتے ہی مرزا قادیانی اس جہان سے چل پئے۔ اس واقعہ کی روئیداد بنام فیصلہ ربانی برمرگ قادیانی انہی دنوں میں پنجابی نظم میں لکھی گئی تھی۔ جو دو دفعہ چھپ چکی ہے۔ اس میں سے یہ اقتباس ملاحظہ ہو۔

(نوٹ!) ”فیصلہ ربانی برمرگ قادیانی“ مکمل احتساب کی اسی جلد میں موجود ہے۔ اس لئے اس طویل اقتباس کی عدم ضرورت کے باعث حذف کر دیا ہے۔ فقیر مرتب)



مسئلہ

مولانا حافظ

طالبہ کے جواب میں شائع کیا ہے۔
 لکھنؤ سے مباحثہ کی تحریری اجازت
 نہیں۔ جب سے تحریک مرزاہیت
 ۱۹۲۱ء تک مناظروں کا یہ سلسلہ جاری
 رہا آج کل بھی حکومت کی طرف سے
 عزت نامہ کی ضرورت ہے۔

لی تعداد ہر فریق کی طرف سے پچیس
 ریں۔ لاکھوں آدمیوں کے درمیان

جیسا کہ پہلے ہوتا رہا ہے۔ باقی رہا
 تھ سال پہلے تھی۔ جب مرزا قادیانی
 ن سے بالمشافہ مسجد میر حسام الدین
 مات میں بیسیوں مناظروں میں رہی
 ر بعد اشتہار جواب مانگا ہے۔ سو یہ
 جلس میں پیش کریں گے تو آپ ہی
 کے خلاف ہیں۔ نیز آپ کو یاد رہے
 والا سب سے پہلے یہی عاجز ہے۔
 غاتمہ ہو گیا۔ یہی عاجز ہے۔ جس کی
 رزا قادیانی کو دعوت مناظرہ کا خط لکھا
 صاحب اور مولوی محمد احسن امرہوی
 ہی مرزا قادیانی اس جہان سے چل
 ہی دنوں میں پنجابی نظم میں لکھی گئی
 ہو۔

ب کی اسی جلد میں موجود ہے۔ اس
 ہے۔ فقیر مرتب)



حرف اول

حضرت مولانا الحاج حافظ محمد ابراہیم صاحب میر فاضل سیالکوٹی نے قرآن کریم کی ایک تفسیر تبصیر الرحمن اللمنی شروع کی تھی۔ تیسرے پارے میں آیہ مبارکہ **الْم تَسْرَا اِلَى الذِّیْن** **اَوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتَابِ (نساء: ۷۷)** کے تحت مسئلہ نبوت بھی آ گیا۔ جس پر آپ نے سیر حاصل بحث کی اور بطرز بدیع ایسے ایسے علمی نکات رکھے کہ ہم نے اسے الگ رسالہ کی صورت میں شائع کرنا از حد مفید سمجھا۔ چنانچہ وہی مضمون اس رسالہ کی شکل میں نذر ناظرین ہے۔ امید ہے کہ بہت پسند کیا جائے گا۔

(مہربانچند، مہرودہ، اہلیم مئی ۱۹۵۶ء)

مسئلہ ختم نبوت

اوتو نصیباً من الکتاب (نساء: ۴۹) سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں۔ جن کے انبیاء عظیم السلام کو قرآن شریف سے پیشتر تورات، زبور، انجیل دی گئی۔ ان کو ایک حصہ کتاب کا ملنا اس لئے فرمایا کہ تورات اور انجیل خاص بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے نازل کی گئی تھیں۔ ان کی تعلیم عالمگیر اور ہمیشہ کے لئے نہ تھی۔ اس لئے بنی اسرائیل میں سلسلہ نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک قائم رہا۔ پس ان کی کتابوں کی تعلیم ایک محدود قوم اور محدود زمانہ تک تھی۔ لیکن ان کے مقابلے میں قرآن شریف جامع کل اور تاقیام دنیا ہمیشہ رہنے والا ہے اور اس کی شریعت کامل ہے۔ کیونکہ رسول کریم کی دعوت عالمگیر ہے اور آپ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد وحی نبوت و رسالت بند کر دی گئی ہے۔ ہاں ولایت اور سلسلہ الہام بغیر اسم نبوت کے جاری ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ قال النبی ﷺ قد کان فی من قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلّمون من غیر ان یكونوا انبیاء فان یک فی امتی منهم احد فعمربن الخطاب (بحاری ج ۱ ص ۵۲۱۔ باب مناقب عمر) یعنی نبی نے فرمایا کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے آدمی ہوتے تھے جن سے (اللہ کی طرف سے) کلام کیا جاتا تھا۔ بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں۔ پس میری امت میں سے اگر کوئی ایسا آدمی ہے تو عمر (اولی) ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ جو ہم و محدث ہونے کے نبی نہیں کہا جاسکتے۔ یہ کلیہ کہ ہر محدث و ملہم بناء بر الہام نبی کہا جاسکتا ہے۔ جس پر مرزا نے قادیانی کے دعوے کی بنا ہے کہ ”چونکہ مجھ سے خدا تعالیٰ کثرت سے کلام کرتا ہے۔ اس لئے مجھے نبی بھی کہا گیا ہے۔“ (حقیقت

الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۶) یہ لکھیے اور خلاف ہے۔ کیونکہ اگر محض الہام کی بناء پر اسم سے موسوم ہونے چاہئیں۔ اس حدیث ضروری نہیں کہ وہ نبی ہو۔ اس پر مرزا قادیانی اس عاجز کے رسالہ فتح الاسرار

کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے.....
 کے لغوی معنوں سے بیان کئے گئے ہیں
 خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ
 بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف
 ہے۔ اس سے مراد یعنی لفظ نبی سے مراد
 آنحضرت ﷺ نے مکہ مراد لئے ہیں۔

بنی اسرائیل یکلمون من غیر ان
اور یہی معنی مرزا قادیانی۔

من ہاں
نیستہم

(ازالہ اوہام ص ۸۷، خزائن ۲)

مصرعہ میں رسول ہونے اور صاحبِ کتابا
اثبات، اگر ہر مہم رسول اور نبی ہو سکتا۔
حالانکہ نفی اور اثبات آپس میں جمع نہیں
مندرجہ اشتہار (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷۷، خزائن)
کتاب رسول نہیں ہوں۔“ اسی شعر
ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور پہلے مصرعہ
معلوم رہے کہ ہر رسول اور نبی کے لئے
کتاب نبی تھے۔ ان کے بعد کئی ایک
گئے۔ ان پر کوئی دیگر کتاب نازل نہیں
وقفینا من بعدہ بالرسول (بقہ)
بھیجے، ہم نے اس کے قدموں پر کئی رسول

حرف اول

حافظ محمد ابراہیم صاحب میر فاضل سیالکوٹی نے قرآن کریم کی تفسیر تیسرے پارہ میں آیہ مبارکہ الم تر االی الذین (نساء: ۷۷) کے تحت مسئلہ ختم نبوت بھی آگیا۔ جس پر آپ نے ایسے ایسے علمی نکات لکھے کہ ہم نے اسے الگ رسالہ کی صورت میں لکھ دیا۔ اس رسالہ کی شکل میں نذر ناظرین ہے۔ امید ہے (مبداء مجید دوم، دہرہ، نیم پٹی، ۱۹۵۶ء)

مسئلہ ختم نبوت

مکتب (نساء: ۷۷) سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں۔ جن کے انبیاء و تورات، زبور، انجیل دی گئی۔ ان کو ایک حصہ کتاب کا ملنا اس لئے سرائیل کی ہدایت کے لئے نازل کی گئی تھیں۔ ان کی تعلیم عامگیر اور سرائیل میں سلسلہ نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک قائم رہا۔ پس ام اور محدود زمانہ تک تھی۔ لیکن ان کے مقابلے میں قرآن شریف والا ہے اور اس کی شریعت کامل ہے۔ کیونکہ رسول کریم کی دعوت آپ کے بعد وحی نبوت و رسالت بند کر دی گئی ہے۔ ہاں ولایت آری ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ قال النبی ﷺ بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۰۲، باب مناقب عمر) سرائیل میں ایسے آدمی ہوتے تھے جن سے (اللہ کی طرف سے) وحی نہ آتی تھی۔ پس میری امت میں سے اگر کوئی ایسا آدمی ہے تو عمر ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ جو ایم و محدث ہونے کے نبی نہیں بنایا۔ لہذا نبی کہلا سکتا ہے۔ جس پر مرزا قادیانی کے دعوے کی بنا ہے۔ اس لئے مجھے نبی بھی کہا گیا ہے۔ (حقیقت

الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰۶) یہ کلیہ اور مرزا قادیانی کا دعویٰ منطوق حدیث مذکور الفوق کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ اگر محض الہام کی بناء پر کوئی شخص نبی کہلا سکتا ہے۔ تو حضرت عمرؓ سے پہلے اس اسم سے موسوم ہونے چاہئیں۔ اس حدیث کی رو سے ہم نے جو یہ لکھا ہے کہ ملہم کے لئے بناء برا الہام ضروری نہیں کہ وہ نبی ہو۔ اس پر مرزا قادیانی کی بھی تصدیق بالفاظ ذیل ملاحظہ فرمائیے۔

”اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام تو شیخ المرام ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں سے بیان کئے گئے ہیں۔ مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں۔۔۔۔۔۔ سو مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں تو وہ ان کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔۔۔۔۔۔ ابتداء سے میری نیت جس کو اللہ خوب جانتا ہے۔ اس سے مراد یعنی لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے۔ جس کے معنی آنحضرت ﷺ نے مکہم مراد لئے ہیں۔ یعنی محدثوں کی نسبت فرمایا۔ لقد کان فی من قبلکم من بنی اسرائیل یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء“ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۱۳) اور یہی معنی مرزا قادیانی کے اپنے شعر۔

من نیمستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم ہستم و خداوند منذر

(ازالہ اوہام ص ۱۷۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۵) یہاں مرزا قادیانی سے بھی ثابت ہے کہ وہ پہلے مصرعہ میں رسول ہونے اور صاحب کتاب ہونے کی نفی کرتے ہیں اور دوسرے مصرعہ میں ملہم ہونے کا اثبات، اگر ہر ملہم رسول اور نبی ہو سکتا ہے تو مرزا قادیانی اس شعر میں نفی اور اثبات کو جمع کرتے ہیں۔ حالانکہ نفی اور اثبات آپس میں جمع نہیں ہو سکتے۔ (کتب منطق بحث تناقض) اور اس شعر کی یہ تاویل مندرجہ اشتہار (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱، نومبر ۱۹۰۱ء) کہ ”میں رسول تو ہوں۔ لیکن صاحب کتاب رسول نہیں ہوں۔“ اسی شعر کے دوسرے مصرعہ سے باطل ہو جاتی ہے کہ مرزا قادیانی ملہم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور پہلے مصرعہ میں رسول اور صاحب کتاب ہونے کا انکار کرتے ہیں اور معلوم رہے کہ ہر رسول اور نبی کے لئے صاحب کتاب ہونا لازم نہیں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام صاحب کتاب نبی تھے۔ ان کے بعد کئی ایک رسول اور نبی موسیٰ علیہ السلام اور تورات کی متابعت میں بھیجے گئے۔ ان پر کوئی دیگر کتاب نازل نہیں کی گئی تھی۔ جیسا کہ فرمایا ”ولقد اتینا موسیٰ الکتاب وقفینا من بعدہ بالرسل (بقرہ: ۸۷)“ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور بھیجے ہم نے اس کے قدموں پر کئی رسول، نیز فرمایا ”انا انزلنا التوراة فیہا ہدی ونور“

يُحْكَمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ اسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ (مائده: ۴۴)“
 ”تحقیق ہم نے اتاری تھی تورات نبی اس کے ہدایت اور نور تھا۔ حکم کرتے تھے انبیاء علیہم السلام جو خدا کے فرمانبردار تھے۔ ساتھ اس کے، واسطے ان لوگوں کے جو یہودی ہوئے اور حکم کرتے تھے ساتھ اس کے) مشائخ اور علمائے ربانی۔“ اس آیت سے دونوں باتیں معلوم ہو گئیں۔ یہ بھی کہ تورات کی متابعت میں بنی اسرائیل میں کئی نبی بھیجے گئے۔ لیکن ان پر کوئی دیگر کتاب نہیں اتاری گئی۔ دوسرے یہ کہ مشائخ اور علمائے ربانی بھی اس کے مطابق حکم کرتے تھے اور نبی نہیں ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ والی حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ ہم تو تھے۔ مگر نبی نہیں تھے۔ یہی معنی شیخ اکبر (محی الدین ابن عربی) کی عبارات مندرجہ کتاب فتوحات مکیہ کے ہیں اور اس کے یہی معنی امام عبدالوہاب شعرانی نے کتاب الیواقیت والجوہر میں لکھے ہیں اور سید عبدالقار صاحب جیلانی سے بھی یہی معنی نقل کئے گئے ہیں کہ ہماری امت کے ایسے بزرگوں کو انبیاء تو نہیں۔ بلکہ اولیاء کہتے ہیں ہم کو اسم نبوت سے روکا گیا ہے اور خدا تعالیٰ ہم کو ہمارے باطنوں میں اپنے رسول کے کلام کے معانی سے آگاہ کرتا ہے۔
 (الیواقیت والجوہر ج ۳ ص ۳۹، فصل فی کون محمد خاتم النبیین)

ختم نبوت کی دلیل میں حضرت عمرؓ کے متعلق دوسری حدیث

نبوت خدا تعالیٰ کی بخشش ہے ادعائی یا کسی نہیں ہے۔ یعنی نہ تو محض اپنے دعوے سے ثابت ہو سکتی ہے اور نہ کسب اور عمل سے ملتی ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی بخشش اور احسان ہے۔ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ فرمایا ”قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمُنْ عَلٰی مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ (ابراہیم: ۱۱)“ کفار کو ان کے رسولوں نے جو ان کی طرف بھیجے گئے تھے۔ کہا کہ ہم نہیں مگر بشر مثل تمہاری لیکن اللہ تعالیٰ احسان کرتا ہے اوپر جس کے چاہے اپنے بندوں میں سے، حضرت عمرؓ کے حق میں باوجود ان کی کمال صلاحیت عمل اور صفائی قلب اور تقویٰ طہارت کے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو عمر بن خطابؓ ہوتا۔ جیسا کہ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹، باب مناقب عمر بن خطاب) میں حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں قال رسول الله ﷺ لو كان نبی بعدی لكان عمر بن خطاب یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو وہ عمر بن خطابؓ ہوتا۔ اس حدیث کو ذکر کر کے امام ترمذیؒ کہتے ہیں۔ ہذا حدیث حسن اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکی ہے۔ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ کتنا ہی نیکو کار کیوں نہ ہو۔ اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ حدیث مذکور قیاس استثنائی کی صورت میں ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نبی نہ ہوئے۔ اس

لئے کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی امر مانع نہ ہوتا تو حضرت عمرؓ ضرور دعویٰ کیا اور نہ صحابہؓ یا دیگر علمائے قرآن شریک

خدا تعالیٰ نے سورت عبده ليكون للعالمين نذرا نے آہستہ آہستہ نازل کیا یہ قرآن اپنے کامل بندے محمد ﷺ کے خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو آپ سے پیشتر جس قدر انبیاء ہے ”ارسلت الى الخلق المساجد“ یعنی میں رسول انبیاء علیہم السلام، اور اسی سورت یعنی اگر ہم چاہتے تو ہم ہر بہر میزان کی رو سے یہ قیاس استثنائی نذیر مبعوث کرتے۔ لیکن ہم میں فرمادیا کہ تمام عالمین کے وحدت ملی پیدا ہو سکے گی۔ پھر امام شوکانیؒ اپنی تفسیر میں آیت ”كما قسمنا المطر بينا محمد“ یعنی جس طرح ہم رحمت نبوت بھیجے کے لئے ایک ہی نذیر بھیجا یوں فرمائی ہے۔ ”(لو شئنا لکن لم ننشأ لانه يقدر لكل ليطيعوه اوفياتنا

لئے کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی ہونے والا نہیں تھا۔ اس لئے حضرت عمرؓ نبی نہیں ہوئے۔ ورنہ اگر یہ امر مانع نہ ہوتا تو حضرت عمرؓ ضرور نبی ہوتے اور یہ معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ نبی نہیں تھے۔ نہ انہوں نے دعویٰ کیا اور نہ صحابہؓ یا دیگر علمائے امت میں سے کسی نے ان کے متعلق یہ اعتقاد رکھا یا۔

قرآن شریف سے ختم نبوت پر ایک نادر استدلال

خدا تعالیٰ نے سورت فرقان کے شروع میں فرمایا ”تبارک الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيراً (الفرقان: ۱)“، یعنی بڑی برکت اور خیر کثیر والا ہے۔ وہ خدا جس نے آہستہ آہستہ نازل کیا یہ قرآن شریف جو فرق کرنے والا ہے۔ حق و باطل اور حلال و حرام میں اوپر اپنے کامل بندے محمد ﷺ کے تاکہ ہو وہ واسطے تمام عالمین کے ڈرسانے والا۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو تمام عالمین ارضی یعنی جن و انس عربی و عجمی کے لئے نذیر کر کے بھیجا۔ آپؐ سے پیشتر جس قدر انبیاء آئے۔ وہ اپنی اپنی قوم کے لئے آئے۔ جیسا کہ حدیث صحیح مسلم میں ہے ”ارسلت الى الخلق كافة و ختم نبی النبیون (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۹، کتاب المساجد)“، یعنی میں رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ تمام خلقت کی طرف اور ختم کئے گئے ساتھ میرے انبیاء علیہم السلام، اور اسی سورت فرقان: ۵۱ میں فرمایا۔ ”ولو شئنا لبعثنا فى كل قرية نذيراً“، یعنی اگر ہم چاہتے تو ہم ہر بستی میں ایک ایک نذیر مبعوث کرتے۔ اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ علم میزان کی رو سے یہ قیاس استثنائی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں الگ الگ نذیر مبعوث کرتے۔ لیکن ہم نے ایسا نہیں چاہا کیوں نہیں چاہا۔ اس لئے کہ سورت فرقان کے شروع میں فرمایا کہ تمام عالمین کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کو نذیر کر کے بھیجا ہے۔ جس سے دنیا جہان میں وحدت ملی پیدا ہو سکے گی۔ پس اس مصلحت کے لئے تمام جہان کے لئے ایک ہی نذیر بنایا گیا۔ چنانچہ امام شوکانیؒ اپنی تفسیر میں آیت ”ولو شئنا لبعثنا فى كل قرية نذيراً“ کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ ”كما قسمنا المطر بينهم ولكننا لم تفعل ذالك بل جعلنا نذيراً واحداً وهو انت يا محمد“، یعنی جس طرح ہم نے آسمان سے پانی ان لوگوں کے درمیان تقسیم کر کے اتارا ہے۔ (اسی طرح ہم رحمت نبوت بھی ہر بستی کو تقسیم کر کے بخشے) لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ ہم نے دنیا جہان کے لئے ایک ہی نذیر بھیجا اور وہ اے محمد ﷺ آپ ہیں اور صاحب تفسیر رحمانی نے اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے۔ ”(لو شئنا لبعثنا فى كل قرية) رسولاً ليكون عن الكفر لهم (نذیراً) لكن لم نشئنا لا نه يقضى تفرق الامم وتكثر الاختلافات فجعلنا الواحد نذيراً للكل ليطيعوه اويقاتلهم“، یعنی اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک رسول پیدا کرتے تاکہ ہوتا وہ ان

الربانيون والاحبار (مائتہ: ۴۴)“ تھا۔ حکم کرتے تھے انبیاء علیہم السلام جو خدا پر ہودی ہوئے اور حکم کرتے تھے ساتھ اس میں معلوم ہو گئیں۔ یہ بھی کہ تورات کی نئی دیکر کتاب نہیں اتاری گئی۔ دوسرے یہ کہ اور نبی نہیں ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ والی تھے۔ یہی معنی شیخ اکبر (محی الدین ابن عربی) کے یہی معنی امام عبد الوہاب شعرانی نے ب جلدی سے بھی یہی معنی نقل کئے گئے یاء کہتے ہیں ہم کو اسم نبوت سے روکا گیا کے معانی سے آگاہ کرتا ہے۔

(ہرج ۲ ص ۳۹، فصل فی کون محمد خاتم النبیین)

تعلق دوسری حدیث

یہ ہے۔ یعنی نہ تو محض اپنے دعوے سے نبی کی بخشش اور احسان ہے۔ جس کو چاہتا بشر مثلكم ولكن الله يمين على من له جوارح کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اوپر جس کے چاہے اپنے بندوں میں اور صفائی قلب اور تقویٰ طہارت کے تو عمر بن خطابؓ ہوتا۔ جیسا کہ (جامع الترمذی) سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں من خطاب یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ حدیث کو ذکر کر کے امام ترمذیؒ کہتے تھے آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکی ہے۔ نہ ہو۔ اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نبی نہ ہوئے۔ اس

سب کو کفر سے ڈرانے والا۔ لیکن ہم نے نہ چاہا۔ کیونکہ اس کا تقاضا امتوں کا ترقی اور اختلافات کی کثرت ہوتا۔ پس ہم نے ایک ہی نذیر تمام کے لئے بنایا تاکہ وہ سب اس کی اطاعت کریں۔ یادہ ان سب سے جہاد کرے۔ اسی طرح دیگر کئی تفاسیر میں بھی ہے۔

عالمین کا مفہوم

اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عالمین کا لفظ قرآن شریف میں کن کن موقعوں پر آیا ہے۔
 اول..... شروع قرآن میں فرمایا: ”الحمد لله رب العلمین (فاتحہ: ۱)“
 دوم..... کعبہ اللہ کے لئے فرمایا: ”هدی للعلمین (بقرہ: ۲)“ اور قرآن شریف کے لئے فرمایا: ”ان هو الاذکر للعلمین (انعام: ۹۰)“ یعنی نہیں ہے یہ قرآن شریف مگر نصیحت واسطے عالمین کے، اور آنحضرت ﷺ کی شان میں فرمایا: ”وما ارسلناک الا رحمة للعلمین (انبیاء: ۱۰۷)“ اور اسی طرح آپ کی شان میں سورت فرقان میں فرمایا: ”لیکون للعلمین نذیرا (فرقان: ۱)“ پہلی آیت میں تمام عالمین کے لئے ایک رب کا ہونا فرمایا۔ دوسری آیت میں دنیا جہان کے جن و انس کے لئے چاہے وہ صحرائی ہوں چاہے دریائی چاہے پہاڑی ہوں چاہے میدانی ایک ہی کعبہ کا قبلہ ہونا فرمایا۔ تیسری آیت میں تمام جہان کے لئے ایک ہی قرآن کو نصیحت نامہ بتایا۔ چوتھی اور پانچویں آیات میں ایک ہی نبی محمد ﷺ کو رحمتہ للعلمین اور نذیرا للعلمین فرمایا۔ ان سب مقاموں پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اکیلے تمام دنیا کے لئے رسول ہیں۔ پس اسی لئے آپ پر نبوت ختم کی گئی۔ کیونکہ دنیا جہان کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جو آنحضرت ﷺ کی تبلیغ رسالت سے مستثنیٰ ہو کہ وہاں پر کسی نئے نبی کے پیدا کرنے کی ضرورت پڑے۔ جب رب العلمین کے ہوتے ہوئے کسی رب کی ضرورت نہیں اور قرآن کے ہوتے ہوئے کسی قرآن کی ضرورت نہیں۔ کعبہ کے ہوتے ہوئے کسی کعبہ کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے کہ سب عالمین کے لئے کافی والی ہیں۔ چنانچہ اس معنی میں (مسند امام احمد ج ۶ ص ۴) میں حضرت مقداد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پشت زمین پر کوئی گھر گارے یا اون (خیمہ) کا باقی نہیں رہے گا۔ مگر اس میں اللہ تعالیٰ کا مہ اسلام کو داخل کر دے گا۔ یعنی دنیا جہان کے شہری اور صحرائی آبادی میں کلمہ اسلام کی گونج پڑ جائے گی۔ چاہے اسے کوئی عزت سے قبول کرے چاہے ذلت سے اس کے تابع ہو جائے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۶، کتاب الایمان) اسی معنی میں ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کہا ہے۔ جسے ہم قدرے ترمیم کے ساتھ یوں لکھتے ہیں۔

دنیا کی وادیوں میں گونجی ازاں ہماری

تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

ایک آیت کی تفسیر

قادیانی لوگ آنحضرت

رہتے ہیں۔ ”بینی آدم امایہ

واصلح فلا خوف علیہم ولا

کر کے فرماتا ہے کہ اے بیٹو! آؤ

کریں، اوپر تمہارے آیتیں میری

ان کے اور نہ وہ ممکن ہوں گے، وہ

ان شرطیہ کے بعد آیا ہے۔ اس

رہیں گے۔ جن کی گنتی خدا ہی کو معلوم

محصور نہیں کیا گیا۔ اس کا جواب یہ

کے قابل قبول نہیں ہے۔ جیسا کہ

اشارات اور دلالت عبارت النص

قابل سماعت اور اعتبار نہیں ہے۔

وتخالف واقع ہوگا اور یہ باطل

ساحب مرحوم ذور الانوار وغیرہ ختم

ہیں اور یہ بھی معلوم رہے جس استر

ہے کہ کوئی دلالت یا اشارت منصوص

”مساکن محمد ابا احدہ

بکمل شیء علیما (احزاب: ۵۰)

باپ تمہارے بالغ مردوں میں۔

شے کا علم رکھنے والا ہے۔ (پلیم)

مرزا قادیانی نے بھی یہی کئے ہیں

مرد کا باپ نہیں۔ مگر وہ رسول اللہ

اگر علم اصول کے اس

قرآن وحدیث کے خواص وعام

کے ان میں تخالف پیدا کر سکے

جائیں گی۔ مثلاً قرآن شریف میں

فاضل امتوں کا ترقی اور اختلافات کی
سب اس کی اطاعت کریں۔ یادہ ان

یف میں کن کن موقعوں پر آیا ہے۔
رب العلمین (فاتحہ: ۱)“
بین (بقرہ: ۲)“ اور قرآن شریف
نہیں ہے یہ قرآن شریف مگر نصیحت
ارسلناک الارحمة للعلمین
فرمایا: ”لیکون للعلمین نذیرا
کا ہونا فرمایا۔ دوسری آیت میں دنیا
چاہے پہاڑی ہوں چاہے میدانی
آئی کی قرآن کو نصیحت نامہ بتایا۔
اور نذیرا للعلمین فرمایا۔ ان سب
پہ تمام دنیا کے لئے رسول ہیں۔ پس
نہیں ہے جو آنحضرت ﷺ کی تبلیغ
مردوت پر ہے۔ جب رب العلمین
ہوئے کسی قرآن کی ضرورت نہیں۔
مولانا ﷺ کے ہوتے ہوئے کسی
چنانچہ اس معنی میں (مسند امام احمد
نے فرمایا کہ پشت زمین پر کوئی گھر
اسلام کو داخل کر دے گا۔ یعنی دنیا
چاہے اسے کوئی عزت سے قبول
۱۶، کتاب الامین) اسی معنی میں
لکھتے ہیں۔

ہماری
س ہمارا

ایک آیت کی تفسیر

قادیانی لوگ آنحضرت ﷺ کے بعد اجرائے نبوت کے لئے یہ آیت بھی پیش کرتے
رہتے ہیں۔ ”یبنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم الیتی فمن اتقی
واصلح فلا خوف علیہم ولا هم یحزنون (اعراف: ۳۵)“ جو خدا تعالیٰ جملہ بنی آدم کو خطاب
کر کے فرماتا ہے کہ اے بیٹو! آدم علیہ السلام کے آؤں تمہارے پس رسول تم میں سے بیان
کریں، اوپر تمہارے آیتیں میری، پس جو کوئی پرہیزگاری کرے گا اور اصلاح کرے گا۔ نہیں ڈراؤ پر
ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، وجہ استدلال کی یہ بیان کرتے ہیں کہ یاتین مستقبل کا صیغہ ہے۔ جو
ان شرطیہ کے بعد آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کئی ایک رسول آتے
ریں گے۔ جن کی گنتی خدا ہی کو معلوم ہے۔ کیونکہ رسول بصیغہ نکرہ ہے اور اسے کسی خاص معین عدد میں
محسوس نہیں کیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی مفہوم یا اشارہ یا دلالت یا قیاس یا استنباط خلاف نص قطعی
کے قابل قبول نہیں ہے۔ جیسا کہ کتب اصول میں مصرح ہے کہ مفہوم منطوق کے مقابلہ میں اور
اشارت اور دلالت عبارت النص کے مقابلے میں اور کوئی قیاس یا استنباط منصوص کے مقابلے میں
قابل سماعت اور اعتبار نہیں ہے۔ ورنہ (معاذ اللہ) آیات قرآنیہ و احادیث رسول اللہ میں تعارض
و تخالف واقع ہوگا اور یہ باطل ہے۔ (دیکھو کتب علم اصول) مثلاً حصول المحمول مصنفہ شیخنا نواب
ساحب مرحوم نور الانوار وغیرہ ختم نبوت کے متعلق قرآن و احادیث کے دلائل صحیحہ منصوص اور قطعی
ہیں اور یہ بھی معلوم رہے جس استدلال کی بنا لغت پر ہوا سے دلالت کہتے ہیں اور سابقاً یہ بیان ہو چکا
ہے کہ کوئی دلالت یا اشارت منصوص کے خلاف قابل اعتبار نہیں ہے۔ پس قادیانیوں کا استنباط آیت
”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ
بکمل شئی علیما (احزاب: ۴۰)“ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ نہیں ہیں محمد ﷺ
باپ تمہارے بالغ مردوں میں سے کسی کے۔ لیکن ہیں خدا کے رسول اور خاتم النبیین اور اللہ تعالیٰ ہر
شے کا علم رکھنے والا ہے۔ (یعنی وہ جانتا ہے کہ آئندہ کوئی رسول نہیں ہوگا) اس آیت کے معنی
مرزا قادیانی نے بھی یہی کئے ہیں۔ چنانچہ وہ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں۔ ”یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی
مرد کا باپ نہیں۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور تم کرنے والا نبیوں کا۔“ (ازالہ اوہام ص ۶۱۴ خزائن ج ۳ ص ۴۳۱)
اگر علم اصول کے اس قاعدے کا لحاظ نہ کیا جائے تو ہر باطل پرست اپنی خواہش کے مطابق
قرآن و حدیث کے خواص و عام اور مطلق و مقید اور منطوق و مفہوم اور عبارت و دلالت میں کھینچ تان کر
کے ان میں تخالف پیدا کر سکے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نصوص اور عبارات (معاذ اللہ) بیکار ہو
جائیں گی۔ مثلاً قرآن شریف میں عام انسانوں کی پیدائش کے متعلق فرمایا: ”انا خلقنا الانسان

من نطفة امشاج (دھر: ۲)“ ﴿تحقیق پیدا کیا ہم نے انسان بولے ہوئے نطفے سے﴾ دوسری جگہ خاص آدم علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق فرمایا: ”خلق الانسان من صلصال كالفخار (الرحمن: ۱۴)“ اور خاص حضرت حوا علیہا السلام کے متعلق فرمایا: ”وخلق منها زوجها (نساء: ۱)“ اور خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا: ”انما المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وكلمته الفها الى مريم وروح منه (نساء: ۱۷۱)“ اگر ان آیات میں خاص اور عام کا لحاظ نہ کیا جاوے تو کوئی باطل پرست اپنی خواہش کے مطابق کہہ سکتا ہے کہ چونکہ آدم اور حوا علیہما السلام اور عیسیٰ علیہ السلام بھی انسان ہیں۔ اس لئے وہ بھی (معاذ اللہ) ماں اور باپ کے ملے ہوئے نطفے سے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی طرح محرمات نکاح کی آیت میں چند رشتوں سے نکاح کی حرمت ذکر کرنے کے بعد فرمایا: ”واحل لكم ما ورا ذالككم (نساء: ۲۴)“ ﴿اور حلال کی گئیں واسطے تمہارے وہ جو سوائے ان (مذکورہ بالا) کے ہیں﴾ اور خاص آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات سے نکاح کی حرمت کے متعلق فرمایا: ”ولا ان تنكحوا ازواجه من بعد ابداً (احزاب: ۵۳)“ ﴿اور نہ یہ جائز ہے کہ تم نکاح کرو۔ ان سے بعد آپ کے کبھی بھی﴾

تو کوئی باطل پرست گستاخ کہہ سکتا ہے کہ چونکہ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات سورت نساء کی مذکورہ محرمات کے سوا ہیں۔ اس لئے (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ کے بعد ان سے بھی نکاح حلال تھا۔ اسی طرح اس کی مثالیں قرآن شریف میں بہت ہیں کہ خاص وعام اور منطوق و مفہوم کے مقابلے کے وقت خاص اور منصوص کا لحاظ ہوتا ہے۔ پس اسی طرح ختم نبوت کے دلائل جو قرآن و احادیث میں منصوص ہیں۔ وہ عموم استدلال سے جن سے قادیانی استدلال پکڑتے ہیں۔ ان سب پر مقدم ہوں گے۔ نوٹ! اوپر کا جواب عم اصول کی بناء پر ہے۔ جس سے قادیانی علماء عموماً نا آشنا ہیں۔ خصوصاً مرزا قادیانی بھی اس سے نابلد محض تھے۔ اب قرآن شریف کے سلسلہ کلام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ جس سے پہلے ایک تمہید کا بیان ضروری ہے۔ قرآن شریف مربوط اور موصول کلام ہے۔ جس کی صحیح تفصیل کے لئے سلسلہ کلام کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

..... یہ امر مسلم کل ہے کہ قرآن شریف کلام خدا ہے اور درجہ اعجاز کو پہنچا ہوا فصیح و بلیغ کلام ہے۔ پس ایسے کلام کے لئے ضروری ہے کہ اس کا بیان اور سلسلہ کلام باہم موصول اور مربوط ہو۔ اس کے کلمات کی شنگی اور معانی کی لطافت کے علاوہ اس کے کلمات کی ترتیب اور آیات کا ارتباط اور بیان کا تسلسل نہایت موزوں اور مناسب صورت میں ارفع ہو۔ جس کلام میں ایسے اوصاف نہ ہوں۔ وہ کلام معجزہ کیا اس کا وزن فصحا، عرب کے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے۔

۲..... اس قاعدے کی نے اپنے آپ کو کلام موصول اور ترتیب میں وصلنا لهم القول لعلهم يتذكروا ان لوگوں (کی ہدایت) کے لئے اس قول پکڑیں۔ اس استدلال کی تائید میں اس امام رازی اس آیت کی تفسیر

القول هو ايتان بيان بعد بيانا ج ۲۴ ص ۲۶۲)“ اور تو حسیل کلام کا معنی ایک کو دوسرے کے ساتھ، اسی طرح (تقریر و قری بالتخفيف اي ان حسبها تقتضيه الحكمة والمحم بھی وصلنا پڑھا گیا ہے۔ یعنی ہم نے قرآن اس کے جس کا تقاضا کرے۔ حکمت اور کہ قرآن شریف کا بیان اکھڑا لکھوا کلا دوسری آیت سورت (فرقان

فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن شریف کو عمدہ لئے لغت کی مندرجہ ذیل کتابوں کے حوا چنانچہ (لسان العرب ج ۵ ص ۲

میں لکھا ہے ”الرتل حسن تناسق الال رتل کے معنی ہیں کسی شے کی ترتیب کی خوبی اچھی طرح سے کی اور اسے خوب واضح طور ساتھ یوں لکھا ہے۔ ”محركة حسن کل شئ“ یعنی رتل کی فتح کے ساتھ کی جنس میں سے عمدہ کلام اور ہر شے کی کتابوں میں بھی انہی معنی کی تائید کئی محاصح المصباح، صراح وغیرہ ان حوالہ جات

۲..... اس قاعدے کی تائید میں آیات ذیل ملاحظہ ہوں کہ جن میں قرآن شریف نے اپنے آپ کو کلام موصول اور ترتیب میں احسن ہونے کی حیثیت میں پیش کیا ہے۔ پہلی آیت ”ولقد وصلنا لهم القول لعلهم يتذكرون (قصص: ۵۱)“ یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا: البتہ تحقیق ہم نے ان لوگوں (کی ہدایت) کے لئے اس قول یعنی قرآن شریف کو موصول کر کے بھیجا ہے۔ تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔ اس استدلال کی تائید میں اس آیت کے ذیل میں تفاسیر ذیل ملاحظہ ہوں۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”ولقد وصلنا لهم قول وتوصيل القول هو ايتان بيان بعد بيان وهو من وصل البعض بالبعض (تفسير كبير ج ۲۴ ص ۲۶۲)“ اور توصیل کلام کا معنی ہے۔ ایک بیان کا بعد دوسرے بیان کے اور وہ جوڑنا ہے ایک کو دوسرے کے ساتھ، اسی طرح (تفسیر ابی السعود ج ۷ ص ۱۸) میں ہے۔ ”ولقد وصلنا لهم قول وقرى بالتخفيف اى انزلنا القرآن عليهم متواصلاً بعضه اثر بعض حسبها تقتضيه الحكمة والمصلحة“ یعنی وصلنا (باتشدد) کو تخفیف یعنی بغیر شد کے بھی وصلنا پڑھا گیا ہے۔ یعنی ہم نے قرآن کو نازل کیا موصول ہے۔ بعض کا پیچھے بعض کے مطابق اس کے جس کا تقاضا کرے۔ حکمت اور مصلحت اس آیت اور تفاسیر کے حوالجات سے واضح ہو گیا کہ قرآن شریف کا بیان اکھڑا پکھڑا کلام نہیں۔ بلکہ موصول ہے اور نہایت باحکمت ربط سے ہے۔ دوسری آیت سورت (فرقان: ۳۲) میں فرمایا: ”ورتلناه تريبلاً“ یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن شریف کو عمدہ ترتیب میں بیان کیا ہے۔ ترتیل کے معانی کی تحقیق کے لئے لغت کی مندرجہ ذیل کتابوں کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

چنانچہ (لسان العرب ج ۵ ص ۱۳۲) جو عربی زبان کی سب سے بڑی لغت کی کتاب ہے۔ اس میں لکھا ہے ”الرتل حسن تناسق الشئى..... ورتل الكلام احسن تاليفه وابانه“ یعنی رتل کے معنی ہیں کسی شے کی ترتیب کی خوبی اور رتل الکلام کے معنی ہیں۔ اس نے کلام کی تالیف اچھی طرح سے کی اور اسے خوب واضح طور پر بیان کیا۔ (قاموس ج ۳ ص ۳۹۲) میں اسی کی وضاحت کے ساتھ یوں لکھا ہے۔ ”محرکة حسن تناسق الشئى..... والحسن عن الكلام والطيب من كل شئى“ یعنی رتل کی فتح کے ساتھ اس کے معنی ہیں۔ کسی شے کی ترتیب کی خوبی اور عمدگی اور کلام کی جنس میں سے عمدہ کلام اور ہر شے کی نہایت پاکیزہ اور ستھری صورت اس طرح لغت کی دوسری کتابوں میں بھی انہی معنی کی تائید کئی محاورات سے کی ہے۔ مثلاً لغات وحیدی، اساس البلاغت، مصباح المنیر، صراح وغیرہا ان حوالہ جات کی تائید کے لئے، تیسری آیت ملاحظہ کیجئے۔ جو سورت زمر

مان کو ملے ہوئے نطفے سے۔ ﴿دوسری الانسان من صلصال كالفخار﴾ فرمایا۔ ”وخلق منها زوجها“ انما المسيح عيسى ابن مريم ﴿۱۷۱﴾“ اگر ان آیات میں خاص اور مابقی کہہ سکتا ہے کہ چونکہ آدم اور حوا علیہما عاز اللہ) ماں اور باپ کے ملے ہوئے س چند رشتوں سے نکاح کی حرمت ذکر ساء: ۲۴﴾“ ﴿اور حلال کی گئیں واسطے﴾ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات اجه من بعد ابدأ (احزاب: ۵۳)“

ی۔ ﴿آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات سورت ﷺ کے بعد ان سے بھی نکاح حلال ص وعام اور منطوق و مضہوم کے مقابلے و ت کے دلائل جو قرآن و احادیث میں تے ہیں۔ ان سب پر مقدم ہوں گے۔ س سے قادیانی علماء عموماً نا آشنا ہیں۔ ن شریف کے سلسلہ کلام کو ملحوظ رکھتے کا بیان ضروری ہے۔ قرآن شریف کلام کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

لام خدا ہے اور درجہ اعجاز کو پہنچا ہوا فصیح بیان اور سلسلہ کلام باہم موصول اور لے علاوہ اس کے کلمات کی ترتیب اور صورت میں ارفع ہو۔ جس کلام میں کے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے۔

میں ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ”اللہ نزل احسن الحديث کتاباً متشابهاً مثانی (زم: ۲۳)“
یعنی اللہ نے اتنا اسب سے عمدہ کلام جو کتاب ہے۔ تشابہ یعنی جس کی ایک آیت دوسری کی تفسیر کرتی
ہے اور وہ آیات مکرر نہ کر بیان کی گئی ہیں۔ اس آیت کی کچھ وضاحت کے لئے چند امور ضروری ہیں۔
اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کو احسن الحدیث فرمایا۔ یعنی سب سے عمدہ کلام جو اعجاز
کو پہنچا ہوا ہے۔ جس کا مقابلہ انسانی علم اور لیاقت سے بالا ہے اور اس کی شہادت میں دو وصف فرمائے۔
تشابہ اور مثانی جس سے مراد یہ ہے کہ اس کے مضامین آپس میں ملتے جلتے ہیں اور ان میں تخالف نہیں
ہے۔ بلکہ ایک آیت دوسری آیت کی تائید و تصدیق اور تفسیر کرتی ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے،
دوسرا وصف مثانی فرمایا۔ یعنی اس کی آیات پند و نصیحت کے لئے مکرر نہ کر بیان کی گئی ہیں۔ جن میں
تخالف ہرگز نہیں ہے۔ اس آیت سے بھی ثابت ہے کہ قرآن شریف کے کلمات اور آیات باہم موصول
ہیں اور ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں اور ان میں ہرگز تخالف اور تعارض نہیں ہے۔ اس طویل تمہید
لیکن از بس مفید کے بعد واضح ہوا کہ سورت اعراف کی آیت آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت جاری
رکھنے کے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ آدم علیہ السلام کے بہشت سے نکالنے اور زمین پر آباد کرنے کے بعد
زمانے کے متعلق ہے۔ جو آدم علیہ السلام کے وقت سے مستقبل میں ہونے والا تھا کہ اس زمانے میں
اولاد آدم علیہ السلام کی ہدایت کے لئے خدا کے رسول آتے رہیں گے۔ یہ سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ رسول
الصلوات ﷺ کی مبارک آمد پر خدا تعالیٰ نے آیت خاتم النبیین بھیج کر بتلادیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ سلسلہ
نبوت کے آخری نبی ہیں اور آنحضرت ﷺ نے بھی واضح طور پر فرمادیا۔ ”انا خاتم النبیین لا نبی
بعدی (ترمذی ج ۲ ص ۴۵، باب لا تقوم الساعة حتی یرجع کذابون)“ میں خاتم النبیین ہوں۔
میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ہم نے یہ جو کہا کہ سورت اعراف کی آیت حضرت آدم علیہ السلام کے بعد
اجرائے نبوت کی دلیل ہے۔ اس کو ہم سورت اعراف کی آیات کے سلسلہ کلام اور دیگر مقامات کی آیات
کی تائیدوں سے ثابت کرتے ہیں۔ جس کے سمجھنے کے لئے ہم نے اوپر کی تمہید کا بیان ضروری سمجھا تھا۔
آپ سورت اعراف کی آیت سے پیشتر نظر کریں کہ اوپر مسلسل طور پر حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ اور
اس سے متعلقہ ضروری ہدایات کا بیان چلا آ رہا ہے۔ اسی طرح (بقرہ: ۲۸) میں حضرت آدم علیہ السلام کا
قصہ بھی مطالعہ کریں۔ جس میں ان کے اور ان کی سکونت جنت اور پھر جنت سے نکالے جانے اور زمین
پر اترنے اور تصور کی معافی کے ذکر کے بعد فرمایا: ”قلنا اهبطوا منها جميعاً فاما یاتینکم منی
هدی فمن تبع ہدای فلا خوف علیہم ولا هم یحزنون“ (یعنی کہا ہم نے اترو اس سے
سب۔ پس اگر آؤ تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پس جو کوئی پیروی کرے گا ہدایت میری

کی۔ پس نہیں ڈرو اور پران کے اور نہ نہ
معرفت آتی رہی ہے۔ چنانچہ یہ قرآن
”ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھو
السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
من قبل ہدی للناس (آل)
ہدایت کے لئے اتاریں۔ ﴿اس
(اعراف: ۳۵) میں فرمایا: ”ولا ھو
مندرجہ بالا آیت میں فرمایا: ”فمن
پیروی کرے گا میری ہدایت کی پیروی
رسولوں اور ہدایت ربانی کی پیروی
کرنے اور وہاں سے نکالے جا۔
ھدای فلا یضل ولا یشفق
ھدی“ پس اگر آؤ تم کو میری
پس نہ وہ گمراہ ہوگا اور نہ بد بخت ہو
دیکھو ان تین مقاموں

کا سلسلہ مذکور ہے۔ یہ تینوں
ہیں۔ پس سورت اعراف کی پیشتر
حضرت آدم علیہ السلام کے بعد
پر آ کر ختم ہوگا۔ ہمارے اس بیان
میں مطابقت قائم رہتی ہے اور
راہنمائی ایک ہی طرف رہتی ہے۔
نصوص بینہ کے بعد بھی اگر
آنحضرت ﷺ کے بعد جاری
واقع ہو جائے گا اور قرآن مجید
تائید و تصدیق کرنے کے آپ
قرآن شریف ہی کی صداقت

ث کتابا متشابهاً مثلاً (زمر: ۲۳)“
یعنی جس کی ایک آیت دوسری کی تفسیر کرتی
وضاحت کے لئے چند امور ضروری ہیں۔
حدیث فرمایا۔ یعنی سب سے عمدہ کلام جو اعجاز
ہے اور اس کی شہادت میں دو وصف فرمائے۔
پہلے جلتے جلتے ہیں اور ان میں تحالف نہیں
کرتی ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے،
لئے مکرر کر بیان کی گئی ہیں۔ جن میں
ن شریف کے کلمات اور آیات باہم موصول
تلف اور تعارض نہیں ہے۔ اس طویل تمہید
آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت جاری
سے نکالنے اور زمین پر آباد کرنے کے بعد
قبل میں ہونے والا تھا کہ اس زمانے میں
ہیں گے۔ یہ سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ رسول
مبعود کر بلا دیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ سلسلہ
پر فرمادیا۔ ”انا خاتم النبیین لا نبی
خرج کذابون“ ”میں خاتم النبیین ہوں۔
کی آیت حضرت آدم علیہ السلام کے بعد
ن کے سلسلہ کلام اور دیگر مقامات کی آیات
م نے اوپر کی تمہید کا بیان ضروری سمجھا تھا۔
س طور پر حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ اور
ح (بقرہ: ۳۸) میں حضرت آدم علیہ السلام کا
اور پھر جنت سے نکالے جانے اور زمین
طوا منها جميعاً فاما یاتینکم منی
زنون“ ”یعنی کہا ہم نے اتر واس سے
پس جو کوئی پیروی کرے گا ہدایت میری

کی۔ پس نہیں ڈرا و پران کے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اور ظاہر ہے کہ خدا کی ہدایت خدا کے رسولوں کی
معرفت آتی رہی ہے۔ چنانچہ یہ قرآن شریف رسول خدا ﷺ کی معرفت آیا اور اس کی نسبت فرمایا:
”ذالک الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين“ (بقرہ: ۲) ”اور تورات اور انجیل جو حضرت موسیٰ علیہ
السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معرفت آئیں۔ ان کی بابت فرمایا: ”انزل التورات والانجیل
من قبل هدى للناس“ (آل عمران: ۴) ”یعنی قرآن مجید سے پہلے تورات اور انجیل لوگوں کی
ہدایت کے لئے اتاریں۔“ اس مضمون کی آیات قرآن مجید میں کثرت سے ہیں اور جیسا کہ سورت
(اعراف: ۳۵) میں فرمایا: ”ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون“ اسی طرح سورت (بقرہ: ۳۸) کی
مندرجہ بالا آیت میں فرمایا: ”فمن تبع هداي فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون“ ”اور جو کوئی
پیروی کرے گا میری ہدایت کی نہیں ہوگا۔ کوئی خوف او پران کے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ دونوں جگہ
رسولوں اور ہدایت ربانی کی پیروی کا نتیجہ ایک ہی فرمایا۔ دوسرا مقام سورت طہ میں دیکھئے کہ سکونت
کرنے اور وہاں سے نکالے جانے کے ذکر کے بعد فرمایا: ”فاما ياتينکم مني هدى فمن اتبع
هداي فلا يضل ولا يشقى“ (طہ: ۲۳) ”یعنی (ہم نے فرمایا) ”فاما ياتينکم مني
هدى“ ”پس اگر آوے تم کو میری طرف سے ہدایت۔ پس جو کوئی پیروی کرے گا۔ میرے ہدایت کی
پس نہ وہ گمراہ ہوگا اور نہ بد بخت ہوگا۔“

دیکھو ان تین مقاموں میں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ہدایت ربانی کے جاری ہونے
کا سلسلہ مذکور ہے۔ یہ تینوں مقامات آپس میں متشابہ یعنی ملتے جلتے اور ایک دوسرے کے مصدق
ہیں۔ پس سورت اعراف کی پیش کردہ آیت کے ساتھ خاتم النبیین کو ملانے سے یہ بات واضح ہو گئی کہ
حضرت آدم علیہ السلام کے بعد سلسلہ نبوت جاری رہتے ہوئے حضور سرور کائنات فرموجودات ﷺ
پر آ کر ختم ہوگا۔ ہمارے اس بیان کردہ طریق سے قرآن شریف کی آیات اور احادیث مثبتہ ختم نبوت
میں مطابقت قائم رہتی ہے اور قرآن شریف کی آیات اور احادیث صحیحہ کے منصوصات و مفہومات کی
راہنمائی ایک ہی طرف رہتی ہے کہ نبوت حضور رسول مقبول ﷺ پر ختم کر دی گئی۔ قرآن وحدیث کی
نصوص بینہ کے بعد بھی اگر سورت اعراف کی آیت کے یہ معنی سمجھے جائیں کہ سلسلہ نبوت
آنحضرت ﷺ کے بعد جاری ہے تو قرآن شریف کی آیات اور احادیث صحیحہ میں تحالف و تعارض
واقع ہو جائے گا اور قرآن مجید کی آیت اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث صحیحہ بجائے ایک دوسرے کی
تائید و تصدیق کرنے کے آپس میں مختلف ہو جائیں گی اور اختلاف منافی صداقت ہے۔ جیسا کہ
قرآن شریف ہی کی صداقت کی نسبت فرمایا۔ ”لو كان من عند غير الله لوجدوا فيه

اختلافاً کثیراً (نساء: ۸۲) ”یعنی اگر یہ قرآن شریف خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو البتہ پاتے اس میں اختلاف بہت۔“ یہاں اگر لفظ خاتم کے وہ معنی جو خدا اور رسول ﷺ کی مراد ہیں۔ ان کو بدل کر اور حدیث لا نبی بعدی کے مقابلہ میں مقید معانی جنس ہے۔ شرعی اور غیر شرعی کا امتیاز کر کے صاحب شرع کی قید بڑھائی جائے تو یہ تحریف معنوی اور خدا کے رسول ﷺ کی مراد کو بگاڑ کر از خود اضافہ ہوگا اور یہ ہر دو امر باطل اور حرام ہیں۔ ”دفع دخل مقدر“ اگر کہا جائے کہ سورت اعراف کی آیت میں بنی آدم کو خطاب کر کے یبنی ادم فرمایا ہے اور سورت بقرہ اور سورہ طہ کی آیتوں میں ایسا نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ سورت بقرہ اور سورت طہ کی آیتوں میں امایا یتینکم کے خطاب میں حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کے ساتھ ان کی اولاد بھی شامل ہے۔ دیکھئے ہر سہ مقامات پر ہدایت کی پیروی کا نتیجہ بترتیب یوں فرمایا ہے۔ ”فمن تبع ہدای فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (بقرہ: ۳۸)“ اور ”فمن اتقی واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (اعراف: ۳۰)“ اور ”فمن اتبع ہدای فلا یضل ولا یشقی (طہ: ۱۲۳)“ اس باریکی کی تائید کے لئے سورت اعراف: ۲۳ کی آیات کو دیکھئے کہ جنت سے نکلنے کا حکم دینے کے بعد خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کو فرمایا ”قال اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین۔ قال فیہا تحیون و فیہا تموتون ومنہا تخرجون“ ”یعنی فرمایا اتر جاؤ! بعض تمہارے واسطے بعض کے دشمن ہوں گے اور واسطے تمہارے زمین میں ٹھہرنے کی جگہ ہوگی اور زندگی کے اسباب (بھی) ایک مدت تک (نیز) فرمایا۔ اس میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے (قیامت کے دن قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔“

دیکھئے ان آیتوں میں خطاب آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کو ہو رہا ہے۔ حالانکہ آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کے درمیان دشمنی واقع نہیں ہوئی۔ بلکہ ان کی اولاد میں دشمنی ہے اور جو امر اس کے بعد ذکر کئے گئے ہیں۔ ان میں ان کی اولاد بھی شامل ہے۔ پس اسی طرح سے سورت اعراف کی زیر بحث آیت میں یبنی ادم سے خطاب کر کے فرمایا اور اسی لحاظ سے ہے۔ اس طریق سے سب مقامات پر خطاب کے صیغے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ سورت اعراف کی زیر بحث آیت میں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ان کی اولاد میں سلسلہ نبوت جاری رہنے کا ذکر ہے۔ نہ کہ آیت خاتم النبیین کی نص صریح کے خلاف حضور رسول مقبول ﷺ کی بعثت کے بعد بھی۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہم نے مرزائیوں کے استدلال کی سب کڑیوں کو توڑنا ذکر مشکل ہر کو مدلل طور پر آسانی سے سمجھا دیا ہے۔ فللہ الحمد!

اغلا

حضرت مر

را کسی اور کی طرف سے ہوتا تو
 اور رسول ﷺ کی مراد ہیں۔
 ہے۔ شرعی اور غیر شرعی کا امتیاز
 رسول ﷺ کی مراد کو بگاڑ کر ازا
 رکھا جائے کہ سورت اعراف
 اور سورہ طہ کی آیتوں میں ایسا
 انا یا تنکم کے خطاب میں
 ہے۔ دیکھئے ہر سہ مقامات پر
 لا خوف علیہم ولا ہم
 علیہم ولا ہم یحزنون
 (۱۲۲) "اس باریکی کی تائید
 نے کے بعد خدا تعالیٰ نے
 لبعض عدو ولکم فی
 فیہا تموتون ومنہا
 ہوں گے اور واسطے تمہارے
 (نیز) فرمایا۔ اس میں تم
 نکالے جاؤ گے۔ ﴿
 ہو رہا ہے۔ حالانکہ آدم علیہ
 میں دشمنی ہے اور جو امر اس
 سے سورت اعراف کی زیر
 طریق سے سب مقامات
 کلام یہ کہ سورت اعراف کی
 جاری رہنے کا ذکر ہے۔
 کے بعد بھی۔
 کریں کو تو ونا ذکر مشکل

اغلاط ماجدیہ

حضرت مولانا مفتی عبداللطیف رحمانیؒ

بسم الله الرحمن الرحيم

اغلاط ماجد یہ جس میں مولوی عبدالماجد قادیانی کے رسالہ القاء کے ایک ورق میں بتیس غلطیاں دکھائی گئی ہیں اور خدا کی قدرت کا نمونہ ظاہر کیا ہے کہ جو شخص صوبہ بہار میں مرزائی جماعت کا مایہ فخر ہو پھر وہ مدت کی جان کا ہی اور دیدہ ریزی کے بعد اہل حق کے مقابلہ میں ایک رسالہ لکھے اور اس کے ایک ورق میں بتیس غلطیاں ہوں۔

مرزائی گروہ کی بڑے مولوی پر چیلنجوں کی بوچھاڑ

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

چونکہ گروہ مرزائی جھوٹے مدعی کا پیرو ہے اس لئے ان کا سرمایہ جھوٹ اور دروغ گوئی نظر آتا ہے۔ ان کے ایک اشتہار میں بہت جھوٹ دیکھے اس میں ایک یہ بھی تھا۔ ہماری طرف سے چیلنج پر چیلنج دیا جاتا ہے اور مخالف خاموش ہیں۔ یہ ایسا صریح جھوٹ ہے کہ جو حضرات ہماری تحریروں سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ صرف جناب مولانا مفتی عبداللطیف صاحب کی طرف سے چھ چیلنج مولوی عبدالماجد کے مقابلہ میں اور ایک اس کے مرشد اور مرشد زادے کے مقابلہ میں شائع ہو چکا ہے اور یہاں سے قادیان تک کسی نے جواب نہیں دیا اب:

ساتواں چیلنج

اس رسالہ کے اخیر میں دیا گیا ہے۔ اگر قادیانی مولوی صاحب میں کچھ بھی ہمت اور اپنے مذہب کی حمایت کا جوش ہے تو مرد میدان بنیں اور سامنے آویں، مولانا محمد عبدالشکور صاحب مدیر انجم نے کس زور و شور سے چیلنج دیا اور ”تابخانہ بایدرسانید“ پر پورا عمل کیا مگر مولوی عبدالماجد قادیانی سامنے نہ آئے باوجودیکہ ان کے بھاگنے کی تمام شرطیں منظور کر لی گئیں اور صرف خط و کتابت ہی نہیں ہوئی بلکہ مناظرہ کے طے کرنے کیلئے بارہ معززین ان کے مکان پر گئے۔ مگر بجز باتیں بنانے کے سامنے آنے کی ہمت نہ ہوئی۔

شہرت اور صحت دوا ہے
ہیں۔ اگرچہ کسی موقع پر دونوں کا
شہرت اور صحت دونوں ایک ہیں اور
اس درجہ پر شہرت یافتہ ہیں کہ قبول
ہے کہ وہ تمام صحیح ہیں اور واقعیت کی
واقعیت اور صحت کی سند بنا لیتے ہیں اور
بڑے مغالطہ میں پڑ جاتے ہیں اور
حق اور محقق کا یہ منصب ہے کہ کبھی
طرف اس کو اصلاً توجہ نہ ہونی چاہیے
شہرت کو کبھی اپنے علم کا مینی ٹھہرا
مولوی عبدالماجد قادیانی
مایہ ناز ہے۔ اور جن کو اپنے فضل و
العلماء کے واعظوں کی فہرست میں
یاد رسہ کے واعظوں کی صف میں جگہ
علم و کمال میں کس درجہ کا مستحق ہوگا
رکن اور عالم کے خطاب کا اصلی مستحق
ترانجمن اور مدرسہ کے واعظوں میں
مصدق ہیں۔ اس کے بعد جب میر
پائی، لیکن عوام کی اس شہرت و عقیدہ
سے میرا خیال متاثر ہو کر متغیر ہوتا اور
خواص میں بھی شہرت اور عقیدت کو
اسے نہ سمجھ لوں۔ اسی لئے میں عبدالم
معذور رہا۔ اگرچہ میرے بعض خاص

حامداً و مصلیاً

شہرت اور صحت دو ایسے لفظ ہیں جو اپنے معنی اور نیز مصداق کی رو سے جدا جدا ہیں۔ اگرچہ کسی موقع پر دونوں کا اجتماع بھی ہو جاتا ہے مگر اس سے یہ سمجھنا سخت غلطی ہے کہ شہرت اور صحت دونوں ایک ہیں اور مشہور بات ضرور صحیح ہوتی ہے آج دنیا میں بہت سی باتیں اس درجہ پر شہرت یافتہ ہیں کہ قبولیت عام کی سند حاصل کر چکی ہیں لیکن کیا کوئی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ تمام صحیح ہیں اور واقعیت کی حدود میں ان کا کوئی نشان بھی ہے؟ جو لوگ محض شہرت کی واقعیت اور صحت کی سند بنا لیتے ہیں اور اپنے معلومات کی عمارت اسی بنیاد پر اٹھاتے ہیں وہ بڑے مغالطہ میں پڑ جاتے ہیں اور صراطِ مستقیم سے کوسوں دور ہو جاتے ہیں۔ اس لئے طالب حق اور محقق کا یہ منصب ہے کہ کبھی شہرت اس کی طلب اور تحقیق کی آخری حد نہ ہو بلکہ اس کی طرف اس کو اصلاً توجہ نہ ہونی چاہئے۔ ورنہ یہ اس کے لئے سدا راہ ہوگی۔ اس لئے میں نے بھی شہرت کو کبھی اپنے علم کا مبنی نہیں ٹھہرایا۔

مولوی عبد الماجد قادیانی جن کی ذات مونگیر بھاگلپور کی قادیانی جماعت کے لئے فخر اور مایہ ناز ہے۔ اور جن کو اپنے فضل و کمال کا بڑا اذعا ہے۔ میرا پہلا تعارف ان سے یہ ہے کہ ندوۃ العلماء کے واعظوں کی فہرست میں میں نے ان کا نام دیکھا۔ آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ کسی انجمن یا مدرسہ کے واعظوں کی صف میں جگہ پانے سے اہل علم اور صاحب فضل و کمال کی نگاہ میں ایسا شخص عام و کمال میں کس درجہ کا مستحق ہوگا۔ آیا محض اس فہرست میں نام داخل کرانے سے علماء کی مجلس کا رکن اور عالم کے خطاب کا اصلی مستحق قرار پا سکتا ہے یا نہیں؟ کیا ہمیں یہ نہیں معلوم کہ آج کل زیادہ تر انجمن اور مدرسہ کے واعظوں میں ایسے ہی علماء نظر آتے ہیں جو بدنام کنندہ کونامے چند کا پورا پورا مصداق ہیں۔ اس کے بعد جب میں مونگیر حاضر ہوا تو عوام میں ان کی شہرت عقیدت کے ساتھ پائی، لیکن عوام کی اس شہرت و عقیدت نے بھی میرے معلومات میں کسی قسم کا اضافہ نہیں کیا جس سے میرا خیال متاثر ہو کر متغیر ہوتا اور اپنی حدود سابق سے ایک انچ بھی تجاوز کرتا کیونکہ عوام کیا خواص میں بھی شہرت اور عقیدت کو میں اپنے علم کا ذریعہ نہیں ٹھہراتا، تاوقتیکہ میں خود اپنے طور سے اسے نہ سمجھ لوں۔ اسی لئے میں عبد الماجد قادیانی کے علم کے متعلق کسی قسم کی رائے قائم کرنے سے معذور رہا۔ اگرچہ میرے بعض خاص ان احباب نے جوابل علم سے ہیں موصوف کی طباعی و قیمرہ کی

سالہ القاء کے ایک ورق میں بتیں کہ جو شخص صوبہ بہار میں مرزائی کے بعد اہل حق کے مقابلہ میں ایک

یٹھے ہیں

بھی نہیں

ن کا سرمایہ جھوٹ اور دروغ گوئی ایک یہ بھی تھا۔ ہماری طرف سے جھوٹ ہے کہ جو حضرات ہماری مفتی عبداللطیف صاحب کی طرف اور مرشد زادے کے مقابلہ میں اب:

ی صاحب میں کچھ بھی ہمت اور ویں، مولانا محمد عبدالشکور صاحب پورا عمل کیا مگر مولوی عبد الماجد منظور کرنی گئیں اور صرف خط و یں ان کے مکان پر گئے۔ مگر بجز

تعریف کی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد جب میں پھر مونگیر حاضر ہوا تو ہر چہا طرف سے میرے کانوں میں یہ صدا پہنچی اور ہر خاص و عام اعلیٰ ادنیٰ کی زبان سے سنا کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنا مذہب بدل دیا اور اب وہ مسلمان سے قادیانی ہو گئے لیکن انہیں زبانوں سے پہلے میرے کانوں میں چونکہ مولوی صاحب کے فضل و کمال کی طویل داستان پہنچی تھی پھر انہیں زبانوں سے اس طولانی داستان کا الٹا اور قضیہ نامرضیہ سنا اور ہر شخص کو پہلی شہرت کی غلطی کا مقرر اور اپنی عقیدت کی خطا کا معترف پایا۔ تو مجھے ان لوگوں پر نہایت تعجب افسوس کے ساتھ ہوا کہ کیوں وہ اول بلا سمجھے اور بغیر تحقیق ایک رائے ایسی قائم کر لیتے ہیں جو عقیدت کے درجہ تک پہنچ جائے اور جب حق کی روشنی سے اس جہالت کی سیاہی کا پردہ تار عنکبوت کی طرح پارہ پارہ ہو جاتا ہے جس پر ان کی عقیدت کی عمارت قائم تھی تو پھر وہ حیرت سے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں اور اس کے خلاف خود ہی فیصلہ دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ لیکن مجھے اس شہرت سے بھی اپنے اصول کے موافق کسی قسم کا استفادہ نہ ہوا۔ ہاں عبدالماجد قادیانی موصوف کے تذبذبی مذہب اور مسلمان سے قادیانی ہو جانے کا جب مجھے اپنے طور پر یقین ہو گیا اور میری تحقیق نے اس میں کسی قسم کے شبہ اور تاویل کی گنجائش نہ رہنے دی، تو عبدالماجد قادیانی کا یہ تغیر و تبدل میرے لئے ایسا آئینہ شفاف ہوا جس میں عبدالماجد قادیانی موصوف کے فضل و کمال اور علمی قابلیت کا پورا پیکر مجسم ہو کر سامنے آ گیا اور ہر خط و خال صاف صاف نظر آنے لگا۔ یہ ان کا تبدل و تغیر میرے ہی لئے آئینہ نہیں ہے بلکہ ہر اہل علم و فضل بلکہ طالب علم اور جاہل سمجھدار بھی جب مرزا قادیانی کے دعویٰ تزویر و تلبیس کی چادر اٹھا کر دیکھے گا تو اس کو یہ امر نہایت روشن نظر آئے گا کہ کوئی علم والا تو کیا جاہل سمجھدار بھی اپنے پاک دل کے صفحات میں ان دعویٰ کو ایک لمحہ کے لئے بھی جگہ دنیا پسند نہ کرے گا اور اپنے اعتقاد کی طہارت و نزاکت کو اس سے آلودہ و کثیف نہ ہونے دے گا۔ مثلاً ایک مسلمان کا عقیدہ ہے کہ جناب سرور انبیاء آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں۔ قرآن و حدیث اور تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ آیت ”ماکان محمد با احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین (الاحزاب: ۵۰)“ اپنے ظاہر معنی پر ہے اور لغت عرب میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں یعنی تمام انبیاء کے آخر میں آنے والے، آپ کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں مل سکتا۔ اس میں کوئی تاویل نہیں اور نہ کسی شبہ کی گنجائش ہے لیکن مرزا قادیانی بھی مدعی نبوت ہیں اور بہت سے انبیاء سے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اپنے کو افضل اور اعلیٰ کہتے ہیں اور محض یہی نہیں کہ اپنے کو نبی خیال کرتے ہوں بلکہ صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ ہے جس نے مرزا قادیانی کی

کتابیں دیکھی ہیں اس پر یہ بات کر ملاحظہ فرمائیں۔ (احقار فلحمد للہ! مرتب) اس سے م ذی علم مسلمان مرزا قادیانی مسلم عالم و جاہل یہ جانتا ہے کہ و فریب کی تاریکی کا پردہ نکڑ۔ اس کے اخلاق اس کے معاملہ خلق منزل مقصود پر پہنچتی ہے منطبق ہوتا ہے قول و فعل میں کے اقوال اعمال اخلاق معام ہمی الا افکن افتری“ فیصلہ ذی علم سے لے کر امی تک اور ہر شخص سمجھ لے یعنی منکوہہ آ نہایت عظیم الشان جھنڈا تھا۔ پر خود بھی کامل وثوق اور اعتبار باپ سے وہ تحریکات اور معروضہ ظہور میں آیا۔ یاد رکھو اور خود اطمینان قلب اور تسکین خاطر ضرور پوری ہو کر رہتی اور اس کرتی اور نہ مرزا قادیانی سے دونوں کی ڈنڈوں میں بون لے عالم اسباب میں ہیں جس قدر الہامات مرزا قادیانی اور کامل وثوق ان الہاموں قادیانی کے خطوط سے ظاہر ہے

کتا میں دیکھی ہیں اس پر یہ بات ظاہر ہے ہاں جنہوں نے نہیں دیکھیں وہ صحیفہ رحمانیہ نمبر ۶، ۷ منگوا کر ملاحظہ فرمائیں۔ (احساب قادیا نیبت ج ۵ میں صہائف رحمانیہ ۲۴۷۱ یکجا شائع ہو چکے ہیں۔
 فالحمد للہ! مرتب) اس سے مرزا قادیانی کے عقائد معلوم ہو جائیں گے تو اب ایسی حالت میں کوئی
 ذی علم مسلمان مرزا قادیانی کے ان خیالات کی تصدیق کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ایسے ہی مسلم اور نا
 مسلم عالم و جاہل یہ جانتا ہے کہ نبی ہدایت و راستی کا آفتاب ہے جس کی شعاعوں سے گمراہی جھوٹ
 و فریب کی تاریکی کا پردہ نکلے نکلے ہو کر ہباء منثوراً ہو جاتا ہے اس کے اقوال اس کے اعمال
 اس کے اخلاق اس کے معاملات عالم کے لئے اسوۂ حسنہ بن کر چمکتے ہیں اور اسی کی روشنی سے تمام
 خلق منزل مقصود پر پہنچتی ہے اور اس کا قول وہی ہوتا ہے جو اس کا عمل ہے اور عمل بھی قول پر پورا
 منطبق ہوتا ہے قول و فعل میں سرمو تفاوت اور اختلاف کا رائج بھی نہیں ہوتا اب جو شخص مرزا قادیانی
 کے اقوال، اعمال، اخلاق، معاملات کو اس منہاج نبوت پر پرکھے گا تو بے اختیار بول اٹھے گا۔ ”ان
 ہی الا افکار افتری“ فیصلہ آسمانی میں اسی منہاج نبوت پر قول کر دکھلایا گیا ہے۔ تاکہ اس سے
 ذی علم سے لے کر امی تک اور مسلم و نا مسلم تمام کو یکساں فائدہ ہو اور اس روشن اور کھلی ہوئی بات کو
 ہر شخص سمجھ لے یعنی منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی غلط ثابت ہوئی جو کہ مرزا قادیانی کی موت کا
 نہایت عظیم الشان جھنڈا تھا۔ اور نیز اس میں یہ بھی دکھلایا ہے کہ مرزا قادیانی کو اپنی اس پیشین گوئی
 پر خود بھی کامل وثوق اور اعتبار نہ تھا ورنہ حالت بے اختیاری میں بذریعہ خطوط کے منکوحہ آسمانی کے
 باپ سے وہ تحریکات اور معروضات نہ فرماتے اور خوف ورجا کا پھانک نہ دکھلاتے جو ان سے
 ظہور میں آیا۔ یاد رکھو اور خوب سمجھ لو کہ آسمانی آواز سے بڑھ کر نبی کے لئے کوئی شے باعث
 اطمینان قلب اور تسکین خاطر نہیں ہو سکتی اب محمدی بیگم کے نکاح کی صدا اگر آسمانی صدا تھی تو وہ
 ضرور پوری ہو کر رہتی اور اس نامرادی کے عالم میں تڑپ تڑپ کے مرزا قادیانی کی روح پرواز نہ
 کرتی اور نہ مرزا قادیانی سے یہ مضطربانہ تحریرات ان فطرتی جذبات سے وقوع میں آتیں جنہوں
 نے مرزا قادیانی کی قوت اختیار یہ کو کلیتہً زائل کر دیا تھا اب جس شخص کا قول کچھ ہوا اور فعل کچھ ہوا اور
 دونوں کی ڈنڈوں میں یوں بعید ہو تو اس پر اس منہاج نبوت سے جو فتویٰ ہو سکتا ہے فیصلہ آسمانی
 ۱۔ عالم اسباب میں تدابیر انبیاء بھی کرتے ہیں مگر تدابیر کے اقسام اور اس کے مواقع
 ہیں جس قدر الہامات مرزا قادیانی نے منکوحہ آسمانی کے نکاح میں آنے کی نسبت بیان کئے ہیں
 اور کامل وثوق ان الہاموں میں دلایا گیا ہے۔ اس کے بعد وہ پریشانی اور بے اطمینانی جیسی مرزا
 قادیانی کے خطوط سے ظاہر ہے کسی اہل اللہ کو نہیں ہو سکتی۔ فیصلہ آسمانی حصہ اول غور سے دیکھئے۔

ہر چہار طرف سے میرے کانوں
 بولوی صاحب موصوف نے اپنا
 زبانوں سے پہلے میرے کانوں
 پھر انہیں زبانوں سے اس طولانی
 کا مقرر اور اپنی عقیدت کی خطاء کا
 کہ کیوں وہ اول بلا سمجھے اور بغیر
 پہنچ جائے اور جب حق کی روشنی
 ہاتا ہے جس پر ان کی عقیدت کی
 اور اس کے خلاف خود ہی فیصلہ
 بول کے موافق کسی قسم کا استفادہ
 ان سے قادیانی ہو جانے کا جب
 شبہ اور تاویل کی گنجائش نہ رہنے
 شفاف ہوا جس میں عبد الماجد
 و کرسائے آگیا اور ہر خط و خال
 یقینہ نہیں ہے بلکہ ہر اہل علم و فضل
 یہ تلمیس کی چادر اٹھا کر دیکھے گا تو
 ار بھی اپنے پاک دل کے صفحات
 اپنے اعتقاد کی طہارت و نزاکت کو
 ہ ہے کہ جناب سرور انبیاء آخری
 یث اور تمام امت کا اس پر اتفاق
 رسول اللہ و خاتم النبیین
 تم انبیین کے معنی آخر انبیین کے
 ورت کا مرتبہ نہیں مل سکتا۔ اس میں
 ی مدعی نبوت ہیں اور بہت سے
 کہتے ہیں اور محض یہی نہیں کہ اپنے
 نے ہے جس نے مرزا قادیانی کی

میں جماعت احمدیہ کو خصوصاً اور مسلمانوں کو عموماً اسی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

الغرض مولوی صاحب موصوف کا قادیانی ہونا تو ایسا ہے جس سے خود مولوی صاحب کو بھی انکار نہیں اور مسلمہ فریقین ہے اور یہ مقدمہ بھی نہایت واضح اور بدیہی اولیٰ ہے کہ کوئی ذی علم اور سمجھدار قادیانی نہیں ہو سکتا جیسا کہ میرے بیان سابق سے اس پر پوری روشنی پڑتی ہے اور فیصلہ آسمانی خاص اسی موضوع پر لکھا گیا ہے۔ ان دونوں باتوں سے جس یقین اور اعتقاد کے فطرتاً ہر انسان قریب ہو جاتا ہے اور جو صورت اس آئینہ میں نظر آتی ہے میں بھی مولوی صاحب کے متعلق اس اعتقاد رکھنے پر مجبور تھا اور واقعی اس میں ان کے فضل و کمال اور علم کی اصلی صورت نظر آئی اس کے سوا بھی میرے پاس بہت سے ایسے دلائل قاطعہ ہیں جن سے اس اعتقاد و یقین کی بنیادیں نہایت ہی مضبوط اور غیر متزلزل ہو جاتی ہیں جن میں سے بعض کو میں یہاں بیان کرتا ہوں۔

۱..... فیصلہ آسمانی کو میں نے اول سے آخر تک بغور پڑھا ہے اور اس وقت بھی وہ میرے سامنے ہے اس میں شک نہیں کہ اس کے دیکھنے سے پہلی بات جو ہر شخص پر مہر نمرود کی طرح ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ نہایت نیک نیتی اور اخلاص سے لکھا گیا ہے اس کے ہر فقرہ اور جملہ سے اس کے مصنف کا اخلاص اور اسلامی ہمدردی ٹپکتی ہے اور اس کی بناء اعلیٰ کلمۃ اللہ کے سوا کچھ معلوم نہیں ہوتی۔ دوسرے اس میں صرف اس امر کو ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے جو نبوت کا اذعان کیا ہے اس کی تصدیق اور تکذیب میں ہمیں کسی خارجی دلائل پر نظر ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مرزا قادیانی خود ہی اپنی زبان اپنے قلم سے آپ ہی مکذب ہیں اور اپنے ہی کلام سے خود علی رؤس الاشہاد منادی کر رہے ہیں کہ میرا یہ دعویٰ غلط ہے اور میں اپنے دعوے میں جھوٹا ہوں اب جبکہ مرزا قادیانی کو خود اپنے اس دعویٰ نبوت پر ایمان اور یقین نہیں تو افسوس ہے ان لوگوں کی فہم اور ایمان پر جو ان پر ایمان لائے ہیں اور ان کے اس دعوے کی تصدیق کرتے ہیں۔

پہلی بات کہ مرزا قادیانی نے اذعان نبوت کیا ہے ان کی کتابوں اور رسالوں سے ایسی ثابت ہے جس میں کوئی تردد و شبہ نہیں اور جس کو اس میں شک ہو وہ صحیفہ نمبر ۶ کے کو دیکھے، رہا دوسرا امر یعنی مرزا قادیانی خود ہی اپنے کلام سے اپنے مکذب ہیں اور جھوٹے ٹھہرتے ہیں اور اس سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی نے منکوحہ آسمانی کی پیشگوئی کی اور اسے اپنی صداقت کا اتنا بڑا جھنڈا بنایا کہ جس کا سرعرش معلیٰ تک ہے لیکن پیشگوئی پوری نہ ہوئی اور جھوٹی نکلی تو اب اپنے

ہی قول سے مرزا قادیانی کا ذب ٹھہر۔ ثابت ہیں کہ اس کے دیکھنے کے بعد جاتا ہے اور ان کی صحت اور واقعیت حقہ کی مخالفت کرے اور ان کو جھٹلا۔ ڈالتا ہے اور اپنے لئے ایک مضبوط مثلث کے دو ضلعوں کا مجموعہ تیسرے ضلعوں سے نہیں بڑھ سکتا، یادو اور اس کے کہ اس کی دلیل پر غور کریں کہ سمجھیں گے؟۔ ایسے ہی فیصلہ آ۔ الاسماء تنفزل من السماء۔ تو اس کو بھی عقلاً عیناً اسی کے پہلو ہے۔ یادو اور دو کے مجموعہ کو چار نہ کہے۔ فیصلہ کا جواب لکھ رہے ہیں تو اس نے ملی اور اب یہ سمجھا کہ خدا خیر کرے م۔ ۲..... مولگیر میں ۱۔ پروکا کہ وہ اپنے ام کے ساتھ اید اپنے استقرار حق کا استغاثہ عدالت گواہوں میں شریف فرما ہوئے۔ اب یہاں چند باتیں تو اپنی صداقت اور راست گفتاری۔ کس درجہ کا استحقاق رکھتا ہے اور کریں؟۔ دوسرے یہ کہ اس مقدمہ کی گواہی کی کیا ضرورت ہے اور جماعت سے کہا کہ اس مقدمہ میں قادیانی نے اسے نہ سمجھا اور روانی

اسی عالم کو وہی میں پیش نہیں یا اور ان کے ملنا، نے فرمایا کہ مسائل کے لئے کتابیں بہتر گواہ ہیں۔ مسائل کے سوا اس مقدمہ میں ہمارے بیان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس واقعہ سے علم کے بعد الما جد قادیانی کی فہم و فراست پر بھی کامل روشنی پرتی ہے کہ کمالات علمیہ کے سوا ماشاء اللہ موصوف پر سے معاملہ فہم اور ذہنی روش اور فہمیدہ ہیں۔

بریں عقل و دانش ببايد گر بسنت

فیصلہ آسانی کے جواب میں جب التماس شروع ہوا اور میں نے اسے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کی اشاعت سے غرض صرف عوام کا فریب ہے اور ان کو یہ دکھانا ہے کہ ہم بھی پانچویں سواروں میں ہیں۔ ورنہ حقیقت میں فیصلہ کا جواب دینا تو کارے دار ہے۔ اس کے مطالب کا مودعہ الما جد قادیانی کے پروان فہمی سے کہیں بالاتر ہے اور سبقتاً پڑھنے سے بھی مرحلہ کے طے ہونے کی امید ہم کی حدود سے آئے نہیں بڑھتی۔ اسی بنا پر بذریعہ اعلان حقانی یہ چاہا گیا کہ عبد الما جد قادیانی حکم مقرر کر کے زبانی اس فیصلہ کریں کہ فیصلہ کا جواب اس میں ہے یا نہیں؟ غرض اس سے صرف یہ ہے کہ یہ راز سر بستہ منظر عام میں رونما ہو۔ مگر یہاں تو موصوف نے بڑی دور اندیشی سے کام لیا اور سامنے آنے کی ہمت نہ کی۔ اور یہ فرمایا کہ ہم بھی اس کے لئے اپنے شاگرد کو مقرر کریں گے اہل حق نے اسے بھی تسلیم کیا اور کہا کہ ہمیں اس میں بھی عذر نہیں کہ آپ کا شاگرد ہی اس کا فیصلہ کرے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ آج تک آپ نے کسی کو تمام کتب درسیہ پڑھا کر سند عطا فرمائی بھی ہے یا نہیں؟

قابلِ رحم ہے اس شخص کی رسوائی بھی

پردے پردے ہی میں کجخت جو رسوا ہو جائے

جب دیکھا گیا کہ عبد الما جد قادیانی اور شاگرد صاحب دونوں سامنے نہیں آتے تو میر فیض علی صاحب صندلپوری کو اس پر آمادہ کیا گیا کہ وہ قادیانی موصوف کی دعوت کریں اور اس میں عبد الما جد قادیانی اور میر صاحب اور ایک شخص اہل حق سے ہوا اور ان کے سوا کوئی اور نہ ہوا اور پھر وہاں عبد الما جد قادیانی سے اس میں گفتگو ہو۔ چنانچہ میر صاحب نے قادیانی موصوف کی دعوت کی اور اس نے اسے قبول کیا اور آئندہ ہفتہ میں آنے کا وعدہ کیا اور حسب وعدہ آئندہ ہفتہ میں خوشی خوشی ٹھیک وقت مقررہ پر عبد الما جد قادیانی بھاگلپور سے مولیر پینچے اور یہاں پہنچ کر کسی طرح سے اس کا پتہ عبد الما جد قادیانی کو چس گیا کہ میر صاحب کے یہاں یہ محض کھانے کی ہی

دعوت نہیں ہے بلکہ سر بستہ راز کے تھیلہ کی فیصلہ کے انوار کو جس سیاہ چادر سے چھپا طلوع سے وہ صبح کا ذب کی طرح حق کی پر بجلی گر گئی اور خوشی اور مسرت کی جگہ عبد الما جد قادیانی نے بذریعہ رقعہ میر صاحب منظور ہوں تو خیر! ورنہ اگر مناظرہ مقصود۔ وہ سر بستہ راز کا تھیلہ محفوظ بچا کر واپس۔

کہہ رہی ہے

اس بھری محفل

مقدمہ مسجد کے دوران میں

کہا گیا کہ آج عبد الما جد قادیانی بھی یہاں حکیم محمد خلیل صاحب نے اول تو منع کیا صاحب کے مکان پر شام کو گفتگو قرار پائی روانہ ہو گئے اور اس کے بعد پھر آخر مقدمہ اس کے بعد بہت روز تک مقدمہ رہا اور آتے تھے۔ کیا ناظرین ان حالات پر وا فراست سے روشناسی نہ ہوگی۔ نہیں نہیں نہ

نہاں کے مانند

مگر یاد رہے کہ عبد الما جد قادیانی اگر ف

ہوتی مگر سچ ہے۔

چوں خدا

میلش اند

الحاصل جب یہ یقین ہو گیا

گے اور مخفیہ راز کا پردہ فاش نہ ہونے د

رجوع کرنا پڑا اور اسی کے ذریعے سے ع

دعوت نہیں ہے بلکہ سر بستہ راز کے تھیلہ کی گہرائی کی تقریب بھی ہے اور القاء کے صفحات میں فیصلہ کے انوار کو جس سیاہ چادر سے چھپا کر عوام کو فریب دیا گیا ہے آج آفتاب صداقت کے طلوع سے وہ صبح کاذب کی طرح حق کی روشنی سے پاش پاش ہو جائے گی۔ پس اب تو خرمن تمنا پر بجلی گر گئی اور خوشی اور مسرت کی جگہ پر افسردگی اور ناکامی نے پنا قبضہ جمایا۔ اور فوراً ہی عبدالماجد قادیانی نے بذریعہ رقعہ میر صاحب کو اطلاع دی کہ اگر آپ کو مجھ سے کچھ نصائح سننا منظور ہوں تو خیر! ورنہ اگر مناظرہ مقصود ہے تو میں آپ کے یہاں نہیں آ سکتا اور اس طرح سے وہ سر بستہ راز کا تھیلہ محفوظ بچا کر واپس لے گئے۔

کہہ رہی ہے حشر میں وہ آنکھ شرمائی ہوئی
اس بھری محفل میں کیسی بائے رسوائی ہوئی

مقدمہ مسجد کے دوران میں وکیل عبدالمجید صاحب اور قاضی ابوالنضر صاحب کے روبرو کہا گیا کہ آج عبدالماجد قادیانی بھی یہاں موجود ہیں بہتر ہو کہ زبانی گفتگو سے فیصلہ کر لیا جائے۔ حکیم محمد خلیل صاحب نے اول تو منع کیا مگر کچھ دیر بعد عبدالماجد قادیانی راضی ہو گئے اور قاضی صاحب کے مکان پر شام کو گفتگو قرار پائی لیکن عبدالماجد قادیانی شام کے قبل ہی چار بجے بھاگیں پور روانہ ہو گئے اور اس کے بعد پھر آخر مقدمہ تک عبدالماجد قادیانی عدالت میں نظر نہ آئے حالانکہ اس کے بعد بہت روز تک مقدمہ رہا اور اس کے قبل ہر پیشی پر عبدالماجد قادیانی عدالت میں نظر آتے تھے۔ کیا ناظرین ان حالات پر واقفیت کے بعد بھی عبدالماجد قادیانی کے فضل و کمال فہم و فراست سے روشناسی نہ ہوگی۔ نہیں نہیں ضرور ہوگی بقول حافظ شیرازی۔

نہاں کے مانند آن رازے کزو سازند محفلها

مگر یاد رہے کہ عبدالماجد قادیانی اگر فیصلہ کا جواب نہ دیتے تو شاید کچھ روز یہ پہیلی اور نہ حل ہوتی مگر سچ ہے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد

میلش اندر طعنہ پاکان برد

الحاصل جب یہ یقین ہو گیا کہ عبدالماجد قادیانی کبھی سامنے ہو کر رد و بد فیصلہ نہ کریں گے اور مخفیہ راز کا پردہ فاش نہ ہونے دیں گے اس لئے مجبور پھر ہمیں کانندی صفحات کی طرف رجوع کرنا پڑا اور اسی کے ذریعے سے عبدالماجد قادیانی کے ان مضامین کو جو القامیں لکھے گئے ہیں

یا کہ مسائل کے لئے کتابیں بہتر گواہ ملتی نہیں ہے۔ اس واقعہ سے علم کے بے کمالات عالمیہ کے سوا، شاء اللہ

گر بیست

شاخ ہوا اور میں نے اسے دیکھا تو ہے اور ان کو یہ دکھانا ہے کہ ہم بھی جانتے تو کارے دارد۔ اس کے مطالب کا استہزا چھنے سے بھی مرحلہ کے طے پر بذریعہ اعلان حقانی یہ چاہا گیا کہ فیصلہ کا جواب اس میں ہے یا نہیں؟ مانا ہو۔ مگر یہاں تو موصوف نے بڑی یہ فرمایا کہ ہم بھی اس کے لئے اپنے ہمیں اس میں بھی عذر نہیں کہ آپ کا پنے کسی کو تمام کتب درسیہ پڑھا کر

رسوائی بھی

واہو جانے

حب دونوں سامنے نہیں آتے تو میر فی موصوف کی دعوت کریں اور اس سے ہوا اور ان کے سوا کوئی اور نہ ہوا اور صاحب نے قادیانی موصوف کی وعدہ کیا اور حسب وعدہ آئندہ ہفتہ سے مولفیر پہنچے اور یہاں پہنچ کر کسی ب کے یہاں یہ محض کھانے کی ہی

داد دینی پڑی۔ یہاں اول یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ محرر اور کاتب کے لئے یہ لازمی ہے کہ اس کا املاء صحیح ہو۔ اس کی تحریر اور انشاء میں بدنما داغ نہ ہو۔ املاء کی صحت یہ ایسی شے ہے کہ ہر کاتب کے لئے یہ پہلی منزل ہے جس میں املاء کی صحت نہ ہو وہ اس قابل ہی نہیں کہ وہ معمولی روزمرہ کا کام خط و کتابت بھی کر سکے۔ فن تحریر میں اول بچوں کو املاء کی صحت بتلائی جاتی ہے اس کے بعد مصنف پر خصوصاً اس شخص کے لئے جو کسی کا جواب دینا چاہئے۔ دو باتیں ضروری ہیں۔

اول! یہ کہ جس کا جواب دے اس کے کلام کو سمجھے اور اس کی غرض اور مقصود پر مطلع ہو، تاکہ خود غلطی میں نہ پڑے۔

دوسرے! یہ کہ دعوے اور دلیل میں فرق کرے اور دلیل کا معیار سمجھے کہ دلیل کو دعوے پر انطباق تام ہے یا نہیں اور اس کو تسلیم ہے یا نہیں۔

تیسرے! یہ کہ اپنے مبلغ استعداد اور جس کے مقابلہ میں لکھے یا جس مسئلہ پر بحث کرے اس میں موازنہ کرے اور ان تمام سے مقدم یہ ہے کہ فہم کی استقامت اور طبیعت کی سلامتی سے آراستہ ہو۔ القاء ربانی کے دیکھنے سے جو امر اس کے لائق مصنف کی بابت ہر مصنف ذی علم پر روشن میں نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ ان تمام امور مذکورہ بالا سے مصنف عبدالماجد قادیانی موصوف معز ہے اور ان کی جگہ ان کے استدلال کے لئے ہے۔ ان اوصاف کے نہ ہونے سے قلم کا مسافر اپنی حرکت میں اس سطح پر جس قدر ٹھوکریں کھا سکتا ہے مصنف مذکور کو چونکہ وہ تمام ٹھوکریں لگی ہیں اور اس منزل کی حدود سے ایک انچ بھی اس نے گزرتا نہیں کیا بلکہ ٹھوکروں کی کثرت نے اسے اونڈھا کر دیا ہے اس لئے اس والدیں سے اسے نکالنا تو ناممکن ہو گیا ہے۔ ہاں اس کے پھیلنے اور اونڈھا کرنے کے مواقع ہو گئے اور راہ پر مشعل ہدایت رکھ دینا ممکن تھا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس کی ہر ٹھوکر اور پھسلنے کی جگہ کو دیکھاؤں مگر چونکہ ہر بحث میں ان کی تعداد بہت ہے اس لئے ناظرین کی سہولت کے لئے اور نیز عبدالماجد قادیانی کے غور و خوض کے لئے یہ بہتر سمجھا کہ القاء کی ہر ہر بحث کو علیحدہ علیحدہ دیکھاؤں ورنہ تم کو ایک بار دھانے میں کتاب بہت بڑھ جائے گی جس کے دیکھنے میں وقت کا بڑا حصہ صرف کرنا ہوگا۔

مولوی عبدالماجد قادیانی نے اپنی کتاب القاء میں فیصلہ آسمانی کے مضامین کو تین اعتراضوں پر منقسم کیا ہے اس میں سے پہلے اعتراض کو ضمنی قرار دے کر اس میں گیارہ غلطی گنائی ہیں۔ اب میں یہاں ان کی پہلی ہی غلطی سے شروع کرتا ہوں اور مولوی قادیانی سے نہایت ادب

سے کہتا ہوں کہ بندہ کا قصور معاف فرمادے گا۔ ”خود“ کا ضمیر عائد کرنا چاہتے ہیں۔ ”خود“ کا ضمیر عائد کرنا چاہتے ہیں۔ ”خود“ کا ضمیر عائد کرنا چاہتے ہیں۔

اس پہلی غلطی میں م..... مولوی عبدالماجد قادیانی

اول! میں یہاں اب جماعت کے طالب علم بھی واقف تفہیم کا جیسے تعلق سے صلیٰ کو موقفہ ہائے ہوز سے لکھا ہے ۲۰ القاء ربانی (انجاز امتحان کوئی تعلق ہی نہیں) یہاں سے مسجعی ہونے کو بھی کلام کی خوبی آ حضرت ﷺ نے اس کو ناچار اب جس شخص کا علم

فارسی دان بھی جانتے ہیں۔ اور کرام کے سامنے کہنے کی جرأت سے دریافت کرتے ہیں کہ مفکر ہے؟ اگر آپ اسی کو بتلا دیں یہ تو ہمارے درجہ کا جواب معمولی ایسے موقع میں غریب کاتب کا ہاتھ کا مسودہ جس سے کاتب وقت غریب کاتب ہی قابل نفر..... اول

سے کہتے ہوں کہ بندہ کا قصور معاف ہو، یہ غلطی آپ کے فہم کی ہے جسے نا فہمی سے آپ دوسروں کے ذمہ عائد کرنا چاہتے ہیں۔ ”خود غلط بود آنچه ما پسند اشتیم“ اب آپ ذرا سنبھل جائیے اور گوش ہوش سے میری معروضات کو سنیئے۔

اس پہلی غلطی میں مولوی عبدالماجد قادیانی نے جس قدر ٹھوکریں کھائی ہیں نہایت اختصار سے وہ مواقع دکھاتا ہوں۔

..... ۱۔ مولوی عبدالماجد قادیانی کو پہلی ٹھوکر املاء میں

اول! میں یہاں ایک ایسا قاعدہ بیان کرتا ہوں جس سے عربی مدارس کے ابتدائی جماعت کے طالب علم بھی واقف ہیں اور وہ یہ کہ مقفی اسم مفعول ہے تفقیہ سے جو مصدر ہے باب تفعیل کا جیسے تصفیہ سے صلی تزکیہ سے مزی تخیلہ سے مخلی لیکن مولوی عبدالماجد قادیانی نے مقفی کو مقفہ بائے ہوز سے لکھا ہے۔ یہاں میں ان کی بعینہ عبارت نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۹-طر ۲۰ القائے ربانی (اعجاز المستحسین) میں جس طرح مقفہ اور مسجع عبارت ہے اس سے مدارج السالکین کو تو کوئی تعلق ہی نہیں) یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مولوی قادیانی کے نزدیک عبارت کے مقفی اور مسجعی ہونے کو بھی کلام کی خوبی اور اعجاز میں دخل ہے۔ حالانکہ محض مقفہ ہونا کوئی عمدگی نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ نے اس کو ناپسند فرمایا ہے۔ حدیث مثل ذلك یطل ملاحظہ ہو۔

اب جس شخص کا علمی معیار یہ ہو کہ اس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ لفظ مقفی ہے یا مقفہ جس کو فارسی دان بھی جانتے ہیں۔ اور قرآن خوان بھی سمجھتے ہیں افسوس ہے اس کی فراست پر کہ وہ علمائے کرام کے سامنے کہنے کی جرأت کرے اور اپنی حالت پر نہ شرمائے۔ ہم عبدالماجد قادیانی مولوی سے دریافت کرتے ہیں کہ مقفی کیا لفظ ہے اور اس کے کیا معنی ہیں اور اس کا کس لفظ سے اشتقاق ہے؟۔ اگر آپ اسی کو بتلا دیں تو اس سے آپ کی علمیت کا پتہ اور قابلیت کا انکشاف ہو جائے گا اور یہ تو بارے درجہ کا جواب معمولی ہے کہ کاتب کی غلطی ہے لیکن اہل فہم اس سے بخوبی واقف ہیں کہ ایسے موقع میں غریب کاتب کی کہاں تک دست رسی ہو سکتی ہے۔ مگر ہاں قادیانی مولوی نے اپنے ہاتھ کا مسودہ جس سے کاتب نے نقل لی ہے۔ دکھائیں اور وہ کاتب غلطی کی تصدیق کرے تو اس وقت غریب کاتب ہی قابل نفرت ہوگا یہاں مولوی قادیانی نے حقیقت میں چار غلطیاں کی ہیں۔

..... ۱۔ اول علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ کی تفسیر کی عبارت کی فصاحت اور بلاغت کو نہیں

راہر کاتب کے لئے یہ لازمی ہے کہ اس کا کی صحت یہ ایسی شے ہے کہ ہر کاتب کے بل ہی نہیں کہ وہ معمولی روزمرہ کا کام خط تبتلائی جاتی ہے اس کے بعد مصنف پر بائیں ضروری ہیں۔

سمجھے اور اس کی غرض اور مقصود پر مطلع ہو،

اور دلیل کا معیار سمجھے کہ دلیل کو دعوے

کے مقابلہ میں لکھے یا جس مسئلہ پر بحث ہے کہ فہم کی اشتقاقیت اور طبیعت کی سلامتی لائق مصنف کی بابت ہر مصنف ذی علم اسے مصنف عبدالماجد قادیانی موصوف بن اوصاف کے نہ ہونے سے قلم کا مسافر مصنف مذکور و چونکہ وہ تمام ٹھوکریں لگی ہیں اس لیے کہ بلکہ ٹھوکروں کی کثرت نے اسے ممکن ہو گیا ہے۔ ہاں اس کے پھیلنے اور کھدینا ممکن تھا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں بحث میں ان کی تعداد بہت ہے اس لئے دور و خوش کے لئے یہ بہتر سمجھا کہ القاء کی نے میں کتاب بہت بڑھ جائے گی جس

میں فیصلہ آسانی کے مضامین کو تین قرار دے کر اس میں گیارہ غلطی گنائی وں اور مولوی قادیانی سے نہایت ادب

سمجھے اور اس کی خوبی اور عمدگی سے جاہل رہے اور اپنی اس جہل کو علم سمجھا

۲..... دوسری مرزا قادیانی کی عامیانه عبارت کو فصیح و بلیغ سمجھے حالانکہ اسے فصاحت و بلاغت سے کوئی تعلق نہیں اسے تول عم خوب سمجھتے ہیں۔

۳..... تیسری مقفی اور مسیح ہونے کو بلاغت اور فصاحت کا معیار سمجھا حالانکہ اس کو فصاحت سے کچھ تعلق نہیں۔

۴..... مقفی کا املاء غلط لکھا۔

قادیانی عبدالماجد یہاں مجھے آپ سے یہ بھی دریافت کرنا ہے کہ کسی جاہل کی جہالت کا پردہ فاش کرنا بھی علمی اعتراض ہو گا یا نہیں۔

۲..... مولوی عبدالماجد قادیانی کو دوسری ٹھوکر الفاظ کی ترکیب میں

قادیانیؒ مولوی فرماتے ہیں کہ اس وقت اس کے معجزانہ دعوے کو..... الخ! (القاء ربانی ص ۸) کیا مولوی صاحب دعویٰ خود معجزہ ہے جیسا کہ آپ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے یا اعجاز کا دعویٰ ہے؟ مگر غالباً آپ کے نزدیک تو معجزانہ دعویٰ اور دعویٰ اعجاز میں کچھ فرق ہی نہیں ہو گا ورنہ معجزانہ دعوے کا لفظ آپ کے قلم سے نہ نکلتا اس امتیاز و فرق کے لئے تو فہم کی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ تھوڑا سا علم بھی درکار ہے خدا کی قدرت ہے کہ جس شخص کے علمی پایہ کا مینار اس قدر روشن ہے کہ معجزانہ دعوے اور دعویٰ اعجاز اس کی روشنی میں ایک نظر آتی ہیں وہ فیصلہ آسمانی کا جواب لکھے؟ اور یہ کہے کہ اس میں کوئی نیا علمی اعتراض نہیں ہے جب اس روشنی میں یہ تیزی اور صفائی ہے کہ الفاظ کے معنی کا امتیاز نہیں رہتا تو پھر اس میں کیا تعجب کی بات ہے کہ فیصلہ آسمانی میں نیا علمی اعتراض نظر نہ آئے؟۔

۳..... مولوی عبدالماجد قادیانی کو تیسری ٹھوکر اسی وادی میں

قادیانی مولوی لکھتے ہیں۔ (مدارج السالکین محدثین کے اصول بیان و طرز بحث پر ایک کتاب ہے) (القاء ربانی ص ۹) ناظرین با انصاف کیا مدارج السالکین میں محدثین کے بیان و بحث کے اصول قواعد کو لکھا ہے کہ ان کا بیان اور بحث کن کن اصول کے تحت میں ہوتا ہے۔

افسوس ہے کہ جو شخص اپنے مافی الضمیر کے ادا پر بھی قادر نہ ہو اور جو خود کہے اسے بھی نہ

سمجھے وہ اہل علم کے مقبلہ میں آنے لکھنا جانے نہ بولنا وہ نیا علمی اعتراض

۴..... چوتھی ٹھوکر مسلک محمد

قادیانی مولوی لکھتے ہیں

ناظرین ذرا اس جملہ کو ملاحظہ فرمائیے

اے صاحب آپ تو کتا

محدثین پر کہاں پہنچ گئے؟۔ اسی بناء پر

اعتراض خود نظر آنے لگے گا۔

۵..... پانچویں ٹھوکر مطلب

ہمیں جماعت قادیانیہ۔

بات کو سمجھیں اگر وہ سمجھتے اور راستی اللہ

فیصلہ کے بعد تو وہ ضرور علیحدہ ہو جاتے

عام مسلمانوں کی واقفیت اور انصاف

لکھتا ہوں جس سے ناظرین خود فیصلہ

یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ دعوے کیا

دفتوں کے معجزہ ہونے کے یہی معنی ہیں

کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ

مطلب بھی یہی ہے کہ قرآن کا معجز

مرتبہ کی ہو کہ انسانی طاقت سے بالاتر ہو

انسانوں میں جو ملکہ اور قوت و دلیعت

مرتبہ اس کی قوت سے باہر اور اعلیٰ ہ

مطلوب شرح تلخیص میں لکھتے ہیں۔ ”و

عن طوق البشر و یعجزہم عن

وجہ کی ہو جو انسانی طاقت سے باہر ہو۔

جہل کو علم سمجھا

عبارت کو فصیح و بلیغ سمجھے حالانکہ اسے
تھے ہیں۔

ت اور فصاحت کا معیار سمجھا حالانکہ اس کو

دریافت کرنا ہے کہ کسی جاہل کی جہالت

کو کرا الفاظ کی ترکیب میں

کے معجزانہ دعوے کو۔ الخ! (القائد ربانی
پ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے یا اعجاز کا
عوئی اعجاز میں کچھ فرق ہی نہیں ہوگا ورنہ
ق کے لئے تو فہم کی ضرورت ہے اور اس
س شخص کے عہی پایہ کا مینار اس قدر روشن
مرا آتی ہیں وہ فیصلہ آسانی کا جواب لکھے؟
اس روشنی میں یہ تیزی اور صفائی ہے کہ
کی بات ہے کہ فیصلہ آسانی میں نیا علمی

کر اسی وادی میں

محدثین کے اصول بیان و طرز بحث پر
مدارج السالکین میں محدثین کے بیان و
ن اصول کے تحت میں ہوتا ہے۔

پر بھی قادر نہ ہو اور جو خود کہے اسے بھی نہ

سمجھے وہ اہل علم کے مقابلہ میں آنے سے نہ شرمائے اب جس شخص کا املاء غلط ہو الفاظ غلط ہوں نہ
لکھنا جانے نہ بولنا وہ نیا علمی اعتراض کیا سمجھے گا؟

۴..... چوتھی ٹھوکر مسلک محدثین

قادیانی مولوی لکھتے ہیں (اکثر مسائل برطبق مسلک محدثین) (القائد ربانی ص ۹)
ناظرین! اس جملہ کو ملاحظہ فرمائیے کہ یہ فارسی ہے۔ یا عربی یا اردو ہے یا ترکی؟

اے صاحب آپ تو کتاب اردو میں لکھ رہے ہیں۔ اردو لکھتے لکھتے برطبق مسلک
محدثین پر کہاں پہنچ گئے؟ اسی بناء پر نئے علمی اعتراض کی تلاش ہے ابھی اردو لکھنا سیکھنے پھر علمی یا
اعتراض خود نظر آنے لگے گا۔

۵..... پانچویں ٹھوکر مطلب نہ سمجھنے سے

ہمیں جماعت قادیانیہ سے عموماً اور مولوی قادیانی سے خصوصاً امید نہیں کہ وہ اصل
بات کو سمجھیں اگر وہ سمجھتے اور راستی انصاف سے کام لیتے تو آج وہ قادیانی نہ ہوتے، خاص کر آسانی
فیصلہ کے بعد تو وہ ضرور عیحدہ ہو جاتے اور یسلفی الشیطان فی امنیتہ کی نوبت نہ آتی لیکن
عام مسلمانوں کی واقفیت اور انصاف پرستوں کے لئے پہلے میں یہاں فیصلہ آسانی کے مطالب کو
لکھتا ہوں جس سے ناظرین خود فیصلہ کریں گے کہ مولوی صاحب نے فیصلہ کو سمجھا ہے یا نہیں اصل
یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ دعوے کیا ہے کہ اے زائستہ اور اعجاز احمدی معجزہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ان
دونوں کے معجزہ ہونے کے یہی معنی ہیں کہ یہ دونوں کلام معجز ہیں۔ دیکھو قرآن کی نسبت مسلمانوں
کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے اور خود قرآن نے بھی یہ دعویٰ کیا ہے تو اس
مطلب بھی یہی ہے کہ قرآن کلام معجز ہے اور کلام معجز کے یہ معنی ہیں کہ اس کا مٹین کی بلاغت اس
مرتبہ کی ہو کہ انسانی طاقت سے بالا ہو اور کوئی انسان ایسے بلیغ کلام پر قادر نہ ہو اور مجدد فیاض نے
انسانوں میں جو ملکہ اور قوت ودیعت کیا ہے وہ ایسے کلام کے ترتیب اور ترکیب سے عاجز ہو اور یہ
مرتبہ اس کی قوت سے باہر اور اعلیٰ ہو۔ چنانچہ کوئی اہل علم اس سے ناواقف نہیں علامہ تفتازانی
مطول شرح تلخیص میں لکھتے ہیں۔ ”وہو ان یرتقی الکلام فی بلاغۃ الی ان یخرج
عن طوق البشر ویعجزہم عن معارضتہ“ یعنی کلام کا اعجاز یہ ہے کہ اس کی بلاغت اس
وجہ کی ہو جو انسانی طاقت سے باہر ہو۔ اب مرزا قادیانی کا ان دونوں کتابوں کو اعجاز کہنا اس کے

کہ ایسا لکھنا انسانی طاقت سے باہر ہے ورنہ معجزہ نہیں ہو سکتے۔ اسی لئے فیصلہ میں اس کا مطالبہ کیا گیا کہ ان کی وجہ اعجاز کو بیان کرنا ضروری ہے اور اسی کے ضمن میں اس دعوے کے نظری ہونے کی تائید میں یہ بھی کہا گیا کہ ان میں اعجاز بلحاظ مضامین ہے اور نہ بلحاظ عبارت کیونکہ مدارج السالکین اور اعجاز البیان کیا، بلحاظ مضامین اور کیا بلحاظ عبارت دونوں اعتبار سے ان دونوں سے نہیں ہیں بلکہ اہل علم و فضل کی نگاہ میں مرزا قادیانی کے رسالے بدرجہا گھٹیا ہیں۔ پھر ایسی حالت میں مرزا قادیانی کا دعویٰ اعجاز بہت زیادہ محتاج بیان ہو جاتا ہے اور اس قابل نہیں کہ بلا دلیل اس کو مان لیا جائے۔ اب مرزا قادیانی یا کسی قادیانی کا یہ کہنا کہ رسالے اس زمانہ کے علماء کے مقابلہ میں لکھے گئے ہیں اور ایک وقت معین تک اس کا اعجاز ہے۔ یہ بات اگرچہ عوام اور ناواقفوں کے دماغ میں لانے کے لئے گو کچھ کام آئے مگر اہل علم کے سامنے وہی کہہ سکتا ہے جو آنکھوں پر پٹی باندھ لے یا خود جاہل ہو۔ ورنہ اگر کسی قادیانی میں غیرت و شرم ہے تو وہ دکھلائے کہ کسی نے بھی کلام معجز کے یہ معنی بیان کئے ہیں جو قادیانی جماعت کہتی ہے اور اگر کلام معجز کے یہ معنی جماعت قادیانیہ کی خود من گھڑت اور ان کے اپنے دماغ کا نتیجہ ہے تو اس میں ہمیں کلام نہیں جیسے کسی نے اپنی مرغی کا نام نور جہاں بیگم رکھ لیا تھا تو کیا فی الحقیقت وہ نور جہاں بیگم ہو گئی؟ علاوہ اس کے ہندوستان کے علماء کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کا لکھنا اور ان سے اس کی مثل عبارت طلب کرنا یہ بھی ایک بڑا فریب ہے۔ اس لئے کہ ہندوستان کے علماء اہل زبان نہیں دوسرے مرزا قادیانی جانتے تھے کہ اب ہندوستان میں وہ علماء نہیں جنہیں ادب میں کمال ہو۔ تیسرے مرزا قادیانی یہ بھی سمجھتے تھے کہ جو دو چار علماء میں ادیب اور فہمیدہ ہیں تو ایسی مزخرف عبارت کی طرف متوجہ نہ ہوں گے اور ان سب سے زیادہ امر یہ ہے کہ مرزا قادیانی اگر اہل زبان اور ایسے اہل کمال کے سامنے جو فصاحت و بلاغت میں کامل ہوتے ایسا دعویٰ کرتے جس طرح کہ قرآن نے اہل کمال کے روبرو ایسا دعویٰ کیا تھا تو البتہ قابل اعتبار تھا ورنہ یہ دعویٰ تو ایسا ہو گا جس طرح کوئی اعلیٰ درجہ کا عبارت نگار اردو کی عبارت لکھے اور گانوں والوں سے اس کا مثل چاہے۔

مؤلف القاء جو یہ لکھتے ہیں کہ ”اس کے معجزہ ہونے کو منع کیا ہے۔“ یہ محض ناواقفی اور فنون علمیہ سے بے خبری اور صحبت علماء سے محرومی کا باعث ہے۔ ورنہ یہ بات تو ادنیٰ طالب علم بھی سمجھتا ہے کہ منع دعویٰ کا نہیں کیا جاتا۔ یہی تو مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ یہ معجزہ ہے پھر اس کو کس طرح منع کر سکتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اسی دعویٰ کو با دلیل تسلیم کرنے والوں پر افسوس کیا ہے

کہ فطرت انسانی اس کے مقابلہ سے ناپاک معجزہ ہے اس کے بھی یہی معنی اس سے بھی ناواقف نہیں کہ کلام کی معنی، نحوی اور لغت اور اصطلاحات کی ہو۔ یا اصطلاحات کی ہو وہ کلام بلیغ بنا بھی نامناسب نہیں ہو گا کہ مرزا قادیانی سے ہیں اور علماء نے خود مرزا قادیانی سے ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ اس نے یہ محض عوام کو فریب دیا ہے۔ دعویٰ تو کیا لیکن اپنے اس دعویٰ پر اسے کو دلیل سے منور کیا۔ اس وقت قادیانی بات ہے جس کو ہر شخص جانتا ہے نہ کیا جائے اور اسی لئے ہر طالب مطالبہ کرے۔ اسی لئے فیصلہ آسانی نچہ میں یہاں فیصلہ آسانی سے اس بیان کی تصدیق ہوگی۔ اور اس کا پتہ آسان آسانی حصہ دوم صفحہ ۴ کی سطر دوم لکھی ہیں ایک کا نام اعجاز اسح اور تا ہے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے ارا عالم لکھ نہیں سکتا یا اس کی عبارت (صاحبو!) یہ عبارت نہایت صاف اور ظاہر تو نہیں ہے جس کو مان لیا جا بحث نہیں ہے بلکہ خاص معجزہ میں دعویٰ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ کلام معجزہ مزہ ہونے کے بھی یہی معنی ہوں گے

اور اس دعویٰ کی دلیل طلب کی ہے۔

۶..... چھٹی ٹھوکر

سمجھ میں ہی نہیں آتی ہے کوئی بات ذوق اس کی

کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے

قادیانی مولوی آپ کو کیا ہو گیا ہے جب آپ کو اتنی بھی خبر نہیں کہ نقض اجمالی مدعی کے دعوے کی دلیل پر ہوتا ہے فیصلہ میں فرمائیے تو سہی کہ کیا دعویٰ کیا گیا ہے اور پھر اس پر کون سی دلیل قائم کی ہے؟ یا بلا دعویٰ و دلیل ہی آپ کا یہ نقض اجمالی (کہ اگر کوئی عیسائی یہ کہے کہ حضرت

الح! (القائے ربانی ص ۸)) جاری ہے عوام یا آپ کی جماعت جو کہ آپ کی طرح بھٹی سکتی ہے آپ کے اس دقت نظری اور دقیقہ رسی اور قابلیت کی داد دے تو دے مگر اہل علم کے نزدیک تو یہ ضرور مضحکہ خیز اور قابل حیا ہے۔ شرم۔ شرم!

۷..... ساتویں ٹھوکر

قادیانی مولوی جی! یہ ضرور ہے کہ معجزہ سے خصوصاً کلام معجز سے جب ایسی شے جو کہ معجزہ نہیں یا کلام معجز نہیں بڑھ جائے تو اس سے لازمی یہ نتیجہ نکلے گا کہ یہ دعویٰ اعجاز باطل اور ابلہ فریبی ہے۔ اس لئے کہ کلام معجز وہی ہو سکتا ہے جس پر انسان قادر نہ ہو اور جب کسی انسان کا کلام اس کلام سے جس کے معجز ہونے کا دعویٰ کیا جائے فائق ہو خواہ وہ کلام کسی وقت کا ہو تو ایسی حالت میں اس کو معجزہ کہنا یا مان لینا حقاء کا کام ہے۔ یا جناب والا، اب اس تسلیم کے بعد بھی کہ اعجاز اسحٰق اور اعجاز احمدی یہ دونوں رسالے عمدہ اور بہتر ہیں اعجاز اسحٰق اور اعجاز احمدی کو کلام معجز تسلیم کر لینا بھی مرزا قادیانی کا اعجاز ہے کہ انہوں نے عقل و حواس کو معطل کر دیا اور عبد الماجد قادیانی سے منوالیا۔

۸..... آٹھویں ٹھوکر

عبد الماجد قادیانی جو القاء میں لکھتے ہیں کہ ”اگر کوئی عیسائی یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا چڑیوں کو پیدا کرنا محمد رسول اللہ کے معجزہ سے بڑھ کر ہے۔“ (ص ۸ سطر ۷) میں کہتا ہوں کہ عیسائیوں ہی سے تو آپ نے یہ اعتراض سیکھا ہے لیکن افسوس ہے کہ

اعتراض تو دیکھا لیکن علماء اسلام نے جو اور کسر صلیب کا اڈا۔ مگر دماغ میں عیسائیوں کے مقابلہ میں لکھی گئی ہیں، نہیں دیکھیں تو ہم سے سینے۔ اگر کوئی سرور عالم کے معجزہ سے بڑھ کر ہے تو چاہے ثابت کر دوسرے یہ بھی بتلاؤ کہ حضرت بڑھ کر ہے یا بعض سے۔ اگر بعض معجزات کون ہیں جن سے یہ معجزہ بعض کے بعض معجزات ایسے ہیں جو آج تک بڑھے ہوئے ہیں۔ مثلاً آنحضرت کا میں ایسا بنا دیا کہ آج کل فلاں بڑھی ارا تیسرے! حضرت عیسیٰ

کچھ فرق ہے اگر فرق ہے تو کیا وہ ثابت کرو۔ چوتھے جماعت قادیانی ایک درجہ پر بتایا ہے یا کچھ فرق کیا۔ سخن شناس سنو اور سمجھو کہ ایک ہی انکار کوئی ذی عقل تو نہیں کر سکتا۔ کیا جائے اور کہا جائے کہ فلاں نبی سے انکار کرے گی؟۔ ہاں یہ ضرور سے نہیں بڑھ سکتا البتہ اعجاز کلام میں جائے گا یہاں اس معجزے کو دوسرے کہو اب بھی سمجھے یا نہیں وقت تک نہیں آیا تھا۔ کیا آپ

اعتراض تو دیکھا لیکن علماء اسلام نے جو اس کا جواب دیا ہے وہ نہ دیکھا تعجب ہے کہ اسلام کا دعویٰ اور کسر صلیب کا اڈعا۔ مگر دماغ میں عیسائی اعتراض بے ہوئے ہیں کیا اہل اسلام کی وہ کتابیں جو عیسائیوں کے مقابلہ میں لکھی گئی ہیں، نہیں دیکھیں یا وہ جوابات سمجھ میں نہیں آئے۔ خیر آپ نے نہیں دیکھیں تو ہم سے سنئے۔ اگر کوئی عیسائی ایسا کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ جناب سرور عالم کے معجزہ سے بڑھ کر ہے تو پہلے ہم اس سے کہیں گے کہ یہ تمہارا دعویٰ ہے اس کو دلیل سے ثابت کرو دوسرے یہ بھی بتلاؤ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ رسول خدا کے تمام معجزات سے بڑھ کر ہے یا بعض سے۔ اگر بعض سے ہے تو پھر اس کو بیان کرنا چاہئے کہ آنحضرتؐ کے وہ بعض معجزات کون ہیں جن سے یہ معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بڑھ کر ہے ہم تو کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے بعض معجزات ایسے ہیں جو آج تک کسی نبی سے نہیں ہوئے اور وہ تمام انبیاء کے معجزات سے بڑھے ہوئے ہیں۔ مثلاً آنحضرتؐ کا یہ معجزہ کہ ایک جاہل اور ناتربیت یافتہ قوم کو آپؐ نے ایک نظر میں ایسا بنادیا کہ آج کل فلاسفہ بھی ان کی تمہید کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔

تیسرے! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تمام معجزات اسی درجہ کے ہیں یا ان میں باہم کچھ فرق ہے اگر فرق ہے تو کیا وہ معجزہ جو افضل نہیں معجزہ نہیں؟ اور اگر تمام یکساں ہیں تو اسے ثابت کرو۔ چوتھے جماعت قادیانیہ سے ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنے تمام معجزات کو ایک درجہ پر بتایا ہے یا کچھ فرق کیا ہے اور بعض کو نہایت ہی عظیم الشان کہا ہے۔

سخن شناس نہ دلہرا خطا اینجا ست

سنو اور سمجھو کہ ایک ہی نبی کے معجزات میں یا دونوں کے معجزات میں فرق سے معجزہ کا انکار کوئی ذی عقل تو نہیں کر سکتا۔ ہاں جماعت قادیانیہ کرے تو کرے کیا۔ انبیاء میں فرق مراتب کیا جائے اور کہا جائے کہ فلاں نبی فلاں سے افضل ہے تو کیا جماعت قادیانیہ مفضل نبی کی نبوت سے انکار کرے گی؟ ہاں یہ ضرور ہے کہ غیر نبی، نبی سے نہیں بڑھ سکتا اور اسی طرح غیر معجزہ، معجزہ سے نہیں بڑھ سکتا البتہ اعجاز کلام میں اگر کوئی کلام کسی معجز کلام سے بڑھ جائے تو اس کا اعجاز باطل ہو جائے گا یہاں اس معجزے کو دوسرے معجزوں سے تشبیہ دینا غلط ہے۔

کہو اب بھی سمجھے یا نہیں اور اب تو نیا ایسا علمی اعتراض ہوا جو کہ آپ کے دماغ میں اس وقت تک نہیں آیا تھا۔ کیا آپ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ باہم معجزوں کی تفصیل کو اس تفصیل پر قیاس

وق اس کی

کیا جانے

ن بھی خبر نہیں کہ نفس اجمالی مدعی کے کیا گیا ہے اور پھر اس پر کون سی دلیل لڑ کوئی عیسائی یہ کہے کہ حضرت

جو کہ آپ کی طرح بھونک رہے ہیں تو دے مگر اہل علم کے ذہن ایک تو یہ

مسا کلام معجز سے جب ایسی شے جو بے نکلے گا کہ یہ دعویٰ اعجاز باطل اور ان قادر نہ ہوا اور جب کسی انسان کا ہو خواہ وہ کلام کسی وقت کا ہو تو ایسی والا کا، اب اس تسلیم کے بعد بھی اعجاز اسحٰق اور اعجاز احمدی کو کلام عقل و حواس کو معطل کر دیا اور

عیسائی یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ لے معجزہ سے بڑھ کر ہے۔“ (ص ۸) ض سیکھا ہے لیکن افسوس ہے کہ

صحیح نہیں جو کلام غیر معجز کو کلام معجز پر ہو۔ پھر یہ کس قدر فریب اور مغالطہ ہے کہ غیر معجز کلام کی فضیلت سے کلام معجز سے اس کو دو معجزوں کی باہمی فضیلت پر قیاس کیا جاتا ہے۔

”واعجباه من حلومة الجہل و شیوع الغواۃ فمن لم يجعل اللہ له نوراً فما له من نور“

۹..... نویں ٹھوکر

قولہ ”معجزہ یا کرامت موجودہ زمانہ میں مخالفین کو عاجز کرنے اور خدا کی نصرت اپنے ساتھ دکھانے کے لئے ہوتا ہے۔“ (القاء ص ۸ سطر ۱۰) معجزہ کے یہ معنی کہ جو موجودہ زمانہ میں مخالفین کو عاجز کرنے کے لئے صادر ہو جماعت قادیانیہ کے یہاں ڈھالے گئے ہیں یا کسی دوسرے اہل علم نے بھی لکھے ہیں پہلی صورت میں وہی مرغی کی نور جہاں بیگم کا قصہ ہے اور دوسری صورت میں ضروری تھا کہ ائمہ فن اور علماء کے اقوال سے اسے ثابت کیا ہوتا۔ ورنہ میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ عبدالمہاجد قادیانی کے تمام افعال و اقوال معجزہ ہیں کیونکہ معجزہ وہی ہے جو عبدالمہاجد قادیانی سے صادر ہوا اب عبدالمہاجد کو بھی دعویٰ نبوت کرنا چاہئے اور مرزائی جماعت کو اس کی تصدیق، یہ بھی تعجب نہیں کہ آئندہ ایسا کریں۔

۱۰..... دسویں ٹھوکر

اگر آپ کی خاطر سے میں معجزہ کی وہ تعریف جو آپ کے فکر کا نتیجہ ہے مان بھی لوں اور تھوڑی دیر کے لئے امر واقعی کو چھوڑ بھی دوں تو ایسی حالت میں بھی کلام معجز تو اس میں داخل نہ ہو گا۔ کیونکہ کلام معجز کی حقیقت میں یہ معتبر ہے کہ انسانی قوت سے بارہو تو پھر گزشتہ اور آئندہ اور موجودہ زمانہ میں کوئی انسان اس کے مثل بھی نہیں لاسکتا۔ چنانچہ اس سے بہتر؟ ورنہ وہ کلام معجز نہ رہے گا کلام پاک چونکہ کلام معجز ہے اسی لئے اس کی نسبت مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ کوئی کلام خواہ گزشتہ ہو یا موجودہ یا آئندہ اس کے مثل نہیں ہو سکتا اس طرح میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے یہ دونوں رسالے اگر کلام معجز ہوں تو پھر یہ ضروری ہے کہ کوئی کلام خواہ گزشتہ ہو یا آئندہ یا موجودہ اس کے مثل بھی نہ ہو۔ ورنہ کوئی کلام ان دونوں کے مثل ہو یا ان سے زیادہ ہو تو پھر مرزا قادیانی سے رسالے ایسے نہ ہوں گے جو قوت انسانی سے عالی ہوں اور جب عالی نہ ہوئے تو کلام معجز نہ ہونے یہاں بحث کلام معجز میں ہے نہ عام معجزہ میں افسوس ہے کہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ بحث کس امر

۱۱..... گیارہویں ٹھوکر

قولہ کہ ”ابو احمد صا“

کر پیش کر دیتے (القاء ص ۸) سامنے منہ کھولتے ہیں۔ نظر میں ہے اس کے کیا معنی ہیں۔ لفظ مخا ہے تو عبارت غلطیوں بہنہ تھا کہ

۱۲..... بارہویں ٹھوکر

اسی میں سچ ہے درو موجودہ زمانہ میں مخالفین کو عاجز کرنا زمانہ کے مخالفین کے عاجز کرنا نتیجہ ہوا کہ معجزانہ دعویٰ اسی وقت زمانے کے مخالفین اگر بعد معیاد نے معجزہ میں معیاد کی قید نہیں کر مقرر کی کہ اس میں علماء کو لکھنا تو برسوں اس کا علم ہی نہ ہوا۔ مگر ہا پہلے نہیں تو اب کرتا ہوں کیونکہ

۱۳..... تیرہویں ٹھوکر

قولہ ”ناظرین حضر ہے۔“ (القاء ص ۸ سطر ۱۵) ہاں قادیانی مولوی ہی کے ناظرین

پر ہو۔ پھر یہ کس قدر فریب اور مغالطہ ہے کہ غیر معجز کلام کی فضیلت پر ہی فضیلت پر قیاس کیا جاتا ہے۔

حلومة الجهل و شیوع الغواية فمن لم يجعل الله له

موجودہ زمانہ میں مخالفین کو عاجز کرنے اور خدائی نصرت اپنے لئے (القاء ص ۸۰ طر ۱۰) معجزہ کے یہ معنی کہ جو موجودہ زمانہ میں مخالفین جماعت قادیانیہ کے یہاں ڈھالے گئے ہیں یا کسی دوسرے اہل میں وہی مرغی کی نور جہاں بیگم کا قصہ ہے اور دوسری صورت میں لے احوال سے اسے ثابت کیا ہوتا۔ ورنہ میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ لے احوال معجزہ ہیں کیونکہ معجزہ وہی ہے جو عبدالماجد قادیانی سے ہے نبوت کرنا چاہنے اور مرزائی جماعت کو اس کی تصدیق، یہ بھی

میں معجزہ کی وہ تعریف جو آپ کے فکر کا نتیجہ ہے مان بھی لوں اور ہو بھی دوں تو ایسی حالت میں بھی کلام معجزہ تو اس میں داخل نہ ہو یہ معتبر ہے کہ انسانی قوت سے بالا ہو تو پھر نریشہ اور آئندہ اور اس کے مثل بھی نہیں لاسکتا۔ چہ جائیکہ اس سے بہتر؟ ورنہ وہ کلام معجزہ ہے اسی لئے اس کی نسبت مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ کوئی کلام اس کے مثل نہیں ہو سکتا اس طرح میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے لے احوال پھر یہ ضروری ہے کہ کوئی کلام خواہ نریشہ ہو یا آئندہ یا موجودہ کلام ان دونوں کے مثل ہو یا ان سے زیادہ ہو تو پھر مرزا قادیانی قوت انسانی سے عالی ہوں اور جب عالی نہ ہوئے تو کلام معجزہ نہ ہے نہ عام معجزہ میں افسوس ہے کہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ بحث کس امر

ہے اور میں کیا کہہ رہا ہوں۔ بقول شخصے ”سوال از آسمان جواب از ریسمان“
گر ہمیں مکتب ہمیں ملا
کار حفاں تمام خواہد شد
فرمائیے یہ بھی کوئی جدید اعتراض ہو یا نہیں۔

..... ۱۱ گیا رہو یں ٹھو کر

قولہ کہ ”ابو احمد صاحب یا کوئی مخالف مولوی صاحب معیاد مقررہ کے اندر ایسی تفسیر لکھ کر پیش کر دیتے (القاء ص ۸) افسوس کہ مولوی صاحب کو اردو لکھنا تک تو آتا نہیں پر اہل علم کے سامنے منہ کھولتے ہیں۔ نظر میں ملاحظہ فرمائیں کہ اس عبارت میں جو مخالف مولوی صاحب کا لفظ ہے اس کے کیا معنی ہیں۔ لفظ مخالف اگر لفظ مولوی کی طرف مضاف ہے تو معنی غلط اور اگر موصوف ہے تو عبارت غلط یوں کہنا تھا کہ مولوی صاحب مخالف۔

..... ۱۲ بار رہو یں ٹھو کر

اسی میں سچ ہے دروغ و را حافظہ باشد۔ ابھی تو دو سطر قبل میں بتلایا گیا ہے کہ (معجزہ موجودہ زمانہ میں مخالفین کو عاجز کرنے کے لئے صادر ہوتا ہے) اس میں تو یہ نہیں کہا گیا کہ موجودہ زمانہ کے مخالفین کے عاجز کرنے کے لئے اس میں معیاد بھی مقرر کی جاتی ہے پھر یہ کس مقدمہ کا نتیجہ ہوا کہ معجزانہ دعوے اسی وقت باطل ہوتا۔ جب معیاد مقررہ میں تفسیر پیش کی جاتی۔ کیا موجودہ زمانے کے مخالفین اگر بعد معیاد کے معجزہ کا مقابلہ کریں تو معجزانہ دعوے باطل نہ ہوگا۔ پہلے تو آپ نے معجزہ میں معیاد کی قید نہیں کی۔ یہ قید لگانا ہی تو اہل درجہ کا فریب ہے۔ اس لئے کہ معیاد ایسے مقرر کی کہ اس میں عمامہ کو لکھنا تو درکنار اطلاع ہونا بھی دشوار تھا اور حضرت اقدس ابو احمد صاحب کو تو برسوں اس کا علم ہی نہ ہوا۔ مگر ہاں آپ تو مطلق العنان ہیں اس لئے آپ کو یہ کہنے کا حق ہے کہ اگر پہلے نہیں تو اب کرتا ہوں کیونکہ یہ تو ہمارے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔

..... ۱۳ تیر رہو یں ٹھو کر

قولہ ”ناظرین حضرت مرزا صاحب نے صاف اسی اعجاز احمدی کے ٹائٹل بیچ میں لکھ ہے۔ (القاء ص ۸ طر ۱۵) ہاں قادیانی مولوی ہی کے ناظرین شاید اس اشارہ کنایہ کو سمجھتے ہوں۔ اور قادیانی مولوی ہی کے ناظرین اس راز و نیاز کو جانتے ہوں۔ ورنہ عبارت میں اگر کچھ مطلب ہرنا

تو غالباً قادیانی مولوی بھی ناظرین کو خاص نہ کرتے جو عبارت عربی مرزا قادیانی کے سچے نقل کی ہے اس کا حاصل صرف اسی قدر ہے کہ میرے اس رسالے سے ان لوگوں کے خیال کی غلطی ظاہر ہوتی ہے جو مجھے اور میری جماعت کو جاہل سمجھتے ہیں۔ اس عبارت کے قبل قادیانی مولوی نے چار باتیں بیان کی ہیں۔

۱..... فیصلہ کا مطلب۔

۲..... فیصلہ کے اس مقصد پر نقض اجمالی۔

۳..... معجزوں کی تعریف۔

۴..... یہ کہ معیاد مقررہ پر کوئی اترتے پیش کرتا تو مرزا قادیانی کا معجزانہ دعویٰ باطل ہوتا۔

اب ذی ہوش و حواس سمجھیں کہ اس عربی کو ان چاروں باتوں میں سے کس سے تعلق ہے اور وہ کیا تعلق ہے؟ یہ ظاہر ہے کہ پہلی دو باتوں سے تو اسے کچھ تعلق نہیں رہا تیسرا امر یعنی معجزہ کی تعریف اس سے بھی اسے کچھ تعلق نہیں ہے اور اسی طرح چوتھی بات کے اعتبار سے بھی یہ بے جوڑ ہے۔ ہاں شاید ناظرین ہی اسے کچھ سمجھتے ہوں مگر یہ امر اور دریافت طلب ہے کہ ناظرین مرزا قادیانی اسے سمجھیں گے یا ناظرین مولوی صاحب۔ ممکن ہے کہ قادیانی عبدالماجد کا مطلب اس عبارت کی نقل سے مرزا قادیانی کے کلام معجز کا نمونہ دکھانا ہے اس لئے میں بھی اس کا اعجاز پر وہ اٹھا کر منظر عام پر لاتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ فی الحقیقت یہ اعجاز ہے یا معجز ہے۔

صاحبو! اس ایک سطر کی عبارت عربی میں مرزا قادیانی نے بلاغت و فصاحت کی وہ داد دی ہے کہ عرب کے بڑے بڑے نام آؤر فصحاء وبلغاء کی بھی روح قبر میں شرم سے پانی پانی ہوگئی۔ واہ سبحان اللہ کیا بلاغت ہے۔ اور اس کے گلے میں اعجاز کا ہار کتنا خوش نما ہے کہ اہل فضل و کمال تو دیکھ کر عرش عرش کر جائیں؟ ہاں عبدالماجد قادیانی اگر مرزا قادیانی کے کلام معجزہ کا یہی نمونہ ہے تو واقعی اب اس کے معجز ہونے میں کوئی کلام نہیں لیکن یہ خیال رہے کہ کلام کے دو طرف ہیں اعلیٰ اور دوسرا ادنیٰ، یعنی وہ حد کہ اس سے کلام گرا ہوا ہو تو وہ یہی انسانی قوت سے باہر ہو اور چرند پرند جانوروں کی آواز ہو جس پر انسان قادر نہیں، تو مرزا قادیانی کی یہ عبارت اگرچہ اعلیٰ طرف میں نقل ہو گئی ہے مگر معجز نہیں جیسا کہ ابھی میں ظاہر کروں گا لیکن اس میں کسی ذی فہم و علم کو کب کلام ہو سکتا ہے؟

۱۴..... مرزا قادیانی

اس عبارت میں

۱..... اللہ

۲..... لید

۳..... بل

ان تینوں جملوں میں

بات کو تین بار کہنا معجز نہیں تو یہاں تاکید کا مقام نہیں کیونکہ اسے تو اسے دکھلائیے کہ مخالفین تکرار کافی تھا۔

۱۵..... مرزا قادیانی

اس عبارت میں

یصیفون کالنا خلاف

ربط نہیں پھر جس شخص کو جملہ

ہے کہ وہ ایسے ناموضوع کا

۱۶..... مرزا قادیانی

”لیس عذ

بلغ ہے کیونکہ یہ اس سے

اختیار کیا ہے۔

۱۷..... مرزا قادیانی

بل عصبہ

طول لا طائل ہے اسی سے

کرتے ہیں حریری نے کہا ہے۔ ”صلیت المغرب فی تفلّیس مع زمرة مغالّیس“
 بعد کے شعر میں ہے ”عصابة طير تهتدي بعصائب“ ہاں اس کو بتائیں کہ من سے کیا
 بات ایسی پیدا ہوگی جو بلا اس کے نام تمام رہتی؟

۱۸..... مرزا قادیانی کی پانچویں غلطی

لیس عندہم من علم بل عصبه من مغالّیس میں بل کا استعمال صحیح نہیں
 کیونکہ بل اضراب کے لئے ہے اور بل کے بعد اگر ترجمہ ہو جیسا کہ یہاں ہے تو اس وقت بل سے
 مضمون سابق کا ابطال ہوگا جس طرح ”ام یقولون به جنة بل جاء هم بالحق“ یہاں
 سے مضمون سابق یعنی جنوں کی نفی ہوگی۔ اس لئے اب مرزا قادیانی کے کلام کے یہ معنی ہونے کہ
 وہ عالم ہیں لیکن ان کے پاس علم نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کلام کس قدر مبہل ہے؟۔ بلکہ اس میں
 اجتماع نقیضین ہے جیسے کوئی کہے کہ فلاں مالدار ہے لیکن اس کے پاس مال نہیں ہے۔ یہی وہ
 اعجاز ہے جس پر مرزا قادیانی نے شور مچا رکھا ہے اور اپنی ہستی سے باہر ہیں اور عبدالماجد قادیانی
 جیسے عقلاء نے اسے مان لیا ہے؟ سچ ہے۔ ”ذا المرء لم بدنس من اللوم عرضه“ ہیکل
 رداء یرتدیه جمیل ”مرزا قادیانی کی اس عبارت میں اور بھی غلطیاں ہیں لیکن طوالت کے خیال
 سے بطور نمونہ اسی پر اکتفا کرتے ہیں اگر عبدالماجد قادیانی کی طرف سے ہل من مزید کی صدا
 بلند ہوگی تو مجبوراً اس سے زیادہ خدمت کے لئے بھی ہم حاضر ہیں۔ اور اگر العاقل تکفیه
 الاشارة سے قادیانی مولوی نے سبق لیا تو خیر وہ مرزا قادیانی پر بہت ہی احسان کریں گے۔

۱۹..... انیسویں ٹھوکر

اس عبارت کے ترجمہ میں عبدالماجد قادیانی نے جو اردو عبارت لکھی ہے اس سے ان
 کی عربی دانی پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ ”بریس عقل و دانش بباید گریست“ ایک سطر
 عربی عبارت کا اردو میں ترجمہ نہ ہو۔ کا اور عبارت بھی وہ جو معمولی ہے۔ جس میں کان کیون کے سوا
 کوئی لغت نہیں، انما اق نہیں، اسم موصول کا ترجمہ اسم اشارہ سے کرنا اور ان دونوں میں فرق نہ کرنا
 یہ آپ کی قابلیت علمی کا کھانا کہاں کی شان ہے۔ یصیفون التلییس کا یہ ترجمہ (غریب و بذر
 سے باتوں کو رنگین کرتے ہیں) نہایت ہی صحیح ہے واقعی جب آپ کی قابلیت علمی کا مینارہ اس قدر
 بلند ہے تو مرزا قادیانی کا اعجاز اگر آپ کو نظر آئے تو اس میں کوئی تعجب خیز امر نہیں۔ لــــولا

الحمقاء لخریت الدنیا!
 ۲۰..... بیسویں ٹھوکر

قولہ ”اور اس کی مان

آپ نے اور نہ آپ کے مرزا قادیانی
 گھڑی کی لوک ہے جو ستر دن کے
 کے اندر ہے دام فریب میں پھنسر
 کمزوری اور تلبیس ابلیس کا نہایت
 طاقت ستر دن کے بعد اور وہ بھی
 جماعت قادیانیہ ذرا شرم کرو اور
 رکھو کہ معجزانہ طاقت کسی زمانہ او
 کھائے۔ مگر معجزانہ طاقت بدستور
 ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ وہ سچے
 ۲۱..... اکیسویں ٹھوکر

قولہ ”ناظرین بالذ

ہیں الخ! (القا صفحہ ۹ سطر ۴)
 نون نہیں۔ واقعی یہ مرزا قادیانی
 نہیں شرماتا اور اپنی بے حیائی
 جس کلام سے عمدہ اور بہتر انسا
 کریں تو تخیل مفتاح ہی کو د
 معنی اگر معلوم ہوتے تو پھر ضرور
 نظر آ جاتا یہ محض نادانی سے آ
 معنی لکھ دیئے ہیں اور اس کا تر
 یہاں شور مچانا اور سنبھالنے
 حیات کا نام و نشان بھی نہیں رہا

الحمقاء لخریت الدنیا!

۲۰..... بیسویں ٹھوکر

قولہ ”اور اس کی مانند انہیں ستر دنوں میں“ (القاء صفحہ ۸-۲۲) ہاں عبدالماجد قادیانی آپ نے اور نہ آپ کے مرزا قادیانی نے، یہ تو بتلایا نہیں کہ معجزانہ طاقت کوئی انجن کی بھاپ ہے یا گھڑی کی کوک ہے جو ستر دن کے بعد فنا ہو جائے گی۔ یا کھل جائے گی ایسی باتوں سے اگرچہ دل کے اندر بے دام فریب میں پھنس جائیں۔ مگر کیا یہ شرم کی بات نہیں کہ ایسی بات کہی جائے جو اپنی کمزوری اور تلبیس ابلیس کا نہایت ہی عظیم الشان نشان ہو۔ کیا کوئی عاقل یہ کہہ سکتا ہے کہ معجزانہ طاقت ستر دن کے بعد اور وہ بھی وہ ستر دن جن کو مرزا قادیانی نے تعین کیا ہو فنا ہو جاتی ہے۔ اسے جماعت قادیانیہ ذرا شرم کرو اور خدا سے ڈرو آخر ایک روز مرنا ہے اور خدا کے سامنے جانا ہے اور یاد رکھو کہ معجزانہ طاقت کسی زمانہ اور موسم سے مقید نہیں زمانہ خواہ کتنا ہی گزر جائے اور کتنے ہی پلٹے کھائے۔ مگر معجزانہ طاقت بدستور وہی رہے گی اور کوئی کسی وقت میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ وہ سچے نبی کا ہو، نہ مرزا قادیانی کا۔

۲۱..... اکیسویں ٹھوکر

قولہ ”ناظرین با انصاف اگر ان دونوں کتابوں کو جو سینکڑوں برس قبل تصنیف ہوئی ہیں۔ الخ (القاء صفحہ ۹-۲۲) افسوس کہ سیکڑوں کا املاء بھی معلوم نہیں کہ اس میں کاف کے پہلے نون نہیں۔ واقعی یہ مرزا قادیانی قادیان ہی کے کلام کا اعجاز ہے کہ اس سے عمدہ کلام ہونے پر بھی وہ نہیں شرماتا اور اپنی بے حیائی اور ڈھنسی سے سامنے ڈٹا ہوا ہے کیا کلام مجرہ کلام بھی کہلائے گا۔ جس کلام سے عمدہ اور بہتر انسان کا کلام ہو۔ عبدالماجد قادیانی اگر آپ خود سمجھ سکیں اور اتنی ہمت کریں تو تشخیص المفتاح ہی کو دیکھئے ورنہ کسی اہل علم سے کلام مجرہ کے معنی دریافت کیجئے کلام مجرہ کے معنی اگر معوم ہوتے تو پھر ضرور ان رسالوں کے عمدہ ہونے کے بعد اعجاز اس کا دجل آپ کو بھی نظر آ جاتا یہ محض ناواقفی سے آپ ایسا کہہ رہی ہیں دیکھئے ہم نے پہلے ہی مطول سے کلام مجرہ کے معنی لکھ دیئے ہیں اور اس کا ترجمہ بھی کر دیا ہے تاکہ عربی سمجھنے کی دقت بھی نہ رہے پھر اس پر بھی یہاں نحو کر کھانا اور سنبھالنے سے بھی سیدھا نہ ہونا موت کی علامت ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ قلبی حیات کا نام و نشان بھی نہیں رہا۔

زمرہ مغاليس

س کو بتائیں کہ من سے کیا

میں بل کا استعمال صحیح نہیں

ہے تو اس وقت بل سے

جاء ہم بالحق یہاں

کلام کے یہ معنی ہوئے کہ

مہمل ہے؟ بلکہ اس میں

اس مال نہیں ہے۔ یہی وہ

ہیں اور عبدالماجد قادیانی

العلوم عرضہ، شکل

میں لیکن طوالت کے خیال

ہل من مزید کی صدا

العاقل تکفیه

احسان کریں گے۔

ت لکھی ہے اس سے ان

گریست ”ایک سحری

س میں کان کیون کے سوا

ن دونوں میں فرق نہ کرنا

س کا یہ ترجمہ (غریب، مگر

ملیت ملی کا مینارہ اس قدر

امر نہیں۔ لولا

۲۲..... بایسویں ٹھوکر

قولہ ”اس اعجاز کس کے اعجاز میں جو مقابلہ ابو احمد صاحب اور دیگر علمائے مخالفین موجودہ کے لکھی گئی..... الخ!“ (القاء صفحہ ۸ مط ۶) کلام میں کسی قوم یا گروہ کے اعتبار سے بھی اعجاز لیا جائے تو اس وقت ہر ایک کا کلام معجزہ ہو سکتا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی شخص مشق کے ذریعہ سے تحریر و تقریر کا ملکہ پیدا کرے اور پھر ایسے لوگوں کے مقابلہ میں جس میں یہ ملکہ نہیں اپنے اعجاز کا دعویٰ کرے تو کیا کوئی ذی شعور اسے اعجاز کہے گا آج دنیا میں ہر زبان میں بہت سے کلام اور دیوان ایسے ہیں کہ بعض جماعتیں ان کے مقابلہ سے عاجز ہیں تو کیا یہ معجزہ ہوجائیں گے۔ نعوذ باللہ من تلك الهفوات والخرافات!

۲۳..... تیسویں ٹھوکر

قولہ ”دیکھنا ہے کہ ابو احمد صاحب اس کو کہاں تک تسلیم کرتے ہیں“ (القاء صفحہ ۹ مط ۱۲) انسانوں میں انبیاء کے سوا کوئی معصوم نہیں غلطی اور خطا بھول چوک سے کوئی شخص بچا ہوا نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کسی کی بھلائی اور صواب اس کی برائی اور خطا پر غالب ہے اور کسی کی برائی اور خطا اس کی صواب اور بھلائی پر حاوی ہے۔ اب ایسی حالت میں کسی سمجھدار سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص کے کچھ اقوال یا افعال کو سراہتے تو پھر وہ اس کے تمام ہی اقوال و افعال کو سراہے بلکہ منصف اور محقق کی یہ شان ہے کہ حق و باطل کے میزان پر انصاف سے ہر شے کو جانچے اور ”فانظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال“ پر عمل کرے۔ اب کسی محقق یا منصف سے یہ امید سراسر حماقت ہے کہ اس نے اگر ابن قیم اور صدر الدین کے ان دونوں رسالوں کو سراہا تو پھر وہ ان کے تمام اقوال و افعال کو بلا جانچے اور دیکھے سراہے یا ان کے تمام اساتذہ کے اور تمام خاندان کے اقوال و افعال اور کتابوں کو سراہا، یا کسی کے ایک قول کو رد کرے تو پھر اس کے تمام اقوال کو رد کرے اور اس کے تمام متعلقین کو رد کرے۔ یہ ملازمہ عقلی تو نہیں ہے ہاں قادیانی ہوتا ہمیں علم نہیں غالباً عبدالماجد قادیانی نے یہ جو کچھ کہا ہے وہ جماعت قادیانی کے مسلک پر کہا ہے کیونکہ مرزا قادیانی کی پیشگوئی کے گودام میں لاکھوں من پیشین گوئیاں بوروں میں بھری ہوئی رکھی تھیں اور روزانہ ہزاروں من مشین میں ڈھلتی تھیں اتفاقاً غلط بردف زندگی تیرے کے موافق اس انبار ناپیدا کنار میں ایک آدھ عجی بھی برآمد ہوگی الكذوب قد یصدق جھوٹا کبھی سچ بھی بول دیتا ہے پس اس پر

جماعت قادیانی نے آنکھ بند کر کے بٹسما اشترو بہ انفسہم کی باتوں کو سراہ لیا اسی بناء پر ابن قیم اور صدر الدین کو غلطی آپ کا خیال خام ہے خدا او اتر جائے علی الرأس والعین رہا۔ افسوس ہے کہ موقع ہی خوب یاد کرو مجد و صاحب اکبر شامی کلام صدر الدین فونوی پر نقش کا الحجر ہے اور اسی پر ہر باطل باطل اس میں خدا رس اس کو بھی حضرت اقدس ابو قادیانی کے ایک قول کو لکھا۔ ۲۴..... چوبیسویں ٹھوکر قولہ کہ ”ان دونوں آپ جیسے علماء نے کیا سلوک کیا ابو احمد صاحب نے ان دونوں احمد صاحب جیسے علماء نے ان محض جھوٹ ہے۔ ثانیاً اگر کوئی اس سے یہ کس طرح لازم آج صحیح اور مسلم ہیں۔ اگر کوئی اور مسائل کو آج جماعت قادیانی کے استادوں اور پیروں کے

صاحب اور دیگر علمائے مخالفین
یا گروہ کے اعتبار سے بھی اعجاز لیا
کی شخص مشق کے ذریعہ سے تحریر و
یہ یہ ملکہ نہیں اپنے اعجاز کا دعویٰ
ن میں بہت سے کلام اور دیوان
ہ ہو جائیں گے۔ نعوذ باللہ

م کرتے ہیں“ (افتاء صفحہ ۹-۱۲)
ک سے کوئی شخص بچا ہوا نہیں۔
پر غالب ہے اور کسی کی برائی اور
سی سمجھدار سے یہ نہیں ہو سکتا کہ
ہی اقوال و افعال و سرا ہے بلکہ
سے ہر شے کو بچے اور فنا نظر
قق یا منصف سے یہ امید سرا سر
رسالوں کو سرا ہا تو پھر وہ ان کے
ماتہ کے اور تمام خاندان کے
سراسر کے تمام اقوال کو رد کرے
قادیانی ہو تو ہمیں علم نہیں غالباً
پر کہا ہے کیونکہ مرزا قادیانی کی
ری ہوئی رکھی تھیں اور روزانہ
موافق اس انبار ناپیدا کنار میں
کچ بھی بول دیتا ہے پس اس پر

جماعت قادیانیہ نے آنکھ بند کر کے تمام گودام کو بلاد کیجئے بھالے خرید لیا اور کھرا کھونا کچھ نہ دیکھا۔
بئسما اشترو بہ انفسہم! اور ایک کو کہا سرا ہا تمام ہی کو سراہ لیا بلکہ مرزا قادیانی کے تمام متعلقین
کی باتوں کو سراہ لیا اسی بناء پر عبدالماجد قادیانی اہل حق سے یہی امید رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ (ابن قیم اور صدر الدین کو غیبت ہے کہ آج بہت سراہتے ہیں مگر کیا..... الخ! مولوی صاحب یہ
آپ کا خیال خام ہے خدا اور رسول کے بعد ہر شخص کا قول قابل تنقید ہے جو شریعت کے معیار پر صحیح
اتر جائے علی الراس والعین ورنہ قابل رد۔ کیا حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ کا مقولہ آپ کو یاد نہیں
رہا۔ افسوس ہے کہ موقع ہی پر آپ بھول جاتے ہیں اور ویسے بے پرکی بہت اڑاتے ہیں دیکھو اور
خوب یاد کرو مجدد صاحب کہتے ہیں ”قائل آن سخنان شیخ کبیر یمنی باشد یا شیخ
اکبر شامی کلام محمد عربی ﷺ در کلاست نہ کلام محی الدین عربی و
صدر الدین قونوی“ مجدد صاحب کا یہ مقولہ سہرے حرفوں میں بہت جلی قلم سے ہمارے دل
پر نقش کا لکھ رہا ہے اور اسی پر ہمارا عمل ہے۔ گھر فرق مراتب نکنی زندیقی حق حق ہے اور
باطل باطل اس میں خدا اور رسول کے بعد کوئی تخصیص نہیں بلکہ مرزا قادیانی کے جو بعض اقوال صحیح ہیں
اس کو بھی حضرت اقدس ابو احمد صاحب نے سراہا ہے جیسا کہ دوسری شہادت آسمانی میں بھی مرزا
قادیانی کے ایک قول کو لکھا ہے کہ یہ آپ زبر لکھنے کے قابل ہے۔

۲۴..... چوبیسویں ٹھوکرا

قولہ کہ ”ان دونوں کے استاد و پیر محی الدین ابن عربی، ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ
آپ جیسے علماء نے کیا سلوک کیا ہے..... الخ! اولاً عبدالماجد قادیانی کو یہ بتانا چاہئے کہ حضرت مولانا
ابو احمد صاحب نے ان دونوں کے پیر کی نسبت کیا برا سلوک کیا؟ اور میں کہتا ہوں کہ ہرگز مولانا ابو
احمد صاحب جیسے علماء نے ان کی نسبت کوئی برا فتویٰ نہیں صادر فرمایا یہ عبدالماجد قادیانی کا افتراء اور
محض جھوٹ ہے۔ ثانیاً اگر ابن قیم اور صدر الدین قونوی کے یہ دونوں رسالے اچھے اور عمدہ ہیں تو
اس سے یہ کس طرح لازم آیا کہ ان کے پیرو و استاد شیخ محی الدین عربی اور ابن تیمیہ کے تمام مسائل
صحیح اور مسلم ہیں۔ اگر کوئی اہل حق یہ کہے کہ مرزا قادیانی اور مولوی نور الدین صاحب کے رسالے
اور مسائل کو آج جماعت قادیانیہ بہت سراہتی ہے تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ان دونوں کے
استادوں اور پیروں کے تمام مسائل کو جماعت قادیانیہ تسلیم کرتی ہے حالانکہ شاہ عبدالغنی صاحب

مہاجر رحمۃ اللہ علیہ جو مولوی نور الدین قادیانی کے پیروں میں اور ان کے اکابر اس تہذیب قائل ہیں کہ رسول خدا ﷺ کے بعد نبوت کا مدعی دجال و کذاب ہے اب عبدالمہاجد قادیانی کو چاہئے کہ مرزا قادیانی کی نبوت سے ہاتھ دھوئیں اور بتائیں کہ آج شاہ صاحب مرحوم وغیرہ کے کتنے محققانہ مسائل کے جماعت قادیانیہ پیرو ہیں؟ اور آپ جیسے قادیانیوں نے ان کے ہم عقائد مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہوا ہے کیا فتویٰ صادر فرمایا ہے کیا آپ لوگوں نے صادر فرمایا ہے آپ کو یاد نہیں؟۔

۲۵..... چھیسویں ٹھوکر

قولہ ”آپ جیسے علماء نے کیا سلوک کیا ہے..... الخ!“ علمائے اسلام پر یہ اتہام ہے یا عن دیا جہل کا فساد کہ آپ یہ فرماتے ہیں حضرت شیخ محی الدین عربی اور ابن تیمیہ کے محققانہ مسائل کے کتنے علماء منکر ہیں حالانکہ محققین علماء نے ان کی تنقید و تحقیق کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے اور ان کے مدح اور داد تحقیق میں ان کا قلم وجد میں آ جاتا ہے اگر آپ کو ان علماء کرام کے نام معلوم نہ ہوں اور ان کی کتابوں سے واقفیت نہ ہو تو کسی واقف سے دریافت فرمائیے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آج ان دونوں کی ذات پر محققین علمائے اسلام کو فخر ہے۔ البتہ مرزا قادیانی اور جماعت احمدیہ کی یہ حالت ضرور ہے کہ نہ خدا کی سنیں نہ رسول کی، جو حدیث مرزا قادیانی کے الہام کے خلاف ہو تو وہ بھی بروی کی ٹوکرے میں پھینک دی جائے۔ صحابہ جن کا علماء اسلام کے یہاں نبی ﷺ کے بعد دوسرا مرتبہ ہے وہ بھی غبی اور معمولی انسان ہیں۔ سید الشہداء جناب سیدنا و مولانا حضرت امام حسینؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جناب اقدس میں تو مرزا قادیانی نے جس جرأت کو کام فرمایا ہے اس سے کوئی انسان ناواقف نہیں پھر نہایت شرم اور افسوس کی بات ہے کہ آپ تمام مسلمانوں کو اپنے پر قیاس کرتے ہیں۔

کار پاکان را قیاس از خود مکبر

گرچہ باشند در نوشتن شیرو شیر

۲۶..... چھیسویں ٹھوکر

قولہ ”ہم نے دونوں اسی کتاب میں نقل کی ہیں“ افسوس ہے کہ آپ کو اہل حق اور علمائے اسلام کا مسلک معلوم نہیں اسی لئے یہ عامیانہ باتیں بتا رہے ہیں سمجھو اور خوب یاد رکھو کہ آپ دو قول نہیں دو ہزار بلکہ دو لاکھ قول نقل کرتے تو ہمیں ان کے تسلیم میں کوئی تامل نہ ہوتا خواہ آپ دیکھیں یا نہ دیکھیں ہو جائیں۔ مگر بشرطیکہ وہ حضرت مجدد صاحب کے معیار پر پورے اتریں

ہاں جماعت قادیانیہ کی طرح ہم میں ذات دے کر تمام گودام کو خربا

۲۷..... ستائیسویں ٹھوکر

قولہ ”جس میں سورہ

کئے ہیں۔ (القاء صفحہ ۹-۱۶) آپ

سکتا کہ اس میں اسلام کے اکثر

عبدالمہاجد قادیانی ذرا سمجھ کر فرما

مدارج السالکین جیسی کئی جلدیں

لیپٹا اور پھینک دیا۔ واقعی آپ کی

برطبق مسلک محدثین بیان کئے

ہے مگر یہ تو فرمائیے کہ جس مدارج

تھی یا قادیان کی؟

۲۸..... اٹھائیسویں ٹھوکر

قولہ ”غیر محقق مسائل

اسے میزان خوان طفل مکتب بھی

فرمائیں کہ اس عبارت کے کیا

دائر کیا ہے۔ عبدالمہاجد قادیانی

آپ نے کس جرأت پر فیصلہ آ

زبان پر چڑھے ہوئے ہیں۔

۲۹..... اٹھائیسویں ٹھوکر

قولہ ”اعجاز اس میں

اگر کوئی قادیانی کہے کہ جس

عبدالمہاجد قادیانی یہ فتویٰ دیں

یہاں میں آپ کو اس مقفی اور

پر جناب سرور کائنات نے اس

”کیف اغرم من لاشرب

ہاں جماعت قادیانیہ کی طرح ہم سے کبھی یہ امید نہ کرنی چاہئے کہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر اور کانوں میں ذات دے کر تمام گودام کو خرید لیں۔

۲۷..... ستائیسویں ٹھوکر

قولہ ”جس میں سورہ فاتحہ کے ذریعہ اسلام کے اکثر مسائل بر طبق مسلک محدثین بیان کئے ہیں۔“ (القاء صفحہ ۹ و ۱۶) آپ نے مدارج السالکین دیکھی نہیں ورنہ کوئی واقف کار یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس میں اسلام کے اکثر مسائل ہیں۔ ہاں میں بھولا آپ کو اسلام کے مسائل ہی معلوم نہیں عبدالماجد قادیانی ذرا سمجھ کر فرمائیے اسلام کے اکثر مسائل تو کیا اس کے عشر عشر کے لئے یہی مدارج السالکین جیسی کئی جلدیں درکار ہیں کیا مسائل اسلام بھی پیشگوئی کا تھیلہ ہے جو چورقہ میں لپیٹنا اور پھینک دیا۔ واقعی آپ کی اس تحقیق نے (کہ سورہ فاتحہ کے ذریعہ اسلام کے اکثر مسائل بر طبق مسلک محدثین بیان کئے ہیں) اس امر کا یقین دلادیا کہ مدارج السالکین کو ضرور بغور پڑھا ہے مگر یہ تو فرمائیے کہ جس مدارج السالکین کو آپ نے پڑھا ہے وہ علمائے اسلام کے کتب خانہ کی تھی یا قادیان کی؟

۲۸..... اٹھائیسویں ٹھوکر

قولہ ”غیر محقق مسائل کی تردید کی ہے“ (القاء ص ۹ و ۱۷) تردید مصدر ہے تفعیل کا، اسے میزان خوان طفل مکتب بھی جانتا ہے جس کے معنی دائرہ کرنے کے ہیں اب عبدالماجد قادیانی فرمائیں کہ اس عبارت کے کیا معنی ہوئے (غیر محقق مسائل کی تردید کی ہے) یعنی غیر محقق مسائل کو دائرہ کیا ہے۔ عبدالماجد قادیانی صاحب جب آپ کو تردید اور رد میں بھی امتیاز نہیں تو تعجب ہے کہ آپ نے کس جرأت پر فیصلہ آسانی کے جواب کا قصد کیا۔ اور ابھی تک عامیانہ الفاظ آپ کے زبان پر چڑھے ہوئے ہیں۔

۲۹..... انیسویں ٹھوکر

قولہ ”اعجاز اسح میں جس طرح مقفہ اور تہج عبارت ہے۔“ (القاء صفحہ ۲۰ و ۲۱) اگر کوئی قادیانی کہے کہ جس طرح اعجاز اسح میں مقفہ اور تہج عبارت ہے قرآن میں نہیں تو کیا عبدالماجد قادیانی یہ فتویٰ دیں گے کہ اعجاز اسح قرآن سے اعجاز میں زیادہ ہے۔ سینے حضرت یہاں میں آپ کو اس مقفہ اور تہج پر حضرت سرور انبیاء کا فتویٰ سناتا ہوں ایک حمل کے ضائع کرنے پر جناب سرور کائنات نے اس کے عوض میں بردہ دلایا۔ اس پر اس نے جس سے دلایا تھا کہا۔ ”کیف اغرم من لا شرب ولا اکل ولا نطق ولا استهل فمثل ذلك بطله“ اس پر

ان کے اکابر اساتذہ قائل ہیں کہ رسول ماجد قادیانی کو چاہئے کہ مرزا قادیانی کی مرحوم وغیرہ کے کتنے محققانہ مسائل کے ان کے ہم عہد مہمسمانوں کے ساتھ کیا صادر فرمایا ہے آپ کو یاد نہیں؟۔

الح! ”علمائے اسلام پر یہ اتہام ہے یا ابن عربی اور ابن تیمیہ کے محققانہ مسائل یقین کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے اور ان آپ کو ان علماء کرام کے نام معلوم نہ ہوں ت فرمائیے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آج مرزا قادیانی اور جماعت احمدیہ کی یہ مرزا قادیانی کے الہام کے خلاف ہو تو وہ علماء اسلام کے یہاں نبی ﷺ کے بعد بداء جناب سیدنا و مولانا حضرت امام میں تو مرزا قادیانی نے جس جرأت کو نرم اور افسوس کی بات ہے کہ آپ تمام

خود مکیر

شیر و شیر

بن“ افسوس ہے کہ آپ کو اہل حق اور باطل بتا رہے ہیں بھو اور خوب یاد رکھو کہ ان کے تسلیم میں کوئی تامل نہ ہوتا خواہ مد صاحب کے معیار پر پورے اتریں

سرور کائنات نے فرمایا۔ انما هذا من الکھان اور ایک روایت میں ہے ”السجع کسجع الاعراب“ یعنی یہ مقفی اور مسجع کا ہنوں کا شیوہ ہے یا گاؤں کے گنواروں کا۔ بس اسی حدیث سے مرزا قادیانی کے مقفی اور مسجع کا یہی فیصلہ کر لیجئے۔

اب میں سر دست عبدالماجد قادیانی کی ایک ہی غلطی کے نمونہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور اسی پر ناظرین اوروں کو بھی قیاس کر سکتے ہیں۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ہاں اگر عبدالماجد قادیانی نے اس کا جواب دیا تو آئندہ میں بھی ان کی ایک ایک غلطی پر لکھوں گا۔

چونکہ جماعت قادیانیہ خصوصاً مولوی عبدالماجد قادیانی نے عوام کے روبرو بہت کچھ دعوے کیے اور اہل حق پر اتہام لگایا اس لئے میں نے پہلے فیصلہ کے لئے اعلان حقانی شائع کیا تھا۔ اور یہ خیال تھا کہ عبدالماجد قادیانی سامنے آ کر فیصلہ کریں گے لیکن آج تک کوئی صدا فیصلہ کے لئے مرزائی جماعت سے برآمد نہیں ہوئی۔ مناظرہ کو صحیفہ تبلیغیہ میں عبدالماجد قادیانی نے لکھا تھا۔ یہاں سے فوراً صحیفہ رحمانیہ نمبر ۳ میں اس کا جواب دے کر یہ صاف لکھ دیا کہ آپ خود مناظرہ کریں یا اپنے کسی شاگرد کو مناظرہ کے لئے آمادہ فرمائیں۔ ہم مستعد ہیں مگر آپ کا صحیفہ تبلیغیہ تو مرزا قادیانی کے پاس پہنچ کر پھر واپس ہی نہ آیا اور صحیفہ رحمانیہ بفضلہ تعالیٰ نمبر ۱۲ تک پہنچ گیا اور مرزائی جماعت اب گویا مناظرہ کا نام ہی بھول گئی اتنا لکھ پھر میں اس اعلان کو شائع کرتا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ اب بھی اگر کسی مرزائی کو ہمت ہے اور اپنے دعوے کو ثابت کر سکتا ہے تو سامنے آ کر فیصلہ کرے ورنہ اتہام اور بہتان لگانے سے باز آئے۔ فقط عبد اللطیف رحمانی۔

مسلمانو اپنے ایمان کی حفاظت کرو

اس وقت میں ایک بڑا فتنہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ ذیل کے رسالے نے ان کی حالت کو آفتاب کی طرح روشن کر کے دکھا دیا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اسے ضرور دیکھیں اس میں شک نہیں کہ واقعی یہ رسالے گمراہوں کے لئے سرچشمہ ہدایت اور بیمار دلوں کے لئے آب حیات ہیں اور ایسے پرزور دلائل سے لکھے گئے ہیں کہ اگر ساری دنیا کے قادیانی مل کر چاہیں کہ ان کا جواب دیں یہ قیامت تک نہیں ہو سکتا۔

فیصلہ آسمانی: یہ رسالہ تین حصوں میں ہے اور ہر ایک حصہ ایک علیحدہ مستقل رسالہ

ہے جو مرزا قادیانی کی حالت اب دوبارہ زیر طبع ہے۔

دوسری شہادت

انہوں نے اپنے لئے آسمانی سند پکڑی تھی اور اس کے غلط

اطلاع عام

تمام مسلمانوں

کے عبدالماجد قادیانی بڑے

قابلیت اور عمیت کی حالت

نمونہ میں نے آپ کو دکھائیں

حالت کو معلوم کر لیجئے میں مت

متعلق فیصلہ کر لیجئے۔ مگر کچھ

تبلیغہ میں انہوں نے ایک شر

اس کے بعد کا ذکر اس رسالہ

کہ خلیفہ المسیح صاحب کو ایک

بھجوا اور یہ دونوں چیلنج ان کے

دیئے جاتے ہیں ہمیں ان کی

کرنا چاہا ہے اور کلام خدا

الزمان ہیں ان کے بعد جو

نے یہ لکھا ہے کہ مرزا قادیانی

شہادت ٹھہرایا ہے اور بڑا غل

ہو سکتا ہے۔ مگر مرزا محمود تو آ

ہیں۔ انہیں بھی اتنی جرأت نہ

جواب دیا ہوتا۔ یہ کیسی بدیہی

بالکل عاجز ہے مگر عار اور بت

تہ جو مرزا قادیانی کی حالت معلوم کرنے کے لئے نہایت کافی ہے اس وقت پہلا شائع ہو گیا ہے اب دوبارہ زیر طبع ہے۔

دوسری شہادت آسمانی: اس میں مرزا قادیانی کے اس نشانیوں کو منایا ہے جس کو انہوں نے اپنے لئے آسمانی نشان قرار دیا تھا اور ایک موضوع روایت کو حدیث قرار دیکر اس سے سند پکڑی تھی اور اس کے غلط معنی بیان کر کے اپنی اوپر چسپاں کیا تھا ان کی غلط فہمی دکھائی ہے۔

اطلاع عام

تمام مسلمانوں اور خصوصاً جماعت قادیانیہ سے خیر خواہانہ کہتا ہوں کہ مرزائی جماعت کے عبدالماجد قادیانی بڑے عالم کہلاتے ہیں اور وہ تو اپنے تئیں بہت ہی کچھ سمجھتے ہیں مگر ان کی قابلیت اور علمیت کی حالت دیکھنے کے ان کے القائے نفسانی کے دو صفحوں میں بتیں غلطیاں بطور نمونہ میں نے آپ کو دکھائیں۔ اب اسی پر ان کی ساری کتاب کو قیاس کیجئے اور ان کی قابلیت کی حالت کو معلوم کر لیجئے میں متعدد بار انہیں چیلنج دے چکا ہوں کہ سامنے آئے اور فیصلہ آسمانی کے متعلق فیصلہ کر لیجئے۔ مگر کچھ جواب نہ دیا پہلے اعلان حقانی میں میں نے چیلنج دیا اس کے بعد صحیفہ تبلیغہ میں انہوں نے ایک شرط لگائی میں نے اسے منظور کر کے پھر اعلان دیا صحیفہ رحمانیہ نمبر ۳ دیکھئے اس کے بعد کا ذکر اس رسالہ کے شروع میں کیا گیا مگر سامنے نہ آئے۔ اب تھوڑے روز ہوئے ہیں کہ خلیفہ المسیح صاحب کو ایک چیلنج چھپوا کر میں نے بھیجا اور ایک مولوی حکیم یعسوب صاحب نے بھیجا اور یہ دونوں چیلنج ان کے پاس بھی بھیجے گئے مگر انکو یہ بھی غیرت نہ ہوئی کہ ہمارے خلیفہ کو چیلنج دیئے جاتے ہیں ہمیں ان کی آبرورکھنا چاہئے میں نے اپنے چیلنج میں مرزا قادیانی کی نبوت کا فیصلہ کرنا چاہا ہے اور کلام خدا سے اور کلام رسول سے دکھا دیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ پیغمبر آخر الزمان ہیں ان کے بعد جو نبوت کا دعوے کرے وہ جھوٹا ہے وحی نبوت منقطع ہو گئی حکیم صاحب نے یہ لکھا ہے کہ مرزا قادیانی نے جو چاند گرہن اور سورج گرہن کے اجتماع کو اپنے مہدی ہونے کی شہادت ٹھہرایا ہے اور بڑا غل مچایا ہے یہ محض غلط ہے کسی ضعیف حدیث سے بھی اس کا ثبوت نہیں ہو سکتا ہے۔ مگر مرزا محمود تو آتے آتے رہ گئے۔ حیرت تو یہ ہے کہ عبدالماجد قادیانی یہاں موجود ہیں۔ انہیں بھی اتنی جرأت نہیں ہوتی کہ سامنے آ کر جواب دیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو بذریعہ تحریری جواب دیا ہوتا۔ یہ کیسی بدیہی دلیل ہے کہ مرزائی جماعت اپنے مذہب کی حقانیت ثابت نہیں کر سکتی بالکل عاجز ہے مگر عار اور بت پرستوں کی طرح باطل مذہب کو چھوڑنا نہیں چاہئے۔

روایت میں ہے "السجع کسجع
س کے گنواروں کا۔ بس اسی حدیث سے

غلطی کے نمونہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور

بہار مرا

آئندہ میں بھی ان کی ایک ایک غلطی

قادیانی نے عوام کے روبرو بہت کچھ
ملہ کے لئے اعلان حقانی شائع کیا تھا۔
گئے لیکن آج تک کوئی صدا فیصلہ کے
بغیر میں عبدالماجد قادیانی نے لکھا تھا۔
ماف لکھ دیا کہ آپ خوب مناظرہ کریں یا
تعد میں مگر آپ کا صحیفہ تبلیغہ تو مرزا
ضلع تعالیٰ نمبر ۱۲ تک پہنچ گیا اور مرزائی
اس اعلان کو شائع کرتا ہوں اور پھر کہتا
و ثابت کر سکتا ہے تو سامنے آ کر فیصلہ
لطیف رحمانی۔

ا کا ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ ذیل کے
ادیا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اسے
کے لئے سرچشمہ ہدایت اور بیمار دلوں
ہیں کہ اگر ساری دنیا کے قادیانی مل

ہر ایک حصہ ایک علیحدہ مستقل رسالہ

اب ساتویں مرتبہ چیلنج دیتا ہوں

کہ اگر آپ کو اپنے مذہب کی حقانیت اور مرزا قادیانی کے سچے ہونے کا دعویٰ ہے تو فیصلہ آسمانی حصہ اول اور حصہ دوم اور حصہ سوم میں جو مرزا قادیانی کے نہایت پختہ اقرار سے انہیں کاذب ثابت کیا ہے اس کا جواب دیجئے۔ شہادت آسمانی میں جو مرزا قادیانی کا کاذب ہونا متعدد طور سے ثابت کیا ہے۔ اور ان کی بے علمی اور فریب دہی علانیہ طور سے دکھائی ہے اس کا جواب کیوں نہیں دیتے اور اظہار حق کیوں نہیں کرتے۔ اس خاکسار کو آپ اپنے برابر نہیں سمجھتے تو قرآن و حدیث سے کہیں بھی دکھا دیجئے کہ اظہار حق برابر والے کے سامنے ضروری ہے کم رتبہ والے کے سامنے ضروری نہیں ہے اس کے علاوہ مذکورہ رسالے تو انہیں بزرگ کے ہیں جن کی برابری کا دعویٰ کر کے آپ فخر کرنا چاہتے ہیں پھر کیوں نہیں جواب دیتے یہ نہایت روشن دلیل ہے کہ آپ اور آپ کی ساری جماعت جواب سے عاجز ہے۔

قادیانی جماعت اپنے مولوی کو آمادہ کرے ہم ہر طرح سے آمادہ ہیں جس طرح سے وہ جس طریقہ سے اظہار حق ہو سکے اور اہل فہم انصاف پسند حضرات تسلیم کر لیں میں اس کی چند صورتیں بیان کرتا ہوں۔

۱..... خاص جلسہ ہو جس میں طرفین کے اہل علم تعلیم یافتہ حضرات ہوں بعض ان میں غیر مذہب والے بھی ہوں۔ میں یا کوئی دوسرا ذی علم انہیں دلائل میں سے ایک دلیل کو پیش کرے جواب تک لکھے جا چکے ہیں ۱۔ کسی قادیانی نے جواب نہیں دیا اور مولوی عبدالماجد قادیانی یا وہ اپنی طرف سے جس ذی علم کو مقرر کر دیں وہ جواب دے پھر اس جواب میں جو غلطی ہوگی اسے ہم ظاہر کریں گے۔ یہ تینوں بیان لکھ کر پیش کئے جائیں بازبانی بیان ہو اور کوئی لکھتا جائے اور آخر میں طرفین کے دستخط ہو جائیں اور حاضرین نے ان بیانوں کو سن کر جو فیصلہ کیا وہ ان سے لکھوا لیا جائے اور مشتہر کر دیا جائے۔ مدعی کو جواب الجواب کا حق ہونا نہایت ظاہر اور عقلی بات ہے۔ حاکم وقت کے یہاں بھی ایسا ہی برتاؤ ہے۔ بیان مدعی کے بعد صرف مدعا علیہ کے بیان پر حاکم فیصلہ نہیں دیتا بلکہ مدعی کا جواب سن کر فیصلہ لکھتا ہے۔

۲..... دوسرا طریقہ نہایت عمدہ یہ ہے کہ جو بات شروع کی جائے اس کی حق و باطل ہونے کی تحقیق میں نہایت تہذیب سے یہاں تک گفتگو کی جائے کہ ایک فریق بند ہو جائے یعنی حاضرین کے نزدیک اسے کچھ کہنے کا موقع نہ رہے۔ ان دونوں صورتوں میں ضرور ہے کہ طرفین میں کوئی شخص فضول باتیں نہ کرے اور اس کے لئے سب میں زیادہ قابل کو حکم کیا جائے کہ

وہ جب طرفین میں سے

.....۳

شائع کیجئے مگر اپنے برادر

سے سب کا جواب دیا

کے پاس بھیجیں اور آپ

یعسوب صاحب نے لکھا

ہمارے پاس بھیج دیں

اور علیت کا یہ حال ہے

آنے کی جرات کیونکر ہو

کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے

کر سکتے ہیں مگر افسوس

ہے۔ ہر ایک کے سامنے

اس وجہ سے ہے کہ وہ

سے لکھے گئے ہیں۔ ان

جواب نہیں ہو سکتا قادیانی

ہے جو کئی برس سے ہمارے

اور الحق یعلو ولا

بھاگلپور میں چیلنج دیا ہے

رسالے لکھ کر دنیا میں

کہ مرزا قادیانی کا ذہن

ظاہر کر کے دکھا دیا پھر

ہیت حق سے آپ نہیں

کی تحریر کو پڑھ کر سنا

چلے جائیں یہ نہیں ہو

دکھلائیں گے۔ بغیر اس

دیتا ہوں

اقادیانی کے سچے ہونے کا دعویٰ ہے تو قادیانی کے نہایت پختہ اقرار سے انہیں میں جو مرزا قادیانی کا کاذب ہونا متعدد علانیہ طور سے دکھائی ہے اس کا جواب مار کو آپ اپنے برابر نہیں سمجھتے تو قرآن و حدیث کے سامنے ضروری ہے کم رتبہ والے کے بزرگ کے ہیں جن کی براہی کا دعویٰ یہ نہایت روشن دلیل ہے کہ آپ اور

ہر طرح سے آمادہ ہیں جس طرح سے مد حضرات تسلیم کر لیں میں اس کی چند

بل علم تعلیم یافتہ حضرات ہوں بعض ان نہیں دلائل میں سے ایک دلیل کو پیش نہیں دیا اور مولوی عبدالمجید قادیانی یا پھر اس جواب میں جو غلطی ہوگی اسے قادیانی بیان ہوا اور کوئی لکھتا جائے اور آخر کو سن کر جو فیصلہ کیا وہ ان سے لکھوا لیا تا نہایت ظاہر اور عقلی بات ہے۔ حاکم صرف مدعا علیہ کے بیان پر حاکم فیصلہ

جو بات شروع کی جائے اس کی حق و لوکی جائے کہ ایک فریق بند ہو جائے ان دونوں صورتوں میں ضرور ہے کہ سب میں زیادہ قابل کو حکم کیا جائے کہ

وہ جب طرفین میں سے کوئی فضول بات کہنا شروع کرے وہ روک دے۔

۳..... اگر کسی وجہ سے آپ سامنے نہیں آ سکتے تو ہمارے رسالوں کا جواب لکھ کر شائع کیجئے مگر اپنے براہر خلیل احمد قادیانی کی طرح علانیہ دروغ گوئی نہ کر دیجئے گا کہ ہماری طرف سے سب کا جواب دیا گیا ہے۔ ایک رسالہ ہم پیش کریں بلکہ اس کا اصل اعتراض لکھ کر ہم آپ کے پاس بھیجیں اور آپ اس کا جواب دیں جس طرح شہادت آسمانی کا اصل اعتراض مولوی حکیم یعسوب صاحب نے لکھ کر آپ کو اور آپ کے خلیفہ کو بھیجا ہے۔ آپ اس کا جواب دیں۔ اور ہرے پاس بھیج دیں ہم اس کی غلطی کا اظہار کریں گے۔ مگر نہایت ظاہر ہے کہ جب ان کی قابلیت اور علمیت کا یہ حال ہے جیسا کہ اس رسالہ میں اور دوسرے رسالوں میں ذکر کیا گیا تو ان کو سامنے آنے کی جرأت کیونکر ہو سکتی ہے؟ البتہ اپنے گروہ کے بے وقوفوں کے تھامنے کے لئے اسوقت یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے کسی ذی علم کے بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہمارے ادنیٰ ادنیٰ گفتگو کر سکتے ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ اب تک کوئی ادنیٰ واعلیٰ سامنے نہ آیا۔ ہمیں تو کسی سے عار نہیں ہے۔ ہر ایک کے سامنے اظہار حق کرنے کو حاضر ہیں ہم قادیانی جماعت سے کہتے ہیں کہ یہ حیلہ اس وجہ سے ہے کہ وہ ہمارے سامنے نہیں آ سکتے اور خوب جانتے ہیں کہ جو رسالے ہماری طرف سے لکھے گئے ہیں۔ ان میں ایسے دلائل قاطعہ سے مرزا قادیانی کو کاذب ثابت کر دیا ہے کہ ان کا جواب نہیں ہو سکتا قادیانی جماعت اس کو خوب سمجھ لے کہ ہر ایک رسالہ مفصل اور نہایت زور کا چیلنج ہے جوئی برس سے ہماری طرف سے دیا جاتا ہے اور اس طرف صدائے برنی خواست کا مضمون ہے اور الحق یعلو ولا یعلیٰ کا ثبوت اور جاء الحق وزهق الباطل کا ظہور ہو رہا ہے اور اب جو بھاگلپور میں چیلنج دیا ہے وہ کس قدر فریب آمیز و ان کے عجز کی دلیل ہے حضرت عالی نے تو متعدد رسالے لکھ کر دنیا میں مشہور کر دیئے اور خاص و عام کے لئے مثل آفتاب کے روشن کر کے دکھا دیا کہ مرزا قادیانی کاذب ہیں اور ان کا کاذب ہونا ایک دلیل سے نہیں متعدد دلیلوں سے نہایت ظاہر کر کے دکھا دیا پھر اب ان سے کیا بیان کرانا چاہتے ہو۔ ان کا لکھا ہوا تو دنیا دیکھ رہی ہے اگر ہیبت حق سے آپ نہیں دیکھ سکتے تو مجمع خاص میں یا عام میں جس طرح مناسب ہو ہم حضرت نبی کی تحریر کو پڑھ کر سنائیں مگر اس کے بعد آپ ایک گھنٹہ کھڑے ہو کر جھوٹی باتیں اناپ شاپ کہہ کر چلے جائیں یہ نہیں ہو سکتا اس کے بعد ہم بھی آپ کے بیان کی غلطیاں اور کذب بیانیات ضرور دکھلائیں گے۔ بغیر اس کے اظہار حق ہرگز نہیں ہو سکتا۔

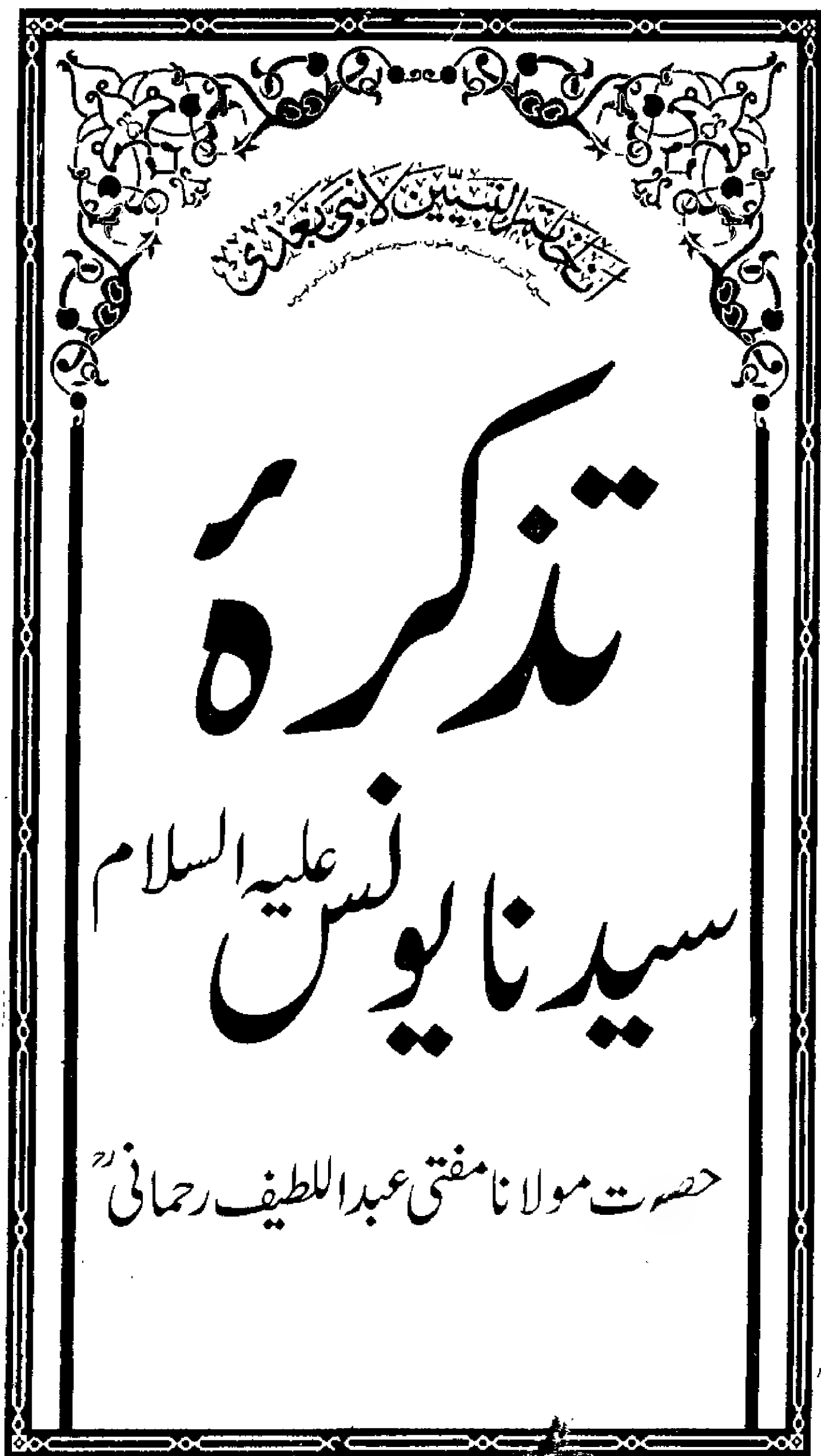
خیر خواہ مسلمین!

عبداللطیف رحمانی

کھلا: آسمانی فیصلہ

مرزا قادیانی کے دعوے قرآن حدیث، اجماع، عقل، نقل کے چونکہ مخالف ہیں اس لئے وہ خود اپنے جھوٹے ہونے پر ایسی کھلی نشانی اور سچا گواہ رکھتے ہیں کہ پھر ان کے مغتری ہونے پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے اور مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی اس یقین کے لئے کافی ہے کہ مرزا قادیانی نبی تو کیا وہ مسلمان بھی نہیں ہو سکتے۔ لیکن قرآن و حدیث سے عام مسلمان اول تو پورے واقف ہی نہیں دوسرے مرزا قادیانی نے قرآن و حدیث کے معانی میں بہت کچھ سیاہ کاری کو کام فرمایا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ قرآن و حدیث کے صحیح معانی سے لوگوں کو واقف کرے اور مرزا قادیانی کی طمع سازی کی پوری قلمی کھولے اسی لئے اس وقت تک بہت سے علماء دیندار خدا پرستوں نے اس کام کو انجام دیا۔ خصوصاً اس صوبہ بہار میں مونیر سے بہت سے رسالے اشتہار کتابیں اس بارے میں شائع ہوئیں خصوصاً فیصلہ آسمانی ہر سہ حصہ و شہادت آسمانی وغیرہ جن میں روز روشن کی طرح مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے۔ اور ان کی وجہ سے بہت سے وہ مسلمان جو تذبذب میں تھے وہ مرزا قادیانی اور ان کے مذہب سے متنفر ہو گئے اور بہت سے مرزائیوں نے اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کی ان رسالوں کے مقابلہ میں یہاں سے قادیان تک کسی ایک قادیانی نے بھی کچھ جواب نہیں لکھا اور جو وہ ایک تحریریں اب تک اس جماعت کی طرف سے شائع ہوئی ہیں اسے ناظرین دیکھ کر خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان میں ہماری باتوں کا جواب دیا یا وہ مرزا قادیانی کی اعلیٰ تعلیم کا نمونہ ہے حال میں بھی اس جماعت نے اعلان ہامانی شائع کیا ہے اسے ناظرین دیکھیں اور اس جماعت کی تہذیب اور مرزا قادیانی کی تعلیم اور قادیانی مذہب کی اصلاح و تقویٰ کی داد دیں۔ جس میں انہوں نے مرزا قادیانی کی اور کافروں کی پیروی کی ہے کہ جب وہ عاجز ہوتے تھے تو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو گالیاں دینے لگتے تھے اسی طرح مرزائیوں نے بھی اس اشتہار میں اپنے مذہب کی تعلیم کا عملی ثبوت دیا ہے اور ایسے مقاموں پر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ نے آیت ”اسما اشکوا وبشی وحزنی الی اللہ (یوسف: ۸۶)“ اور ”ان اللہ بصیر بالعباد (مومن: ۷۷)“ کو پڑھ کر صبر کیا ہم نے بھی اسے پڑھا اور اس کا فیصلہ اسی قادر مطلق پر چھوڑ دیا جو بڑا توانا اور ہر شے پر قادر ہے۔

نقل کے چونکہ مخالف ہیں اس
نے ہیں کہ پھر ان کے مفتری ہونے
یقین کے لئے کافی ہے کہ مرزا
ش سے عام مسلمان اور تو پورے
نی میں بہت کچھ سیاہ کاری کو کام
کے صحیح معانی سے لوگوں کو واقف
لئے اس وقت تک بہت سے علماء
بہار میں مونکیر سے بہت سے
آسمانی ہر حصہ و شہادت آسمانی
نیا ہے۔ اور ان کی وجہ سے بہت
ب سے متغیر ہو گئے اور بہت سے
میں یہاں سے قادیان تک کسی
تک اس جماعت کی صرف سے
س ہماری باتوں کا جواب دیا یا وہ
اعلان ہامانی شائع کیا ہے اسے
ہم اور قادیانی مذہب کی اصلاح
وں کی پیروی کی ہے کہ جب وہ
تھے اسی طرح مرزائیوں نے
یہ مقاموں پر انبیاء علیہم السلام
للہ (یوسف: ۸۶) "اور ان
اسے پڑھا اور اس کا فیصلہ اسی



تذکرہ حضرت یونس علیہ السلام

مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کا نشان اپنی پیشین گوئیوں کو قرار دیا تھا مگر جب ان کی عظیم الشان پیشین گوئیاں غلط ہوئیں تو انہوں نے انبیاء علیہم السلام پر اتہام لگا کر اپنی برأت کرنا چاہی ان اتہاموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اپنے رسالوں میں بہت جگہ حضرت یونس علیہ السلام کی نسبت یوں لکھا ہے کہ انہوں نے عذاب آنے کی پیشین گوئی کی تھی۔ مگر پوری نہیں ہوئی اس رسالہ میں نہایت صفائی سے ثابت کیا ہے کہ یہ الزام محض غلط ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے کوئی ایسی پیشین گوئی نہیں کی جو پوری نہ ہوئی ہو۔

عبداللطیف رحمانی!

بسم الله الرحمن الرحيم

”لا نعبد الا اياه ونرغب عمن سواه ولا حول ولا قوة الا بالله

نحسب على رسوله خاتم الانبياء و نعوذ بك ممن تنبأ بعده يا مولاہ“

اسلام سچائی اور اصلی نیکی کی عمارت ہے اور ایسی مستحکم اور بلند ہے جو چودہ سو برس سے اب تک اپنی آب و تاب سے قائم ہے۔ کیا اسلام کسی شعبہ باز کا شعبہ ہے یا کسی دجل و فریب کا بزدل یا کسی مکار و دغا باز کا جھوٹا دھوکہ سلا کہ جس کی بنیادوں کو کوئی شعبہ باز یا دجل و فریب یا مکر و خدع متزلزل کر دے؟

نہیں نہیں جھوٹ اور چالاک کی عمارت کو اس قدر استحکام کہاں جو اتنی طویل زمانہ تک ٹھہرے۔ دجل و فریب کے ملمع کاری کو اس قدر بقا کہاں ہے۔ جواب تک باقی رہے کیا مسلمان واقعی جھوٹے کرشموں اور شعبدوں کے پوجاری ہیں کہ جب کسی نے کوئی شعبہ دکھایا یا کرشمہ بنایا اس کے ساتھ ہوئے اس پر ایمان لے آئے اس کو خدا کا رسول سمجھنے لگے۔ ہرگز نہیں بلکہ ہم مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے اور بانی اسلام جناب محمد رسول اللہ (روحی فداہ) ﷺ نے ہمیں اس کی خبر دی ہے کہ میرے بعد دجال، کذاب، دغا باز، مکار، فریبی، شیطین الانس آئیں گے اور شعبدے اور کرشمے دکھائیں گے۔ دیکھو خبردار تم ان کے فریب کے جال کا شکار نہ ہو جانا اور ان کو اپنا نبی نہ ٹھہرانا۔ اب اگر کوئی آسمان پر اڑنے لگے اور آسمان سے مینہ برسائے۔ زمین سے سبزہ اگائے

مردہ کو زندہ بنائے اور ایک پیشین مسلمان اس کی جانب نظر اٹھا کر اور عقل کامل عنایت کی ہو۔ کیا اس انہوں نے شعبدے اور کرشمے آئے گا جو مردہ کو زندہ اور زمین دجال کا یہ شعبہ راہ مستقیم سے ہاں مسلمانو! اگر کوئی شخص جائیں اور اس کو وہ اپنی نبوت کا نشان ہوگا؟ اگر ایسا ہے تو پھر انہی پیشین گوئیوں پر قائم ہے؟ خبریں معلوم کر لی جاتی ہیں تو ایسی مشق ہو کہ کبھی اس کے حساب اس وجہ سے نبوت کا دعویٰ کر۔ اس کی نبوت پر ایمان لے آئے صفحات تاریخ پر نے پیشین گوئی کو اپنا معیار بنو اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ دونوں کرتے ہیں اور عجوبہ با اور جدائی کرنے والے نہیں اس کا فیصلہ کر دیا ہے اور نے اندھوں کو بینا کر دیا اور اخلاق کو تھلایا اور نیکی کو پھ قادیانیہ سے خصوصاً گزارش اور پیشین گوئی کے پیکر مجسم کے مثل نہیں لاسکتا تو کیا ار مرزا قادیانی کے سوا کوئی اور

س علیہ السلام

شان اپنی پیشین گوئیوں کو قرار دیا
گوئیاں غلط ہوئیں تو انہوں نے
ت کرنا چاہی ان اتہاموں میں
میں بہت جگہ حضرت یونس علیہ
نے عذاب آنے کی پیشین گوئی
میں نہایت صفائی سے ثابت کیا
یونس علیہ السلام نے کوئی ایسی
عبداللطیف رحمانی!

الرحیم!

بن سواہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

ن ممن تنباء بعده یا مولاہ

رائی مستحکم اور بلند ہے جو چودہ سو برس سے
شعبہ باز کا شعبہ ہے یا کسی دجل و فریب کا
ن کو کوئی شعبہ یا دجل و فریب یا مکرو و خدع

س قدر استحکام کہاں جو اتنی طویل زمانہ تک
مال ہے۔ جواب تک باقی رہے کیا مسلمان
جب کسی نے کوئی شعبہ دکھایا یا کرشمہ بنایا
خدا کا رسول سمجھنے لگے۔ ہرگز نہیں بلکہ ہم
اللہ (روحی فداه) ﷺ نے ہمیں اس کی خبر
ہی، شیاطین الانس آئیں گے اور شعبہ دے
کے جال کا شکار نہ ہو جانا اور ان کو اپنا نبی نہ
سے مینہ برسائے۔ زمین سے سبزہ اگائے

مردہ کو زندہ بنائے اور ایک پیشین گوئی نہیں بلکہ سرتاپا پیشین گوئی کا مجسمہ پیکر بن کر آئے تب بھی
مسلمان اس کی جانب نظر اٹھ کر نہ دیکھیں گے۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم کے پاتھ نور ایمان
اور عقل کا مل عنایت کی ہو۔ کیا اس پیشین گوئی کے مطابق آپ کے بعد جھوٹے نبی نہیں ہوئے اور
انہوں نے شعبہ دے اور کرشمے نہیں دیکھے کیے رسول خدا نے نہیں فرمایا کہ میرے بعد دجال
آئے گا جو مردہ کو زندہ اور زمین کو سرسبز اور آسمان سے بارش برسائے گا تو کیا سچے مسلمانوں کو
دجال کا یہ شعبہ راہ مستقیم سے بال بھر بٹا سکے گا؟ ہرگز نہیں۔

مسلمانو! اگر کوئی شخص تمام عمر پیشین گوئی کرے اور اس کی تمام پیشین گوئیاں صحیح ہو
جائیں اور اس کو وہ اپنی نبوت کا نشان قرار دے تو کیا تم واقعی اس کو نبی مان لو گے اور یہ اس کی سچائی
کا نشان ہوگا؟ اگر ایسا ہے تو پھر کیوں دجال کی خدائی سے انحراف کرو گے؟ کیا نبوت کی عمارت
انہی پیشین گوئیوں پر قائم ہے؟ آج دنیا میں سینکڑوں علوم ہیں جن کے ذریعے سے آئندہ کی
خبریں معلوم کر لی جاتی ہیں تو کیا کوئی شخص اگر ان میں سے کسی علم میں پوری مہارت رکھتا ہو اور
ایسی مشق ہو کہ کبھی اس کے حساب میں غلطی نہ ہو اور پھر وہ ہر روز آئندہ کی صحیح صحیح خبریں دیا کرے
اس وجہ سے نبوت کا دعویٰ کرے تو محض ان پیشین گوئی کی وجہ سے وہ نبی ہو سکتا ہے اور کوئی ماقول
اس کی نبوت پر ایمان لے آئے گا؟

صفحات تاریخ پر جہاں تک ہماری نظر ہے اس کی بناء پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی نبی
نے پیشین گوئی کو اپنا معیار نبوت نہیں ٹھہرایا اور نہ اپنی پیشین گوئیاں قوم کے روبرو شمار کرائیں
اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ پیشین گوئی ہرگز معیار نبوت نہیں ہے۔ پیشین گوئی جھوٹی اور سچی
دونوں کرتے ہیں اور عجوبہ باتیں بھی دونوں سے ہوتی ہیں۔ یہ امور کبھی نبی اور غیر نبی میں فرق
اور جدائی کرنے والے نہیں ہیں اور نہ یہ نشان نبوت قرار پاسکتے ہیں بلکہ قرآن پاک نے خود
اس کا فیصلہ کر دیا ہے اور جناب سرور کائنات ﷺ کے نبوت کا یہ نشان قرار دیا ہے کہ اس
نے اندھوں کو بینا کر دیا اور گمراہوں کو راہ پر لگایا اور دنیا کو نور اور حکمت سے بھر دیا یعنی اصول تمدن
اخلاق کو بتلایا اور نیکی کو پھیلایا۔ اس مختصر تمہید کے بعد تمام مسلمانوں سے عموماً اور جماعت
قادیانیہ سے خصوصاً گزارش ہے کہ اگر مرزا قادیانی کو مان لیا جائے کہ خوارق عادات کے دیوتا
اور پیشین گوئی کے پیکر مجسم تھے۔ اور قصیدہ اعجازیہ اور تفسیر فاتحہ ان کی بے نظیر ہے اور کوئی اس
کے مثل نہیں لاسکتا تو کیا ان کے محض یہی کارنامے ان کی نبوت کی نشانی قرار پاسکتے ہیں اور کیا
مرزا قادیانی کے سوا کوئی اور ایسا نہیں ہوا جس نے پیشین گوئیاں کی ہوں اور اپنے کلام کے بے

نظیر ہونے کا مدعی ہو تو کیا مرزا قادیانی ان کو نبی مان لیں گے اور اگر وہ نبی نہیں تھے تو پھر مرزا قادیانی اور ان میں کیا فرق ہے؟ اور نبی کا جو اصلی کام ہے یعنی گمراہ کو راہ دکھانا اور نور حکمت پھیلانا اس میں مرزا قادیانی نے کس قدر حصہ لیا اور کتنے بے راہوں کو راستہ پر لگایا اور وہ کیا نور و حکمت ہے جسے مرزا قادیانی نے پھیلا یا؟۔ مسلمانو! اگر سچائی اور انصاف سے غور کرو گے اور اس معیار نبوت پر مرزا قادیانی کو جانچو گے تو پھر تم بھی وہی فیصلہ کرو گے جس کی خبر خود سرور کائنات ﷺ نے دی ہے۔ مسلمانو! یہ خوب سمجھو کہ نبی کی بڑی نشانی اور اس کے صداقت کی دلیل اس کے اقوال اس کے احوال اس کے افعال ہیں جس کا قول، فعل، حال اور اس کے نبوت کی تصدیق پر مجبور کرے وہ واقعی نبی ہے اور تمہیں انصاف کرو کہ جو اپنے اقوال میں جھوٹا، معاملات میں خود غرض اور دغا باز ہو تو کیا ایسا شخص نبی، مہدی، مسیح کے گرامی عہدہ کا اہل ہے؟۔ میرے نزدیک ہر ایک سچا خدا پرست راستی کا طالب اس کا جواب نفی میں دے گا۔

اگرچہ جس طرح نبی کے اقوال و افعال وغیرہ اس کے سچائی کے لئے دلیل ہیں۔ دیکھو نبی عربی روحی فداہ ﷺ نے مسجد کے حجرے میں سکونت اختیار فرمائی۔ مسجد خام کھجور سے پٹی ہوئی تھی دو وقت متواتر پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، اکثر جو کا استعمال فرماتے اور وہ بھی بلا چھانے ہوئے۔ اہل حق مرزا قادیانی کے حالات کو اس معیار نبوت پر پیش کریں جس طرح رسول ﷺ کے حالات نبوت اور صداقت کی روشن علامت ہیں۔ اسی طرح مرزا قادیانی کے اقوال اور افعال اور احوال ان کی گمراہی اور باطل پرستی کی کھلی علامت ہیں اور اب اس مقابلہ کے بعد کسی تحریر کے ذریعہ سے اس کے انتہا کی حاجت نہیں رہتی لیکن اس پر بھی ان بھولے بھالے مسلمانوں کے نفع اور خیر خواہی کے لئے جو مرزا قادیانی کے فنون کید سے واقف نہیں ہمارے علماء نے تحریروں اور رسالوں اور اشتہاروں کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً مسلمانوں کو مطلع کیا خصوصاً مولوی انوار اللہ صاحب استاد حضور نظام کے افادۃ الافہام اس بارے میں قابل دید کتاب ہے اور حال ہی میں حضرت رئیس الفقہاء والمحدثین ناصح الاسلام والمسلمین سید العلماء والمجددین مولانا ابوالاحمد رحمانی متع اللہ المسلمین بطول بقائہم نے جو رسائل مرزا قادیانی کے متعلق تحریر فرمائے ہیں ان کے دیکھنے کے بعد ہر شخص کو خواہ وہ عالم ہو یا جاہل پورا اطمینان ہو جاتا ہے اور مرزا قادیانی کی تحریرات یا کسی بری صحبت سے جو تاریکی اس کے دل میں آ گئی ہے وہ ان کچی اور خیر خواہانہ تحریرات کے نور سے بالکل محو ہو جاتی ہے اور دیکھنے والا بے ساختہ پکار اٹھتا ہے۔ ”جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً“ حضرت مولانا ممدوح نے نصحاء للمسلمین اول فیصلہ آسمانی لکھا

جس کے اس وقت تک تین حصے مرزا قادیانی اپنے دعویٰ مہدییت اور مرزا قادیانی نے جو نہایت عظیم الشان نکاح کی پیشین گوئی کی تھی، برای پیٹ اس پیشینگوئی کے ہر پہلو پوری نہیں ہوئی اور یہ پیشینگوئی جھوٹ میں مرزا قادیانی کی تمام طمع کا پورا مرزا قادیانی کے اقوال اور اقرارات جس میں مرزا قادیانی کے بعد تیسرا حصہ اور تیزی ربانی میں قرآن اور احادیث اور اجماع امت اس کو ثابت کیا ہے۔ ان رسائل کے ضرورت نہیں اور خود غرض ہو اور پھر ضرورت نہیں لیکن حسب ارشاد جناب ممدوح مدظلہ العالی ہے کیونکہ مرزا قادیانی کی شورش و غل تھا اور نہایت پر زور لفظوں جب غلط ہوئیں اور واقعات کے جماعت قادیانی کی ہو گئی تو مرزا قادیانی نے مرزا قادیانی نے وقت مقرر کیا لیکن یہ پیش گوئی چونکہ صاف روز روشن تھا جس کو تلمذ اقرار کرنا پڑا کہ ”اس وعید کی معیاد ہو لیکن اس اقرار کے ثابت کرنا چاہا ہے کہ خدا بھی جھوٹ وقت پر عذاب کے نازل ہونے کی چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں ”جیسا

جس کے اس وقت تک تین حصہ ہیں پہلے حصہ میں نہایت روشن طریقہ سے دکھایا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ مہدییت اور مسیحیت وغیرہ میں سچے نہ تھے اور اس دعوے کے ثبوت میں مرزا قادیانی نے جو نہایت عظیم الشان نشان پیش کیا تھا یعنی مرزا احمد بیگ کی بڑی لڑکی سے اپنے نکاح کی پیشین گوئی کی تھی اور اسی پیشین گوئی کو اپنے جھوٹ و سچ کا معیار قرار دیا تھا۔

اس پیشین گوئی کے ہر پہلو کو صاف اور روشن کر کے دکھایا ہے کہ یہ کسی طرح سے سچی اور پوری نہیں ہوئی اور یہ پیشین گوئی جھوٹ کا گندہ وسیعہ ہے جس میں سچائی کا رانچ تک بھی نہیں۔ اور اس میں مرزا قادیانی کی تمام مع کار یوں کی قلعی کھوں سے اور دوسرے حصہ میں یہ اجازت دیا ہے کہ مرزا قادیانی کے اقوال اور اقرا رات کو ان کے کذب و آئینہ خیمہ پر ہے۔

جس میں مرزا قادیانی کی اصلی صورت روز روشن کی صراحت صاف نظر آتی ہے۔ اس کے بعد تیسرا حصہ اور تیسری بابائی میں خدا کے پاک کا کذب اور وعدہ خلافی کی آلودگی سے پاک ہونا قرآن اور احادیث اور اجماع امت اور ائمہ عقلیہ سے ثابت کیا ہے، اور ہر معیار صداقت میں ثبوت اس کو ثابت کیا ہے۔ ان رسائل کے بعد اس مادہ پرستی میں راسخ کے طالبوں کے لئے انصاف کی ضرورت نہیں اور خود غرض ہوا پرستوں باطل کے طالبوں کے لئے آفتاب کی روشنی بھی ناکافی ہے لیکن حسب ارشاد جناب مدوح میں نے ان اوراق میں حضرت یونس علیہ السلام کی پیش گوئی پر روشنی، الی ہے کیونکہ مرزا قادیانی کی بعض وہ الہامی پیش گوئیاں جن کا تمام جماعت قادیانیہ میں شور و غل تھا اور نہایت پر زور لفظوں میں اور بڑے وثوق اور یقین کے ساتھ ان کا اشتہار دیا گیا تھا جب غلط ہوئیں اور واقعات کے باقہوں نے اس تسلیبی اور بناوٹی پردے کی دھجیاں اڑائیں اور جماعت قادیانیہ بھی بکی ہوئی تو مرزا قادیانی نے اس پر فریب اور دجل کی سوئی سے رفو کیا۔

مرزا قادیانی نے مرزا احمد بیگ کے دہاد کے مرنے کی پیش گوئی کی اور اس موت کے لئے وقت مقرر کیا لیکن یہ پیش گوئی جھوٹی ہوئی اور وقت مقررہ پر پوری نہ ہوئی اور اس کا جھوٹا ہونا چونکہ صاف روز روشن تھا جس کو تبلیغ کی سیاہی کا پردہ بھی نہ چھپا سکتا تھا مجبوراً مرزا قادیانی کو یہ اقرار کرنا پڑا کہ ”اس وعید کی معیاد میں تخلف ہو گیا۔“ (انجام آجہم ص ۲۹ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۱۵۷) لیکن اس اقرار کے ساتھ ہی مرزا قادیانی نے ایک دستاویز پیش کی ہے جس سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ خدا بھی جھوٹی پیش گوئی کر دیتا ہے اور نبی کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو مقرر وقت پر عذاب کے نازل ہونے کی قطعی طور سے خبر دے دیتا ہے اور پھر اس وقت پر عذاب نہیں آتا چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں ”جیسا کہ یونسؑ کی قطعی طور سے چالیس دن تک عذاب نازل ہونے

ن لیں گے اور اگر وہ نبی نہیں تھے تو پھر صلی کام ہے یعنی گمراہ کو راہ دکھانا اور نور یا اور کتنے بے راہوں کو راستہ پر لگایا اور وہ مسلمانو! اگر سچائی اور انصاف سے غور کرو پھر تم بھی وہی فیصلہ کرو گے جس کی خبر خود سب سمجھو کہ نبی کی بڑی نشانی اور اس کے کے افعال ہیں جس کا قول، فعل، حال اور ہے اور تمہیں انصاف کرو کہ جو اپنے اقوال یا شخص نبی، مہدی، مسیح کے گرامی عہدہ کا ن کا طالب اس کا جواب نفی میں دے گا۔

برہ اس کے سچائی کے لئے دلیل ہیں۔ دیکھو ت اختیار فرمائی۔ مسجد خام کھجور سے پٹی ہوئی نو کا استعمال فرماتے اور وہ بھی بلا چھانے بوت پر پیش کریں جس طرح رسول ﷺ اسی طرح مرزا قادیانی کے اقوال اور افعال ہیں اور اب اس مقابلہ کے بعد کسی تحریر کے پر بھی ان بھولے بھالے مسلمانوں کے نفع و واقف نہیں ہمارے علماء نے تحریروں اور مانوں کو مطلع کیا خصوصاً مولوی انوار اللہ ے میں قابل دید کتاب ہے اور حال ہی میں اسید العلماء والمجد دین مولانا ابوالاحد رحمانی کے متعلق تحریر فرمائے ہیں ان کے دیکھنے جاتا ہے اور مرزا قادیانی کی تحریرات یا کسی ان سچی اور خیر خواہانہ تحریرات کے نور سے ”جاء الحق وزهق الباطل ان صحاء للمسلمين اول فيصلا آسمانی لکھا

کا مدعا دیا تھا اور وہ قطعی وعدہ تھا جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں تھی جیسا کہ تفسیر کبیر صفحہ ۱۶۲ اور امام بیہقی کی تفسیر درمنثور میں احادیث صحیحہ کی رو سے اس کی تصدیق موجود ہے۔

(انجام آتم ص ۳۰ حاشیہ خزائن ج ۱ ص ۳۰)
اور اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ”قرآن اور تورات کی رو سے بھی یہ امر بتواتر ثابت ہوتا ہے کہ وعید کی معیاد توبہ اور خوف سے مل سکتی ہے۔“ (انجام آتم ص ۲۹ حاشیہ خزائن ج ۱ ص ۲۹)
مرزا قادیانی نے یہاں اول یہ دعویٰ کیا ہے کہ قوم یونس کے لئے خدا نے چالیس دن تک عذاب آنے کا قطعی بدلہ کسی شرط کے وعدہ کیا تھا اور اس دعویٰ میں تفسیر کبیر اور درمنثور سے احادیث کو پیش کیا ہے۔ دوسرا دعویٰ یہ کیا ہے کہ وعید کی معیاد توبہ اور خوف سے مل سکتی ہے اور اس دعویٰ کو متواترات سے کہا ہے اور نیز یہ کہ یہ امر قرآن اور تورات سے ثابت ہے۔

مرزا قادیانی نے پہلے دعویٰ کے اثبات میں یہ سخت دھوکا کھایا کہ اس کے ثبوت میں جو احادیث تفسیر کبیر اور درمنثور سے نقل کی ہیں۔ ان کی صحت کا دعویٰ کیا کیونکہ اب تو ان کو بجز ناکامی اور رسوائی اور افتراء کے کچھ حاصل نہ ہوگا اس سے یہ بہتر تھا کہ مرزا قادیانی اس کے ثبوت میں اپنا البم اور وجہ پیش کرتے اور یہ دلیل جماعت قادیانیہ کے لئے غالباً قابل اطمینان اور مخالفین کے لئے مسکت ہوتے اور مرزا قادیانی اور ان کے اذناب کو یہ کہنے کا موقع ملتا کہ مرزائی سفید الہام کے سامنے کسی حدیث اور آیت سے استدلال صحیح نہیں۔

مرزا قادیانی نے تو اپنے اس سپید اور چمکتے ہوئے الہامات کی چادر کو اکثر جگہ جھوٹ کی گند و ناپاک ذخیرہ پر ڈال کر چمکایا ہے معلوم نہیں وہ کیوں اپنے اور اپنے ملہم الہ کی سنت مستمرہ قدیمہ کو جس میں جھوٹ جیسی ناپاک شے اور خلاف وعدہ اور جال و فریب سب ہی ثواب ہے جھوڑ کر بدل میں آ پھنسے اور ہلاک ہوئے۔ اے جماعت قادیانیہ یاد رکھو اور خوب سمجھو کہ تم مرزا قادیانی کے اس دعویٰ کے ثبوت میں ایک صحیح حدیث بھی تو نہیں لاسکتے۔ ”وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيراً (بنی اسرائیل: ۸۸)“ ”فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (البقرہ: ۲۴)“ ”مسلمانو! جو شخص ایک محسوس اور ظاہر اور تاریخ کی نقل میں اس قدر دلیری اور بے باکی سے جھوٹ بولے تو اس کے الہامات اور وحی پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟ جو شخص اپنی رسوائی سے منہ ڈرے جو شخص جھوٹ کو چھ کرنے سے نہ شرمائے رسول کریم ﷺ کی خواب کو جھوٹا ٹھہرائے خدا پر خلاف وعدگی کا عیب روا رکھے دھوکے فریب اور ہر ممکن کوشش سے لوگوں کا عزیز مال ان کے جیب سے لٹکوائے۔ دنیا کی حقیر رقم پر جنت کا ٹھیکہ نامہ

لکھ دے تو ایسے شخص کی نبوت جو اے جماعت قادیانی سے رو گئے اور اپنی ضد اور ہٹ نبی سے چالیس دن کا وعدہ ہرگز آنکھوں سے غشا وہ اٹھا کر دیکھ گئے؟ یا یہ خدا کی پردہ اور مہر بدستور ایمان نہ لائے گی۔ کیونکہ خدا سچا کفر و اسواء علیہم انذ و علی سمعہم و علی ابصار اب اگر ہم مرزا قادیانی کریں تو دل کے اندھے اور کالامید نہیں کہ وہ میری اس تحریر پر کہ یونس علیہ السلام کے اصل واقعہ نفع سے خالی نہیں۔ اس لئے نہ کا واقعہ لکھتا ہوں اور قرآن اور حدیث لیکن مرزا قادیانی قرآن میں اسی جدت کو کام میں باہن تو ان کو نرم ہم نے بھی یونس کے معنی بیان کرتے ہیں تاکہ بھی کرنے آتے ہیں لیکن سلف نے مرزا قادیانی کی روش اختیار مت بلکہ فرمائیں اور دیکھیں کہ جو ہیں یا جو مرزا قادیانی بیان کرنے معنی بیان کرتے ہیں اس کو غلط ہے۔ قرآن میں حضرت یونس سورہ یونس

لکھ دے تو ایسے شخص کی نبوت جس درجہ پر ہو سکتی ہے؟ اس کا فیصلہ مسلمانوں کو خود کر لو۔
اے جماعت قادیانیہ کیا میں تم سے یہ امید رکھ سکتا ہوں کہ تم انصاف کرو گے اور خدا
سے ڈرو گے اور اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے باز آؤ گے اور اگر میں یہ ثابت کر دوں کہ حضرت یونس
نبی سے چالیس دن کا وعدہ ہرگز نہیں کیا گیا اور کسی حدیث صحیح سے یہ ثابت نہیں تو کیا تم اپنے
آنکھوں سے غشا وہ اٹھا کر دیکھو گے اور کانوں کے ڈاٹ نکال کر سنو گے اور دلوں کی مہر توڑ کر سمجھو
گے؟ یا یہ خدائی پردہ اور مہر بدستور تم پر قائم رہے گی میں کہتا ہوں ضرور رہے گی اور یہ جماعت ہرگز
ایمان نہ لائے گی۔ کیونکہ خدا سچا ہے اور اس کا کلام سچا ہے۔ وہ خود فرماتا ہے۔ ”ان الذین
کفروا سواء علیہم انذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون ختم اللہ علی قلوبہم
وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوة (البقرہ: ۷۰، ۶)“

اب اگر ہم مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ان کا فریب اور دجل مہر نیمروز سے بھی روشن
کریں تو دل کے اندھے اور کان کے بہرے راستہ پر نہیں آ سکتے اور جماعت قادیانیہ سے مجھے یہ
امید نہیں کہ وہ میری اس تحریر پر کان دھرے اور غنڈے دل سے دیکھے لیکن بعض ان مسلمانوں کو جو
یونس علیہ السلام کے اصل واقعہ سے واقف ہیں ان کو یونس علیہ السلام کے قصہ سے مطلع کرنا چونکہ
نفع سے خالی نہیں۔ اس لئے نصحاء للمسلمین میں اس رسالہ میں محض حضرت یونس علیہ السلام
کا واقعہ لکھتا ہوں اور قرآن اور حدیث صحیحہ سے جو ثابت ہے اس کو بیان کرتا ہوں۔

لیکن مرزا قادیانی اور مرزائی جماعت کو اپنی قرآن دانی پر چونکہ بہت دعویٰ ہے اور
قرآن میں اسی جدت کو کام میں لاتے ہیں جو آج تک کسی نے نہیں کی اس لئے بقول شخصے آہن
باہن تو ان کو دزم ہم نے بھی یونس علیہ السلام کے واقعہ کے متعلق جو آیات قرآن میں ہیں اور اس
کے معنی بیان کرتے ہیں تاکہ مرزائیوں کو معلوم ہو اور ان کی آنکھیں کھلیں کہ جدید معنی دوسروں کو
بھی نہ آتے ہیں لیکن سلف کے معنی چونکہ اسلم ہیں اس لئے علماء نے انہیں اختیار کیا مگر مجبوراً ہم
نے مرزا قادیانی کی روش اختیار کی مگر ناظرین انصاف سے ہمارے ان معانی کو مرزا قادیانی سے
متبادلہ فرمائیں اور دیکھیں کہ جو ہم نے آیات قرآنی کے معنی کے ہیں وہ الفاظ قرآن پر زیادہ چسپاں
ہیں یا جو مرزا قادیانی بیان کرتے ہیں؟ میں جماعت مرزائی سے کہتا ہوں کہ ہم بھی قرآن کے جدید
معنی بیان کرتے ہیں اس کو غلط ثابت کریں اور کہیں کہ اس میں کیا نقصان ہے اور اس کا کیا جواب
ہے۔ قرآن میں حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ ان چار سورتوں میں ہے۔

سورہ یونس سورہ انبیاء سورہ صافات سورہ تہ نون اب میں ان

جیسا کہ تفسیر کبیر صفحہ ۱۶۲ اور
جود ہے۔

ص ۳۰ حاشیہ خزانہ ج ۱۱ ص ۳۰
سے بھی یہ امر بتواتر ثابت
۲۹ حاشیہ خزانہ ج ۱۱ ص ۲۹
کے لئے خدا نے چالیس دن
میں تفسیر کبیر اور درمنثور سے
وقف سے مل سکتی ہے اور اس
بت ہے۔

ہایا کہ اس کے ثبوت میں جو
کیونکہ اب تو ان کو بجز ناکامی
قادیانی اس کے ثبوت میں اپنا
قابل اطمینان اور مخالفین کے
واقعہ ملتا کہ مرزائی سفیدالبہام

کی چادر کو اکثر جگہ جھوٹ کی
اور اپنے ملہم الہ کی سنت مستترہ
رب سب ہی ثواب ہے چھوڑ
یاد رکھو اور خوب سمجھو کہ تم
ماکت۔ ”ولو کان
علوا ولن تفعلوا فاتقوا
مسلمانو! جو شخص ایک محسوس اور
لے تو اس کے الہات اور وحی
ت کو چھ کرنے سے نہ شرمائے
ب روار کھے دھوکے فریب اور
کی حقیر رقم پر جنت کا ٹھیکہ نامہ

چاروں مقامات کی آیات نقل کر کے جو ان سے ثابت ہوتا ہے اسے لکھتا ہوں۔
پہلی آیت

”فلو لا كانت قرية آمنت فنفعها إيمانها الا قوم يونس
لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحيوة الدنيا ومتعناهم إلى حين
(يونس: ۹۸)“ یعنی کسی آبادی کے تمام آدمی ایسے نہیں ہوئے جو اپنے نبی پر وہ سب کے سب
ایمان لانے سے مستفید ہوئے ہوں ہاں یونس نبی کی تمام قوم اس پر ایمان لائی اور ہم نے انہیں
عذاب یعنی دنیا کے چند روزہ زندگی میں رسوائی اور ذلت سے نجات دی۔ جس میں وہ قبل ایمان
لانے کے مبتلا تھے۔ اور عزت و راحت کی زندگی عطا کی گئی۔

اس آیت سے دو باتیں ثابت ہوئیں اول! یہ کہ یونس نبی کی قوم دیگر نبیوں کی قوم سے
اس امر میں ممتاز ہے کہ یہ تمام قوم یونس علیہ السلام پر ایمان لے آئی بخلاف دوسری قوموں کے کہ
وہ تمام یا بالکل یا اپنے نبی پر ایمان نہیں لائیں۔ چنانچہ قرآن میں الا قوم یونس کا لفظ اس امر پر
کافی شہادت ہے کیونکہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قوم یونس ایمان لائی۔ اور جب قوم یونس میں
کوئی تخصیص نہیں تو تمام ہی مراد ہوگی ورنہ تخصیص کے لئے کوئی دلیل ہونی چاہئے اسکے علاوہ سورہ
صافات میں ہے ”وارسلناہ الی مایة الف اویزیدون فامنوا
(صافات: ۱۷، ۱۸، ۱۹)“ یعنی یونس جس قوم کی طرف بھیجا گیا وہ تمام ایمان لے آئے اس سے
بھی معلوم ہوا کہ یونس کی تمام قوم (یعنی جس کی طرف وہ نبی بنا کر بھیجا گیا تھا) ایمان لائے
چنانچہ علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں ”والغرض انه لم يوجد قرية آمنت
بکمالها تبينهم ممن سلف من القرى الا قوم یونس (ج ۴ ص ۲۵۸)“ یعنی کوئی بستی
یونس کے قوم کے سوا ایسی نہیں ہے جو تمام اپنے نبی پر ایمان لائے ہوں۔

الغرض قوم یونس کا استثناء جو اس آیت میں ہے وہ صرف اس اختصاص اور امتیاز کی
وجہ سے ہے کہ وہ تمام بلا استثناء ایمان لائے اس کے سوا کوئی اور دوسری وجہ استثناء کی نہیں جیسا
کہ خیال ہے کہ عذاب کے وقت ایمان کا معتبر ہونا قوم یونس کا خاصہ ہے اور یہ خیال اس لئے
صحیح نہیں کہ یونس علیہ السلام کی قوم کے سوا بھی دیگر قوموں کا ایمان ایسی حالت میں معتبر ہوا ہے
جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا۔

دوسری بات جو اس آیت سے معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ قوم یونس ایمان کے پہلے ایسے
عذاب میں مبتلا تھے جس نے انہیں خوار و ذلیل بنا رکھا تھا یعنی وہ نہایت ذلیل اور خوار اور

مہتاب میں گرفتار تھے اور جب وہ ایمان
کی وجہ سے انہوں نے ہر قسم کی ترقی کی
کے یہ الفاظ لکھا امنوا کشفنا عنهم
(المنجد ص ۸۸۰ عربی) میں لفظ کشف کے معنی
اقرب الموارد میں ہے ”کشف الشئ
اس کے علاوہ خود مرزا قادیان
مدت اور وعدہ بیان کیا ہے اس میں قوم
کا یہ کہنا کہ قوم یونس پر عذاب نہیں تھا خود
قبیلہ سے ہیں۔

مسلمانو! جماعت قادیانیہ کی
حدیث سے ثابت ہو یا قرآن سے تو اس
کے موافق ہو خواہ کیسی ہی ضعیف اور کمزور
حدیث کے دو حصوں پر مختلف رائے دے
جگہ ہے، پھر کیا اس آیت میں کوئی ایسا
اور خدا نے یا یونس علیہ السلام نے پہلے
بلکہ یہاں سے تو صاف ظاہر ہے کہ قوم
اور ایمان لانے سے وہ عذاب دور ہو گیا
جماعت قادیانیہ! اگر تم اپنے اس دعوے کی
گوئی عذاب کی دی تھی تو بتلاؤ کہ اس
قرآن سے یہ پیش گوئی وعید کی ثابت
کہ امر قطعی کس دین سے ثابت ہوتا
دوسری آیت

عليه فتنادي في الظلمات
فاستجبنا له ونجيناه من
يونس عليه السلام نے ہجرت کی اور اس
میں مجھ سے فریاد کی اور کہا کہ اے

سے لکھتا ہوں۔

نفعھا ایمانھا الا قوم یونس
الدنیاو متعنا ہم البی حین
ئے جو اپنے نبی پر وہ سب کے سب
س پر ایمان لائی اور ہم نے انہیں
جات دی۔ جس میں وہ قبل ایمان

س نبی کی قوم دیگر نبیوں کی قوم سے
کی بخلاف دوسری قوموں کے کہ
الا قوم یونس کا لفظ اس امر پر
ان لائی۔ اور جب قوم یونس میں
میل ہونی چاہئے اسکے علاوہ سورہ
ویزیدون فامنوا
وہ تمام ایمان لے آئے اس سے
نا کر بھیجا گیا تھا) ایمان لائے
لم یوجد قرية آمنت
ج ۴ ص ۶۵۸) ”یعنی کوئی بستی
ول۔

رف اس اختصاص اور امتیاز کی
دوسری وجہ استثناء کی نہیں جیسا
خاصہ ہے اور یہ خیال اس لئے
ن ایسی حالت میں معتبر ہوا ہے

م یونس ایمان کے پہلے ایسے
وہ نہایت ذلیل اور خوار اور

مصائب میں گرفتار تھے اور جب وہ ایمان لے آئے تو اب ان کو دوسری زندگی عطا ہوئی اور ایمان
کی وجہ سے انہوں نے ہر قسم کی ترقی کی اور چین و آرام کی زندگی بسر کرنے لگے چنانچہ اس آیت
کے یہ الفاظ لما امنوا کشفنا عنهم العذاب اس پر صاف طور سے دلیل ہیں کیونکہ لغت عربی
(المجد ص ۸۸۰ عربی) میں لفظ کشف کے معنی کسی موجودہ شے کے بنانے اور زائل کرنے کے ہیں۔
اقرب الموارد میں ہے ”کشف الشی ای رفع عنه ما یواریه یعطیہ“
اس کے مددہ خود مرزا قادیانی نے تفسیر کبیر کی جس حدیث صحیح سے چالیس روز کی قطعی
مدت اور وعدہ بیان کیا ہے اس میں قوم یونس پر عذاب ہونا مذکور ہے تو ایسی حالت میں کسی قادیانی
کا یہ کہنا کہ قوم یونس پر عذاب نہیں تھا خود مرزا قادیانی کی تکذیب ہے اور نو من بعض و علف بعض کے
قبیلہ سے ہیں۔

مسلمانو! جماعت قادیانیہ کو دیکھو کہ ان کی خواہش اور ہوس کے جو خلاف ہو خواہ وہ
حدیث سے ثابت ہو یا قرآن سے تو اسے ردی بنا کر پس پشت ڈال دیتے ہیں اور جو ادنیٰ و مساوی
کے موافق ہو خواہ کسی ہی ضعیف اور کمزور آواز کیوں نہ ہو، اسے مہر نمرود بنا دیتے ہیں اور ایک ہی
حدیث کے دو حصوں پر مختلف رائے دیتے ہیں۔ خیال کرو کہ قوم یونس پر عذاب کا بیان صرف اسی
جگہ ہے ”پھر کیا اس آیت میں کوئی ایسا لفظ ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ عذاب کی وعید کے بعد تھا
اور خدا نے یا یونس علیہ السلام نے پہلے سے انہیں وعدہ دے دیا تھا اور انہیں منتظر بنا رکھا تھا ہرگز نہیں
بلکہ یہاں سے تو صاف ظاہر ہے کہ قوم یونس پہلے سے دنیا کی ذلت و رسوائی کے عذاب میں مبتلا تھی
اور ایمان لانے سے وہ عذاب دور ہو گیا اس کے ساتھ یہاں نہ کسی وعید کا پتہ ہے نہ وعدے کا۔ اسے
جماعت قادیانیہ اگر قرآن میں اس دعویٰ میں سچے ہو کہ یونس نبی علیہ السلام نے بذریعہ وحی کے پیش
گوئی عذاب کی وہی تھی تو بتلاؤ کہ اس میں کونسا وہ لفظ ہے جس سے یہ پیشگوئی معلوم ہوا، اور اگر
قرآن سے یہ پیشگوئی وعید کی ثابت نہیں تو پھر کیا محض احادیث سے قطعی وعید ثابت ہوگی یہ تو کہو
کہ امر قطعی کس دلیل سے ثابت ہوتا ہے؟

دوسری آیت۔ ”ذوالنون اذ ذهب مغاضبا فظن ان لن یقدر
علیه فننادی فی الظلمات ان لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین
فاستجینا له ونجیناه من الغم وكذلك ننج المؤمنین (انبیاء: ۸۷، ۸۸)“ یعنی
یونس علیہ السلام نے ہجرت کی اور اس خیال سے کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے۔ اس نے مصیبت
میں مجھ سے فریاد کی، اور کہا کہ اے قدس یتا پاک اور بے عیب تو ہی ہے اور میں تو قصور وار ہوں

تب ہم نے اس کی فریاد سنی اور اس کے رنج و غم کو دور کیا اور ایمان والوں سے ہم ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں۔

اس آیت میں مغاضبہ کے معنی مراغما یعنی مہاجراء کے ہیں چنانچہ (تاج العروس ج ۲ ص ۲۸۹) میں ہے۔ ”غاضبة راغمة وبہ فسر قوله وذالنون اذ ذهب مغاضباً ای مراغماً لقومه“ (لسان العرب ج ۱۰ ص ۷۸) میں ہے ”غاضبه راغمة“ (تاج العروس ج ۱ ص ۲۹۵) میں ہے۔

وارغمهم نابذهم وخرج عنهم ومجرهم وعاداهم“ (لسان العرب ج ۵ ص ۲۶۰) میں ہے۔ ”وراعمهم هجرهم“ بعض نے اس کے یہ معنی بھی کئے ہیں کہ یونس علیہ السلام خدا پر غصہ ہو کر بھاگے لیکن جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ خدا پر غصہ تو عام مسلمان کی شان سے بعید ہی نہیں بلکہ کفر ہے اور یونس علیہ السلام تو نبی تھے ان کی طرف ایسے خیال سے بھی جسم پر لرزہ آتا ہے اور دل کا پتلا ہے اور دیکھو مرزا قادیانی ہی (انجام آخر ص ۲۲۶ خزائن ج ۱ ص ۱) میں بھی لکھتے ہیں۔ ”ولا یلیق لاحدان بغضب علی رب العالمین“ ”ہچکس رانمی سر د کہ بر خدائے تعالیٰ خشمناک شود“ یعنی کسی کو خدا پر غصہ کرنا درست نہیں۔

اے جماعت قادیانیہ! بتلاؤ تو جب تمہارے پیغمبر کے نزدیک عامی شخص کو بھی خدا پر غصہ سزاوار نہیں تو پھر اپنے پیغمبر کو کیا کہو گے جو وہ یہ کہتا ہے کہ ”لاجل ذلك ذهب یونس مغاضباً من حضرة الکبریا“ (انجام آخر ص ۲۲۵ خزائن ج ۱ ص ۱) یعنی اسی لئے یونس نے خدا پر غصہ کیا۔

کیا مرزا قادیانی کے نزدیک یونس علیہ السلام نبی نعوذ باللہ عامی سے بھی گہرے ہوئے تھے۔ جو خدا پر غصہ کیا یہاں حلف نباشد کی مثال نہایت چسپاں ہوتی ہے اصل یہ ہے کہ ایسے لکھنے سے خود مرزا قادیانی کا ضمیر ان پر مدامت کرتا ہوگا اور حقیقت یہ ہے جو کچھ مرزا قادیانی نے حضرت یونس علیہ السلام کے شان میں لکھا ہے وہ واقعات نہیں بلکہ یہ ان کی دلی کیفیت کا آئینہ ہے لیکن یاد رہے کہ کوئی شخص اپنے تلخیصات کی سیاہی سے سچائی کی روشنی کو نہیں چھپا سکتا۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن کے کسی حرف سے اس کا رائج ہی نہیں ملتا کہ خدا نے یونس علیہ السلام نبی سے عذاب کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن مرزا قادیانی اپنے جھوٹ پر روغن قازل کر اسے یوں چمکاتے ہیں کہ جب خدا نے یونس علیہ السلام سے وعدہ کیا اور پھر وعدہ خلافی کی تو یونس خدا پر غصہ ہوا اور اپنی جہنمی سے ہمت اور راستی کو چھوڑ دیا۔

”ولما ترك یونس بسو“ (خزائن ج ۱ ص ۱) میں پڑھو۔

مرزا قادیانی نے اپنی بات بنا کر کرنے والا ٹھہرایا۔ (معاذ اللہ)

ناظرین! ذرا انصاف اور ایمان الہامات کو ملاحظہ فرمائیں کہ ایک نبی برگزیدہ کیا جا سکتا ہے اور کیا انبیاء جو لوگوں کیلئے آلودگیوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں؟ ”والله تیسری آیت

۳ ”وان یونس

المشحون . فساهم فکان من الم

انه کان من المسبحین . للبت

وهو سقیم . انتبنا علیہ شج

او یزیدون . فامنو فمتعنهم الی حد

یعنی یونس علیہ السلام بلاشبہ ا

آیا اور باہم قرعہ اندازی ہوئی پھر یونس عل

السلام کے ضمیر نے اسے ملامت کی۔ یونس

تو وہ قیامت تک یہاں ٹھہرا رہتا۔ لیکن

میدان میں درخت کے سایہ تلے پہنچایا او

یونس علیہ السلام کو ایک لاکھ سے زائد کی طر

تک ہم نے انہیں نفع پہنچایا۔

ادحاض متعدی ہے جس کے

خدا تعالیٰ کو بھی دخل ہے اس لئے یہاں یونس

طرف نسبت نہیں کیا گیا بلکہ یہ فعل خدا نے

یعنی مفعول قرار دیا اور یونس علیہ السلام کی

”ولما ترك يونس بسوء فهم الاستقامة والاستقلال قوااتهم“ (ص ۲۲۵ خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۱۱) میں پڑھو۔

مرزا قادیانی نے اپنی بات بنانے کے لئے یونس علیہ السلام کو کج فہم گمراہ خدا سے غصہ کرنے والا ٹھہرایا۔ (معاذ اللہ)

ناظرین! ذرا انصاف اور ایمان اور خوف خدا کی روشنی میں مرزا قادیانی کے ان الہامات کو ملاحظہ فرمائیں کہ ایک نبی برگزیدہ راستی کا ستون ہدایت کا چشمہ انہیں اوصاف سے یاد کیا جا سکتا ہے اور کیا انبیاء جو لوگوں کیلئے آفتاب ہدایت بن کر چمکتے ہیں انہیں کثافات اور آلودگیوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں؟۔ ”والله ما يقولون الا كذباً“

تیسری آیت

۳۔ ”وان يونس لمن المرسلين . اذا ابق الى الفلك المشحون . فساهم فكان من المدحضين . فالتقمه الحوت وهو مليم فلولا انه كان من المسبحين . للبت في بطنه الى يوم يبعثون . فنبتذنه بالعرآء وهو سقيم . انتبنا عليه شجرة من يقطين وارسلنه الى مائة الف اويزيديون . فامنو فمتعنهم الى حين (صافات: ۱۳۹ تا ۱۴۸)“

یعنی یونس علیہ السلام بلاشبہ اپنے عہد رسالت میں ایک بھری ہوئی کشتی پر بھاگ کر آیا اور باہم قریب اندازی ہوئی پھر یونس علیہ السلام پھسلا اور مچھلی اسے نگل گئی جس پر یونس علیہ السلام کے ضمیر نے اسے ملامت کی۔ یونس علیہ السلام اگر عبادت گزار بندوں میں سے نہ ہوتا تو وہ قیامت تک یہاں ٹھہرا رہتا۔ لیکن ہم نے اسے اس سے نجات دی اور خشکی کے ایک میدان میں درخت کے سایہ تلے پہنچایا اور وہ نہایت ہی ضعیف بیمار کی طرح ہو گیا تھا۔ ہم نے یونس علیہ السلام کو ایک لاکھ سے زائد کی طرف بھیجا اور وہ تمام اس پر ایمان لائے اور ایک زمانہ تک ہم نے انہیں نفع پہنچایا۔

احاض متعدی ہے جس کے معنی از لاق کے ہیں اور انسان کے افعال میں چونکہ خدا تعالیٰ کو بھی دخل ہے اس لئے یہاں یونس علیہ السلام کے پھسلنے اور لغزش کو خود یونس علیہ السلام کی طرف نسبت نہیں کیا گیا بلکہ یہ فعل خدا نے اپنی طرف نسبت کیا اور یونس نبی کو مدح صحت سے ٹھہرایا یعنی مفعول قرار دیا اور یونس علیہ السلام کی طرف نسبت کی تاکہ معلوم ہو کہ یہ امر خدا کے حکم اور

اور ایمان والوں سے ہم ایسا ہی معاملہ

براء کے ہیں چنانچہ (تاج العروس ج ۲ ص ۱۱۱۱) وذلنون اذ ذهب مغاضباً ای غاضبہ راغمہ“ (تاج العروس ج ۲ ص ۱۱۱۱)

ہم وعاد اہم“ (سان العرب ج ۵ ص ۱۱۱۱) کے یہ معنی بھی کئے ہیں کہ یونس علیہ السلام پر غصہ تو عام مسلمان کی شان سے بعید ہے ایسے خیال سے بھی جسم پر لرزہ آتا ہے (ص ۲۲۶ خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۱۱) میں بھی لکھتے ہیں ”ہچکس رانمی سر دکہ سر کرنا درست نہیں۔“

غیر کے نزدیک عامی شخص کو بھی خدا پر ”لاجل ذلك ذهب يونس“ (خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۱۱) یعنی اسی لئے یونس

باللہ عامی سے بھی گرے ہوئے ہوں ہوتی ہے اصل یہ ہے کہ ایسے لکھنے یہ ہے جو کچھ مرزا قادیانی نے حضرت ان کی دلی کیفیت کا آئینہ ہے لیکن یاد فی کو نہیں چھپا سکتا۔ میں کہتا ہوں کہ یونس علیہ السلام نبی سے عذاب کا وعدہ سے یوں چمکاتے ہیں کہ جب خدا نے راپر غصہ ہوا اور اپنی جہنمی سے ہمت

ارادے سے ہوا لیکن ہم نے ترجمہ میں حال بیان کیا ہے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ یونس علیہ السلام دریا میں گرائے گئے اور قصد نہیں کرتے ورنہ ان پر اقدام قتل اور خودکشی کا جرم عائد ہوگا اور یہ عام مسلمان سے بھی بعید ہے اور وہ تو نبی تھے بلکہ لفظ مدحیین سے تو صاف معلوم ہوا کہ یہ فعل یونس علیہ السلام کا تھا ہی نہیں اور ان سے قصد اور بالاختیار ایسا نہیں ہوا تھا اور جب کہ خودکشی حرام ہے اور سخت گناہ ہے اور قانوناً بھی اتنا برا جرم ہے کہ اس کے لئے سخت سے سخت سزا ہے تو پھر کسی نیک دل خدا پرست کے خیال میں اس قسم کا وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ یونس علیہ السلام نے خودکشی کی ہوگی اور ایک اولو اعزم برگزیدہ خصوصاً نبی۔ کیا اتنے بھاری ارتکاب جرم اور گناہ کا ارتکاب کرے گا اور کیا جو شخص دنیا سے جرائم اور برائی کے مٹانے اور محو کے لئے آئے اور خلق کا سرچشمہ ہدیت اور صلاح اور تقویٰ اور نیکی کا علمبردار ہو تو وہ خود بھی جرائم کی نجاست سے آلودہ ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں میرا اور تمام اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء معصوم ہیں اور ان کی عقل ان کے عمل پر حاکم ہے اس لئے ان سے کسی گناہ کا ہونا ناممکن ہے۔ اب مرزا قادیانی کی رام کہانی اور وسوسہ شیطانی سنئے آپ (انجیم آتم کے ص ۲۷، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۷) میں فرماتے ہیں۔ ”و ماراتی طریقاً یختارہ فالقہ نفسہ فی البحر الذخار وہیچ راہے ندید کہ آنرا اختیار کند ناچار خویش را بدریاد راند اخت“ یعنی مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ یونس نے اس کے لئے لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے اور طعن اور تشنیع کریں گے خودکشی کی اور دریا میں گر پڑے جماعت قادیانیہ سے یہاں میں چند باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

..... اگر واقعی یونس علیہ السلام سے خدا نے عذاب کا وعدہ کیا تھا اور انہوں نے خدا کے اس وعدہ کے موافق لوگوں کو عذاب کی خبر دی تھی جیسا کہ مرزا قادیانی کہتے ہیں تو یونس علیہ السلام اس خبر میں صادق اور نہایت صاف تھے اور واقع میں وہ جھوٹ کی آلودگی سے پاک تھے اور یہ امر ظاہر ہے کہ جس کو خود یونس علیہ السلام بھی جانتے ہوں گے اور انبیاء کیا بلکہ ہر خدا پرست کی یہ کوشش ہوتی ہے بلکہ یہی اس کا اعلیٰ مقصد ہے کہ اس کا معاملہ خدا سے صحیح اور درست رہے۔ خواہ دنیا کے لوگ کچھ کہیں وہ ان کی کہنے سننے کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے۔ ”لایخافون لومة لائم“ (مائتہ: ۵۴) ”ان کی ادنیٰ صفت ہے صلحاء اور انبیاء اور خدا پرستوں کے واقعات اس پر شاہد عدل ہیں کہ اوپر نیچے اتہام لگائے گئے جادوگر، کذاب، مفتری وغیرہ وغیرہ خطابات سے یاد کئے گئے۔

کیا دنیا میں کوئی ایسا نبی بنایا یہ تو عوام جہال، کفار، خیال سے کہ کفار انہیں ط کے قبل یہ لوگ یونس علیہ السلام کیونکر ان الفاظ ایسا شخص جو برے الفاظ اسلام پر الزام نہیں بلکہ

۲ عادت قدیمہ حضرت بار ہوتیں اور چونکہ یہ سنت ضرور نہیں ہوتا کہ شرط سنت اللہ کے مخالف ہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۰) مستمرہ بلکہ متواترہ اور بار اس وعید کو ایسا قطعی سمجھ ج ۱۱ ص ۱۱۷) میں لکھتے المعیاد“ اور کیوں تا کہ دوسرے وقت پر کیونکہ خدا نے سنت قد میں یونس علیہ السلام اول تو یہ امر نہایت ہی قدیمہ ہو مگر یونس علیہ السلام یہ امر ہے کہ جب یونس کر دیا تا کہ یونس علیہ جماعت قادیانیہ کو جو

کیا دنیا میں کوئی ایسا نبی ہوا ہے جس پر اس کی قوم نے اتہام نہیں لگایا اور طعن نہیں کیا جھوٹا نہیں بنایا یہ تو عوام جہل، کفار، فساق کی سنت قدیمہ ہے پھر یہ تعجب ہے کہ یونس علیہ السلام نے محض اس خیال سے کہ کفار انہیں طعن کریں گے جھوٹا کہیں گے خود کشی کی۔ کیا بخیاں مرزا قادیانی اس واقعے کے قبل یہ لوگ یونس علیہ السلام پر طعن نہیں کرتے تھے اور ان کی تکذیب نہیں کی پھر اس وقت یونس علیہ السلام کیونکر ان الفاظ کے متحمل ہوئے؟ مرزا قادیانی خدا سے ڈر کے اور ایمان سے تو کہیے کہ ایسا شخص جو برے الفاظ کا بھی متحمل نہ ہو سکے۔ وہ نبوت کے بارگراں کا اہل ہے؟۔ یہ تو یونس علیہ السلام پر الزام نہیں بلکہ خدا پر ہے۔ بقول شخصے چند یں سال خدا کی کردی وگا وخررا نشا ختی۔

۲..... وعید کی پیشین گوئی کا تو بہ اور استغفار سے مل جانا اگر سنت اللہ ہے اور عادت قدیمہ حضرت باری جل اسمہ کی ہے اور تحویف اور انداز کی معیہ میں تقدیر مہم کی طرح نہیں ہوتیں اور چونکہ یہ سنت اللہ مستمرہ اور قدیمہ ہے اس لئے انداز اور تحویف کے الہامات میں کچھ ضرور نہیں ہوتا کہ شرط کے طور پر اس سنت اللہ کا الہام میں بھی ذکر کیا جائے کیونکہ کوئی الہام اس سنت اللہ کے مخالف ہو ہی نہیں سکتا۔ جیسا مرزا قادیانی کے اشتہار مورخہ ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۰) میں ہے تو پھر ہم پوچھتے ہیں کہ یونس علیہ السلام کو اس سنت اللہ اور عادت مستمرہ بلکہ متواترہ اور بدیہی کا علم تھا یا نہیں۔ اگر علم تھا تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ یونس علیہ السلام نے اس وعید کو ایسا قطعی سمجھ لیا جس میں تخلف ممکن نہیں جیسا مرزا قادیانی (انجام آختم کے ص ۲۲۷، خزائن ج ۱ ص ۱۱) میں لکھتے ہیں۔ ”استیقن ان العذاب قطعی لا یرد وانه سیقع فی المعیاد“ اور کیوں یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو وعید کی خبر دیتے وقت اس سنت اللہ کو بیان نہ کیا تا کہ دوسرے وقت پر جھوٹ کے الزام سے بچنے اور کس لئے یونس علیہ السلام نے خدا پر غصہ کیا کیونکہ خدا نے سنت قدیمہ مستمرہ کے موافق جس کا علم یونس علیہ السلام کو تھا اس وعید کو ناں دیا پھر اس میں یونس علیہ السلام کے غصہ کی کوئی وجہ نہیں اور اگر اس سنت قدیمہ مستمرہ متواترہ کا علم یونس کو نہ تھا تو اول تو یہ امر نہایت ہی حیرت خیز ہے کہ جس کا علم مرزا قادیانی کو ہوا اور سنت اللہ ہوا اور خدا کی عادت قدیمہ ہو مگر یونس علیہ السلام جیسے برگزیدہ نبی کو اس کا علم نہ ہوا! للجب! مگر اس پر بھی دریافت طلب یہ امر ہے کہ جب یونس علیہ السلام کو اس کا علم نہ تھا تو خدا نے کیوں وعید کے وقت اس سنت کا ذکر نہ کر دیا تا کہ یونس علیہ السلام اس رسوائی اور ذلت سے بچتے اور خود کشی نہ کرتے، وائے بر حال جماعت قادیانیہ کو جو سنت مستمرہ ہو، عادت قدیمہ ہو۔ جس کا ذکر تمام کتابوں میں ہوا اور تمام الہام

ئے گئے اور قصدا نہیں گئے ورنہ
میں یعید ہے اور وہ تو نبی تھے بلکہ
نہا ہی نہیں اور ان سے قصدا اور
ہے اور قانونا بھی اتنا برا جرم ہے
ت کے خیال میں اس قسم کا وہم
لو العزم برگزیدہ خصوصاً نبی۔ کیا
س دنیا سے جرائم اور برائی کے
رتقوی اور نبی کا علمبردار ہو تو وہ
میر اور تمام اہل سنت کا یہ عقیدہ
لئے ان سے کسی سناہ کا ہونا ناممکن
انجام آختم کے ص ۲۲۷، خزائن ج ۱
نفسه فی البحر الذخار
ن رابد ریاد راند اخت
مجھے جھوٹا کہیں گے اور طعن اور
سے یہاں میں چند باتیں معلوم

ب کا وعدہ کیا تھا اور انہوں نے
قادیانی کہتے ہیں تو یونس علیہ
س کی آلودگی سے پاک تھے اور
نبیاء کیا بلکہ ہر خدا پرست کی یہ
سے صحیح اور درست رہے۔ خواہ
”لا یخافون لومة لائم
س کے واقعات اس پر شاہد عدل
رہ خطابات سے یاد کئے گئے۔

اس سنت کے موافق ہوں۔ پھر یونس نبی کو نہ خود اس کا علم ہوا اور نہ خدا ہی اس کو بتلائے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یونس علیہ السلام لوگوں میں جھوٹے ٹھہریں اور خود کشی کریں۔ ”نعوذ باللہ من ذلک الہفوات والخرافات“

۳..... مرزا قادیانی نے یونس علیہ السلام کی نقل تو کی لیکن میں کہتا ہوں کہ ناقص رہی اس لئے کہ یونس علیہ السلام تو وعید کی پیشین گوئی ٹل جانے پر محض اس خیال سے کہ ان کی قوم طعن و تشنیع کرے گی اور جھوٹا ٹھہرائے گی دریا میں ڈوب گئے اور مرزا قادیانی نے تو ایسا نہ کیا باوجودیکہ قوم نے ان کو جھوٹا دغا باز، مکار، نفس پرست، بندہ شہوت دریا شرم و خیا میں بھی نہ ڈوبے سب کچھ کہہ دیا۔

۴..... ”ولا تکن کصاحب الحوت . اذنادی وهو مکظوم . لولا ان تدارکہ نعمۃ من ربہ لنبذ بالعراء وهو مذموم فاجتبه ربہ فجعلہ من الصالحین (القلم: ۸، تا ۱۰)“ اور تم یونس کی طرح نہ ہو جب کہ اس نے مصیبت میں فریاد کی اگر خدا اس پر رحم نہ فرماتا تو وہ میدان میں کس میری کی حالت میں پڑا رہتا لیکن اس کے رب نے اسے نواز اور صالحین سے بنادیا۔

قرآن میں ان چار مقام میں حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر ہے ان آیات سے جو امر معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یونس بھی مثل دیگر رسولوں کے خدا کے رسول تھے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مخصوص کیا اور صالحین سے ٹھہرایا۔ یونس علیہ السلام نے اپنی جگہ سے ہجرت کی اور راستہ میں ایک ایسی کشتی پر پہنچے جو بھری ہوئی تھی اور چونکہ اس میں جگہ کم بنی اور آدمی زیادہ لہذا رفع نزاع کے لئے اس پر سوار ہونے کے لئے باہم قرعہ ڈالا گیا۔ اور یہ ٹھہرا کہ جس کا نام قرعہ میں آئے وہ سوار ہو۔ اس میں یونس پھسل کے دریا میں جا گرے اور پھلی ان کو کھا گئی۔ اس وقت یونس علیہ السلام نے خدا کے ساتھ حسن ظن کیا اور یہ سمجھا کہ خدا مجھ پر سختی نہ کرے گا اور وہ ضرور مجھے اس مصیبت سے رہائی بخشے گا یہ سمجھ کر خدا سے فریاد کی اور حمد و ثناء کے بعد اپنے عجز اور اس کی قدرت کا اظہار کیا اس پر خدا نے اپنی رحمت سے انہیں خشکی میں درخت کے سایہ میں پہنچا دیا اگر خدا اس وقت اپنا رحم نہ کرتا تو بظاہر کوئی صورت یونس علیہ السلام کے بچنے کی نہ تھی کیونکہ وہ تو ہلاک ہو ہی چکے تھے۔ پھر خدا نے ایک لاکھ سے زائد کی طرف ان کو بھیجا تاکہ ان کو خدا کے احکام پہنچائیں اور یہ قوم قسم قسم کے مصائب اور تکالیف دنیاوی اور ذلت و رسوائی میں گرفتار تھی۔ لیکن جب ایمان لے

آئے تو خدا تعالیٰ نے ان تمام مصائب راحت کی زندگی عطا فرمائی۔ مفسرین کو اس طرف مچھلی کے واقعے کے بعد میں گئے مچھلی کا واقعہ قبل کا ہے لیکن زیادہ علماء کی رائے یہ ہے کہ یونس علیہ السلام اس کے قبل اپنی قوم کی طرف بھیجے اس کے متعلق ہیں اگر ان کی سندوں پر بجائے خود اس شہادت کے ناکافی ہونے یونس علیہ السلام کا دریا میں دوسرے لوگوں نے ان کو دربار میں چھوڑا اور حضرت یونس علیہ السلام کا یہ گریہ و زاری اندیشہ ہوا۔ نہ اختیار، جیسا مرزا قادیانی کامل تائید ملتی ہے کہ وہ لغزش سے گرے امر پر بھی روشنی نہیں ڈالی کہ مچھلی سے یونس علیہ السلام کی حدیثوں کو باور کرنے۔ کہاں سے حاصل کی گئی اور لائق اعتبار کا اختلاف ان کے ضعیف ہونے کی کافریہاں پر یہ امر زیادہ توجہ کے کیا صورت ہوئی۔ اس میں جب ہم قرعہ کے قانون کو پڑھتے ہیں تو وہ جس نتیجہ اور اس نتیجہ سے پہلے مجھے ارسال رسل کے یہ امر تو ظاہر ہے کہ انبیاء مبعوث کئے گئے۔ جس قوم میں فساد اخلاق اور تمدن دونوں کا ان میں نشانہ بتلائے عذاب کون ہو سکتا ہے اور ان کہ انسان کی زندگی چوپاؤں سے بھی

آئے تو خدا تعالیٰ نے ان تمام مصائب و رسوائی وغیرہ کو ان سے دور کیا اور پھر مہابت جبین اور راحت کی زندگی عطا فرمائی۔ مفسرین کو اس بارے میں اختلاف ہے کہ یونس علیہ السلام اپنی قوم کی طرف مچھلی کے واقعے کے بعد میں گئے تھے یا پہلے۔ ابن عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مچھلی کا واقعہ قبل کا ہے لیکن زیادہ علماء کی رائے یہی ہے کہ مچھلی کا واقعہ بعد میں پیش آیا اور یونس علیہ السلام اس کے قبل اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے لیکن قرآن سے اس کا تعین مشکل ہے اور جو روایات اس کے متعلق ہیں اگر ان کی سندوں پر نظر نہ بھی کی جائے تب بھی ان میں جو اختلاف ہے وہ بجائے خود اس شہادت کے ناکافی ہونے کے لئے پوری ضمانت ہے۔

یونس علیہ السلام کا دریا میں گرنا اس میں بھی مفسرین کو اختلاف ہے بعض کہتے ہیں دوسرے لوگوں نے ان کو دربار میں چھوڑ دیا۔ اور بعض کا بیان ہے کہ یونس علیہ السلام خود گر پڑے اور حضرت یونس علیہ السلام کا یہ گرنا بدرجہ مجبوری تھا جبکہ کشتی کو تلاطم کی وجہ سے غرق ہونے کا قوی اندیشہ ہوا۔ نہ اختیاری، جیسا مرزا قادیانی نے بیان کیا ہے لیکن قرآن کے لفظ سے اس معنی کی کامل تائید ملتی ہے کہ وہ لغزش سے گرے جیسا پہلے ہم لکھ آئے ہیں قرآن نے اپنے بیان میں اس امر پر بھی روشنی نہیں ڈالی کہ مچھلی سے یونس علیہ السلام کس طرح برآمد ہوئے اور کشتی پر پہنچے اس میں مفسرین کی حدیثوں کو باور کرنے کے لئے ضرور ہے کہ ان کی سندوں پر غور کیا جائے کہ سند کہاں سے حاصل کی گئی اور لائق اعتبار ہے یا نہیں۔ محدثین کے عام اصول کے موافق ان سندوں کا اختلاف ان کے ضعیف ہونے کی کافی شہادت ہے۔

یہاں پر یہ امر زیادہ توجہ کے لائق ہے کہ قوم یونس کے ایمان سے عذاب دور ہونے کی کیا صورت ہوئی۔ اس میں جب ہم قرآن کے الفاظ کو دیکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ارسال رسل کے قانون کو پڑھتے ہیں تو وہ جس نتیجہ اور جس فیصلہ پر پہنچتا ہے وہ نہایت ہی صاف اور روشن ہے اس نتیجہ ہے پہلے مجھے ارسال رسل کے قانون کو بھی دھرا دینا مناسب ہے۔

یہ امر تو ظاہر ہے کہ انبیاء دنیا سے فساد مٹانے اور تمدن اور اخلاق کی اصلاح کیلئے مبعوث کئے گئے۔ جس قوم میں فساد کے شرارے تیز ہوں اور یہ تباہ کن آگ مشتعل ہو اور اخلاق اور تمدن دونوں کا ان میں نشان نہ ہو۔ اس قوم سے بڑھ کر بد نصیب اور مصیبت زدہ اور بتلائے عذاب کون ہو سکتا ہے اور انسان کے لئے اس سے زیادہ اور کیا تکلیف اور عذاب ہوگا کہ انسان کی زندگی چوپاؤں سے بھی گری ہوئی ہو۔ اور نہایت ہی ذلت اور رسوائی کی زندگی ہو

مدامی اس کو بتلائے جس کا نتیجہ
”نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَلِكَ“

کی لیکن میں کہتا ہوں کہ ناقص
غل اس خیال سے کہ ان کی قوم
مرزا قادیانی نے تو ایسا نہ کیا
اور یا شرم و حیا میں بھی نہ ڈوبے

مادی و هو مظلوم۔ لولا
م فاجتبه ربه فجعله من
کہ اس نے مصیبت میں فریاد کی
پڑا رہتا لیکن اس کے رب نے

اذکر ہے ان آیات سے جو امر
رسول تھے جن کو خدا تعالیٰ نے
نے اپنی جگہ سے ہجرت کی اور
کہ کم بنی اور آدمی زیادہ لہذا رفع
ہر اکہ جس کا نام قرآن میں آئے
کو کھانگی۔ اس وقت یونس علیہ
کرے گا اور وہ ضرور مجھے اس
مد اپنے عجز اور اس کی قدرت کا
سایہ میں پہنچ دیا اگر خدا اس
تھی کیونکہ وہ تو ہلاک ہو ہی چکے
را کے احکام پہنچائیں اور یہ قوم
تھی۔ لیکن جب ایمان لے

لیکن ایمان کی بارش ہوتے ہی ان میں انقلاب عظیم ہو جاتا ہے اور تمام دیران اور اجڑا ہوا تمدن اور اخلاق کا قطعہ سرسبز اور شاداب ہو جاتا ہے اور فساد کی آگ ایک بارگی بجھ جاتی ہے اور کیمت اور فلاح اور ذلت کے عمیق غار سے نکل کر فلاح اور کامیابی اور عزت اور کمال کے زریں تخت پر سلطنت کرنے لگتی ہے۔

اس کی تصدیق کے لئے دور نہ جاؤ عرب ہی کے تاریخی صفحات پر نظر ڈالو اور دیکھو کہ قبل نبوت عرب کی قوم کی کیا حالت تھی اور ایمان کے بعد وہی قوم کیا سے کیا ہو گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان سے پہلے یونس علیہ السلام کی قوم کی حالت بھی ہر طرح تباہ تھی۔ یعنی اخلاق، تمدن دونوں کا ان میں نشان نہ تھا جس کی وجہ سے وہ ذلیل اور نہایت ہی نحوست اور ادا بار اور فلاک وغیرہ میں مبتلاء تھے اور اسی وجہ سے ان میں حضرت یونس علیہ السلام رسول بنا کر بھیجے گئے جیسا سنت اللہ ہے اور عادت قدیمہ خدا تعالیٰ کی ہے کہ جب کسی قوم کے معاملات اور اخلاق وغیرہ خراب ہو جاتے ہیں اور وہ اس کی وجہ سے دنیا کی ذلت اور رسوائی کے عذاب میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو اس عذاب سے نجات دینے کے لئے اس میں رسول کو بھیجتا ہے اور جب یہ قوم حضرت یونس علیہ السلام پر ایمان لائی اور اس روشنی سے ان کے دل روشن ہو گئے تو اب ایمان کی بارش نے ان کے دینی اور دنیاوی مقاصد کی زراعت کو سرسبز اور شاداب کر دیا اور کامرانی کے ساتھ وہ عزت کی زندگی کے ہمکنار ہوئے چنانچہ قرآن نے اس معنی کو نہایت صاف لفظوں میں ادا کیا ہے اس موقع پر ہم پھر آپ کو قرآن کے الفاظ کی طرف توجہ دلاتے ہیں ان کو پڑھو اور خوب غور سے پڑھو۔ ”لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزء فى الحياة الدنيا ومتعناهم الى حين (یونس: ۹۸)“ یعنی قوم یونس جو دنیا کی زندگی میں ذلت اور رسوائی کے عذاب میں مبتلا تھے وہ ذلت و رسوائی ایمان کی وجہ سے زائل ہو گئی اور اب وہ کامیابی اور عزت کی زندگی بسر کرنے لگے۔

ایمان کی وجہ سے یہ تغیر و تبدل کچھ قوم یونس ہی سے مخصوص نہیں بلکہ یہ ایمان کا خاصہ لازمہ ہے اور یہ اس کا ممتاز اور روشن اثر ہے اور جن قوموں میں انبیاء آئے ہیں ان تمام میں یہی جزو مد ہوا ہے لیکن جس امر کی وجہ سے قوم یونس قابل ستائش اور ذکر ہوئی وہ صرف یہی ہے کہ یہ تمام قوم بلا انکار اول ہی بار ایمان لے آئے چنانچہ اس آیت سے ”و ارسلناہ الى مایة الف اویذیدون فامنوا (صافات: ۱۴۷، ۱۴۸)“ یہ امر نہایت روشن ہے کہ قوم یونس تمام، بلا انکار کے ایمان لے آئی کیونکہ عرب میں فاتر انخی بلا مہلت کے لئے ہے اور جبکہ کوئی امر ایسا نہیں جس کی

وجہ سے ہم اس کے خلاف معنی لیں بھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یونس کی مخالفت کی آگ بھڑکی اور وعدہ و وعید ہاں تفسیروں میں ایسے

تکذیب کی اور ان پر عذاب آیا نے اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ کہ تک پہنچ گیا ہے کہ جس کی وجہ سے کر خطابیات میں داخل ہو جاتا گواہوں کی شہادت کو جعلی ٹھہرا اختیار ہو جاتا ہے اس لئے وہ قادیان ہوں اور خدا تعالیٰ کی سنت قدیمہ لکھتا ہوں تاکہ ناظرین انصاف اعتبار میں یا نہیں اور ایسی گواہی

حدیث ابن عباس کی پہلو

تفسیر کبیر نے ابن قوم سے کہہ دے کہ اگر وہ ایما مانا تو یونس وہاں سے نکل گئے

”عن ابن عب

العذاب فابلغهم فابوا ف

به (تفسیر کبیر ج ۱ ص

اس حدیث سے

عذاب نہ ایمان لانے سے

معین نہیں کیا تھا۔

اب مرزا قادیانی

قلب عظیم ہو جاتا ہے اور تمام ویران اور اجڑا ہوا
و جاتا ہے اور فساد کی آگ ایک بارگی بجھ جاتی ہے
سے نکل کر فلاح اور کامیابی اور عزت اور کمال کے

عرب ہی کے تاریخی صفحات پر نظر ڈالو اور دیکھو کہ
ان کے بعد وہی قوم کیا سے کیا ہو گئی۔ معلوم ہوتا ہے
حالت بھی ہر طرح تباہ تھی یعنی اخلاق تمدن دونوں کا
نہایت ہی نحوست اور ادا بار اور فلاک وغیرہ میں مبتلاء
السلام رسول بنا کر بھیجے گئے جیسا سنت اللہ ہے اور
کے معاملات اور اخلاق وغیرہ خراب ہو جاتے ہیں
کے عذاب میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو
رسول کو بھیجتا ہے اور جب یہ قوم حضرت یونس علیہ
دل روشن ہو گئے تو اب ایمان کی بارش نے ان کے
ماداب کر دیا اور کمرانی کے ساتھ وہ عزت کی زندگی
یت صاف لفظوں میں ادا کیا ہے اس موقع پر ہم پھر
ان کو پڑھو اور خوب غور سے پڑھو۔ ”لما امنو
حیوة الدنيا ومتعناهم الى حين
مدگی میں ذلت اور رسوائی کے عذاب میں مبتلا تھی وہ
ب وہ کامیابی اور عزت کی زندگی بسر کرنے لگے۔

م یونس ہی سے مخصوص نہیں بلکہ یہ ایمان کا خاصہ
جن قوموں میں انبیاء آئے ہیں ان تمام میں یہی
قابل ستائش اور ذکر ہوئی وہ صرف یہی ہے کہ یہ
پاس آیت سے ”و ارسلناه الى مائة الف
” یہ امر نہایت روشن ہے کہ قوم یونس تمام، بلا انکار
لت کے لئے ہے اور جبکہ کوئی امر ایسا نہیں جس کی

وجہ سے ہم اس کے خلاف معنی لیں تو آیت اپنے ظاہر معنی پر لی جائے گی۔ قرآن میں کسی جگہ سے
بھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یونس کی قوم نے یونس علیہ السلام کی مخالفت کی اور تکذیب کی اور باہم
مخالفت کی آگ بھڑکی اور وعدہ وعید تک نوبت پہنچی۔

ہاں تفسیروں میں ایسی روایتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یونس کی قوم نے پہلی بار
تکذیب کی اور ان پر عذاب آیا اور انہیں روایات میں سے کسی روایت میں یہ بھی ہے کہ یونس
نے اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ کیا چونکہ ان روایات میں سخت اختلاف ہے اور یہ اختلاف اس درجہ
تک پہنچ گیا ہے کہ جس کی وجہ سے اصل واقعہ نہایت ہی تاریکی میں آ جاتا ہے اور واقعات سے گزر
کر خطابیات میں داخل ہو جاتا ہے اور ان گواہوں کے اس قدر اختلاف کے بعد حاکم ان تمام
گواہوں کی شہادت کو جعلی ٹھہرانے پر اور فیصلہ کے لئے دوسرے دلائل کی طرف توجہ کرنے پر بے
اختیار ہو جاتا ہے اس لئے وہ قابل اعتبار نہیں خصوصاً اس وقت میں جبکہ وہ قرآن کے بھی خلاف
ہوں اور خدا تعالیٰ کی سنت قدیرہ اور عادت مستمرہ کے بھی اب میں یہاں ان گواہوں کے بیانات کو
لکھتے ہوں تاکہ ناظرین انصاف سے دیکھ کر خود فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی کی یہ روایات قابل
اعتبار ہیں یا نہیں اور ایسی گواہی قابل وثوق ہو سکتی ہے یا نہیں۔

شہاد اول

حدیث ابن عباسؓ کی پہلی روایت

تفسیر کبیر نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ یونس علیہ السلام پر خدا نے وحی کی کہ اپنی
قوم سے کہہ دے کہ اگر وہ ایمان میں داخل نہ ہوگی تو عذاب میں مبتلا کی جائیں گی جب قوم نے نہ
مانا تو یونس وہاں سے نکل گئے اور قوم نے یونس کو جب نہ دیکھا تو نادم ہوئی اور ایمان لائی۔

”عن ابن عباسؓ فاوحى الله تعالى اليه قل لهم ان لم تؤمنوا جاءكم
العذاب فابلغهم فابوا فخرج من عندهم فلما فقد وندموا على فعلهم و آمنوا
به (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۲۱۳)“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یونس علیہ السلام نے قطعی عذاب کا وعدہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ
عذاب نہ ایمان لانے سے مشروط تھا۔ دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب کے لئے کوئی وقت بھی
متعین نہیں کیا تھا۔

اب مرزا قادیانی کی جرأت کو ملاحظہ فرمائیے کہ وہ لکھتے ہیں کہ یونس علیہ السلام نے جو

وعدہ عذاب کا کیا تھا اس میں شرط نہیں تھی اور اگر کسی حدیث وغیرہ میں شرط ہے تو دیکھا وچنانچہ (انجام آتھم ص ۲۲۶، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵) میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ”یونس کا قصہ پہلی کتب اور قرآن و حدیث میں ہے لیکن کسی شرط کا ذکر نہیں اور اگر نہ مانو تو شرط دکھاؤ کہ کہاں ہے۔“ اور جان بوجھ کر نادان نہ ہو واقعی یونس علیہ السلام کے وعدہ عذاب میں شرط نہ تھی۔

”وان قصة يونس موجودة في القرآن والكتب السابقة ولا حاديث النبوية وليس هناك ذكر شرط مع ذكر العقوبة وان لم تقبل فعليك ان ترينا شرطاً في تلك القصة فلا تكن كالاعمى مع وجود البصارة واعلم ان الشرط لم يكن اصلاً في القصة المذكورة“

اور اسی کتاب کے حاشیہ (انجام آتھم ص ۳۰، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”خدا تعالیٰ نے یونس نبی کو قطعی طور پر چالیس دن تک عذاب نازل ہونے کا وعدہ دیا تھا اور وہ قطعی وعدہ تھا جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں تھی جیسا کہ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۱۶۴) میں اور امام سیوطی کی درمنثور میں احادیث صحیحہ کے روئے اس کی تصدیق موجود ہے۔“

مسلمانو! دیکھو مرزا قادیانی نے کس طرح پر زور الفاظ میں دعویٰ کیا ہے کہ یونس علیہ السلام سے بلا شرط قطعی عذاب کا وعدہ تھا اور کسی حدیث میں شرط کا ذکر نہیں؟ اب آپ ابن عباسؓ کی اس حدیث کو جو تفسیر کبیر سے ہم نے نقل کی ہے پڑھو کہ اس میں شرط ہے یا نہیں نہایت تعجب ہے کہ مرزا قادیانی ایسے دعوے زور سے کر دیتے ہیں اور یہ خیال نہیں فرماتے کہ جانچ میں جب ان کی ملمع سازی اور قلعی نکل جائے گی تو وہ دیکھنے والے جن کے سامنے یہ کھوٹی متاع پیش کرتا ہوں میری نسبت کیا رائے قائم کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اب جماعت قادیانیہ دیکھے کہ اس حدیث میں شرط ہے یا نہیں؟ اور مرزا کا فرمانا کہ کسی حدیث میں شرط نہیں ہے اور بلا قطعی وعدہ تھا یہ جھوٹ اور فریب اور دھوکا ہے یا نہیں کیا مرزا قادیانی نے تفسیر کبیر نہیں دیکھی پھر کیوں جان بوجھ کر حق کو چھپایا اور حق پر تلخیص کی سیاہ چادر ڈالی۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ سچائی کے نور کے سامنے یہ سیاہی ٹھہر نہیں سکتی ناظرین اس حدیث میں ان تین باتوں کو خصوصیت سے یاد رکھیں۔

۱..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یونس علیہ السلام نے قطعی عذاب کا وعدہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ عذاب مشروط تھا ایمان میں داخل نہ ہونے پر۔

۲..... یونس علیہ السلام نے عذاب کے لئے کوئی تاریخ اور وقت مقرر نہیں کیا تھا۔

۳..... خدا نے اس عذاب اور شرط کی وحی کی تھی۔

ابن عباسؓ کی دوسری

ابن عباسؓ سے

خدا نے ان پر یہ وحی کی کہ

باہم یہ مشورہ تجھرا کہ اپنے

کیا بعید ہے کہ خدا ان کی

عذاب آیا اور انہوں نے د

جانور بھی مع اپنے بچوں

کے باشندوں پر بھیجا جو قیام

”واخرج اد

یونس علی قومہ

وليصبحنا العذاب

فلعل الله ان يرحم

فصلا نها واخرجوا

امامهم واقبل الع

والوالدان ورعت ال

سخالها فرحمهم الله

الساعة (درمنثور جز

پہلی اور یہ دو

روایت ہے لیکن ان دو

توجد نے ہیں۔

۱.....

۲.....

عذاب مشروط ہے۔

۳.....

تعیین نہیں۔

ابن عباس کی دوسری روایت

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے بددعا کی تو خدا نے ان پر یہ وحی کی کہ صبح کو ان پر عذاب نازل ہوگا۔ یونس علیہ السلام کی قوم کو یقین ہو گیا اور باہم یہ مشورہ ٹھہرا کہ اپنے بچوں کے ساتھ ہر جانور کے بچے باہر لے کر نکلیں اور خدا سے دعا کریں کیا بعید ہے کہ خدا ان کی مچ سے رحم فرمائے پھر انہوں نے ایسا ہی کیا اور بچوں کو آگے رکھ لیا جب عذاب آیا اور انہوں نے دیکھا تو خدا کی طرف متوجہ ہو کر دعا کی اور عورتیں اور بچے رونے لگے اور جانور بھی مع اپنے بچوں کے چلائے تب تو خدا نے رحم فرمایا اور عذاب بٹا کر آدمی کے پیٹروں کے باشندوں پر بھیجا جو قیامت تک ان پر رہے گا۔

”واخرج ابو الشیخ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما دعا یونس علی قومہ اوحی اللہ الیہ ان العذاب مضیہم فقالوا ما کذب یونس ولیصحبنا العذاب فتعالوا حتی نخرج سخال کل شیء فنجعلها مع اولادنا فلعل اللہ ان یرحمهم فاخرجوا النساء معهن الولدان واخرجوا الابل معها فصلا نھا واخرجوا البقر معها عجا جیلھا واخرجوا الغنم معها سخالھا فجعلوہ امامهم واقبل العذاب فلما ان رؤاہ جاروا الی اللہ ودعوا وبکی النساء والوالدان ورعت الابل وفصلا نھا وخارت البقر وعجا جیلھا وتغت الغنم وسخالھا فرحمهم اللہ فصرف عنهم العذاب الی جبال آمد، فهم یعدون حتی الساعة (درمنثور جز ۳ ص ۳۱۸)“

پہلی اور یہ دوسری حدیث یعنی دونوں حدیثیں ابن عباس کی ہیں اور ایک ہی صحابی سے روایت ہے لیکن ان دونوں روایتوں میں سخت اختلاف ہے۔ جس میں سے بعض کی طرف ہم بھی توجہ دیتے ہیں۔

۱۔ اس حدیث میں ہے کہ یونس علیہ السلام کی بددعا پر خدا نے عذاب دینے کی وحی کی، پہلی میں بدما کا ذکر نہیں۔

۲۔ اس حدیث میں عذاب کے لئے شرط نہیں کی گئی اور پہلی حدیث میں عذاب مشروط ہے۔

۳۔ اس حدیث میں عذاب کے لئے وقت مقرر کیا گیا پہلی حدیث میں یہ تعین نہیں۔

شرط وغیرہ میں شرط ہے تو دیکھا وچنانچہ مانتے ہیں کہ ”یونس کا قصہ پہلی کتب اور نو تو شرط دکھاؤ کہ کہاں ہے۔“ اور جاننا شرط نہ تھی۔

ن والکتاب السابقة ولا حادیث ة وان لم تقبل فعلیک ان ترینا بود البصارة واعلم ان الشرط

ن ج ۱۱ ص ۱۱۵) میں مرزا قادیانی لکھتے عذاب نازل ہونے کا وعدہ دیا تھا اور وہ فیہ کیر ج ۱۱ ص ۱۶۳) میں اور امام سیوطی دے۔“

الفاظ میں دعویٰ کیا ہے کہ یونس علیہ شرط کا ذکر نہیں؟ اب آپ ابن عباسؓ اس میں شرط ہے یا نہیں نہایت تعجب ل نہیں فرماتے کہ جانچ میں جب ان سامنے یہ کھوٹی متاع پیش کرتا ہوں ت قادیانیہ دیکھے کہ اس حدیث میں ہے اور بلا قطع وعدہ تھا یہ جھوٹ اور می پھر کیوں جان بوجھ کر حق کو چھپایا کے نور کے سامنے یہ سیاہی ٹھہر نہیں درکھیں۔

السلام نے قطعی عذاب کا وعدہ نہیں

کی تاریخ اور وقت مقرر نہیں کیا تھا۔

۴..... اس حدیث میں قوم یونس کے ایمان لانے کا ذکر نہیں بلکہ تضرع و بکا کا ذکر ہے پہلی حدیث میں ان کا ایمان لانا ثابت ہے۔

۵..... اس حدیث میں مذکور ہے کہ عذاب آیا اور اس وقت تک قوم آمدی پر عذاب ہو رہا ہے اور پہلی حدیث میں عذاب کے آنے نہ آنے کا کچھ ذکر نہیں۔

ابن عباسؓ کی تیسری روایت

درمنثور میں ابن عباسؓ سے ہے کہ یونس علیہ السلام نے جب اپنے قوم کو ایمان لانے کی دعوت دی تب خدا نے وحی کی کہ عذاب صبح کو نازل ہوگا یونس علیہ السلام نے ان سے جب یہ کہا تو انہوں نے اس کا یقین کیا اور وہی مشورہ کیا جو دوسری حدیث میں ہے۔ تب خدا نے عذاب اٹھایا جس پر یونس علیہ السلام غصہ ہو کر بولے میں تو جھوٹا ہوں اور اس پر غصہ ہو کر پھیل دیئے۔

”واخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما دعا یونس قومه اوحی اللہ الیہ ان العذاب یصبحہم فقال لهم فقالوا اما کذب یونس ولیصحننا العذاب فتعالوا یخرج الی آخر مارواه ابو الشیخ حتی قال فصرف ذلك العذاب و غضب یونس فقال کذبت فهو قوله مغاضبا فمضی الی البحر (درمنثور جز ۴ ص ۳۳۳)“

اس حدیث کے بیان میں بھی قبل کی حدیث سے اختلاف ہے۔

۱..... یہاں ایمان کی دعوت کے بعد عذاب کی وحی کا ہونا ثابت ہوتا ہے اور قبل میں یونس کی بددعا ہے۔

۲..... اس میں مذکور ہے کہ یونس غصہ نہ ہوئے اور پہلی میں یہ نہیں۔

۳..... اس میں محض عذاب کا اٹھ لینا ثابت ہوتا ہے اور پہلی سے ظاہر ہے کہ

آمدی قوم پر پہنچا دیا گیا۔

ابن عباسؓ کی چوتھی روایت

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ یونس ایک ہستی میں نبی بنا کر بھیجے گئے۔ جب وہاں کے لوگوں نے انکار کیا اور نہ مانا تب خدا نے وحی کی کہ ان پر فلاں دن عذاب آئے گا۔ تو ان سے وعدہ ہو جا۔ یونس نے یہ ان سے کہہ دیا قوم نے کہا۔ یونس علیہ السلام اگر باہر گیا تو ضرور عذاب آئے گا۔ اسے دیکھتے رہو جو روز عذاب کا تھا اس کی شب میں یونس علیہ السلام نے ان سے خبر کیا تب قوم خوف ہوا اور باہر جنگل میں مع جانوروں اور بچوں کے نکلے اور توبہ اور استغفار کی اور خدا نے

اس کی وجہ سے ان پر رحم کر کے دریافت کیا کہ قوم کا کیا حال یقین ہو گیا تب وہ جنگل ہوئے۔ اس لئے ان سے کہ پاس نہ جاؤں گا کیوں ”واخرج ا

علیہ السلام الی اہل اوحی اللہ الیہ انہ ظہرہم فاعلم قسوا خرج من بین اظہر العذاب فی صبحی براز من ارضہم وفوا الاستقالوا فاقالہ مرمارفقال ما فعل الانا

انہ قد صدقہم ماوء ثم فرقوا بین کل و اخر عنہم العذاب ابدًا و معنی علی وجہ اس حدیث

۱..... تعین نہیں۔

۲..... کی خبر دی تو ان کو اس کا یقین جائے تو سمجھو صحیح ہے ورنہ یقین ہو گیا تھا۔

۳.....

اس کی وجہ سے ان پر رحم کیا اور یونس علیہ السلام راستہ پر منتظر انتظار میں ٹھہرے رہے اور راہ گیر سے دریافت کیا کہ قوم کا کیا حال ہوا اس نے کہا جب ان کا نبی انہیں چھوڑ کے چلا گیا تو انہیں عذاب کا یقین ہو گیا تب وہ جنگل میں مع اپنے بال بچوں اور جانوروں کے توبہ و استغفار میں مشغول ہوئے۔ اس لئے ان سے عذاب ہٹا لیا گیا اسی پر یونس علیہ السلام چلے گئے اور کہا کہ اب میں ان کے پاس نہ جاؤں گا کیوں کہ میں ان کے نزدیک جھوٹا ہو گیا۔

”واخرج ابن جریر و ابن حاتم عن ابن عباس قال لما بعث یونس علیہ السلام الی اهل قریة فردوا علیہ ماجاءهم فامتنعوا منه فلما فعلوا ذلك اوحی الیہ انی مرسل علیهم العذاب فی یوم کذا وکذا فاخرج من بین ظهرهم فاعلم قومہ الذی وعد اللہ من عذابہ ایاہم فقالوا ارمقوه فان هو خرج من بین اظهر کم فهو واللہ کائن ما وعدکم فلما کانت الیالی التی وعد العذاب فی صبحیتہا اولج فراہ القوم فحدزوا فخرجوا من القریة الی براز من ارضهم وفرقوا بین کل دابة وولدها ثم عجوا الی اللہ وانا بوا والاستقالوا فاقالہم اللہ وانتظر یونس علیہ الخبر عن القریة واهلہا حتی مرمار فقال ما فعل القریة قال فعلوا ان نبیہم لما خرج من بین اظهرهم عرفوا انه قد صدقہم ما وعدہم من العذاب فخرجوا من قریتہم الی براز من الارض ثم فرقوا بین کل ذات ولد وولدها ثم عجوا الی اللہ وتابوا الیہ فقبل منهم واخرعہم العذاب فقال یونس علیہ السلام عند ذلك لا ارجع الیہم کذاباً ابداً ومعنی علی وجہہ (درمنثور جز ۹ ص ۲۸۷)“

اس حدیث کے بیان میں بھی پہلی حدیثوں سے اختلاف ہے۔

۱..... اس میں عذاب کی تاریخ اور دن مقرر کیا گیا اور پہلی حدیثوں میں اس کا تعین نہیں۔

۲..... اس حدیث سے ثابت ہے کہ یونس علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو عذاب کی خبر دی تو ان کو اس کا یقین نہیں ہوا بلکہ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس تاریخ پر یونس علیہ السلام چلا جائے تو سمجھ صحیح ہے ورنہ نہیں۔ پہلی حدیثوں سے ثابت ہے کہ انہیں یونس علیہ السلام کی اس خبر کا یقین ہو گیا تھا۔

۳..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یونس علیہ السلام کی وحی میں یہ بھی تھا کہ تو ان

کا ذکر نہیں بلکہ تصریح دہکا کا

اس وقت تک قوم آدمی پر کر نہیں۔

جب اپنے قوم کو ایمان لائے اسلام نے ان سے جب یہ کہا ہے۔ تب خدا نے عذاب اللہ پر غصہ ہو کر چل دیئے۔

اللہ عذاباً قال لما دعا فقال لهم فقالوا اما کد۔ اہ ابو الشیخ حتی قال و قوله مغاضباً فمضی

ہے۔ کا ہونا ثابت ہوتا ہے اور قبل

رہیگی میں یہ نہیں۔ ہے اور پہلی سے ظاہر ہے کہ

رہیجے گئے۔ جب وہاں کے ب آئے گا۔ تو ان سے عذاب باہر گیا تو ضرور عذاب آئے لام نے ان سے غریباً تب توبہ اور استغفار کی اور خدا۔

سے علیحدہ ہو جا چنانچہ یونس علیہ السلام ان سے علیحدہ ہو گئے پہلی حدیثوں میں صرف عذاب کی وحی ہے اور یونس علیہ السلام کے نکلنے کا ذکر نہیں۔

مسلمانو! ابن عباسؓ کی یہ حدیث جو نہایت ہی مختلف البیان ہے صحاح میں نہیں ہے اور اس کی سند قابل تنقید اور بحث ہے جب معیار حدیث کے ترازو میں جانچنے کے بعد یہ پوری اور صحیح ہو۔ اس وقت البتہ قابل استدلال ہے مرزا قادیانی یا جماعت قادیانیہ اس حدیث سے اگر استدلال کریں تو ان کو اس کی سند پیش کرنی چاہئے تاکہ اس پر رائے قائم کر سکیں۔ اس کے سوا بھی سند کو چھوڑیے اس کا اختلاف ہرگز اس لائق نہیں جو اس کے صحت پر پورا اور قوی اثر کر کے اسے ایسا کمزور اور ناتواں نہ بنا دے کہ پھر دعوے کے بارگراں کے برداشت کی تحمل نہ ہو۔ کیا جس شہادت میں اس قدر اختلاف ہوا اور جو گواہ اپنے بیان میں اس قدر تناقض کو دخل دے اور مضطرب ہوا۔ وہ اس کے بعد بھی قابل سماعت اور لائق وثوق ہے اور فیصلہ کے لئے کافی شہادت کا کام دے سکتا ہے؟۔ زمانہ حال میں بھی دیکھو کہ باوجود اس کے کہ جھوٹ کا بازار گرم ہے اور گواہ اکثر جھوٹی شہادتیں دیتے ہیں لیکن کسی گواہ کا اختلاف اس کے جعلی اور جھوٹے ہونے پر خود مضبوط گواہ ہے۔ کیا مرزا قادیانی کے عدالت میں مجبوظ و مجنون اور مضطرب الحال کی شہادت بھی مقبول ہے؟ اور جس طرح مرزائی مذہب عقل سے باہر ہے ان کے مذہب کی شہادتیں بھی عقل کے خلاف ہیں۔

شہاد دوم

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب یونس علیہ السلام کی قوم، یونس علیہ السلام پر ایمان نہ لائی تب یونس علیہ السلام نے ان سے یہ وعدہ کیا کہ فلاں روز عذاب آئے گا۔ پھر یونس ان سے رخصت ہوا اور یہی انبیاء کا دستور رہا ہے کہ جب قوم کو عذاب کا وعدہ دیتے ہیں تو ان سے رخصت ہو جاتے ہیں یونس علیہ السلام کی قوم کو جب عذاب نے آ لیا تب وہ باہر معہ عورتوں اور جانوروں کے لٹکے اور بچوں کو ان کی ماں سے علیحدہ کر کے فریاد کرنے لگے اور جب ان کی سچائی ظاہر ہوئی تو خدا نے ان سے عذاب ہٹا لیا۔ یونس علیہ السلام راستہ میں ان کی خبر کے لئے ٹھہرے رہے اور راہ گیر سے دریافت کیا تو یہ تمام واقعہ معلوم ہوا تب تو یونس علیہ السلام غصہ میں یہ کہہ کر چل دیئے کہ اب میں اس قوم میں جھوٹ ہو کر نہ رہوں گا۔

”عن

ان یجیبوہ و
وكانت الانبياء
العذاب خرم
وخرجوا اليعد
العذاب وقعد
قوم يونس ف
مغاضيباً يعنى
ابن

عباسؓ کی حدیث
کا دستور رہا ہے کہ
ایک حدیث (در
کیا ہے اور تین
۱۱۰ ص) میں نقل

حدیث حمید

حمید

نے نہ مانا تخلیہ میر
شخص مقرر کیا تھا
اس کے جاسوس
لئے بلا شک تم
ان پر عذاب نازل
رحم کیا پھر یونس
آئے تو دیکھا کہ

”

”عن ابن مسعود عن النبی ﷺ قال ان یونس دعا قومه فلما ابوا ان یجیبوه وعدهم العذاب فقال انه یاتیکم یوم کذا وکذا ثم خرج عنهم وکانت الانبیاء علیهم السلام اذا وعدت قومها العذاب خرجت فلما اظلم العذاب خرجوا ففرقوا بین المرءة ولدها بین السخلة واولادها وخرجوا الی الله علم الله عنهم الصدق فتاب علیهم وصرف عنهم العذاب وقعد یونس فی الطریق یسال عن الخبر فمر به رجل فقال ما فعل قوم یونس فحدثه بما صنعوا فقال لا ارجع الی قوم قد کذبتم وانطلق مغاضیباً یعنی مراغماً (درمنثور ج ۳ ص ۳۱۸)“

ابن مسعود کی اس حدیث میں یہ نہیں کہ خدا نے عذاب کی وحی کی، بخلاف ابن عباس کی حدیث کے دوسرے اس حدیث سے ثابت ہے کہ عذاب کے وعدہ کے بعد تمام انبیاء کا دستور رہا ہے کہ وہ چلے جاتے ہیں ابن عباس کی حدیث میں یہ نہیں ہے۔ ابن مسعود سے ایک حدیث (درمنثور جلد ۵ ص ۲۸۸) میں نقل کی ہے جس میں عذاب کا وقت تین روز تک کا بیان کیا ہے اور تین روز کی تعیین ابی نجم کے قول سے بھی ثابت ہوتی ہے جس کو (تفسیر ابن جریر طبری جلد ۱۱ ص ۱۱۰) میں نقل کیا ہے۔

شہاد سوم

حدیث حمید بن ہلال

حمید سے روایت ہے کہ یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دی مگر انہوں نے نہ مانا تخیل میں ان کے لئے دعا بھی کی یونس کی قوم نے یونس علیہ السلام کی نگرانی کے لئے ایک شخص مقرر کیا تھا جب یونس علیہ السلام سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے تو ان کے حق میں بددعا کی اور اس کے جاسوس نے اس قوم سے کہا کہ یونس علیہ السلام نے چونکہ تمہارے لئے بددعا کی ہے اس لئے بلا شک تم پر عذاب آئے گا۔ اب جو کچھ تمہیں کرنا ہو کرو اور یونس علیہ السلام یہ سمجھ کر کہ ضرور ان پر عذاب نازل ہوگا ان سے علیحدہ ہو گئے اور وہ قوم مع بہائم کے باہر نکلی اور توبہ کی اور خدا نے رحم کیا پھر یونس علیہ السلام اس لئے واپس آئے کہ دیکھیں کس طرح کا عذاب ان پر آیا ہے جب آئے تو دیکھا کہ بدستور آباد ہیں کسی قسم کا عذاب نہیں آیا۔

”عن حمید بن ہلال قال کیا یونس علیہ السلام یدعوا قومه

حدیثوں میں صرف عذاب کی وحی

البیان ہے صحاح میں نہیں ہے
رازو میں جانچنے کے بعد یہ پوری
جماعت قدیانیہ اس حدیث سے
پر رائے قائم کر سکیں۔ اس کے
اس کے صحت پر پورا اور قوی اثر
بارگراں کے برداشت کی متحمل
نہ بیان میں اس قدر تناقض کو دخل
ملق وثوق ہے اور فیصلہ کے لئے
ہو کہ باوجود اس کے کہ جھوٹ کا
واہ کا اختلاف اس کے جعلی اور
ت میں مجبوط و مجنون اور مضطرب
مل سے باہر ہے ان کے مذہب

یونس علیہ السلام پر ایمان نہ
ب آئے گا۔ پھر یونس ان سے
دیتے ہیں تو ان سے رخصت
وہ باہر مع عورتوں اور جانوروں
جب ان کی سچائی ظاہر ہوئی تو
ر کے لئے ٹھہرے رہے اور راہ
فصہ میں یہ کہہ کر چل دیئے کہ

فیسابون علیہ فاذا خلا دعا اللہ لہم بالخیر ومد بعثوا علیہ عینا فلما اعیوہ دعا اللہ علیہم فاتاہم عینہم فقال ماکنتم صانعین فاصنعوا فقدا تاکم العذاب فقد دعا علیکم فانطلق ولا یشک انہ سیاتیہم العذاب فخر جوا فقدوا لہو البہایم عن الاولاد فخر جواتا یثبین فرحمہم اللہ و جاء یونس علیہ السلام ینظر بای شیء اہلکھا فاذا الادمین مسودۃ منہم بدون العذاب (درمنثور ج ۵ ص ۲۹۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ:

- ۱..... یونس علیہ السلام نے عذاب کی بددعا کی تھی جس پر یونس کو قبولیت دعا کی بناء پر عذاب کا یقین ہو گیا اور انہیں چھوڑ کے چل دیئے۔
- ۲..... اس عذاب کی خبر اپنی قوم کو یونس علیہ السلام نے نہیں دی بلکہ اس قوم کے جاسوس نے بددعا کی خبر دی اور اس سے عذاب کا انہیں بھی یقین ہو گیا۔
- ۳..... یونس علیہ السلام لوٹ کے پھر اپنی قوم کی حالت معلوم کرنے کیلئے آئے یہ حدیث بھی پہلی حدیثوں کے مخالف ہے۔

مفسرین نے بہت حدیثیں اس بارے میں نقل کی ہیں جس میں سے تین شخصوں کی حدیثیں یعنی ابن عباسؓ ابن مسعودؓ حمید بن ہلالؓ کی میں نے یہاں نقل کی۔ ان حدیثوں کا بیان بھی بہت مختلف ہے جیسا کہ پہلے بتلایا گیا ہے اور حمید کی حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یونس علیہ السلام نے اپنی قوم سے ہرگز عذاب کا وعدہ نہیں کیا اور نہ خدا نے یہ وعدہ کیا تھا بلکہ یونس علیہ السلام نے بددعا کی جس سے ان کو عذاب کا یقین ہو گیا۔ اب مسلمانوں سے عموماً اور جماعت قادیانیہ سے خصوصاً مخلصانہ ہمدردی سے یہ کہنا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کے وعدہ کا قرآن میں کسی جگہ ذکر نہیں اور جو احادیث اس بارے میں ہیں وہ صحاح کی حدیثیں نہیں بلکہ مفسرین کی حدیثیں ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ مفسرین نے چونکہ محض صحیح حدیثوں کا التزام نہیں کیا اس لئے ان کی روایت کردہ حدیثوں میں تنقیح کی ضرورت ہے اگر ان روایات میں اختلاف بھی نہ ہوتا تو اس وقت میں بھی ان سے استدلال کی بھی صورت تھی کہ حدیثیں مع سند کے نقل کی جائیں۔ اور ان کی سند کے رو سے ان کی صحت پر روشنی ڈالی جائے اور جب کہ ان حدیثوں کی سند بھی بیان نہیں کی گئی اور نہ ان کی صحت پر روشنی ڈالی تو ان کے صحیح ہونے کا دعویٰ زبانی جمع خرچ ہے جو کسی طرح قابل سماعت نہیں اور صحت سند کے بعد بھی ان حدیثوں میں اس قدر اختلاف ہے کہ جس کا اٹھانا اور اتفاق بلا

تکذیب بعض کے نامک
حق پرست اور سچائی۔
خلش واضطراب کا یہ
میں جس امر کو لیا جا۔
شہادتوں کی احتیاج
مرزا قادیانی کے پاس
کے وعدہ کا ذکر اور چا
طور پر ثابت ہے کہ
حضرت یونس علیہ السلام
حدیث کی طرف توجہ
کیا یہ حکم نہیں ہے
ابن عباسؓ کی جس
تعب۔
روز کی مدت بیان
عذاب قطعی نہیں بلکہ
پڑی ہوگی۔ ہم کہ
ذلت اور رسوائی۔
اعتراض کوئی نیا
قبل بھی ہدینور
چنانچہ شفاء (ج ۲)
قاری کی شرح کو
سوالات ای ہ
لمحدوں دین پر
اعتراض لمحدوں
بھی نقل کیا ہے
اعتراض نقل کیا

بالخير وقد بعثوا عليه عينا فلما اعيوه
قال ماكنتم صانعين فاصنعوا فقد اكتم
لك انه سياطيهم العذاب فخر جوا فقدوا
تايئين فرحمهم الله و جاء يونس عليه
فاذا الا من مسودة منهم بدون العذاب

اب کی بدعا کی تھی جس پر یونس کو قبولیت دعا کی
دی گئی۔

م کو یونس علیہ السلام نے نہیں دی بلکہ اس قوم کے
نہیں بھی یقین ہو گیا۔

پھر اپنی قوم کی حالت معلوم کرنے کیلئے آئے یہ

ے میں نقل کی ہیں جس میں سے تین شخصوں کی
میں نے یہاں نقل کی۔ ان حدیثوں کا بیان بھی
کی حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یونس علیہ
اور نہ خدا نے یہ وعدہ کیا تھا بلکہ یونس علیہ السلام
۔ اب مسلمانوں سے عموماً اور جماعت قادیانیہ
ت یونس علیہ السلام کے وعدہ کا قرآن میں کسی
صحاح کی حدیثیں نہیں بلکہ مفسرین کی حدیثیں
یوں کا التزام نہیں کیا اس لئے ان کی روایت
یات میں اختلاف بھی نہ ہوتا تو اس وقت میں
ع سند کے نقل کی جائیں۔ اور ان کی سند کے رو
حدیثوں کی سند بھی بیان نہیں کی گئی اور نہ ان کی
جمع خرچ ہے جو کسی طرح قابل سماعت نہیں
اختلاف ہے کہ جس کا اٹھانا اور اتفاق بلا

تکذیب بعض کے ناممکن ہے تو ایسی حالت میں ان احادیث سے استدلال اور کسی مدعا کا اثبات
حق پرست اور سچائی کے طالب کے لئے قابل اطمینان اور شرح صدر کا موجب نہیں ہو سکتا اور دل
خلش و اضطراب کا یہ علاج نہیں ہے۔ کیونکہ یہ حدیثیں تناقض اور متضاد ہیں اور ضرور ایسی صورت
میں جس امر کو لیا جائے گا تو اس کے مخالف روایت کو غلط کہنا ہوگا اور اس تصحیح اور تعلیل میں ایسی
شہادتوں کی احتیاج ہوگی جس سے کسی حدیث کی ترجیح ہو سکے اب دریافت طلب یہ ہے کہ
مرزا قادیانی کے پاس اس حدیث سے استدلال کے لئے کوئی مضبوط دلیل ہے۔ جس میں عذاب
کے وعدہ کا ذکر اور چالیس روز اس کی معیاد ہے۔ حالانکہ ایسی حدیثیں بھی ہیں جن سے نہایت واضح
طور پر ثابت ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے وعدہ نہیں کیا اور نہ خدا نے اس کی وحی کی۔ بلکہ
حضرت یونس علیہ السلام نے بدعا کی تھی۔ پھر مرزا قادیانی کا عذاب کو قطعی بلا شرط ٹھہرانا اور اس
حدیث کی طرف توجہ نہ کرنا جن میں عذاب قطعی نہیں بیان کیا گیا بلکہ نہ ایمان لانے سے مشروط تھا۔
کیا یہ تحکم نہیں ہے اور اس کے لئے کیا وجہ ہیں؟۔ جن کی بناء پر وعدہ قطعی ہو جاتا ہے اور وہ حدیث
ابن عباسؓ کی جس میں عذاب شرطی ہے قابل احتجاج نہیں رہتی؟۔

تجب ہے کہ جس حدیث کی بناء پر مرزا قادیانی نے عذاب کو قطعی ٹھہرایا ہے اور چالیس
روز کی مدت بیان کی ہے وہ حدیث تفسیر کبیر کے حوالہ سے نقل کی ہے اور وہ حدیث بھی جس میں
عذاب قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے تفسیر کبیر میں موجود ہے تو کیا مرزا قادیانی کی نظر میں حدیث پر نہ
پڑی ہوگی۔ ہم کہتے ہیں کہ ضرور پڑی ہوگی لیکن دیکھ دانستہ انہوں نے اس سے تجاہل کیا اور اپنی
ذلت اور رسوائی سے نہ شرمائے۔ علاوہ اس کے میں کہتا ہوں کہ حضرت یونس علیہ السلام پر یہ
اعتراض کوئی نیا اعتراض نہیں ہے جس کو مرزا قادیانی سے بھی مخصوص کیا جائے بلکہ مرزا قادیانی کے
قبل بھی بیدینوں اور ملحدوں نے یہ اعتراض کیا ہے اور انہیں کی پیروی مرزا قادیانی نے کی ہے
چنانچہ شفاء (ج ۲ ص ۱۰۶) میں قاضی عیاض لکھتے ہیں اس جگہ میں شفاء کی عبارت بعینہ میں ملا علی
قاری کی شرح کو لکھتا ہوں۔ ”وقد توجهت ههنا لبعض الطاعنين ای فی الدین
سوالات ای من الملحدین (شرح شفاء ج ۲ ص ۲۲۵، طبع بیروت)“ یعنی یہاں بعض
ملحدوں دین پر طعن کرنے والوں نے چند اعتراض کئے ہیں اس کے بعد قاضی صاحب نے چند
اعتراض ملحدوں کے نقل کئے ہیں جن میں قصہ حدیبیہ اور نوح علیہ السلام وغیرہ کے واقعہ پر اعتراض
بھی نقل کیا ہے جو مرزا قادیانی نے ان پر کیا ہے منجملہ انہیں اعتراضوں کے یونس علیہ السلام پر یہ
اعتراض نقل کیا ہے اور اس کا جواب بھی دیا ہے چنانچہ قاضی صاحب کے بعینہ الفاظ یہاں نقل کرتا

ہوں مع الفاظ شریعت ملا علی کے ” (ومن ذلك) ای من سوالات بعض الطاعنین فی مراتب النبیین ملوی من قصہ یونس علیہ السلام انه وعد قومہ العذاب عن ربہ فلما تابوا كشف عنهم العذاب فقال لا ارجع اليهم كذابا ابداً (شرح شفاء ج ۲ ص ۲۳۹) ” جو لوگ انبیاء علیہ السلام پر طعن کرتے ہیں اور ان کی عظمت اور کمال کی تنقیص کرتے ہیں ان کے اعتراف میں ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ یونس علیہ السلام نے اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ کیا پھر قوم کی توبہ سے وہ عذاب ان سے ہٹا لیا گیا اس پر یونس علیہ السلام نے قسم کھائی کہ اب میں اپنی قوم میں واپس نہ جاؤں گا کیونکہ میں ان کے نزدیک جھوٹا ہو گیا

محدوں کے اس اعتراض کو نقل کرنے کے بعد قاضی صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں ” ” انه ليس في خبر من الاخبار الواردة في هذا الباب لافي السنة ولا في الكتاب ان يونس عليه السلام قال لهم انه اى الله سبحانه مهلكهم..... وانما فيه انه دعا عليهم بالهلاك والدعا ليس بخبر يطلب صدقه من كذبه لكنه قال لهم ان العذاب مصبحكم وقت كذا وكذا فكان ذلك (شرح شفاء ج ۲ ص ۲۳۹) ” یعنی کوئی ایسی حدیث نہیں جس سے یہ ثابت ہو یا اس پر دلالت کرے کہ یونس علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ تم کو عذاب سے ہلاک کرے گا اور تم تمام اس عذاب سے ہلاک ہو جاؤ گے اور نہ کوئی قرآن میں ایسی آیت ہے جس سے یہ ثابت ہو بلکہ یونس علیہ السلام نے ان کے لئے بد دعا کی اور فرمایا کہ صبح کو تم پر خدا کا عذاب آنے والا ہے۔ چنانچہ عذاب ان پر آیا اور جو یونس علیہ السلام نے فرمایا تھا وہ ہوا پھر یونس علیہم السلام کسی طرح اپنی بات میں کاذب نہیں ہو سکتے۔

ناظرین! غور کرو کہ مرزا قادیانی نے درحقیقت یہ اعتراض اور نیز حدیبیہ والا اعتراض پہلے محدود ہریوں سے لیا ہے اور ان کی طرح وہ نبوت پر حملہ کرتے ہیں۔ لیکن یہ نہایت بددیانتی ہے کہ ان کا اعتراض تو نقل کیا مگر ان اعتراض کا جو جواب علماء نے دیا ہے وہ نقل نہیں کیا یہ کیوں محض عوام کے فریب دینے کو اور گمراہ کرنے کو، اب اگر ان حدیثوں کو بھی صحیح مان لیا جائے جس سے مرزا قادیانی نے استدلال کیا ہے اور قرآن اور دوسری حدیثوں کو چھوڑ دیا جائے جیسا کہ مرزا قادیانی نے یہاں قرآن کو بھی چھوڑ دیا اور دوسری حدیثوں سے بھی آنکھ بند کر کے پٹی باندھ لی تب بھی میں کہوں گا کہ مرزا قادیانی تمہاری خاطر سے تمہاری بات مانے لیتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ یہی صحیح ہے کہ یونس علیہ السلام نے اپنی قوم سے چالیس دن تک قطعی طور سے عذاب نازل

ہونے کا وعدہ کیا تھا اور وہ قطعی ملا اور خلاف نہیں ہوا کیونکہ وعدہ وعدہ وہ عذاب آیا لیکن جب قوم عنہم عذاب الخزی علیہ السلام کی پیشین گوئی جھوٹی مرزا قادیانی کا دوسرا دعو مرزا قادیانی نے

یہ امر متواترات سے ہے جو قرآن علیہ السلام پر نازل ہوا ہے اس میں اکثر آیات صاف اور یقینی علی اور نہ آئندہ وہ کسی صورت او ہے کہ خدائے قدوس ہرگز ا کہ بس دنیا کی زندگی کے سوا کے رد و روپیشی ہوگی۔ اگر انہیں خدا پر ایسی افتراء پردازا ہے کہ خدائے برتر تمام صفات اور قباحت کا دھبہ نہیں اور ب سے ہے پاک انسان بھی ہوتا انسان کامل نہیں ہو سکتا۔ شاید نقصان اور یہ بھی معلوم ہے مقابلہ میں ایک سزا اور عذاب نہیں تو کیا ہے جب یہ مسئلہ انہیں نصوص قطعیہ سے یقیناً معاف کئے اور کرے گا تو سنت مستمرہ ہے۔ اس میں لئے یہ نہایت مستحکم اور غیر

ہونے کا وعدہ کیا تھا اور وہ قطعی وعدہ تھا جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں تو اس پر بھی تو وہ وعدہ نہیں ٹلا اور خلاف نہیں ہوا کیونکہ وعدہ عذاب کے نازل ہونے کا تھانہ ہلاک اور تباہ ہونے کا پس حسب وعدہ وہ عذاب آیا لیکن جب قوم نے توبہ کی تو وہ اٹھالیا گیا جیسا کہ آیت ”لَمَّا امْنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ“ سے ثابت ہوتا ہے تو اب فرمائے کہ وہ وعدہ خلافی کیا ہوئی اور یونس علیہ السلام کی پیشین گوئی جھوٹی ہوئی یا صحیح؟ حرف بحرف پوری ہوئی۔

مرزا قادیانی کا دوسرا دعویٰ

مرزا قادیانی نے دوسرا دعویٰ یہ کیا ہے کہ وعید کی معیاد توبہ اور خوف سے ٹل جاتی ہے اور یہ امر متواترات سے ہے جو قرآن اور تورات سے ثابت ہے۔ جو قرآن کہ نبی عربی (روحی فداہ) ﷺ پر نازل ہوا ہے اس میں تو کسی مقام میں یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ وعدہ خلافی کرتا ہے بلکہ قرآن کی اکثر آیات صاف اور یقینی علی روس الاشہاد منادی کر رہی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے نہ کبھی وعدہ خلافی کی اور نہ آئندہ وہ کسی صورت اور وقت میں کرے گا۔ متعدد مقامات میں بتا کید اس کا یقین دلایا گیا ہے کہ خدائے قدوس ہرگز اپنے وعدے کے خلاف نہ کرے گا۔ کیا مرزائی جماعت نے سمجھ لیا ہے کہ کس دنیا کی زندگی کے سوا دوسری زندگی نہیں اور وہ دن آنے والا نہیں جس میں خدائے قدوس کے رد و روپیشی ہوگی۔ اگر انہیں قیامت اور جزاء کا یقین ہے تو پھر کیوں وہ خدا سے نہیں ڈرتے اور خدا پر ایسی اغتراء پردازی سے کیوں خوف نہیں کرتے ہم مسلمانوں کا بلکہ تمام اہل کتاب کا یہ عقیدہ ہے کہ خدائے برتر تمام صفات ذمیرہ سے پاک ہے اور اس کے دامن قد و سیت پر کسی قسم کی برائی اور قباحت کا دھبہ نہیں اور یہ بھی ہر شخص تھوڑی سی عقل والا سمجھتا ہے کہ وعدہ خلافی بدترین صفات سے ہے پاک انسان بھی ہمیشہ اس سے اپنے سچائی کو محفوظ رکھتے ہیں اور کبھی وعدہ خلافی کرنے والا انسان کامل نہیں ہو سکتا۔ شاید یہاں کسی کو یہ خیال ہو کہ خطا کار گنہگار مجرم کی معافی کمال و کرم ہے نہ نقصان اور یہ بھی معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمام جرائم کی سزائیں بیان کر دی ہیں اور ہر جرم کے مقابلہ میں ایک سزا اور عذاب مقرر کر دیا ہے اب اس جرم سے درگزر یا گناہوں کا عفو، خلف وعید نہیں تو کیا ہے جب یہ مسئلہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ گناہ معاف ہوتے ہیں تو خلف وعید بھی انہیں نصوص قطعیہ سے یقیناً ثابت ہے اور توبہ اور خوف سے جب خدا تعالیٰ نے ہزاروں گناہ معاف کئے اور کرے گا تو اس میں کیا شک ہے کہ وعید توبہ اور خوف سے ٹل جاتی ہے اور خدا کی یہ سنت مستمرہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ظاہر میں یہ خیال صحیح اور قوی نظر آتا ہے اور خلف وعید کے لئے یہ نہایت مستحکم اور غیر متزلزل حصار ہے جس کے سامنے تمام ہتھیار آلات ناکارہ و کند معلوم

ت بعض الطاعنین فی
نه وعدقومه العذاب عن
هم كذا ابا ابدأ (شرح شفاء
کی عظمت اور کمال کی تنقیص
س علیہ السلام نے اپنی قوم سے
س پر یونس علیہ السلام نے قسم
دیک جھوٹا ہو گیا

جب اس کے جواب میں لکھتے
بجواب لافى السنة ولا فى
بحانه مهلكهم..... وانما
ب صدقه من كذبه لكنه
ن ذلك (شرح شفاء ج ۲
پر دلالت کرے کہ یونس علیہ
لاک کرے گا اور تم تمام اس
س سے یہ ثابت ہو بلکہ یونس
راب آنے والا ہے۔ چنانچہ
ہم السلام کی طرح اپنی بات

اور نیز حدیبیہ والا اعتراض
ہیں۔ لیکن یہ نہایت بددیانتی
یا ہے وہ نقل نہیں کیا یہ کیوں
کو بھی صحیح مان لیا جائے جس
کو چھوڑ دیا جائے جیسا کہ
ی آنکھ بند کر کے پٹی باندھ
نے لیتا ہوں اور یہ کہتا ہوں
قطعی طور سے عذاب نازل

ہوتے ہیں۔ مگر اہل فہم اور دقیق نظریں سمجھتی ہیں کہ بس کو اپنی حصار سمجھے ہوئے ہیں وہ را کھ کا تودہ ہے اور جو لہراتا ہوا بحر مواج خیال کیا گیا ہے وہ ریگستان ہے۔ عفو اور شفاعت کو خلف وعید کی دلیل سمجھنا سخت غلطی ہے جس کی بنیاد آیات عذاب ثواب کے معنی سے بے خبری ہے کیونکہ ان آیات کو وعدہ وعید سمجھنا ہی غلط ہے۔ اصل یہ ہے کہ جن آیات میں کسی جرم یا مجرم کی سزا کا بیان ہے اس سے غرض جرم کی نوعیت اور قدر کا اظہار ہے اور بتلایا گیا ہے کہ اس قسم کے جرم سے مجرم ایسی سزا کا مستحق ہو جاتا ہے یعنی یہ جرم اس مرتبہ کا ہے کہ اس کے لئے یہ سزا مناسب ہے اور جس کے وہ لائق ہے اس کی قابلیت اور استحقاق کو بیان کیا ہے نہ یہ کہ سزا اور عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے وعید اور استحقاق مجرم دو جدا جدا امر ہیں۔ وعید وعدہ کنندہ کا فعل ہے اور استحقاق مجرم کی حالت اور کیفیت ہے۔ اب دونوں کو ایک سمجھنا کیسی عظیم غلطی ہے کیا گورنمنٹ نے اپنے قانون میں جرائم کی سزائیں بیان کی ہیں وہ گورنمنٹ کی طرف سے وعید کہی جاسکتی ہیں اور کوئی شخص بھی یہ خیال کر سکتا ہے کہ یہ گورنمنٹ کا وعدہ ہے اب اگر گورنمنٹ کسی مجرم کو چھوڑ دے اور سزا نہ دے تو یہ اس کی وعدہ خلافی ہوگی؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ قانون اور وعید دو علیحدہ علیحدہ امر ہیں مجرموں کی سزائیں قانون ہیں نہ وعید۔ اور مفتی محمد صادق صاحب مرزائی نے تو اپنی تاریکی کا یہ اعلیٰ ثبوت دیا ہے کہ حکم اور وعید میں فرق نہیں کیا اور برق آسانی کے مصنف کو تو کیا کہا جائے جس نے اس جواب کو فخر یہ پیش کیا ہے کیونکہ وہ تو اس قسم کے امور کے سمجھنے سے غریب معذور ہے وہ کیا جانے کہ وعید کیا مرض ہے اور حکم کس کو کہتے ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیوں کا مفتی بھی مفت ہی کا ہے جس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مجرم کو دس پانچ سال کی سزا کرنا حکم ہے اور کسی وجہ سے قبل از معیاد چھوڑ دینا اس حکم کا نسخ ہے احکام میں نسخ صحیح ہے اور وعید خبر ہے جس میں کہ نسخ صحیح نہیں۔ بھلا جس قوم کے مفتی ایسے گمراہ ہوں جو خبر اور انشاء میں فرق نہ کریں تو اس قوم کی ہدایت اور راستی کا اندازہ اسی سے کر سکتے ہیں۔

قادیانی خدا کے وعدہ خلافی اور جھوٹ کے ثبوت میں بھی آیت بھی پیش کرتے ہیں۔ ”یصیبکم بعض الذی یعدکم (المومن: ۲۸)“ ہم نہیں سمجھتے کہ اس سے خدا کی خلاف وعید کی اور جھوٹ کیونکر ثابت ہوتا ہے؟۔ اس میں تو کوئی بات ایسی نہیں جیسا کہ آگے معلوم ہوگا اب جب کہ ان دونوں باتوں پر عقل اور نقل دونوں گواہ ہیں یعنی وعدہ خلافی عیب ہے۔ اور ہر عیب سے خدا پاک ہے تو ایسی حالت میں کیا کوئی خدا پرست اس کہنے کی جرات کرے گا کہ خدا وعدہ خلافی کرتا ہے اگر مرزا قادیانی یا کوئی مرزائی اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کہ وعید کی معیاد مل جاتی ہے کوئی قرآن کی آیت بتلا سکتے ہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ خدا کی وعید خوف سے ٹل جاتی

ہے یا کوئی واقعہ ایسا ہو جس تمام مرزائیوں نے حضرت ہوئی۔ چونکہ یہاں مرزا قادیانی نے تمام قادیانیوں کے لئے مرزا قادیانی اس میں نہایت کوئی مرزائی قرآن سے اس لئے اسی سے اس کا ثبوت وجہ سے کرتا ہوں۔ ورنہ جب مرزائی یہ اقرار کر رہے ہیں تو اس کے بعد دوسری قرآن میں جو آیات اس میں ہے یا وہ ہر قسم کی تبدل بظاہر عام ہیں لیکن جو چیز خارج ہوں گی۔ ان آیا بالذات ہے نہ بالعرض اب اس کے عموم سے یہ وسیم کو بھی پیدا کر سکتا ہے عاقل نہیں سمجھ سکتا کہ خدا یغفر الذنوب جمیع اس کی تاکید ہے لیکن اس کی تاکید نہ ہوگا یہی مثلاً خلافی نہیں کرتا۔ اس دجل ہے کہ اس قسم کی آیت ہیں۔ جن میں قطعی طور ہے کہ مرزا قادیانی نے جب مرزا قادیانی کے

واپس ہوا کہ جس کا وعدہ ہے وہ اس کی طرف سے پوری نہ ہوئی۔
 ہے۔ غلو اور شفاعت کو خلف وعید کی دلیل
 ہے مگر اس سے بے خبری ہے کیونکہ ان آیات کو
 اس میں کسی جرم یا مجرم کی سزا کا بیان ہے اس
 ہے کہ اس قسم کے جرم سے مجرم ایسی سزا کا
 لئے یہ ہر امر مناسب ہے اور جس کے وہ لائق
 اور عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے وعید اور
 ہے اور استحقاق مجرم کی حالت اور کیفیت
 رنٹ نے اپنے قانون میں جرائم کی
 سکتی ہیں اور کوئی شخص بھی یہ خیال کر سکتا
 پھوڑ دے اور سزا نہ دے تو یہ اس کی وعدہ
 ملکہ امر میں مجرموں کی سزائیں قانون
 تاریکی کا یہ اعلیٰ ثبوت دیا ہے کہ حکم اور
 جائے جس نے اس جواب کو فخر یہ پیش
 ہے وہ کیا جانے کہ وعید کیا مرض ہے
 ہی مفت ہی کا ہے جس کو یہ بھی معلوم
 سے قبل از معیاد چھوڑ دینا اس حکم کا نسخ
 نہیں۔ بھلا جس قوم کے مفتی ایسے گمراہ
 راستی کا اندازہ اسی سے کر سکتے ہیں۔
 میں بھی آیت بھی پیش کرتے ہیں۔
 ہم نہیں سمجھتے کہ اس سے خدا کی خلاف
 ات ایسی نہیں جیسا کہ آگے معلوم ہوگا
 جی وعدہ خلافی عیب ہے۔ اور ہر عیب
 کہنے کی جرات کرے گا کہ خدا وعدہ
 کے ثبوت میں کہ وعید کی معیاد مل
 ہو کہ خدا کی وعید خوف سے مل جاتی

ہے یا کوئی واقعہ ایسا ہو جس میں خدا کی وعید ہو پھر وہ اپنے وقت پر پوری نہ ہوئی۔
 تمام مرزائیوں نے حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ پر غل مچایا ہے لیکن اس کی حقیقت ابھی بیان
 ہوئی۔ چونکہ یہاں مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ خدا کا وعدہ خلافی کرنا قرآن سے ثابت ہے اس
 لئے میں تمام قادیانیوں سے با آواز بلند کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ محض غلط ہے اور
 مرزا قادیانی اس میں نہایت کاذب اور مفتری اور خدائے قدوس پر اتہام کرنے والے ہیں ورنہ
 کوئی مرزائی قرآن سے اس کا ثبوت دے۔ یہ بھی خیال رہے کہ یہاں کلام محض قرآن میں ہے
 اس لئے اسی سے اس کا ثبوت کیا جائے۔ قرآن پر ثبوت کا انحصار محض مرزا قادیانی کے دعوے کی
 وجہ سے کرتا ہوں۔ ورنہ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ قرآن کے سوائے یہ امر ثابت ہو سکتا ہے۔ ہاں
 جب مرزائی یہ اقرار کریں کہ قرآن سے یہ امر ثابت نہیں اس میں بے شک مرزا قادیانی کا کاذب
 ہیں تو اس کے بعد دوسری دلیل اگر کوئی مرزائی بیان کرے تو اس کے متعلق عرض کیا جائے گا۔
 قرآن میں جو آیات اس قسم کی ہیں کہ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شے خدا کی قدرت اور اختیار
 میں ہے یا وہ ہر قسم کی تبدل و تغیر پر قادر ہے یا محو و اثبات کی اسے قدرت ہے۔ یہ تمام آیات اگرچہ
 بظاہر عام ہیں لیکن جو چیزیں عقلاً یا کسی آیت قطعی سے ان میں داخل نہیں ہو سکتی وہ ان سے ضرور
 خارج ہوں گی۔ ان آیات میں وہی امور داخل ہیں جو کہ کسی طرح محال نہیں نہ ان میں استحالة
 بالذات ہے نہ بالعرض مثلاً قرآن میں ہے۔ ان اللہ علی کل شئی قدير (البقرہ: ۲۰۰)۔
 اب اس کے عموم سے یہ استدلال صحیح نہیں کہ خدا اپنی ذات کے قیام پر بھی قادر ہے۔ یا اپنے شریک
 وسیم کو بھی پیدا کر سکتا ہے۔ اسی طرح ”یحموا للہ ما یشاء ویثبت (رعد: ۳۹)“ سے یہ کوئی
 عاقل نہیں سمجھ سکتا کہ خدا اپنی ذات کے محو یا اپنے شریک کے اثبات پر قادر ہے آیت ”ان اللہ
 یغفر الذنوب جمیعاً (الزمر: ۵۳)“ میں باوجود یہ کہ الف و لام استغراقی ہے۔ اور جمیعاً سے
 اس کی تاکید ہے لیکن اس پر بھی شرک اس میں داخل نہیں کیونکہ شرک کے لئے قرآن ناطق ہے کہ
 وہ معاف نہ ہوگا یہی مثال بعینہ وعید کی ہے کہ نصوص صریحی اور قطعی سے ثابت ہے کہ خدا ہرگز وعدہ
 خلافی نہیں کرتا۔ اس لئے محو و اثبات وغیرہ میں خلف وعید داخل نہیں۔ یہ مرزائیوں کا کیسا فریب اور
 دجل ہے کہ اس قسم کی آیات سے خلف وعید کو ثابت کرتے ہیں اور ان نصوص سے اندھے ہو جاتے
 ہیں۔ جن میں قطعی طور سے صاف صاف کہا گیا ہے کہ خدا اپنے وعید کے خلاف نہیں کرتا۔ افسوس
 ہے کہ مرزا قادیانی نے ایسی روشن امر کی مخالفت کی اور اپنی تاریکی کا ثبوت دیا اور ہمارے نزدیک تو
 جب مرزا قادیانی کے ثبوت اور الہام دونوں جھوٹے ہیں اور خدا کی طرف سے نہیں بلکہ وہ وسوس

شیطانی ہیں اور ان کا معبود واللہ ان کی خواہش نفسانی ہے تو اس میں شک نہیں کہ اس خدا کی سنت مستترہ ضرور خلف وعید کے ہے اور یہ امر قرآن سے یقیناً ثابت ہے کہ شیطان سے خلف ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ سے خلف ممکن نہیں گو مرزائی قرآن کی اس پر قطعی شہادت ہو لیکن وہ قرآن جو مسلمانوں کا قرآن اور رسول عربی پر آیا ہے اس میں حاشا کہ ایسے امر کی طرف اشارہ ہی نہیں۔ اس جگہ کسی کو اگر یہ خیال ہو کہ خدا تعالیٰ گناہوں کو معاف کرتا ہے اور آئندہ بھی قیامت میں اس کے عفو کی صفت کا ظہور ہوگا اور مجرموں کی شفاعت بھی ہوگی۔ مجرم سے درگزر اور معافی بڑی عمدہ صفت ہے اور یہ اہل کرم کے مناسب ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وعید خوف سے ٹل جاتی ہے اور یہ خدا کی عادت مستترہ ہے مجھے قادیانیوں کے ایک پیر مغان سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ بعد سلام کے میری ان کے یہ گفتگو ہوئی۔

میں، آیت: ”یصیبکم بعض الذی یعدکم (المؤمن: ۲۸)“ سے خلف وعید کس طرح ثابت ہوتا ہے۔

قادیانی: سکوت کے بعد کہا کہ اس سے صاف معلوم ہوا کہ بعض وعید پورے ہوں گے۔ میں: بلا شک اس سے معلوم ہوا کہ بعض وعید پورے ہوں گے لیکن بعض وعیدوں کا پورا ہونا ہی تو معلوم ہوا یہ کیسے معلوم ہوا کہ بعض وعید پورے نہ ہوں گے۔

قادیانی: حضرت آپ نے خیال نہیں کیا ذرا توجہ سے کام لیجئے جب بعض وعیدوں کا پورا ہونے کا حکم کیا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ بعض اس حکم سے خارج ہیں۔

میں: افسوس آپ کو اس قدر تو علم کا دعویٰ ہے لیکن آپ کو یہی معلوم نہیں کہ بعض پر حکم سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرے بعض میں یہ حکم نہیں ورنہ ایجاب جزئی منافی ہوگا ایجاب کلی کے حالانکہ ایجاب جزئی عام ہے ایجاب کلی سے، یہ تو ایسی کھلی ہوئی بات ہے جس کو مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے کہ موجبہ جزئیہ عام ہے موجبہ کلیہ سے، دوسرے آپ کے نزدیک جب وعید خوف اور توبہ سے ٹل جاتی ہے تو ایسی صورت میں ایک وعید بھی پوری نہ ہوگی اس لئے کہ جو شخص یا قوم خوف سے توبہ کرے گی اس سے تمام وعیدیں ٹل جائیں گی اور جس میں خوف کی حالت پیدا نہ ہوگی وہاں پر تمام وعیدیں پوری ہوں گی کسی قوم یا شخص پر بعض وعیدوں کا پورا ہونا اور بعض کا نہ ہونا کس طرح ہو سکتا ہے اور اس تفریق کا کیا باعث ہے اور یہ قول کہ تم کو بعض وعیدیں پہنچیں گی اور بعض نہیں کیونکر صحیح ہوگا؟۔ اس لئے کہ خدا کی اس سنت مستترہ کے موافق کہ وعید توبہ اور خوف سے ٹل جاتی ہے اور تمام وعیدیں شرطی ہیں۔ اس قوم سے تمام وعیدات ٹل جانی

مرزور ہیں اگر وہ خوف سے پوری ہوں گی۔ الغرض یا تو پوری ہوں اور بعض نہ ہوں۔ میں نصف وعیدات ہوں۔

اس کے بعد ان ہم ان جھگڑوں کو نہیں جانے میں خلیفہ المسیح کے پاس آئے مغان نے خبر نہ لی۔ اگر غلبہ رد قادیانی کی چند کتابیں

میں نہایت در اسلام کے مٹانے والے،

قادیانی اور ان کی جماعت حاصل کریں اور ان کتابوں کا بھی کہوں گا کہ صرف ا۔ متوجہ کریں تاکہ ان دونوں

فیصلہ آ سما

اس میں مرز الشان دلیل کا بطلان نہا ختم ہو گیا۔

۲۔ دوسری شہ اس میں مرز اور ان کی ناگفتہ بہ باتیں

۳۔ ہدیہ عثمانیہ اس میں نہا

بابت کیا ہے۔

مرور ہیں اگر وہ خوف سے توبہ کرے اور خوف سے توبہ نہ کرنے کی صورت میں تمام وعیدات پوری ہوں گی۔ الغرض یا تو تمام وعیدات پورے ہوں گی یا کوئی بھی نہ ہوں گی۔ البتہ بعض تو پوری ہوں اور بعض نہ ہوں یہ عجیب بات ہے۔ شاید آپ کا یہ مطلب ہو کہ نصف توبہ اور خوف میں نصف وعیدات ہوں گے اور نصف نہیں۔

اس کے بعد ان پیر مغان نے فرمایا کہ یہ تو آپ نے منطقی اور عقلی باتیں شروع کر دیں ہم ان جھگڑوں کو نہیں جانتے کہ ایجاب جزئی عام ہے اور کلی خاص اگر آپ کو ایسی گفتگو منظور ہے تو میں خلیفہ المسیح کے پاس آپ کو لے چلوں گا۔ اس وعدہ کی معیاد بھی مل گئی لیکن اس وقت اس پیر مغان نے خبر نہ لی۔ اگر خلیفہ المسیح سے جواب سے مطلع کریں تو عنایت ہوگی۔

رد قادیانی کی چند کتابیں

۱۔ میں نہایت دردمندی سے کہتا ہوں کہ یہ وقت نہایت نازک ہے ہمارے مقدس مذہب اسلام کے مٹانے والے، ہمارے ایمان کے تباہ کرنے والے، بہت ہو گئے خصوصاً مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت۔ پس ایسے وقت میں آپ کو چاہئے کہ علماء کا ملین کی صحبت کا شرف حاصل کریں اور ان کتابوں کو دیکھیں جو ان جدید مسیحی حضرات کے جواب میں لکھی گئی ہیں میں یہ بھی کہوں گا کہ صرف اپنے دیکھنے پڑھنے تک قناعت نہ فرمائیں بلکہ اپنے احباب کو اس طرف متوجہ کریں تاکہ ان دونوں گروہوں کے فتنہ سے بچیں ان کتابوں میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ فیصلہ آسمانی حصہ ۲

اس میں مرزا قادیانی کے پختہ اقراروں سے انہیں کاذب ثابت کیا ہے اور ان کی عظیم الشان دلیل کا بطلان نہایت مختار طور سے کیا ہے۔ اس کا پہلا حصہ تیسری بار زیر طبع ہے تیسرا حصہ ختم ہو گیا۔

۲۔ دوسری شہادت آسمانی

اس میں مرزا قادیانی کی آسمانی شہادت کو نہایت تحقیق و تفصیل سے غلط ثابت کیا ہے اور ان کی ناگفتہ بہ باتیں دکھائی ہیں پہلی شہادت آسمانی مختصر تھی یہ ۱۹۸ صفحہ پر ہے۔

۳۔ ہدیہ عثمانیہ حصہ ۱

اس میں نہایت خوبی سے مرزا کا اور اس کے خاص مرید خواجہ کمال کا صریح جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے۔

شک نہیں کہ اس خدا کی سنت کہ شیطان سے خلف ہوتا ہے مگر لیکن وہ قرآن جو مسلمانوں کا اشارہ ہی نہیں۔ اس جگہ کسی کو مت میں اس کے غفوی صفت فی بڑی عمدہ صفت ہے اور یہ سے مل جاتی ہے اور یہ خدا کی ہوا۔ بعد سلام کے میری ان

من: ۲۸۰) " سے خلف وعید

نصف وعید پورے ہوں گے۔

س گے لیکن بعض وعیدوں کا

لیجئے جب بعض وعیدوں کا

دیکھی معلوم نہیں کہ بعض پر

جزئی منافی ہوگا ایجاب کلی

بات ہے جس کو مبتدی

آپ کے نزدیک جب

ی نہ ہوگی اس لئے کہ جو

کی اور جس میں خوف کی

بعض وعیدوں کا پورا ہونا

ریہ قول کہ تم کو بعض وعید

ستمرہ کے موافق کہ وعید

تمام وعیدات مل جانی

۴..... ہدیہ عثمانیہ حصہ ۲

اس میں اور باتوں کے علاوہ بعض صلحاء اور سابقہ قادیانی کے عبرتناک خواب ہیں جن سے مرزا کی حالت معلوم ہوتی ہے اور ان طالبین حق کا ذکر ہے جو مذہب قادیانی سے تائب ہوئے ہیں۔

۵..... اغلاط ماجدیہ

اس میں مولوی عبدالماجد بھاگلپوری قادیانی کے القاء شیطانی کے ایک ورق میں ۳۲ غلطیاں دکھائی گئی ہیں۔ اس وقت تک چھ رسالے القاء کی غلطی کے اظہار میں طبع ہو چکے ہیں اور کئی رسالے زیر طبع ہیں۔

۶..... جواب حقانی

اس بینظیر رسالہ میں اسرار نہانی والے خواب کا نہایت عمدہ جواب ہے جسے مولوی عبدالماجد قادیانی بار بار پیش کرتے ہیں اور مرزا کا جھوٹا ہونا ان کے اقراروں سے نہایت کامل طور سے ثابت کیا ہے نہایت لائق دید رسالہ ہے۔

۷..... تغلیط منہاج نبوت قادیانی

مرزا کی پیشین گویاں جب غلط ہوئیں تو اس نے عوام کے فریب دینے کو یہ جواب تراشا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیبیہ والی پیشین گوئی بھی پوری نہیں ہوئی تھی اس کا یہ جواب ہے اور نہایت عمدہ جواب ہے مگر اب تک طبع نہیں ہوا۔

۸..... حیات مسیح

یہ بینظیر رسالہ حضرت مسیح کی حیات کے ثبوت میں ہے اور قرآن و حدیث سے اور نیز مرزا کے مسلمات سے اس دعوے کو ثابت کیا ہے مگر ابھی چھپا نہیں ہے۔

۹..... صداقت کا نشان

یہ رسالہ مولوی عبدالحلیم قادیانی کے رسالہ نبی کی پہچان کا مدلل جواب ہے۔

ملنے کا پتہ: محمد اسحاق عفی عنہ خانقاہ رحمانیہ محلہ مخصوص پور مونگیر!

الحمد للہ ان تمام کتب مذکورہ کو احتساب قادیانیت کی جلد ۵، ۷ میں دوبارہ شائع کرنے کی سعادت آپ کی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مرکزیہ ملتان نے حاصل کی ہے۔
من شاء فلیطالع! فقیر اللہ وسایا ۱۱/شوال ۱۴۲۷ھ



ما بقہ قادیانی کے عبرتاک خواب ہیں
حق کا ذکر ہے جو مذہب قادیانی سے

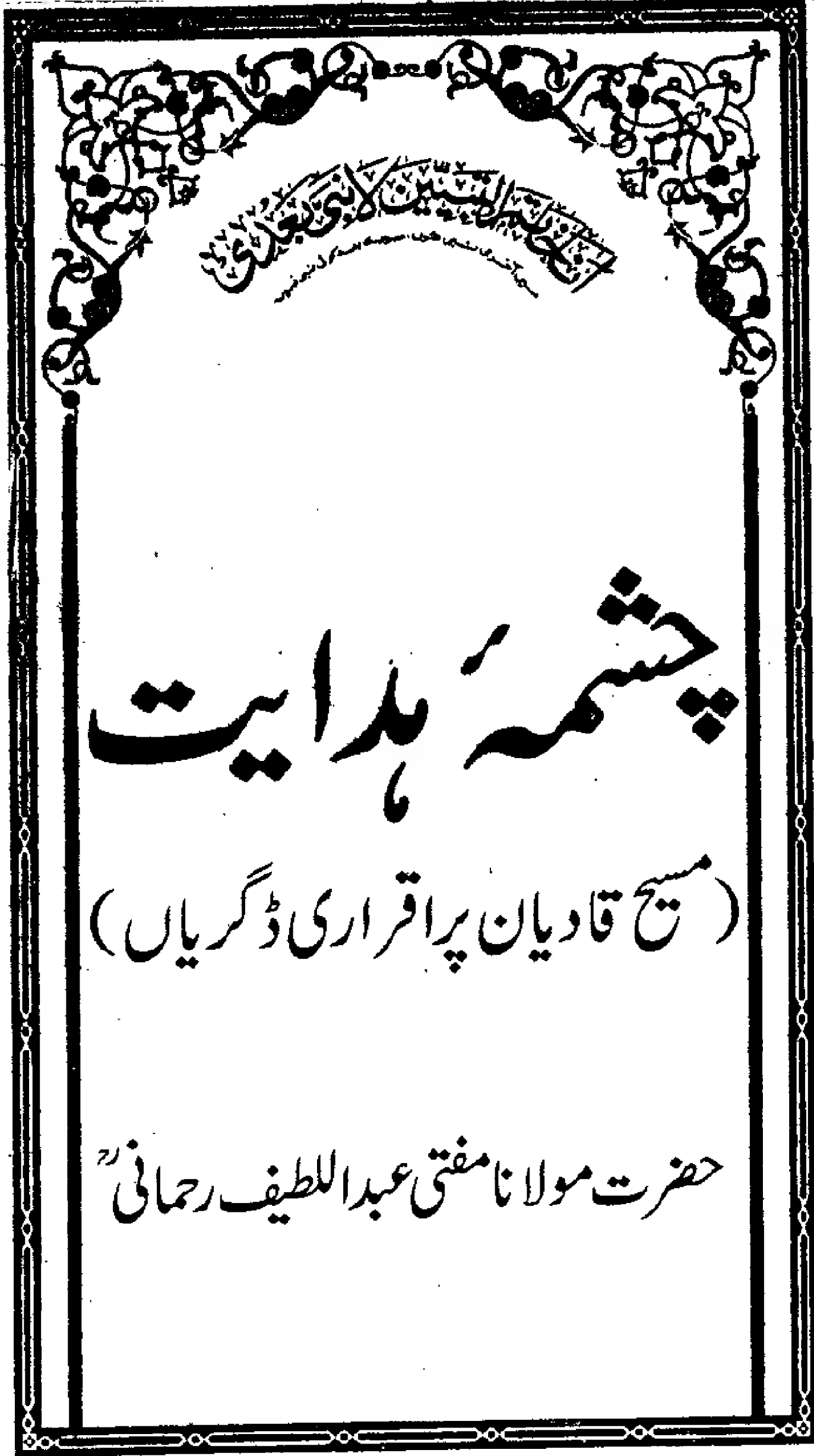
کے القاء شیطانی کے ایک ورق میں ۳۲
لی کے اظہار میں طبع ہو چکے ہیں اور کئی

کا نہایت عمدہ جواب ہے جسے مولوی
ن کے اقراروں سے نہایت کامل طور

نے عوام کے فریب دینے کو یہ جواب
نہیں ہوئی تھی اس کا یہ جواب ہے اور

س ہے اور قرآن و حدیث سے اور نیز
س ہے۔

ن کامل جواب ہے۔
خانقاہ رحمانیہ محلہ مخصوص پور موگیلا!
جلد ۵، ۷ میں دوبارہ شائع کرنے
مرکز یہ ملتان نے حاصل کی ہے۔
تیر اللہ وسایا ۱۱/شوال ۱۴۲۷ھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم !

ضرور ملاحظہ فرمائیے

دنیا میں مذہب حقہ اسلام کے مٹانے والے متعدد گروہ مستعد ہو گئے ہیں۔ بعض علانیہ مخالف ہیں۔ جیسے آریہ جو اپنی گمراہی پھیلانے میں نہایت کوشاں ہیں اور بعض در پردہ مخالف ہیں۔ جیسے گروہ بابی اور قادیانی، احمدی اس آخری گروہ کا قتلہ تمام ہندوستان اور ملک افریقہ میں بہت خطرناک ہے ہمدردان اسلام کو اس طرف کامل توجہ کرنی چاہئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے کو مسلمان کہہ کر اسلام کی بیخ کنی کی ہے۔ مگر الحمد للہ خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے حمایت اسلام میں ایسے لاجواب رسالے نکلے ہیں۔ جن کے جواب سے تمام دنیا کے مرزائی عاجز ہیں۔ کیونکہ ان رسالوں میں نہایت خوبی اور صاف بیانی سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا قرآن مجید کی آیات صریحہ، توریت مقدس کے نہایت صاف بیان سے، ارشاد نبوی یعنی احادیث صحیحہ سے، یہاں تک کہ خود ان کے متعدد اقراروں سے نہایت روشن کر کے دکھا دیا ہے۔ اس کی صداقت کے لئے فیصلہ آسمانی ہر سہ حصہ اور دوسری شہادت آسمانی اور اس رسالہ چشمہ ہدایت کا دیکھنا کافی ہے۔

مسیح قادیان پر اقراری ڈگریاں

مولانا عبد اللطیف رحمانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ اللہ العظیم ونصلی علی رسولہ الکریم !

درد مند ان اسلام ! اس وقت اسلام کے مٹانے کے لئے مخالفین اسلام کے علاوہ بہت مدعیان اسلام کھڑے ہو گئے ہیں اور اسلام کی اصل صورت جو خدا اور رسول ﷺ نے بیان فرمائی ہے اسے مٹا کر اپنی فرضی اور خیالی صورت کو اسلام کہہ کر دوسرے مسلمانوں کو اپنے خیال کی طرف بلاتے ہیں اور اس میں سرگرمی سے کوشش کر رہے ہیں۔ مگر ان میں سخت گمراہ اور اسلام کو اور مسلمانوں کو نہایت مضرت رساں گروہ قادیانی ہے۔ یہ گروہ بظاہر اسلام کو مان کر مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے پر نجات کا مدار بتاتا ہے اور مرزا قادیانی کو صاحب وحی والہام کہتا ہے۔ مرزا قادیانی کی حالت ان کی تصانیف سے قابل اہل علم معلوم کر سکتے ہیں اور خصوصاً ان کی

آخری تصانیف سے کہ پردہ ڈالنے کے لئے نہ سمجھوں گے لئے دام عصمت کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اس کی تشریح ہے کہ مسلمانوں کو اپنے مثل معمولی جھگڑوں۔ مذہب اسلام ہمارے عذاب سے نجات دہانے والا ہے۔ ایمان کے خزانے میں ساری دنیا میں کر گئی ہے۔ اس لئے جو متوجہ کرتے ہیں اور جھوٹے دعوؤں کی تشریح غرض جہد مرزا قادیانی کے اقرا انہیں جھوٹا جان لیں۔ اقوال جمع کر کے دیکھا ثابت ہوتے ہیں اور علم کی ضرورت نہیں اس مختصر تحریر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بیان کیا ہے۔ اس کا شہادہ آیا۔ بلکہ اس کے خلاف اپنے اقوال سے جھوٹا

آخری تصانیف سے کہ انہیں خدا اور رسول سے کچھ واسطہ نہ تھا۔ انہوں نے اپنی جھوٹی باتوں پر پردہ ڈالنے کے لئے خدا پر اور اس کے رسولوں پر بہت کچھ الزام لگائے ہیں اور کم علموں اور نادانوں کے لئے دام تزییر پھیلا کر خدا کی قدرت و قدوسیت کو اور اس کے برگزیدہ رسولوں کی عصمت کو خاک میں ملایا ہے اور ان کی عظمت و شان کو مٹایا ہے اور مخالفین کو اعتراضات کا موقع دیا ہے۔ اس کی تشریح میں بہت رسالے لکھے ہیں۔ خصوصاً خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے، مگر افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنے مذہبی ضروری امور سے بھی تعلق بہت ہی کم ہے۔ اس عظیم الشان فتنہ کو مثل معمولی جھگڑوں کے سمجھ کر کچھ توجہ نہیں کرتے۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ ہمارا سچا اور مقدس مذہب اسلام ہمارے ہاتھ سے جاتا ہے۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ ہمارا مذہب اسلام جو ہمیں دائمی عذاب سے نجات دینے والا ہے۔ ہمارے بھائیوں کے ہاتھ سے چھینا جا رہا ہے۔ قادیانی ہمارے ایمان کے سخت دشمن ہیں۔ جانی و مالی ہر طرح کی کوشش برادران اسلام کے ایمان لینے میں ساری دنیا میں کر رہے ہیں۔ اور چونکہ جھوٹ بولنے اور فریب دینے کی انہیں خوب تعلیم دی گئی ہے۔ اس لئے جس مقام پر جیسا موقع دیکھتے ہیں اسی طرح کی جھوٹی باتیں بنا کر اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں اور نادانوں کو فریب دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی حالت میں اور ان کے جھوٹے دعوؤں کی تشریح میں بہت رسالے اہل حق نے لکھے ہیں۔

غرض حجت تمام کر دی گئی ہے۔ مگر بعض احمدی حضرات نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اگر مرزا قادیانی کے اقرار سے انہیں جھوٹا ثابت کر دیا جائے تو ہم ان سے علیحدہ ہو جائیں گے اور انہیں جھوٹا جان لیں گے۔ اس لئے راقم الحروف بنظر خیر خواہی اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے وہ اقوال جمع کر کے دیکھاتا ہے۔ جن سے وہ اپنے نہایت صاف اور پختہ اقراؤں سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں اور یہ وہ طریقہ فہمائش کا ہے کہ عام و خاص ہر ایک سمجھ سکتا ہے۔ کوئی بڑی قابلیت اور علم کی ضرورت نہیں ہے۔

اس مختصر تحریر میں دو طرح کے اقوال پیش کئے جائیں گے۔ ایک یہ کہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور جو کام مسیح موعود کا خود انہوں نے متعدد جگہ اپنے رسالوں میں بیان کیا ہے۔ اس کا شائبہ بھی ان کے زمانے میں اور ان کے ذریعہ سے اس وقت تک ظہور میں نہیں آیا۔ بلکہ اس کے خلاف ظاہر ہو رہا ہے۔ اس لئے وہ اپنے بیان سے مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ بلکہ وہ اپنے اقوال سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔

رد گردہ مستعد ہو گئے ہیں۔ بعض علانیہ ت کو شاں ہیں اور بعض در پردہ مخالف فتنہ تمام ہندوستان اور ملک افریقہ میں فنی چاہئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۵۷ء رحمانیہ مونگیر سے حمایت اسلام میں دنیا کے مرزائی عاجز ہیں۔ کیونکہ ان بھونٹا ہونا قرآن مجید کی آیات صریحہ، احادیث صحیحہ سے، یہاں تک کہ خود اس کی صداقت کے لئے فیصلہ آسمانی کا دیکھنا کافی ہے۔

گوریاں

سلی علی رسولہ الکریم! لے مخالفین اسلام کے علاوہ بہت خدا اور رسول ﷺ نے بیان فرمائی ہے مسلمانوں کو اپنے خیال کی طرف ان میں سخت گمراہ اور اسلام کو اور ظاہر اسلام کو مان کر مرزا غلام احمد کو صاحب وحی والہام کہتا ہے۔ ہم کر سکتے ہیں اور خصوصاً ان کی

دوسرے وہ اقوال ہیں جن میں خود انہوں نے اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کیا ہے۔ وہ اقارات حسب ذیل ہیں۔

پہلا اقرار، ایام صلح میں لکھتے ہیں۔ ”اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر بکثرت پھیل جائے گا اور مل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی۔“ (ایام الصلح ص ۱۳۶، خزائن ج ۳ ص ۳۸۱) اس قول کو مکرر دیکھتے اس میں مرزا قادیانی نزول مسیح کی تین علامتیں بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان پر اتفاق ہو گیا ہے۔

۱۔ اس کے بعد دوسرا اور تیسرا قول بھی ملاحظہ کیجئے۔ جسے رسالہ الحمد یث مطبوعہ کیم مارچ ۱۹۱۸ء میں فاتح قادیان صاحب نے نقل کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے کام کا پروگرام بصورت عہدہ مسیح موعودیوں بتایا تھا۔ جو ان ہی کے لفظ میں ہم سناتے ہیں۔

دوسرا اقرار..... ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کلہ“ یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“ (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

یہ پروگرام مسیح موعود کا تھا۔ لیکن مرزا قادیانی خود ہی اس عہدے پر فائز ہو کر انچارج ہوئے تو اس پروگرام میں کوئی تبدیلی کی ویشی کی نہیں فرمائی۔ بلکہ اس کی مزید تشریح کرنے کو صاف الفاظ میں اعلان فرمایا جو خود مرزائی الفاظ میں درج ذیل ہے۔ فرماتے ہیں۔

تیسرا اقرار..... ”چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے۔ کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ذالذی، جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا۔ جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔ پس زمانہ محمدی ﷺ کے سر پر آنحضرت ﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو۔ جب تک وہ پیدا نہ ہوئے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

پہلی علامت یہ ہے کہ اس وقت اسلام دنیا میں پھیل جائے گا۔ یہ تو نزول مسیح کی علامت ہے۔ اب ان کے نزول کا وقت معلوم کرنا چاہئے۔ اس کا جواب بھی مرزا قادیانی دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ۱۸۹۱ء میں باعلام الہی یہ اعلان دیا گیا کہ آنے والا مسیح تو ہی ہے۔

(تحفہ سالانہ یعنی رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء ص ۹، مرتبہ یعقوب علی قراب قادیانی)

اس قول سے معلوم ہوا کہ مسیح کا نزول تو نہیں ہوا بلکہ خروج ہوا۔ کیونکہ زمین سے نکلنے والے کو نزول نہیں کہتے ہیں خروج کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے دجال کی نسبت حدیث میں خروج کا لفظ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس خروج کے بعد سترہ برس تک مرزا قادیانی نے کوشش کی۔ مگر یہ فرمایئے کہ کیا نتیجہ ہوا؟ جو اس کے کہ دنیا میں جس قدر اسلام پھیلا تھا اس کے ماننے والوں کی تعداد تیس چالیس کروڑ شمار کی جاتی تھی۔ وہ نیست و نابود ہو گیا اور اس تیس چالیس کروڑ میں سے تین چار لاکھ بقول آپ کے رہ گئے اور اسلام گویا مٹ گیا اور وحدت قومی کا ظہور مطلق نہیں ہوا۔ سیاست ملکی کے عالمگیر غلبہ کا تو نشان بھی نہیں پایا گیا۔ اب اگر کوئی مرزائی محمودی یا کمالی اس علانیہ بات سے انکار کرنے تو بتائیے کہ مرزا قادیانی کے خروج سے اسلام کہاں پھیلا۔ کون سی نئی دنیا ہے جہاں مرزا قادیانی نے اسلام پھیلا یا۔ اسے بتائیے اور کون سے باطل دین کو مرزا قادیانی نے ہلاک کیا؟ اور اگر نہیں بتا سکتے اور یقیناً نہیں بتا سکتے تو کیا وجہ ہے کہ ان کے اس متفق علیہ قول کو مان کر ان کے مسیح موعود ہونے سے انکار نہیں کرتے۔ مسیح موعود جو کام اور جو علامت وہ خود بیان کر رہے ہیں وہ تو ان میں نہیں پائی گئی۔ یا یہ بتائیے کہ عیسائی دنیا میں کس جگہ اسلام پھیلا، ہندوستان کے ہنود و آریہ کس قدر داخل اسلام ہوئے۔ اے عزیزو! اس کا کچھ جواب دے سکتے ہو؟ ذرا سر جھکا کر سوچو اور شرمندہ ہو۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے۔ ”هو الذي ارسل بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله“ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطاء کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہوا۔ اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔“ (چشمہ معرفت ص ۸۲، خزائن ج ۲۳ ص ۹۱) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہونے ہونے کا اقرار کیا ہے۔ وہ

یا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اور استبازی ترقی کرے گی۔“ میں مرزا قادیانی نزول مسیح کی

جیسے رسالہ المجدیث مطبوعہ کیم کہ مرزا قادیانی نے اپنے کام کا ہم سناتے ہیں۔

ہدی و دین الحق لیظہرہ مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے سے ظہور میں آئے گا اور جب کے ہاتھ سے دین اسلام جمع یض ۳۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) عہدے پر فائز ہو کر انچارج اس کی مزید تشریح کرنے کو فرماتے ہیں۔

قیامت تک مہند ہے اور آپ فرستے کی زندگی میں ہی لت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گذرتا ہاں اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ سرج بن جائیں اور ایک ہی قیامت کا زمانہ ہے اور اس کے نام سے موسوم ہے اور اسی ہیں اور اس کے آخر میں مسیح لے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

دوسری علامت یہ ہے کہ ادیان باطلہ مثلاً دین یہود و نصاریٰ و ہنود نیست و نابود ہو جائیں گے۔

کہو بھائیو! مرزا قادیانی کی بیس پچیس برس کی کوشش سے کون باطل دین ہلاک ہوا اور ہلاک ہونا تو بڑی بات تھی۔ کسی باطل دین میں کچھ کمی دیکھائی جائے۔ مگر کوئی دیکھا نہیں سکتا۔ اب جو حضرات انہیں مسیح موعود یا نبی مانتے ہیں وہ اس کا جواب دیں؟ مگر نہیں دے سکتے۔ اس کا حال بھی وہی ہے جو پہلی علامت کا ہے۔ یعنی جس طرح پہلی علامت مرزا قادیانی کے وجود سے نہیں پائی گئی۔ اسی طرح یہ دوسری علامت بھی نہیں پائی گئی۔ یعنی ایک باطل مذہب بھی ان کی وجہ سے ہلاک نہیں ہوا۔ بلکہ ترقی ہے۔ البتہ نہایت افسوس و صدمہ کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ جس مقدس دین کے غلبہ اور اشاعت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اسے گویا نیست و نابود کر دیا اور چالیس کروڑ مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ دے دیا۔ خواہ جس طرح دیا ہو۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) الحمد للہ! اس اقتباس سے جہاں مسیح موعود کا پروگرام معلوم ہوتا ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسیح موعود خود بدولت، اعلیٰ حضرت (مرزا قادیانی) ہی ہیں۔ پس اب ہم اس پروگرام کو دیکھتے ہیں۔ کیا مرزا قادیانی اپنے کام میں کامیاب گئے؟ پروگرام کا خلاصہ یہ ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں دنیا کے تمام اطراف میں اسلام پھیل کر تمام قومی افتراقات اٹھ جائیں گے اور سب مختلف قومیں ایک قوم (مسلمان) بن جائیں گی۔ اب سوال بالکل آسان ہے کیا ایسا ہو گیا؟ کیا یورپ سارا مسلمان ہو گیا؟ کیا ہندوستان کی مختلف قومیں مسلمان ہو گئیں؟ آپ! کیا چھوٹی سی بستی قادیان ہی میں ایسا ہوا کہ تمام قومیں (ہندو، سکھ، آریہ وغیرہ ایک مسلمان قوم بن گئے؟) آہ! کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جواب نفی میں ملتا ہے۔ (یعنی نہایت چھوٹی بستی کے مختلف مذہب کے لوگ بھی متفق ہو کر مسلمان نہیں ہوئے) ہاں عکس القضیہ تو ضرور ہوا کہ مسیح موعود (مرزا) کے آنے سے سابقہ مسلمان یعنی کل دنیا کے مسلمان کافر ہو گئے۔ کیونکہ مسیح موعود (مرزا) کا فتویٰ ہے کہ ”جو مجھے نہیں مانتا وہ کافر ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۹، ۱۷، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵)

یہاں تک مسیح موعود کے بیان میں مرزا قادیانی کے تین قول ہوئے۔ ایک اصل رسالہ میں اور دو حاشیہ میں۔ پہلے قول میں لکھا کہ مسیح موعود کے وقت میں ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔ دوسرے قول کا حاصل یہ ہے کہ مسیح موعود کے ذریعہ سے دین اسلام کا کامل غلبہ ہوگا۔ اس کا ثبوت مرزا قادیانی آیت قرآنی سے بتاتے ہیں۔ تیسرے قول میں لکھتے ہیں کہ مسیح موعود کے وقت تمام قومیں ایک ہی مذہب پر ہو جائیں گی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تیسری علامت یہ ہے کہ سب سے پہلے کون باطل دین ہلاک ہوا اور ہلاک ہونا تو بڑی بات تھی۔ کسی باطل دین میں کچھ کمی دیکھائی جائے۔ مگر کوئی دیکھا نہیں سکتا۔ اب جو حضرات انہیں مسیح موعود یا نبی مانتے ہیں وہ اس کا جواب دیں؟ مگر نہیں دے سکتے۔ اس کا حال بھی وہی ہے جو پہلی علامت کا ہے۔ یعنی جس طرح پہلی علامت مرزا قادیانی کے وجود سے نہیں پائی گئی۔ اسی طرح یہ دوسری علامت بھی نہیں پائی گئی۔ یعنی ایک باطل مذہب بھی ان کی وجہ سے ہلاک نہیں ہوا۔ بلکہ ترقی ہے۔ البتہ نہایت افسوس و صدمہ کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ جس مقدس دین کے غلبہ اور اشاعت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اسے گویا نیست و نابود کر دیا اور چالیس کروڑ مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ دے دیا۔ خواہ جس طرح دیا ہو۔

سے لکھی تھیں وہی ان کے دعویٰ کے سودوں کے تین قول ان کے نظر میں اسلام پھیل جائے گا۔ حال ہی میں آپ کا معائنہ آپ

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) مسیح موعود کے عہد کے ذریعہ سے اسلام

اس کے ذریعہ سے اسلام پھیل جائے گا۔ حال ہی میں آپ کا معائنہ آپ

تیسری علامت یہ بیان کی کہ ”راستبازی ترقی کرے گی۔“ کہئے جناب آپ ایمان سے کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی وجہ سے ان کے وقت میں راستبازی میں ترقی ہوئی؟ آپ نے اپنے تجربہ سے یا دوسروں کے تجربہ اور مشاہدہ سے یہ معلوم کیا کہ ساری دنیا کے علاوہ خود مرزا قادیانی اور اس کے خاص صحابی اور اس کے عام پیرو راستباز، صادق القول ہیں۔ ان میں راستبازی کی کچھ بھی بو پائی جاتی ہے؟۔ اس کے جواب میں ہر ایک سچا غیر متعصب یہی کہے گا کہ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!! مرزا قادیانی کے جھوٹے اقوال علانیہ دکھادیئے گئے ہیں۔ (محفہ محمدیہ نمبر ۱۳۸ ملاحظہ ہو) دوسری شہادت آسمانی ص ۶۰۵ و فیصلہ آسمانی ص ۳۹، ۳۴ دیکھئے خود ان کے مریدین علانیہ ایسا جھوٹ بولتے ہیں کہ کسی پر پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ ان کے مولوی کچہری میں جا کر برسر اجلاس جھوٹ بولتے ہیں پھر راستبازی کو ترقی کیا ہو۔ یہ وقت تو وہ ہے کہ جھوٹ اس قدر شائع ہو گیا ہے کہ اسے جیب میں نہیں سمجھتے۔ بلکہ اپنے مطلب کے لئے بہت جھوٹی باتیں بنانے والے کو بہت ہوشیار اور لائق سمجھا جاتا ہے۔

بھائیو! اب تو آپ معلوم کر چکے کہ مسیح موعود کی جو علامتیں خود مرزا قادیانی نے اپنے قلم سے لکھی تھیں وہی ان میں نہیں پائی گئیں۔ خیال کیجئے کہ باوجود اس شور و غل اور نشانات اور معجزات کے دعوؤں کے سودو سوباطل مذہب والوں کو بھی انہوں نے داخل مذہب اسلام نہیں کیا۔ حالانکہ تین قول ان کے نقل کئے گئے۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ مسیح موعود کے ذریعہ سے ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا اور مذہب باطلہ ہلاک ہو جائیں گے۔ مگر آنکھ اٹھا کر دیکھئے کہ دنیا کی کیا حالت ہے۔ معزز تعلیم یافتہ حضرات فرمائیں کہ دنیا کے گروہ باطلہ میں سے کوئی گروہ ہلاک ہوا؟ آپ کا معائنہ آپ کی دیانت ہرگز اس کا اقرار نہ کرے گی بلکہ بے تامل یہی کہے گی کہ بلاشبہ کوئی

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) پھر اسی قول میں لکھتے ہیں کہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوة یعنی مسیح موعود کے عہد سے کی گئی ہے۔ اس کے بعد آیت سے ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کے ذریعہ سے اسلام کو ہر قسم کے دین پر غالب کر دے گا اور ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطاء کرے گا۔

اس کے بعد آیت مذکورہ کی تفسیر میں اس بات کو متفق علیہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا کام یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے اور ایک عالمگیر غلبہ اسے حاصل ہو اور دنیا میں ساری قومیں مٹ کر ایک قوم مسلمان کی رہے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ غلبہ جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر ہوگا۔ اب مرزا قادیانی کے مسیح موعود ماننے والے بتائیں کہ ان کے ذریعہ سے اسلام کہاں پھیلا؟

نہ ہود و نصاریٰ و ہنود نیست و نابود ہو

شش سے کون باطل دین ہلاک ہوا اور لیا جائے۔ مگر کوئی دیکھا نہیں سکتا۔ اب دین؟ مگر نہیں دے سکتے۔ اس کا حال امت مرزا قادیانی کے وجود سے نہیں ایک باطل مذہب بھی ان کی وجہ سے کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ جس مقدس نیست و نابود کر دیا اور چالیس کروڑ

موعود کا پروگرام معلوم ہوتا ہے یہ بھی قادیانی ہی ہیں۔ پس اب ہم اس گئے؟ پروگرام کا خلاصہ یہ ہے کہ مسیح موعود قومی افتراقات اٹھ جائیں گے اور ل بالکل آسان ہے کیا ایسا ہو گیا؟ ملان ہو گئیں؟ آپ! کیا چھوٹی سی رہ ایک مسلمان قوم بن گئے؟ آہ! مائت چھوٹی بستی کے مختلف مذہب ضرور ہوا کہ مسیح موعود (مرزا) کے موعود مسیح موعود (مرزا) کا فتویٰ ہے (الوئی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵) ان قول ہوئے۔ ایک اصل رسالہ میں ساری دنیا میں اسلام پھیل سے دین اسلام کا کامل غلبہ ہوگا۔ قول میں لکھتے ہیں کہ مسیح موعود (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

گروہ باطل ہلاک نہیں ہوا۔ بلکہ کروڑوں کی ترقی ہو گئی۔ کیونکہ اس مسیح موعود نے تو دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو بجز چند لاکھ کے سب کو کافر قرار دے کر گروہ باطلہ میں شامل کر دیا اور اسلام کو دنیا سے گویا خالی کر دیا۔ گروہ باطلہ میں سے سب تو کیا ہلاک ہوتے ایک آدھا گروہ بھی ہلاک نہیں ہوا؟ تو مومنوں کا اختلاف روز بروز زیادہ ہو رہا ہے۔ خود مرزائی گروہ میں اختلاف ایسا ہوا کہ بہت تھوڑے زمانے میں ایک کے چار ہو گئے۔ فرقہ بابی اور گروہ بہائی اور وہ جماعت (یہ تینوں گروہ اس وقت رنگوں میں موجود ہیں) جو سارے جہاں کے مذاہب کی کچھڑی بنا کر ایک نیا مذہب بنا رہی ہے۔ مرزا قادیانی کے وجود کے وقت موجود تھے اور اب ان کی ترقی ہو رہی ہے۔ پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ جن کی چشم ظاہر اور دیدہ دل کچھ بھی روشن ہیں۔ وہ بے اختیار اس کا اقرار نہ کریں کہ بلا شک و شبہ مرزا قادیانی اپنے کامل معیار سے جھوٹے ثابت ہوئے اور مسیح موعود کی جو علامتیں متفق علیہ مرزا قادیانی نے بیان کی تھیں وہ ان میں نہیں پائی گئیں۔ اس لئے وہ اپنے پختہ اقرار اور مقرر کردہ معیار سے جھوٹے ثابت ہوئے۔ مگر افسوس ہے کہ جماعت مرزائی اس نہایت روشن دلیل پر نظر نہیں کرتی اور میاں محمود وغیرہ ایسے علانیہ کذب کے ماننے کے لئے ساری مسلمانوں کو دعوت دے رہے ہیں۔ اب اسی مضمون کی تائید اور تشریح میں اور اقوال ملاحظہ کیجئے۔

چوتھا اقرار..... جس میں مضمون مذکورہ کی کچھ تشریح کر کے مخالفوں کا منہ بند کرنا چاہتے ہیں اور اپنا اثر پھیلانے کے لئے حقانی گروہ کو خاموش کرتے ہیں اور ضمیمہ انجام آتھم میں لکھتے ہیں۔ ”اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح موعود کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرجانا ضروری ہے۔ یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے۔ یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے۔ جس سے اسلام کا بول بالا ہوا اور جس سے ہر ایک کی طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۵ تا ۳۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۳ تا ۳۱۹)

ناظرین! مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے قول میں لکھا ہے کہ مسیح کے وقت میں تمام ادیان باطلہ ہلاک ہو جائیں گے۔ حاشیہ کے پہلے قول کا حاصل یہ ہے کہ مسیح موعود کے ذریعہ سے دین اسلام کا کامل غلبہ ہوگا۔ (کامل غلبہ پر خوب نظر رہے) اور دوسرے قول میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں دنیا کی تمام قومیں ایک ہی مذہب پر ہو جائیں گی۔ یعنی سب مسلمان ہوں

جائیں گے۔ پھر یہ لکھتے ہیں یہاں تک چار قول مرزا قادیانی کے ذریعہ سے تمام ادیان تمام قومیں ایک ہو جائیں گے۔ ان اقوال میں صرف ایک تمام باطل دینوں کے نیست ہونا ہے۔ ہر ایک طرف سے اسلام بلکہ ہر طرف سے اس میں سے زیادہ مرزا قادیانی نے مانے والے غرض سے اس کی ابتدائی حالت نکھی تھی پایا گیا؟ ذرا منہ سامنے کر ہیں کہ ”عیسائیت کا باطل“ اپنے کو کاذب خیال کر لوں گے۔ پہلے میں ظاہر ہوں گے۔ بھی آ گیا تھا۔ مگر اس کے اکثر دنیا پر اس کا غلبہ ان کے آگے سرنگوں ہو مطلب کا موعود ہے۔ وقت مرزا قادیانی کی کہتے ہیں کہ اگر مسیح موعود سمجھ لوں گا۔ اس قسم آنکھوں سے خوب دیکھیں۔ اس لئے انہیں مگر افسوس ہو جب اپنے اقوال

جائیں۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ جھوٹے دینوں پر یہ موت میرے ذریعہ سے آئے گی۔ غرضیکہ یہاں تک چار قول مرزا قادیانی کے بیان ہوئے۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں ان کے ذریعہ سے تمام ادیان باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور دین اسلام کو ایسا غلبہ ہوگا کہ دنیا کی تمام قومیں ایک ہو جائیں گی۔ یعنی سب مسلمان ہو کر ایک قوم کہلائے گی۔ اس پر خوب نظر رہے کہ ان اقوال میں صرف ایک دین عیسائی یا موسوی کے نیست و نابود کرنے کا دعویٰ نہیں کرتے۔ بلکہ تمام باطل دینوں کے نیست و نابود کرنے کا دعویٰ ہے اور اس کی ابتدائی حالت یہ بیان کرتے ہیں کہ ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے گا۔ یعنی اسلام سے کوئی خارج نہ ہوگا۔ بلکہ ہر طرف سے اس میں داخل ہوں گے۔ یہ مقولہ غالباً ۱۸۹۷ء کا ہے۔ اس کے بعد دس برس سے زیادہ مرزا قادیانی زندہ رہے۔ ماہ مئی ۱۹۰۸ء میں ان کا انتقال ہے۔ اب انہیں مسیح موعود ماننے والے فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ مگر جو کام ان کا بیان کیا تھا یا اس کی ابتدائی حالت لکھی تھی کہ ہر طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے گا۔ اس کا وجود پایا گیا؟ ذرا منہ سامنے کر کے جواب دیجئے۔ اس بیان کے بعد خاص دین عیسوی کی نسبت کہتے ہیں کہ ”عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا رنگ نہ پکڑ جائے تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے کو کاذب خیال کر لوں گا۔“ اس جملہ سے یہ بھی بخوبی ثابت ہے کہ مذکورہ امور ان کے وقت میں ظاہر ہوں گے۔ پہلے تمام ادیان باطلہ کے فنا ہونے کا لکھا تھا۔ اس میں عیسائی مذہب کا فنا ہونا بھی آ گیا تھا۔ مگر اس کے بعد خاص طور پر اس کا ذکر کرنا اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اکثر دنیا پر اس کا غلبہ ہے۔ اس لئے یہ دیکھایا ہے کہ مسیح موعود کی وہ شان ہے کہ دنیا کے تمام بادشاہ ان کے آگے سرنگوں ہو جائیں گے۔ یعنی اسلام لا کر مسیح موعود کے مطیع ہوں گے۔ آخر جملہ بھی اسی مطلب کا موصد ہے۔ دنیا کا اور رنگ پکڑ جانا یہی ہوگا کہ اس سے پہلے دنیا کفر سے بھری تھی۔ اس وقت مرزا قادیانی کی وجہ سے اسلام سے بھر جائے گی۔ اس علانیہ اور روشن دعوے کے بعد قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر مسیح موعود کے مذکورہ علامات کا ظہور میرے ذریعہ سے نہ ہو تو میں اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لوں گا۔ اس قسم کے بعد مرزا قادیانی گیارہ برس سے زیادہ زندہ رہے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے خوب دیکھا کہ جو علامتیں مسیح موعود کی انہوں نے خود بیان کی تھیں وہ ان میں نہیں پائی گئیں۔ اس لئے انہیں اپنے دعوے سے دست بردار ہو جانا تھا۔

مگر افسوس کہ ایسا نہیں کیا۔ اپنے جھوٹے دعوے پر قائم رہے۔ اس لئے بالضرور بموجب اپنے اقرار کے جھوٹے اور مفتری ہوئے اور اب اس مرزائی قسم کو اکیس برس ہو گئے اور

س مسیح موعود نے تو دنیا کے چالیس
 ظلمہ میں شامل کر دیا اور اسلام کو دنیا
 تے ایک آدھا گروہ بھی ہلاک نہیں
 رود میں اختلاف ایسا ہوا کہ بہت
 ہائی اور وہ جماعت (یہ تینوں گروہ
 ب کی کچھڑی بنا کر ایک نیا مذہب
 ان کی ترقی ہو رہی ہے۔ پھر کیا وجہ
 بے اختیار اس کا اقرار نہ کریں کہ
 ے اور مسیح موعود کی جو علامتیں متفق
 ہوا۔ یہ اقرار مقرر
 مرزائی اس نہایت روشن دلیل پر
 کے لئے ساری مسلمانوں کو دعوت
 ملاحظہ کیجئے۔

سج کر کے مخالفوں کا منہ بند کرنا
 تے ہیں اور ضمیمہ انجام آتھم میں
 مانتا ہے کہ اسلام کی خدمت میں
 باطلہ کا مرجع ضروری ہے۔ یہ
 فی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ
 ہر ایک کی طرف سے اسلام میں
 رد دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں
 گا۔“

۲۵۲ خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۴-۳۱۵

ہے کہ مسیح کے وقت میں تمام
 ہے کہ مسیح موعود کے ذریعہ سے
 دوسرے قول میں لکھا ہے کہ مسیح
 میں گی۔ یعنی سب مسلمان ہو

تمام مرزائی دیکھ رہے ہیں کہ مسیح موعود کی جو علامتیں مرزا نے بیان کی تھیں۔ ان کا ظہور کسی طرح نہ ہوا۔ مگر پھر بھی کذب پرستی کر رہے ہیں۔

مہربانو! کچھ تو خیال کرو کہ جن باتوں کے ظہور کا مرزا قادیانی نے اپنے ذریعہ سے بیان کیا تھا۔ ان کا ظہور کس طرح ہوا؟ کوئی دین باطل فنا ہوا؟ سب دیکھنے والے یہی کہیں گے کہ ہرگز نہیں ہوا۔ سب دیکھ رہے ہیں کہ یہود اپنے دین پر بدستور ہیں۔ مذہب نصاریٰ کو ترقی ہے۔ آریہ اور ہنود کا وہی زور ہے۔ بالفعل آ رہا واقعہ اور ہنود کی جابجا شورش مرزا قادیانی کو کیسا جھوٹا ثابت کر رہی ہے۔ وحدت قومی کا ظہور کہاں ہوا۔ مرزا قادیانی کی وجہ سے ادیان باطلہ کے لوگ کس وقت اور کس مقام پر داخل اسلام ہوئے؟ یہ تو کچھ نہیں ہوا۔ اس لئے مرزا قادیانی کو اپنی قسم کو سچا کرنا اور اپنے آپ کو جھوٹا سمجھنا ضرور تھا اور ان کے پیروؤں کو ان سے علیحدہ ہونا لازم تھا۔ مگر ان کی شوخ چشمی اور کذب پر دلیری اس درجہ کو پہنچ گئی تھی کہ باوجود اس اقرار کی ڈگری کے اپنی زبان سے اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار نہیں کیا اور اس مدت کے بعد چار برس سے زیادہ زندہ رہے۔ اب اس میعاد کو بھی چودہ برس گزر گئے اور ادیان باطلہ ہلاک تو کیا ہوتے، انہیں ترقی ہو رہی ہے۔ مگر ان کے مریدین ان کی قسم کو پورا نہیں کرتے اور اب بھی انہیں جھوٹا نہیں سمجھتے۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ ان کی قسم انہیں جھوٹا بتا رہی ہے اور زمانے کی حالت انہیں جھوٹا کہہ رہی ہے۔ خواجہ کمال کی جھوٹی اشاعت اسلام اور مفتی محمد صادق کا سبز عمامہ لندن میں بیٹھ کر کچھ کام نہیں آ سکتا اور مرزا قادیانی کو سچا نہیں کر سکتا۔ دعویٰ کا زمانہ گزر گیا اور مرزا قادیانی اپنے اقرار سے جھوٹے ہو گئے۔ لندن میں بیٹھ کر مسلمانوں کو فریب دینے سے مرزا قادیانی سچے نہیں ہو سکتے اور انہیں مسیح اور مہدی ماننے والے اور انہیں رسول اور نبی اعتقاد کرنے والے دونوں گروہ جھوٹے اور جھوٹے کے پیرو ہیں۔ اگر صداقت کا دعویٰ ہے تو دکھائیں کہ مرزا قادیانی کے وجود سے اسلام کو کیا فائدہ ہوا۔ مسلمانوں کو بجز مضرت جانی و مالی اور نقصان دینی اور دنیاوی کے کوئی فائدہ ہوا؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ دنیا میں جس قدر کفار تھے وہ بدستور قائم رہے۔ چالیس کروڑ جو مسلمانوں کا شمار تھا مرزا قادیانی نے ان سب کو کافر کر کے کفار کا شمار بہت زیادہ کر دیا۔ قادیانی گروہ تو نہایت صاف طریقہ سے سب کو کافر کہتا ہے۔ لاہوری جماعت خواجہ کمال وغیرہ بھی کافر سمجھتے ہیں۔ مگر ظاہر میں انکار کرتے ہیں۔ ہندوستان کے تعلیم یافتہ حضرات کو خوب بے وقوف بنایا ہے۔ خواجہ کمال نے تو اپنے رسالہ صحیفہ آصفیہ میں صاف صاف مرزا قادیانی کو نبی اور خدا کا رسول اپنے خیال میں قرآن مجید کی آیات سے ثابت کیا ہے اور ان کے منکر کو جنمی ٹھہرایا ہے۔ (ص ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹،

مگر ان دنوں لاہوری امیر المومنین کا خط ایک احمدی نے دکھایا۔ اس میں مرزا قادیانی کا فتویٰ لکھتے ہیں۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے مسلمانوں کو کافر نہیں بنایا۔ مگر مسلمانوں نے ہمیں کافر کہا اس لئے وہ خود کافر ہو گئے۔ حاصل یہ کہ چالیس کروڑ مسلمان کافر ہو گئے۔ اب ان کا کافر ہونا کسی وجہ سے ہو۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ مرزا قادیانی کی وجہ سے کافر ہوئے اور انہی کی وجہ سے دنیا اسلام سے گویا خالی ہو گئی۔ نہ وہ ایسے جھوٹے دعوے کر کے مسلمانوں کو فریب دیتے نہ علمائے اسلام ان کے کفر کا اظہار کرتے۔

اب وہ بتائیں کہ آپ کے مسیح موعود نے تو اپنا کام یہ بتایا ہے کہ ہماری وجہ سے ساری دنیا میں اسلام کا غلبہ ہوگا اور ایسا غلبہ بتایا ہے کہ ساری دنیا کی قومیں ایک قوم یعنی مسلمان ہو جائیں گی اور اس دعوے کو قرآن مجید کی آیت سے ثابت کیا ہے۔ حاشیہ کا پہلا اور دوسرا قول دیکھا جائے۔ پھر یہ کیسا اندھیر ہے کہ مرزا قادیانی مسلمانوں کو کافر بنا کر اسلام کو منار ہے ہیں اور کفر کا غلبہ دیکھا کر اپنے کو خود جھوٹا بتا رہے ہیں۔ مگر افسوس ماننے والوں پر ہے کہ یہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور آفتاب روشن کو چھپانا چاہتے ہیں اور دن کو رات کہتے ہیں۔ یہ ضمنی بات تھی اصل مدعا یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود کا کام یہ بیان کیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے اسلام کا غلبہ ہوگا۔ دنیا کی ساری قومیں مسلمان ہو جائیں گی۔ جتنے ادیان باطلہ ہیں وہ فنا ہو جائیں گے۔ اس کے ثبوت میں چار قول نقل کئے گئے۔ ایک ایام الصلح سے، دوسرا براہین احمدیہ سے، تیسرا چشمہ معرفت سے، چوتھا انجام آتھم سے، ان اقوال کو پیش نظر رکھ کر پانچواں قول ملاحظہ کیجئے۔

پانچواں اقرار..... ”میرا کام جس کے لئے میں کھڑا ہوا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ انجام کو نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دیکھا یا جو مسیح موعود و مہدی موعود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“

(اخبار الہدٰی قادیان ج ۲ نمبر ۲۹، ۱۹۰۶ء جولائی ۱۹۰۶ء، مکتوبات احمدیہ ج ۶ ص ۱۶۳)

مرزا قادیانی کا یہ پانچواں قول ہے۔ جس میں وہ مسیح موعود کا کام اور ان کی علامت

نے بیان کی تھیں۔ ان کا ظہور کسی طرح نہ

ور کا مرزا قادیانی نے اپنے ذریعہ سے
وا؟ سب دیکھنے والے یہی کہیں گے کہ
تور ہیں۔ مذہب نصاریٰ کو ترقی ہے۔
ماجا بشورش مرزا قادیانی کو کیسا جھوٹا
یانی کی وجہ سے ادیان باطلہ کے لوگ
ہوا۔ اس لئے مرزا قادیانی کو اپنی قسم کو
س کو ان سے علیحدہ ہونا لازم تھا۔ مگر ان
جو اس اقراری ڈگری کے اپنی زبان
بعد چار برس سے زیادہ زندہ رہے۔
تو کیا ہوتے، انہیں ترقی ہو رہی ہے۔
نہیں جھوٹا نہیں سمجھتے۔ مگر اس میں شبہ
نہیں جھوٹا کہہ رہی ہے۔ خواجہ کمال کی
میں بیٹھ کر کچھ کام نہیں آ سکتا اور
مرزا قادیانی اپنے اقرار سے جھوٹے
دیانی سچے نہیں ہو سکتے اور انہیں مسیح
لے دونوں گروہ جھوٹے اور جھوٹے
نی کے وجود سے اسلام کو کیا فائدہ
کے کوئی فائدہ ہوا؟ ہرگز نہیں، ہر
لیس کروڑ جو مسلمانوں کا شمار تھا
یا۔ قادیانی گروہ تو نہایت صاف
رہ بھی کافر سمجھتے ہیں۔ مگر ظاہر میں
توقف بنایا ہے۔ خواجہ کمال نے تو
کا رسول اپنے خیال میں قرآن
(ص ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶ دیکھا جائے)

بیان کرتے ہیں۔ مگر پہلے چاروں اقوال میں تمام دینوں کا ہلاک ہونا اور اسلام کا غلبہ ساری دنیا میں ہو جانا مسیح موعود کا کام بتایا تھا۔ اس قول میں خاص دین عیسوی کے ہلاک ہونے کی نسبت لکھتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں اور اس لئے کہ بجائے تثلیث کے تو حید کو پھیلاؤں۔ پہلے اقوال کو پیش نظر رکھ کر جب اس قول کو دیکھا جائے تو نہایت صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ میری کوشش اور میرے ذریعہ سے تثلیث کے ماننے والے موحّد یعنی مسلمان ہو جائیں گے۔ چونکہ تثلیث پرست تمام دنیا پر غالب ہو گئے ہیں۔ ساری دنیا میں عیسائیوں کو غلبہ ہے۔ ان کی سلطنت اور بادشاہت ہے۔ اس لئے اس قول میں خاص دین عیسوی کے مٹانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر مٹائے اسلام کو غلبہ نہیں ہو سکتا۔ جس کا ذکر پہلے اقوال میں بار بار کیا ہے۔ اب اسلام کے غلبہ کی یہی صورت ہے کہ تثلیث پرست مسلمان ہو جائیں اور تثلیث کی جگہ تو حید پھیل جائے۔ اسی کو مرزا قادیانی حمایت اسلام اور مسیح موعود کا کام بتاتے ہیں اور اسی کام کے پورا ہو جانے کو اپنی صداقت کا معیار قرار دیتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر یہ کام میں نے اپنی زندگی میں نہ کیا اور مرگیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کو اپنے قول کی صداقت پر کمال درجہ کا وثوق ہے۔ یہ بھی مد نظر رہے کہ اس قول کے پورا کرنے کے لئے کوئی شرط بھی مرزا قادیانی نے نہیں بیان کی۔ اس کلام سے یہ بھی ظاہر ہے کہ جس وقت یہ دعویٰ کر رہے ہیں۔ اس وقت تک یہ کام انہوں نے نہیں کیا تھا۔ کیونکہ پہلے وہ یہ کہتے ہیں کہ میں تثلیث پرستی کے ستون کو توڑنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ اس کو خاص و عام سب سمجھتے ہیں کہ کام کے لئے کھڑا ہونے کے یہی معنی ہیں کہ اب تک کام کیا نہیں ہے۔ بلکہ کرنے کے لئے مستعد اور آمادہ ہونے ہیں اور آخر میں شرط کے ساتھ کہتے ہیں۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دیکھا یا جو مسیح موعود کو کرنا چاہئے تھا تو میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ کیا اور مرگیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ اس جملہ سے اظہار من الشمس ہے کہ جس وقت مرزا قادیانی یہ قول لکھ رہے تھے اس وقت تک انہوں نے وہ کام نہیں کیا تھا۔ آئندہ اس کے کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ وعدہ مرزا قادیانی نے کب کیا ہے۔ اس کا تصفیہ حوالے سے بخوبی ہوتا ہے۔ یعنی یہ قول ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء کے اخبار البدل میں چھپا ہے۔ جس میں مرزا قادیانی کے اقوال برابر چھپتے تھے۔ اس قول کی

تائید مرزا قادیانی
مطبوعہ ۱۵۸۵
مقرر ہے پورا
اس کا ارادہ رکھتا
سے تمام دنیا میں
کہ پورا نہ ہوا
اس قول سے
مرزا قادیانی
اسلام کی خدمت
خدمت ۱۹۰۷ء
خدمت کا پورا
اپنی زندگی میں
وعدہ الہی ہے
آپ یہ بھی
ہیں اور یہ وعدہ
دن مشہور نہ
اعلان میں جو
لئے گئے۔
سے اسلام کو
تمہارا کاشف
ہو سکتا اور مرزا
دریافت کرنے

روں اقوال میں تمام دینوں کا ہلاک ہونا اور اسلام کا غلبہ ساری دنیا یا تھا۔ اس قول میرا خاص دین عیسوی کے ہلاک ہونے کی نسبت لکھتے ہیں۔ عیسوی پرستی کے ستون کو توڑنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں اور اس لئے کہ پہلے اقوال کو پیش نظر رکھ کر جب اس قول کو دیکھا جائے تو ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ میری کوشش اور میرے ذریعہ لے موحد یعنی مسلمان ہو جائیں گے۔ چونکہ تثلیث پرست تمام دنیا پر دنیا میں عیسائیوں کو غلبہ ہے۔ ان کی سلطنت اور بادشاہت ہے۔ اس میں عیسوی کے مٹانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر مٹائے نہ جا سکتا۔ پہلے اقوال میں بار بار کیا ہے۔ اب اسلام کے غلبہ کی بھی مسلمان ہو جائیں اور تثلیث کی جگہ توحید پھیل جائے۔ اسی کو ام اور مسیح موعود کا کام بتاتے ہیں اور اسی کام کے پورا ہو جانے کو اپنی توجہ ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر یہ کام میں نے اپنی زندگی میں نہ کیا اور نہ میں جھوٹا ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کو اپنے قول کی قیاس ہے۔ یہ بھی مد نظر رہے کہ اس قول کے پورا کرنے کے لئے کوئی شرط بیان کی۔ اس کلام سے یہ بھی ظاہر ہے کہ جس وقت یہ دعویٰ کر رہے نہ ہوں نے نہیں کیا تھا۔ کیونکہ پہلے وہ یہ کہتے ہیں کہ میں تثلیث پرستی کے کھڑا ہوا ہوں۔ اس کو خاص و عام سب سمجھتے ہیں کہ کام کے لئے کھڑا اب تک کام کیا نہیں ہے۔ بلکہ کرنے کے لئے مستعد اور آمادہ ہونے تھے کہتے ہیں۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دیکھا یا جو مسیح بچا ہوں اور اگر کچھ نہ کیا اور مر گیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ اس ہے کہ جس وقت مرزا قادیانی یہ قول لکھ رہے تھے اس وقت تک انہوں نے اس کے کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ وعدہ ہے۔ اس کا تصفیہ حوالے سے بخوبی ہوتا ہے۔ یعنی یہ قول ۱۹ جولائی چمپا ہے۔ جس میں مرزا قادیانی کے اقوال برابر چھپتے تھے۔ اس قول کی

تائید مرزا قادیانی نے اپنے الہامی اعلان سے لیا ہے۔ اس کو انہوں نے اپنی کتاب حقیقت الوحی مطبوعہ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کے آخر میں مشتہر کیا ہے اس کی عبارت یہ ہے۔

”میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے پوری نہ ہو۔ اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤں گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا۔“ (حقیقت الوحی میں مندرجہ اشتہار اعلان جن نمبر ۱۶ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۸) اس عبارت نے کامل طور سے فیصلہ کر دیا کہ مسیح موعود کا جو کام ہے یعنی ان کے ذریعہ سے تمام دنیا میں اسلام کا پھیل جانا وہ مرزا قادیانی کی زندگی میں پورا ہو جائے گا۔ مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ پورا نہ ہوا اور ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود کی جو علامت انہوں نے بیان کی وہ ان میں نہیں پائی گئی اور اپنے قول سے جھوٹ ثابت ہوئی۔

مرزا قادیانی کو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔ اس لئے ان کے حصہ میں حمایت اسلام کی خدمت مقرر تھی اور حمایت اس طریقہ سے کہ تثلیث پرستوں کو مسلمان بنائیں۔ مگر یہ خدمت ۱۹۰۷ء تک پوری نہیں ہوئی تھی اور یہ بھی اس قول سے نہایت ظاہر ہو رہا ہے کہ اس خدمت کا پورا ہونا اپنی زندگی میں بتا رہے ہیں اور الہام الہی سے کہہ رہے ہیں کہ میں اپنا کام اپنی زندگی میں پورا کروں گا۔ جب تک میرا کام پورا نہ ہوگا میں ہرگز نہ مروں گا۔ کیونکہ یہ وعدہ الہی ہے اور وعدہ الہی ٹل نہیں سکتا (یہ جملہ نہایت یاد رکھنے کے قابل ہے) یہ معلوم کر کے آپ یہ بھی معلوم کیجئے کہ اس قول کے کتنے دنوں بعد مرزا قادیانی دنیا سے تشریف لے گئے ہیں اور یہ وعدہ الہی پورا ہوا یا نہیں۔ مرزا قادیانی کا انتقال ایسا امر نہیں ہے۔ جس کی تاریخ دن مشہور نہ ہوا ہو۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں جناب والا عالم برزخ میں بھیجے گئے۔ یعنی مذکورہ اعلان میں جو وعدہ الہی ہوا ہے۔ اس کے پورے ایک سال کے بعد مرزا قادیانی دنیا سے اٹھا لئے گئے۔ اب اس ایک سال میں مرزا قادیانی کا کوئی کارنامہ ایسا دیکھا جاسکتا ہے۔ جس سے اسلام کو غلبہ ساری دنیا میں ہو گیا ہو۔ اے مرزا بنو! کیا اس کا جواب کچھ دے سکتے ہو؟ مگر تمہارا کانشنس اور معائنہ کے ساتھ دلی حالت بے اختیار کہے گی کہ اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا اور مرزا قادیانی اپنے اقرار سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے خیر خواہانہ میں دریافت کرتا ہوں کہ آپ اپنے مرشد کے ارشاد کے بموجب ان کے جھوٹے ہونے پر گواہی

کیوں نہیں دیتے۔ اس میں آپ کو کیا عذر ہے۔ جس طرح آپ نے ان کے کہنے سے انہیں مسیح موعود مانا تھا۔ اسی طرح ان کے کہنے سے انہیں جھوٹا ماننا آپ کو ضرور ہے۔ آٹھ نو برس سے آپ کانوں میں تیل ڈال کر مہربلب کیوں بیٹھے ہیں، کیا مرنا نہیں؟ میں یہ تو نہیں کہتا کہ آپ علمائے حقانی کی کسی دلیل کو ملاحظہ کریں میں تو آپ کے مرشد ہی کے قول کو پیش کر رہا ہوں اور کہتا ہوں کہ اسے ماننے اور اپنی آئندہ کی حالت کو یاد کر کے خدا سے ڈریئے اور جھوٹے سے علیحدہ ہو جائیئے۔ طاغوت سے علیحدہ ہونا ایمان باللہ سے مقدم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”وَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ (بقرہ: ۲۵۶)“ یعنی جو طاغوت سے علیحدہ ہوا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اس نے مضبوط رسی تھامی۔ اس آیت میں ایمان باللہ سے پہلے طاغوت سے علیحدہ ہونے کا ارشاد ہے۔ اس کے بعد میں یہ چاہتا ہوں کہ اس اعتراض کے جواب میں جو آپ کو دھوکا دیا گیا ہے۔ اس کا ازالہ بھی صاف طور سے کر دوں۔ تثلیث پرستی کے ستون توڑنے کی حقیقت آپ سے یہ بیان کی جاتی ہے کہ مرزا قادیانی نے قرآن مجید سے مسیح کی موت خوب ثابت کر دی ہے۔ اس لئے صلیب پرستی کا ستون ٹوٹ گیا۔ افسوس میں ایسے عقل و فہم پر کہ ایسے غلط جواب سے آپ کی تسکین ہو جاتی ہے اور ذرا بھی تامل نہیں کرتے۔ افسوس!

اول تو یہ نہیں دیکھتے کہ مسیح علیہ السلام کی موت تو مرزا قادیانی ازلۃ الاولیاء میں ثابت کی ہے۔ یہ رسالہ مرزا قادیانی کے اوائل تصانیف میں ہے۔ اور ۱۸۹۱ء میں مشتہر ہوا ہے اور مرزا قادیانی کا یہ قول کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ ۱۹۰۶ء کے آخر کا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ اس سن تک وہ ستون ٹوٹا نہیں تھا۔ بلکہ توڑنے کے لئے مستعد ہوئے تھے اور مسیح علیہ السلام کی موت ثابت کئے تو چند رہ برس گذر گئے۔ اب اس کے لئے مستعد ہونا چہ معنی دارد؟ بیان سابق پر پھر غور کیجئے۔ اس قول کے بعد ان کے الہامی اعلان سے یہ بھی ثابت کر دیا گیا کہ اپنے مرنے سے ایک سال قبل تک انہوں نے کچھ نہیں کیا تھا، آئندہ کریں گے۔ اس لئے یہ جواب مرزا قادیانی کے الہام سے غلط ثابت ہوا۔

دوسرے یہ کہ موت ثابت کرنے سے عیسائیوں کی تثلیث باطل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اگر موت ثابت کی تو قرآن شریف سے کی۔ پھر اس سے عیسائیوں پر کیا الزام

ہوا؟۔ عیسائی قرآن کو کب مانا سے ان کی صلیب کیونکر ٹوٹ گئی کرنا چاہئے۔ صلیب ٹوٹنے کا بیان کر دیا ہے۔ انہیں مکرر دیکھو تیسرے یہ کہ موت

کو نہیں سمجھتے۔ عیسائی جس طرح تثلیث کو بھی سمجھتے ہیں۔ حضرت کے خیال میں ہمیشہ سے ہے۔ تثلیث قائم ہوئی۔ اب اگر انہوں

جس طرح ۱۹۱۸ء سے پہلے قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کی روح حضرت مسیح کے پیدا ہونے اور تھی۔ ویسے ہی ان کے جسم جیسے ان کے پیدا ہونے سے خیال میں قائم رہے گی۔ ان کی موت ثابت کرنے سے

مرزائیوں کی عقل پر ایسا پردہ اے عزیزو! سے بچانے کے لئے ایک

پر بھی توجہ نہ کرنا بہت زمرزا قادیانی نے دودع دوسرے یہ کہ آنحضرت بخوبی ظاہر ہو گیا کہ انہو اب دوسرے دعوے کی

ہوا؟۔ عیسائی قرآن کو کب مانتے ہیں۔ جو اس کے مضمون سے انہیں الزام ہو سکے اور اس الزام سے ان کی صلیب کیونکر ٹوٹ گئی۔ کیا قلم کے گھس گھس کرنے سے صلیب ٹوٹ سکتی ہے۔ ذرا شرم کرنا چاہئے۔ صلیب ٹوٹنے کا مطلب تو اس سے پہلے خود مرزا قادیانی نے اپنے متعدد اقوال میں بیان کر دیا ہے۔ انہیں مکرر دیکھو۔

تیسرے یہ کہ موت کے ثبوت سے ان کی تثلیث باطل نہیں ہو سکتی۔ آپ ان کی تثلیث کو نہیں سمجھتے۔ عیسائی جس طرح خدا تعالیٰ کی ذات کو ازلی اور ابدی اعتقاد کرتے ہیں اسی طرح تثلیث کو بھی سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح کا جسمانی وجود تو انیس سو برس سے ہوا، اور تثلیث کا وجود ان کے خیال میں ہمیشہ سے ہے۔ یہ نہیں ہے کہ جس وقت سے ان کے جسم کا وجود ہوا اس وقت سے تثلیث قائم ہوئی۔ اب اگر انہیں جسمانی موت آجائے تو ان کی تثلیث اسی طرح قائم رہے گی۔ جس طرح ۱۹۱۸ء سے پہلے قائم تھی۔ کیونکہ اگر موت آئی تو جسم کو آئی، روح کو نہیں آئی، عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کی روح کو خدا یا خدا کا جز کہتے ہیں۔ جسم کو نہیں کہتے۔ وہ روح جس طرح حضرت مسیح کے پیدا ہونے اور دنیا میں ظاہر ہونے سے پہلے موجود تھی اور ان کے نزدیک خدا کا جز تھی۔ ویسے ہی ان کے جسم کے فنا ہونے کے بعد بھی ان کے خیال میں باقی رہے گی اور تثلیث جیسے ان کے پیدا ہونے سے پہلے ان کی روح کی وجہ سے تھی۔ ان کے مرنے کے بعد بھی ان کے خیال میں قائم رہے گی۔ ان کی پیدائش سے پہلے اور مرنے کے بعد میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پھر ان کی موت ثابت کرنے سے صلیب پرستی کا ستون کیسے ٹوٹ جائے گا۔ یہ نہایت ظاہر بات ہے۔ مگر مرزائیوں کی عقل پر ایسا پردہ پڑا ہے کہ انہیں نہایت روشن بات بھی نہیں سمجھتی۔

اے عزیزو! اس پر یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے محض ہدایت اور گمراہی سے بچانے کے لئے ایک کاذب کے کذب کو اس کے علانیہ اقراروں سے ظاہر کر دیا۔ اب اس پر بھی توجہ نہ کرنا بہت زیادہ موجب عتاب الہی ہو سکتا ہے۔ اس پر غور کرو۔ اس قول میں مرزا قادیانی نے دو دعوے کئے ہیں۔ ایک یہ کہ بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں گا۔ دوسرے یہ کہ آنحضرت ﷺ کی جلالت و شان دنیا پر ظاہر کروں گا۔ پہلے دعوے کا جھوٹا ہونا تو بخوبی ظاہر ہو گیا کہ انہوں نے توحید کہیں نہیں پھیلائی۔ بلکہ چالیس کروڑ موحدوں کو کافر بنا دیا۔ اب دوسرے دعوے کی حالت معلوم کیجئے۔ جس سے کامل یقین ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی نے

روح آپ نے ان کے کہنے سے انہیں وٹا ماننا آپ کو ضرور ہے۔ آٹھ سو برس، کیا مرنا نہیں؟ میں یہ تو نہیں کہتا کہ آپ کے مرشد ہی کے قول کو پیش کر رہا ہوں، بلکہ خدا سے ذریعے اور ایمان باللہ سے مقدم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ن باللہ فقد استمسک بالعروة وثوقاً اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اس نے ملے طاغوت سے علیحدہ ہونے کا ارشاد کے جواب میں جو آپ کو دھوکا دیا گیا برستی کے ستون توڑنے کی حقیقت آپ سے مسیح کی موت خوب ثابت کر دی اس لیے عقل و فہم پر کہ ایسے غلط جواب دے۔ افسوس!

مرزا قادیانی ازالۃ الادہام میں ثابت ہے۔ اور ۱۸۹۱ء میں مشتہر ہوا ہے اور کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ ۱۹۰۶ء کے میں تھا۔ بلکہ توڑنے کے لئے مستعد گذر گئے۔ اب اس کے لئے مستعد خدا ان کے الہامی اعلان سے یہ بھی ہوں نے کچھ نہیں کیا تھا، آئندہ ثابت ہوا۔

تثلیث باطل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پھر اس سے عیسائیوں پر کیا الزام

حضور انور ﷺ کی نہایت مذمت و منقصدی ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ جھوٹے دعوے کر لے مسلمانوں کو فریب بھی دیا ہے۔

مرزائی اقوال سے حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مذمت

مرزا قادیانی شاعر بھی تھے اس لئے ابتدا میں حضرت محمد ﷺ کی مدح سرائی کی ہے۔ جس طرح شاعر کیا کرتے ہیں اور خیالی معشوق کی درباری بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کے دل کیسے ہی سخت ہوں اور عشق و محبت کی بو بھی ان کے دل میں نہ ہو۔ اس کی صداقت مرزا قادیانی کی باتوں سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ حضور انور ﷺ کے منقصد اور اپنے تعلق مختلف طور سے کی ہے۔ یہاں چند اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔

پہلا قول: مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ جس نے مجھے نہ مانا، وہ کافر اور جہنمی ہے۔ اس کی تشریح مرزا محمود نے اپنے رسالے حقیقت النبوة میں کی ہے۔ وہاں دیکھئے اس دعوے سے کمال منقصد حضور ﷺ کی اس طرح ثابت ہوئی کہ امت محمدیہ ﷺ کے کروڑوں افراد جو آپ ﷺ کو مان کر آپ کے طفیل سے جنت کے مستحق ہو چکے تھے۔ تیرہ سو برس کے بعد ان کا غلام یہ کہتا ہے کہ میری وجہ سے وہ سب جہنمی ہو گئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا ماننا ان کے کام نہ آیا۔ یہ کیسی عظیم الشان منقصد ہے کہ سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کی خاص صفت اللہ تعالیٰ ”رحمۃ للعالمین“ قرآن مجید میں بیان فرماتے ہیں۔ ان کی امت ان کے جاں نثار جہنم میں ڈالے جائیں اور ارشاد خداوندی اور عظمت نبوی پامال کر دی جائے۔ یہی اظہار عظمت و شان حضرت محبوب رب العالمین ہے۔ استغفر اللہ!

دوسرا قول: (تمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳) میں ”خدا کی قسم کھا کر دعویٰ کرتے ہیں کہ اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو دس لاکھ تک پہنچتے ہیں“ اور اخبار البدر مطبوعہ جولائی ۱۹۰۶ء میں لکھتے ہیں کہ ”جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ دس لاکھ سے زیادہ ہیں“ (براہین پنجہ ص ۵۲، خزائن ج ۲۱ ص ۷۲) اور کوئی مہینہ نشانوں سے خالی نہیں گذرتا۔ اس میں درپردہ یہ کہتے ہیں کہ میری عظمت و شان جناب رسول اللہ ﷺ سے سو حصہ بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ (تحد گولڈ ویس ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۲) میں لکھتے ہیں کہ تین ہزار معجزے

ہمارے نبی کریم ﷺ
مرزا قادیانی اپنے
تحقیر جناب رسول اللہ
انبار دیکھا دیا گیا ہے
اس سے زیادہ کسر شا
تیسرا قول
خداوندی ہوا۔ ”لولا
کر کے فرماتا ہے کہ ا
کرتا۔ اس کا لازمی نتیجہ
مراتب عالیہ عنایت
مرزا قادیانی کے طفلی اور
بھائیو! حط
اور بے وقعتی کو دیکھو کہ
اور پھر دعویٰ کرتا ہے کہ
ناواقفوں کو فریب دینا۔
ناظرین اس میں ملاحظہ
بیان مذکور۔
سے وہ جھوٹے ثابت ہو
کے ثبوت میں جو انہوں
خاک میں ملا دیا اور ثابت
میں ان کا ایک علانیہ فریہ
ہونے کا اقرار کیا ہے۔ م
ہے۔ جس کا جھوٹا ہونا پور

ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ جھوٹے دعوے کرے

نبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مذمت
بتدا میں حضرت محمد ﷺ کی مدح سرائی کی ہے۔
لی درہائی بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کے دل
دل میں نہ ہو۔ اس کی صداقت مرزا قادیانی کی
کے مقصد اور اپنے تعلیٰ مختلف طور سے کی

نے مجھے نہ مانا، وہ کافر اور جہنمی ہے۔ اس کی
کی ہے۔ وہاں دیکھئے اس دعوے سے کمال
محمد ﷺ کے کروڑوں افراد جو آپ ﷺ کو
تیرہ سو برس کے بعد ان کا غلام یہ کہتا ہے کہ
ﷺ کا مانتا ان کے کام نہ آیا۔ یہ کیسی عظیم
کی خاص صفت اللہ تعالیٰ ”رحمۃ للعالمین“
جاں نثار جہنم میں ڈالے جائیں اور ارشاد
ظمت و شان حضرت محبوب رب العالمین

۵۰۳) میں ”خدا کی قسم کھا کر دعویٰ
ے نشان ظاہر کئے جو دس لاکھ تک پہنچتے
”جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ
(اور کوئی مہینہ نشانوں سے خالی نہیں
اجتباب رسول اللہ ﷺ سے سوجھ
(میں لکھتے ہیں کہ تین ہزار معجزے

ہمارے نبی کریم ﷺ سے ظہور میں آئے۔ ان دونوں قولوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ
مرزا قادیانی اپنے معجزات کو سوچے زیادہ بیان کرتے ہیں۔ اب سمجھنے والے سمجھ لیں کہ یہ کیسی
تحقیر جناب رسول اللہ ﷺ کی مرزا قادیانی نے کی ہے کہ ایک غلام جس کے جھوٹ و فریب کا
انبار دیکھا دیا گیا ہے۔ وہ اپنی عظمت کو سوچے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی عظمت سے بیان کرتا ہے
اس سے زیادہ کسر شان اور کیا ہوگی۔

تیسرا قول: (حقیقت الوحی ص ۹۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۲) میں دعویٰ کرتے ہیں کہ مجھے الہام
خداوندی ہوا۔ ”لولاک لما خلقت الافلاک“ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مرزا کو مخاطب
کر کے فرماتا ہے کہ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان وزمین اور جو کچھ اس میں ہے کچھ پیدا نہ
کرتا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر انبیائے کرام اور اولیائے عظام آئے اور انہیں
مراتب عالیہ عنایت ہوئے۔ یہ سب مرزا قادیانی کے طفیل سے ہوا۔ تمام انبیاء اور اولیاء
مرزا قادیانی کے طفیل اور ذلہ رہا ہیں اس میں سرور عالم ﷺ بھی ہیں۔ نعوذ باللہ!

بھائیو! حضرت سرور انبیاء ﷺ کی عظمت و شان کو ملاحظہ کرو اور مرزا کی اس ہتک
اور بے وقعتی کو دیکھو کہ ایک ادنیٰ غلام ہو کر سرور دو جہاں علیہ صلوات الرحمن کو اپنا طفیلی کہتا ہے
اور پھر دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت ﷺ کی عظمت و شان ظاہر کروں گا۔ یہ کیسا علانیہ جھوٹ اور
ناواقفوں کو فریب دینا ہے۔ اس قسم کے آٹھ اقوال رسالہ دعویٰ نبوت مرزا میں لکھے گئے ہیں۔
ناظرین اس میں ملاحظہ کریں۔

بیان مذکور سے مرزا قادیانی کی مسیحیت کا تو کامل طور سے خاتمہ ہو گیا اور پورے طور
سے وہ جھوٹے ثابت ہوئے۔ اب ان کی مہدویت کا خاکہ اڑنا بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ اس دعوے
کے ثبوت میں جو انہوں نے آسمانی نشان کا بہت غل جچایا تھا اسے تو دوسری شہادت آسمانی نے
خاک میں ملادیا اور ثابت کر دیا کہ وہ اپنے بیان سے بالیقین جھوٹے اور سخت فریبی ہیں۔ یہاں
میں ان کا ایک علانیہ فریب اور ایک وہ قول نقل کرتا ہوں۔ جس میں انہوں نے اپنے جھوٹے
ہونے کا اقرار کیا ہے۔ مرزا قادیانی کے اس آسمانی نشان کی بنیاد ایک موضوع اور جھوٹی روایت
ہے۔ جس کا جھوٹا ہونا پورے طور سے ثابت کر دیا گیا ہے۔ (دوسری شہادت آسمانی ص ۵۶، ۵۷)

اب اس جھوٹی روایت کی صحت میں ضمیمہ انجام آتھم اور حقیقت الوحی میں بوازور لگایا ہے۔ مگر سر نہ۔ علانیہ مغالطہ اور صریح فریب کے اس کی صحت ہرگز ثابت نہیں کر سکے۔ اہل علم اور فہمیدہ حضرات ملاحظہ کریں کہ اس معمولی گہن ہو جانے کے بعد مختلف طور سے یہ لکھا ہے کہ حدیث کی صحت کو معائنہ نے ثابت کر دیا۔ کہیں کہتے ہیں کہ حدیث نے اپنی صحت کو آپ ظاہر کر دیا۔ کہیں لکھتے ہیں کہ حدیث کی صحت کو چشم دید نے ثابت کر دیا۔ اب اس میں زبردستی اور ابلہ فریبی کو دیکھا جائے کہ تیرہ سو برس کے بعد معائنہ اور چشم دید سے حدیث کی صحت کیونکر ثابت ہو سکتی ہے۔ اہل دانش غور فرمائیں کہ معائنہ اگر ہوا تو معمولی گہنوں کے جماع کا ہوا۔ یہ فرمائیے کہ یہ کس نے معائنہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان گہنوں کو امام مہدی کا نشان فرمایا ہے۔ اس کا معائنہ تو وہی کر سکتا ہے۔ جس نے جناب رسول اللہ ﷺ کو معائنہ کیا ہو اور عالم بیداری میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا ہو اور اس روایت کو بیان فرماتے سنا ہو۔ بغیر اس کے روایت کی صحت کا معائنہ بتانا صریح فریب نہیں تو کیا ہے۔ البتہ اب ہم با آواز بلند کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے دجل و فریب کو ان کے رسائل کے معائنہ نے دیکھا دیا اور چشم دید نے ثابت کر دیا کہ وہ علانیہ فریب دے رہے ہیں۔ جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے اور مرزا قادیانی کے فریب کا معائنہ کرے تو یہ ان کا فریب تھا۔ اب ان کے دوسرے فریب کے ساتھ ان کی اقراری ڈگری بھی ملاحظہ کیجئے۔ جس سے ظاہر ہو جائے کہ جس طرح وہ اپنے پختہ اقرار سے مسخ موعود نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اپنے اقرار سے جھوٹے ہیں۔ اسی طرح وہ مہدی بھی نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اپنے اقرار سے اس دعوے میں بھی جھوٹے ہیں۔ وہ اقرار ملاحظہ ہو۔

چھٹا اقرار: ضمیمہ انجام آتھم میں فرماتے ہیں کہ ”اگر یہ ظالم مولوی اس قسم کا خسوف و کسوف کسی اور مدعی کے وقت میں پیش کر سکتے ہیں تو پیش کریں۔ اس سے بے شک میں جھوٹا ہو جاؤں گا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۲) اس قوم میں مرزا قادیانی اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ ۱۳۱۲ھ سے پہلے اس قسم کا خسوف و کسوف ہوا ہو۔ یعنی رمضان کے ۱۱۳ اور ۲۸ کو اور ان گہنوں کے وقت کوئی مدعی مہدویت و نبوت بھی ہوا ہو۔ اب تمام مرزانیوں کی جماعت سے دریافت کیا جاتا ہے کہ آپ کے مرشد نے ایک جھوٹی روایت کے سچا بنانے میں فریب دیا۔ پھر اس کے مطلب کے بیان کرنے میں محام کو فریب دیا۔ ان فریبوں کی

بنیاد روایت
وقت یہ گہن
مہدی کی علا
سے مہدی کا
کرنے کی ضر
انوار مسلمان
دعویٰ کی کیا ض
ہے جس سے
مرزا مہدی
کے لئے حوال
اس کا بیٹا صا
وقت میں دو
ہجری میں ا
آسمانی میں
ایمان لائیں
ان سے پ
طرح مرزا
بھی ضرور
ساتھ رسا
وسیع کر۔
مرزا قادی
انہوں۔

آٹھم اور حقیقت الوحی میں بڑا زور لگایا
ت ہرگز ثابت نہیں کر سکے۔ اہل علم اور
بعد مختلف طور سے یہ لکھا ہے کہ حدیث
نے اپنی صحت کو آپ ظاہر کر دیا۔ کہیں
اس میں زبردستی اور ابلہ فریبی کو دیکھا
کی صحت کیونکر ثابت ہو سکتی ہے۔ اہل
مناہج کا ہوا۔ یہ فرمایا کہ یہ کس نے
ن فرمایا ہے۔ اس کا معائنہ تو وہی کر سکتا
لم بیداری میں آپ کی زیارت سے
س کے روایت کی صحت کا معائنہ بتانا
ہیں کہ مرزا قادیانی کے دجل و فریب
ثابت کر دیا کہ وہ علانیہ فریب دے
کے فریب کا معائنہ کرے تو یہ ان کا
ی ڈگری بھی ملاحظہ کیجئے۔ جس سے
نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اپنے اقرار سے
پنے اقرار سے اس دعوے میں بھی

اگر یہ ظالم مولوی اس قسم کا خوف
س۔ اس سے بے شک میں جھوٹا ہو
م میں مرزا قادیانی اپنے جھوٹے
پہلے اس قسم کا خوف و کسوف ہوا
مہدویت و نبوت بھی ہوا ہو۔ اب
مرشد نے ایک جھوٹی روایت کے
عوام کو فریب دیا۔ ان فریبوں کی

بنیاد روایت کے الفاظ سے ہو سکتی ہے۔ مگر مدعی کی شرط یعنی گہنوں کے وقت وہی مدعی ہی ہو اس
وقت یہ گہن مہدی کی علامت ہو سکتے ہیں اور اگر کوئی مدعی اس وقت نہ ہو تو یہ معمولی گہن ہیں۔
مہدی کی علامت نہیں ہیں۔ یہ کسی لفظ سے ثابت نہیں ہوتا اگر کوئی مدعی ہے تو بتائے جن حدیثوں
سے مہدی کا آنا ثابت کیا جاتا ہے۔ ان میں تو ایسی علامتیں ان کی بیان ہوئی ہیں کہ انہیں دعویٰ
کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ بلکہ وہ اپنے کو چھپانا چاہیں گے۔ مگر ان کے چہرے کے قدرتی
انوار مسلمانوں کے دلوں کو ایسا ہی کھینچیں گے۔ جس طرح مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے۔ پھر انہیں
دعویٰ کی کیا ضرورت ہوگی۔ رسالہ البرہان دیکھو یہی وجہ ہے کہ اس روایت میں کوئی لفظ ایسا نہیں
ہے جس سے صراحت یا اشارہ یہ قید ثابت ہوتی ہو۔ اس لئے یہ قطعی بات ہے کہ اس روایت میں
مرزا قادیانی کا یہ یقینی غیر الاعتراف ہے۔ اس کے بعد رالم ان کی افراری ڈگری کی شرط پورا کرنے
کے لئے حوالہ پیش کرتا ہے ملاحظہ ہو۔

دوسری صدی کے شروع یعنی ۱۱ھ میں ظریف مدعی مغرب میں ہوا اور ۱۲ھ میں
اس کا بیٹا صالح مدعی ہوا، اور ان دونوں کے وقت میں اسی طرح کے گہن ہوئے۔ بلکہ صالح کے
وقت میں دو مرتبہ ہوئے۔ جس طرح مرزا قادیانی کے وقت میں دو مرتبہ ہوئے اور چھوٹی صدی
ہجری میں ابو منصور عیسیٰ مدعی ہوا۔ اس کے عہد میں اسی طرح کے گہن ہوئے۔ دوسری شہادت
آسمانی میں اس کی تفصیل اور تحقیق ملاحظہ کر کے ظلم مرزا کے پیرو مرزا قادیانی کے اس قول پر
ایمان لائیں اور اس میں شک نہ کریں۔ یعنی یقیناً سمجھیں کہ مرزا قادیانی جھوٹے تھے۔ کیونکہ
ان سے پہلے کئی مدعی ایسے گذرے ہیں۔ جن کے وقت میں گہنوں کا اجتماع اسی طرح ہوا۔ جس
طرح مرزا قادیانی کے وقت میں ہوا۔ البتہ اس کے سمجھنے کے لئے کچھ علم ہیئت کے جاننے کی
بھی ضرورت ہے۔ کہیں غصہ میں آ کر حواس باختہ نہ ہو جائیے گا۔ دوسری شہادت آسمانی کے
ساتھ رسالہ عبرت خیز بھی دیکھ لیجئے گا۔ اس میں بھی ان مدعیوں کا ذکر ہے اور تاریخ پر زیادہ نظر
وسیع کرنے سے اور نظریں بھی ملیں گی۔

یہاں تک چھ قول مرزا قادیانی کے نقل کئے گئے۔ ان قولوں نے دو طرح سے
مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کیا۔ ایک یہ کہ مسیح موعود کا جو کام خود مرزا قادیانی نے بیان کیا تھا وہ
انہوں نے ہرگز نہیں کیا اور جو علامتیں انہوں نے مسیح موعود کی بیان کیں وہ ان کے وقت میں نہیں

پائی گئیں۔ مثلاً متفق علیہ یہ بات بتائی ہے کہ اس وقت تمام دنیا میں اسلام پھیل جائے گا اور ادیان باطلہ ہلاک ہو جائیں گے۔ نہایت ظاہر ہے کہ ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہیں پائی گئی۔ اس لئے انہیں کے قول سے ان کا دعویٰ غلط ہوا اور دوسرے یہ کہ انہوں نے خود کہا کہ اگر صلیب پرستی کے ستون کو نہ توڑ دوں اور رسول اللہ ﷺ کی عظمت کو ظاہر نہ کروں تو جھوٹا ہوں اور ثابت کر دیا گیا کہ ان دونوں کاموں میں سے انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ بلکہ حضرت سرور انبیاء ﷺ کی نہایت تحقیر کی اور مخالفین اسلام سے تحقیر کرائی۔ اس لئے وہ اپنے کامل اقرار سے جھوٹے ہوئے۔ اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتا اور ہرگز نہیں دے سکتا۔

اب ان کے وہ اقوال نقل کئے جاتے ہیں جن سے اقراری جھوٹے ہونے کے علاوہ قرآن مجید کے نصوص قطعیہ اور آیات صریحہ ان کے جھوٹے ہونے کے شاہد ہیں۔ منکوہ آسمانی والی پیشین گوئی یقیناً جھوٹی ہے۔ ہوئی اور اس کے ساتھ کم سے کم دس بارہ پیشین گوئیاں جھوٹی ہوئیں۔ جس کا ثبوت قطعی طور سے فیصلہ آسمانی کے پہلے حصہ میں اور تیسرے حصہ میں دیا گیا ہے۔

۱۔ اس پیشین گوئی کا اشتہار مرزا قادیانی نے ۱۸۸۸ء کے شروع سے دینا شروع کیا تھا اور متعدد اشتہاروں میں اس کا غل مچایا تھا اور (ازالہ الامہام ص ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵) میں اس کا ذکر ان الہامی الفاظ سے کیا ہے۔ جن سے بالیقین ثابت ہوتا ہے کہ یہ وعدہ ایسا پختہ اور حتمی ہے کہ بغیر پورا ہوئے رک نہیں سکتا۔ وہ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ ۱۔ ”احمد بیگ کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔“ اس میں لفظ انجام کار پر نظر رہے۔ ۲۔ ”لوگ کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا۔“ اس جملہ میں لفظ آخر کار مد نظر رہے۔ ۳۔ ”خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔“ اس جملہ میں لفظ ہر طرح پر غور کیجئے۔ ۴۔ ”اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھائے گا۔“ اس میں مرزا قادیانی کی شرط بھی آگئی اور وعید کا ملنا بھی آ گیا اور معلوم ہو کہ اگر شرط وغیرہ کی روک تھی تو وہ بھی دور ہو جائے گی۔ ۵۔ ”اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔“ اس الہامی جملہ نے کامل فیصلہ کر دیا کہ منکوہ آسمانی مرزا قادیانی کے نکاح میں ضرور آئے گی۔ کوئی شے اسے روک نہیں سکتی۔ یہاں پانچ جملے نقل کئے گئے۔ ہر ایک جملہ میں ایسا لفظ ہے جس سے حتمی طور سے وعدہ الہی ثابت ہوتا ہے کہ انجام کار منکوہ آسمانی مرزا قادیانی کے نکاح میں ضرور آئے گی۔ مگر یہ وعدہ پورا نہیں اور بموجب نص قطعی لا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسالہ کے مرزا قادیانی یقیناً جھوٹے ثابت ہوئے۔

یہ وہ پیشین گوئی ہے جس کے پختہ اور قطعی وعدہ جھوٹا ہو گیا ہو گیا۔ کیونکہ مدتوں ایسا قطعی سکتا اور پھر پورا نہ کیا۔ یا یوں کہ پیشین گوئی بھی جھوٹی ہوئی۔ اس میں وہ نہ مرا اس کے بعد گوئی کا افتراء کیا اور اپنے دوسری پیشین گوئی اس طرح ساواں اقرار۔

ہے۔ اس کی انتظار کرو۔ اگر اور گھر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ پیشین گوئی پوری ہوگی۔ اصل ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض طرف سے ٹھہر چکی ہے اسے یہ مرزا قادیانی میں قطعی طور سے وہ ظاہر کر پا چکا ہے۔ اس کے خلاف موت رک جائے اور میر مہرم اسی کو کہتے ہیں جس کے معلوم کرنے میں انہی ربانی دیکھا جائے (یعنی درحقیقت وہ تقدیر مہرم جس وقت خدا تعالیٰ نے اگر ایسے بیان میں رسوا

نیا میں اسلام پھیل جائے گا اور ادیان
ذہن میں سے ایک بھی نہیں پائی گئی۔
یہ کہ انہوں نے خود کہا کہ اگر صلیب
ظاہر نہ کروں تو جھوٹا ہوں اور ثابت
اکیا۔ بلکہ حضرت سرور انبیاء ﷺ کی
پنے کامل اقرار سے جھوٹے ہوئے۔

سے اقراری جھوٹے ہونے کے علاوہ
ہونے کے شاہد ہیں۔ منکوحہ آسانی
سے کم دس بارہ پیشین گوئیاں جھوٹی
اور تیسرے حصہ میں دیا گیا ہے۔

۱۔ کے شروع سے دینا شروع کیا تھا
۳۹ خزانہ ج ۳ ص ۳۰۵ میں اس کا
ہے کہ یہ وعدہ ایسا پختہ اور حتمی ہے کہ
احمد بیگ کی دختر کا انجاء کار
۲۔ ”لوگ کوشش کریں گے کہ
۳۔ ”خدا تعالیٰ ہر طرح
رکھے۔“ ۴۔ ”اور ہر ایک روک
گئی اور وعید کا ٹلنا بھی آ گیا اور
۵۔ ”اور اس کام کو ضرور پورا
کامل فیصلہ کر دیا کہ منکوحہ آسانی
سکتی۔ یہاں پانچ جملے نقل کئے
الہی ثابت ہوتا ہے کہ انجاء کار
پورا نہیں اور بموجب نص قطعی
ہوئے ثابت ہوئے۔

یہ وہ پیشین گوئی ہے جس کے جھوٹی ہونے سے مرزا نے دنیائے پر ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کا
پختہ اور قطعی وعدہ جھوٹا ہو گیا اور وعدہ ہی جھوٹا نہیں ہوا۔ بلکہ اس کا فریب دینا یا عاجز ہونا ظاہر
ہو گیا۔ کیونکہ مدتوں ایسا قطعی وعدہ کرتا رہا اور کہتا رہا کہ ضرور پورا کروں گا کوئی اسے روک نہیں
سکتا اور پھر پورا نہ کیا۔ یا یوں کہو کہ پورا نہ کر سکا۔ اس پیشین گوئی کے ساتھ احمد بیگ کے داماد والی
پیشین گوئی بھی جھوٹی ہوئی۔ یعنی ڈھائی برس کے اندر اس کے مرنے کی پیشین گوئی کی تھی۔ مگر
اس میں وہ نہ مرا اس کے بعد بہت جھوٹی باتیں بنا کیں۔ حضرت یونس علیہ السلام پر جھوٹی پیشین
گوئی کا افتراء کیا اور اپنے مریدوں کو دام میں رکھنے اور مسلمانوں کا منہ بند کرنے کے لئے
دوسری پیشین گوئی اس طرح کی۔

ساتواں اقرار: ”میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشین گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مہر
ہے۔ اس کی انتظار کرو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آ جائے گی
اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کر دے گا۔ جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی
پیشین گوئی پوری ہوگی۔ اصل مدعا تو نفس مہریم ہے اور وقتوں میں تو کبھی استعارات کا بھی دخل
ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض پیشین گوئیوں میں دونوں کے سال بتائے گئے ہیں جو بات خدا کی
طرف سے ٹھہر چکی ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔“ (انجاء آتھم ص ۳۱ خزانہ ج ۱ ص ۳۱)
یہ مرزا قادیانی کا بعینہ قول ہے۔ اس میں چار جملوں میں سے پہلے اور چوتھے قول
میں قطعی طور سے وہ ظاہر کرتے ہیں کہ محمدی کے شوہر کا میرے سامنے مرنا خدا کے علم میں قرار
پا چکا ہے۔ اس کے خلاف نہیں ہو سکتا اور کوئی سبب ایسا نہیں ہو سکتا۔ جس کی وجہ سے ان کی
موت رک جائے اور میرے سامنے وہ نہ مرے۔ کیونکہ پہلے اسے تقدیر مہریم کہا ہے اور تقدیر
مہریم اسی کو کہتے ہیں جس کا ہونا علم الہی میں قطعاً قرار پا چکا ہو۔ یہ معلوم کر لینا چاہئے کہ اس
کے معلوم کرنے میں انبیاء کو غلطی نہیں ہو سکتی۔ البتہ اولیاء اللہ کو ہو سکتی ہے۔ (مکتوبات امام
ربانی دیکھا جائے) یعنی یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شے کے ہونے کو اولیاء اللہ تقدیر مہریم سمجھیں۔ مگر
درحقیقت وہ تقدیر مہریم نہ ہو۔ مگر جو خدا کا رسول ہے وہ تقدیر مہریم کسی واقعہ کو اسی وقت کہے گا
جس وقت خدا تعالیٰ نے اسے اطلاع دی ہوگی۔ اس لئے اس کے بیان میں غلطی نہیں ہو سکتی۔
اگر ایسے بیان میں رسول غلطی کرے تو اس کی تمام باتوں سے یقین و اعتبار جاتا رہے اور اگر

کو اجتہادی غلطی سمجھنا سخت جہالت ہے اور علمائے محققین تو یہ لکھتے ہیں کہ انبیاء سے اجتہادی غلطی بھی نہیں ہوتی۔ (شفاء ملاحظہ ہو) اور چوتھے جملہ میں تو مرزا قادیانی نے نہایت صاف طور سے کہا ہے کہ اس بات کا ظہور خدا کی طرف سے ٹھہر چکا ہے۔ اس کا جھوٹا ضرور ہے۔ اب اگر مرزا قادیانی کو سچا مانا جائے تو بالضرور خدائے پاک کو جھوٹا اور وعدہ خلاف اور فریب دہندہ کہنا ہوگا۔ یا ماننا ہوگا کہ وہ عالم الغیب نہ تھا عاجز تھا۔ کن فیکون کا اختیار اسے ہرگز نہ تھا، اور مرزا قادیانی کو کن فیکون کا اختیار دینا اور محمدی کا نکاح آسان پر کہہ دینا مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ایک فریب تھا۔ کیونکہ مختلف طریقے سے وعدہ کی پختگی بیان کی۔ مگر وہ پورا نہ کیا۔ اب اہل اسلام ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی کو سچا مانا۔ نئے سے خدائے پاک پر اتنے الزامات آتے ہیں۔ اب جس کا ایمان خدائے تعالیٰ سے اتنے عیوب کو قبول کرے وہ مرزا قادیانی کو مانے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ مرزا قادیانی اسی قول میں اپنے صدق و کذب کا معیار بیان کرتے ہیں اور اس معیار سے وہ جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ مرزا قادیانی اور ان کا ملہم خدا دونوں ان کے اقوال سے جھوٹے ٹھہرے وہ معیار دوسرے جملہ میں اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ”(احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرے۔) بلکہ میں اس کے سامنے مرجاؤں اور اپنے سچے ہونے کا یہ معیار بتاتے ہیں کہ اس کی موت کی پیشین گوئی اسی طرح پوری ہو۔ جس طرح احمد بیگ اور آتھم کی پوری ہوئی۔“ یعنی وہ میرے سامنے مرے۔ مدعی نبوت کا اس طرح کہنا اسی وقت ہو سکتا ہے کہ خدا کی طرف سے اسے یقینی علم دیا گیا ہو۔ مگر اس زور و شور کے دعوے کے بعد دنیا نے دیکھ لیا کہ احمد بیگ کا داماد مرزا قادیانی کے سامنے نہیں مرا۔ بلکہ مرزا قادیانی کو مرے ہوئے آٹھ برس ہو گئے اور وہ اب تک زندہ ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کی یہ پیشین گوئی بھی جھوٹی ہوئی اور وہ اپنے قطعی اور یقینی اقرار سے جھوٹے ثابت ہوئے اور جو اپنے جھوٹے ہونے کے معیار انہوں نے بیان کی تھی۔ اسی کے بموجب وہ کاذب قرار پائے اور جو انہوں نے اپنے سچے ہونے کی معیار بیان کی تھی۔ وہ ان میں نہیں پائی گئی۔ اس لئے دو طرح سے وہ جھوٹے ثابت ہوئے اور معلوم ہوا کہ اس زور سے اس کی موت کی پیشین گوئی کرتا اور اسے علم الہی بتانا محض لوگوں کو فریب دینے کی غرض سے خدا پر افتراء کیا تھا اور خیال کر لیا تھا کہ اگر اس کا ظہور ہو گیا تو ہزاروں

مسلمان میرے اوپر
میں بہت سی پیشین گوئی
میرے ماننے سے۔
نبی کی تو بڑی شان۔
لئے مرزا قادیانی خد
اس قول سے ثابت
مریدین جواب سے
گالیاں دے کر خوار
راہ پر قائم رکھتے ہیں
تمہارے نبی کے قول
اسی قول
سے کرتے ہیں اور ق
کرتی ہے اور ان
ہیں کہ دیکھتے ہوئے
آٹھواں
ہیں۔ ”یاد رکھو کہ اس
اے امتقوا! یہ انسان
.....۱
.....۲
.....۳
آخر
مرزا قادیانی کو یقینی
گوئی کے پورا ہو۔

مسلمان میرے اوپر ایمان لے آئیں گے اور اگر میں مر گیا تو جس طرح میں نے اپنی زندگی میں بہت سی پیشین گوئیوں کے جھوٹے ہونے میں باتیں بنائی ہیں اور میرے ماننے والے میرے ماننے سے ہٹے نہیں۔ اسی طرح میرے بعد بھی ہوگا۔ مگر اسے خوب سمجھ لینا چاہئے کہ نبی کی تو بڑی شان ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے کسی مقبول بندے کو بھی ایسا جھوٹا ہرگز نہیں کرتا۔ اس لئے مرزا قادیانی خدا کے مقبول بندے ہرگز نہ تھے۔ بلکہ جھوٹے، مفتری، فریب دینے والے اس قول سے ثابت ہوئے اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتا ہے۔ دیکھا جائے کہ ان کے تمام مریدین جواب سے عاجز ہیں۔ اب جو ان میں زیادہ پاجی ہیں وہ بزرگوں کو، ماسلمان رسول کو گالیاں دے کر خواب و خیال کو اپنا متمسک بنا کر اپنے جہلاء میں پھیلاتے ہیں اور انہیں جہنم کی راہ پر قائم رکھتے ہیں۔ مگر الحمد للہ ہمارے دعوے کی بنیاد کوئی خواب و خیال نہیں ہے۔ بلکہ تمہارے نبی کے اقوال ہیں۔ آنکھیں کھول کر دیکھو۔

اسی قول کی تائید اور مذکورہ پیشین گوئی کی صداقت کا اظہار مرزا قادیانی دوسرے قول سے کرتے ہیں اور قدرت خدا ان کے جھوٹے ہونے کے دلائل مختلف طریقوں سے خلق پر ظاہر کرتی ہے اور ان کے جھوٹ کو آفتاب کی طرح چمکا کر یہ دیکھاتی ہے کہ دنیا میں ایسے انسان بھی ہیں کہ دیکھتے ہوئے آفتاب نیروز کو نہیں دیکھتے مرزائیوں کا یہی حال ہے۔

آٹھواں اقرار: جس سے مرزا قادیانی کے کذب کا فیصلہ ہوتا ہے یہ ہے بقلم جلی لکھتے ہیں۔ ”یاد رکھو کہ اس پیشین گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمق! یہ انسان کا افتراء نہیں یہ کسی خمیٹ مفتری کا کاروبار نہیں۔“

۱..... یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔

۲..... وہی خدا جس کی باتیں نہیں ملتیں۔

۳..... وہی رب ذو الجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

آخر کے تین جملوں پر خوب نظر رہے جو مرزائیوں کی ساری باتوں کو غلط بنا کر مرزا قادیانی کو یقینی جھوٹا ثابت کرتے ہیں۔ اس قول میں مرزا قادیانی، احمد بیگ کے داماد کی پیشین گوئی کے پورا ہونے کو دوسرے طریقہ سے نہایت زوردار الفاظ میں بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں

محققین تو یہ لکھتے ہیں کہ انبیاء سے اجتہادی جملہ میں تو مرزا قادیانی نے نہایت صاف سے ٹھہر چکا ہے۔ اس کا ہونا ضرور ہے۔ اب نئے پاک کو جھوٹا اور وعدہ خلاف اور فریب ماز تھا۔ کن فیکون کا اختیار اسے ہرگز نہ تھا، اس کا نکاح آسمان پر کہہ دینا مرزا قادیانی کو مختلف طریقے سے وعدہ کی پختگی بیان کی۔ مرزا قادیانی کو سچا ماننے سے خدا کے پاک دینی اسی قول میں اپنے صدق و کذب کا لئے ٹھہرتے ہیں۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ ل سے جھوٹے ٹھہرے وہ معیار دوسرے کا داماد میرے سامنے نہ مرے۔) بلکہ میں معیار بتاتے ہیں کہ اس کی موت کی پیشین گوئی آتھم کی پوری ہوئی۔“ یعنی وہ میرے ہو سکتا ہے کہ خدا کی طرف سے اسے یقینی بعد دنیا نے دیکھ لیا کہ احمد بیگ کا داماد کو مرے ہوئے آٹھ برس ہو گئے اور وہ میں کوئی بھی جھوٹی ہوئی اور وہ اپنے قطعی جھوٹے ہونے کے معیار انہوں نے بیان جو انہوں نے اپنے سچے ہونے کی معیار ح سے وہ جھوٹے ثابت ہوئے اور معلوم اور اسے علم الہی بتانا محض لوگوں کو فریب یا تھا کہ اگر اس کا ظہور ہو گیا تو ہزاروں

کہ اگر یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اس سے پہلے قول میں تو یہ کہا تھا کہ اگر وہ میرے سامنے نہ مرے تو میں جھوٹا ہوں گا۔ یہاں اپنی بڑائی میں ترقی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر وہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ جھوٹے ہونے سے ہر بد سے بدتر ہونا نہایت سخت ہے اور مرزا قادیانی کے لئے یہ جملہ زیادہ مناسب ہے اور اس علام الغیوب حکیم نے اس جملہ کا مصداق انہیں ایسا ٹھہرایا کہ جاء دم زدن نہ رہی، کیونکہ مرزا قادیانی کو احمد بیگ کے داماد کے سامنے نہ موت دی اور ان کی پیشین گوئی کو پورا نہ کیا۔ یہاں اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کے وثوق پر اس وعید کی پیشین گوئی کو خدا کا سچا وعدہ کہتے ہیں۔ مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ وعدہ الہی بہ نسبت وعید کے زیادہ قابل اعتبار ہے اور اس کے پورا ہونے پر انہیں زیادہ اطمینان ہوگا۔ کیونکہ وعید کے ٹل جانے پر تو مرزا قادیانی کا بڑا زور ہے۔ مختلف طور سے انہوں نے اس کا دعویٰ کیا ہے۔ مگر وعدے میں بھی ان کے داہنے فرشتے یہ کہہ چکے ہیں۔ ”یعدو ولا یوفی“ یعنی اللہ تعالیٰ کسی وقت وعدہ پورا نہیں کرتا۔ اس لئے مرزا قادیانی اس وعید کو خدا کا سچا وعدہ کہتے ہیں۔ یعنی ان وعدوں میں نہیں ہے جنہیں اللہ تعالیٰ پورا نہیں کرتا اور وہ جھوٹے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ یہ سچا وعدہ ہے ضرور پورا ہوگا۔ کوئی شرط وغیرہ اسے روک نہیں سکتی۔

بہر حال اس پیشین گوئی کے پورا ہونے پر مرزا قادیانی کو نہایت وثوق ہے اور کوئی چون و چرا کی جگہ باقی نہیں ہے۔ مگر ان مرزائی مولویوں پر افسوس ہے کہ باوجود ان اقوال کے پھر بھی یہ کہہ دیتے ہیں کہ پیشین گوئی شرطی تھی۔ وہ اپنی عاجزی اور خوف کی وجہ سے نہ مرا۔ اس لئے پیشین گوئی پوری نہ ہوئی۔ اے دل کے اندھو! دیکھو کہ تمہارے مرشد کس زور سے اس کے مرنے کو خدا کا سچا وعدہ بیان کرتے ہیں اور یہ معلوم کر لو کہ اللہ تعالیٰ جس وعدہ کو یا وعید کو اپنے رسول کی زبان سے کہلاتا ہے وہ ضرور پوری ہوتی ہے وہ روئے اور خوف سے اور توبہ و استغفار سے ہرگز نہیں ٹلتی اور یہ خیال کہ اعمال حسنہ اور توبہ و استغفار سے بلا ٹل جاتی ہے۔ یہ ہوتا ہے مگر اس کو وعید نہیں کہتے۔ اس کو وعید کہنا جہالت یا فریب ہے۔ وعید وہ ہے جو خدا کا رسول بالہام الہی کسی خاص شخص کو یا کسی قوم سے کسی عذاب کا وعدہ کرے کہ تجھ پر یہ عذاب آئے گا۔ یعنی تو فلاں وقت مرنے گا۔ یا تجھ پر یہ آفت آئے گی تو اس وقت اس کا مرنے اور اس آفت کا آنا ضرور ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس رسول کی بات پر ہرگز اعتبار نہ رہے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں بہت

جگہ ارشاد ہے۔ ”اب
میں وعدہ اور وعید
وعید کا زیادہ ہے۔
اپنے رسول سے وہ
اب
۱۸۸۷ء میں کی
برس کے بعد کا۔
اب حساب کر کے
غرضیہ
جیسا کہ مسیح موعود
ہیں۔ مگر خدا کا ہر
ان کے نہایت
کردی۔ مرزا قادیانی
متعدد اقراروں
کہلاتے ہیں۔
کی نسبت بھی
کی پہلی پیشین
بنائی ہیں کہ خدا
زبان
پیشین گوئی کا
سے احمد بیگ
اس طرح تشریح
نواں اقرار

سے بدتر ٹھہروں گا۔ اس سے پہلے قول میں تو یہ کہا تھا
 گا۔ یہاں اپنی بڑائی میں ترقی کرتے ہیں اور کہتے
 بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ جھوٹے ہونے سے ہر بد
 کے لئے یہ جملہ زیادہ مناسب ہے اور اس علام
 ہر ایسا کہ جاء دم زدن نہ رہی، کیونکہ مرزا قادیانی کو
 کی پیشین گوئی کو پورا نہ کیا۔ یہاں اس پیشین گوئی
 کی کو خدا کا سچا وعدہ کہتے ہیں۔ مقصود یہ معلوم ہوتا
 اعتبار ہے اور اس کے پورا ہونے پر انہیں زیادہ
 دیانی کا بڑا زور ہے۔ مختلف طور سے انہوں نے
 ہنسنے فرشتہ یہ کہہ چکے ہیں۔ ”یعدو لا یوفی“
 لئے مرزا قادیانی اس وعید کو خدا کا سچا وعدہ کہتے
 پورا نہیں کرتا اور وہ جھوٹے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ
 دک نہیں سکتی۔

نے پر مرزا قادیانی کو نہایت وثوق ہے اور کوئی
 اپنی عاجزی اور خوف کی وجہ سے نہ مرا۔ اس
 دیکھو کہ تمہارے مرشد کس زور سے اس کے
 م کر لو کہ اللہ تعالیٰ جس وعدہ کو یا وعید کو اپنے
 ہے وہ رونے اور خوف سے اور توبہ و استغفار
 استغفار سے بلائیں جاتی ہے۔ یہ ہوتا ہے مگر
 ب ہے۔ وعید وہ ہے جو خدا کا رسول بالہام
 دہ کرے کہ تجھ پر یہ عذاب آئے گا۔ یعنی تو
 وقت اس کا مرنا اور اس آفت کا آنا ضرور
 نہ رہے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں بہت

جگہ ارشاد ہے۔ ”ان الله لا یخلف المیعاد“ یعنی اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی ہرگز نہیں کرتا۔ اس
 میں وعدہ اور وعید دونوں شامل ہیں۔ اس سے پہلے جو آیت منقول ہوئی اس میں خاص قرینہ
 وعید کا زیادہ ہے۔ جس میں صاف مذکور ہے کہ ایسا گمان و خیال بھی کوئی نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ
 اپنے رسول سے وعید کرے اور پوری نہ ہو۔ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا۔

اب یہ بھی معلوم کر لینا چاہئے کہ اصل پیشین گوئی مرزا قادیانی نے ۲۰ فروری
 ۱۸۸۷ء میں کی ہے اور یہ قول جو میں نے ضمیمہ انجام آتھم سے نقل کیا ہے یہ اس کے دس
 برس کے بعد کا ہے۔ کیونکہ اس رسالہ کے آخر میں سلام کے بعد ۲۲ جنوری ۱۸۹۷ء لکھا ہے
 اب حساب کر کے دیکھ لو۔

غرضیکہ اس مدت کے بعد بھی مرزا قادیانی کو اپنے اس الہام پر ویسا ہی وثوق ہے۔
 جیسا کہ مسیح موعود ہونے کے الہام پر تھا اور یہی وجہ ہے کہ اسے اپنا معیار صدق و کذب ٹھہراتے
 ہیں۔ مگر خدا کا ہزاروں شکر ہے کہ اس نے ہزاروں مسلمانوں کو گمراہی سے بچایا اور مرزا قادیانی کو
 ان کے نہایت پختہ اقرار سے انہیں جھوٹا اور بدترین غلام ثابت کر دیا اور گمراہوں پر حجت تمام
 کر دی۔ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کے ثبوت میں اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے
 متعدد اقراروں سے جھوٹے ثابت ہوئے۔ یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ مرزا قادیانی سلطان القلم
 کہلاتے ہیں۔ یعنی ایک ہی مطلب کو مختلف پیرایہ سے سینکڑوں جگہ دہراتے ہیں۔ اس پیشین گوئی
 کی نسبت بھی بہت کچھ اپنی سلطان القلمی دیکھائی ہے اور سمع خراشی کی ہے۔ خصوصاً جب سے ان
 کی پہلی پیشین گوئی جھوٹی ہو گئی تھی اس وقت سے اس جھوٹ کے سچا کر دیکھانے میں وہ وہ باتیں
 بناتی ہیں کہ خدا کی پناہ۔

زبان اردو کے دو اقرار تو آپ ملاحظہ کر چکے۔ اب اسی رسالہ انجام آتھم میں اس
 پیشین گوئی کا اعادہ عربی اور فارسی زبان میں کرتے ہیں اور اپنی قابلیت کا اظہار فرماتے ہیں ص ۱۱۰
 سے احمد بیگ اور اس کے داماد کے متعلق پیشین گوئی کا ذکر رنگ برنگ سے کر کے ص ۲۱۶ پر پہنچ کر
 اس طرح تشریح کرتے ہیں۔

نواں اقرار

”خدا تعالیٰ مراد بارہ قبیلہ من مخاطب کردہ گفت کہ ایں مردم مکنذب آیات من مستند

و بدانہا استہزامی کنند پس ایشان را نشانے خواہم نمود و آن زن را کہ زن احمد بیگ را دختر ست باز بسوے تو واپس خواہم آورد، یعنی چونکہ اواز قبیلہ باعث نکاح اجنبی بیرون شدہ است باز بتقریب نکاح تو بسوے قبیلہ رد کردہ خواہد شد، درکلمات خدا و وعدہ ہائے او یکجکس تبدیل نہ توان کرد، خداے تو ہر چہ خواہد آن امر بہر حالت شدنی است ممکن نیست کہ بمعرض التوا مانع خداے تعالیٰ بہ لفظ فسیک فیکہم اللہ این امر اشارہ کرد کہ او دختر احمد بیگ را بعد از میرانیدن مانعان بسوی من واپس خواہد کرد و اصل مقصود میرانیدن بود، و تو میدانی کہ ملاک این امر میرانیدن است۔“

(انجام آتھم ص ۲۱۶، ۲۱۷، جزا کن ج ۱۱ ص ۱۱۷)

مطلب: اللہ تعالیٰ نے میرے قبیلہ کی نسبت مجھے خطاب کر کے فرمایا کہ یہ لوگ میرے نشانوں کے منکر ہیں اور ہنسی اور مذاق میں انہیں اڑاتے ہیں۔ اس لئے میں انہیں ایک خاص نشان دیکھاؤں گا (وہ یہ کہ احمد بیگ کی لڑکی کو تیری طرف واپس لاؤں گا) یعنی چونکہ وہ لڑکی ایک اجنبی غیر کفو کے نکاح میں آجائے سے اپنے قبیلہ سے باہر ہوگئی ہے۔ اس لئے پھر تیرے نکاح میں آجانے کی وجہ سے اپنے قبیلے یعنی کفو میں آجائے گی۔ یہ خدا کا ارشاد اور اس کا وعدہ ہے اور خدا کی باتوں اور اس کے وعدوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اس کا ہونا ہر حال میں ضرور ہے۔ (کسی کا رونا یا ڈرنا اسے روک نہیں سکتا) ممکن نہیں کہ خدا کی بات اور اس کا وعدہ ملتوی ہو جائے۔ یہ الہامی تین جملے ہیں۔ جن سے نہایت ظاہر ہے کہ منکوحہ آسمانی مرزا قادیانی کے نکاح میں ضرور آئے گی۔ اس کے بعد مرزا قادیانی الہام سابق کی شرح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ لفظ فسیک فیکہم اللہ سے اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مانعین نکاح کے مارنے کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کو میرے نکاح میں لائے گا اور اصل مقصود خداوندی (مانعین نکاح کا) مارنا ہے۔ (پھر بغرض تاکید کہتے ہیں کہ) تو جانتا ہے کہ اس امر کی بنیاد (مانعین نکاح کا) مارنا ہے۔

یہ دونوں جملے بھی نہایت تاکید سے بتا رہے ہیں کہ منکوحہ آسمانی کے شوہر وغیرہ مانعین نکاح کا مرزا قادیانی کے سامنے مرنا نہایت ضرور ہے۔ کیونکہ اگر وہ نہ مرے اور وہ منکوحہ نکاح میں نہ آئے تو خدا تعالیٰ کی باتیں بدل جائیں اور اس کا عاجز ہونا ثابت ہو جائے۔ کیونکہ وہ اپنے مقصود کو پورا نہیں کر سکا۔

اب مکرر اس عبارت میں غور کیا جائے۔ اس میں بہ وجہ ان کے الہام کے خدا تعالیٰ

وآن زن را کہ زن احمد بیگ را دختر ست
بباعث نکاح اجنبی بیرون شدہ است باز
خدا و وعدہ ہائے او یکس تبدیل نہ توان کرد،
نہ نیست کہ بمعرض التوا اند خدائے تعالیٰ بہ
نکاح بیگ را بعد از میرانیدن مانعان بسوی من
ملاک اس امر میرانیدن است۔“

(انجام آختم ص ۲۱۶، ۲۱۷، خزائن ج ۱۱ ص ایضا)
باعت مجھے خطاب کر کے فرمایا کہ یہ لوگ
سازاتے ہیں۔ اس سنے میں انہیں ایک
طرف واپس لاؤں گا) یعنی چونکہ وہ لڑکی
سے باہر ہوگئی ہے۔ اس لئے پھر تیرے
سے کی۔ یہ خدا کا ارشاد اور اس کا وعدہ ہے
۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اس کا ہونا ہر حال
(ممکن نہیں کہ خدا کی بات اور اس کا وعدہ
بت ظاہر ہے کہ منکوحہ آسمانی مرزا قادیانی
ہام سابق کی شرح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ مانعین نکاح کے مارنے کے بعد
وہ خداوندی (مانعین نکاح کا) مارنا ہے۔
یاد (مانعین نکاح کا) مارنا ہے۔

ہے ہیں کہ منکوحہ آسمانی کے شوہر وغیرہ
رور ہے۔ کیونکہ اگر وہ نہ مرے اور وہ
س اور اس کا عاجز ہونا ثابت ہو جائے۔

میں بموجب ان کے الہام کے خدا تعالیٰ

کے متعدد وعدے اور ان وعدوں کی توثیق ہے۔ یعنی کسی وجہ سے وہ وعدے بدل نہیں سکتے۔ ضرور
پورے ہوں گے۔ پہلا وعدہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے عزیزوں کو نشان یعنی معجزہ دکھائے گا۔
دوسرا وعدہ یہ ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی سے تیرا نکاح ہوگا اور یہ ایک بڑا نشان ہوگا اور تیسرا وعدہ یہ
ہے کہ اس ذریعہ سے وہ لڑکی اپنے کفو میں لوٹ کر آئے گی۔ ان تینوں وعدوں کو بیان کر کے ان
کی توثیق اس طرح کرتے ہیں کہ ”درکلمات خدا و وعدہ ہائے او یکس تبدیل نتوان کرد۔“ اس
مقام پر یہ جملہ اسی غرض سے لکھا گیا ہے کہ مذکور تینوں وعدے وعدہ خداوندی ہیں اور اس کے
وعدے بدل نہیں سکتے۔ ضرور پورے ہوتے ہیں۔ دوسرا جملہ توثیق کا یہ ہے کہ ”خدا تو ہر چہ خواہد
ممکن نیست کہ بمعرض التواء بماند“ (پہلے الہامی عبارت سے ظاہر ہوا تھا کہ مرزا قادیانی کے
اقارب کو معجزہ دکھانا مشیت الہی میں ہے اور وہ معجزہ یہ ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی مرزا قادیانی کے
نکاح میں آئے گی) اس الہام سے قطعی طور سے ظاہر ہے کہ وعدہ الہی ضرور پورا ہوتا ہے۔ وہ کسی
طرح ملتوی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جو وعدے الہی یہاں بیان ہوئے ہیں وہ ضرور پورے
ہوں گے۔ (مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ وعدے پورے نہ ہوئے نہ ان کے قبیلہ نے وہ نشان دیکھا
نہ وہ لڑکی ان کے نکاح میں آئی اور اس وعدے کی توثیق میں جو کچھ کہا تھا وہ مرزا قادیانی کی
بناوٹ تھی، الہامی بات نہ تھی) اس کے بعد مرزا قادیانی اپنے الہام کی تشریح اس طرح کرتے
ہیں کہ احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح سے جو روک رہے ہیں۔ ان کے مرنے کے بعد وہ لڑکی میرے
نکاح میں آئے گی۔ اس کے بعد مرزا قادیانی اس کے شوہر کے مرنے پر اس قدر اعتماد و وثوق
بیان کرتے ہیں کہ اس پیشین گوئی سے خدا تعالیٰ کا مقصود اصلی اس کے شوہر وغیرہ کا مارنا ہے۔ مگر
جب دنیا نے دیکھ لیا کہ مرزا قادیانی کی تمام زندگی میں وہ نہ مرا تو ثابت ہوا کہ وہ ذات پاک
جسے تمام دنیا قادر مطلق مانتی ہے۔ وہ بالکل عاجز ہے۔ اپنے وعدہ کو اور اپنے مقصود کو پورا نہیں کر
سکا اور عاجز رہا۔ اس سے مرزا بیوں کی حالت معلوم کرنا چاہئے کہ وہ خدا کے پاک سے کیسا
اعتقاد رکھتے ہیں اور باوجود ایسے الزامات کے مرزا قادیانی کو جھوٹا نہیں سمجھتے۔ مگر اس میں کسی
طرح کا شک نہیں ہو سکتا کہ مرزا قادیانی اپنے اس قول سے بھی جھوٹے ہوئے۔ کیونکہ جو وعدے
الہی انہوں نے بیان کئے تھے وہ پورے نہ ہوئے۔ حالانکہ وہ خود کہتے ہیں کہ وعدہ الہی میں نہ
تبدیل ہو سکتی ہے نہ التواء ہو سکتا ہے اور یہاں تو وعدہ الہی کا کسی طرح ظہور ہی نہ ہوا۔

اس کے بعد جب اس لڑکی کا باپ احمد بیگ مر گیا اور داماد نہ مرا۔ جس کے ڈھائی برس کے اندر مرنے کی پیشین گوئی کی تھی تو انجام آتھم کے ص ۲۲۲ تک اس پر روغن قاز ملا ہے کہ اس مدت میں وہ کیوں نہ مرا اور بار بار اس فرضی خوف کو خوب رنگ چڑھا کر پیش کیا ہے اور شرط کا لفظ بھی کئی جگہ لکھا ہے۔ یعنی معینہ پیشین گوئی کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے بیان کی ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۲۲۳ میں یہ کہتے ہیں کہ مذکورہ پیشین گوئی اگرچہ مقررہ مدت میں پوری نہ ہوئی۔ مگر یہ نہ سمجھو کہ معاملہ اسی پر ختم ہو گیا اور احمد بیگ کا داماد مرنے سے بچ گیا اور وہ وعدہ الہی پورا نہ ہوا۔ نہیں نہیں ضرور پورا ہوگا، چنانچہ لکھتے ہیں۔

دسوال اقرار

”باز شمار اس نہ گفتہ ام کہ اس مقدمہ برہمین قدر اتمام رسید و نتیجہ آخری ہمان است کہ بطور آمد و حقیقت پیش گوئی برہمان ختم شد بلکہ اصل امر بر حال خود قائم است و بیچ کس با حیلہ خود اور ارد نہ تواند کرد و اس تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است و عنقریب وقت آن خواهد آمد پس قسم آن خدائے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ را برائے مامعوث فرمودہ اورا بہترین مخلوقات گردانید کہ این حق است و عنقریب خواہی دید و من این را برائے صدق خود یا کذب خود میاری گردانم و من نہ گفتم الا بعد از آنکہ از رب خود خبر دادہ شد و بہ تحقیق قبیلہ من بار دوم سوے فساد رجوع خواہند کرد و در جست عناد ترقی خواہند نمود پس آن روز امر مقدرا از خدائے تعالیٰ نازل خواہد شد و پیکس قضائے اور ارد نہ توان کرد و عطائے اور ا منع نہ توان نمود (اس قول سے بھی معلوم ہوا کہ اس کا مرنا وعدہ الہی ہے اور وہ ضرور پورا ہوگا) و من می بینم کہ او شان سوے عادتہائے پیش میل کردہ اند و دلہائے ایشان سخت شد و سوے زیادتی و تکذیب عود نمودند پس عنقریب امر خدا بر ایشان نازل خواہد شد۔“

(انجام آتھم ص ۲۲۳، خزائن ج ۱ ص ۱۱۵)

مطلب: میں نے تم سے نہیں کہا کہ یہ مقدمہ اسی پر ختم ہو گیا اور اس پیشین گوئی کا آخری نتیجہ یہی تھا۔ کہ خوف کی وجہ سے عذاب الہی ٹل گیا اور احمد بیگ کا داماد نہ مرا یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ اصل بات یہی ہے کہ اس کا مرنا اور پیشین گوئی کا پورا ہونا ضرور ہے۔ کوئی شخص اسے کسی تدبیر سے نہیں روک سکتا۔ کیونکہ میرے سامنے اس کا مرنا خدا کی طرف سے تقدیر مبرم ہے وہ ٹل نہیں سکتی۔ اس کا وقت عنقریب آنے والا ہے۔ اس خدا کی قسم ہے جس نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہمارے لئے مبعوث فرمایا اور اس کو بہترین مخلوقات بنایا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ حق ہے۔ اس کا

ظہور ضرور ہوگا اور عنقریب
و کذب کا معیار قرار دے
ہوں اور اگر پوری نہ
سے اور اپنے اجتہاد و قہ
دی ہے۔ (یعنی جو کچھ
احمد بیگ کے داماد وغیرہ
سخت ہو گئے ہیں اور بچے

ہونے والا ہے۔ یعنی

عنقریب ظہور میں آ۔

پیشین گوئی کے ظہور میں

دیکھا جائے۔

زور دیا ہے اور متعدد

.....

تدبیر سے ٹال نہیں سکتا

.....

.....

.....

پیشین گوئی پوری ہو

یعنی میں نے جو امام

ہے۔ یہ مرزا قادیانی

ہے کہ جو کچھ میں نے

میں یہ بھی ظاہر کر دیا

سرکشی اور مخالفت پر

اب کوئی عذر باقی نہیں

ہوئے۔ اللہ تعالیٰ۔

کی قسم کو جھوٹا ثابت

19

اب لاہوری مرزائی اور قادیانی فدائی اپنے مرشد کے قول کو کیوں نہیں مانتے۔ ایسے پختہ اقراروں کے بعد ان کے جھوٹے ہونے میں آپ کو کیا عذر ہے۔ بیان کیجئے۔ مگر یہ یقینی بات ہے کہ آپ کوئی سچا عذر پیش نہیں کر سکتے۔ اب اس پر خوب غور کیجئے؟

یہاں تک دس اقرار مرزا قادیانی کے نقل کئے گئے۔ پہلے پانچ اقراروں سے ان کے دعوے مسیحیت کا خاتمہ ہوگا اور یقیناً ثابت ہوا کہ جو علامتیں مسیح موعود کی خود مرزا قادیانی نے بیان کی تھیں وہ ان میں نہیں پائی گئیں۔ اس لئے وہ قطعاً جھوٹے ثابت ہوئے۔ چھٹے اقرار سے ان کے مہدی ہونے کا دعویٰ بھی غلط ثابت ہوا اور اپنے اقرار سے جھوٹے ہوئے۔ پچھلے چار اقراروں میں جس شرط کے پائے جانے پر وہ اپنے آپ کو جھوٹا قرار دیتے ہیں وہ شرط یقیناً پائی گئی۔ اب مرزائی مولویوں سے دریافت کر لیجئے کہ نہایت مشہور جملہ اذا وجد الشرط وجد المشروط صحیح ہے یا نہیں؟ یعنی جس وقت شرط پائی جائے گی تو مشروط ضرور پایا جائے گا۔ اس لئے جب مرزا قادیانی نے اپنے جھوٹے ہونے کے لئے یہ شرط بیان کی تھی کہ یہ پیشین گوئی پوری نہ ہو۔ یعنی احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرے۔ بلکہ میری موت آجائے۔ اس کا ظہور ہو گیا کہ مرزا قادیانی کو مرے ہوئے آٹھ برس ہو گئے اور وہ اب تک زندہ ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی اپنے اقرار سے جھوٹے ثابت ہوئے۔ اس جملہ کے سچے ہونے میں کسی صاحب فہم کوتاہی نہیں ہو سکتا۔

آخر کے چار قولوں کو مع اس کی شرح کے دیکھنے سے اصحاب فہم یہ بھی معلوم کر سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی پر جس قدر زور لگایا ہے اور اپنی صداقت میں بار بار اسے پیش کیا ہے۔ اس قدر کسی پیشین گوئی کو پیش نہیں کیا۔ اس کی ابتدائی حالت تو فیصلہ آسمانی حصہ اول میں ملاحظہ کیجئے کہ ۱۸۸۸ء میں اس کی نسبت متعدد اشتہار دیئے ہیں اور شہادۃ القرآن میں اس پیشین گوئی کو خاص مسلمانوں کے لئے نہایت ہی عظیم الشان نشان قرار دیا ہے اور اس کے چھ جز بیان کئے ہیں۔ جن میں ایک جز احمد بیگ کے داماد کا مرنا ہے۔ اس لئے سمجھدار مسلمانوں کو اس خاص پیشین گوئی کی طرف توجہ کرنا ضرور تھا۔ اسی وجہ سے توجہ کی گئی اور اس کا جھوٹا ہونا مختلف طور سے آفتاب کی طرح روشن کر کے دکھایا گیا اور تمام دنیا کے مرزائی احمدیوں کو عاجز و لا جواب پایا۔ مذکورہ چار قولوں کو ملاحظہ کیجئے کہ کس کس طرح مرزا قادیانی اس پیشین گوئی کے وقوع پر اپنا یقین ظاہر کرتے ہیں اور اس یقین اور اطمینان کا اظہار صرف ایک دو مرتبہ نہیں کیا۔ بلکہ اکیس بائیس برس تک یعنی اپنی موت تک خدا جانے کتنی مرتبہ کیا ہے۔ ان کے پانچ قول اس رسالہ

میں نقل کئے
ظاہر کر رہے
نہ کریں۔ کیونکہ
ایسا عظیم الشان
کذب اس
تلاش اور تحقیق
توجہ کرنے کی
ہوتا ہے۔ پھر
الشان جھوٹ
ثابت نہیں
اسے فضول
تا کہ فریب
یہاں تو اللہ
ہے۔ اس
سامنے پتھر

جھوٹے
جھوٹا ہونا
وعید و نوا
”لائعہ
بندوں۔
خلائی کر

حاصل
کرے

الی اپنے مرشد کے قول کو کیوں نہیں مانتے۔ ایسے
س آپ کو کیا عذر ہے۔ بیان کیجئے۔ مگر یہ یقینی بات
س پر خوب غور کیجئے؟

کے نقل کئے گئے۔ پہلے پانچ اقراروں سے ان
ہوا کہ جو علامتیں مسیح موعود کی خود مرزا قادیانی نے
نے وہ قطعاً جھوٹے ثابت ہوئے۔ چھٹے اقرار سے
اور اپنے اقرار سے جھوٹے ہوئے۔ پچھلے چار
پنے آپ کو جھوٹا قرار دیتے ہیں وہ شرط یقیناً پائی
کہ نہایت مشہور جملہ اذا وجد الشرط
قت شرط پائی جائے گی تو مشروط ضرور پایا جائے
نے ہونے کے لئے یہ شرط بیان کی تھی کہ یہ پیشین
ماننے نہ مرے۔ بلکہ میری موت آجائے۔ اس
ٹھ برس ہو گئے اور وہ اب تک زندہ ہے۔ اس
ت ہوئے۔ اس جملہ کے سچے ہونے میں کسی

کے دیکھنے سے اصحاب فہم یہ بھی معلوم کر سکتے ہیں
پا پر جس قدر زور لگایا ہے اور اپنی صداقت میں
کو پیش نہیں کیا۔ اس کی ابتدائی حالت تو فیصلہ
اس کی نسبت متعدد اشتہار دیئے ہیں اور شہادۃ
لئے نہایت ہی عظیم الشان نشان قرار دیا ہے اور
حمد بیگ کے داماد کا مرنا ہے۔ اس لئے سمجھدار
ضرور تھا۔ اسی وجہ سے توجہ کی گئی اور اس کا جھوٹا
بکھایا گیا اور تمام دنیا کے مرزائی احمدیوں کو عاجز
س کس طرح مرزا قادیانی اس پیشین گوئی کے
میںان کا اظہار صرف ایک دمرتبہ نہیں کیا۔ بلکہ
تقی مرتبہ کیا ہے۔ ان کے پانچ قول اس رسالہ

میں نقل کئے گئے ہیں۔ انہیں کو ملاحظہ کیجئے کہ کس زور سے اپنا یقین اس پیشین گوئی کی صداقت پر
ظاہر کر رہے ہیں۔ اس لئے ضرور تھا کہ ہم اسی پیشین گوئی کو کامل طور سے جانچیں اور کس طرف توجہ
نہ کریں۔ کیونکہ کوئی پیشین گوئی اس کے مثل نہیں ہے۔ جس پر مرزا قادیانی اس قدر زور لگایا ہو اور
ایسا عظیم الشان نشان اسے بھرایا ہو اور جب ان کی ایسی مستحکم پیشین گوئی جھوٹی ہو گئی اور اس کا
کذب اس طرح عیاں ہو گیا کہ خاص و عام سب سمجھنے والے سمجھ گئے اور خوبی یہ ہوئی کہ کسی امر کی
تلاش اور تحقیق کی بھی حاجت نہ ہوئی۔ اس لئے ہمیں دوسری پیشین گوئی یا دوسرے نشان کی طرف
توجہ کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ انسان کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے تو ایک ادنی جھوٹ بھی کافی
ہوتا ہے۔ پھر دوسرے جھوٹ کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں رہتی اور یہاں تو نہایت عظیم
الشان جھوٹ ثابت کر دیا۔ پھر اب دوسری طرف توجہ کرنا فضول ہے۔ اس سے صرف جھوٹے ہی
ثابت نہیں ہوئے بلکہ بدنیت اور خدا پر الزام لگانے والے بھی ثابت ہوئے۔

اب جماعت احمدیہ سے التماس ہے کہ آپ کا منکوحہ آسمانی کے ذکر سے خفا ہونا اور
اسے فضول بتانا کس قدر بے جا اور ناسمجھی ہے اور یقینی آپ کے تنخواہ باب مولویوں کا فریب ہے۔
تا کہ فریب خوردہ حضرات اس علانیہ امر حق پر متنبہ ہو کر ہمارے دام ترویج سے علیحدہ نہ ہو جائیں۔
یہاں تو اللہ کے لئے آپ کی خیر خواہی کی جاتی ہے اور کمال در دوسری اٹھا کر آپ کو متنبہ کیا جاتا
ہے۔ اس لئے اس رسالہ میں کئی طریقوں سے آپ کو سمجھایا گیا ہے اور مختلف اقوال آپ کے
سامنے پیش کئے۔ ان برائے خدا غور سے ملاحظہ کیجئے اور مرزائی دام سے علیحدہ ہو جائے۔

اب یہ بھی معلوم کر لینا چاہئے کہ مرزا قادیانی جس طرح اپنے پچھتے اقراروں سے
جھوٹے ثابت ہوئے۔ اسی طرح تورات مقدس اور قرآن مجید کے نصوص قطعیہ سے بھی ان کا
جھوٹا ہونا ثابت ہوا۔ کیونکہ قرآن مجید کی متعدد آیتوں سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور اس کی
وعید دونوں ضرور پوری ہوتی ہیں۔ ہرگز نہیں ٹلتیں، مثلاً سورہ ابراہیم کے رکوع سات میں ہے۔
”لا تحسبن اللہ مخلف وعده رسلہ ان اللہ عزیز ذو انتقام“ اللہ تعالیٰ اپنے تمام
بندوں سے خطاب کر کے فرماتا ہے کہ ایسا گمان ہرگز نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ
خلائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ زبردست غالب ہے انتقام لینے والا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ وعدہ خلائی کے گمان و خیال کو سختی سے منع فرماتا ہے۔ جس کا
حاصل یہ ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے کوئی وعدہ یا وعید کرے اور پھر اسے پورا نہ
کرے۔ بلکہ ضرور پورا کرتا ہے اور اس کی قدوسیت اور متانت کا یہی مقتضاء ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو

اس کے کسی وعدہ و وعید پر اعتبار نہ رہے۔ اس آیت کے پہلے مضمون سے اور اس کے آخری جملہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں وعید مراد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اگر اپنے رسول پر وحی کرے کہ فلاں شخص یا فلاں قوم پر میرا عذاب آئے گا تو یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ عذاب نہ آئے، بلکہ ضرور آئے گا۔ اسے ایمان لانے کی توفیق ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ اس عالم الغیب کی جتنی باتیں ظہور میں آتی ہیں ان کی بنا دور اندیشی اور مصلحت پر ہوتی ہے۔ جب وہ اپنے علم غیب سے جس بندہ کو وعید کا مستحق سمجھ لیتا ہے اسی وقت وہ اپنے رسول کے ذریعے سے اس پر وعید کا اظہار کرتا ہے اور اس کے پورا ہونے کو اس کا نشان معجزہ قرار دیتا ہے۔ اب اگر اس بندے کی حالت بدل جائے تو اس علام الغیوب پر ناواقفی کا الزام آئے اس میں شبہ نہیں کہ وہ کریم ہے۔ مگر اس کے ساتھ وہ حکیم اور متین اور غیور بھی ہے۔ اس لئے ایسی جگہ اس کا کرم نہیں ہو سکتا۔ جہاں کرم کا ظہور ان صفتوں کے خلاف ہو۔ کرم کے لئے بے شمار گنہگار ہیں۔ ان پر وہ کرم کرتا ہے اور کرے گا۔ ایسی جگہ کرم نہیں ہو سکتا۔ جہاں اس کی متانت اور غیوری کے علاوہ اس کا رسول جھوٹا ہو جائے۔ اس کی تمام وعیدیں غیر معتبر ہو جائیں اور یہ کہنا کہ رونے دھونے اور صدقہ دینے سے بلائیں جاتی ہے اور وعید کو اس پر قیاس کرنا سخت جہالت یا فریب ہے۔ انسان پر ہر طرح کی تکلیفیں اور بلائیں آتی ہیں۔ مگر وہ وعیدیں نہیں ہیں۔ جنہیں اس کے رسول نے اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا ہو۔ ان بلاؤں کا دور کرنا اس کے کرم کا مقتضاء ہو سکتا ہے اور ہوتا رہا ہے۔ وعید وہ ہے جو رسول خدا کے ذریعہ سے کسی تکلیف کا وعدہ کیا جائے۔ وہ ہرگز نہیں ٹلتی۔ اس دعوے کے ثبوت میں یہاں صرف ایک آیت بغرض اختصار نقل کی گئی ہے۔ ورنہ اس وقت قرآن شریف کے ۲۶ نصوص قطعیہ میرے روبرو موجود ہیں۔ جن میں صاف طور سے بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور وعید ہرگز نہیں ٹلتا۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ وعید ٹل جاتی ہے اور وعدے کے اندر کبھی مخفی شرط ہوتی ہے۔ محض غلط اور خدا تعالیٰ پر افتراء ہے۔ اس کا کہیں ثبوت نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو خدا تعالیٰ پر سخت الزام آئے اور اس ذات مقدس کذب ثابت ہو۔ نعوذ باللہ!

البتہ اگر اس رسول پر یہ وحی ہوئی ہے کہ اگر یہ شخص ایمان نہ لائے گا تو اس پر عذاب آئے گا۔ اس صورت میں اگر وہ شخص یا وہ جماعت ایمان لے آئے گی تو اس پر عذاب نازل نہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم علانیہ ایمان لانے کی وجہ سے بچ گئی۔ اس کا ثبوت فیصلہ آسمانی حصہ اول کے ص ۹۵ وغیرہ میں دیکھنا چاہئے اور کامل تفصیل اس کی تذکرہ یونس علیہ السلام میں کی گئی ہے اور یہ کہنا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے عذاب کی پیشین گوئی کی تھی اور پوری

نہیں ہوئی۔ محض غلط ہے۔ خدا کے رسول پر افتراء کہ افتراء ہے۔ تو ریت مٹا حصہ دوم فیصلہ آسمانی میں الغرض مرزا نصوص قطعیہ سے ثابت مرزا قادیانی کے علانیہ حیات و ممات پر لیکچر کہ ہم مرزا قادیانی کی بحث کو پیش کرتے ہیں کہ ہم بلند کہتے ہیں کہ ہم۔ اور خود مرزا قادیانی یقینی طور سے کہتے مرزا قادیانی کو ایک عہدہ خالی ہو اور الازلہ القول مسلمان ہو گا کے لئے ضرورت گئے ہیں اور انہیں عہدہ خالی ہونے عہدہ نہیں مل سکتا کے لئے ضروری شخص تو مجرم افتراء اس

ثابت کیا جاتا۔ بیان ہوئی ہے قلم اور کاغذ۔

اس آیت کے پہلے مضمون سے اور اس کے آخری جملہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اگر اپنے رسول پر وحی کرے کہ فلاں یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ عذاب نہ آئے، بلکہ ضرور آئے گا۔ کیونکہ اس عالم الغیب کی جتنی باتیں ظہور میں آتی ہیں۔ جب وہ اپنے علم غیب سے جس بندہ کو وعید کا مستحق لے لے اس پر وعید کا اظہار کرتا ہے اور اس کے پورا ب اگر اس بندے کی حالت بدل جائے تو اس علام میں کہ وہ کریم ہے۔ مگر اس کے ساتھ وہ حکیم اور متین نہیں ہو سکتا۔ جہاں کرم کا ظہور ان صفتوں کے خلاف ہ کریم کرتا ہے اور کرے گا۔ ایسی جگہ کرم نہیں ہو سکتا۔ اگر رسول جھوٹا ہو جائے۔ اس کی تمام وعیدیں غیر معتبر دینے سے بلائیں جاتی ہے اور وعید کو اس پر قیاس کرنا کی تکلیفیں اور بلائیں آتی ہیں۔ مگر وہ وعیدیں نہیں کے ثبوت میں پیش کیا ہو۔ ان بلاؤں کا دور کرنا اس عید وہ ہے جو رسول خدا کے ذریعہ سے کسی تکلیف کا ثبوت میں یہاں صرف ایک آیت بغرض اختصار ۲۶ نصوص قطعیہ میرے روبرو موجود ہیں۔ جن ور وعید ہرگز نہیں ملتا۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ وعید ہے۔ محض غلط اور خدا تعالیٰ پر افتراء ہے۔ اس کا ہو تو خدا تعالیٰ پر سخت الزام آئے اور اس ذات

کہ اگر یہ شخص ایمان نہ لائے گا تو اس پر عذاب ات ایمان لے آئے گی تو اس پر عذاب نازل نہ ایمان لانے کی وجہ سے بچ گئی۔ اس کا ثبوت چاہئے اور کامل تفصیل اس کی تذکرہ یونس علیہ سلام نے عذاب کی پیشین گوئی کی تھی اور پوری

نہیں ہوئی۔ محض غلط ہے مرزا قادیانی نے اپنی جھوٹی پیشین گوئیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک خدا کے رسول پر افتراء کیا ہے اور جا بجا وعید کے ٹٹنے کو سنت اللہ کہا ہے۔ مگر یہ دعویٰ غلط اور خدا پر افتراء ہے۔ تو ریت مقدس میں جھوٹے مدعی کی یہ پہچان لکھی ہے کہ اس کی پیشین گوئی پوری نہ ہو۔ حصہ دوم فیصلہ آسانی میں اس کی عبارت نقل کی گئی ہے ناظرین اسے ملاحظہ کریں۔

الغرض مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا اس کے متعدد پختہ اقراروں سے اور قرآن مجید کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ اس کے بعد حضرت مسیح کی حیات و ممات کی بحث کو پیش کرنا مرزا قادیانی کے علانیہ کذب پر پردہ ڈالنا ہے۔ اب لاہوری پارٹی یا قادیانی گروہ کا حضرت مسیح کی حیات و ممات پر لیکچر دینا اور مناظرہ کے لئے اس بحث کو ضروری بنانا در پردہ اس کا ثبوت دینا ہے کہ ہم مرزا قادیانی کی صداقت ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔ مگر عوام کے فریب دینے کے لئے اس بحث کو پیش کرتے ہیں اور اس فریب کا نام باقاعدہ گفتگو رکھا ہے۔ یہ دوسرا فریب ہے ہم با آواز بلند کہتے ہیں کہ ہم نے مرزا قادیانی کا مفتری اور کاذب ہونا قرآن مجید سے تو ریت مقدس سے اور خود مرزا قادیانی کے اقراروں سے ثابت کر دیا اور کوئی مرزائی اس کا جواب نہ دے۔ کا اور ہم یقینی طور سے کہتے ہیں کہ یہاں سے لے کر قادیان تک کوئی مرزائی جواب نہیں دے سکتا اور مرزا قادیانی کو ایک مسلمان صالح بھی ثابت نہیں کر سکتا۔ اب اگر حضرت مسیح موعود نہ ہوں اور ان کا عہدہ خالی ہو اور ان کے عہدہ پر کوئی دوسرا متی آئے تو ضرور ہے کہ وہ کم سے کم مرد صالح اور صادق القول مسلمان ہوگا۔ مرزا قادیانی کی طرح مفتری و کذاب ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے طالب حق کے لئے ضرور ہے کہ پہلے مرزا قادیانی کو سچا صادق القول ثابت کرے اور جو الزام انہیں دیئے گئے ہیں اور انہیں جھوٹا ثابت کیا ہے ان کا جواب دے۔ اس کے بعد دوسری گفتگو کرے۔ سرکاری عہدہ خالی ہونے پر اسی کو جگہ ملتی ہے جو سرکاری پاس حاصل کئے ہو اور بغیر پاس کئے ہوئے اسے وہ عہدہ نہیں مل سکتا۔ مرزا قادیانی تو اسلامی سرکار میں صداقت کا بھی پاس نہیں کیا۔ جو ہر سچے مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ پھر وہ دربار اسلام میں ایسے معزز عہدہ پر کیونکر ممتاز ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ایسا شخص تو مجرم افتراء اور فریب خلاق سزا کے لائق ہے۔

اس بحث کے غیر ضروری ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ جن حدیثوں سے مسیح موعود کا آنا ثابت کیا جاتا ہے ان میں مسیح موعود کے کام اور ان کے زمانے کی حالت بھی نہایت صاف طور سے بیان ہوئی ہے۔ آپ کے مسیح قادیان آئے اور دنیا میں پچیس تیس برس رہ کر دنیا بھر میں غل مچایا اور قلم اور کاغذ کے گھوڑے دوڑائے اور بہت دفتر سیاہ کئے۔ مگر مسیح موعود کی جو علامتیں حدیثوں میں

مذکور ہیں ان کا نشان بھی نہیں پایا گیا۔ ذرا زمانے کی حالت دیکھو اور سر بگربیاں ہو۔ میں ان حدیثوں کے معنی میں کچھ گفتگو نہیں کرتا۔ بلکہ جو مطلب مرزا قادیانی نے بیان کیا ہے اسی پر قناعت کرتا ہوں۔ وہ مطلب پہلے تین قولوں میں بیان ہوا ہے۔ جو علامتیں مرزا قادیانی نے مسیح موعود کی بیان کی ہیں۔ ان میں سے تو ایک بھی نہیں پائی گئی۔ نہ اسلام کا شیوع ہوا، نہ ادیان باطلہ ہلاک ہوئے، نہ راست بازی میں ترقی ہوئی۔ بلکہ بالکل برعکس معاملہ مرزا قادیانی کے وجود سے ہوا۔ خود مرزا قادیانی ہی کے مریدوں کی حالت دیکھ لو اور تجربہ کر لو انہیں تو جھوٹ بولنے پر اس لئے دلیری ہے کہ وہ کہہ دیتے ہیں کہ انبیاء بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے بھی بولے۔ جس چودھویں صدی کے نبی کی یہ تعلیم ہو تو اس کے وقت میں اس کے مریدوں میں راست بازی کی ترقی کس طرح ہو سکتی ہے۔ بھائیو! کچھ تو غور کرو کہ جب مرزا قادیانی کے اقوال نے فیصلہ کر دیا کہ جو علامتیں مسیح موعود کی حدیثوں میں آئی ہیں اور متفق علیہ ہیں وہ ان میں نہیں پائی گئیں۔ اس لئے وہ مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ پھر اب مسیح علیہ السلام کی حیات و ممات پر بحث کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے بیان سے آپ کا ناطقہ کیوں بند ہے۔ صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۴۴ آپ نے دیکھا ہوگا یہ تو سمجھتے کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی موت کو مان لیا جائے اور یہ بھی مان لیا جائے کہ کوئی دوسرا مسیح آئے گا مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ مرزا ہوں۔ کیونکہ مسیح موعود کی جو علامتیں تھیں وہ ان میں نہیں پائی گئیں۔ یہ دوسری وجہ ہے مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی ہمیدہ حضرات نے معلوم کیا ہوگا کہ جس قدر لکھ گیا۔ مرزا قادیانی کی حالت کے اظہار میں وہ طالب حق کو نہایت کافی ہے۔ مگر جس طرح نہایت مبہم بالشان امر کے لئے زیادہ شواہد پیش کئے جاتے ہیں اسی طرح میں چند اقوال اور بھی پیش کرتا ہوں۔ جن سے روشن ہوتا ہے کہ وہ اپنے اقراروں سے جھوٹے مفتری، اشرار الناس ثابت ہوتے ہیں ملاحظہ ہو۔

گیارہواں اقرار: (تفسیرہ اعجازیہ ص ۵۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷۰) میں پہلے تو مسیح موعود اور رسول خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ”وما انا الا مرسل عند فتنۃ“ اور میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ دوسرے شعر میں کہتے ہیں۔ تخیرنسی الرحمن من بین خلقہ خدا نے مجھے اپنی مخلوقات سے چن لیا ہے۔ اب خیال کیا جائے کہ اس دعوے رسالت اور فضیلت اور مقبولیت کے بعد اپنے مخالفوں کے لئے پیشین گوئی کرتے ہیں۔ ”وانسی لشر الناس ان لم یکن لهم جزاء اهانته صغار یصغر“ میں بدتر انسانوں کا ہوں گا۔ اُراہانت کرنے والے اپنی اہانت نہیں دیکھیں گے۔ یعنی اپنی اہانت کی جزا سزا نہ دیکھ

لیں گے۔ کیونکہ اس کی سزا نہ دے برا کہنے والے کے ناک میں نقل عنقریب آ رہے ہیں اسی کمال اہانت اپنے رسالہ ائمہ بلکہ اکثر ملّا طرح مولوی مرزا قادیانی عمدہ بدلہ دنیا مرزا قادیانی کی یہ خاص لوگوں سے اب جماعت میں ویسا کیے لئے اس کا کاذب کی عیحدہ ہوئے بہتوں کو نصب قادیان جن سے وہ

رازمانے کی حالت دیکھو اور سر بگربیاں ہو۔ میں ان کہ جو مطلب مرزا قادیانی نے بیان کیا ہے اسی پر قناعت بیان ہوا ہے۔ جو علامتیں مرزا قادیانی نے مسیح موعود کی پائی گئی۔ نہ اسلام کا شیوع ہوا، نہ ادیان باطلہ ہلاک نہ بالکل برعکس معاملہ مرزا قادیانی کے وجود سے ہوا۔ دیکھ لو اور تجربہ کر لو انہیں تو جھوٹ بولنے پر اس لئے سوٹ بولتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے بھی بولے۔ جس کے وقت میں اس کے مریدوں میں راست بازی کی کرو کہ جب مرزا قادیانی کے اقوال نے فیصدہ کر دیا کہ اور متفق علیہ ہیں وہ ان میں نہیں پائی گئیں۔ اس لئے ملام کی حیات و ممات پر بحث کرنے کی کیا ضرورت بند ہے۔ صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۴ آپ نے دیکھا ہوگا یہ تو مان لیا جائے اور یہ بھی مان لیا جائے کہ کوئی دوسرا مسیح نہ کہ مسیح موعود کی جو علامتیں تھیں وہ ان میں نہیں پائی گئے ہونے کی فہمیدہ حضرات نے معلوم کیا ہوگا کہ ظہار میں وہ طالب حق کو نہایت کافی ہے۔ مگر جس ہدیش کئے جاتے ہیں اسی طرح میں چند اقوال اور وہ اپنے اقراروں سے جھوٹے مفتری، اثر الناس

ص ۵۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷۰ میں پہلے تو مسیح موعود ہیں۔ ”وما انا الا مرسل عند فتنة“ اور عمر میں کہتے ہیں۔ تخیرنسی الرحمن من سے چن لیا ہے۔ اب خیال کیا جائے کہ اس دعوے لفوں کے لئے پیشین گوئی کرتے ہیں۔ ”وانسی هانتهم صفار يصغر“ میں بدتر انسانوں کا دیکھیں گے۔ یعنی اپنی اہانت کی جزا سزا نہ دیکھ

لیں گے۔ کیونکہ جو حضرات اپنا فرض منصبی سمجھ کر اہانت تحقیر کر رہے تھے وہ اپنے کام کو دیکھ رہے تھے۔ پھر اہانت کے دیکھنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ بجز اس کے کہ اپنی اہانت کرنے کا بدلہ اور اس کی سزا نہ دیکھ لیں۔ اب جماعت مرزائی احمدی بتائے کہ علاوہ عام مخالفوں کے خاص ان کے برا کہنے والے ان کی سخت اہانت کرنے والے مثلاً جناب فاتح قادیان جو ان کی زندگانی میں ان کے ناک میں دم کرتے رہے۔ جن سے عاجز ہو کر آخری فیصلہ انہوں نے شائع کیا تھا۔ جس کی نقل عنقریب آئے گی۔ اس کے بعد انہیں عالم برزخ میں بھیج کر ان کی جماعت کا ناک میں دم کر رہے ہیں اسی طرح ڈاکٹر عبدالحکیم خان اپنی پیشین گوئی سے انہیں ذلت کی موت مار کر ان کے کمال اہانت اور رد میں رسالے شائع کر رہے ہیں اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جنہوں نے اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں مرزا قادیانی کی بری گت بنائی ہے اور علمائے حرمین شریفین سے بلکہ اکثر علمائے دنیا سے ان کے کفر پر فتوے لکھوا کر مسلمانوں پر ان کی حالت ظاہری ہے۔ اسی طرح مولوی عبدالحق صاحب غزنوی ہیں۔ جنہوں نے ان سے مباہلہ کیا تھا۔ جس کا اثر مرزا قادیانی کی موت نے دیکھا دیا۔

یہ چاروں حضرات نہایت خیر و خوبی سے زندہ ہیں اور مرزا قادیانی کی اہانت کا نہایت عمدہ بدلہ دنیا کو دیکھا رہے ہیں اور تمام دیکھنے والے راستی اور سچائی کی عینک سے دیکھ رہے ہیں کہ مرزا قادیانی اپنے متعدد اقراروں سے جھوٹے اور ہر بد سے بدتر ہو چکے تھے۔ اس قول سے ان کی یہ خاص صفت معلوم ہوئی کہ وہ اثر الناس بھی ہیں۔ یعنی تمام دنیا کے شریروں اور بدذات لوگوں سے زیادہ شریر ہیں۔ یہ باتیں کوئی دوسرا شخص نہیں کہتا بلکہ خود مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ اب جماعت احمدیہ اپنے مرشد کو اس قول میں کیوں کاذب مانتی ہے اور جیسا اپنے آپ کو بتا رہے ہیں ویسا کیوں نہیں مانتے اور اثر الناس کا مصداق مرزا قادیانی کو کیوں نہیں جانتے۔ خدا کے لئے اس کا جواب دے یا اپنی غلطی کا اقرار کرے۔ مگر یہ تو حق طلب اور سچوں کا کام ہے۔ انہیں تو کاذب کی پیروی نے جھوٹ کو خوش آئند اور پسندیدہ کر دیا ہے۔ وہ جھوٹ اور جھوٹے سے کیونکر علیحدہ ہو سکتے ہیں۔ مگر وہی جس کے لئے دائمی راحت قادر کریم نے مقدر کر رکھی ہے۔ الحمد للہ! بہتوں کو نصیب ہوئی اور ہونے والی ہے۔

نہایت مشہور ہے اور بہت مرتبہ چھپ کر شائع ہو چکا ہے کہ مرزا قادیانی نے مولانا فاتح قادیان سے نہایت عاجز ہو کر آخری فیصلہ شائع کیا تھا۔ اس میں چار اقرار مرزا قادیانی کے ہیں۔ جن سے وہ نہایت صفائی سے کاذب و مفتری ثابت ہوتے ہیں۔ اس اشتہار کا عنوان یہ ہے۔

”مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ“

اس کے نیچے مرزا قادیانی لکھتے ہیں آپ اپنے پرچہ میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ (ان الفاظ سے مرزا قادیانی کا نہایت دلی صدمہ ظاہر ہے) مگر نتیجہ دیکھئے۔

بارہواں اقرار: ۱..... ”اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤ گا۔“ (دیکھا جائے کہ کس صفائی سے اپنے کذاب اور مفتری ہونے کا اقرار ہے اور جس شرط پر یہ اقرار کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے پورا کر کے ان کا کذاب و مفتری ہونا دنیا کو دکھا دیا یعنی مولوی صاحب کی زندگی میں مرزا قادیانی ہلاک ہوئے اور اپنے اقرار سے کذاب و مفتری ثابت ہوئے۔)

تیرہواں اقرار: ۲..... ”پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوتیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔“ (یہاں بھی مرزا قادیانی کا اقرار ہے کہ اگر مولوی صاحب ان کی زندگی میں ہیضہ وغیرہ میں نہ مرے تو میں خدا کی طرف سے نہیں اور دنیا نے دیکھ لیا کہ بفضلہ تعالیٰ مولوی صاحب تو کسی بیماری میں ہلاک نہیں ہوئے۔ مرزا قادیانی ہی ہیضہ میں مبتلا ہو کر ان کے سامنے حسرت و ذلت کی موت سے ہلاک ہوئے اور اپنے لئے اقرار کر گئے کہ میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔)

چودھواں اقرار: جس میں مرزا قادیانی خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر عاجزی سے اس طرح دعاء کرتے ہیں۔

۳..... ”اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں تو اے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعاء کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ آمین!“ اس قول میں مرزا قادیانی نے نہایت عاجزی سے شرطیہ دعا کی تھی کہ اگر تیری نظر میں میں مفسد اور کذاب ہوں تو مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ اللہ تعالیٰ نے اس عاجزی کی دعاء کو قبول فرما کر خلق پر مرزا قادیانی کی حالت کو ظاہر کر دیا اور وہ اپنے قول سے مفتری، مفسد، کذاب ثابت ہوئے۔ یہ خدائی فیصلہ ہے۔ جسے عقل کے ساتھ ایمان ہے وہ اس فیصلہ کو ضرور مانے گا۔

پندرہواں اقرار: اسی فیصلہ کے آخر میں مرزا قادیانی نہایت ہی عاجز ہو کر رحمت الہی کا دامن پکڑ کر اس طرح دعا کرتے ہیں۔

۴..... ”اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے! اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتی ہوں کہ مجھ میں اور مولوی ثناء اللہ صاحب میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے اے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین!“

یہ فیصلہ اخبار الحکم ج ۱۱ نمبر ۱۳ میں ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء مجموعہ اشتہار ج ۳ ص ۵۷۸، ۵۷۹ میں چھپا ہے۔ اس دعاء میں پہلی دعا سے بھی زیادہ عجز و نیاز اور رحمت کی خواستگاری ہے اور صادق اور کاذب میں خود ہی امتیاز متعین کر کے اس کی قبولیت کے ملتی ہیں۔

یہ فیصلہ اور یہ دعائیں مولوی صاحب یا کسی مخالف کی خواہش پر نہیں ہیں۔ بلکہ اپنے مخالف سے عاجز آ کر اور اپنی مقبولیت کے جوش میں اس فیصلہ کا اشتہار دیا ہے۔ جس طرح منکوحہ آسمانی کے نکاح میں آنے کا بڑے زور و شور سے مکرر اعلان دیا تھا۔ مگر اس عادل منصف نے مرزا قادیانی کی زبان سے سچا فیصلہ فرما کر دنیا پر ظاہر کر دیا کہ مولوی صاحب صادق ہیں اور مرزا قادیانی مفسد و کذاب۔ یہاں دامن رحمت پکڑنے کا نتیجہ اس رحیم نے یہ دکھلادیا کہ تمام خلق پر رحمت کی کہ ایک مفسد و کذاب کے فریب میں نہ آئیں اور یہ وہ کذاب ہے۔ جس کے کذاب کا فیصلہ اسی کی زبان سے ہو گیا ہے۔ اب تعجب اور نہایت تعجب اس پر ہے کہ اس علانیہ خدائی فیصلہ سے یہ کہہ کر منہ پھیرا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی نے مباہلہ چاہا تھا۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے منظور نہیں کیا۔ اس لئے کچھ نہیں ہوا۔ مگر یہ سخت زبردستی اور ابلہ فریبی ہے۔ کیونکہ اول تو یہ امر محقق ہے کہ مباہلہ وہ فیصلہ ہے جو جناب رسول اللہ ﷺ سے مخصوص تھا۔ امت کے لئے عام نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ مباہلہ کا طریقہ وہی ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔ ”نحن ابنا ونا و ابناؤکم“ یہ طریقہ نہیں کہ گھر بیٹھے فیصلہ مشتمل کیا جائے۔ ایک مرتبہ مرزا قادیانی نے مولوی عبدالحق صاحب غزنوی سے مباہلہ کیا تھا۔ جس کا ظاہری نتیجہ اس وقت تو یہ ہوا کہ ہر ایک اپنے کو کامیاب کہنے لگا۔ طرفین کے اعلان موجود ہیں۔ مگر انجام اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ مولوی صاحب کے سامنے مرکز داخل عالم برزخ ہوئے اور مولوی صاحب اب تک زندہ بخیر و خوبی موجود ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی ہوا۔ اب اسے مباہلہ کہو یا نہ کہو اور اس دعا کو الہامی کہو یا

اپنے پرچہ میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں پ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ (ان مگر نتیجہ دیکھئے۔)

کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ اپنے ہی ہلاک ہو جاؤ گا۔“ (دیکھا جائے کہ کس اور جس شرط پر یہ اقرار کیا تھا اللہ تعالیٰ نے لکھا دیا یعنی مولوی صاحب کی زندگی میں مفتری ثابت ہوئے۔)

مرا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہاں بھی مرزا قادیانی کا اقرار ہے کہ اگر مرے تو میں خدا کی طرف سے نہیں اور دنیا ری میں ہلاک نہیں ہوئے۔ مرزا قادیانی کی موت سے ہلاک ہوئے اور اپنے لئے

مدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر عاجزی سے

محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری اس عاجزی سے تیری جناب میں دعاء کرتا رہا۔ آمین!“ اس قول میں مرزا قادیانی نے میں مفسد اور کذاب ہوں تو مولوی ثناء اللہ اس عاجزی کی دعاء کو قبول فرما کر خلق پر مفتری، مفسد، کذاب ثابت ہوئے۔ یہ فیصلہ کو ضرور مانے گا۔

نہ کہو۔ ہمارا مدعا صرف اس قدر ہے کہ مرزا قادیانی اپنے پختہ اقراروں سے مفسد، کذاب، مفتری ثابت ہوئے اور ان کے مقبولیت کے تمام الہامات اور قبولیت دعا کا دعویٰ محض غلط اور افتراء ثابت ہوا۔ کیا کوئی مرزائی دنیا میں کسی مقبول خدا اور مجددیانی کی ایسی حالت دیکھا سکتا ہے کہ انہوں نے اس طرح کے اقرار کئے ہوں اور وہ اپنے اقراروں سے جھوٹے ہوئے ہوں اور انہوں نے اپنے مخالف سے عاجز آ کر خدا تعالیٰ سے اس طرح دعا کی ہو۔ جس طرح مرزا قادیانی نے کی اور وہ اس کے حسب خواہ قبول نہ ہوئی ہو؟ کیا جماعت احمدی کی یہ مجال ہے کہ کسی بزرگ کے ایسے اقوال دیکھا سکے؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!! جب نہیں دیکھا سکتے تو مرزا قادیانی کے جھوٹا ماننے میں اسے کیا عذر ہے۔ بیان کر کے جھوٹی اور مہمل باتیں نہ بنائے۔

صحیفہ انوار یہ کے ص ۲۳ سے ۳۱ تک اس کی تفصیل دیکھو۔ اس میں تین مقبولان خدا کے اقوال و دعا دکھائی گئی ہیں۔ جس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ خدا اپنے مقبول بندوں کو کس طرح سچا کرتا ہے اور ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے نہایت سادے طور سے دعا کی کہ اے پروردگار تو کسی کافر کو زمین پر آباد نہ چھوڑ۔ دیکھئے کیسی عظیم الشان تمام دنیا کی انسانی آبادی کے نیست و نابود ہونے کی دعا کی وہ قبول ہوئی اور سارے کافر نیست و نابود ہو گئے۔ مرزا قادیانی نے صرف ایک مخالف کی موت کی دعا کی اور وہ قبول نہ ہوئی اور وہ صرف دعا ہی نہ تھی۔ بلکہ ان کے صدق و کذب کی معیار اس میں تھی۔ اس معیار سے مرزا قادیانی کا کذب قرار پائے۔ حضرت عمرؓ نے دریا کے جاری ہونے کے لئے دعا کی تھی وہ دریا جاری ہو گیا۔ مقبولان خدا کی ایسی دعا ہوتی ہے۔ ان باتوں کو دیکھ کر بھی مرزائیوں کو شرم نہیں آتی۔ دیکھا جائے کہ مرزا قادیانی کا مقولہ ہے اور معمولی مقولہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک مخالف سے عاجز و تنگ آ کر اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر نہایت عاجزی سے اپنی موت کی دعا کرتے ہیں۔ (مخالف سے تنگ آنے کی انتہا ہو گئی ہے) اور عاجزی کی دعا ان کی ہے۔ جن کا دعویٰ ہے کہ میں سچا ہوں اور سچا ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔ جھوٹا کامیاب نہیں ہوتا۔ یہی حضرت اپنی نسبت یہ الہام الہی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میری نسبت فرماتا ہے کہ میں تیری کل دعائیں قبول کروں گا (تذکرہ ص ۲۶) اور یہ بھی ان کا الہام ہے کہ ”انت بمنزلة ولدی“ (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۹۸) یعنی تو بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے اور وہ یہ بھی الہام ہے کہ ”انت منی وانا منک“ (حقیقت الوحی ص ۷۳، خزائن ج ۲۲ ص ۷۷) یعنی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ اس الہام سے تو مرزا قادیانی خدا کے بیٹے اور

باپ دونوں ہو سکتے ہیں
کن فیکون کے الہام
ایسی عاجزی کی دعا
کی زندگی میں ہلاک
ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے
یہاں تک
دعائیں ۱۹۰۷ء میں تو
ہی کر دیا۔ اس سے پ
(کیونکہ شہرت اور ترقی
اس صورت میں متصور
اور لغو تخریر کے کچھ بھی نہ
نے خدا سے یہی دعا
جھوٹے دعوے پر زور
جانتے ہیں تو وہ بھی ای
ہونے کا یقین تھا) اور
اور مرسل کے دشمن ہر
یہاں بھی
ظاہر کرتے ہیں۔ اگر
ہے۔ ان کی کل دعا
ہی ہو گیا۔ اس تیسری
ہوئے۔ کیونکہ پیر ص
کے لاہور آئے اور مر
نسبت جو کچھ انہوں
کی اس اشتہار بازی
مناظرہ کے اشتہار

یانی اپنے پختہ اقراروں سے مفسد، کذاب، مفتری
ت اور قبولیت دعا کا دعویٰ محض غلط اور افتراء ثابت
و یانہی کی ایسی حالت دیکھا سکتا ہے کہ انہوں نے
وہ سے جھوٹے ہوئے ہوں اور انہوں نے اپنے
دعا کی ہو۔ جس طرح مرزا قادیانی نے کی اور وہ
احمدی کی یہ مجال ہے کہ کسی بزرگ کے ایسے اقوال
کا سکتے تو مرزا قادیانی کے جھوٹا ماننے میں اسے کیا
ہے۔

اس کی تفصیل دیکھو۔ اس میں تین مقبولان خدا
اور ہا ہے کہ خدا اپنے مقبول بندوں کو کس طرح سچا
فرست نوح علیہ السلام نے نہایت سادے طور سے
نہ چھوڑ دیکھئے کسی عظیم الشان تمام دنیا کی انسانی
بول ہوئی اور سارے کافر نیست و نابود ہو گئے۔
دعا کی اور وہ قبول نہ ہوئی اور وہ صرف دعا ہی نہ
ہیں تھی۔ اس معیار سے مرزا قادیانی کا کذب قرار
لئے دعا کی تھی وہ دریا جاری ہو گیا۔ مقبولان خدا
میں مرزائیوں کو شرم نہیں آتی۔ دیکھا جائے کہ
بلکہ ایک مخالف سے عاجز و تنگ آ کر اللہ تعالیٰ
ت کی دعا کرتے ہیں۔ (مخالف سے تنگ آنے
ہے۔ جن کا دعویٰ ہے کہ میں سچا ہوں اور سچا ہمیشہ
حضرت اپنی نسبت یہ الہام الہی بیان کرتے ہیں
دعا کیں قبول کر دوں گا (تذکرہ ص ۲۶) اور یہ بھی
بیعت الہی ص ۸۶، خزائن ج ۲ ص ۹۸) یعنی تو بمنزلہ
ت منی وانا منک (حقیقت الہی ص ۷۳، خزائن
اس الہام سے تو مرزا قادیانی خدا کے بیٹے اور

باپ دونوں ہو سکتے ہیں۔ یہاں سے تو انہیں قدرت کاملہ کا بھی دعویٰ معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح
کن فیکون کے الہام سے ظاہر ہے۔ (تذکرہ ص ۵۱۷، ۶۶۱) باوجود ان عظیم الشان دعویٰ کے اور
ایسی عاجزی کی دعا کے اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن ہی کو خوش کیا اور مرزا قادیانی مولوی صاحب
کی زندگی میں ہلاک ہو کر اپنے اقرار سے مفسد اور کذاب ثابت ہوئے اور مولوی صاحب سچے
ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبولوں سے ایسا معاملہ ہرگز نہیں کرتا۔

یہاں تک پندرہ اقرار مرزا قادیانی کے ہوئے۔ اب سولہویں اقرار کی تمہید ملاحظہ ہو۔ یہ
دعا میں ۱۹۰۷ء میں تو خاص فاتح قادیان کے مقابلہ میں کی تھیں۔ جنہوں نے مرزا قادیانی کا خاتمہ
ہی کر دیا۔ اس سے پہلے جولائی ۱۹۰۰ء میں پیر مہر علی شاہ صاحب سے مناظرہ کا اعلان دیا تھا۔
(کیونکہ شہرت اور ترقی کا موجب تھا) اور اس میں لکھا تھا کہ ”میں مکرر لکھتا ہوں کہ میرا غالب رہتا
اس صورت میں متصور ہوگا کہ جب کہ پیر مہر علی شاہ صاب بجز ایک ذلیل قابل شرم اور رکیک عبارت
اور لغو تحریر کے کچھ بھی نہ لکھ سکیں اور ایسی تحریر کریں۔ جس پر اہل علم تھوکیں اور نفیرن کریں۔ کیونکہ میں
نے خدا سے یہی دعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔ (کیسے
جھوٹے دعویٰ پر زور ہے) اور اگر پیر مہر علی شاہ صاحب بھی اپنے تئیں مومن اور مستجاب الدعوات
جانتے ہیں تو وہ بھی ایسی ہی دعا کریں۔ (اس سے ظاہر ہوا کہ مرزا قادیانی کو اپنے مستجاب الدعوات
ہونے کا یقین تھا) اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ ان کی دعا ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ کیونکہ خدا کے مامور
اور مرسل کے دشمن ہیں۔ اس لئے آسمان پر ان کی عزت نہیں۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۲۰)
یہاں بھی مرزا قادیانی اپنی دعا کی قبولیت اور مخالف کی عدم قبولیت پر پورا اطمینان
ظاہر کرتے ہیں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی کی دعا کے لئے الہامی ہونا ضروری نہیں
ہے۔ ان کی کل دعائیں مقبول ہیں۔ مگر دعوؤں کی مقبولیت تو بیان ہوئی۔ جن سے ان کا خاتمہ
ہی ہو گیا۔ اس تیسری دعا کا حشر یہ ہوا کہ اس کے اثر سے مرزا قادیانی تمام پنجاب میں بہت ذلیل
ہوئے۔ کیونکہ پیر صاحب مناظرہ کے لئے آمادہ ہو گئے اور ۲۳ اگست ۱۹۰۰ء کو مجمع جماعت کثیر
کے لاہور آئے اور مرزا قادیانی باوجود نہایت حتمی وعدے کے گھر سے باہر نہ نکلا اور پیر صاحب کی
نسبت جو کچھ انہوں نے اپنا الہام یا خیال ظاہر کیا تھا۔ وہ محض غلط نکلا۔ اس کے سوا مرزا قادیانی
کی اس اشتہار بازی میں خدا کی طرف سے یہ سزا ہوئی کہ انہوں نے اپنی صداقت کے دھم میں
مناظرہ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا تھا۔

سولہواں اقرار: اگر میں پیر صاحب اور علماء کے مقابلہ پر لاہور نہ جاؤں تو میں (یعنی مرزا) مردود، جھوٹا اور ملعون ہوں۔ اس قول میں مرزا قادیانی نے اپنی تین صفیں بیان کی ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اسی نے مرزا قادیانی کو مناظرہ میں جانے کی ہمت نہ دی اور ان کے اقرار سے انہیں مردود، جھوٹا اور ملعون، دنیا پر ثابت کر دیا۔ (رسالہ حق نماس ۱۹ تا آخر)

یہ ان کا سولہواں اقرار ہے۔ جس سے وہ جھوٹے اور ملعون ثابت ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کو اظہار مسرت کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کاذب کے کذب کا اظہار اس کی زبان سے، قلم سے کس کس طریقے سے کرایا ہے۔ تاکہ مخالفین حق کو اس سے پرہیز کرنے میں کس طرح کا تامل نہ رہے۔ مگر ماننے والوں پر حیرت ہے کہ مرزا قادیانی کی ایسی علانیہ باتوں پر نظر نہیں کرتے اور یہ خیال نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندے کو اس کے اقرار سے اسی طرح جھوٹا اور ملعون ٹھہراتا ہے اور دنیا میں کسی سچے اور پیارے بندے سے ایسا واقعہ ہوا ہے؟ اور کوئی مجدد یا نبی اپنے ایسے پختہ اقرار سے جھوٹا ہوا ہے؟ ہرگز نہیں، کوئی نظیر اس کی پیش نہیں ہو سکتی۔

سترہواں اقرار: ۵ نومبر ۱۸۹۹ء میں مرزا قادیانی نے اشتہار لے دیا تھا کہ ”اے میرے مولا، قادر خدا، اب مجھے راہ بتلا۔“ اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے آخر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا اور اپنے بندے کے لئے گواہی دے۔ جس کو زبانوں سے کھلا گیا ہو۔ دیکھ میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر۔ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں اور جیسا کہ خیال کیا گیا ہے۔ کافر، کاذب نہیں ہوں تو ان تین سال میں جو آخر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے۔ کوئی ایسا نشان دکھلا کہ جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔ اگر تو تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء تک پورے ہو جائیں گے۔ میری تائید میری تصدیق میں کوئی نشان نہ دکھلا دے اور اپنے بندے کو ان لوگوں کی طرح رد کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں۔ تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لوں گا۔ جو میرے پر لگائے جاتے ہیں۔ میں نے اپنے لئے قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری دعاء قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود و ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں۔ جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۷۷، ۷۸، ۷۹ عبارات میں تقدیم و تاخیر ہے)

اس قول میں بھی مرزا قادیانی نہایت عاجزانہ دعا کرتے ہیں۔ اس کے سوا اور بھی کئی

بائیں لیتے ہیں۔ اپنے آپ کا ظاہر ہے کہ یہ الہامی پیشین گوئی یہ ہے کہ تین برس کے اندر ان کا نشان کا ظہور نہ ہو تو مرزا قادیانی مستحق سمجھ لوں گا۔ یعنی مردود اس کی تفصیل الہامات مرزا قادیانی کلام سے یہ بخوبی معلوم ہوتا ہے جس سے انہیں اپنی صداقت کا آپ کو سچا مسلمان و راستہ صداقت کا یقین انہیں ہوگا۔ اس لئے اس قول نے پہلے ملعون و کافر ثابت ہوئے نشان میری صداقت کے میں ان کا کوئی نشان ظاہر تک ہوتی ہے۔ اس میں اس مہینے میں جب موضع پہنچائی ہے۔ اس وقت ما دس ہزار روپے کا اشتہار کے اندر چھپوا کر میرے تفصیل دیکھنا چاہئے۔ مگر ثبوت رسالہ حقیقت رسا اس سال کے شروع میں میں یہ دیکھا ہے کہ درج مذہب والے نے انہیں فریب دینے کے لئے

کر میں پیر صاحب اور علماء کے مقابلہ پر لاہور نہ جاؤں تو میں (یعنی میں) اس قول میں مرزا قادیانی نے اپنی تین صفتیں بیان کی ہیں۔ خدا بانی کو مناظرہ میں جانے کی ہمت نہ دی اور ان کے اقرار سے انہیں تکرار نہ کیا۔ (رسالہ حق نامہ ۱۹ تا آخر)

قرار ہے۔ جس سے وہ جھوٹے اور ملعون ثابت ہوتے ہیں۔ اپنے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کاذب کے کذب کا اظہار اس کی زبان سے کرایا ہے۔ تاکہ مخالفین حق کو اس سے پرہیز کرنے میں کس طرح دلوں پر حیرت ہے کہ مرزا قادیانی کی ایسی علانیہ باتوں پر نظر نہیں ڈالیں اپنے مقبول بندے کو اس کے اقرار سے اسی طرح جھوٹا اور سچے اور پیارے بندے سے ایسا واقعہ ہوا ہے؟ اور کوئی مجدد یا نبی اسے ہرگز نہیں، کوئی نظیر اس کی پیش نہیں ہو سکتی۔

مہر ۱۸۹۹ء میں مرزا قادیانی نے اشتہار لے دیا تھا کہ ”اے میرے“ اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا اور اپنے بندے کے لئے گواہی ہو۔ دیکھ میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی ہوں اور جیسا کہ خیال کیا گیا ہے۔ کافر، کاذب نہیں ہوں تو ان تین تم ہو جائیں گے۔ کوئی ایسا نشان دکھلا کہ جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر رہی ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء تک پورے ہو جائیں گے۔ نشان نہ دکھلا دے اور اپنے بندے کو ان لوگوں کی طرح رد کر دے جو عین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں۔ تو میں تجھے گواہ کرتا سمجھوں گا اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں گائے جاتے ہیں۔ میں نے اپنے لئے قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر مردود و ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں۔ جیسا کہ مجھے (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۷۷، ۷۸، ۷۹ عبارت میں تقدیم و تاخیر ہے) قادیانی نہایت عاجزانہ دعا کرتے ہیں۔ اس کے سوا اور بھی کئی

بائیں لہتے ہیں۔ اپنے آپ کو مستجاب الدعوات کہتے ہیں اور اعجاز احمدی کے ص ۸۸ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ الہامی پیشین گوئی ہے۔ اس دعا کی قبولیت پر اپنی صداقت کو منحصر بتاتے ہیں۔ دعاء یہ ہے کہ تین برس کے اندر ایسا نشان ظاہر ہو۔ جو انسانی طاقت سے باہر ہو۔ اگر اس معیار میں ایسے نشان کا ظہور نہ ہو تو مرزا قادیانی خدا کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو ان پانچ لفظوں کا مستحق سمجھ لوں گا۔ یعنی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں۔ اس اشتہار کی بنیاد اور اس کی تفصیل الہامات مرزا مطبوعہ بار چہارم ص ۹۳ میں دیکھئے۔ میں اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ اس کلام سے یہ بخوبی معلوم ہوا کہ نومبر ۱۸۹۹ء سے پہلے مرزا قادیانی سے کوئی ایسا نشان نہیں ہوا تھا۔ جس سے انہیں اپنی صداقت کا یقین ہوتا اور نہ کوئی انہیں ایسا یقینی الہام ہوا تھا۔ جس سے وہ اپنے آپ کو سچا مسلمان و راست باز اعتقاد کرتے۔ کیونکہ اگر کسی قطعی الہام یا کسی نشان سے اپنی صداقت کا یقین انہیں ہو گیا تھا۔ تو پھر اس نشان کے ظاہر ہونے سے پہلے یقین کیونکر جاسکتا ہے۔ اس لئے اس قول نے پہلے نشانات و الہامات کو بے کار ثابت کر دیا اور مرزا قادیانی اپنے اقرار سے ملعون و کافر ثابت ہوئے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا اقرار تھا کہ اگر ۱۹۰۰ء سے آخر ۱۹۰۲ء تک کوئی نشان میری صداقت کے ثبوت میں ظاہر نہ ہو تو ملعون و کافر ہوں اور دنیا نے دیکھ لیا کہ اس عرصہ میں ان کا کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس تین برس کی مدت آخر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ہوتی ہے۔ اس میں آخر نومبر تک مرزا قادیانی کے اقرار سے اس نشان کا ظہور نہیں ہوا تھا۔ اس مہینے میں جب موضع مد میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے مناظرہ میں مرزائیوں کو سخت ذلت پہنچائی ہے۔ اس وقت ماہ دسمبر ۱۹۰۲ء میں مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ اعجاز احمدی کا اظہار کیا اور دس ہزار روپے کا اشتہار دیا کہ جو کوئی اس کا جواب پانچ روز کے اندر دے زیادہ سے زیادہ بیس روز کے اندر چھپوا کر میرے پاس بھیج دے تو میں اسے دس ہزار روپیہ دوں گا۔ اعجاز احمدی میں اس کی تفصیل دیکھنا چاہئے۔ مگر یہ اشتہار ایک فریب تھا۔ یہ رسالہ معجزہ کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ اس کا قطعی ثبوت رسالہ حقیقت رسائل اعجاز یہ میں نہایت تفصیل سے دیا گیا ہے۔ یہ رسالہ پانچ جز میں ہے۔ اس سال کے شروع میں چھپا ہے اور پندرہ دلیلوں سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت کر کے آخر میں یہ دیکھایا ہے کہ درحقیقت وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتے تھے۔ چونکہ مسلمانوں کے سوا کسی اور مذہب والے نے انہیں نہیں مانا۔ اس لئے وہ دین اسلام کا اقرار کرتے رہے اور مسلمانوں کے فریب دینے کے لئے انہوں نے نعتیہ اشعار لکھے اور بہت سی باتیں بنائیں۔ مگر الحمد للہ! اس رسالہ

میں تو انہی کے اقوال سے قطعی طور پر انہیں کاذب ثابت کر دیا گیا۔ پہلے اقوال سے یقینی فیصلہ ہو گیا کہ مسیح موعود کی جو علامتیں انہوں نے اپنے متعدد رسالوں میں بیان کی ہیں وہ ان میں بالیقین نہیں پائی گئیں اور اپنے قول سے وہ جھوٹے ثابت ہوئے۔ آخری قول سے تو مردود، ملعون اور کافرو بے دین بھی ہو گئے۔ آج کل کوئی نیا قادیانی ظاہر ہوا ہے۔ اس نے یہ ظاہر کیا کہ فلاں فلاں مولوی صاحب انہیں کافر نہیں کہتے۔ بعض ان کے کفر میں تامل کرتے ہیں۔ ان باتوں سے مرزا قادیانی کی صداقت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اکثر علماء مرزا قادیانی کی واقعی حالت سے بالکل بے خبر ہیں۔ اس لئے ان کے کفر میں تامل کرنا مقتضایہ حقیقت ہے۔ مگر جس وقت ان علماء کو مرزا کا پورا حال معلوم ہو جائے گا تو پھر انہیں ہرگز تامل نہ ہوگا اور کاتب مضمون ہدایہ اللہ تعالیٰ الی سبیل الرشاد کو فیصلہ آسانی اور صحیفہ انوار یہ دیکھنے کے بعد بھی انہیں مرزا قادیانی کے کذب کا روشن آفتاب نظر نہ آ یا تو معلوم ہوا کہ وہ ازلی ختم اللہ علی قلوبہم کے مصداق ہیں۔ جس مدعی کی پیشین گوئیاں بالیقین غلط ہوئی ہوں۔ جس کے الہاموں سے خدا کا جھوٹا اور وعدہ خلاف ہونا ثابت ہو گیا ہو۔ جس کے جھوٹے ہونے پر تورات اور قرآن گواہی دیتا ہو۔ جس نے انبیاء کی توہین کر کے جھوٹی باتیں فریب دینے کی غرض سے بنائی ہوں۔ جو مدعی اپنے متعدد اقوال سے کاذب ثابت ہو اس کے کذب میں تو کسی صاحب عقل کو تامل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ رہا ان کا کفر وہ بھی ان کے قول سے ثابت ہے۔ ایک قول تو ابھی نقل کیا گیا۔ دوسرا قول اور ملاحظہ کیجئے۔

مرزا قادیانی (جملہ البشری ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷) میں لکھتے ہیں۔ ”ماکان لی ان ادعی النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین“ یعنی یہ جائز نہیں کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جا ملوں۔ اس قول میں مرزا قادیانی نہایت صفائی سے کہہ رہے ہیں کہ نبوت کا دعویٰ کرنا اسلام سے خارج ہونے اور کافروں سے مل جانے کا باعث ہے۔ اب ان کے اقرار کے بموجب ان کے کفر کا ثبوت ملاحظہ کیجئے۔ فرماتے ہیں کہ ”ہمارا دعویٰ ہے کہ بغیر نئی شریعت کے رسول اور نبی ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے جن پر کتاب نازل نہیں ہوئی۔“

(اخبار بدردہ مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱ ص ۱۲۷)

اور صرف دعویٰ نبوت ہی نہیں بلکہ قمر الانبیاء ہونے کا دعویٰ ہے۔ چنانچہ (انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱ ص ایضاً) میں ان کا الہام ہے۔ ”یساتی قمر الانبیاء“ اور اسی انجام آتھم میں یہ بھی ہے۔ ”کیا ایسا بد بخت مفتتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے؟ اور

کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ

اس قول کو اچھی طرح کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے کہتے ہیں کہ جو آیت ولکن رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی اور نبی قول کا ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ لیجئے جناب امرزا

کہنے کی کیا حاجت ہے اور در رسالہ اشاعت السنہ ج ۱۳ نہر رسالہ القول السیح فی مکاتباتہ

میاں ارادت کا خاتم النہین کے غلط معنی پر ج ولکن رسول اللہ و خاتما الانبیاء جملہ ہے۔ در نہ خاتم الانبیاء مجاز کے ہے۔ اولیاء کو بھی کوئی نہیں ہوگا۔ یہ ان کا اٹھا دس ہزار کا چیلنج

اے صادقان ر کجئے کہ ایسے بدترین روزگوار کافر، ثابت ہو چکا ہو اور ایک مستحق ہو چکا ہو۔ اس کا مجموعہ دعوؤں پر حیدر آبادی مرزا خوردہ حضرات ہم تمام مرزا

کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں۔“

(حاشیہ ص ۱۷۲ خزائن ج ۱ ص ۱۵۸)

اس قول کو اچھی طرح دیکھا جائے۔ اس میں وہ صاف فرما رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ بد بخت مفتری ہے۔ اس کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ جو آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو خدا کا کلام بالیقین جانتا ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اس کا حاصل بھی وہی ہے جو پہلے قول کا ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا منکر قرآن اور کافر ہے۔

لیجئے جناب! مرزا قادیانی اپنے متعدد اقوال سے کافر ہیں۔ پھر کسی مولوی صاحب کے کہنے کی کیا حاجت ہے اور دنیا کے علماء نے پہلے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ مولانا محمد حسین صاحب کا رسالہ اشاعت السنہ ۱۳ نمبر چہارم لغایۃ مفتی و مفسر یازدہم و دوازدہم اور مولانا محمد لہول صاحب کا رسالہ القول الحق فی مکائد اسح ملاحظہ کیجئے۔

میاں ارادت قادیانی! کہو اب تو مرزا قادیانی نے آپ کے رسالہ کو محض غلط بتا دیا اور خاتم النبیین کے غلط معنی پر جو آپ نے بیہودہ باتیں بتائی ہیں۔ ان کی غلطی پر صادم کر کے آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو ختم نبوت پر نص قطعی قرہ فرما دیا اور ص ۲۸ میں ان کا یہ جملہ ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔ یعنی نبی کا لفظ اگر کہیں کہا گیا ہے وہ بطور استعارہ اور مجاز کے ہے۔ اولیاء کو بھی کسی وقت کہہ دیا گیا ہے۔ حقیقی نبی خاتم الانبیاء رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نہیں ہوگا۔ یہ ان کا اٹھارہواں اقرار ہے۔

دس ہزار کا چیلنج

اے صادقان روزگارو، آئے حامیان ملت سید ابراہیم اس اندھیر اور ابلہ فریبی کو ملاحظہ کیجئے کہ ایسے بدترین روزگار کو جو اپنے الہاموں اور پختہ اقرار سے جھوٹا، ہر بد سے بدتر ملعون، کافر، ثابت ہو چکا ہو اور ایک ہی اقرار سے نہیں بلکہ اٹھارہ اقراؤں سے وہ ان بدترین صفات کا مستحق ہو چکا ہو۔ اس کا جھوٹ اور فریب آفتاب کی طرح روشن کر کے دکھا دیا ہو۔ اس کے جھوٹے دعوؤں پر حیدر آبادی مرزائی چیلنج دیتے ہیں اور ان کی صداقت ثابت کرتے ہیں۔ اے فریب خوردہ حضرات ہم تمام مرزائیوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ جس طرح ہم نے مرزا قادیانی کے اقراؤں

ثابت کر دیا گیا۔ پہلے اقوال سے یقینی فیصلہ ہو گیا رسالوں میں بیان کی ہیں وہ ان میں بالیقین نہیں آئے۔ آخری قول سے تو مردود، ملعون اور کافر و بے ایمان ہے۔ اس نے یہ ظاہر کیا کہ فلاں فلاں مولوی قائل کرتے ہیں۔ ان باتوں سے مرزا قادیانی قادیانی کی واقعی حالت سے بالکل بے خبر ہیں۔ ہے۔ مگر جس وقت ان علماء کو مرزا کا پورا حال تب مضمون ہدایہ اللہ تعالیٰ الی سبیل کے بعد بھی انہیں مرزا قادیانی کے کذب کا روشن علی قلوبہم کے مصداق ہیں۔ جس مدعی کی الہاموں سے خدا کا جھوٹا اور وعدہ خلاف ہونا اور قرآن گواہی دیتا ہو۔ جس نے انبیاء کی بتائی ہوں۔ جو مدعی اپنے متعدد اقوال سے قتل کو تامل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ رہا ان کا کفر وہ ہی نقل کیا گیا۔ دوسرا قول اور ملاحظہ کیجئے۔

میں لکھتے ہیں۔ ”ماکان لی ان ادعی کافرین“ یعنی یہ جائز نہیں کہ میں نبوت کا سے جاٹوں۔ اس قول میں مرزا قادیانی نہایت سے خارج ہونے اور کافروں سے مل جانے کا ترک ثبوت ملاحظہ کیجئے۔ فرماتے ہیں کہ ”ہمارا نبی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے جن پر ثبوت بدہمارہ ج ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱ ص ۱۲۷) ہونے کا دعویٰ ہے۔ چنانچہ (انجام آتھم ص ۵۸، ”ادبیات“ اور اسی انجام آتھم میں یہ بھی ہے۔ اے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے؟ اور

سے ان کا جھوٹا اور ملعون اور کافر ہونا ثابت کر دیا۔ تم اگر اسی طرح کسی نبی یا مجدد یا بزرگ کا جھوٹا ہونا ثابت کر دو (اور یہ تو غیر ممکن ہے) یہی ثابت کر دو کہ جھوٹے مدعیان نبوت و مہدویت جتنے گذرے ہیں ان میں سے فلاں جھوٹا اپنے متعدد اقراءوں سے ان ملعونہ صفات کا مستحق ہوا ہے تو ہم دس ہزار روپیہ دینے کے لئے حاضر ہیں۔
راقم عبداللطیف رحمانی!

مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی قطعی دلیل

ان کی نہایت معرکہ کی پیشین گوئی جھوٹی ہوئیں اور ان کے جواب سے مرزا ائی ایس عاجز ہوئے کہ ان کے جھوٹے ہونے کو مان لیا۔ چنانچہ ایک رسالہ نبی کی پہچان قادیان میں چھپا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کی دس پیشین گوئیاں جھوٹی ہوئیں اور خواجہ کمال کی پارٹی تو یہ کہہ رہی ہے کہ مرزا قادیانی کی سو پیشین گوئیوں میں ساٹھ جھوٹی ہوئیں ۲ اور یہ بات توریت مقدس اور قرآن مجید کے نص قطعی سے ثابت ہے کہ جس مدعی نبوت کی ایک پیشین گوئی بھی جھوٹی ہو وہ جھوٹا اور مفتری ہے۔ چنانچہ توریت مقدس میں یہ حکم ہے کہ ”لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے۔ جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے۔“ (یعنی جس طرح تعزیرات ہند میں قاتل کی سزا پھانسی ہے۔ اسی طرح توریت مقدس کا حکم جھوٹے مدعی نبوت کی سزا قتل ہے) اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے۔ (یعنی پیشگوئی کرے) اور وہ جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی۔ بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے تو اس سے مت ڈر۔“ اور یہی مضمون قرآن شریف کے نص صریح سے ثابت ہے۔ ”لا تحسبن اللہ مخلف وعده رسلہ“ یعنی اللہ تعالیٰ نہایت تاکید سے فرماتا ہے کہ ایسا گمان و خیال ہرگز نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرتا ہے۔ بلکہ وہ اپنے تمام وعدے اور وعیدیں پوری کرتا ہے۔ جس مدعی کے بیان سے اس کا ایک وعدہ یا ایک وعید بھی پوری نہ ہو تو یقین کرنا چاہئے کہ وہ جھوٹا ہے۔ ان دونوں کلام مقدس کے بموجب مرزا غلام احمد قادیانی یقینی جھوٹے ہیں۔

۱۔ جن کی تفصیل فیعلہ آسمانی اور الہامات مرزا وغیرہ میں لکھی گئی ہیں۔

۲۔ چنانچہ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۹ محرم ۱۳۳۷ھ نمبر ۵۵، ج ۱۰ میں اخبار الفضل مورخہ ۱۸ اکتوبر سے نقل کیا گیا ہے۔

اگر اسی طرح کسی نبی یا مجدد دیا بزرگ کا جھوٹا
 ردو کہ جھوٹے مدعیان نبوت و مہدویت جتنے
 اوروں سے ان ملعونہ صفات کا مستحق ہوا ہے تو
 راقم عبد اللطیف رحمانی!

وہیں اور ان کے جواب سے مرزائی ایسے
 نچے ایک رسالہ نبی کی پہچان قادیان میں چھپا
 یاں جھوٹی ہوئیں اور خواجہ کمال کی پارٹی تو یہ
 ساتھ جھوٹی ہوئیں اور یہ بات تو ریت
 نس مدعی نبوت کی ایک پیشین گوئی بھی جھوٹی
 یہ حکم ہے کہ ”لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے
 میں نے اسے حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام
 پر بات ہند میں قاتل کی سزا پھانسی ہے۔ اسی
 قاتل ہے اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں
 ان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ
 واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے
 سے مت ڈر۔“ اور یہی مضمون قرآن شریف
 ملف وعده رسالہ ”یعنی اللہ تعالیٰ نہایت
 اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرتا
 ہے۔ جس مدعی کے بیان سے اس کا ایک
 وہ جھوٹا ہے۔ ان دونوں کلام مقدس کے

زاد وغیرہ میں لکھی گئی ہیں۔

م ۱۳۳۷ھ نمبر ۵۵، ج ۱۰ میں اخبار الفضل

برق آسمانی بر خرمن قادیانی

حضرت مولانا ظہور احمد بگویی

بسم الله الرحمن الرحيم!

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على

رسوله محمد وعلى آله واصحابه اجمعين!

امس بعد! خبر صادق آقائے نامدار فرمودات محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ السلام کے فرمان کے مطابق آج کل مسلمان فقن و حوادث میں مبتلا ہیں۔ سرور عالم ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق ہر صدی میں کاذب مدعیان نبوت ظاہر ہوتے رہے اور ان میں سے بعض مثلاً سلیمان قرطبی، عبید اللہ مہدی افریقہ، حسن بن صباح، عبدالمومن، ابن تومرت، حاکم بامر اللہ، مہدی جو پوری، بہاء اللہ ایرانی وغیرہ اپنے ناپاک مقاصد میں پوری طرح کامیاب ہو کر اپنی طبعی موت مرے اور اپنے لئے جانشین بھی چھوڑ گئے۔ مگر چودھویں صدی میں قادیانی فتنہ جس دجالت کا مظہر ثابت ہو رہا ہے۔ اس کی نظیر سابق دجالوں میں بھی پائی نہیں جاتی۔ انسانی طبائع میں آزادی مذہب کا میلان دیکھ کر مرزائے قادیانی نے ہوا کے رخ پر چلنا شروع کیا۔ اسلامی تعلیم کو مٹ کر لے فلسفہ اور سائنس جدید کو خواہ مخواہ دینی مسائل میں گھسیٹنے سے انگریزی خوانوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا اور چند ایسے مولوی جو پہلے بھی سبیل المومنین اور سواد الا عظم کو ترک کر کے غیر مقلد، چکڑ الوی یا نیچری بن چکے تھے۔ اس کے ہم نوا ہو گئے اور ایک پوری تجارتی کمپنی قائم ہو گئی۔ جس نے سلطنت برطانیہ کا سہارا لے کر مشرق و مغرب میں اپنا دام ترور پھیلا دیا۔ انیسویں صدی میں سلطان عبدالحمید ثانی مرحوم نور سید جمال الدین افغانی کی مساعی جلیلہ سے اتحاد عالم اسلام (بین اسلام ازم) کی مبارک تحریک کا آغاز عمل میں آیا۔ مسلمانوں میں جہاد کی روح پیدا کرنے اور اسلام کا سیاسی اقتدار اذ سر نو بحال کرنے کے لئے سترے سے جدوجہد شروع کی گئی۔ اقوام یورپ اس تحریک سے لرزہ بر اندام تھیں۔ مدبرین برطانیہ اس تحریک سے مضطرب اور پریشان ہو رہے تھے۔ مرزائے قادیان اور اس کے ایجنٹوں نے اس موقع سے فائدہ حاصل کیا اور عالم گیر اتحاد اسلامی کو پارہ پارہ کرنے اور جہاد کو حرام قرار دینے میں اپنی سی سے بے کر چوٹی تک زور لگایا۔ اس موضوع پر تصانیف لکھ کر یا د اسلامیہ میں ہزاروں کی تعداد میں شائع کیں۔ اس طرح حکومت کی ہمدردی حاصل کر کے یہ فرقہ دن بدن بڑھتا گیا اور یہ شجر خبیثہ آج کل ایک تلوار درخت کی صورت اختیار کر

چکا ہے۔ حکومت اور دوسری طرف مسلمان انہیں مال و عسرت کی زندگی نتیجہ ہیں۔ غرض ایمان تک مرزا۔

مولو

میں وارد ہوا۔ کیا گیا اور ذرا مناظروں اور حالات کی ہوئیں۔ اس چک نمبر ۳

جوداد محمد مصطفیٰ احمد علیؑ کے فرمان کے
مرور عالم علیؑ کی پیش گوئی کے مطابق ہر صدی
سے بعض مثلاً سلیمان قرطبی، عبید اللہ مہدی
آئم باہر اللہ، مہدی جوینوری، بہاء اللہ ایرانی
بہو کر اپنی طبیعت سے مرے اور اپنے لئے
یہ قند جس وجاہت کا مظہر ثابت ہو رہا ہے۔
قادیانی طوائف میں آزادی مذہب کا میلان دیکھ
اسلامی تعلیم کو سرخ کرنے فلسفہ اور سائنس
انوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا اور چند
رک کر کے غیر مقلد، چکڑالوی یا نیچری بن
یعنی قائم ہو گئی۔ جس نے سلطنت برطانیہ کا
انیسویں صدی میں سلطان عبدالحمید ثانی
یہ اتحاد عالم اسلام (بین اسلام ازم) کی
او کی روح پیدا کرنے اور اسلام کا سیاسی
جدوجہد کی گئی۔ اقوام یورپ اس تحریک
سے مضطرب اور پریشان ہو رہے تھے۔
قائدہ حاصل کیا اور عالم گیر اتحاد اسلامی کو
لے کر چوٹی تک زور لگایا۔ اس موضوع پر
تج کیس۔ اس طرح حکومت کی ہمدردی
ال ایک تناور درخت کی صورت اختیار کر

چکا ہے۔ حکومت برطانیہ کے مقاصد کی اشاعت کے لئے ممالک غیر میں مبلغین بھیجے جاتے ہیں
اور دوسری طرف تبلیغ اسلام کا نام لے کر مسلمانوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے۔ سادہ لوح
مسلمان انہیں مال و زر سے امداد دیتے ہیں اور اسی روپیہ سے یہ قادیانی کھنٹی اور ان کا خلیفہ عیش
و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ مثنیٰ النوم، متغورات اور کنار پیاس کے مشاغل انہیں چندوں کا
نتیجہ ہیں۔ غرض اغیار کی سازش سے سادہ لوح مسلمان دام فریب میں آ گئے اور اپنا مال و متاع بلکہ
ایمان تک مرزائے قادیان کی نذر کر بیٹھے۔ یہ حالات عبرت انگیز ہیں۔

سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

مولوی ظفر علی خان صاحب نے مرزائیوں کے ہتھکنڈوں سے واقف ہو کر خوب لکھا ہے۔

یہ قند پرداز قادیانی نئے نئے گل کھلا رہے ہیں
ادھر رقبوں سے مل رہے ہیں۔ ادھر ہمارے گھر آ رہے ہیں
منافتوں کی یہ ہے نشانی زبان پہ دیں ہو تو کفر دل میں
اسی نشانی سے قادیانی تعارف اپنا کر رہے ہیں
یہ مجھے ”سیرۃ النبی“ کے یہ زمرے عشق مصطفیٰ کے
جنہیں سمجھتے ہیں دل سے کافر انہیں کو گھر گھر سنا رہے ہیں
رسول مقبول کی شریعت کے نام پر دیں ہمیں نہ دھوکا
اسی شریعت کی آڑ لے کر وہ سب کو لا بنا رہے ہیں
پڑا ہے چندے کا جب سے پھندا گلے میں ان قادیانیوں کے
ہمارے ہی گھر سے بھیک لے کر ہمیں کو آ نکھیں دکھا رہے ہیں

حال ہی میں قادیانی تبلیغی وفد مرزا کی نبوت منوانے کے لئے ضلع شاہ پور (سرگودھا)
میں وارد ہوا۔ ارکان حزب الانصار (بھیرہ) کی خلاصہ مسامی سے اس قند کا ہر جگہ مؤثر مقابلہ
کیا گیا اور ڈیڑھ ماہ کی جدوجہد کے بعد صحیح معنوں میں ضلع ہذا میں مرزائیت کی موت واقع ہو گئی۔
مناظروں اور تعاقب کی مفصل روئیداد شائقین کے اصرار سے مرتب کی گئی ہے۔ مگر تمام واقعات
و حالات کی صحیح کیفیت کا ضبط تحریر میں لانا نہایت مشکل امر ہے۔ تقابیر پورے طور پر ضابطہ نہیں
ہو سکیں۔ اس لئے تمام کارروائی کا خلاصہ درج کرنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ تبصرہ، سلاٹوالی، لہار
چک نمبر ۳۷ جنوری تین جگہ مناظرے ہوئے۔ چونکہ عام طور پر طرفین کے جوش کردہ دلائل ہر جگہ

وہی تھے۔ اس لئے تکرار اور اعادہ سے بچنے کے سہ ماہ دور کا ایک ہی جگہ بطور مصمد درج کئے گئے ہیں اور تعاقب کی مفصل روئیداد کے ساتھ ہی مرزائے قادیان اور اس کے خلفاء کے سوانح و اعمال نامے ان کے اپنے الفاظ میں نقل کئے جاتے ہیں۔ تاکہ قارئین! مرزا کے الفاظ سے ہی قادیانی گروہ کے ناپاک عزائم کا اندازہ کر سکیں۔ اعمال نامہ مرزا میں سوائے ضروری تشریحات کے اپنی طرف سے کوئی لفظ لکھا نہیں گیا۔ بعض جگہ مرزا قادیانی کے کلام کا مفہوم درج کیا گیا ہے۔ روئیداد مرتب کرنے میں کافی عرصہ خرچ ہوا۔ قارئین کے لئے انتظار کی گھڑیاں اضطراب افزا تھیں۔ مگر دیر آید درست آید کے مطابق اس تاخیر میں بھی کئی حکمتیں پوشیدہ تھیں۔ مرزائیوں کے اخبار الدجل وغیرہ میں عرصہ ڈیڑھ ماہ کے بعد مناظرہ کا ایک گمراہ کن بیان شائع ہوا۔ جس نے مرزائیوں کی اخلاقی موت کا بھی ثبوت پیش کر دیا۔ انشاء اللہ آئندہ اس فرقہ کو باقاعدہ پروگرام بنانا کر دورہ کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔

حزب الانصار کی مالی امداد کا اہم مسئلہ اس وقت ہر مسلمان کے پیش نظر ہونا چاہئے۔ اغیار کا دام فریب دور تک پھیلا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں حزب الانصار کے لئے مسلمانوں کی اقتصادی، علمی، اخلاقی، و عملی اصلاح کا عظیم الشان الامحہ عمل موجود ہے۔ مگر مالی کمزوریاں ہر قسم کے اقدام کے لئے سنگ گراں ثابت ہو رہی ہیں۔

شکریہ

عالیجناب حضرت مولانا ابوالقاسم محمد حسین صاحب، مولانا مولوی ابوسعید محمد شفیع صاحب سرگودھوی، مولوی محمد اسماعیل صاحب دامانی، و دیگر علمائے کرام کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جنہوں نے حزب الانصار کی درخواست کو شرف قبولیت بخش کر دینی خدمت کو اپنے آرام و آسائش پر ترجیح دی۔ اللہ تعالیٰ ایسے خادمان اسلام کو تادیر زندہ رکھے۔

اعتذار

”اعمال نامہ مرزا قادیانی“ خلاف توقع لمبا ہو گیا اور پھر بھی مرزا قادیانی کی زندگی کے اکثر پہلوؤں پر مکمل روشنی ڈالی نہیں جاسکی۔ چونکہ مناظرہ کے دلائل میں مرزا قادیانی کے جھوٹ پیشگوئیاں اور الہامات وغیرہ نقل کئے گئے ہیں۔ اس لئے انکا ذکر اعمال نامہ میں تفصیل کے ساتھ نہیں کیا گیا۔ اگر شائقین نے قدر دانی سے کام لیا تو انشاء اللہ ایڈیشن ثانی میں تمام حقائق کر دی جائے گی۔ وما توفیقی الا باللہ! (ظہور احمد بکوی کائن اللہ لہ)

سوانح

اسرائیل: ۱۴) ”ہائپ“

نسب و خاندانی حالات

”میرے“

دادا کا نام عطا محمد اور میر

مغل لہ برلاس ہے۔

”میرے“

پیوندوں سے مرکب

”الہام“

من فارس ”یعنی“

لیتا۔

”الہام“

”بخار“

میں ثابت ہیں۔

لے مر

نمی پلٹنے نے امر

سے آئے تھے۔

ع

لکھتے ہیں کہ میر

ص ۱۰۳، غزویں

الاصل میں سے

بننے ہیں اور کبھی

سے تمام درجہ ایک ہی جگہ بطور مہم مدوح کئے گئے
مرزائے قادیان اور اس کے خلفاء کے سوانح و اعمال
ہیں۔ تاکہ قارئین امرزا کے الفاظ سے ہی قادیانی
النامہ مرزا میں سوائے ضروری تشریحات کے اپنی
قادیانی کے کلام کا مفہوم درج کیا گیا ہے۔ روئیداد
کے لئے انتظام کی کمزیاں اضطراب افزا تھیں۔ مگر
یہ کسی حکمتیں پوشیدہ تھیں۔ مرزائیوں کے اخبار
مرہ کا ایک گمراہ کن بیان شائع ہوا۔ جس نے
انشاء اللہ آئندہ اس فرقہ کو باقاعدہ پروگرام بنا

اس وقت ہر مسلمان کے پیش نظر ہونا چاہئے۔
ہاں ازیں حزب الانصار کے لئے مسلمانوں کی
کامیابی عمل موجود ہے۔ مگر مالی کمزوریاں ہر قسم کے

سین صاحب، مولانا مولوی ابوسعید محمد شفیع
، دیگر علمائے کرام کا خاص طور پر شکریہ ادا
کے کو شرف قبولیت بخش کر دینی خدمت کو اپنے
سلام کو تادیر زندہ رکھے۔

ہو گیا اور پھر بھی مرزا قادیانی کی زندگی کے
مرہ کے دلائل میں مرزا قادیانی کے جھوٹ
لئے افکار اعمال نامہ میں تفصیل کے ساتھ
انشاء اللہ ایڈیشن ثانی میں تمام حقائق کو دی
(ظہور احمد بکوی مکان اللہ لہ)

حصہ اول

سوانح مرزا، از زبان مرزا، المعروف اعمال نامہ مرزا

..... "اقراء كتابك . كفى بنفسك اليوم عليك حسيباً (بنی
اسرائیل: ۱۷)" ﴿اپنا اعمال نامہ پڑھ لے۔ آج خود اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔﴾
نسب و خاندانی حالات

"میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد کا نام غلام مرتضیٰ اور
دادا کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ہماری قوم
مغل ہے۔" (کتاب البریہ ص ۱۳۳، خزائن ج ۳ ص ۱۶۲)
"میرے وجود میں ایک حصہ اسرائیلی ہے اور ایک حصہ فاطمی اور میں ان دونوں مبارک
پروندوں سے مرکب ہوں۔"

"الہام میرے نسبت یہ ہے کہ: "لو كان الايمان معلقاً بالشرايين لاله رجل
من فارس" یعنی اگر ایمان شریا سے معلق ہوتا کہ یہ مرد جو فارسی الاصل ہے وہ ہیں جا کر اس کو لے
لیتا۔" (کتاب البریہ ص ۱۳۵، خزائن ج ۳ ص ۱۶۳ حاشیہ در حاشیہ)
"الہام سے ایک لطیف استدلال میرے بنی فاطمہ ہونے پر ہوتا ہے۔"

(تھ گولڈ ویہ ص ۱۹، خزائن ج ۳ ص ۱۱۷)
"بخاری ۲ یا سمرقندی الاصل ہوتا۔۔۔۔۔۔ یہ دونوں علاقے صریح اور بین طور پر اس عاجز
میں ثابت ہیں۔"

(ازالہ اوہام ص ۱۱۹، خزائن ج ۳ ص ۱۵۹ حاشیہ)
۱۔ مرزا قادیانی قوم کے مغل اور تاتاری الاصل ہیں۔ جن کو ابوداؤد کی حدیث میں
نبی ﷺ نے امت کا ہلاک کنندہ فرمایا ہے۔ چنگیز خان اور ہلاکو خان اسی نسل سے تھے۔ مغل منگولیا
سے آئے تھے۔

۲۔ تریاق القلوب میں مرزا قادیانی اپنا تعلق چین سے ظاہر کرتے ہیں۔ نیز ایک جگہ
لکھتے ہیں کہ میں نیز احمد انیم ہوں، نسلیں ہیں میری بے شمار۔ (درشن ص ۷۲، براہین احمدیہ حصہ پنجم
ص ۱۰۳، خزائن ج ۲ ص ۱۳۳) معلوم نہیں چینی الاصل، سمرقندی الاصل، بخاری الاصل اور فارسی
الاصل میں سے کون سی بات صحیح ہے اور ایک آدمی کی بے شمار نسلیں کیسے ہو سکتی ہیں؟ کبھی اسرائیلی
بہتے ہیں اور کبھی فاطمی، اور کبھی مغل برلاس کہلاتے ہیں۔ (مؤلف)

”شاہانِ دہلی کی طرف سے اس تمام علاقہ کی حکومت ہمارے بزرگوں کو دی گئی تھی۔“

(ازالہ ص ۱۳۳، خزائن ج ۳ ص ۱۶۱)

”سکھوں کے ابتدائی زمانہ میں میرے پردادا صاحب مرزا گل محمد ایک نامور اور مشہور رئیس اس نواح کے تھے۔ جن کے پاس اس وقت ۸۵ گاؤں تھے اور بہت سے گاؤں سکھوں کے متواتر حملوں کی وجہ سے ان کے قبضہ سے نکل گئے۔ میرے دادا صاحب یعنی مرزا عطاء محمد پر سکھ غالب آئے اور روز بروز سکھ لوگ ہماری ریاست کے دیہات پر قبضہ کرتے گئے۔ رام گڑھی سکھوں نے قبضہ کر کے قادیان کو تباہ کر دیا۔ سکھوں نے ہمارے بزرگوں کو نکل جانے کا حکم دیا۔ پھر رنجیت سنگھ کے زمانہ میں میرے والد صاحب مرحوم مرزا غلام مرتضیٰ قادیان میں واپس آئے اور انہیں کچھ گاؤں واپس ملے۔ غرض ہماری پرانی ریاست ۱۔ خاک میں مل کر آخر پانچ گاؤں ہاتھ میں رہ گئے۔“

(کتاب البریہ ص ۱۴۷ تا ۱۵۸ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۶۵ تا ۱۷۷ ملخصاً)

”قادیان کو خدا تعالیٰ نے دمشق سے مشابہت دی اور یہ بھی اپنے الہام میں فرمایا کہ

اخرج مسہ الیزیدیون“

(ازالہ اوہام ص ۱۳۴ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۶۷)

”جس میں ایسے لوگ ۲۔ رہتے ہیں جو یزید الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات

کے پیرو ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ اور رسول کی کچھ محبت نہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۶، خزائن ج ۳ ص ۱۳۵)

” (انگریزی سلطنت کے زمانہ میں) میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح

میں مشہور رئیس تھے۔ گورنر جنرل کے دربار میں بزمِ کرسی نشین رئیسوں کے ہمیشہ بلائے جاتے

تھے اور سرکارِ انگریزی کے حکام وقت سے بجلد دے سے خدمات عمدہ عمدہ چھٹیا جات

خوشنودی مزاج انکو ملی تھیں۔“

(کتاب البریہ ص ۱۵۹، خزائن ج ۳ ص ۱۷۷)

۱۔ بخاری شریف کتاب الجہاد میں ہے کہ ابوسفیانؑ سے ہر قل شہنشاہِ روم نے حضور

اقدس ﷺ کے متعلق جو سوالات کئے تھے۔ ان میں سے ایک سوال یہ بھی تھا۔ ”اس کے باپ دادا

سے کوئی بادشاہ ہوا ہے؟“ ابوسفیانؑ نے کہا ”نہیں“ ہر قل نے اس جواب پر کہا کہ اگر ایسا ہوتا تو

میں سمجھ لیتا کہ نبوت تکے بہانے سے باپ دادا کی سلطنت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ فافہم! مؤلف۔

۲۔ ایسے لوگ کون تھے؟ اس سوال کا جواب مرزا کی لٹریچر سے ملے گا۔ اہل بیتؑ اور

حضرت امام حسینؑ کی مرزا نے سخت توہین کی ہے۔ اس لئے ہم بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ

واقعی قادیان میں یزیدی الطبع لوگ پیدا ہوئے تھے۔ (مؤلف)

”گورنر

کے شامل حال ہیں۔

گورنمنٹ کی سائی ہر

نہیں سکتیں۔ جو وہ غا

اور مقدمات کے مو

کے وقت وہ صدق ا

ہو۔ دکھلا نہیں سکتا۔

کے ملک میں شور و

پچاس سوار بہم پہنچا

گزار کی اور انہیں

میرے بھائی کو ص

میں گورنمنٹ کی

تک زندہ رہا اس

بدل و جان مصروف

پیدا آتش

”

۱۸۵۷ء میں

”

نے کی حکومت ہمارے بزرگوں کو دی گئی تھی۔“

(ازالہ ام ۱۳۳، خزائن ج ۳ ص ۱۶۱)

دادا صاحب مرزا گل محمد ایک نامور اور مشہور

گاؤں تھے اور بہت سے گاؤں سکھوں کے

میرے دادا صاحب یعنی مرزا عطاء محمد پر سکھ

کے دیہات پر قبضہ کرتے گئے۔ رام گرمی

نے ہمارے بزرگوں کو نکل جانے کا حکم دیا۔

مرزا غلام مرتضیٰ قادیان میں واپس آئے

ستلے خاک میں مل کر آخر پانچ گاؤں

۱۵۸ (حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۱۶۵ تا ۱۷۱ ملخصاً)

ت دی اور یہ بھی اپنے الہام میں فرمایا کہ

(ازالہ ام ۱۳۳، حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۱۶۷)

الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات

نہیں۔“

(ازالہ ام ۱۳۶، خزائن ج ۳ ص ۱۳۵)

والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح

ی نشین رئیسوں کے ہمیشہ بلائے جاتے

سے سے خدمات عمدہ عمدہ چھٹیا جات

(کتاب البریہ ص ۱۵۹، خزائن ج ۳ ص ۱۷۷)

فیاض سے ہر قل شہنشاہ روم نے حضور

سوال یہ بھی تھا۔ ”اس کے باپ دادا

نے اس جواب پر کہا کہ اگر ایسا ہوتا تو

مل کرنا چاہتا ہے۔ فافہم! مولف۔

اکی لڑیچ سے ملے گا۔ اہل بیت اور

م بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ

(

”گورنمنٹ انگریزی کے احسانات میرے والد کے وقت سے آج تک اس خاندان

کے شامل حال ہیں۔ اس لئے نہ کسی تکلف سے بلکہ میرے رگ و ریشہ میں شکر گزاری اس معزز

گورنمنٹ کی سائی ہوئی ہے۔ میرے والد مرحوم کے سوانح میں سے وہ خدمات کسی طرح الگ ہو

نہیں سکتیں۔ جو وہ خلوص دل سے اس گورنمنٹ کی خیر خواہی میں بجالائے۔ انہوں نے اپنی حیثیت

اور مقدمات کے موافق ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمت گزاری اور اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں

کے وقت وہ صدق اور وفاداری دکھائی کہ جب تک انسان سچے دل اور تہ دل سے کسی کا خیر خواہ نہ

ہو۔ دکھائی نہیں سکتا۔ ۱۸۵۷ء کے مفسدہ میں جبکہ بے تمیز لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کا مقابلہ کر

کے ملک میں شور ڈال دیا۔ تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور

پچاس سوار بہم پہنچا کر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کئے اور پھر ایک دفعہ چودہ سوار سے خدمت

گزاری کی اور انہیں مخلصانہ خدمات کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں ہر لعزیز ہو گئے۔ انہوں نے

میرے بھائی کو صرف گورنمنٹ کی خدمت گزاری کے لئے بعض لڑائیوں پر بھیجا اور ہر ایک باب

میں گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کی..... اور بعد اس کے اس عاجز کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر جب

تک زندہ رہا اس نے بھی اپنے والد مرحوم کے قدم پر قدم مارا اور گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت میں

بدل و جان مصروف رہا۔“

(شہادت القرآن ص ۸۲، خزائن ج ۶ ص ۳۷۸)

پیدائش

”میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور میں

۱۸۵۷ء میں سولہ برس یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بردت کا آغاز نہیں تھا۔“

(کتاب البریہ ص ۱۵۹، خزائن ج ۳ ص ۱۷۷ حاشیہ)

”میری پیدائش اس وقت ہوئی جب چھ ہزار میں گیارہ برس رہتے تھے۔“

(تحد کلاودیہ ص ۱۶۶، خزائن ج ۱ ص ۲۵۲ حاشیہ)

”واضح ہو کہ الف ششم ۱۲۷۰ھ کو ختم ہوا تھا۔“ (الحکم مورخہ ۶ جنوری ۱۹۰۸ء)

”میں تو ام پیدا ہوتا تھا۔ ایک لڑکی جو میرے ساتھ تھی چند دن کے بعد فوت ہو گئی۔“

(کتاب البریہ ص ۱۵۹، خزائن ج ۳ ص ۱۷۷ حاشیہ)

”میں نے ان کے مصائب کے زمانہ سے کچھ بھی حصہ نہیں لیا اور نہ اپنے دوسرے

۱۔ اس حساب سے مرزا کی پیدائش ۱۸۳۳ء مطابق ۱۲۵۶ھ ثابت ہوتی ہے۔

بزرگوں کی ریاست اور ملک داری سے کچھ حصہ پایا..... میں جانتا ہوں کہ وہ تمام صف ہمارے
اجداد کی ریاست اور ملک داری یعنی گئی اور وہ سلسلہ ہمارے وقت میں آ کر بالکل ختم ہو گیا۔“
(کتاب البریہ ص ۱۶۰، ۱۶۱، خزائن ج ۳ ص ۱۷۸، ۱۷۹)

تعلیم

”بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو
ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں
پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الہی تھا اور جب میری عمر قریب دس برس کے ہوئی تو ایک عربی
خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے۔ جن کا نام فضل احمد تھا..... میں نے
صرف کی کچھ کتابیں اور قواعد نوحان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو
ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علیشاہ تھا۔ ان کو بھی
میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر
مولوی صاحب سے میں نے نحو، منطق اور حکمت وغیرہ علوم مرجمہ کو جہاں تک خدا نے چاہا حاصل
کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد سے پڑھیں۔“

(کتاب البریہ ص ۱۶۲، ۱۶۳، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰، ۱۸۱، حاشیہ)

”میرے استاد ایک بزرگ شیعہ تھے۔“ (دافع البلاء ص ۳، خزائن ج ۱ ص ۲۲۳)

۱۔ انبیاء کی شان یہ ہوتی ہے کہ ان کا دنیا میں کوئی استاد نہیں ہوتا اور دنیا میں امی کہلاتے
ہیں۔ خداوند کریم ان پر علوم کے دروازے کھول دیتا ہے۔ مرزا قادیانی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ امام
مہدی دینی علوم میں کسی کا شاگرد نہ ہوگا۔ مہدویت اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے مرزا قادیانی
اپنے استادوں کو بھول گئے اور نہایت بے حیائی سے اعلان کرنے لگے۔

دگر استاد را نامے ندانم

کہ خواندم در دبستان محمد

(درشین ص ۹۶، آئینہ کمالات اسلام ص ۶۳۹، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۲۔ مرزا قادیانی نے بغرض ترقی روزگار جبکہ وہ سیالکوٹ کی عدالت خفیہ پر پندرہ
روپیہ ماہوار پر مقرر تھے۔ مختاری کا امتحان دیا تھا۔ مگر اس میں نفل ہو گئے۔ (عشرہ کاملہ) گویا ترقی
کے تمام ذرائع سے مایوس ہو چکے تھے۔ جب دعویٰ نبوت کیا۔

شباب

”ان دنوں
نہ تھا..... میرے والد صاحب
عدالتوں میں مقدمات کے
دراز تک میں ان کا موہو
جھگڑوں میں ضائع کیا
مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیب
نشانہ بننا رہا..... ایک
مجھ کو کہا کہ ان کی پیشوا
کی اور میں بیمار بھی تھا

”چند سال
میں بسر ہوئی..... اگر
ہیں..... بہتوں کو تکبر
بھائی پایا اور چونکہ خدا

۱۔ اغلباً
کتابیں ہوں گی اور
ریاست کے بدلہ ملے

۲۔ قبل
سے معلوم ہو سکتا۔
بھی بننے رہے۔
۳۔ آج
کل گئے اور والد کے

روہِ محصہ پایا..... میں جانتا ہوں کہ وہ تمام صف ہمارے
 روہِ سلسلہ ہمارے وقت میں آ کر بالکل ختم ہو گیا۔“
 (کتاب البریہ ص ۱۶۰، ۱۶۱، خزائن ج ۳ ص ۱۷۸، ۱۷۹)

میں اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں لکھیں اور جب میری عمر قریب اسی برس کے ہوئی تو ایک عربی لکھنے والے مقرر کئے گئے۔ جن کا نام فضل احمد تھا..... میں نے اس کے بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو اس کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر حکمت وغیرہ علوم مرصعہ کو جہاں تک خدا نے چاہا حاصل کیا۔ والدہ سے پڑھیں :-

کتاب النبریس میں ۱۶۲، ۱۶۳، خزان ج ۳ ص ۱۸۰، ۱۸۱ حاشیہ
 (دافع البلاء ص ۴، خزان ج ۱۸ ص ۲۲۳)

ن کا دنیا میں کوئی استاد نہیں ہوتا اور دنیا میں امی کہلاتے
بول دیتا ہے۔ مرزا قادیانی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ امام
ہدایت اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے مرزا قادیانی
میں سے اعلان کرنے لگے۔

درائے نام

در دبستان محمد

نص ۶۶ تا ۶۹ کلمات اسلام ص ۶۳۹، خزائن ج ۵ ص ۱۵۱ (ایضاً)
روزگار جبکہ وہ سیالکوٹ کی عدالت خفیہ پر پندرہ
تھا۔ مگر اس میں فیمل ہو گئے۔ (عشرہ کاملہ) گویا ترقی
کی جوت کیا۔

2

”ان دنوں میں اے مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔۔۔۔۔ میرے والد صاحب اپنے بعض آباؤ اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا، ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا اور ان کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہ تھا۔ اس لئے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ بنتا رہا۔۔۔۔۔ ایک دفعہ ایک صاحب کشر نے قادیان آنا چاہا۔ میرے والد صاحب نے بار بار مجھ کو کہا کہ ان کی پیشوائی کے لئے دو تین کوں جانا چاہئے۔ مگر میری طبیعت نے نہایت سہ کراہت کی اور میں بیمار بھی تھا۔ اس لئے نہ جا سکا۔ پس یہ امر بھی ان کی ناراضگی کا موجب ہوا۔“

(کتاب البریہ ص ۶۳ تا ۶۵ حاشیہ، خزائن ج ۲ ص ۱۸۱ تا ۱۸۳)

”چند سال تک میری عمر کراہت طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت (محرر عدالت خفیفہ) میں بسر ہوئی..... اس تجربہ سے مجھے معلوم ہوا کہ اکثر نوکری پیشہ نہایت گندی زندگی بسر کرتے ہیں..... بہتوں کو تکبر بد چلنی اور لاپرواہی دین اور طرح طرح کے اخلاق رذیلہ اور شیطان کے بھائی پایا اور چونکہ خدا تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ ہر ایک قسم اور ہر ایک نوع کے انسانوں کا مجھے تجربہ

۱۔ اقبلتہ کتابیں بہاء اللہ ایرانی و دیگر کاذب مدعیان نبوت یا کاذب بانیاں مذاہب کی کتابیں ہوں گی اور انہی کتابوں سے نیا مذہب ایجاد کرنے کی تجاویز سوچی ہوں گی تاکہ آبائی ریاست کے بدلہ میں کسی قسم کا اقتدار حاصل ہو سکے۔ مرزا قادیانی کو خود اقرار ہے کہ:

بہر مذہب غور کردم بے
بہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے

(در شین ص ۴۰۰، برای ابن احمد یہ ص ۹۵، خزائن ج ۱ ص ۴۵)

۲۔ قبل دعویٰ نبوت کی زندگی مرزا قادیانی کی بالکل غیر معروف ہے۔ مگر اس عبارت سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کی زندگی مقدمہ بازی میں گزری اور والد کی ناراضگی کا نشانہ بھی بنتے رہے۔

سبع انگریزوں کی اطاعت و خوشامد جب عین اسلام تھی۔ پس مرزا قادیانی اسلام سے
کل گئے اور والد کی نافرمانی کر کے والدین سے عاق ٹھہرے۔

حاصل ہو۔ اس لئے ہر ایک محبت میں مجھے رہنا پڑا۔“

(کتاب البریہ ص ۱۶۶ تا ۱۷۸ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۱۸۴ تا ۱۸۶)

”حیات مسیح کا عقیدہ مشرکانہ ہے۔“ (دافع البلاء ص ۱۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۵)

”حیات مسیح کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔“ (حقیقت الہی ص ۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰)

”(اور جب میں) حضرت والد صاحب مرحوم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا تو بدستور ان ہی زمینداری کے کاموں میں معروف ہو گیا۔ مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا اور بسا اوقات حضرت والد صاحب کو وہ کتابیں سنایا بھی کرتا تھا اور میرے والد صاحب اپنی ناکامیوں کی وجہ سے اکثر مغموم اور مہموم رہتے تھے۔ انہوں نے بھڑوی مقدمات میں ستر ہزار روپیہ کے قریب خرچ کیا تھا۔ جس کا انجام آخر ناکامی تھی۔ اسی نامرادی کی وجہ سے حضرت والد صاحب مرحوم ایک نہایت عمیق گرداب غم اور حزن و اضطراب میں زندگی بسر کرتے تھے اور مجھے ان حالات کو دیکھ کر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنے کا موقع حاصل ہوتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میری طرح میرے والد صاحب کا بھی آخری حصہ

۱۔ ایسے گندے ماحول میں رہنے سے ہی مرزا قادیانی کے حالات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب لجنۃ النور میں زبان بازاری کے حالات اس قدر ربط سے درج کئے ہیں کہ بغیر کسی واقف راز و محرم اسرار کے قلمبند نہیں ہو سکتے۔ اغلباً ان کی صحبت کا بھی تجربہ ہوا ہوگا۔ شاید گھر کے بھیدی مرزا ناصر نواب مرزا قادیانی کے خسر نے انہیں صحبتوں کے لطف اشارہ کر کے کہا ہو۔

بد معاش اب نیک از حد بن گئے

بوسیلہ آج احمد بن گئے

۲۔ مرزا قادیانی اپنے قول کے مطابق اپنی عمر کے ۵۲ برس حیات مسیح کے عقیدہ پر قائم رہ کر مشرک رہے۔

۳۔ خسر الدنیا والاخرۃ شہیدان دہلی کے خون بے گناہ کا صلاص کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا؟۔

۴۔ یعنی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کرنے کے لئے دوسرے ذرائع اختیار کرنا یعنی نبوت بہدویت کے دعاوی کے لئے دلائل تجویز کرنا۔

زندگی کا مصیبت اور غم

”(والد الطارق“ یعنی تسمیہ کے غروب کے بعد ہے اور حادثہ یہ ہے

نبوت و مسیحیت

کی سیرتوں کی تھا..... سو میرے گھوڑے قلموں اس مال کے ساتھ

جلتے رہے اور ہو۔ لاہور میں بیان کر رہے، نو

صاحب نانوتو صاحب وڈاکٹر وزیر علی سے مرزا قادیانی اقرار ہے کہ

ہے اکثر پلے کھانے و اپنی حالت

زندگی کا مصیبت اور غم حزن میں ہی گذرا اور جہاں ہاتھ ڈالا آخر ناکامی لگتی۔“

(کتاب البریہ ص ۲۲ تا ۲۹، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۸۷ تا ۱۹۰)

”والد کی وفات سے پہلے (تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھے الہام ہوا۔ ”والسماء والطارق“ یعنی قسم ہے آسمان کی جو قضاء و قدر کا مبداء ہے اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آج آفتاب کے غروب کے بعد نازل ہوگا اور مجھے سمجھایا گیا کہ یہ الہام بطور عزا پر سی خدا تعالیٰ کے طرف سے ہے اور حادثہ یہ ہے کہ آج ہی تمہارا والد آفتاب کے غروب کے بعد فوت ہو چلے جائے گا۔“

(کتاب البریہ ص ۱۹۳، خزائن ج ۳ ص ۱۹۳ حاشیہ)

نبوت و مسیحیت کے دعاوی سے اصل غرض

”پھر ان دونوں (والد اور بھائی) کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی اور ان کے زمانہ کو یاد کیا۔ لیکن میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا۔ سو میرے پاس دنیا کا مال اور دنیا کے گھوڑے اور دنیا کے سوار تو نہیں تھے۔ بجز اس کے عمدہ گھوڑے قلموں کے مجھ کو عطاء کئے گئے اور کلام کے جواہر مجھ کو دئے گئے۔ سو میں نے چاہا کہ اس مال کے ساتھ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کروں۔ اگرچہ میرے پاس روپیہ اور گھوڑے اور خچریں تو

۱۔ مرزا قادیانی کے حصہ میں بھی ناکامی و نامرادی لکھی تھی۔ محمدی بیگم کے عشق میں جلتے رہے اور نکاح آسانی کی حسرت لئے ہوئے دنیا سے چل بے۔ کوئی کام بھی ان کا پورا نہ ہوا۔ لاہور میں مرے اور خرد جال پر لا کر قادیان میں جا کر دفن ہوئے۔ یہ اغیار اپنی حالت بیان کر رہے ہوں گے۔

نوٹ: مرزا قادیانی سے پہلے حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر کی و مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، مولوی آل حسن صاحب مرحوم، مولوی سید ابوالمنصور دہلوی، امام فن مناظرہ و اکثر وزیر علی صاحب کی ۱۱ جواب کتب عیسائیوں اور آریوں کے رد میں شائع ہو چکی تھیں۔ جن سے مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں مدد لی اور ان کے دلائل کا سرقہ کیا۔ مرزا قادیانی کو خود بھی اقرار ہے کہ انہوں نے ان کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑہ ص ۳، خزائن ج ۷ ص ۴۰)

۲۔ مرزا قادیانی (تحفہ گولڑہ ص ۳۸، خزائن ج ۷ ص ۱۶۷) پر لکھتے ہیں۔ ”ہم کو تجربہ ہے اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نہ ڈرنے والے اور حرام کھانے والے فاسق بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔“ یہ تجربہ غالباً اپنی ذات پر کیا ہوگا اور یہ ذکر اپنی حالت کے متعلق فرمایا ہوگا۔

پس ۱۶۸۵ تا ۱۶۸۶ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۸۳ تا ۱۸۶)

(دفع البلاء ص ۱۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۵)

(حقیقت الوحی ص ۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰)

مرحوم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا تو بدستور کٹر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور بسا اوقات حضرت والد صاحب کو وہ کتابیں کی وجہ سے اکثر مفہوم اور مبہوم رہتے تھے۔

بہ خرچ کیا تھا۔ جس کا انجام آخر ناکامی و مرحوم ایک نہایت عمیق گرداب غم اور حزن کا کوئی کراہیکہ پاک تبدیلی پیدا کرنے کا میرے والد صاحب کا بھی آخری حصہ

مرزا قادیانی کے حالات کا اندازہ ہو سکتا

بازاری کے حالات اس قدر ربط سے نہیں ہو سکتے۔ اغلباً ان کی صحبت کا بھی قادیانی کے خسر نے انہیں صحبتوں کے

ر بن گئے

ر بن گئے

۵۲ برس حیات مسیح کے عقیدہ پر قائم رہ

خون بے گناہ کا صلہ اس کے سوا اور کیا

دوسرے ذرائع اختیار کرنا یعنی نبوت

نہیں اور نہ میں مالدار ہوں۔ سو میں اس کی مدد کے لئے اپنے قلم اور ہاتھ سے اٹھا اور خدا میری مدد پر تھا اور میں نے اس زمانہ سے خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ کوئی مبسوط کتاب بغیر اس کے تالیف نہ کروں گا۔ جو اس میں احسانات قیصر ہند کا ذکر نہ ہو اور نیز اس کے ان تمام احسانوں کا ذکر ہو۔ جن کا شکر ہر مسلمان پر واجب ہے۔“ (نور الحق حصہ اول ص ۲۸ خزائن ج ۸ ص ۳۹، ۴۸)

کتابیں لکھنے سے اصل غرض

”سو میں نے کئی کتابیں تالیف کیں اور ہر ایک کتاب میں، میں نے لکھا ہے دولت برطانیہ مسلمانوں کی محسن ہے اور مسلمانوں کی اولاد کی ذریعہ معاش ہے۔ پس کسی کو ان میں سے جائز نہیں۔ جو اس پر خروج کرے اور باغیوں کی طرح اس پر حملہ آور ہو۔ بلکہ ان پر اس گورنمنٹ کا شکر واجب ہے اور اس کی اطاعت ضروری ہے۔ جو شخص آدمیوں (انگریزوں) کا شکر ادا نہیں کرتا۔ اس نے خدا کا بھی شکر یہ نہیں کیا۔ سو میں نے اس مضمون کی کتابوں کو شائع کیا ہے اور تمام ملکوں اور تمام لوگوں میں ان کو شہرت دی ہے اور ان کتابوں کو یعنی دور دور و اہلیتوں میں بھیجا ہے۔ جن میں سے عرب اور عجم اور دوسرے ملک ہیں۔ تاکہ سچ طبعیتیں ان نصیحتوں سے راہ راست پر آجائیں اور تاکہ وہ طبعیتیں اس گورنمنٹ کا شکر کرنے اور اس کی فرمانبرداری کے لئے صلاحیت پیدا کریں۔ یہ میرا کام اور یہ میری خدمت ہے۔ پس اسی وجہ سے میں نے اس گورنمنٹ کا شکر کیا اور جہاں تک بن پڑا مدد کی اور اس کے احسانوں کو ملک ہند سے بلاد عرب اور روم تک شائع کیا اور لوگوں کو اٹھایا تاکہ اس کی فرمانبرداری کریں اور جس کو شک ہو وہ میری کتاب براہین احمدیہ کی طرف رجوع کرے اور اگر وہ اس کے شک کو دور کرنے کے لئے کافی نہ ہو تو پھر میری کتاب تبلیغ کا مطالعہ کرے اور اگر اس سے بھی مطمئن نہ ہو تو پھر میری کتاب حمامۃ

۱۔ یعنی اسلامی حکومتوں سے بغاوت کر کے انگریزی حکومت کی ماتحتی قبول کر لیں۔ افسوس کہ علمائے کرام آج تک حیات مسیح وغیرہ کی بحثوں میں مرزائیوں سے الجھے رہے۔ مرزائی جماعت ہر گز مذہبی فرقہ نہیں ہے۔ بلکہ مذہب کی آڑ میں ایک خطرناک پولیٹیکل جماعت ہے۔ جو اقصائے عالم میں مسلمانوں کے اتنی در کو پارہ پارہ کرنے اور اغیار کا غلام بنانے اور جذبہ جہاد کو فنا کرنے میں مشغول ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ موقوف مگر جنگ یورپ اور جنگ افغانستان میں ترکوں اور افغانوں کے خلاف لڑنا سب سے بڑا کار ثواب سمجھا گیا۔ میاں محمود نے کہا تھا کہ ”اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو اس جنگ میں بحیثیت رضا کار شریک ہوتا۔“ (انوار خلافت ص ۹۶) گویا ایسی مقدس جنگ سے محروم رہنے کی حسرت اس کے دل میں رہ گئی۔ فافہم! (مؤلف)

البشری کو پڑھے اور اگر حرام نہیں ہے جو اس نے دیا ہے کہ اس گورنمنٹ

”اور میرا“

کتب میں عرب کے لوگوں کے نشان پائے اور بعض بدگوئی کی اور بعض صلاح نے ان امدادوں میں گزر گئے اور میں نے ”اول“

میں شائع کی گئیں اور

”میں۔“

کے اور ان میں جناب ہیں۔ اسلامی دنیا میں ہے۔ لیکن میرے۔

۱۔ ان کے

ہو سکتا ہے۔ اس جا ہیں۔ خلافت اسلامیہ کا رنامے ہیں۔ اب کرنے کی سازش مرزائی ہوں۔ جرم عوام ابھی اس گرو

البشری کو پڑھے اور اگر پھر کچھ رہ جائے تو پھر میری کتاب شہادۃ القرآن میں غور کرے اور اس پر حرام نہیں ہے جو اس رسالہ کو بھی دیکھے۔ تاکہ اس پر کھل جائے کہ میں نے کیونکر بلند آواز سے کہہ دیا ہے کہ اس گورنمنٹ سے جہاد حرام ہے اور جو لوگ ایسا خیال رکھتے ہیں وہ خطا پر ہیں۔“

(نورالحق حصہ اول ص ۳۰، خزائن ج ۸ ص ۳۲ تا ۳۴)

”اور میرا عربی کتابوں کا تالیف کرنا تو انہیں عظیم الشان غرضوں کے لئے تھا اور میری کتابیں عرب کے لوگوں کو پے درپے پہنچتی رہیں۔ یہاں تک کہ میں نے ان میں تاثیر لے کے نشان پائے اور بعض عرب میرے پاس آئے اور بعضوں نے خط و کتابت کی اور بعضوں نے بدگوئی کی اور بعض صلاحیت پر آگئے اور موافق ہو گئے۔ جیسا کہ حق کے طالبوں کا کام ہے اور میں نے ان امدادوں میں ایک زمانہ طویل صرف کیا ہے۔ یہاں تک کہ گیارہ برس انہیں اشاعتوں میں گزر گئے اور میں نے کچھ کوتاہی نہیں کی۔“

(نورالحق ص ۳۲، خزائن ج ۸ ص ۴۲)

”اول یہ کتابیں ہزار بار وہ پیسے کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزار ہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے۔“

(تحفہ قیصریہ ص ۱۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۳)

”میں نے شکر گزاری کے لئے بہت سی کتابیں اردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں۔ اسلامی دنیا میں پھیلائی ہیں اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی ہے۔ لیکن میرے لئے ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں پہنچیوں۔“

(تحفہ قیصریہ ص ۳، خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۵)

۱۔ ان تصریحات کی روشنی میں جزیرۃ العرب اغیار کے زیر اثر ہونے کا سبب معلوم ہو سکتا ہے۔ اس جاسوس اعظم نے وہ وہ کام کئے جس سے مسلمانوں کے دلوں میں ناسور پڑ چکے ہیں۔ خلافت اسلامیہ کی بربادی جزیرۃ العرب کا صلیب کے زیر اثر ہو جانا سب اسی جماعت کے کارنامے ہیں۔ امیر حبیب اللہ مرحوم کا قاتل مصطفیٰ صغیر کانپوری انورہ میں مصطفیٰ کمال پاشا کو قتل کرنے کی سازش میں گرفتار ہو کر قتل کیا گیا تھا۔ عدالت میں اس نے بیان کیا تھا کہ میں عقیدتاً مرزائی ہوں۔ جرمن میں قادیانی مشن اسی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکا۔ مگر ہندوستان کے سادہ لوح عوام ابھی اس گروہ کے عزائم و مقاصد سے بے خبر ہیں۔ (مؤلف)

فلم اور باتھ سے اٹھا اور خدا میری مدد
مبسوط کتاب بغیر اس کے تالیف نہ
س کے ان تمام احسانوں کا ذکر ہو۔
سؤل ص ۲۸، خزائن ج ۸ ص ۳۸، ۳۹)

تاریخ میں، میں نے لکھا ہے دولت
عاش ہے۔ پس کسی کو ان میں سے
ملکہ آدر ہو۔ بلکہ ان پر اس گورنمنٹ
مادیوں (انگریزوں) کا شکرا ادا
مضمون کی کتابوں کو شائع کیا ہے
مالیوں کو یعنی دور دور والا بیوں میں
کے کچھ طبیعتیں ان نصیحتوں سے راہ
ہے اور اس کی فرمانبرداری کے لئے
پس اسی وجہ سے میں نے اس
سانوں کو ملک ہند سے باہر عرب
کریں اور جس کو شک ہو وہ میری
تک کو دور کرنے کے لئے کافی نہ
نہ ہو تو پھر میری کتاب ممانہ

حکومت کی ماتحتی قبول کر لیں۔
ایوں سے الجھے رہے۔ مرزائی
ناک پولیٹیکل جماعت ہے۔ جو
کا غلام بنانے اور جذبہ جہاد کو فنا
اور جنگ افغانستان میں ترکوں
نمودنے کہا تھا کہ ”اگر میں خلیفہ
ص ۹۶) گویا ایسی مقدس جنگ
(

مرزا قادیانی کا اصل دعویٰ

”میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں۔ جس نے زمین پر ایسا امن قائم کیا ہو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لا سکتے۔“

”پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات (برطانیہ کی) میں یکتا ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچائے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچائے اور تو ان میں ہو۔ پس اگر اس گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثیل نہیں۔“ (نورالحق ص ۳۲، ۳۳، خزائن ج ۸ ص ۴۵)

”اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ تمام مسلمانوں میں اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ پر بنادیا ہے۔ ۱۔ والد مرحوم کے اثر نے۔ ۲۔ گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ ۳۔ خدا تعالیٰ کے الہام نے۔“

(ضمیمہ تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۱)

”یہ عریضہ اس شخص کی طرف سے ہے جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھوڑانے کے لئے آیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ امن اور نرمی سے دنیا میں سچائی قائم کرے۔ اور اپنے بادشاہ ملکہ معظمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں۔ سچی اطاعت کا طریق سمجھائے۔“ (تحفہ قیصر یہ ص ۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۳)

”خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی جیسا کہ یہ برطانیہ ہے۔ سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکر گزاری کی جائے۔ سو میں اور میری جماعت اس اصول کی پابند ہیں۔“ (تحفہ قیصر یہ ص ۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۳)

”اصل حقیقت یہ ہے کہ آخری زمانہ کی نسبت پہلے نبیوں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ ایک ایسا زمانہ ہوگا کہ دو قسم کے ظلم سے بھر جائے گا۔ ایک ظلم مخلوق کے حقوق کی نسبت ہوگا اور دوسرا ظلم خالق کے حقوق کی نسبت۔ یہ ظلم ہوگا کہ جہاد کا نام لے کر نوع انسان کی خونریزی ہوگی۔ یہاں تک کہ جو شخص ایک بے گناہ کو قتل کرے گا وہ خیال کرے گا کہ گویا وہ ایسی خونریزی سے وہ ایک ثواب عظیم کو حاصل کرتا ہے اور اس کے سوا اور بھی کئی قسم کی ایذائیں محض دینی غیرت کے

بہانہ پر نوع انسان کو
سے ہر ایک خدا ترس
قوم اسلام میں سخت
کی اصلاح کے لئے
لوگوں کی اصلاح کے
کردار بالوگ روئے
شیوہ ہے۔ مگر بعض
کر سکتے۔ اس۔

مرزا قادیانی کا
”۱۔“

جھکتے ہیں اور ہمارے
اے اقبال مندرقیہ
ان الفاظ کے نہ۔
دعا جو ایک چاشنی
تیری آنکھوں کو
برکت دے اور
اقبال کے دن دے
ہیں۔ جس۔
اس مبارک عبد
”

سایہ عاطفت۔

۱۔

کلمات ربی

کر حضور ﷺ

بہانہ پر نوع انسان کو پہنچائی جائیں گی۔ چنانچہ وہ زمانہ یہی ہے۔ کیونکہ ایمان اور انصاف کے رو سے ہر ایک خدا ترس کو اس زمانہ میں اقرار کرنا پڑتا ہے۔ غرض مخلوق کے حقوق کی نسبت ہماری قوم اسلام میں سخت ظلم ہو رہا ہے۔ پس خدا نے آسمان پر اس ظلم کو دیکھا۔ اس لئے اس نے اس کی اصلاح کے لئے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی خواہر طبیعت پر ایک شخص کو بھیجا۔ اور ایسے لوگوں کی اصلاح کے لئے صلح کاری کا پیغام لے کر آیا۔ جس حالت میں اسلامی قوموں میں سے کروڑ ہا لوگ روئے زمین پر ایسے پائے جاتے ہیں۔ جو جہاد کا بہانہ رکھ کر غیر قوموں کو قتل کرنا ان کا شیوہ ہے۔ مگر بعض تو اس محسن گورنمنٹ کے زیر سایہ رہ کر بھی پوری صفائی سے ان سے محبت نہیں کر سکتے۔ اس لئے حضرت مسیح کے اوتار کی سخت ضرورت تھی۔ سو میں وہی اوتار ہوں۔“

(درخواست بنام وائسرایس رسالہ جہاں ص ۳۶۱، خزائن ج ۷ ص ۲۶۲۳)

مرزا قادیانی کی مناجات

”اے قیصر یہ و ملکہ معظمہ! ہمارے دل تیرے لئے دعا کرتے ہوئے جناب الہی میں جھکتے ہیں اور ہماری رو میں تیرے اقبال اور سلامتی کے لئے حضرت احدیت میں سجدہ کرتی ہیں۔ اے اقبال مند قیصر یہ ہند! ہم تیرے وجود کو اس ملک کے لئے خدا کا ایک بڑا فضل سمجھتے ہیں اور ہم ان الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہیں۔ جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کر سکتے۔ ہر ایک دعا جو ایک سچا شکر گزار تیرے لئے کر سکتا ہے۔ ہماری طرف سے تیرے حق میں قبول ہو۔ خدا تیری آنکھوں کو ہر ادول کے ساتھ ٹھنڈی رکھے اور تیری عمر اور صحت اور سلامتی میں زیادہ سے زیادہ برکت دے اور تیرے اقبال کا سلسلہ ترقیات جاری رکھے اور تیری اولاد اور ذریت کو تیری طرح اقبال کے دن دکھا دے اور فتح اور ظفر عطا کرتا رہے ہم اس رحیم و کریم خدا کا بہت بہت شکر کرتے ہیں۔ جس نے ایسی محسنہ رعیت پرور، دادگشت بیدار مغز ملکہ کے زیر سایہ ہمیں پناہ دی اور ہمیں اس مبارک عہد سلطنت کے نیچے یہ موقع دیا۔“ (تحد قیصر یہ ص ۱۵، ۱۶، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۷، ۲۶۸)

”اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ۔ جیسا کہ ہم اس سایہ طفت کے نیچے خوش ہیں اور اس سے نیکی کر۔“ (تحد قیصر یہ ص ۳۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۸۶)

۱۔ ”قل لو کان البحر مداد الکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفذ

کلمات ربی۔“ (مؤلف)

۲۔ اس نوذی اعظم کی کلام کا سر دار دو عالم ﷺ کے فرمان بنام قیصر و کسری سے مقابلہ کرو حضور ﷺ نے تحریر فرمایا تھا۔ سلم تسلم، اسلام لا سلامت رہے گا۔

نیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ
ناہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے
تہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر
(ازالہ ص ۵۶ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۰)
ت (برطانیہ کی) میں یکتا ہوں اور میں
ہر سکتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کے لئے
سے بچائے اور خدا نے مجھے بشارت
ہو۔ پس اگر اس گورنمنٹ کی خیر خواہی
نور الحق ص ۳۲، ۳۳، خزائن ج ۸ ص ۲۵)
میں اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ
درجہ پر بنادیا ہے۔ والد مرحوم
مد القالی کے الہام نے۔“

باقی القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۱)

سج کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں
امن اور نرمی سے دنیا میں سچائی قائم
گچی اطاعت کا طریق سمجھائے۔“

(تحد قیصر یہ ص ۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۳)

سن گورنمنٹ کی جیسا کہ یہ برطانیہ

ہیں اور میری جماعت اس اصول کی

تحد قیصر یہ ص ۱۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۳)

ہم نبیوں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ

ن کے حقوق کی نسبت ہوگا اور دوسرا

کر نوع انسان کی خونریزی ہوگی۔

گا کہ گویا وہ ایسی خونریزی سے وہ

کی ایذا نہیں محض دینی غیرت کے

”میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں۔ یا الہی اس مبارک قیصر یہ ہند دام ملکبہا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔“

(ستارہ قیصر یہ ص ۴، خزائن ج ۵ ص ۱۱۴)

”(اے قیصر یہ) سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا۔ تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔“

(ستارہ قیصر یہ ص ۸، خزائن ج ۵ ص ۱۱۸)

”اے ملکہ معظمہ قیصر یہ ہند! خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عبد حکومت کی ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی راہوں کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔ تیرے عدل کے لطیف بخارات بادلوں کی طرح اڑ رہے ہیں۔ تاکہ سب ملک کو رشک بہار بنادیں۔ شریعہ وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر نہیں کرتا اور بدذات ہے وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گزار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ اپنی زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں اور میرے دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لئے آپ رواں کی طرح جاری ہیں۔“

(ستارہ قیصر یہ ہند ص ۹، خزائن ج ۵ ص ۱۱۹، ۱۲۰)

”ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔“

(شہادت القرآن ضمیمہ ص ۸۴، خزائن ج ۶ ص ۳۸۰)

”گورنمنٹ کو یاد رہے کہ ہم تہ دل سے اس کے شکر گزار ہیں اور ہمہ تن اس کی خیر خواہی میں مصروف ہیں۔“

(شہادت القرآن ضمیمہ ص ۸۶، خزائن ج ۶ ص ۳۸۲)

”شائستہ مہذب اور با رحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاونت سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دین و دنیا کے لئے دلی جوش اور

۱۔ ”لا تجد قوماً یؤمنون باللہ والیوم الآخر یؤادون من حاد اللہ

ورسولہ (مجادلہ: ۲۲)“ ﴿جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ (اے رسول) آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے محبت رکھیں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں۔﴾ اس آیت سے یعنی قرآن مجید کی نص سے مرزا کا اللہ اور آخرت پر ایمان نہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

بہبودی و سلامتی چاہیں تا ان کے گورے اور میں بھی نورانی اور منور ہوں۔“

”اے قیصر یہ ہند خدا تجھ کو آفر

پاس آئے ہیں۔“

خدا کی تقدیس و تحمید

”اس وجود اعظم کے بیشمار

تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تائید

۱۔ ”ربنا عاٰج“ ہمارا رب عاجی

”مسیح اور عاجز کا مقام ایسا۔

سکتے ہیں۔“

”اور ان دونوں محبتوں کے کہ

ہے اور محبت الہی کی آگ سے ایک تیسری

نام پاک تثلیث ہے۔ اس لئے یہ کہہ سکتے

”تو مجھ سے اور میں تجھ سے

میرے ساتھ ہیں اور تو ہمارے پانی میں

جیسے میری توحید اور مجھ سے اس اتحاد میں

تعریف کرتا ہے۔۔۔۔۔ جس طرف تیرا مندا

میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ

کی روح مجھ پر محیط ہو گئی اور میرے جسم

کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور میں

میری آنکھ اس کی آنکھ اور میرے کان اس

میں ہمہ مغز ہو گیا۔ جس میں کوئی پوست نہ

۱۔ لغت میں عاج استخوان منقطع

۲۔ (تجد گولڑہ ص ۸۵، خزائن ج ۶ ص ۳۸۲)

کرے گا اور پھر خدائی کا دعویٰ رہا۔

کردعا کرتا ہوں۔ یا الہی اس مبارک
ہ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ
بے کر۔“

(ستارہ قیصر یہ ص ۴، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)
رے ہی وجود کی برکت اور ولی نیک
ستارہ قیصر یہ ص ۸، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۸)
کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا
مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری
تیرے عدل کے لطیف بخارات
یہیں۔ شریہ ہے وہ انسان جو تیرے
حسانوں کا شکر گزار نہیں۔ چونکہ یہ
مجھے ضرورت نہیں کہ اپنی زبان کی
ہوں اور میرے دل میں خاص طور
پ کے لئے آب رواں کی طرح
یہ ہند ص ۹، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۹، ۱۲۰)
دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس
کے ساتھ پسپا کرے۔“

ن ص ۸۴، خزائن ج ۶ ص ۳۸۰)
گزار میں اور ہمہ تن اس کی خیر
ن ص ۸۶، خزائن ج ۶ ص ۳۸۲)
سانات اور دوستانہ معاونت سے
بن دنیا کے لئے دلی جوش اور

الآخرینا دون من حاداللہ
ایمان رکھتے ہیں۔ (اے رسول)
رسول کے برخلاف ہیں۔ کچھ اس
ہونا ثابت ہوتا ہے۔

بہبودی و سلامتی چاہیں تا ان کے گورے اور سپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں۔ آخرت
میں بھی نورانی اور منور ہوں۔“ (اشتہار متعلق برابین احمد یہ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۵)
”اے قیصر یہ ہند خدا تجھ کو آفتوں سے نگاہ میں رکھے..... ہم مستغیث بن کر تیرے
پاس آئے ہیں۔“ (نور الحق ص ۲۳، اول خزائن ج ۸ ص ۳۲)

خدا کی تقدیس و تحمید

”اس وجود اعظم کے بیشمار ہاتھ اور بے شمار پیر ہیں۔ عرض اور طول رکھتا ہے اور
تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریخیں بھی ہیں۔“ (توضیح المرام ص ۵، خزائن ج ۳ ص ۹۰)
”رہنما عا“ ہمارا رب عاجی ہے۔ (برابین احمد یہ ص ۵۵۴، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۶۶۲)
”مسیح اور عاجز کا مقام ایسا ہے۔ جسے استعارہ کے طور پر ابیت کے الفاظ سے تعبیر کر
سکتے ہیں۔“ (توضیح المرام ص ۲۲، خزائن ج ۳ ص ۶۳)

”اور ان دونوں محبتوں کے کمال سے جو خالق اور مخلوق میں پیدا کرنا اور مادہ کا حکم رکھتی
ہے اور محبت الہی کی آگ سے ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے۔ جس کا نام روح القدس ہے۔ اس کا
نام پاک تثلیث ہے۔ اس لئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن اللہ کے ہے۔“
(توضیح المرام ص ۲۲، خزائن ج ۳ ص ۶۲، ملخصاً)

”تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور زمین اور آسمان تیرے ساتھ ہیں۔ جیسا کہ
میرے ساتھ ہیں اور تو ہمارے پانی میں سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے اور مجھے ایسا ہی ہے۔
جیسے میری توحید اور مجھ سے اس اتحاد میں ہے۔ جو کسی مخلوق کو معلوم نہیں خدا اپنے عرش سے تیری
تعریف کرتا ہے۔ جس طرف تیرا منہ اس طرف خدا کا منہ تیرے لئے رات اور دن پیدا کیا گیا۔
میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں..... اللہ تعالیٰ
کی روح مجھ پر محیط ہو گئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر مجھے اپنے وجود میں پنہاں کر لیا۔ یہاں تک
کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اس کے اعضاء اور
میری آنکھ اس کی آنکھ اور میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان بن گئی تھی۔ پھر
میں ہمہ مغز ہو گیا۔ جس میں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بن گیا کہ جس میں کوئی میل بھی نہیں تھی۔

۱ لغت میں عاج استخوان فیل کو کہتے ہیں۔

۲ (تجذو گویہ ص ۸۵، خزائن ج ۷ ص ۲۳۲) پر لکھتے ہیں کہ ”دجال پہلے نبوت کا دعویٰ
کرے گا اور پھر خدائی کا دعویٰ در بن جائے گا۔“ ثابت ہوا کہ مرزا دجال اکبر کے برو ز تھے۔

الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی۔ اس حالت میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی چیز چاہتے ہیں۔ سو پہلے تو میں نے آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی اور میں دیکھتا تھا کہ اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا ”اننا زینا السماء الدنيا بمصابيح“

(کتاب البری ص ۳۸۲، خزائن ج ۳ ص ۱۰۸ تا ۱۰۹)

”ایک دفعہ انگریزی میں زوردار الہام ہوا۔ جس سے میرا بدن کانپ گیا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی انگریز بول رہا ہے۔“ (برائین احمدیہ ص ۴۸۰، ۴۸۱، خزائن ج ۳ ص ۵۷۱، ۵۷۲)

”اللہ تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۵، خزائن ج ۵ ص ۵۶۵)

”میں خدا کا بندہ ہونے کا دعویٰ کروں تو صحیح ہے۔“

(توضیح المرام ص ۲۷، خزائن ج ۳ ص ۶۳ ملخصاً)

”خدا نے الہام کیا میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا، جائگتا ہوں اور سوتا ہوں۔“

(بشری جلد ۲ ص ۷۹، تذکرہ ص ۴۶۰)

”ایک دفعہ خدا کو میں نے کہا کہ الہام میں میرا نام ظاہر کر دے۔ خدا تعالیٰ کو میرا نام لینے سے شرم و امتیاز ہوئی اور شرم کے غلبہ سے نام زبان پر انا روک دیا اور بڑے ادب سے صرف مرزا صاحب کہا۔“ (تمتہ حقیقت الوحی ص ۳۵۶، خزائن ج ۲ ص ۲۲۲، ۲۲۹ ملخصاً)

ملا نکدہ

”جبرائیل خدا سے سانس کی ہوا یا آنکھ کے نور سے نسبت رکھتا ہے۔“

(توضیح المرام ص ۷۹، خزائن ج ۳ ص ۹۲ ملخصاً)

”وہ نفوس نورانیہ کو اکب اور سیارات کے لئے جان کا ہی حکم رکھتے ہیں۔“

(توضیح المرام ص ۳۸، خزائن ج ۳ ص ۷۰)

۱۔ قرآن مجید میں ہے کہ ”لا تأخذہ سنۃ ولا نوم“ مگر مرزا کا ملہم سوتا بھی ہے اور جاگتا بھی ہے۔

نوٹ: مرزا قادیانی کے پاس جو فرشتہ آیا کرتا تھا۔ اس کا نام ”ٹیچی ٹیچی“ تھا۔

(حقیقت الوحی ص ۳۳۲، خزائن ج ۲ ص ۳۳۶)

عبادت

”جس بادشاہ خدا کے حقوق کو ادا کرنا۔ اس وقت عبادت کہہ کر ”مکہ اور مدینہ“ اب حج کا تو ہیں انبیاء حضرتؑ

”حضرتؑ کے ارادے تھے وہ پور ”جس قدر بھی نہیں پائی جاتی۔“

۱۔ خوب جا اگر کسی کو علم نہ ہو تو میر جماعت کی حیثیت کو پیدا ہوئی ہے۔ خلاصہ الحمد للہ

کا اعتراف ہے۔ سے اطاعت نصرا سے۔ اہل اسلام کو ۱۔ بید مرزا

میں جمع تھا۔ وہ بقیہ برگزیدہ نبی جاہود منی وانا منک

گئی..... اس حالت میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا پہلے تو میں نے آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں (اور میں دیکھتا تھا کہ اس کے خلق پر قہر در ہوں۔ پھر السماء الدنيا بمصابیح“

(کتاب البریہ ص ۳۸۲ تا ۸۷ خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۸ تا ۱۰۹) لہام ہوا۔ جس سے میرا بدن کانپ گیا۔ ایسا معلوم (برائین احمدی ص ۲۸۰، ۲۸۱، خزائن ج ۱ ص ۵۷۱، ۵۷۲) ہو گیا۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۵، خزائن ج ۵ ص ۵۶۵) تو صحیح ہے۔“

(توضیح المرام ص ۲۷، خزائن ج ۳ ص ۶۳ ملخصاً) گا اور روزہ رکھوں گا، جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔“ (بشری جلد ۲ ص ۷۹، تذکرہ ص ۲۶۰)

لہام میں میرا نام ظاہر کر دے۔ خدا تعالیٰ کو میرا نام ام زبان پر لانا روک دیا اور بڑے ادب سے صرف (تحفہ حقیقت الوحی ص ۳۵۶، خزائن ج ۲ ص ۲۶۹ ملخصاً)

نکھ کے نور سے نسبت رکھتا ہے۔“

(توضیح المرام ص ۷۹، خزائن ج ۳ ص ۹۲ ملخصاً) کے لئے جان کا ہی حکم رکھتے ہیں۔“

(توضیح المرام ص ۳۸، خزائن ج ۳ ص ۷۰)

ذہ سنة ولا نوم“ مگر مرزا کا لہجہ سوتا بھی ہے

آیا کرتا تھا۔ اس کا نام ”پیچی پیچی“ تھا۔

(حقیقت الوحی ص ۳۳۲، خزائن ج ۲ ص ۳۲۶)

عبادت

”جس بادشاہ کے زیر سایہ ہم با امن زندگی بسر کریں اس کے حقوق کو نگاہ رکھنا فی الواقعہ خدا کے حقوق کو ادا کرنا ہے اور جب ہم ایسے بادشاہ کی دلی صدق سے اطاعت کرتے ہیں تو گویا اس وقت عبادت لے کر رہے ہیں۔“ (شہادت القرآن ص ۸۵، خزائن ج ۶ ص ۳۸۱)

”مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو گیا۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۵)

”اب حج کا مقام قادیان ہے۔“ (برکات خلافت ص ۵)

توہین انبیاء

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر چھوٹی نکلیں۔“

(اعجاز احمدی ص ۱۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۰)

”حضرت مسیح کے اجتہاد جو اکثر غلط نکلے اس کا سبب شاید یہ ہوگا کہ اوائل میں جو آپ کے ارادے تھے وہ پورے نہ ہو سکے۔“ (اعجاز احمدی ص ۲۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۴)

”جس قدر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اجتہاد میں غلطیاں ہیں۔ اس کی نظیر کسی نبی میں بھی نہیں پائی جاتی۔“ (اعجاز احمدی ص ۲۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۵)

۱۔ خواجہ کمال الدین مرزا کی اپنی کتاب ”بدو اعظم کے ر“ پر لکھتا ہے کہ: ”لیکن اگر کسی کو علم نہ ہو تو میں اسے اطلاع دے دوں کہ ہندوستان سے باہر عربی بولنے والی دنیا آج احمدی جماعت کی حیثیت کو ایک جاسوس، بدعت و بدعت سمجھتی ہے۔ جو گورنمنٹ کی خدمت کے لئے پیدا ہوئی ہے۔ خلاصہ یہ کہ جماعت کی آن وہ عزت نہیں رہی جو پہلے تھی۔“

۲۔ الحمد للہ کہ مسلمان مرزائیت کی حقیقت سے واقف ہو رہے ہیں اور مرزائیوں کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ مرزائیوں کے نزدیک محمد رسول اللہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی عبادت و تبلیغ سے اطاعت نصاریٰ، قبلہ سے مراد انگریزی حکومت اور خدمت اسلامی سے مراد خدمت نصاریٰ ہے۔ اہل اسلام کو دھوکہ دینے والے الفاظ کے صحیح معنوں باخبر رہنا چاہئے۔

۳۔ یہ دونوں کتابیں مرزا محمود جانشین مرزا کی تصانیف ہیں۔

مرزا محمود الفضل ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء میں لکھتا ہے کہ: ”تمام انبیاء کا مرزا کی ذات میں جمع تھا۔ وہ یقیناً محمد رسول اللہ جمیع کمالات قدسیہ کا جامع ہے۔ وہ (مرزا قادیانی) خدا کے برگزیدہ نبی جاہ و جلال کا نبی، عظیم الشان نبی، ایک لاکھ چوبیس ہزار کے شان رکھنے والے نبی، انت منی وانا منک ظہورک ظہوری! مخاطب نبی تھا۔“ (روزمیںدار ۶ نومبر ۱۹۳۲ء)

”دوسروں کے پانی جوامت میں سے تھے خشک ہو گئے۔ مگر ہمارا چشمہ آخری دنوں تک بھی خشک نہیں ہوگا۔“

(انجیل زاحری ص ۵۸، خزائن ج ۹ ص ۱۷۰)

”اس (نبی کریم ﷺ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا۔“

(انجیل زاحری ص ۷۱، خزائن ج ۹ ص ۱۸۳)

”(یسوع) اگر وہ میرے زمانہ میں ہوتا تو اس کو انکسار کے ساتھ میری گواہی دینی پڑتی۔“

(سراج منیر ص ۸۰، خزائن ج ۱۲ ص ۸۲)

”یسوع کے دادا صاحب داؤد نے تو سارے برے کام کئے۔ ایک بے گناہ کو اپنی شہوت رانی کے لئے فریب سے قتل کرایا اور والدہ عورتوں کو بھیج کر اس کی جو رو کو منگوا یا اور اس کو شراب پلائی اور اس سے زنا کیا اور بہت سامان حرام کاری میں ضائع کیا۔“

(ست چمن ص ۱۶۷، خزائن ج ۱۰ ص ۲۹۱)

”یہودیوں اور عیسائیوں اور مسلمانوں پر باعش ان کے کسی پوشیدہ گناہ کے یہ بتانا آیا کہ جن راہوں سے وہ اپنے موعود نبیوں کا انتظار کرتے رہے ان راہوں سے وہ نبی نہیں آئے۔ ہمہ چوروں کی طرح کسی اور راہ سے آ گئے۔“ (نزدول المسیح ص ۳۵، خزائن ج ۱۸ ص ۴۱۳ حاشیہ)

”(نبی ﷺ) اجتہادی غلطیوں سے محفوظ نہ تھے۔“

(حقیقت الوحی ص ۴۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۵)

”انبیاء سے بھی اجتہاد کے وقت امکان یہود خطا ہے۔“

(ازالہ ص ۳۹۹، خزائن ج ۳ ص ۳۰۷ ملخصاً)

”ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔“

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

”عیسیٰ کجا است تابنہد پیاہمنبرم“ میں بعض رسولوں سے بھی افضل

(اشتہار معیار الانبیاء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۶۸ ملخصاً)

”مسیح کے معجزات مسمریزم یا عمل الترب کا نتیجہ تھے۔ اگر میں اس قسم کے شعبدوں

۱۔ اس میں تمام انبیاء کو چور کہہ کر سب کی توہین کی ہے۔ کسی کی تخصیص نہیں کی۔

۲۔ مگر تحفہ قیصر یہ میں ملکہ معظمہ کو خطاب کرتے ہوئے نوذیانہ لہجہ میں لکھتے ہیں کہ:

”درحقیقت یسوع مسیح خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے اور ان میں سے ہے جو خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں اور ان میں سے ہے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم

”مسیح بوجہ مسمر

درجے پر بلکہ ناکام رہے۔“

”ایسے (یعنی

قرآن میں دے سکتے۔ چہ

”مسیح کے حاکم

”یسوع مسیح

بہتیں تھیں۔ یعنی سب یو

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ)

میں وہ شخص ہوں

یہ ایک ایسا تحفہ ہے جو

الائق ہے۔“

واقعی مرزا

تحفہ تھے۔ مگر انہوں

۱۔ خود معجزہ

۲۔ بالکل غلط

۳۔ مکرر

۴۔ قرآن

کیا ہے۔ مرزا کی تعلیم

تھے خٹک ہو گئے۔ مگر ہمارا چشمہ آخری دنوں
(اعجاز احمدی ص ۵۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷۰)
کے خوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند
(اعجاز احمدی ص ۸۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)
تا تو اس کو انکسار کے ساتھ میری گواہی دینی
(سراج منیر ص ۸۰، خزائن ج ۱۲ ص ۸۲)
مارے برے کام کئے۔ ایک بے گناہ کو اپنی
روتوں کو بھیج کر اس کی جو رو کو منگوایا اور اس کو
اری میں ضائع کیا۔“

(ست پچن ص ۱۶۷، خزائن ج ۱۰ ص ۲۹۱)
بباعث ان کے کسی پوشیدہ گناہ کے یہ ابتلا آیا
تے رہے ان راہوں سے وہ نبی نہیں آئے۔
نزول مسیح ص ۳۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۳ حاشیہ
تھے۔“

(حقیقت الوحی ص ۴۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۵)
خطا ہے۔“

(ازالہ ص ۳۹۹، خزائن ج ۳ ص ۳۰۷ ملخصاً)
م احمد ہے۔“

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)
منہدم“ میں بعض رسولوں سے بھی افضل
۱۱۱ اختیار، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۶۸ ملخصاً)
کا نتیجہ تھے۔ اگر میں اس قسم کے شعبدوں
کی ہے۔ کسی کی تخصیص نہیں کی۔

تے ہوئے ٹوڈیانہ لہجہ میں لکھتے ہیں کہ:
وں میں سے ہے اور ان میں سے ہے
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا۔“
(ازالہ ص ۳۰۹، خزائن ج ۳ ص ۲۵۷، ۲۵۷)
”مسیح بوجہ مسمریزم کے عمل کرنے کے تنویر باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم
درجے پر بلکہ نہ کام رہے۔“
(ازالہ ص ۳۱۱، خزائن ج ۳ ص ۲۵۸ حاشیہ)
”ایک مرتبہ ۴۰۰ نبی کو شیطانی مہالہام ہوا اور ان کی پیشگوئیاں غلط ہوئیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۲۸، ملخص، خزائن ج ۳ ص ۴۳۹)
”(یسوع) آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے۔ تین دایاں اور تین نائیاں
آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“

(ضمیر انجام آتھم ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)
”ایسے (یعنی مسیح) ایسے ناپاک متکبر راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلامانس آدمی بھی
قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اسے نبی قرار دیں۔“ (ضمیر انجام آتھم ص ۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳)
”مسیح کے حالات پر ہوتو یہ شخص اس لائق نہیں ہو سکتا کہ نبی بھی ہو۔“

(الحکم ۲۱، فروری ۱۹۰۲ء، ملفوظات ج ۳ ص ۱۳۶)
”یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی
بہنیں تھیں۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔“ (کشتی نوح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸ حاشیہ)

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) جن کو خدا اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنے نور کے سایہ کے نیچے رکھتا
ہے۔ میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔
یہ ایک ایسا تحفہ ہے جو حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ انگلستان و ہند کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کے
لائق ہے۔“ (تحفہ قیصریہ ص ۲۰، ۲۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۲، ۲۷۳)

واقعی مرزا قادیانی صرف ملکہ معظمہ اور اس کی حکومت کے لئے عزائیل کی طرف سے
تحفہ تھے۔ مگر افسوس ہے کہ یہ تحفہ خواہ مخواہ مسلمانوں کے گھروں میں گھس گیا۔

۱۔ خود معجزہ دکھانہ سکے۔ اس لئے معجزات کا انکار کر دیا۔

۲۔ بالکل غلط اور جھوٹ کہا اور انبیاء کی توہین کر کے اپنے کفر کی تصدیق کی۔

۳۔ مگر دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ”ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں۔“

(کشتی نوح ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۵)

۴۔ قرآن مجید نے زور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونے کا ذکر
کیا ہے۔ مرزائی تعلیم قرآن کے بالکل خلاف ہیں۔

”حق بات یہ ہے کہ مسیح سے معجزہ نہیں ہوا۔“

(ضمیمہ انجام آئندہ ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳ حاشیہ)
 ”خدا نے اس امت میں مسیح بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر
 ہے۔“ (دافع اہل ص ۲۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)
 ”ایسا ہی اپنے امت کے سمجھانے کے لئے بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں خود اپنا غلطی
 کھانا (نبی کریم ﷺ) بھی ظاہر فرمایا۔“ (ازالہ اوہام ص ۴۰۷، خزائن ج ۳ ص ۳)
 ”پیش گوئیاں سمجھنے میں نبیوں نے بھی غلطی کھائی ہے۔ آنحضرت ﷺ پیش گوئی کی
 نسبت شک میں پڑ گئے تھے۔“ (ازالہ ص ۳۹۵، خزائن ج ۳ ص ۳۰۴)
 ”اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کا ملہ بوجہ نہ موجود ہونے کی
 نمونہ کے موبہو متکشف نہ ہوئی تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔“ (ازالہ ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)
 ”آسمان سے کئی تخت اترے۔ پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔“

(حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲)

جس نے مجھ میں اور مصطفیٰ میں فرق کیا۔ اس نے مجھے نہیں پہچانا۔

(خطبہ ہامیہ ص ۲۵۹، خزائن ج ۶ ص ۱۶۱)

”خدا نے مجھے علم اولین و آخرین عطا کیا ہے۔“ (لججہ اوہام ص ۶۳، خزائن ج ۱۶ ص ۳۹۹)

نوٹ: مرزائی اپنے گورو سے توہین میں بڑھ گئے ہیں۔ حسب ذیل حوالے مرزا محمود
 موجودہ خلیفہ کی کتب سے دئے جاتے ہیں۔

۱۔ مگر دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ: ”ملہم سے زیادہ الہام کے معنی کوئی نہیں سمجھ سکتا۔“

(تقریر حقیقت الوحی ص ۷، خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۸)

اس کے باوجود جب ذاتی غرض اور مطلب نکالنا چاہا تو نزول مسیح کی حقیقت کے متعلق
 لکھ دیا۔ ”اب خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر اس قول کی حقیقت ظاہر کر دی اور دوسرے اقوال کا بطلان
 ثابت کر دیا۔“ (ازالہ اوہام ص ۴۵۹، خزائن ج ۳ ص ۳۴۵)

۲۔ اولین و آخرین کا علم تو ایک طرف ذرہ مرزائی بتائیں کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”
 قادیان ۱۱ نور سے جنوب مغرب کی طرف واقع ہے۔“

(۱۔ اشتہار چند و نادر قادیانہ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۸)

یہ کس جغرافیہ میں لکھا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ
 آیت ”آخرین منهم“ سے

ہے۔ جو اسلام کی اشاعت کے
 ”ظلی نبوت نے“

قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے

”یہ بالکل صحیح بات

حتیٰ کہ محمد ﷺ سے بھی بڑھ سکتا

”مسیح موعود کا ذہنی

ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے۔

کریم کی ذہنی استعدادوں کا ظہور

”مرزا قادیانی سے

”رسول کریم کی کئی

”اب دیکھو نبی کر

پھیپھڑیاں تھیں اور بعض امور کو محض

”مسیح موعود (مر

ہیں۔“

”مرزا قادیانی میر

”مسیح موعود کی رو

”کیا اس بات میر

۱۔ مرزائے قادیانی

اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت ”آخرین منہم“ سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے۔ جو اسلام کی اشاعت کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

”ظلی نبوت نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو پیچھے نہیں بنایا۔ بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔“ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۳)

”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“ (الفضل نمبر ۵ ج ۱ ص ۱۷۵، ۱۷۶ جولائی ۱۹۲۲ء)

”مسیح موعود کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے۔ جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے۔ نبی کریم کی ذہنی استعدادوں کا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی۔“

(ریویو ج ۲۸ نمبر ۶، جون ۱۹۲۹ء)

”مرزا قادیانی سے پہلے محمد ﷺ کی روح دنیا میں موجود نہ تھی۔“

(الفضل نمبر ۷ ج ۱ ص ۱۷۹، ۱۸۰ مارچ ۱۹۳۰ء)

”رسول کریم کی کئی دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔“

(الفضل ج ۱۴ نمبر ۷ ص ۱۷۵، ۱۷۶ مارچ ۱۹۲۷ء)

”اب دیکھو نبی کریم ﷺ جیسا انسان بھی بعض باتوں کو لوگوں کے ابتلا سے ڈر کر چھپا لیتا تھا اور بعض امور کو محض لوگوں کے ابتلا کے ڈر سے چھوڑ دیتا تھا۔“

(تسخیر الاذیان ماہ اکتوبر ۱۹۱۴ء)

”مسیح موعود (مرزا قادیانی) باعتبار کمالات نبوت و رسالت کے محمد رسول اللہ ہی

(الفضل ج ۳ نمبر ۱۵، ۱۶ جولائی ۱۹۱۵ء)

ہیں۔“

”مرزا قادیانی عین محمد تھے۔“ (ذکر الہی ص ۶۰)

”مسیح موعود کی روحانیت (آنحضرت ﷺ سے) اقویٰ، اکمل اور اشد ہے۔“

(کلمۃ الفصل ص ۱۴۷ ملخصاً)

”کیا اس بات میں کوئی شک ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد کو اتارا۔“

(کلمۃ الفصل ص ۱۰۵)

۱۔ مرزا قادیان کا ایک مریدیوں بکتا ہے کہ: (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

انجام آتھم ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳ حاشیہ)

مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر

(دافع البلاء ص ۲۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

من پیش گوئیوں کے سمجھنے میں خود اپنا غلطی

(ازالہ ابہام ص ۴۰۷، خزائن ج ۳ ص ۳۱۱)

عالمی ہے۔ آنحضرت ﷺ پیش گوئی کی

(ازالہ ص ۳۹۵، خزائن ج ۳ ص ۳۰۴)

حقیقت کا ملکہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی

۔“ (ازالہ ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)

۔ سے اوپر بچھایا گیا۔“

(حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲)

نے مجھے نہیں پہچانا۔

(خطبہ البہام ص ۲۵۹، خزائن ج ۱۶ ص ۱۵۱)

۔“ (لوحۃ النور ص ۶۳، خزائن ج ۱۶ ص ۳۹۹)

گئے ہیں۔ حسب ذیل حوالے مرزا محمود

ہام کے معنی کوئی نہیں سمجھ سکتا۔“

(حقیقت الوحی ص ۷، خزائن ج ۲۲ ص ۴۳۸)

اچھا ہوتا تو نزول مسیح کی حقیقت کے متعلق

ظاہر کر دی اور دوسرے اقوال کا بطلان

زالہ ابہام ص ۴۵۹، خزائن ج ۳ ص ۳۳۵)

بتائیں کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:”

نارۃ المسیح، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۸)

”مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا تھا۔“

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۳)

مرزا قادیانی نے اپنے متعلق لکھتا ہے کہ: ”مقام اومبیس ازراہ تحقیق بدور

نش رسولان ناز کروند“ (تجلیات البیہ ص ۵، خزائن ج ۲۰ ص ۳۹۷)

”نبی کریم سے تین ۲ ہزار معجزات ظاہر ہوئے۔“

(تحدہ گوڑویہ ص ۴۰، خزائن ج ۷ ص ۱۵۳، خلاصہ)

”روضہ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تک ... میرے آنے سے ہوا کامل مجملہ برگ

(درشن ص ۸۴، براہین احمدیہ ص ۵۱۳، خزائن ج ۲ ص ۱۴۴)

و بار۔“

”میں اور پیغمبر ﷺ ایک ذات ہیں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۳)

”معراج اس جسم کثیف ۳ کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔

اس قسم کے کشفوں میں خود مولف (مرزا قادیانی) کو تجربہ ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶ حاشیہ)

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا

منم محمد واحمد مجتبیٰ باشد

(تزیین القلوب ص ۶، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں

اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل

غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(بدنمبر ۴۳ ج ۲ ص ۱۴، ۲۵، ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

۱۔ مرزا قادیانی نے اپنے لڑکے مرزا محمود کے لئے کہا تھا کہ:

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد (تذکرہ ص ۱۶۵)

۲۔ مگر اپنے معجزے سمندر کے ریت کے ذروں کے برابر ظاہر کرتے ہیں۔

(تجلیات البیہ ص ۱۹، خزائن ج ۲۰ ص ۴۱۱)

۳۔ اس گستاخ نے آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک کو کثیف کہا اور معراج کی اعلیٰ درجہ کا

کشف بتا کر خود بھی کئی دفعہ صاحب معراج ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

آدمم نیز احمد مختار
در برم جامہ ہمہ بابرار
آنچہ داد است ہر نبی راجام
داد آن جام راتنامرا بتمام

(۱) در شین ص ۱۷۱، نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۷۷ (۳۷۷)

”مسح شراب پیا کرتا تھا۔“ (کشتی نوح ص ۶۶، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱)

”مسح ایک کھاؤ پو نہ عابد نہ زاہد نہ حق کا پرستار۔“

(مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۳، نور القرآن نمبر ۲ ص ۱۲، خزائن ج ۹ ص ۷۹ (۳۸۷)

صحابہ کرامؓ و اہل بیتؓ

”ابو ہریرہ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔“

(اعجاز احمدی ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷۷)

”اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا غریب ظاہر کر دے گا اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ مگر حسین دشت کربلا کو یاد کر لو۔ اب تک تم روتے ہو۔ سوچ لو اور میں خدا کے فضل سے اس کے کنار عافیت میں ہوں۔“

(اعجاز احمدی ص ۵۲، ۶۹، ۷۹، ۱۲۳، ۱۸۱)

”حضرت عمرؓ نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کو پورا ہوتے نہ دیکھ کر چند روز ابتلا میں

رہے۔“ (اعجاز احمدی ص ۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۲)

”اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے جو اس حسین سے بڑھ کر ہے۔“ (دافع ابلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

”بجدا اسے (حسین میں) کچھ زیادت نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھ لو اور میں خدا کا کشتہ ہوں۔ مگر تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔“ (اعجاز احمدی ص ۸۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

۱۔ ان اشعار سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی کو افضل المرسلین ہونے کا دعویٰ تھا اور ہر نبی کے کمالات ان کی ذات میں جمع تھے۔ استغفر اللہ!

۲۔ بالکل غلط اور افتراء ہے۔

محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا تھا۔“

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۳)

”مقام اومبیس از راہ تحقیق بدور

(تجلیات البیہ ص ۵، خزائن ج ۲۰ ص ۳۹۷)

رہوئے۔“

(تحد گزویہ ص ۴۰، خزائن ج ۷ ص ۱۵۳ ملخصاً)

میرے آنے سے ہوا کامل جملہ برگ

ص ۸۴، براہین احمدیہ ص ۱۱۳، خزائن ج ۲۱ ص ۱۴۴)

(ایک غلطی کا زوال ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۳)

میں تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔

ترہ ہے۔“

(ازالہ ادہام ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶ تا ثانیہ)

منم کلیم خدا

مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص ۶، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۸)

ہیں ہم میں

و اپنی شان میں

نے اکل

قادیان میں

(بدنمبر ۳۳ ج ۲ ص ۱۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱)

لئے کہا تھا کہ:

معوم شد (تذکرہ ص ۱۶۵)

وں کے برابر ظاہر کرتے ہیں۔

(تجلیات البیہ ص ۱۹، خزائن ج ۲۰ ص ۴۱۱)

بارک کو کثیف کیا اور معراج کی اعلیٰ درجہ کا

کر دیا۔

”کوئی صحابہ میں سے یہی سمجھ بیٹھا تھا کہ ابن مریم سے ابن مریم ہی مراد ہے۔ تو تب بھی کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا۔“

”میں وہی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ ابو بکر کے درجہ پر ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابو بکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بھی افضل ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۸)

”حق بات تو یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا۔۔۔۔۔ اس نے جوش میں اگر غلطی کھائی۔۔۔ حضرت معاویہ بھی تو اصحابی ہی تھے جنہوں نے خطا پر جم کر ہزاروں آدمیوں کے خون کرائے۔“

(ازالہ ص ۵۹۶، خزائن ج ۳ ص ۴۲۲)

”یہ کیا جرات ہے کہ صحابہ کو بکلی غلطی اور خطا سے پاک سمجھا جائے۔“

(ازالہ ص ۵۹۷، خزائن ج ۳ ص ۴۲۲)

”صحیح مسلم میں نواس بن سمان صحابی سے دجال و نزول مسیح علیہ السلام کے متعلق جو حدیث ہے اس کا یہ جواب دیا۔ بانی مہمانی اس تمام روایت کا صرف ۲ نواس بن سمان ہے اور کوئی نہیں ہے۔“

(ازالہ ص ۲۰۲، خزائن ج ۳ ص ۱۹۹ حاشیہ)

”آحضرت ﷺ کے رفع جسمی کے بارے میں یعنی اس بارہ میں کہ وہ جسم سمیت شب معراج میں آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے۔ تقریباً تمام صحابہ ۳ کا یہی اعتقاد تھا۔“

(ازالہ ص ۲۸۹، خزائن ج ۳ ص ۲۴۷)

”کیا ہمارے نبی ﷺ کا آسمان پر جسم کے ساتھ چڑھنا اور پھر جسم کے ساتھ اترنا ایسا عقیدہ نہیں ہے۔ جس پر صدر اڈل کا اجماع تھا؟۔“

(ازالہ ص ۲۸۹، خزائن ج ۳ ص ۲۴۸)

۱ صحابہ کے وہی اقوال جو مرزا قادیانی کے دعاوی کے خلاف ہیں۔ اس سے مراد ہوں گے ورنہ صحابہ کے سوا غیر معروف اشخاص کے غلط اور موضوع اور بالکل اغوی غیر شرح اقوال پیش کر کے ان سے اپنی صداقت ثابت کرنے کی سعی کی ہے۔

۲ گویا مرزا قادیانی کے نزدیک صحابہ بھی جھوٹے تھے اور حدیثیں اپنی طرف سے گھڑا کرتے تھے۔

۳ مگر مرزا قادیانی فلسفہ و سائنس جدید کی آڑ لے کر معراج جسمانی کے منکر ہیں۔ جن لوگوں نے نبی ﷺ سے بلا واسطہ علم حاصل کیا ہو اور جن کی تعریف قرآن مجید کر رہا ہو جو شرف صحابیت سے مشرف ہوئے ہوں۔ ان سے بڑھ کر کون؟ مگر ان کو بے سمجھ جانا۔

”حضرت فاطمہؑ

لیا۔“

قرآن

”قرآن خدا کی

”(مکہ مدینہ اور

درج ہے۔“

”میں نے اپنے

پڑھتے ہوئے سنا۔“

”قرآن مجید

آ

ب

ہ

ا

”کتاب الہ

پراثران سے پڑا ہے۔“

۱ چونکہ موا

مرزائیوں کے پاس کوئی

۲ یعنی ۳

۳ اس

ص ۲۸۹، ۲۹۰ حاشیہ) ۴

طرف اشارہ ہے۔ کیا

فرماتا ہے کہ جب وہ

مسلمانوں نے ناجائز

”حضرت فاطمہؑ (نے عین بیداری میں آکر) اس خاکسار کا سراپنی ران پر رکھ
(تھک گزرو یہ ص ۱۹، خزائن ج ۷ ص ۱۱۸)

لیا۔
قرآن

”قرآن خدا کی کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“

(حقیقت الوحی ص ۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۸۷)

” (مکہ مدینہ اور قادیان) تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف لے میں

(ازالہ اوہام ص ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۳۰)

درج ہے۔“

”میں نے اپنے بھائی غلام قادر کو قرآن مجید میں انسانا نزل لٹناہ قریباً من القادیان

(ازالہ اوہام ص ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۳۰)

پڑھتے ہوئے سنا۔“

”قرآن مجید میں ان هذا من الساجران! از روئے موجودہ صرف و نحو غلط ہے۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۰۴، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۷، حاشیہ)

آنچه من بشنوم زوحی خدا

بخدا پاک دانمش زخطا

همچو قرآن منزہ اش دانم

از خطاها بری همیں ست ایمانم

(درشین ص ۱۷۲، نزول المسح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۳۷۷)

”کتاب الہی کی غلط تفسیروں نے انہیں بہت خراب کیا ہے اور ان کے دلی و دماغی قوی

پراثران سے پڑا ہے۔ اس زمانہ میں بلاشبہ کتاب الہی کی ضروری ہے کہ اس کی نئی ج اور صحیح ج

۱۔ چونکہ موجودہ قرآن مجید میں قادیان کا نام درج نہیں ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ

مرزائیوں کے پاس کوئی اور قرآن ہے۔

۲۔ یعنی رسول اکرم ﷺ کی بیان کردہ تفسیر کے خلاف نئی تفسیر۔ مؤلف

ج۔ اس نئی تفسیر کا بھی نمونہ سن لیجئے۔ مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص ۷۲، خزائن ج ۳

ص ۳۹۰، ۳۸۹، حاشیہ) میں لکھتے ہیں کہ: ”آیت انسا علی ذہاب بہ لقادرون میں ۱۸۵۷ء کی

طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ اس آیت کے اعداد سے ثابت ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ آیت موصوفہ بالامیں

فرماتا ہے کہ جب وہ زمانہ آئے گا تو قرآن مجید زمین پر سے اٹھایا جائے گا۔ یعنی انہیں ایام میں

مسلمانوں نے ناجائز و ناگوار طریقہ سے سرکار انگریزی سے باوجود (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مریم سے ابن مریم ہی مراد ہے۔ تو تب

(ازالہ ص ۴۰۰، خزائن ج ۳ ص ۳۰۷)

سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ ابو بکر کے درجہ پر

سے بھی افضل ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۸)

انسان تھا۔ اس نے جوش میں اگر غلطی

نے خطا پر جم کر ہزاروں آدمیوں کے خون

(ازالہ ص ۵۹۶، خزائن ج ۳ ص ۴۲۲)

اے لے سے پاک سمجھا جائے۔“

(ازالہ ص ۵۹۷، خزائن ج ۳ ص ۴۲۲)

جال و نزول مسیح علیہ السلام کے متعلق جو

ت کا صرف جے نواس بن سمعان ہے اور

(ازالہ ص ۲۰۲، خزائن ج ۳ ص ۱۹۹، حاشیہ)

میں یعنی اس بارہ میں کہ وہ جسم سمیت

تمام صحابہ جے کا یہی اعتقاد تھا۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۸۹، خزائن ج ۳ ص ۲۳۷)

تھ چڑھنا اور پھر جسم کے ساتھ اترنا ایسا

(ازالہ ص ۲۸۹، خزائن ج ۳ ص ۲۳۸)

ی کے خلاف ہیں۔ اس سے مراد ہوں

ع اور بالکل انوغیر شرح اقوال پیش کر

نے تھے اور حدیثیں اپنی طرف سے

لے کر معراج جسمانی کے منکر ہیں۔

کی تعریف قرآن مجید کر رہا ہو جو شرف

ن کو بے سمجھ جانا۔

”ثابت ہوتا ہے کہ ابتداء سے ہی حدیثوں کو بہت عظمت نہیں دی گئی۔ اس لئے مناسب ہے کہ حدیث کے لئے قرآن کو نہ چھوڑا جائے۔ ورنہ ایمان ہاتھ سے جائے گا۔ ان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً..... ماسوا اس کے اگر نہایت ہی نرمی کریں تو ان حدیثوں کو ظن کا مرتبہ دے سکتے ہیں اور یہی محدثین کا مذہب ہے اور ظن وہ ہے جس کے ساتھ کذب کا احتمال لگا ہوا ہے۔ مسیح موعود کے لئے بخاری میں حکم کا لفظ آیا ہے..... حکم اس کو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اس کا حکم قبول کیا جائے اور اس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے

(اعجاز احمدی ص ۲۹، ۲۸ خزائن ج ۱ ص ۱۳۷ تا ۱۳۹)

ناطق سمجھا جائے۔“

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) نمک خوار کے رعیت ہونے کے مقابلہ کیا۔ حالانکہ یہ ان کے لئے جائز نہ تھا۔ ان لوگوں نے چوروں، قزاقوں اور حرامیوں کے طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کر دیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔ پس اس حکیم و علیم کا قرآن مجید میں بیان فرمایا کہ ۱۸۵۷ء میں میرا کلام آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ یہی معنی رکھتا ہے۔ “سورۃ فاتحہ میری صداقت کا نشان ہے۔ کیونکہ اس میں محمد کا لفظ موجود ہے۔ جس سے میرا نام احمد مشتق پیدا ہے۔ (اعجازِ امتحان ص ۱۳۵، خزائن ج ۱۸ ص ۱۳۹)

۱۔ مگر دوسری طرف جب نیچریوں سے واسطہ پڑا اور نیچریوں نے کہہ دیا کہ مسیح موعود کی ضرورت نہیں اور مسیح موعود کا کوئی ذکر قرآن میں نہیں ہے تو کہنے لگے اور اصل حقیقت یہ ہے کہ “خدا کا کلام سمجھنا مشکل ہے۔“ (اعجازِ احمدی ص ۶۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷۳)

اور جب ضرورت پڑی تو موضوع ضعف اور متردک احادیث سے بھی کام نکال لیا۔

”بارات وغیرہ کا مفصل اور مبسوط طور پر احادیث سے لے ہم نے لیا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۵۶، خزائن ج ۳ ص ۴۰۰)

”کیا یہ اندھیر کی بات نہیں کہ حدیث کی تنقید اور توثیق اور عظمت کی نگاہ سے دیکھا

جائے۔ گویا ان سب کا لکھا ہوا نوشتہ تقدیر ہے۔“ (تحدہ گوڑہ ص ۴۱، خزائن ج ۱ ص ۱۵۶)

”حدیث سے بعید تھا کہ وہ ایک حدیث کو اپنے صحاح میں داخل کرتے باوجود اس

بات کہ وہ جانتے تھے کہ وہ حدیث بے اصل ہے..... کیا تو گواہی دیتا ہے کہ دارقطنی اور تمام راوی

اس حدیث کے اور تمام وہ لوگ جنہوں نے اپنی کتابوں میں اس حدیث کو نقل کیا اور حدیثوں میں

ملایا۔ اول زمانہ سے اس زمانہ تک مفسد اور فاسق ہی گذرے ہیں اور صالح آدمی نہیں تھے۔“

(نورالحق حصہ دوم ص ۱۷، خزائن ج ۸ ص ۲۰۷)

”اور اہل حدیث خوب جانتے ہیں کہ صرف حدیث کا فتویٰ قطع طور پر کسی حدیث کے

صدق یا کذب کا مدار نہیں ٹھہر سکتا۔“ (ضمیمہ انجام آختم ص ۱۰، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۴)

چھوڑ کر فرقان کو آثار مخالف پر جسے سر پر مسلم اور بخاری کا دیا ناحق کا بار

جب کہ ہے امکان کذب و کجروی اخبار میں پھر حماقت ہے کہ رکھیں سب انہیں پر انحصار

جبکہ ہم نے نور حق دیکھا ہے اپنی آنکھ سے جبکہ خود وحی خدا نے دی خبر یہ بار بار

پھر یقین کو چھوڑ کر کیونکر گمانوں پر چلیں خود کہو رویت ہے بہتر یا نقول پر غبار

تفرقہ اسلام میں لفظوں کی کثرت سے ہوا جس سے ظاہر ہے کہ راہ نقل ہے بے اعتبار

(درشمن ص ۸۶، براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۶، خزائن ج ۱۲ ص ۱۳۶)

مرزائی تعلیم کا خلاصہ

”یہ گورنمنٹ ہندوستان میں داخل ہوتے ہی ایک روحانی سرگرمی اور حق کی تلاش کا اثر

ساتھ لائی ہے اور بلاشبہ یہ اس ہمدردی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ جو ہماری ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند کے دل

میں برٹش انڈیا کی رعیت کی نسبت مرکوز ہے۔“ (تحدہ قیصریہ ص ۱۷، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۹)

”سو ہمارے لئے جناب باری تعالیٰ جل جلالہ نے دولت عالیہ برطانیہ کو نہایت ہی

مبارک کیا کہ ہم اس بابرکت سلطنت میں اس ناچیز دنیا کی صد بازنجیروں اور اس کے فانی تعلقات

سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے اور خدا نے ہمیں ان امتحانوں اور آزمائیکشوں سے بچالیا کہ جو دولت اور

لے دروغ گوارا حافظہ نباشد ابھی حدیث کو ظن کا درجہ دے رہے تھے۔ ابھی تعریفیں

شروع کر دیں۔

حکومت ریاست او

”خدا

کرنا۔ سواگر ہم اس

خدا تعالیٰ کا بھی شک

سے جہاد کیسا۔ مگر

سو میرا مذہب جم

خدا تعالیٰ کی اطاع

کے ہاتھ سے ا۔

ہمیں صاف لے

گزار اور فرمانبر

اور رسول سے بر

”مگر

ہے۔ یہ سلطنت

مسلمانوں کے

ہے۔“

”

۱

خدا کی طرف۔

نو

مجدوب کا غیہ

سو بھابھگت۔

راوی ہیں۔ مگر

۲

نے لیا ہے۔“

زالہ اوہام ص ۵۵۶، خزائن ج ۳ ص ۴۰۰
توثیق اور عظمت کی نگاہ سے دیکھا
نقد گولڈ ویس ص ۴۱، خزائن ج ۱ ص ۱۵۶
صحاح میں داخل کرتے باوجود اس
ہی دیتا ہے کہ دارقطنی اور تمام راوی
س حدیث کو نقل کیا اور حدیثوں میں
س اور صالح آدمی نہیں تھے۔“

قی صد دوم ص ۱۷، خزائن ج ۸ ص ۲۰۷
ن کا فتویٰ قطع طور پر کسی حدیث کے
انجام آتھم ص ۱۰، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۲
اور بخاری کا دینا نا حق کا بار
ہے کہ رکھیں سب انہیں پر انحصار
ن خدا نے دی خبر یہ بار بار
بت ہے بہتر یا نقول پر غبار
ہر ہے کہ راہ نقل ہے بے اعتبار
یہ حدیث ص ۱۶، خزائن ج ۲ ص ۱۴۶

حالی سرگرمی اور حق کی تلاش کا اثر
ماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے دل
قیصر یہ ص ۱۷، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۹
دولت عالیہ برطانیہ کو نہایت ہی
نخچروں اور اس کے فانی تعلقات
س سے بچا لیا کہ جو دولت اور
دے رہے تھے۔ ابھی تعریفیں

حکومت ریاست اور امارت کی حالت میں پیش آتے اور روحانی حالتوں کا ستیاناس کرتے ہیں۔“
(تحد قیصر یہ ص ۱۹، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۱)

”خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گونمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے۔ جیسا کہ اس کا شکر
کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گونمنٹ کا شکر ادا نہ کریں۔ یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے
خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا۔ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے۔ اس
سے جہاد کیسا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔
سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ
خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں
کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ خدا تعالیٰ
ہمیں صاف ۲۱ تعلیم دیتا ہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ امن کے ساتھ بسر کرو۔ اس کے شکر
گزار اور فرمانبردار بنے رہو۔ سو اگر ہم گونمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا
اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔ اس صورت میں ہم سے زیادہ بددیانت کون ہوگا۔“

(شہادۃ القرآن ضمیر ص ۸۴، خزائن ج ۶ ص ۳۸۱، ۳۸۰)
”گونمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت
ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے۔ خداوند کریم نے اس سلطنت کو
مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا ہے۔ الہی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام
ہے۔“ (شہادۃ القرآن ص ۹۲، ۹۳، خزائن ج ۶ ص ۳۸۸، ۳۸۹)

”بس حقیقت میں خداوند کریم و کریم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران

۱۔ حکومت و سلطنت کا چھن جانا اور اغیار کا غلام ہونا بھی مرزا قادیانی کے مذہب میں
خدا کی طرف سے انعام ہے۔ مؤلف

نوٹ: مگر اپنی مسیحیت کے ثبوت میں (ازالہ ص ۱۸، ۱۷، خزائن ج ۳ ص ۲۸۷) ہر ایک
مجدوب کا غیر شرح الہام نقل کیا ہے۔ جس کے راویوں میں ٹھاکر داس پنواری، بونا جھوڑ،
سو بھا بھگت کے نام درج ہیں۔ مرزائیوں کی حدیث کی کتاب سیرۃ المہدی میں بڑے بڑے معزز
راوی ہیں۔ مثلاً بیان کیا مجھ سے سردار جھنڈا سنگھ نے۔

۲۔ کیا کوئی مرزائی قرآن کی کسی آیت سے یہ صاف حکم دیکھا سکتا ہے۔ (مؤلف)

رحمت بھیجی ہے۔ جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک پنجاب میں سرسبز ہوتا جاتا ہے۔“
 (شہادۃ القرآن ص ۹۴، خزائن ج ۶ ص ۳۹۰ حاشیہ)
 ”سو اس عاجز نے جس قدر انگریزی گورنمنٹ کا شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہیں کیا۔ بلکہ قرآن شریف اور احادیث نبوی کی ان بزرگ تاکیدوں نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں۔ مجھ کو اس شکر ادا کرنے پر مجبور کیا ہے۔“
 (شہادۃ القرآن ضمیمہ ص ۹۷، خزائن ج ۶ ص ۳۹۳ حاشیہ)
 ”میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے اس کے مطیع رہیں۔“ (ضرورۃ الامام ص ۲۳، خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۳)
 ”اسلامی سلاطین کا وجود اسلام کے حق میں بڑی مصیبت ہے اور دین کے لئے ان کے دن سخت ہی منحوس ہیں۔ ان عیش پسند بادشاہوں کا وجود مسلمانوں پر بھاری غصب ہے۔ جو ناپاک کیڑوں کی طرح زمین پر لگ گئے۔“

(الہدی و تبصرہ لمن یرى ص ۴۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۸۵، ۲۸۶)
 ”سلطان روم کی نسبت سلطنت انگریزی سے زیادہ وفاداری اور اطاعت دکھانی چاہئے۔ اس سلطنت کے ہمارے سر پر وہ حقوق ہیں جو سلطان کے نہیں ہو سکتے۔ ہرگز نہیں ہو سکتے۔“
 (کشف الغطاء ص ۱۹، خزائن ج ۱۴ ص ۲۰۲)
 ”دیکھو میں حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب تلوار سے جہاد کا خاتمہ ہے۔ مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی۔ بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔“
 (رسالہ جہاد ص ۱۵، خزائن ج ۷ ص ۱۵)

اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
 بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
 یہ حکم سن کے جو بھی لڑائی پہ جائے گا
 وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
 (درشیں ص ۲۱، ضمیمہ تحفہ گلزدیہ ص ۲۸، خزائن ج ۷ ص ۴۹)

۱۔ اس سے مراد غالباً قادیانی دھرم ہوگا۔ (مؤلف)
 ۲۔ چنانچہ یہ سلاطین یورپ کی استعماری حکمت عملی میں سنگ گراں ثابت ہو رہے تھے اور مرزائیوں کے آقا یاں کی نظروں میں خارجی طرح کھٹک رہے تھے۔ اس لئے ان کی بدگوئی کئی جگہ مرزا نے اپنی کتب میں کی۔ (مؤلف)

”فمن الحكم التي اودع هذا الدين ليزيد هدى المهتدين هو الجهاد الذي امر به في صدر زمن الاسلام ثم نهى عنه في هذه الايام“

(اشتبہ گولڈ ویس ۳۰، خزائن ج ۷ ص ۸۱)

(تحدہ گولڈ ویس ۴۷، خزائن ج ۷ ص ۷۷) پریوں گوہر نشانی کرتے ہیں کہ:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد ”جب حضرت مسیح علیہ السلام کو اس زہریلی ہوا کا پتہ لگ گیا جو عیسائیوں میں چل رہی تھی۔ تو آپ کی روح نے آسمان سے اترنے کے لئے حرکت کی اور یاد رکھو کہ وہ روح ۲ میں ہی ہوں۔“

”جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ نے آہستہ آہستہ کم کرتا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا..... اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف ۳ کر دیا۔“

(اربعین نمبر ۴ ص ۱۳، خزائن ج ۷ ص ۴۳۳)

۱۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا کو ناخ شریعت محمدیہ ہونے کا دعویٰ تھا۔ جہاد کا حکم اس کے زمانہ میں منسوخ ہو گیا تھا۔ یعنی مرزا کہتا ہے کہ جہاد جس کا حکم ابتدائے زمانہ اسلام میں تھا۔ وہ اس زمانہ میں میرے آنے سے اس سے منع کیا گیا ہے۔

۲۔ اس سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی تنازع کے قائل تھے۔

۳۔ گویا مرزا قادیانی صاحب شریعت نبی اور ناخ شریعت محمدیہ تھے۔ لہذا مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ان کا دعویٰ غیر تشریع نبی ہونے کا تھا۔ بالکل غلط ہے۔ مرزا قادیانی (اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۷ ص ۴۳۵) پر لکھتے ہیں کہ: ”یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنے وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔“

۱۔ پنجاب میں سرسبز ہوتا جاتا ہے۔“

(شہادۃ القرآن ص ۹۴، خزائن ج ۶ ص ۳۹۰ حاشیہ)

رغمٹ کا شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی

ٹ نبوی کی ان بزرگ تائیدوں نے جو اس

کیا ہے۔“

(القرآن فیہ ص ۹۷، خزائن ج ۶ ص ۳۹۳ حاشیہ)

وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر

۱۔“ (ضرورۃ امام ص ۲۳، خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۳)

میں بڑی مصیبت ہے اور دین کے لئے ان

کا وجود مسلمانوں پر بھاری غصب ۲ ہے۔

۱۔ لعن یری ص ۴۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۸۵، ۲۸۶)

ی سے زیادہ وفاداری اور اطاعت دکھانی

میں جو سلطان کے نہیں ہو سکتے۔ ہرگز نہیں

(کشف الغطاء ص ۱۹، خزائن ج ۱۴ ص ۲۰۲)

آ آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب تلوار سے جہاد کا

قتی ہے اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے

(رسالہ جہاد ص ۱۵، خزائن ج ۷ ص ۱۵)

طاقت نہیں رہی

۱۔ حاجت نہیں رہی

اٹی پہ جائے گا

بیت اٹھائے گا

ص ۲۱، ضمیر تحدہ گولڈ ویس ۲۸، خزائن ج ۷ ص ۴۹۹)

(مؤلف)

ست عملی میں سنگ گراں ثابت ہو رہے تھے

ٹھٹھک رہے تھے۔ اس لئے ان کی بدگولی کئی

”میرے وقت میں خدا نے حج کو جانا بند کر دیا۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۹۸، خزائن ج ۲۳ ص ۶۰۶، مخلص)

عقائد کی سوداگری و تبادُل (سمجھوتہ)

”(ہندو) ہمارے نبی ﷺ کو سچا مان لیں..... تو میں سب پہلے اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے پر تیار ہوں کہ ہم احمدیہ سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہوں گے اور وید اور اس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لیں گے۔“

(پیغام صلح ص ۲۵، ۲۶، خزائن ج ۲۳ ص ۴۵۵)

”(اے اہل اسلام) جبکہ آپ لوگ وید اور وید کے رشیوں کو سچے دل سے خدا کی طرف سے قبول کر لو گے تو ایسا ہی ہندو لوگ بھی اپنے کل کو دور کر کے ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کی تصدیق کر لیں گے..... یہ تفرقہ جو گائے کی وجہ سے ہے اس کو بھی درمیان سے اٹھا دیا جائے۔ جس چیز کو ہم حلال جانتے ہیں ہم پر واجب نہیں کہ ضرور اس کو استعمال کریں۔“

(پیغام صلح ص ۲۹، ۳۰، خزائن ج ۲۳ ص ۴۵۸)

”ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں۔“

(پیغام صلح ص ۲۳، خزائن ج ۲۳ ص ۴۵۳)

”ہم خدا سے ذکر کروید کو خدا کا کلام جانتے ہیں۔“

(پیغام صلح ص ۲۵، خزائن ج ۲۳ ص ۴۵۴)

مرزا قادیانی کی خدمات اسلام

”مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے۔ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے

۱۔ مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی آریہ امت اور اسلام کو ملا کر ایک نیا مذہب بنانا چاہتے تھے۔ جس کے وید کو منجانب اللہ الہامی کتاب مانیں اور تمام رشیوں کو مانتے ہوئے پیغمبر اسلام کو بھی تصدیق کریں اور گائے کے گوشت سے پرہیز کریں۔ دین کو بھی مرزا قادیانی نے دنیاوی معاملہ سمجھ کر سمجھوتہ سے کام لینا چاہا؟۔ فافہم! (مولف)

نوٹ: اگر چاہتے ہو تو کیا وجہ ہے کہ آگے چل کر اسے سمجھوتہ کے طور پر بطور شرط

پیش کر

اور یہ کتابیں میں

میں پھیلا دیں۔ یہا

روم کے پایہ تخت قسطن

تک ممکن تھا اشاعت

چھوڑ دئے۔ جو ناہم

میں آئی کہ مجھے اس

دکھلا نہیں سکتا اور میں

کچھ احسان نہیں کرتا

”میں تو

ایسی مدد میں تامل

بھیجیں..... کہ وہ

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

گئے۔ میں یقین

(حقیقت الوحی ص ۱۹۸، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۶، تلخیص)

میں..... تو میں سب پہلے اس اقرار نامہ پر دستخط شدہ وید کے مصدق ہوں گے اور وید اور اس کے (پیغام صلح ص ۲۶، ۲۵، خزائن ج ۲۳ ص ۲۵۵) وید اور وید کے رشیوں کو سچے دل سے خدا کی پنے نکل کو دور کر کے ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کی ہے اس کو بھی درمیان سے انھادیا جائے۔ جس اس کو استعمال کریں۔

(پیغام صلح ص ۳۰، ۲۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۵۸)

میں ہیں۔

(پیغام صلح ص ۲۳، خزائن ج ۲۳ ص ۲۵۳)

نہتے ہیں۔

(پیغام صلح ص ۲۵، خزائن ج ۲۳ ص ۲۵۴)

جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض و ردل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گور ہے

مرزا قادیانی آریہ امت اور اسلام کو ملا کر ایک اللہ الہامی کتاب مانیں اور تمام رشیوں کو مانتے نئے کے گوشت سے پرہیز کریں۔ دین کو بھی لینا چاہا؟۔ فافہم! (مؤلف)

آگے چل کر اسے سمجھوتہ کے طور پر بطور شرط

اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیال چھوڑ دئے۔ جو ناہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکتا اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں۔ اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا۔

”میں تمام امراء کی خدمت میں بطور عام اعلان کے لکھتا ہوں کہ اگر ان کو بغیر آزمائش ایسی مدد میں تامل ہو تو وہ اپنے مقاصد اور مہمات اور مشکلات کو اس غرض سے میری طرف لکھ بھیجیں..... کہ وہ مطلب پورا ہونے کے وقت کہاں تک ہمیں اسلام کی راہ میں مالی مدد دیں گے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ بشرطیکہ تقدیر مہرم نہ ہو۔ ضرور خدا تعالیٰ میری دعا سنے گا۔“

(برکات الدعا ص ۳۶، ۳۵، خزائن ج ۲ ص ۲۶، ۳۵)

(میرے آنے سے اور میرے دعویٰ کے بعد) اور ”مسلمانوں کے باہمی تعلقات نوٹ گئے اور بھائی بھائی سے اور بیٹا باپ سے علیحدہ ہو گیا۔ سلام ترک کیا گیا۔“

(سراج منیر ص ۵۴، خزائن ج ۱۲ ص ۵۶)

”دنیا میں مسلمانوں کی تعداد چورانوے کروڑ ہے۔“

(ست بچن ص ۶۷، خزائن ج ۱۰ ص ۱۵۱)

۱۔ کیا کسی نجی یا دینی سے دعائیں فروخت کیں ہیں؟

۲۔ یہ شرط خوب لگائی ہے۔ اس اشتہار کو دیکھ کر صاحب غرض اشخاص سے سیکڑوں روپیہ مرزا قادیانی نے وصول کر لیا۔ سی کا اکر کام ہو گیا تو رقم حاصل ہو گئی اور اگر اس کی مطلب بر آری نہ ہوئی تو کہہ دیا کہ تقدیر مہرم مل نہیں سکتی۔ سید امیر شاہ رسالدار سے ۵۰۰ روپیہ لے کر بیٹا پیدا ہونے کی دعا کی۔ مگر ان کا کوئی بیٹا پیدا نہ ہوا۔ اسی طرح کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ قادیانی کمپنی کا چیف ڈائریکٹر (مرزا قادیانی) لوگوں کی جیسوں پر ڈاکہ ڈالنے کے فن میں پورا مشاق تھا۔ (مؤلف)

مگر مرزا قادیانی کے زمانہ میں ”یہ تعداد چار لاکھ ۱ رہ گئی۔“

(پیغام صلح ص ۲۶، خزائن ج ۲۳ ص ۳۵۵)

”میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ برس میں جس قدر کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت مؤثر تحریریں لکھیں اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اس امر مخالفت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں۔ جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپیہ خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم و مصر اور بغداد و افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔“

”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے۔ میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے اور میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دینے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“

(تزیین القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵، ۱۵۶)

یہ حکم سن کے جو بھی لڑائی میں جانے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
اک معجزہ ۲ کے طور پر یہ پیش گوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

(درشیں ص ۲۰، ضمیرہ تھمہ گولڈ ویس ۲۸، خزائن ج ۱۷ ص ۷۹)

۱۔ باقی ۹۳ کروڑ چھیاسی لاکھ مسلمان بوجہ انکار مرزا حسب عقائد قادیانی کافر ہو چکے تھے۔ لہذا مرزا صاحب سے یہ بڑی خدمت اسلام ظاہر ہوئی۔

۲۔ انبیاء کے معجزوں سے مردے زندہ ہوا کرتے تھے۔ دین حق کا بول بالا ہوا کرتا تھا۔ ان کے معجزے دین کی ترقی کے لئے ہوا کرتے تھے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بدسرشت ۲ مولویوں کے
اسلام کی پائی جانے تو
ایسا کافر ٹھہرایا جائے
لوگوں کو الہام ۵
میں غرق ہے کہ ہرگز نہ
جاتا ہے اور لعنت باز

”اگر کہ
اس کا نام بھی (مرزا)
”جہیم“

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ)
کی ہزیمت کی شکل
اسلام کی جان کی
۱۔ قادیانی

تمام دنیا کے مسلمان

۲۔

مولویوں کے حکم

۳۔

۴۔

تھا۔ مگر مسلمانوں

۵۔

پہنچی ہے اور

(خط مرزا)

چار لاکھ ۱ رہ گئی۔“

(پیغام صلح ص ۲۶، خزائن ج ۳ ص ۳۵۵)

۱۔ بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ برس میں جس قدر اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دیا، یہیں نکھیں اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر، لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں۔

۲۔ اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم

یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر

(کتاب البریہ ص ۶، ۷، ۸، خزائن ج ۳ ص ۱۳۳ ایضاً)

بد اور حمایت میں گذرا ہے۔ میں نے ممانعت

میں نکھیں ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں

یاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ ایسی کتابوں کو تمام

پیدا ہے اور میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ

ری خوبی اور مسیح خوبی کی بے اصل روایتیں

وں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے

یاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱ ص ۱۵۵، ۱۵۶)

میں جائے گا

بت اٹھائے گا

یہ پیش گوئی ہے

اہل کوئی ہے

۲۰، ضمیر تحفہ گوڑویہ ص ۲۸، خزائن ج ۱ ص ۷۹)

۱۔ مرزا حسب عقائد قادیانی کافر ہو چکے

کی۔

تھے۔ دین حق کا بول بالا ہوا کرتا تھا۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

”آج کل یہ کوشش ۱۔ ہو رہی ہے کہ مسلمانوں کو جہاں تک ممکن ہے کم کر دیا جائے اور بدسرشت ۲۔ مولویوں کے حکم و فتویٰ سے دین اسلام سے خارج کر دیئے جائیں اور اگر ہزار وجہ اسلام کی پائی جائے تو اس سے چشم پوشی کر کے ایک بیہودہ اور بے اصل ۳۔ وجہ کفر کی نکال کر ان کو ایسا کافر ٹھہرایا جائے کہ گویا وہ ہندوؤں ۴۔ اور عیسائیوں سے بھی بدتر ہیں۔۔۔۔۔ ایسے مادہ کے لوگوں کو الہام ۵۔ بھی ہو رہے ہیں کہ فلاں مسلم کافر ہے اور فلاں مسلم جہنمی ہے اور فلاں ایسا کافر میں غرق ہے کہ ہرگز ہدایت پذیر نہ ہوگا اور زندگی کے جوشوں کی وجہ سے لعنتوں ۶۔ پر برا زور دیا جاتا ہے اور لعنت بازی کے لئے باہم مسلمانوں کے مہلہ کے فتوے دیئے جاتے ہیں۔“

(ازالہ ص ۵۹۵، خزائن ج ۳ ص ۳۲۱)

”اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہدہ کا کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی۔

اس کا نام بھی (مردوں سے) کاٹ دیا جائے گا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۶۹)

”تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا۔“

(تحفہ گوڑویہ ص ۲۷، خلاصہ خزائن ج ۱ ص ۱۳۹)

”ریاست کابل میں ۸۵ ہزار آدمی مر گئے۔“ (الحکم ص ۳۰، ستمبر، مخطوطات ج ۹ ص ۳۰۰)

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) مرزا قادیانی کے معجزے دین حق کی تذلیل کفار کی فتح و نصرت اور مسلمانوں

کی ہزیمت کی شکل میں صادر ہوئے۔ خواجہ کمال الدین نے اپنی کتاب مجدد کامل کے صفحہ ۱۲۲ پر عالم

اسلام کی تباہی کو اس پیشگوئی کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ (مؤلف)

۱۔ قارئین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کوشش کرنے والے کون تھے۔ ان کا سرغیہ کون تھا۔ جس نے

تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر قرار دیا اور صرف اپنی تعلیم اور بیعت کو مدار نجات قرار دیا۔ فافہم فتقدیر!

۲۔ یعنی مولوی نور الدین، عبدالکریم، مرزا محمود، احسن امروہی وغیرہ مرزائی

مولویوں کے حکم سے۔

۳۔ یعنی انکار مرزا۔

۴۔ یعنی..... مرزا نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں ہندوؤں کے لئے پیغام صلح لکھا

تھا۔ مگر مسلمانوں سے جو سلوک کیا وہ اظہر من الشمس ہے۔

۵۔ ”جیسے یہ الہام کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت

پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔“

(خط مرزا بہام ڈاکٹر عبدالکلیم، حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۳ ص ۱۶۷) (بقیہ حاشیہ ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰،

انبیاء و دیگر پیشوایان مذہب کی توہین کا نتیجہ

”اے عزیزو! قدیم تجربہ اور بار بار کی آزمائش نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ مختلف قوموں کے نبیوں اور رسولوں کو توہین سے یاد کرنا اور ان کو گالیاں دینا ایک ایسی زہر ہے کہ نہ صرف انجام کار جسم کو ہلاک کرتی ہے۔ بلکہ روح کو بھی ہلاک کر کے دین اور دنیا دونوں کو تباہ کرتی ہے۔ وہ ملک آرام سے زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ جس کے باشندے ایک دوسرے کے رہبر دین کی عیب شماری اور ازالہ حیثیت عرفی میں مشغول ہیں اور ان قوموں میں ہرگز ہی اتفاق نہیں ہو سکتا۔ جن میں سے ایک قوم یا دونوں ایک دوسرے کے نبی یا رشتی اور اتار کو بدی یا بدزبانی کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہیں۔ اپنے نبی یا پیشوا کی جھک سن کر کس کو جوش نہیں آتا۔“

(پیغام صلح ص ۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۵۲)

”اور ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بدزبانی نہیں کرتے۔“

(پیغام صلح ص ۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۵۲)

”ومن اور ابکلمات درد رساننده در غضب آوردنم والفاظ دل

آزار گفتن تاباشد کہ او برائے جنگ من برخیزد“

(انجام آتھم ص ۲۳۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۳۵)

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) ۱۔ مرزا قادیانی لعنت بازی میں بڑے مشاق تھے اور لعنت لکھنا اور دینا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ اپنی کتابوں میں کئی جگہ لعنت لعنت لعنت سینکڑوں دفعہ لکھتے گئے ہیں۔ کتاب (نور الحق ص ۱۱۸، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴

”اور سخت الفاظ استعمال کرنے میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ خفتہ دل اس سے بیدار ہو جاتے ہیں۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۹، خزائن ج ۳ ص ۱۱۷)

”ہندوؤں کی قوم کو سخت الفاظ سے چھیڑنا نہایت ضروری ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۹، خزائن ج ۳ ص ۱۱۷ ملخصاً)

”ایسی مہذب (ہندو) قوم کی کتاب اور رشیوں کو برے الفاظ سے یاد کر کے آنحضرت ﷺ کو گالیاں دلائیں۔ ایسی گالیاں تو درحقیقت انہیں لوگوں کی طرف لے منسوب کی جائیں گی۔“ (پیغام صلح ص ۲۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۵۵)

(نوٹ ذیل میں ملاحظہ ہو) ”سخت زبانی میں یہ بات داخل ہوگی کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ان الفاظ سے یاد کرے کہ وہ دجال ہے۔ یا بے ایمان ہے یا فاسق ہے۔ مگر یہ کہنا کہ اس کے بیان میں غلطی ہے یا وہ خاطی یا مخطی ہے۔ سخت زبانی میں داخل نہیں ہوگا۔“ (اصول غیر مرزا کا اشتہار حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۹۹)

اخلاق مرزا

(اگر کوئی سخت الفاظ) ”اور عین محل پر چسپاں اور عند الضرورت ہو تو وہ اخلاقی حالت کے منافی نہیں ہے۔“ (ضرورۃ الامام ص ۷، خزائن ج ۱۳ ص ۴۷۸)

(امام زمان) ”پر آیت انک لعلی خلق عظیم کا پورے طور پر صادق آ جانا ضروری ہے۔“ (ضرورۃ الامام ص ۸، خزائن ج ۱۳ ص ۴۷۸)

بدتر ہر ایک بد سے ہے جو بد زبان ہے

جس دل میں ہے نجاست بیت الخلاء وہی ہے

(درمبین ص ۱۲، قادیان کے آریہ اور ہم ص ۶۱، خزائن ج ۲۰ ص ۴۵۸)

۱۔ گویا آنحضرت ﷺ کو جس قدر گالیاں آریوں نے دی ہیں وہ دراصل مرزا قادیانی

اور مرزائیوں نے دی ہیں۔

۲۔ خلق عظیم کا اندازہ اس سلوک سے ہو سکتا ہے۔ جو مرزا قادیانی نے اہل اسلام سے کیا ہے۔ جس کا ذکر اس کتاب میں دوسری جگہ درج ہے۔ انبیاء کرام کو جس قدر گالیاں دی ہیں ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ عیسائیوں کو یک چشم، دجال، یا جوج ماجوج، مردہ پرست، گوہ کھانے والے، طوائف کی طرح لعنتی وغیرہ کے القاب دیئے اور آریوں کو اپنی کتاب سرمہ چشم آریہ، شحم حق، و چشم معرفت میں نہایت کثرت سے گالیاں دی ہیں۔ یہاں تک کہ ایک سخت فحش گالی دی کہ ”ہندوؤں کا پریشرفاف سے دس انگلی نیچے ہے۔“ (چشم معرفت ص ۱۰۶، خزائن ج ۲۳ ص ۱۱۴)

ش نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ مختلف گالیاں دینا ایک ایسی ذہریلہ ہے کہ نہ ہلاک کر کے دین اور دنیا دونوں کو تباہ کرتی ہے۔ باشندے ایک دوسرے کے رہبر دین کی قوموں میں ہرگز ہی اتفاق نہیں ہو سکتا۔ رشی اور اوتار کو بدی یا بد زبانی کے ساتھ یاد جوش نہیں آتا۔“

(پیغام صلح ص ۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۳۵۲)

ت ہرگز بد زبانی نہیں کرتے۔“

(پیغام صلح ص ۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۳۵۲)

دہ در غضب آوردم و الفاظ دل یزید

(انجام آتھم ص ۲۳۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۳۵)

بڑے مشاق تھے اور لعنت لکھنا اور دینا ان سنت سینکڑوں دفعہ لکھتے گئے ہیں۔ کتاب علیحدہ علیحدہ لعنت لکھی ہے۔ (مؤلف) لکھا۔ جس نے چندہ نہ دیا وہ بیعت سے استلکام علیہ کہنا انبیاء کی سنت ہے۔

نے انبیاء کو گالیاں دیں اور ملک کے امن مافذ کر لیا۔ (مؤلف)

مرزا قادیانی کی تہذیب اور صداقت کا ہوں کا بی کام ہے۔

(میں لکھتے ہیں کہ: ”جو خلاف واقعہ اور باجائے اسے سب یا دشنام کہتے ہیں۔“ ہیں۔

”مولوی سعد اللہ لدھیانوی فاسق، شیطان، خبیث، منحوس، نطفہ سفہا، رنڈی کا بیٹا اور ولد الحرام ہے۔“

(تہذیب حقیقت الوحی ص ۱۲، خزائن ج ۲۲ ص ۴۳۵)

”امیر اہل حدیث محمد نذیر حسین دہلوی، ابولہب نالائق ہے۔“

(مواہب الرحمن ص ۱۲، خزائن ج ۱۹ ص ۳۲۸ ملخصاً)

اسی طرح مرزا کی تمام کتابیں بد اخلاقی کا مظاہرہ ہیں۔

نوٹ: مرزا قادیانی کی طرح مرزائی بھی جیسا موقعہ دیکھتے ہیں عمل کرتے ہیں۔ خواجہ کمال الدین مرزائی لکھتا ہے کہ: ”شیخ یعقوب علی تراب قادیانی نے ولایت جاتے ہوئے مجھے جہاز میں کہا کہ ہمیں یعنی جماعت قادیان کو آج سمجھ آگئی کہ غیر احمدیوں سے ہمارا اعتبار غلط ہے اور ہم اس کا مالہ کریں گے۔ میاں محمود احمد صاحب اب دوسروں کو کافر کہنے میں متاثر ہیں۔ اب ضرورت ا وقت نے یا شاید کسی کے اشارہ نے انہیں مجبور کیا کہ اس مسئلہ کو چھوڑ دیا۔“

(محمد کمال ص ۶۳)

اہل اسلام سے سلوک

”ہمارے مخالف حرامزادے ہیں۔“ (انوار اسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱ ملخصاً)

”مسلمان جنگلوں کے سورا اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ گئی ہیں۔“

(انجم الہدی ص ۱۰، خزائن ج ۱۳ ص ۵۳)

علمائے اسلام کی شان میں یوں گوہر افشانی فرمائی۔ اے بد ذات فرقہ مولویان، اندھیرے کے کیڑو، اندھے، نیم دہریہ، ابولہب، جنگل کے وحشی، نابکار، پلید، دجال بد بخت، مفتزیو، اعلیٰ، اشرار، اوباش، پلید طبع، بد ذات، بد چلن، باطنی جذام، ثعلب چوہڑے چمار، حقاء، یہودیت کا خمیر رکھنے والے، خنزیر سے زیادہ پلید، خالی گدھے، دل کے مجذوم، دُوموں کی طرح مسخرہ ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کر دیں گے۔ زندیق، سگ، بچکان، رئیس الدجالین، روسیہ، روباہ باز، رأس المعتدین، رأس الغادین، سفلی ملا بے بصر، سانہی، سفہاء، شریر، مکار، طالع منحوس، عقارب، غول الاغوی، فہمت یا عبد الشیطان، کتے، کنیہ ور، کہما مادرزاد اندھے، گندی روحو، منافق مخذول، مجبور، مجنون، درندہ، مگس، طینت، مولویوں کی بک بک، نجاست سے بھرے ہوئے۔ وحشی طبع، ہامان، بالکین، ہندو زادہ، علیہم نعال لعن اللہ

۱۔ مسلمانوں کو ایسے منافق اور چال باز پارٹی سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

الف۔ الف مرة۔ (نقل)

نوٹ: مرزا قادیانی

(لجینہ النور ص ۳۵، خزائن ج ۱۶)

بازی اور (ص ۹۵، خزائن ج ۱۶)

انسانوں کی ماؤں کو ایسی گند

انسان کہلانے کے مستحق نہیں

مرزا محمود قادیانی

”کسی مسلمان

”مسلمانوں۔

”کسی مسلمان

”اب مسیح (

اتارے۔“

”اللہ تعالیٰ۔

تو یہودیوں نے سولی پر لٹا

۱۔ مسلمان

ہزارہ کے ہزار ہزار لعنتی

۲۔ ۱۹۲۳ء

ہی میں بمقام ڈیرہ بابا

کی جلسہ اسلامیہ کے م

بالسیف کو حرام کہنے والو

کنان مہابلہ پر جس قد

اور ان کے ایک فرد منہ

سفا کیا دن بدن نا

وجان و آبرو محفوظ نہیں

الف ۱۔ الف مرۃ۔ (نقل از عصائے موسیٰ)

نوٹ: مرزا قادیانی نے اپنے تمام مخالفین کو ذریعہ ابغایا قرار دیا اور بغایا کا ترجمہ کتاب (لجئۃ النور ص ۳۵، خزائن ج ۱۶ ص ۳۷۱) پر زن بائے زانیہ اور (ص ۹۲، خزائن ج ۱۶ ص ۴۲۸) پر زنان بازی اور (ص ۹۵، خزائن ج ۱۶ ص ۴۳۱) پر زنان فاحشہ کیا ہے۔ مرزا قادیانی نے ہزار ہا مقدس انسانوں کی ماؤں کو ایسی گندہ گالی دی ہے اور ایک ایسا الزام لگایا ہے۔ جس کی بناء پر وہ شریف انسان کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے۔

مرزا محمود قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”تمام اہل اسلام کا فر خارج از دائرہ اسلام ہیں۔“

(آئینہ صداقت ص ۳۵)

”کسی مسلمان کے پیچھے نماز جائز نہیں۔“

(انوار خلافت ص ۹۰)

”مسلمانوں سے رشتہ و ناطہ جائز نہیں۔“

(برکات خلافت ص ۵۷۷ ملخصاً)

”کسی مسلمان کے بچے کا بھی جنازہ نہ پڑھو۔“

(انوار خلافت ص ۹۳ ملخصاً)

”اب مسیح (مرزا قادیانی) اس لئے آیا کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ

(عرفان الہی ص ۹۴)

اتارے۔“

”اللہ تعالیٰ نے آپ (مرزا قادیانی) کا نام عیسیٰ رکھا ہے۔ تاکہ پہلے عیسیٰ علیہ السلام کو

تو یہودیوں نے سولی پر لٹکایا تھا۔ مگر آپ اس زمانہ کے یہودی صفت لوگوں کو سولی پر لٹکائیں۔“

(نقدیر الہی ص ۲۹)

۱۔ مسلمان درود ہزاری پڑھتے ہیں اور مرزا قادیانی کی زبان و قلم سے بجائے درود ہزارہ کے ہزار ہزار لعنتیں نکلتی ہیں۔

۲۔ ۱۹۲۳ء میں بمقام بھیرہ مرزائیوں نے ایک مسلمان کو بے گناہ قتل کر دیا تھا۔ حال ہی میں بمقام ڈیرہ بابانک مسلمانوں کے سروں کی اینٹوں اور لالٹھیوں سے مرزائیوں نے تواضع کی جلسہ اسلامیہ کے موقع پر بمقام قادیان نہتے بے گناہ مسافروں کو زد و کوب کیا گیا اور جہاد بالسیف کو حرام کہنے والوں نے جہاد بالانجی پر عمل کر کے گیس لیپ پر اپنی قوت صرف کر دی۔ کارکنان مبالغہ پر جس قدر ظلم عظیم ہوا اس کی حقیقت دنیا پر آشکارا ہے۔ ان کے مکان جلادینے گئے اور ان کے ایک فرد مستری محمد دین کو مرزا محمود کے خاص مرید نے قتل کر دیا۔ غرض اس جماعت کی سفاکیاں دن بدن ناقابل برداشت صورت اختیار کر رہی ہیں۔ قادیان میں کسی مسلمان کا مال و جان و آبرو محفوظ نہیں۔ (۱۰۰ الف)

نطفہ سقبا، رنڈی کا بیٹا اور

۱۳۔ خزائن ج ۲۲ ص ۴۳۵)

۱۴۔ خزائن ج ۱۹ ص ۳۳۸ ملخصاً)

ہیں عمل کرتے ہیں۔ خواجہ

لاست جاتے ہوئے مجھے

نے ہمارا اجتناب غلط ہے

کہنے میں متاثر ہیں۔ اب

کو چھوڑ دیا۔“

(محمد کامل ص ۶۳)

۱۵۔ خزائن ج ۱۹ ص ۳۱۱ ملخصاً)

ہیں۔“

۱۶۔ خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

بد ذات فرقہ مولویان،

ن، نابکار، پلید، دجال

م، ثعلب چوہڑے چمار،

س کے مخدوم، ڈوموں کی

کی طرح کر دیں گے۔

، راکس الغادین، سفلی ملا

ت یا عبد الشیطان، کتے،

، مگس، طینت، مولویوں

وہ، علیہم نعال لعن اللہ

ہے۔

”ساری دنیا ہماری دشمن ہے۔ جب تک ایک شخص خواہ وہ ہم سے کتنی ہی ہمدردی کرنے والا ہو۔ پورے طور پر احمدی نہیں ہو جاتا۔ وہ ہمارا دشمن ہے۔ ہماری بھائی کی صرف ایک صورت ہے۔ وہ یہ کہ تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں۔ تاکہ ان پر غالب آنے کی کوشش کریں۔ شکاری کو بھی غافل نہ ہونا چاہئے اور اس امر کا برابر خیال رکھنا چاہئے کہ شکار بھاگ نہ جائے یا ہم پر ہی حملہ نہ کر دے۔“ (تقریر مرزا محمود دارالافتل ۲۵ مارچ ۱۹۳۰ء)

”خطبہ الہامیہ میں مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے آنحضرت کی بعثت اول اور ثانی کی باہمی نسبت کو بلال اور بدر سے قیصر فرمایا ہے۔ جس سے ازم آتا ہے کہ بعثت ثانی کے کافر (یعنی مرزا کے نہ ماننے والے مسلمان) بعثت اول کے کافروں (کفار عرب) سے بڑھ کر ہیں۔“

(الافتل ج ۳ ص ۱۰، مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

مرزا نیت کی ترقی کے اسباب

”اگر انگریزی سلطنت کی تلوار کا خوف نہ ہوتا تو ہمیں کٹڑے کٹڑے کر دیتے۔ لیکن یہ دولت برطانیہ غالب اور سیاست جو ہمارے لئے مبارک ہے۔ خدا اس کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے۔“ (نورالحق ص ۴، حصہ اول، خزائن ج ۸ ص ۶)

”سوائس نے مجھے بھیجا اور میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت میں جلد دی۔ جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔“

(تحفہ قیصرہ ص ۳۷، خزائن ج ۱۲ ص ۲۸۳، ۲۸۴)

”اکثر دور کے مسافروں کو اپنے پاس سے زاوراہ دیتے ہیں۔ چنانچہ بعض کو تیس تیس یا چالیس لے چالیس روپیہ دینے کا اتفاق ہوا ہے اور دو دو چار چار تو معمول ہے۔“

(اشتہار التوائے جلد بلحقہ شہادۃ القرآن، خزائن ج ۶ ص ۳۹۹)

”انگریزوں نے ہمارے دین کو ایک قسم کی وہ مدد دی ہے کہ جو ہندوستان کے اسلامی بادشاہوں کو بھی میسر نہیں آ سکی۔“ (ضرورۃ الامام ص ۲۳، خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۴)

۱۔ رشوت۔ (مؤلف)

”اگر برا صرف میرے مسیح ہوئے یہ شورا سی لے و پھر میں خدا نے مجھے بڑی ش آمد ثانی کے رکھی ہے پر اصل حقیقت کھول موعود ہے۔“

”مجھے

ہے۔ نہ مکہ میں۔

گورنمنٹ کو مسر

”حسب

گورنمنٹ کے اغر

اشتہار مورخہ ۲۴

۱۔ مرزا

بادر جہ دعادی کا اظا

نبوت کر دیا۔ ساد

۲۔ م

ہو جاؤں۔ (تجلیا

رہے۔ اب مرزا

کافرانہ زندگی ص

۳۔

و معتقدین کا جنگ

مسیح کا عقیدہ ص

ورنہ مرزا قادیانی

تک ایک شخص خواہ وہ ہم سے نفی ہی ہمدردی
ہمارا دشمن ہے۔ ہماری بھلائی کی صرف ایک
کہ ان پر غالب آنے کی کوشش کریں۔ شکاری
کھنچ چاہئے کہ شکار بھاگ نہ جائے یا ہم پر ہی
(تقریر جامعہ از انٹرنس ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)
(نی) نے آنحضرت کی بعثت اول اور ثانی کی
سے لازم آتا ہے کہ بعثت ثانی کے کافر (یعنی
روں) (کفار عرب) سے بڑھ کر ہیں۔“
(انٹرنس ج ۳ ص ۱۰، مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

ہوتا تو ہمیں کڑے کڑے کر دیتے۔ لیکن یہ
مبارک ہے۔ خدا اس کو ہماری طرف سے
(نور الحق ص ۴، حصہ اول، خزائن ج ۸ ص ۶)
کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ
کی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر
میں سے شکر واجب ہے۔ مگر میں خیال کرتا
یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند کی
مرکز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر
ہی ہوتی۔“

(تحد قیصر ص ۷، خزائن ج ۱۲ ص ۲۸۳، ۲۸۴)
زادراہ دیتے ہیں۔ چنانچہ بعض کو تیس تیس یا
چار چار تو معمول ہے۔“

(جلد ملحقہ شہادۃ القرآن، خزائن ج ۶ ص ۳۹۹)
وہ مدد دی ہے کہ جو ہندوستان کے اسلامی
(ضرورۃ الامام ص ۲۳، خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۴)

”اگر براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا کچھ بھی ذکر نہ ہوتا اور
صرف میرے مسیح موعود ہونے کا ذکر ہوتا تو وہ شور جو سالہا سال بعد پڑا اور تکفیر کے فتوے تیار
ہوئے یہ شوریٰ! وقت پڑ جاتا۔“
(اعجاز احمدی ص ۹، خزائن ج ۹ ص ۱۱۵)
”پھر میں بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ
خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
آمد ثانی کے رسمی عہدہ پر ہمارا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا۔“ (میرے
پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تو اتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح
موعود ہے۔“
(اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۹ ص ۱۱۳)

”مجھے اس گورنمنٹ کی پرامن (برطانیہ) سلطنت اور ظل حمایت میں جو دل خوش
ہے۔ نہ مکہ میں ہے، نہ مدینہ میں، نہ روم میں، نہ شام میں، نہ کابل میں، نہ ایران میں۔“
(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۷۰، حاشیہ)

گورنمنٹ کو مسلمانوں سے بدظن کیا

”حسین کامی سفیر روم قادیان میں میری ملاقات کے لئے آیا اور اس نے مجھے اپنی
گورنمنٹ کے اغراض سے مخالف پانچ ایک سخت مخالفت ظاہر کی۔ وہ تمام حال بھی میں نے اپنے
اشتہار مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کر دیا ہے۔ وہی اشتہار تھا جس کی وجہ سے بعض مسلمان

۱۔ مرزا نے حکمت عملیوں سے اسلام کے لباس میں آہستہ آہستہ اپنا اثر قائم کیا۔ درجہ
بادرجہ دعاوی کا اظہار کیا۔ پہلے مصلح قوم بنے۔ پھر مجدد، پھر مہدی اور پھر مسیح اور آخر کار اعلانیہ دعویٰ
نبوت کر دیا۔ سادہ لوح عوام بتدریج مرزائی عقائد کو قبول کرتے گئے۔ (مؤلف)

۲۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”میں اپنے وحی یا الہام میں ذرا بھر بھی شک کروں تو کافر
ہو جاؤں۔“ (تجلیات الہیہ ص ۲۰، خزائن ج ۲۰ ص ۳۱۲) مگر اس جگہ اقرار کرتے ہیں کہ بارہ برس کافر
رہے۔ اب مرزائی کسی منہ سے لبثت فیکم عمرا والا استدلال پیش کرتے ہیں؟ کیا مرزائی
کافرانہ زندگی صداقت کی دلیل بن سکتی ہے؟

۳۔ یعنی زمین تیار ہو چکی۔ عقل کے اندھوں کی جماعت قائم ہو چکی۔ مریدین
و معتقدین کا ہنگامہ ہو گیا اور حالات موافق ہو گئے۔ نیز اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ وفات
مسیح کا عقیدہ صرف الہام کی بناء پر ہے۔ ورنہ قرآن وحدیث میں کسی جگہ وفات مسیح کا ذکر نہیں۔
ورنہ مرزا قادیانی پہلے ہی متنبہ ہو جاتے۔ (مؤلف)

ایڈیٹروں نے بڑی مخالفت ظاہر کی اور بڑے جوش میں آ کر مجھ کو گالیاں دیں کہ یہ شخص سلطنت انگریزی کو سلطان روم پر ترجیح دیتا ہے اور رومی سلطنت کو قصور وار ٹھہراتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس شخص پر خود قوم اس کی ایسے ایسے خیالات رکھتی ہے اور نہ صرف اختلاف اعتقاد کی وجہ سے بلکہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے سبب سے بھی ملامتوں کا نشانہ بن رہا ہے کیا اس کی نسبت یہ ظن ہو سکتا ہے کہ وہ سرکار انگریزی کا بدخواہ ہے؟۔ یہ بات ایک ایسی واضح تھی کہ ایک بڑے سے بڑے دشمن کو بھی جو محمد حسین بٹالوی ہے۔ اپنی شہادت کے وقت میری نسبت بیان کرنا پڑا۔ کہ یہ سرکار انگریزی کا خیر خواہ اور سلطنت روم کا مخالف ہے۔“ (کتاب البریہ ص ۱۰۹، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۹)

”میں نے اپنی تالیف کردہ کتابوں میں اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ جو کچھ نادان مولوی تلوار کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ امر سچے مذہب کے لئے دوسرے رنگ میں گورنمنٹ برطانیہ میں حاصل ہے۔ مسلمان لوگ ایک خونی مسیح کے منتظر تھے اور نیز ایک خونی مہدی کی بھی انتظار کرتے تھے اور یہ عقیدے اس قدر خطرناک ہیں کہ ایک مغتری کا ذب مہدی موعود کا دعویٰ کر کے ایک دنیا کو خون میں غرق کر سکتا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں میں اب تک یہ خاصیت ہے کہ جیسا وہ ایک جہاد کی رغبت دلانے والے فقیر کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ شاید وہ ایسی تابعداری بادشاہ کی بھی نہیں کر سکتے۔ پس خدا نے چاہا کہ یہ غلط خیالات دور ہوں۔ اس لئے مجھے مسیح موعود اور مہدی موعود کا خطاب دے کر میرے پر ظاہر فرمایا کہ کسی خونی مہدی یا خونی مسیح کا انتظار کرنا سراسر غلط ہے۔ افسوس کہ جس وقت سے میں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ خبر سنائی ہے کہ کوئی خونی مہدی یا خونی مسیح دنیا میں آنے والا نہیں ہے۔ اس وقت سے یہ نادان مولوی مجھ سے بغض رکھتے ہیں اور مجھ کو کافر اور دین سے خارج ٹھہراتے ہیں۔ عجب بات یہ ہے کہ یہ لوگ نئی نوع کی خون ریزی سے خوش ہوتے ہیں۔“

(تحفہ قیہ یہ ص ۱۲، ۱۳، ۱۴، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۴، ۲۶۵)

”بعض نادان مسلمانوں کا چال چلن اچھا نہیں اور نادانی کی عادات ان میں موجود ہیں۔ جیسا کہ بعض وحشی مسلمان ظالمانہ خون ریزیوں کا نام جہاد رکھتے ہیں۔“

(تحفہ قیہ یہ ص ۲۸، خزائن ج ۱۲ ص ۲۸۰)

”مسلمانوں میں دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں۔ کہ وہ دین کے لئے تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں اور اس جنون سے ایک بے گناہ کو قتل کر کے ایسا خیال کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے اور گواہ ملک برٹش انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر

مسلمانوں کا اصلاح پسند کوششوں سے صاف ہوا۔ اب تک سرگرمی سے پایا گیا ہے۔ افسوس کہ یہاں میں نے پچاس ہزار۔ ملکوں میں شائع کئے۔ مسلمانوں کا دامن پاک ایسے خونی مسیح اور خونی

”اس سے تعصب ان کے عدل خون خوار مہدی کی صرف یہی بلکہ یہ بھی گئے کہ جو مہدی کے بہادریں گے۔“

بعض نے خطوط بھیجے اور بعض پر کیوں ترجیح دی۔“

”ان کی دیکھنی چاہئیں۔ جن برے اور گستاخی۔“

غضب لاتا ہے۔

عیسائیوں اور آریہ اسلام ﷺ کو دی۔

مسلمانوں کا اصلاح پذیر ہو گیا ہے اور ہزار ہا مسلمانوں کے دل میری بائیس تیس سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض غیر ممالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پائے جاتے ہیں۔ گویا ان لوگوں نے اسلام کا مغز اور عطر لڑائی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے۔ افسوس کہ یہ عیب غلط کار مسلمانوں میں اب تک موجود ہے۔ جس کی اصلاح کے لئے میں نے پچاس ہزار سے کچھ زیادہ اپنے رسالے اور مبسوط کتابیں اور اشتہارات اس ملک اور غیر ملکوں میں شائع کئے ہیں اور امید رکھتا ہوں کہ جلد تر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اس عیب سے مسلمانوں کا دامن پاک ہو جائے گا۔ دوسرا عیب ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسے خونی مسیح اور خونی مہدی کے منتظر ہیں جو ان کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دے گا۔“

(ستارہ قیصر یہ ص ۹، ۱۰، خزائن ج ۱۵ ص ۱۲۰، ۱۲۱)

”اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کا مذہبی تعصب ان کے عدل و انصاف پر غالب آ گیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جہالت سے ایک ایسے خون خوار مہدی کی انتظار میں ہیں کہ گویا وہ زمین کو مٹا لہفوں کے خون سے سرخ کر دے گا اور نہ صرف یہی بدیہہ یہ بھی ان کا خیال ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی آسمان سے اس غرض سے اتریں گے کہ جو مہدی کے ہاتھ سے یہود و نصاریٰ زندہ رہ گئے ہیں ان کے خون سے بھی زمین پر ایک دریا بہا دیں گے۔“

”بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں اس مضمون کی بابت..... اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھیجے اور بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی عملداری کو دوسری عملداریوں پر کیوں ترجیح دی۔“

”ان لوگوں (مسلمانوں) کے مخفی اعتقاد اگر دیکھنے ہوں تو صدیق حسن کی کتابیں دیکھنی چاہئیں۔ جن میں وہ نعوذ باللہ! ملکہ معظمہ کو بھی مہدی کے سامنے پیش کرتا ہے اور نہایت برے اور گستاخی کے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ جن کو ہم کسی طرح اس جگہ نقل نہ نہیں کر سکتے۔ جو

۱۔ نعوذ باللہ کا لفظ قابل غور ہے گویا ایسا خیال کرنا بھی یا ایسے خیال کو بھی نقل کرنا اللہ کا غضب لاتا ہے۔ مرزائیوں کے نزدیک یہ کلمہ کفر کا ہوگا۔ (مؤلف)

۲۔ ہاں رب لندن کی توہین کے ذکر سے کلیجہ شق ہوتا ہوگا۔ مگر کتاب البریہ میں عیسائیوں اور آریوں کے وہ تمام کبواس اور گالیاں جو انہوں نے اپنی تصانیف میں اسلام اور داعی اسلام ﷺ کو دی ہیں۔ بغیر نعوذ باللہ کہئے نہایت بے حیائی سے نقل کر دی ہیں۔ مؤلف

آ کر مجھ کو گالیاں دیں کہ یہ شخص سلطنت کو قصور وار ٹھہراتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس رنہ صرف اختلاف اعتقاد کی وجہ سے بلکہ کائنات کا نشانہ بن رہا ہے کیا اس کی نسبت یہ ظن ایک ایسی واضح تھی کہ ایک بڑے سے بڑے تلمیذ میری نسبت بیان کرنا پڑا۔ کہ یہ سرکار (کتاب البریہ ص ۹، ۱۰، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۹) بات پر بھی زور دیا ہے کہ جو کچھ نادان سچے مذہب کے لئے دوسرے رنگ میں خونی مسیح کے منتظر تھے اور نیز ایک خونی طرناک ہیں کہ ایک مفتری کا ذب مہدی کیونکہ مسلمانوں میں اب تک یہ خاصیت کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ شاید وہ ایسی یہ غلط خیالات دور ہوں۔ اس لئے مجھے ہر فرمایا کہ کسی خونی مہدی یا خونی مسیح کا میں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ خبر لائیں ہے..... اس وقت سے یہ نادان رنہ ٹھہراتے ہیں۔ عجب بات یہ ہے کہ

ریہ ص ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳

چاہے ان کی کتابوں کو دیکھ لے یہ وہی صدیق حسن ہے۔ جس کو محمد حسین نے مجذذ بنایا ہوا تھا۔ بھلا کیونکر اور کس طرح سے اپنے مجدد سے ان کی رائے الگ ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ اب ان کی مناقض کتابیں جو گورنمنٹ کے سامنے کچھ بیان ہیں اور اپنے بھائیوں کے ساتھ اندرون حجرے کچھ بیان یہ ان کے منافقانہ طریق کو ثابت کر رہی ہیں اور منافق خدا کے نزدیک بھی ذلیل ہوتا ہے اور مخلوق کے نزدیک بھی یہی لوگ درحقیقت مشکلات میں ہیں۔ ان کے تو کئی عقیدے گورنمنٹ کے مصالح کے برخلاف ہیں۔ اب اگر منافقانہ طریق اختیار نہ کریں تو کیا کریں۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۴، ۱۴۵)

”بار بار اصرار ان (علماء) کا اسی بات پر ہوتا ہے کہ یہ ملک دارالحرب ہے اور اپنے دلوں میں جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔ جو شخص اس عقیدہ جہاد کو نہ مانتا ہو اور اس کے برخلاف ہو۔ اس کا نام دجال رکھتے ہیں اور واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ میں بھی مدت سے اس فتویٰ کے نیچے ہوں اور مجھے جو اس ملک کے بعض مولویوں نے دجال اور کافر قرار دیا اور گورنمنٹ برطانیہ کے قانون سے بھی بے خوف ہو کر میری نسبت ایک چھپا ہوا فتویٰ شائع کیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اور اس کا مال لوٹنا بلکہ عورتوں کو نکال کر لے جانا بڑے ثواب کا موجب ہے۔ اس کا سبب کیا؟۔ یہی تو تھا کہ میرا مسیح موعود ہونا اور ان کے جہادی مسائل کے مخالف و عطف کرنا اور ان کے خونی مسیح اور خونی مہدی کے آنے کو جس پر ان کو لوٹ مار کی بڑی بڑی امیدیں تھیں۔ سراسر باطل ٹھہرانا ان کے غضب اور عداوت کا موجب ہو گیا۔“ (رسالہ جہاد ص ۷، خزائن ج ۷ ص ایضاً)

”اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ مولوی جن کے عقائد میں یہ بات داخل ہے کہ غیر مذہب کے لوگوں اور خاص کر عیسائیوں کو قتل کرنا موجب ثواب عظیم ہے اور اس سے بہشت کی وہ عظیم الشان نعمتیں ملیں گی کہ وہ نہ نماز سے مل سکتیں ہیں۔ نہ حج سے نہ زکوٰۃ سے اور نہ کسی اور نیکی کے کام سے۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ در پردہ عوام الناس کے کان میں ایسے وعظ پہنچاتے رہتے ہیں۔ آخر دن رات ایسے وعظوں کو سن کر ان لوگوں کے دلوں پر جو حیوانات میں اور ان میں کچھ تھوڑا ہی فرق ہے۔ بہت بڑا اثر ہوتا ہے اور وہ درندے ہو جاتے ہیں اور ان میں ایک ذرہ رحم باقی نہیں رہتا اور ایسی بے رحمی سے خنزیریاں کرتے ہیں۔ جن سے بدن کا نپتا ہے اور اگر چہ سرحدی اور افغانی ملکوں میں اس قسم کے مولوی بکثرت بھرے پڑے ہیں۔ جو ایسے ایسے وعظ کیا کرتے ہیں۔ مگر میری رائے تو یہ ہے کہ پنجاب اور ہندوستان بھی ایسے

۱۔ جھوٹ اور افتراء کیا کوئی مرزائی ان الفاظ میں چھپا ہوا فتویٰ دے سکتا ہے۔ مولف

کو محمد حسین نے مجذوب بنایا ہوا تھا۔ بھلا
نہ ہے۔۔۔۔۔ اب ان کی متناقض کتابیں
ساتھ اندرون حجرے کچھ بیان یہ ان
بلکہ بھی ذلیل ہوتا ہے اور مخلوق کے
کوئی عقیدے گورنمنٹ کے مصالح
کریں۔“

ہمدی ص ۳۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۳، ۱۴۵
کہ یہ ملک دار الحرب ہے اور اپنے
نہ مانتا ہو اور اس کے برخلاف ہو۔
چنانچہ میں بھی مدت سے اس فتویٰ
جال اور کافر قرار دیا اور گورنمنٹ
چھپا ہوا فتویٰ شائع کیا کہ یہ شخص
بڑے ثواب کا موجب ہے۔
دی مسائل کے مخالف و عطف کرنا اور
لی بڑی بڑی امیدیں تھیں۔ سراسر
رسالہ جہاد ص ۷، خزائن ج ۷ ص ۱۵۸
چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ مولوی جن کے
عیسائیوں کو قتل کرنا موجب ثواب
نہ نماز سے مل سکتیں ہیں۔ نہ حج
ہے کہ یہ لوگ درپردہ عوام الناس
منظوں کو نکران لوگوں کے دلوں
ہوتا ہے اور وہ درندے ہو جاتے
نویزیں کرتے ہیں۔ جن سے
لوہی بکثرت بھرے پڑے ہیں۔
اور ہندوستان بھی ایسے
موافقی دے سکتا ہے۔ مولف

مولویوں سے خالی نہیں۔ اگر گورنمنٹ عالیہ نے یہ یقین کر لیا ہے کہ اس ملک کے تمام مولوی اس
قسم کے خیالات سے پاک اور مبرا ہیں تو یہ یقین بے شک لے نظر ثانی کے لائق ہے۔ میرے
نزدیک اکثر مسجد نشین نادان مغلوب الغضب ملا ایسے ہیں کہ ان گندہ خیالات سے بری نہیں
ہیں۔۔۔۔۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ گورنمنٹ کے احسانات کو فراموش کر کے اس عادل گورنمنٹ
کے چھپے ہوئے دشمن ہیں۔“ (رسالہ جہاد ص ۱۹، ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۱۵۸)
”بعض مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ بجائے اس کے وہ اپنے دشمنوں سے پیار کریں۔
ناحق ایک قابل شرم مذہبی بہانہ سدا لیے لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں۔“

(رسالہ جہاد کا ضمیر بنام وائیسر اے ص ۲۵، خزائن ج ۷ ص ۱۵۸)
”گورنمنٹ کے یہ سلوک اور احسان میں مسلمانوں کی طرف سے اس کا عوض یہ دیا جاتا
ہے کہ ناسحق بے گناہ بے قصور ان حکام کو قتل کر دیتے ہیں۔ جو دن رات انصاف کی پابندی سے ملک
کی خدمت میں مشغول ہیں۔“ (ضمیر رسالہ جہاد بنام وائیسر اے ص ۲۴، خزائن ج ۷ ص ۱۵۸)
متضاد دعاوی

شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرھا

- ۱۔۔۔۔۔ مجدد۔ (اشتہار براہین احمدیہ، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۴)
- ۲۔۔۔۔۔ محدث۔ (ازالہ اوہام ص ۳۴۰، ۳۴۱، خزائن ج ۳ ص ۲۸، ۲۹، ۳۰)
- ۳۔۔۔۔۔ مہدی آخر الزمان۔ (ازالہ اوہام ص ۵۷، ۵۸، خزائن ج ۳ ص ۳۰۹، ۳۱۰)
- ۴۔۔۔۔۔ مسیح موعود۔ (ازالہ اوہام ص ۳۹، ۴۰، ۴۱، خزائن ج ۳ ص ۲۳۱، ۲۳۲)
- ۵۔۔۔۔۔ امام الزمان۔ (ضرورۃ الامام ص ۴، خزائن ج ۳ ص ۶۷، ۶۸)
- ۶۔۔۔۔۔ نبی۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ص ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶)
- ۷۔۔۔۔۔ خدا کے لئے بمنزلہ بیٹا ہونے کے۔ (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۴ ص ۸۹)

۱۔ کیا چشم فلک نے اس سے بڑھ کر اپنی قوم سے غداری کی مثال پیش کی ہے۔ اس
بظاہر ٹوڈی اعظم اور جاسوس اعظم بلکہ درپردہ برطانیہ کے سب سے بڑے دشمن کا بس چلتا تو ایک
مسلمان بھی زندہ نظر نہ آتا۔ تمام علماء کو پھانسی دی جاتی۔ تب اسے صبر و قرار حاصل ہوتا۔ غدر کے
بعد سے اب تک حکومت برطانیہ کی بند و نواز پالیسی اور مسلمانوں کو ہر میدان میں ٹھکرا دینے کی ذمہ
داری اسی (مرزا قادیانی) پر عائد ہوتی ہے۔ اب تک انگریزوں کے دل مسلمانوں سے صاف نہیں
ہوئے۔ مسلمانوں کی ہر طرح کی بربادی کا ذمہ داری حسن بن صباح ثانی ہوا ہے۔ (مولف)

- ۸..... اللہ تعالیٰ کے پانی (نطفہ) سے۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۳۷، خزائن ج ۱ ص ۳۸۵)
- ۹..... میں نے خواب میں دیکھا کہ ہو بہو اللہ ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ (آئینہ کمال ص ۵۶۲، خزائن ج ۵ ص ایضاً)
- ۱۰..... خدا کہتا ہے اے مرزا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ (تذکرہ ص ۲۲۲)
- ۱۱..... میں نفع صور ہوں۔ (شہادۃ القرآن ص ۶۲، خزائن ج ۶ ص ۳۶۰)
- ۱۲..... امین الملک بے سنگھ بہادر۔ (البشری ص ۱۱۸، تذکرہ ص ۶۷۲)
- ۱۳..... رودر گوپال کرشن (لیکچر سیکلٹ ص ۳۴، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۹)
- ۱۴..... آریوں کا بادشاہ۔ (تذکرہ ص ۳۸۱)
- ۱۵..... حجر اسود منم۔ (تذکرہ ص ۳۶)
- ۱۶..... منم محمد۔ (تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۶)
- ۱۷..... احمد۔ (تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۶)
- ۱۸..... منم کلیم خدا۔ (تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۶)
- ۱۹..... میں کبھی موسیٰ۔ (حقیقت الوحی ص ۷۳، حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)
- ۲۰..... کبھی یعقوب ہوں۔ (نزل المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۷۷۷)
- ۲۱..... آدم نیز احمد مختار۔ (ازالہ اوہام ص ۹، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۴۱)
- ۲۲..... دربرم جامہ ہمد ابرار۔ (شہادۃ القرآن ص ۲۴، خزائن ج ۶ ص ۳۲۰)
- ۲۳..... حارث احراث۔ (تذکرہ ص ۳۸۴)
- ۲۴..... مرسل۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۲۵، حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۴۱۳)
- ۲۵..... حارث حراث۔ (تذکرہ ص ۱۰۵)
- ۲۶..... سلیمان۔ (تذکرہ ص ۲۰۳)
- ۲۷..... میکائیل۔ (تذکرہ ص ۵۲۷)
- ۲۸..... فیک مادۃ فاروقیتہ۔ (ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)
- ۲۹..... کن فیکوئی اختیارات کا مالک۔ (تذکرہ ص ۱۹۲)
- ۳۰..... ابراہیم۔ ۳۱..... خاکسار، پیپر منٹ۔ (تذکرہ ص ۱۹۲)
- ۳۱..... مغیل مسیح۔ (ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)
- ۳۲..... میں نور ہوں، مجدد مامور ہوں۔

- ۳۴..... منصور ہوں
- ۳۵..... میں معزز ہو
- ۳۶..... اور روح جو
- ۳۷..... اور سورج ہو
- ۳۸..... میرا قدم ایک
- ۳۹..... برہمن اوتار
- ۴۰..... شر خدا
- ۴۱..... مصلح
- ۴۲..... مستقل تشر
- ۴۳..... تمام انبیاء
- ۴۴..... میں شیث
- ۴۷..... میں اسماعیل
- (حقیقہ)
- ۴۹..... میں یوسف
- ۵۰..... پہلے خدا
- ۵۱..... خدا نے
- نوٹ: م
- مریم۔ یہ استقلال
- مرزا قادیانی کا دعویٰ
- نبی کے پیروں میں
- مرنے کے بعد آج
- صرف مرزا قادیانی
- کثرت سے ہیں کہ
- عزت ایسی نہیں۔

(اربعین نمبر ۲ ص ۳۷، خزائن ج ۷ ص ۳۸۵)
اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔

(آئینہ کائنات ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ایضاً)
تجھے سے ہوں۔ (تذکرہ ص ۲۲۲)

(شہادۃ القرآن ص ۶۴، خزائن ج ۶ ص ۳۶۰)
(البشری ص ۱۱۸، تذکرہ ص ۶۷۷)

(پیکچر یا لکھوت ص ۳۴، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۹)
(تذکرہ ص ۳۸۱)

(تذکرہ ص ۳۶)
(تذکرہ ص ۳۶)

(تربیۃ القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۶)
(تربیۃ القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۶)

(تربیۃ القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۶)
(حقیقت الوحی ص ۷۳، حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)
(ازالہ ابہام ص ۷۹، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۴۱)

(شہادۃ القرآن ص ۲۴، خزائن ج ۶ ص ۳۲۰)
(تذکرہ ص ۳۸۴)

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۵، حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۳۱۳)
(تذکرہ ص ۱۰۵)

(تذکرہ ص ۲۰۳)
(تذکرہ ص ۵۴۷)

(ازالہ ابہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

۳۴ منصور ہوں، مہدی معبود اور مسیح موعود ہوں۔ مجھے کسی کے ساتھ قیاس مت کرو۔
۳۵ میں معزز ہوں۔ جس کے ساتھ چھلکا نہیں۔

۳۶ اور روح جس کے ساتھ نہیں۔
۳۷ اور سورج ہوں جو کا دھواں نہیں چھپا سکتا۔

۳۸ میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے۔ جس پر ہر ایک بلندی ختم کر دی گئی ہے۔
(خطبہ الہامیہ ص ۵۳ تا ۵۴، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

۳۹ برہمن اوتار۔ (البشری ج دوم ص ۱۱۶، تذکرہ ص ۶۵۳)
۴۰ شیر خدا۔ (البشری ص ۱۱۸، تذکرہ ص ۶۷۷)

۴۱ مصلح۔ (مقدمہ برائین ص ۱۲۷، خزائن ج ۱ ص ۱۲۱)
۴۲ مستقل تشریحی نبی۔ (اربعین نمبر ۲ ص ۶، خزائن ج ۷ ص ۲۳۵)

۴۳ تمام انبیاء سابقین سے افضل۔ (تبرہ حقیقت الوحی ص ۱۳۶، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۴)
۴۴ میں شیث ہوں۔ ۴۵ میں نوح ہوں۔ ۴۶ میں اسحاق ہوں۔

۴۷ میں اسماعیل ہوں۔ ۴۸ میں داؤد ہوں۔
(حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶، حاشیہ، نزول مسیح ص ۴، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۲، ملاحظہ)

۴۹ میں یوسف ہوں۔ (خزائن ج ۲۲ ص ۷۶، ملاحظہ)
۵۰ پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا۔ (حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۵، حاشیہ)

۵۱ خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔
(اربعین نمبر ۲ ص ۱۵، خزائن ج ۷ ص ۲۳۵، حاشیہ)

نوٹ: مولوی محمد بشیر کوٹلوی نے خوب لکھا ہے کہ: کبھی احمد، کبھی آدم، کبھی عیسیٰ، کبھی مریم۔ یہ استقلال نہ ہونا ہی جھوٹوں کی نشانی ہے۔ مرزائیوں کے تمام فرقوں کو چیلنج ہے کہ وہ مرزا قادیانی کا دعویٰ متعین کر دیں کہ وہ کون تھے کیا تھے اور ان کا خاص دعویٰ کیا تھا۔ آج تک کسی نبی کے پیروں میں اپنے ہادی کا دعویٰ متعین کرنے میں اختلاف رونما نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد آج تک لاہوری واروپی، قادیانی و گناچوری، تینا پوری، چن بسویشوری وغیرہ۔ وہ صرف مرزا قادیانی کے اصل دعویٰ پر ہی جھگڑ رہے ہیں۔ دراصل مرزا قادیانی کے دعویٰ اس کثرت سے ہیں کہ امت مرزائیہ میں ان کی بناء پر اختلاف کا ہونا لازمی امر تھا۔ دنیا کا کوئی عہدہ یا عزت ایسی نہیں۔ جسے حاصل کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے سعی نہ کی ہو۔

متضاد اقوال

بطور نمونہ چند اقوال ذیل ہیں کہ:

۱۔ مسیح کی قبر کلیل میں ہے۔ (ازالہ ص ۲۷۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلا د شام میں ہے۔

(ست بچن حاشیہ ص ۱۶۴، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے۔

(راز حقیقت ص ۱۹، ۲۰، خزائن ج ۴ ص ۱۷۱، ۱۷۲)

۲۔ دجال دہریہ لوگ ہیں۔ (تحدہ گوڑ ویہ ص ۱۳۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۲۳۳)

باقابل قومیں دجال ہیں اور ریل ان کا گدھا ہے۔ (ازالہ ص ۱۴۶، خزائن ج ۳ ص ۱۷۴)

پادری دجال ہیں۔ (ازالہ ص ۲۲۷، خزائن ج ۳ ص ۴۸۸)

ابن صیاد ہی دجال ہے۔ (ازالہ ص ۲۲۲، خزائن ج ۳ ص ۲۱۱)

۳۔ ”خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ہرگز بدل نہیں سکتا۔“

(کرامات الصادقین ص ۸، خزائن ج ۷ ص ۵۰)

”خدا اپنے خاص بندوں کے لئے اپنا قانون بھی بدل لیتا ہے۔“

(چشمہ معرفت ص ۹۹، خزائن ج ۲۳ ص ۱۰۴)

۴۔ ”مسیح موعود اپنے وقت پر اپنے نشانوں کے ساتھ آ گیا۔“

(ازالہ و بام ص ۴۱۴، خزائن ج ۳ ص ۳۱۵ ملخصاً)

”اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر

بیٹھے ہیں۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگا دے۔

وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔“ (ازالہ ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

”ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آ جائیں۔“

(ازالہ ص ۱۹۹، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

۵۔ ”آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولانا نے نبوت کی شرط نہیں ٹھہرائی۔“

(توضیح المرام ص ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۵۹)

۱۔ کیا یہی وہ حقیقت ہے جو آنحضرت ﷺ پر بقول مرزا منکشف نہ ہوئی تھی اور مرزا پر

موبہو منکشف ہوئی۔ صرف دجال کی حقیقت کے متعلق چار مختلف اقوال مرزا کے موجود ہیں۔

”وہ ابن مریم جو آنے والا ہے کوئی نبی نہیں ہوگا۔“ (ازالہ ص ۲۹۱، خزائن ج ۳ ص ۲۳۹)
 ”جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ چلتا ہے اس کا انہی حدیثوں سے یہ
 نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۹، خزائن ج ۳ ص ۲۳۱)
 مسیح صلیب پر گھنٹہ ڈیز گھنٹہ۔ بلکہ اس سے بھی کم۔

۶۔ (ایام الصلح ص ۱۱۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۱)
 ”صرف دو گھنٹے گزرے تھے۔“ (مسیح ہندوستان میں ص ۲۲، خزائن ج ۳ ص ۲۲۱)
 ”صرف چند منٹ گزرے تھے۔“ (ازالہ ص ۳۸۱، خزائن ج ۳ ص ۲۹۶)
 ”حضرت مسیح کی چڑیاں باوجود یہ کہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرآن کریم سے ثابت
 ہے۔“ (آئینہ کلمات ص ۶۸، خزائن ج ۳ ص ۶۸)
 ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

۸۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰، خزائن ج ۳ ص ۲۵۶، حاشیہ)
 ”سچ صرف یہ ہے کہ یسوع مسیح نے بھی بعض معجزات دکھائے۔“
 (ریویو ج نمبر ۹، جنوری ۱۹۰۲ء ص ۳۳۲)

”مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔“
 (ضمیمہ انجام آئیم ص ۶، خزائن ج ۳ ص ۲۹۰، حاشیہ)
 ”مسیح ابن مریم اس امت کے شمار میں آگئے ہیں۔“

۹۔ (ازالہ ص ۶۲۳، خزائن ج ۳ ص ۳۳۶)
 ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی قرار دینا کفر ہے۔“
 (ضمیمہ براہین حصہ ۵ ص ۱۹۲، خزائن ج ۳ ص ۳۶۳)

۱۰۔ ”حضرت موسیٰ کی اتباع سے ان کی امت میں ہزاروں نبی ہوئے۔“
 (الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء)
 ”نبی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے۔ مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ
 تھا۔“ (حقیقت الوحی ص ۹۷، خزائن ج ۳ ص ۱۰۰، حاشیہ)

تک عشرۃ کاملہ

مرزا قادیانی کی کتب متضاد اور متناقض اقوال سے بھرپور ہیں۔ قارئین اس کتاب میں
 کئی جگہ اس اختلاف کا ملاحظہ کر چکے ہوں گے۔ اب ایسے اقوال کے قائل کے حق میں بھی
 مرزا قادیانی کا فیصلہ سنئے۔

(ازالہ ص ۲۷۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳)

ست بچن حاشیہ ص ۱۶۲، خزائن ج ۳ ص ۳۰۹

حقیقت ص ۲۰۱، خزائن ج ۳ ص ۱۸۲، ۱۷۱

کولڈ ویس ص ۱۲۷، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۳۳

ہے۔ (ازالہ ص ۱۳۶، خزائن ج ۳ ص ۱۷۲)

(ازالہ ص ۲۲۷، خزائن ج ۳ ص ۳۸۸)

(ازالہ ص ۲۲۲، خزائن ج ۳ ص ۲۱۱)

کرامات الصادقین ص ۸، خزائن ج ۳ ص ۵۰

ی بدل لیتا ہے۔“

(چشمہ معرفت ص ۹۶، خزائن ج ۳ ص ۱۰۲)

ہ آ گیا۔“

اوہام ص ۳۱۳، خزائن ج ۳ ص ۳۱۵، ملخصاً

ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر

ں جو شخص یہ الزام میرے پر لگا دے۔

(ازالہ ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

دس ہزار بھی مثیل مسیح آ جائیں۔“

(ازالہ ص ۱۹۹، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

نے نبوت کی شرط نہیں ٹھہرائی۔“

(توضیح المرام ص ۱۷، خزائن ج ۳ ص ۵۹)

ل مرزا مشکشف نہ ہوئی تھی اور مرزا پر

اقوال مرزا کے موجود ہیں۔

”ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے انسان یا پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔“ (ست بجن ص ۳۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳)

”اس شخص کی حالت ایک مجبوط الحواس انسان کی ہے کہ کھلا کھلتا متناقض اپنی کلام میں رکھتا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۸۲، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۱)

”کوئی دانش مند اور قائم الحواس آدمی دوائے متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا۔“ (ازالہ ص ۲۳۹، خزائن ج ۳ ص ۲۲۱)

”جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔“ (ضمیمہ براہین حصہ ۵ ص ۱۱۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۵)

نشانات صداقت

”مسح موعود کے متعلق جو احادیث میں آیا ہے کہ ان پر ہر دو چادریں ہوں گی۔ ان سے مراد حسب تاویل تعبیر خواب دو بیماریاں ہیں۔ جو بندہ میں موجود ہیں۔ دوران سرور کثرت پیشاب مؤخر الذکر اس شدت سے ہے کہ رات کو سو سو دفعہ پیشاب کرتا ہوں۔ اس کی وجہ سے نفقان اور ضعف قلب اس قدر ہے کہ ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر قدم رکھتا ہوں۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ میں اب مرا کہ مرا۔ اب جس شخص کو ہر وقت خوف جان لاحق ہو اور موت سامنے نظر آرہی ہو۔ اس کو کب جرات ہو سکتی ہے کہ خدائے لم یزل کی نسبت افترا پر دازی سے کام لے۔ ذاکروں نے تسلیم کیا ہے کہ کثرت پیشاب کا مریض مسلول و مدقوق کی طرح موت کے نزعہ میں پھنسا ہوا ہوتا ہے اور گھل گھل کر اس کا تمام بدن لاغر ہو جاتا ہے۔“

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۷، ۵۴، خزائن ج ۷ ص ۱۷۱)

حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں کہ ”اس کی پیشگوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے۔ قحط پڑیں گے۔ لڑائیاں ہوں گی۔ پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیشگوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے۔ کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸ حاشیہ)

”طاعون میری صداقت کا نشان ہے۔ طاعون میری نصرت کے لئے بھیجی ہے تاکہ نشان پورے ہوں۔“ (براہین احمدیہ پنجم ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)

”سورہ فاتحہ میری صداقت کا نشان ہے۔“

”ایک دفعہ آپ نے اس وقت یہ پیش گوئی پوری ہوئی گئی۔ مسیح علیہ السلام کے وقت کا کارڈوں پر مندرجہ تصویر سے ظاہر ہے۔“

”میری طاقت مردہ میری شادی پر میرے بعض دوا میں میرے منہ میں ڈال کر طاقت میں پچاس پچاس مرد کے

شجاعت مرزا

”جب تک خدا کرے وقوع میں آ ہی نہیں سکتی۔ کبھی کسی اسسٹنٹ کیشنر آ پارلیمنٹ لنڈن اور شہزادہ ولی اشتہار اور خطوط بھیجے گئے۔“

جب گورنمنٹ کی ”میں اس وقت بطور نصیحت طریق سخت گوئی سے اپنے تئیں کے اپنے نیک اخلاق اور درگاہ پر کوئی اشتعال اور کوئی سختی مت

گورنمنٹ کی درخواستوں پر کوئی اندازہ رہے گا کہ ہر کوئی ایسی اندازہ

تیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے
(ست بچن ص ۳۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۳۳)
ان کی ہے کہ کھلا کھلتا قرض اپنی کلام میں رکھتا
(حقیقت الوحی ص ۱۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۱)
ایسے متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا۔

(ازالمص ۲۳۹، خزائن ج ۳ ص ۲۲۱)

”ہے۔“
ضمیمہ براہین حصہ ۵ ص ۱۱۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۵)

یہ ہے کہ ان پر ہر دو چادریں ہوں گی۔ ان
بندہ میں موجود ہیں۔ دوران سر اور کثرت
و دفعہ پیشاب کرتا ہوں۔ اس کی وجہ سے
دوسری سیڑھی پر قدم رکھتا ہوں۔ تو یوں
وقت خوف جان لاحق ہو اور موت سامنے
یزل کی نسبت افترا پردازی سے کام لے۔
ملول و مدقوق کی طرح موت کے نزعہ میں
”ہے۔“

(اربعین نمبر ۳، ص ۴، ۵، خزائن ج ۱ ص ۲۷۱)
”اس کی پیشگوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی
پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے
میشہ زلزلے نہیں آتے۔ کیا ہمیشہ قحط نہیں
پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی
انجام آتھم ص ۴، خزائن ج ۱ ص ۲۸۸ حاشیہ)
ن میری نصرت کے لئے بھیجی ہے تاکہ
براہین احمدیہ ج ۹، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)

۴۴۳

”سورہ فاتحہ میری صداقت کی گواہ ہے۔ کیونکہ اس میں لفظ الحمد ہے۔ جس سے میرا نام
احمد مشتق ہوا ہے۔“

(اعجاز المسیح ص ۱۳۵، خزائن ج ۱ ص ۱۳۹)

”ایک دفعہ آپ نے گرم لقمہ چبایا تھا۔ تو بے ساختہ ران پر ہاتھ مار کر کہا تھا کہ تاشا تو
اس وقت یہ پیش گوئی پوری ہوئی تھی کہ امام مہدی لکنت کی وجہ سے ران پر ہاتھ مار کر کلام کیا کریں
گے۔ مسیح علیہ السلام کے وقت میں شیر اور بکری کا ایک جگہ مل کر پانی پینا۔ انگریزی حکومت کے
کارڈوں پر مندرجہ تصویر سے ظاہر ہے۔“

(کاویہ ج ۱ ص ۳۵۶)

”میری طاقت مردی کا عدم تھی اور پیرانہ سالی رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لئے
میری شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا..... میں نے کشفی طور دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ
دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوائیں نے تیار کی..... اور پھر اپنے تئیں خداداد
طاقت میں پچاس پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا۔“

(تزیان القلوب ص ۷۵، ۷۶، خزائن ج ۱ ص ۲۰۲، ۲۰۳)

شجاعت مرزا

”جب تک خدا کسی کے ساتھ نہ ہو یہ استقامت اور یہ شجاعت اور یہ بذل مال ہرگز
وقع میں آ ہی نہیں سکتی۔ کبھی کسی نے اس زمانہ کے کسی مولوی کو دیکھا یا سنا کہ اس نے دعوت اسلام
کے لئے کسی اسٹنٹ کشنر انگریز کی طرف ہی کوئی خط بھیجا۔ لیکن اس جگہ صرف اس قدر بلکہ
پارلیمنٹ انڈین اور شہزادہ ولی عہد ملکہ معظمہ اور شہزادہ ہسما رک کی خدمت میں بھی دعوت اسلام کے
اشتمار اور خطوط بھیجے گئے۔“

(شہادۃ القرآن ص ۲، خزائن ج ۶ ص ۳۷۰)

جب گورنمنٹ کی طرف سے تنبیہ ہوئی تو سابقہ رویہ چھوڑ کر نصیحت کرنے لگے کہ:
”میں اس وقت بطور نصیحت اپنی جماعت کو خصوصاً اور تمام مسلمانوں کو عموماً کہتا ہوں کہ وہ اس
طریق سخت گوئی سے اپنے تئیں بچاویں اور غیر قوموں کی باتوں پر پورے حوصلہ کے ساتھ صبر کر
کے اپنے نیک اخلاق اور درگزر اور صبر کو گورنمنٹ پر ظاہر کریں..... سو یہی نصیحت ہے کہ اپنے طور
پر کوئی اشتعال اور کوئی سختی مت کرو اور کسی آزار اٹھانے کو وقت حکام سے استغاثہ کرو۔“

(کتاب البریہ ص ۲۷۲، خزائن ج ۱ ص ۳۱۲)

گورنمنٹ کی تنبیہ سے مرعوب ہو کر لکھا کہ: ”آئندہ میں پسند نہیں کرتا کہ ایسی
درخواستوں پر کوئی اندازی پیش گوئی کی جائے۔ بلکہ آئندہ کے لئے ہماری طرف سے یہ اصول
رہے گا کہ ہر کوئی ایسی اندازی پیش گوئیوں کے لئے درخواست کرے تو اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں

کی جائے گی۔ جب تک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب بمسٹرٹ ضلع کی طرف سے پیش نہ کرے۔“ (کتاب البریہ، اشتہار واجب الاظہار ص ۱۱، خزائن ج ۱۳ ص ۱۱)

”میں اپنی جماعت کو چند لفظ بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقویٰ پر پنجہ مار کر یا وہ گوئی نہ کریں اور گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں نہ دیں۔“ (راز حقیقت ص ۱۳۲ ج ۱ ص ۱۵۳)

”ہم نے صاحبِ وِپنی کشف کے سامنے یہ عہد کر لیا ہے کہ ہم آئندہ سخت الفاظ سے کام نہ لیں گے۔“ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحبِ گولڑوی مدظلہ العالی کو خود ہی لاہور میں مقابلہ کی

دعوت دی۔ جب پیر صاحب لاہور میں پہنچ گئے تو مرزا قادیالی مقابلہ میں نہ آئے اور اشتہار دیا کہ میں ”بہر حال لاہور پہنچ جاتا۔۔۔ مگر میں نے سنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے

ساتھ ہیں اور ایسا ہی اہل ہور میں لمبیہ اور مسفلہ صبح لوک غلی نوچوں میں گالیاں دیتے پھرتے ہیں۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۵۰)

مرد و دوسری طرف ہے یہیں کہ نبھی اہام ہوا کہ: واللہ یعصمک من الناس خدا تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ (تذکرہ ص ۲۸۰)

ثبوت ملتا ہے اور اپنے آپ کو جری اللہ فی حل الانبیاء لکھتے ہیں۔

”جی ایم ویلیوڈگلن صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گوروا سپور کی عدالت سے

کے وہ قتل انگیز سرانجام نہ ملا۔ ظالم کے کھٹکے کا کٹنا نہ ہوا۔ ظالم کے کھٹکے کا کٹنا نہ ہوا۔ ظالم کے کھٹکے کا کٹنا نہ ہوا۔

احمد قادیانی کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ملائم اور مناسبت الفاظ میں اپنی تحریرات استعمال کریں۔ ورنہ بحیثیت صاحبِ مجسمہ بیت ضلع ہم کو مزید کارروائی کرنی پڑے گی۔“

اس کے بعد عادت کی بناء پر مجبور ہو کر مرزا قادیانی سے نہ رہا گیا۔ اس لئے مسٹر ڈوکی

کوئٹہ سٹریٹ بھادر گورڈ اسپور کی عدالت میں مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۹۹ء مرزا غلام احمد قادیانی کو حسب ذیل حلفی اقرار نامہ داخل کرنے پر مجبور کیا گیا۔

میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو بخضور خداوند تعالیٰ حاضر جان کر باقرار صالح

اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ:-

میر

طور سے حقارت (ذلت)

اجتناب کروں گا۔

.....

دعا کی جائے کہ کسی شخص کو

مور و عتاب الہی ہے۔ یہ ظا

.....

(ذلیل) ہونا یا مور و غتاب

.....

کسی دوست یا پیرو کے خلاف

ورد پہنچے... میں افرار لڑنے

کے الفاظ استعمال کروں۔

خانہ دہلی رشتہ داروں کے لیے

1950

مقابلہ کے لئے باؤں۔

کے اُشیگ اُکے

نوی پسیلوی بریں۔ (۱۰۰)

محرم ۱۲۸۰ قمری

نامم : انعام احمد اعظمی

بنام خداوند بخشنده مهربان

مرزا فی سوانح

مین پھر

قصیب ہوئی : کل سے ا

نوٹ: اثر

اور شجاعت و غیرہ کی طرف

ثریت ضلع کی طرف سے پیش نہ
 ص ۱۱، خزائن ج ۱۳ ص ۱۱)
 وہ طریق تقویٰ پر پختہ مار کر یا وہ
 از حقیقت ص ۱، خزائن ج ۱۳ ص ۱۵۳)
 کہ ہم آئندہ سخت الفاظ سے کام
 نالی کو خود ہی لاہور میں مقابلہ کی
 بلہ میں نہ آئے اور اشتہار دیا کہ
 کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے
 گالیاں دیتے پھرتے ہیں۔“
 (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۵۰)
 ۹. يعصمك من الناس “خدا
 (تذکرہ ص ۲۸۰)
 لہام کی صداقت پر عدم ایمان کا
 ہیں۔

گورداسپور کی عدالت سے
 مرزا غلام احمد ساکن قادیان
 فی ہیں ان سے واضح ہوتا ہے
 کر رکھا ہے۔ پس مرزا غلام
 ریات استعمال کریں۔ ورنہ

۲۲، خزائن ج ۱۳ ص ۳۰۲، ۳۰۱)
 رہا گیا۔ اس لئے مسٹر ڈوکی
 ۱۸۹۹ء مرزا غلام احمد قادیانی

حاضر جان کر باقرار صالح

اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ:-

۱..... میں ایسی پیش گوئی جس سے کسی شخص کی تحقیر (ذلت) کی جائے یا مناسب
 طور سے حقارت (ذلت) سمجھی جائے۔ یا خداوند تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد ہوشائع کرنے سے
 اجتناب کروں گا۔

۲..... میں اس سے بھی اجتناب کروں گا۔ شائع کرنے سے کہ خدا کی درگاہ میں
 دعا کی جائے کہ کسی شخص کو تحقیر (ذلیل) کرنے کے واسطے جس سے ایسا نشان ظاہر ہو کہ وہ شخص
 مورد عتاب الہی ہے۔ یہ ظاہر کرے کہ مباحثہ مذہبی میں کون صادق اور کون کاذب ہے۔

۳..... میں ایسے الہام کی اشاعت سے بھی پرہیز کروں گا۔ کہ جس شخص کا حقیر
 (ذلیل) ہونا یا مورد عتاب الہی ہونا ظاہر ہو یا ایسے اظہار کے وجوہ پائے جائیں۔

۴..... میں اجتناب کروں گا۔ ایسے مباحثہ میں مولوی ابوسعید محمد حسین یا اس کے
 کسی دوست یا پیرو کے خلاف گالی گلوچ کا مضمون یا تصویر لکھوں یا شائع کروں۔ جس سے اس کو
 درد پہنچے..... میں اقرار کرتا ہوں کہ اس کے یا اس کے کسی دوست یا پیرو کے برخلاف..... اس قسم
 کے الفاظ استعمال کروں۔ جیسا کہ دجال، کافر، کاذب، بطلانی میں کبھی اس کی آزادانہ زندگی یا
 خاندانی رشتہ داروں کے برخلاف کچھ شائع نہ کروں گا جس سے اس کو آزار پہنچے۔

۵..... میں اجتناب کروں گا۔ مولوی ابوسعید محمد حسین یا اس کے دوست یا پیرو کو
 مبالغہ کے لئے باؤں۔ اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے کہ مباحثہ میں کون صادق اور کون کاذب
 ہے۔ نہ میں اس محمد حسین یا اس کے دوست یا پیرو کو اس بات کے لئے باؤں گا کہ وہ کسی کے متعلق
 کوئی پیشگوئی کریں۔ (دستخط مرزا غلام احمد قادیانی بقلم خود)

(بمقدمہ فوجداری اجلاس مسٹر جے ایم ڈوکی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ڈسٹرکٹ
 مجسٹریٹ ضلع گورداسپور فیصلہ ۲۵ فروری ۱۸۹۹ء نمبر بستہ قادیان نمبر مقدمہ ۱/۳ سرکار دولتمدار
 بنام مرزا غلام احمد ساکن قادیان)

مرزا کی فتوحات

”عین یکبری میں اسے کرسی مانگنے پر اسے (مولوی حسین بٹالوی کو) وہ ذلت اس کے
 نصیب ہوئی جس سے ایک شریف آدمی مارے ندامت کے مر سکتا ہے۔ یہ ایک صادق کی ذلت

نوٹ: اقرار نامہ ایک ایک لفظ غور سے پڑھ کر مرزا قادیانی کے اعتقاد علی اللہ! توکل
 اور شجاعت وغیرہ کی خفت اور صداقت کے نشانات کا مطالعہ کریں۔

چاہنے کا نتیجہ ہے۔ کرسی کی درخواست پر صاحبِ ذی پٹی کمشنر بہادر نے جھڑکیاں دیں اور کہا کہ کرسی نہ بھی تجھ کو ملی اور نہ تیرے باپ کو اور جھڑک کر پیچھے ہٹایا اور کہا کہ سیدھا کھڑا ہو جا اور اس پر موت پر موت یہ ہوئی کہ ان جھڑکیوں کے وقت یہ عاجز صاحبِ ذی پٹی کمشنر کے قریب ہی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جس کی ذلت دیکھنے کے لئے وہ آیا تھا اور مجھے کچھ ضرورت نہیں کہ اس واقعہ کو ۱ بار بار لکھوں کچہری کے افسر موجود ہیں اور ان کا عملہ موجود ہے۔ ان سے پوچھنے والے پوچھ لیں۔“

(ضرورۃ الامام ص ۴۱، خزائن ج ۳ ص ۵۱۲)

”مخالفوں کی بدظنی اور شتاب کاری سے ایک دوسری شکست بھی ان کو نصیب ہوئی اور وہ یہ کہ راقم سے ایک صد ستاسی روپے آٹھ پیسے انکم ٹیکس شخص ہو کر اس کا مطالبہ ہوا..... سو اس نے ان تیرہ خیالات لوگوں کی یہ مراد بھی پوری نہ ہونے دی اور بعد تحقیقات کامل..... انکم ٹیکس ۲ معاف کیا گیا۔“

(ضرورۃ الامام ص ۳۵، خزائن ج ۳ ص ۵۰۶)

نوٹ: مرزا قادیانی نے انجامِ آتھم و دیگر کتب میں اپنی ایک اور فتح کا بھی شد و مد سے ذکر کیا ہے کہ صوفی عبدالحق غزنوی، مرزا قادیانی سے مباہلہ کرنے کے بعد خدائی غضب کا اس مورد بنا کہ اس نے ایک بیوہ عورت سے شادی کی اور اسے کسی کنواری لڑکی سے نکاح کرنے کا موقع نہ ملا۔ مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں خداتعالیٰ سے دعا کی کہ ”اے خدا تیرہ مہینوں کے اندر شیخ محمد حسین بنالوی اور جعفر زلی اور تبتی کو ذلت کی مار سے دنیا میں رسوا کر۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۶۰) تیرہ ماہ کے اندر ہی مولوی محمد حسین صاحب کو گورنمنٹ کی طرف سے مر بے مل گئے اور ہر سدا صحاب کی کسی قسم کی ذلت نہ ہوئی۔ تو مرزا قادیانی نے ۱۷ نومبر ۱۸۹۹ء میں اشتہار دیا کہ مولوی محمد حسین کو ذلت کی مار پڑ گئی۔ کیونکہ اس کو زمین مل گئی یہ بھی ذلت ہے۔

۱۔ آپ کیوں نہ بار بار لکھیں۔ زندگی بھر میں یہ موقع ملا اور اپنے سفیر خدا سے ایک جھڑک مولوی صاحب کو دلو کر اپنے خیالات میں اینٹورپ فتح کر لیا۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتبوں میں کئی جگہ اپنی اس عظیم الشان فتح کا ذکر کیا ہے۔ قارئین اس مرزا قادیانی کا سفلہ انحصار اور سفلہ مزاج ہونا معلوم کر سکتے ہیں۔ (مؤلف)

۲۔ دوسری فتح عظیم کو خاص عنوان اور خاص شان سے بعنوان انکم ٹیکس اور تازہ نشان پز اس نے شائع کیا تھا۔ ایسے نشان دیکھ کر مرزائیوں نے مرزا کو نبی تسلیم کیا۔

بریں عقل و دانش ببايد گرونیست

۳۔ مرزا قادیانی کئی پشت سے زمیندار تھے۔ پس اپنے قول سے ہمیشہ سے ذلیل چلے آتے تھے۔

کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جو کہ تبتی اور جعفر زلی بوجہ اطلاع عدم ایفاء عہد

براہین

۱۔ قیمت لوگوں سے سب کی سب

طبع ہوئیں۔ اس کے بعد یہ ج

طرح دنیا کی نظر میں گندم نما جو

۲۔ ایک

کے لئے چندہ جمع کیا۔ مگر نہ

۳۔ (جگہ)

کی تاریخ سے ہزارے موت

ذلیل کیا جائے۔ روسیہ کیاد

وغیرہ وغیرہ مگر آتھم میعاد

پورا نہ کیا اور گھر سے باہر

میں ڈال کر چھائی پر لٹک جا

مگر

۴۔ (خ)

پانچ سو روپیہ شائع کیا۔ جس

معمور یا نبی یا رسول ہونے

پانچ سو روپیہ انعام دیا جا

رسالہ قطع الوتین شائع کیا

سے ۲۳ برس دعویٰ کر۔

۵۔

روپیہ کا دعویٰ پیش دیا۔

کولتار زانی میں برس۔

کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں کھیتی کے آلات داخل ہوں وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔ نیز کہنا کہ تبتی اور جعفر زلی بوجہ اطلاع بنالوی اس ذلت میں شریک ہیں۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱۵) عدم ایفاء عہد

۱۔ براہین احمدیہ کے متعلق بیان کیا کہ کتاب ۳۰۰ جزو تک پہنچ گئی ہے۔ پیشگی قیمت لوگوں سے صاحب کی مسلمانوں نے چندے دیئے۔ مگر ۵۰ جلدوں کی بجائے صرف ۵ جلدیں طبع ہوئیں۔ اس کے بعد یہ جلدیں کئی دفعہ طبع ہوئی۔ مگر مرزا قادیانی اشتہاری کتب فروشوں کی طرح دنیا کی نظر میں گندم نما جو فروش ہی ثابت ہوئے۔

۲۔ ایک رسالہ ماہوار قرآنی طاقوں کا جلوہ گاہ اور تفسیر کتاب عزیز چھپوانے کے لئے چندہ جمع کیا۔ مگر نہ رسالہ ماہوار نکلا اور نہ ہی تفسیر شائع ہوئی۔

۳۔ (جنگ مقدس ص ۲۱۱، خزائن ج ۶ ص ۲۹۳) پر لکھا ”آتھم چندرہ ماہ کے اندر آج کی تاریخ سے ہزارے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ روسیہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسد ڈال دیا جائے اور مجھے پھانسی دیا جائے۔“ وغیرہ وغیرہ مگر آتھم میعاد میں نہ مرا، نہ سنا ہے کہ عیسائی رسد لے کر گئے۔ مگر مرزا قادیانی نے وعدہ پورا نہ کیا اور گھر سے باہر نہ نکلے۔ انہیں چاہئے تھا کہ وعدہ کے مطابق خوشی سے رسد اپنے گلے میں ڈال کر پھانسی پر لٹک جاتے تاکہ مخلوق خدا ان کے دام فریب سے آزاد ہوئی۔

مگر شرم چہ شی است کہ پیش مرزا اید

۴۔ (ضمیمہ تجذو کوڑویہ ص ۴۲، خزائن ج ۷ ص ۴۱، ۴۰) کے ساتھ ایک اشتہار انعامی پانچ سو روپیہ شائع کیا۔ جس میں یہ لکھا کہ: ”اگر کوئی ایسی مضرتوں کا ثبوت دے گا جس نے خدا کا معصوم یا نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور اس دعوے کے بعد ۲۳ برس جیتا رہا ہو۔ تو اس کو مبلغ پانچ سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔“ اس کے جواب میں حافظ محمد یوسف صاحب ضلع دارنہر نے رسالہ قطع الوتین شائع کیا۔ جس میں ایک چھوڑکئی ایسے کاذب مدعیان نبوت پیش کئے جو طبعی موت سے ۲۳ برس دعویٰ کرنے کے بعد مرے۔ مگر مرزا قادیانی نے وعدہ پورا نہ کیا اور انعام نہ دیا۔

۵۔ (ازالہ ابہام ص ۹۱۹، خزائن ج ۳ ص ۶۰۳) میں لفظ توفی کے متعلق ایک ہزار روپیہ کا انعامی پیش کیا۔ علماء نے جوابات بھی دیئے خصوصاً مولانا ابوالقاسم محمد حسین صاحب کولہا زوی ثنی برس سے اس رقم کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ مگر مرزائی حلقوں میں برابر سناٹا تاری ہے۔

ن کشر بہادر نے جھڑکیاں دیں اور کہا کہ کرسی بنایا اور کہا کہ سیدھا کھڑا ہو جا اور اس پر موت حب ذپئی کشر کے قریب ہی کرسی پر بیٹھا ہوا کچھ ضرورت نہیں کہ اس واقعہ کو ۱ بار بار ہے۔ ان سے پوچھنے والے پوچھ لیں۔“

(ضرورۃ الامام ص ۴۱، خزائن ج ۳ ص ۵۱۲) ایک دوسری شکست بھی ان کو نصیب ہوئی اور اس شخص ہو کر اس کا مطالبہ ہوا..... سو اس نے کی اور بعد تحقیقات کامل..... انکم ٹیکس ۲ معاف

(ضرورۃ الامام ص ۳۵، خزائن ج ۳ ص ۵۰۶) رکتب میں اپنی ایک اور فتح کا بھی شد و مد سے

مقابلہ کرنے کے بعد خدائی غضب کا اس مورد کسی کنواری لڑکی سے نکاح کرنے کا موقع نہ

۱۸۹۷ء میں خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ ”اے خدا اور تبتی کو ذلت کی مار سے دنیا میں رسوا کر۔“

محمد حسین صاحب کو گورنمنٹ کی طرف سے ہوئی۔ تو مرزا قادیانی نے ۱۷ دسمبر ۱۸۹۹ء

کیونکہ اس کو زمین مل گئی یہ بھی ذلت مل ہے۔

میں یہ موقع ملا اور اپنے سفیر خدا سے ایک اینٹورپ فتح کر لیا۔ مرزا قادیانی نے اپنی ہے۔ قارئین اس مرزا قادیانی کا سفلہ انحصام

شان سے بعنوان انکم ٹیکس اور تازہ نشان پز مرزا کو نبی تسلیم کیا۔

باید گرنیست اپنے قول سے ہمیشہ سے ذلیل چلے آتے تھے۔

عام حالات

مرزا قادیانی عام طور پر نماز، حج گناہ اور صوم رمضان کے پابند نہ تھے۔ بلکہ اپنی زندگی کے آخری تین سالوں میں بالکل روزہ نہیں رکھا۔

(یہ ۱۶ المہدی حصہ اول ص ۱۶، روایت نمبر ۱۸)

مولوی غدا بخش مرحوم واسطہ امر تسری کا بیان ہے کہ:

تے مرزا جمعہ جماعت کولوں تارک سنیاجاوے

حجرے دیوچہ رہے ہمیشہ مسجد وچہ نہ آوے

(گلر فصل رحمانی ص ۱۵)

مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں کہ: ”اکثر سفر میں نمازوں کو جمع کر لیتے ہوں اور وقت پر نہیں پڑھ سکتا اور مسجدوں میں جانا کراہت سمجھتا ہوں۔“ (فتح الامام ص ۴۱، ۴۰، خزائن ج ۳ ص ۲۵ ملخصاً حاشیہ) مرزا قادیانی کا بدری مرید فشی عبدالعزیز نمبر دار بنالہ اپنی کتاب کاشف اسرار نہانی ص ۸۵ میں لکھتا ہے کہ مرزا قادیانی محض علمائے اسلام کے سب و شتم کے تحریرات کرتے وقت بہتر بہتر نمازیں جمع کر کے ضائع کر دیتے ہیں۔

مریدوں کے اعتراض پر کہا کہ: ”میری طبیعت کی افتاد ایسی واقع ہوئی ہے۔۔۔ کہ افتائے قلب نے ظہر اور عصر کی نمازوں کو جمع کرنے کا مشورہ دیا۔۔۔ ہم اس وقت روحانی جنگ میں مصروف ہیں۔۔۔ پانچوں نمازوں کے جمع کرنے کی راہ کھل گئی ہے۔“

(ملخصاً مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ج ۱ ص ۶۳)

۱۸۹۱ء میں جامع مسجد دہلی میں دوسرے لوگوں نے نماز عصر ادا کی مگر مرزا قادیانی مع اپنے خدام کے علیحدہ بیٹھے رہے۔ مرزا قادیانی نے ماہ رمضان کے دنوں میں بمقام لدھیانہ ایک جلسہ عام میں روزہ توڑ دیا۔ مقامی اخبار نے ان کا لطیفہ ظاہر کیا کہ مرزا قادیانی نے علی الاعلان علماء اسلام کی شکایت کرتے ہوئے کہ ان کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ دریافت کیا کہ کیوں وہ ایسا کرتے ہیں۔ کیا ہم تا اوت قرآن نہیں کرتے یا نماز نہیں پڑھتے یا روزہ نہیں رکھتے۔ لطف یہ کہ مرزا قادیانی ہر دس منٹ کے بعد ایک جرعدودھ کا نوش فرماتے تھے اور ان کے حواری اور مرید بھی بطور تہرک انکا پیسماندہ ایک ایک جرعد پیتے جاتے تھے۔ گویا مرزا کے ساتھ

ان کے مریدوں نے بھی رکھتے۔ سامعین تبسم کو ضبط نہیں کیا۔ یہاں ۹ نومبر کو ایک وسیع نے چاہے نوشی شروع فرمائی (بحوالہ اخبار عام مورخہ ۱۹۰۰ء) کچھوا کر عام شائع نہیں کی، یہود استطاعت ترقی کی قیمت اصل مصارف سے تھے۔ انعامی اشتہار دے تھے۔ آپ سے پہلے لوگ نہیں مولوی محمد بشیر صاحب گئے۔ مولوی محمد حسین ہی جان بچا گئے۔ حضرت مقابلہ کی دعوت دی۔ مرزا قادیانی کوتاہی ہزاروں روپیہ رہتے۔ مجازی اور قادیانی کی کو حوصلہ نہ ہوا اور مرزا مباہلہ امر تسری کی طرف نمونے۔ شائع ہوا عشرت ثابت کی تے حمام، کالی گرم پوتیم کے ذکر کے بعد مرزا سردار دو عالم سید المرزا قادیانی کے دعو

رمضان کے پابند نہ تھے۔ بلکہ اپنی زندگی

(سیرۃ الہدی حصہ اول ص ۱۶، روایت نمبر ۱۸)

ہے کہ:

ن تارك سنیا جاوے

مسجد وچہ نہ آوے

(مکمل فضل رحمانی ص ۱۵)

نمازوں کو جمع کر لیتے ہوں اور وقت پر نہیں

پڑھتا ہوں۔ (مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۵، ملخصاً حاشیہ)

بردار بنالہ اپنی کتاب کا شرف اسرار نہانی

کے سبب دہم کے تحریرات کرتے وقت بہتر

بحث کی افتاد ایسی واقع ہوئی ہے کہ

روہ دیا۔ ہم اس وقت روحانی جنگ میں

لگے ہیں۔“

(ملخصاً مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص ۶۳)

میں نے نماز عصر ادا کی مگر مرزا قادیانی مع

نماز کے دنوں میں بمقام لہھیانہ ایک

ظاہر کیا کہ مرزا قادیانی نے صلی الاعلان

سے خارج ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں۔

ان نہیں کرتے یا نماز نہیں پڑھتے یا روزہ

یک جرم دودھ کا نوش فرماتے تھے اور ان

کو پیتے جاتے تھے۔ گویا مرزا کے ساتھ

ان کے مریدوں نے بھی روزہ نہیں رکھا تھا۔ اس لئے مرزا قادیانی کے اس سوال پر کہ ہم روزہ نہیں

رکھتے۔ سامعین تبسم کو مضطرب نہیں کر سکے۔ وہی اخبار لکھتا ہے کہ امرتسر میں اور بھی درگت پیش آئی۔

یہاں ۹ نومبر کو ایک وسیع مکان میں آپ کا لیکچر ہوا تھا۔ ابھی آدھ گھنٹہ بھی نہ ہوا تھا کہ مرزا قادیانی

نے چاء نوشی شروع فرمائی۔ لوگوں نے تالیاں پیٹ کر آوازیں دیں کہ روزہ کیوں نہیں رکھا۔

(بحوالہ اخبار عام مورخہ ۷ نومبر ۱۹۰۵، منقول از کتاب فیصلہ عدالت آسمانی) مرزا نے اپنی تصویر

کچھو کر عام شائع میں اور اپنے مریدوں کو دین۔ اس طرح اعلانیہ احکام اسلام کی خلاف ورزی

کی، باوجود استطاعت تمام مہرچ نہیں کیا۔ اپنی کتابوں کے لئے رقم زکوٰۃ طلب کر کے کتابوں کی

قیمت اصل مصارف سے چند چہر چند رکھ کر نفع اپنے صرف میں لاتے رہے۔ کتب فروش ایچھے

تھے۔ انعامی اشتہار دینے اور ناجائز شرائط اپنی طرف سے پیش کرنے کے فن میں یکتا اور موجد

تھے۔ آپ سے پہلے لوگ فلسفہ انعم سے نا آشنا تھے۔ مناظرہ کرنے کی کبھی ہمت نہیں ہوئی۔

مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی سے ایک دفعہ تحریری مناظرہ کیا۔ مگر ناتمام چھوڑ کر قادیان بھاگ

گئے۔ مولوی محمد حسین بناوی سے تحریری مناظرہ پر آمادہ ہوئے۔ مگر ابتدائی شرائط طے کرنے میں

ہی جان بچا گئے۔ حضرت قبلہ سید پیہر علی شاہ صاحب گولڑوی مدظلہ العالی کو تفسیر نوہی کے لئے

مقابلہ کی دعوت دی۔ حضرت مدوح معہ چالیس علمائے کرام لاہور میں رونق افروز ہوئے۔

مرزا قادیانی کو تاریخیں پڑھائیں دی گئیں۔ مگر اسے میدان میں آنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ مرزا کے پاس

ہزاروں روپیہ رہتے تھے۔ مگر کبھی زکوٰۃ دینا ثابت نہیں ہوا۔ چل چلن کے متعلق ایک رسالہ ”عشق

مجازی اور قادیانی کی بوسہ بازی“ مرزا قادیانی کی زندگی میں شائع ہوا۔ اس کا جواب دینے کا کسی

کو حوصلہ نہ ہوا اور مرزا نے اس الزام سے کسی جگہ اپنی بریت ظاہر نہیں کی۔ حال ہی میں انجمن

مبادلہ امرتسر کی طرف سے ایک ٹریکٹ بعنوان ”پنجابی نبی کی درویشیانہ زندگی کے چند دلچسپ

نمونے“ شائع ہوا ہے کہ جس میں مرزا قادیانی کے خطوط سے مرزا کی پر تکلف زندگی اور عیش

و عشرت ثابت کی ہے۔ زیورات، ریشمی کپڑے، جالی کی قمیضوں، کلاک، فینسی اشیاء، تانبے کے

حمام، کالی گرم پوتین، عمدہ بیگنی پان، انگریزی پاخانے، عمدہ بستر اور شاندار خیموں کی فرمائشوں

کے ذکر کے بعد مرزا کے کئی آرزو مفرح منبری، مشک خالص کے درج کیا گیا ہے اور ساتھ ہی

سردار دو عالم سید المرسلین ﷺ کی پاکیزہ اور سادہ زندگی کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ تاکہ لوگوں پر

مرزا کی ناکامی

”اور وہ وقت آتا ہے جگہ قریب ہے کہ زمین پر نہ رام چندر پو جا جائے گا۔ نہ کرشن، نہ حضرت مسیح علیہ السلام۔“

(شہادۃ القرآن ص ۸۵، خزائن ج ۶ ص ۳۸۱)
”میں صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رک سکتا کہ (تفسیر) شائع کرنا میرا کام ہے اور دوسرے سے ہرگز نہ ہوگا۔“

(ازالہ ص ۷۳، خزائن ج ۳ ص ۵۱۷)
”میرا کام جس کے لئے میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسائی پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور تثلیث کی جگہ توحید پھیلاؤں۔ حضور ﷺ کی جلالت دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑہا نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے وہ کام کر دکھلایا جو مسیح یا مہدی نے کرنا تھا تو میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں سچ جھوٹا ہوں۔“

(بدیع ج ۲ نمبر ۲۹، ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء، مکتوبات احمدیہ ج ۶ حصہ اول ص ۱۶۲)
”لک خطاب مع العزۃ۔“ (ضمیمہ تجلہ گولڈیہ ص ۲۵، خزائن ج ۷ ص ۷۷)

۱۔ مرزائی ان الفاظ پر غور کریں اور ہندوؤں کی موجودہ سیاسی و مذہبی ترقی اور بذریعہ شدھی مکانات کو جذب کرنے کے واقعات سے اپنے گورو کی صداقت کا اندازہ کر لیں۔

۲۔ مگر مرزا قادیانی دنیا سے چل بسے اور کوئی تفسیر شائع نہ کر سکے۔

نوٹ: علاوہ ازیں مرزا قادیانی اپنے ہر مقصد و مدعا میں ناکام ہے۔ جس کی تفصیل آگے معلوم ہوگی۔ مثلاً: ۱۔ آئتم میعاد میں نہ مرا۔ ۲۔ محمدی بیگم کے نکاح کی حسرت۔ دل میں رکھے ہی چل بسے۔ ۳۔ ذاکر عبدالحکیم و مولوی ثناء اللہ و حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی مدظلہ العالی و دیگر مخالفین کی زندگی ہی میں مر کر ہلاک ہو گئے۔ ۴۔ مولوی محمد حسین صاحب بنالوی کے مرزائی ہونے کا انتظار کرتے رہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ دریں چہ شک مرزائی زندگی اور اس کی موت کے بعد صلیب کو جس قدر سیاسی غلبہ دنیا میں حاصل ہوا ہے اور عیسائیوں کی تعداد میں حیرت انگیز ترقی مرزا کو جھوٹا کرنے کے لئے کافی ہے۔ ۴۔ خوشامد بھی کی نو ذی بھی بنے۔ مگر خطاب ملنے کی حسرت لے کر دنیا سے چل بسے۔ ۵۔ مرزائی کہے کہ انہیں خطاب حاصل کرنے کا شوق نہ تھا تو اس کا کہنا سراسر غلط ہے۔ انہوں نے اس الہام کو بطور پیشگوئی شائع کیا تھا۔ مرزا قادیانی کو عدالت میں ایک دفعہ حاکم نے کرسی دے دی تھی۔ اس کا ذکر بطور فخر میسوں جگہ اپنی کتابوں میں کیا ہے۔

”عنقریب ہے کہ غریب میں نور توحید لے ڈال دے۔ اور عنقریب انہیں سے اس ملت جائیں گے۔“

”قرآن شریف میں تو میں ایک قوم بن جائیں گی اور“

”قرآن مسیح موعود“
”مسیح موعود کے ذریعہ“

”پس خدا نے تم امت میں سے ایک نائب (م)“

”مجھے اللہ تعالیٰ داخل کرے گا۔“
”پھر بعد اس“

”الہام ہوا جتنا“
”الہام ہوا تیر“

۱۔ مگر ملکہ نے ۲۔ چشمہ معرفہ ۳۔ اہل انصاف غور کریں کہ مرزا کی بتا ۴۔ مرزائیوں کا ۵۔ گمراہی۔

”عنقریب ہے کہ خدا اس ملک (و کنوریہ) نورانی وجہ کے دل اور اس کے شہزادوں کے دلوں میں نور تو حید لے ڈال دے۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ (انگریز) اسلام کے انڈے ہیں اور عنقریب انہیں سے اس ملت کے بچے پیدا ہوں گے اور ان کے منہ الہی دین کی طرف پھیرے جائیں گے۔“

”قرآن شریف میں ہے کہ آخری زمانہ میں قرنا میں آواز بھونکی جائے گی۔ تب سب قومیں ایک قوم بن جائیں گی اور ایک ہی مذہب پر جمع ہو جائیں گی۔“

(چشمہ معرفت ص ۶۷، خزائن ج ۲۳ ص ۷۵ حاشیہ شخص)

”قرنا مسیح موعود (مرزا) ہے۔“

(چشمہ معرفت ص ۷۸، خزائن ج ۲۳ ص ۸۶)

”مسیح موعود کے ذریعہ خدا تعالیٰ تمام متفرق لوگوں کو ایک مذہب پر جمع کر دے گا۔“

(چشمہ معرفت ص ۸۰، خزائن ج ۲۳ ص ۸۸)

”پس خدا نے تمام قوموں کو ایک بنانے اور سب کا ایک مذہب بنانے کے لئے ایک امت میں سے ایک نائب (مرزا قادیانی) مقرر کیا۔“

(چشمہ معرفت ص ۸۲، خزائن ج ۲۳ ص ۹۰، ۹۱ ملخصاً)

”مجھے اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دی ہے کہ وہ بعض امرا، اور ملوک کو بھی ہمارے گروہ میں داخل کرے گا۔“

(برکات الدما ص ۳۵، خزائن ج ۲۳ ص ۳۵)

”پھر بعد اس کے عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے۔ جو گھوڑوں پر سوار تھے۔“

(تجلیات البیہ ص ۷، خزائن ج ۲۰ ص ۲۰۹ حاشیہ)

”الہام ہوا حجت قائم کی جائے گی اور فتح حق کھلی ہوگی۔“

(ازالہ ابہام ص ۸۵۵، خزائن ج ۳ ص ۵۶۶)

”الہام ہوا تیری طرف نور ہے جوانی کی قوتیں لوٹائی جائیں گی اور تیرے پر زمانہ جوانی

۱۔ مگر ملکہ نے مرزائی مذہب قبول نہ کیا اور مرزا قادیانی رخصت ہو گئے۔

۲۔ چشمہ معرفت وہی کتاب ہے جس کی تاریخ طباعت کے چھ دن بعد مرزا مر گیا۔ اب

اہل انصاف غور کریں کہ مرزا اپنے مشن میں کہاں تک کامیاب ہوا؟

۳۔ مرزائی بتائیں وہ بادشاہ کہاں ہیں۔

۴۔ مرزا بنو! بتاؤ، وہ ملک کون سا ہے جہاں مرزا قادیانی کو فتح ہوئی۔

۵۔ انہوں نے دو سال بعد مرزا قادیانی بڑھاپے ہی میں مر گئے۔

ن پر نہ رام چندر پوجا جائے گا۔ نہ کرشن، نہ

(شہادۃ القرآن ص ۸۵، خزائن ج ۶ ص ۳۸۱)

رک سکتا کہ (تفسیر) شائع کرنا میرا کام ہے

(ازالہ ص ۷۳، خزائن ج ۳ ص ۵۱۷)

ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں

دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ ہا

تو میں جھوٹا ہوں۔ دنیا مجھ سے کیوں دشمنی

نے وہ کام کر دکھلایا جو مسیح یا مہدی نے کرنا

ن گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“

۱۹۰۶ء، مکتوبات احمدیہ ج ۶ حصہ اول ص ۱۶۲

(ضمیمہ تھڈ گولڈ ویس ۲۵، خزائن ج ۷ ص ۷۴)

کی موجودہ سیاسی و مذہبی ترقی اور بذریعہ

کی صداقت کا اندازہ کر لیں۔

سیر شائع نہ کر سکے۔

۲۔ مدعا میں ناکام ہے۔ جس کی تفصیل

۱۔ محمدی بیگم کے نکاح کی حسرت

شاء اللہ و حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب

لاک ہو گئے۔ ۴۔ مولوی محمد حسین

بیرہ وغیرہ۔

۳۔ بعد صلیب کو جس قدر سیاسی غلبہ دنیا

مرزا کو جھوٹا کرنے کے لئے کافی ہے۔

۴۔ حسرت لے کر دنیا سے چل بسے۔

تھا تو اس کا کہنا سراسر غلط ہے۔ انہوں

عدالت میں ایک دفعہ حاکم نے کرسی

یا ہے۔

کا آئے گا اور تیری بیوی کی طرف بھی تروتازگی واپس کی جائے گی۔“

(بدر ۱۴ مئی ۱۹۰۶ء، تہذیب ص ۶۱۷ حاشیہ طبع سوم)

”ہم مکمل میں مرزا کے یامدینہ میں۔“ (میگزین ۹ جنوری ۱۹۰۶ء، تہذیب ص ۵۹۱)

برکات مرزا

”اس برس چارہ ارسیسائی ہوئے۔“ (برائین احمدی ص ۲۸۱ ج ۱ ص ۶۸)

”جب تیرہویں صدی پہچ نصف ۱۱ سے زیادہ گزر گئی تو ایک دفعہ اس دجالی گروہ کا خروج ہوا۔ پھر ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ اس صدی کے اواخر میں بقول پادری ہیکر صاحب پانچ لاکھ تک صرف ہندوستان میں کرسن شدہ لوگوں کی فہرست پہنچ گئی اور اندازہ کیا گیا کہ قریباً بارہ سال میں ایک لاکھ آدمی عیسائی مذہب میں داخل ہو جاتا ہے۔“

(ازالہ ابام ص ۴۹۱ ج ۱ ص ۳۶۴)

”تھوڑے عرصہ میں اس ملک میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب

اختیار کر لیا۔“ (آئینہ کائنات ص ۵۱ ج ۱ ص ۵۱)

”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر طبقہ کے مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں اور ایک لاکھ سے بھی

ان کی تعداد زیادہ ہو گئی۔“ (پیکر لدھیانہ ص ۱۶ ج ۱ ص ۲۶۴)

۱۔ مگر ابوری مرے۔

نوٹ: مرزا قادیانی کو ایک لاکھ فوج کا خواب آیا تھا اور فرشتہ نے پانچ ہزار سپاہی دینے کا وعدہ کیا تھا اور اس فوج کا سردار منصور بھی کشف سے دکھلایا گیا تھا۔

(ازالہ ص ۹۸ ج ۱ ص ۳۳۹ حاشیہ)

مگر مرزا قادیانی کا یہ خواب پورا نہ ہوا۔ انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔ مگر مرزا کی یہ خواب بھی غلط نکلے اس طرح محمود ابن مرزا کو بھی افواج ہند کا مائڈر انچیف بنائے جانے کا خواب آیا تھا۔ مگر پورا نہ ہوا۔ (برکات خلافت ص ۴۵)

۲۔ مرزا کی پیدائش ۱۲۵۹ھ میں ہوئی ابدا مرزا قادیانی کی تشریف آوری کے ساتھ ہی ارتداد کی وبا پھیل گئی۔ مرزا قادیانی جوں جوں ترقی کرتے گئے۔ فتنہ بڑھتا گیا۔ مہدویت کے ادعا کے بعد بارہ سال کے اندر ایک لاکھ آدمی عیسائی ہو گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مرزا قادیانی مہدویت و مہدویت سے ترقی کر کے مسیحیت کے حقدار بن رہے تھے۔ مسیح قادیان کے آنے سے حالت بد سے بدتر ہوتی گئی۔ گورنمنٹ کی مردم شماری کے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مرزا قادیانی کے مرے
(۱۹۱۴ء میں) کیا حالت ہے۔ ملک
ملک وہ اپنے ہاتھوں سے دے چکے
”اسلام کے لئے تھوڑے۔“

”اس وقت اسلام کی حا

”نام ہی اسلام کا رہ گیا

”ہزاروں مسلمان ہیں

سادات میں بیسیوں خاندان مسیحی،

”زمانہ پکار پکار کر کہہ

ہے۔ کیونکہ اسلام دلوں سے مٹ

مرزائی جماعت کی خصوصیا

”وہ جماعت جو میر

خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی

میں پائی نہیں جاتی۔ وہ گورنمنٹ

برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے

”کوئی بہت عمدہ اور

ہوا۔ ہماری جماعت کے اکثر

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) کاغذا

پنجاب میں عیسائیوں کی مجموعی تو

غالباً یہاں کوئی ہندوستانی عیسا

ہندوستانی عیسائیوں کی تعداد پنج

۱۔ سچ ہے جیسے گورو

کہلاتی ہے۔ مگر گھ کا بھیدی خول

س کی جائے گی۔“

بدروز ۱۲ مئی ۱۹۰۶ء، تذکرہ ص ۶۱۷ حاشیہ طبع سوم
(میگزین ۱۹ دسمبر ۱۹۰۶ء، تذکرہ ص ۵۹۱)

(برائین احمدیہ ص ۳۱۲ خزائن ج ۶ ص ۶۸)
یادہ گزر گئی تو ایک دفعہ اس دجالی گروہ کا
اور آخر میں بقول پادری ہیکر صاحب پانچ
ت پینچ گئی اور اندازہ کیا گیا کہ قریباً بارہ
ہے۔“

(ازالہ ابہام ص ۴۹۱ خزائن ج ۳ ص ۳۶۳)
کھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب
(آئینہ کائنات ص ۵۱، خزائن ج ۵ ص ۵۱)
عیسائی ہو چکے ہیں اور ایک لاکھ سے بھی
(لیکچرلہ سیانہ ص ۱۶، خزائن ج ۲۰ ص ۲۶۳)

ب آیا تھا اور فرشتہ نے پانچ ہزار سپاہی
کھ کھلایا گیا تھا۔

(ازالہ ص ۹۸، خزائن ج ۳ ص ۱۴۹ حاشیہ)
علیم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے
کو بھی افواج ہند کا کمانڈر انچیف بنائے
(برکات خلافت ص ۴۵)

قادیانی کی تشریف آوری کے ساتھ ہی
نے گئے۔ فتنہ بڑھتا گیا۔ مہدویت کے
و گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مرزا قادیانی
رہے تھے۔ مسیح قادیان کے آنے سے
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

۴۵۳

مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد مرزا محمود قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”آج اسلام کی
(۱۹۱۳ء میں) کیا حالت ہے۔ ملک پر ملک مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے نہیں بلکہ سب
ملک وہ اپنے ہاتھوں سے دے چکے ہیں۔“ (تحفہ الملوک ص ۱۰)

”اسلام کے لئے تھوڑے دنوں کے بعد کوئی جگہ سر چھپانے کی نہ ہوگی۔“

(تحفہ الملوک ص ۱۵)

”اس وقت اسلام کی حالت ایسی کمزور ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔“

(تحفہ الملوک ص ۶۲)

”نام ہی اسلام کا رہ گیا اور نہ کام کے لحاظ سے تو اسلام کا کچھ باقی نہیں رہا۔“

(تحفہ الملوک ص ۱۹)

”ہزاروں مسلمان ہیں جو اسلام کو چھوڑ کر دوسرے مذاہب اختیار کر چکے ہیں۔ خود

سادات میں بیسیوں خاندان مسیحی ہو چکے ہیں۔“ (تحفہ الملوک ص ۲۹)

”زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ان ایام میں مسلمان ہی نہیں بلکہ اسلام کا تنزل ہو رہا

ہے۔ کیونکہ اسلام دلوں سے مٹ چکا ہے۔“ (تحفہ الملوک ص ۳۰)

مرزائی جماعت کی خصوصیات

”وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے وہ ایک سچی مخلص اور
خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں
میں پائی نہیں جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جس کا ظاہر و باطن گورنمنٹ
برطانیہ کی خیر خواہی سے بھر ہوا ہے۔“ (تحفہ قیصر ص ۱۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۲)

”کوئی بہت عمدہ اور نیک اثر اب تک اس جماعت کے بعض لوگوں میں ظاہر نہیں
ہوا۔ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) کاغذات کے مطابق ۱۸۸۱ء یعنی مرزا قادیانی کے مسیح بننے کے وقت
پنجاب میں عیسائیوں کی مجموعی تعداد ۳۷۹۶ تھی۔ اس میں فوجی انگریز بھی شامل تھے اور اس وقت
غالباً یہاں کوئی ہندوستانی عیسائی نہ تھا۔ مگر مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد ۱۹۱۱ء میں صرف
ہندوستانی عیسائیوں کی تعداد پنجاب میں ۱۶۳۹۹۲ بنی۔ جو ۱۹۲۱ء میں ۳۳۶۲۵۹ تک پہنچ گئی ہے۔
۱۔ سچ ہے جیسے گورو دیے چیلے، مرزائی جماعت اقصائے عالم میں تبلیغ اسلام کی علمبردار
کہلاتی ہے۔ مگر گھر کا بھیدی خواجہ کمال الدین لاہوری مرزائی لکھتا ہے کہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور پرہیزگاری اور الہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ بعض حضرات ایسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیکم نہیں کر سکتے۔ انہیں غلہ اور خود غرض اس قدر کہتے ہوں کہ وہ اپنی اپنی خود غرض کی بناء پر ایک دوسرے سے لڑتے اور دست بردار بن جاتے ہیں اور نہ کارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور انہوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔ میں جہ ان ہوتا ہوں کہ خدا کیا حال ہے یہ کون سی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہی نفسانی لالچوں پر کیوں ان کے دل گرے جاتے ہیں۔ بعض میں ایسے بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چار پائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چار پائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گراتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں۔ تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہوں۔“

(اشتہار اتوائے جلد ماحقہ شہادت القرآن ص ۱۰۰، خزائن ج ۶ ص ۳۹۳ تا ۳۹۶)

”ہم پر اور ہماری ذریت پر فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ کے ہمیشہ مددگار رہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۳۲، خزائن ج ۳ ص ۱۶۶ حاشیہ)

”اس پاک باطن جماعت (یعنی مرزائی) کے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کو خدا و عزوجل کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ یہ لوگ سچے دل اور دلی خلوص سے اس گورنمنٹ کے خیر خواہ اور دعا گو ہوں گے۔“

(ازالہ اوہام ص ۸۴۹، خزائن ج ۳ ص ۵۶۱ حاشیہ)

مرزا کے خلف و خلیفہ مرزا محمود نے مرزائیوں کو حسب ذیل تہذیبی عطاء کئے۔

”اس (مرزائی) جماعت کے بعض افراد کی اولاد نہایت ہی گندہ اور شرمناک

نمونہ اخلاق کا دکھا رہی ہے اور وہ اپنے نبٹ باطن کی وجہ سے دنیا کے خبیث ترین وجودوں سے مشابہت رکھتی ہے۔ کیا تم قیامت کے دن وہ لعنتیں لے کر کھڑے ہو گئے جو تم نے دنیا میں

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) ”ہم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ آریہ جماعت کے مقابل میں ہمارے قوم سے کہاں تک مستقل لڑ بچہ نکلا۔ چند ورقوں کے پمفلٹ یا ہنگامی پوسٹر نکال لینا ویسے ہی بے سود چیزیں ہیں۔ جیسے ہنگامی جوش کے ماتحت لوگوں کے اعمال و افعال ہوا کرتے ہیں۔“

(مجدد کامل ص ۶۷)

کمائیں۔ کیا تم نے کبھی شیشہ میری محبت بھی پائی جاتی ہے۔ جو دلوں کرنا چاہتے ہو۔ تم اصلاح کے طرح نعوذ باللہ ایک پرانی جوتی ہے۔ تم خود گندے ہو گئے۔ اس

مرزائیوں کو یہ سنہر مرزا قادیانی مبعوث ہوئے تھے رکھتی ہیں۔ جو بھیڑیوں کا چہرہ نکالتے قرآن کو منسوخ قرار دے کیا اثر محبت کا نتیجہ نکلتا تھا؟ اور انہماک مرزا

میں سوتے سوتے؟ ”کمترین کا بیڑا غر“ ”میرے لئے فیض و انیال کی پیش گوئی تک اپنا کام چلائے گا۔ یعنی چ

”(میری عمر) اسی

۱۔ مرزا قادیانی بنا بیماری سے آغا فانا مر گیا۔

۲۔ مگر مرزا قادیانی ۱۸۳۰ء بحوالہ کتاب البر یہ پنا مگر مرزا قادیانی کی لاش کو خرد

کمائیں۔ کیا تم نے کبھی شیشہ میں منہ بھی دیکھا ہے کہ تمہارے چہروں پر وہ رقت وہ نور وہ نرمی وہ محبت بھی پائی جاتی ہے۔ جو دلوں کی اصلاح کر سکتے تم بھیڑیوں کے چہرے لے کر فرشتوں کا کام کرنا چاہتے ہو۔ تم اصلاح کے طریق نکالتے نکالتے قرآن مجید کو اس طرح چھوڑ رہے ہو۔ جس طرح نعوذ باللہ ایک پرانی جوتی کو اتار کر پھینک دیا جاتا ہے۔ خر بوزے کو خر بوزہ دیکھ کر رنگ بدلتا ہے۔ تم خود گندے ہو گئے۔ اس لئے تمہیں دیکھ کر تمہاری اولادیں بھی گندی ہو گئیں۔“

(الفضل ۲ جون ۱۹۳۲ء)

مرزائیوں کو یہ سنہری سند مبارک ہو۔ کیا اسی جماعت کو قائم کرنے کے لئے مرزا قادیانی مبعوث ہوئے تھے؟ وہ بقول مرزا محمود دنیا کے خبیث ترین وجودوں سے مشابہت رکھتی ہیں۔ جو بھیڑیوں کا چہرہ لے کر فرشتوں کا کام کرنا چاہتی ہے۔ جو اصلاح کا طریق نکالتے نکالتے قرآن کو منسوخ قرار دے رہی ہے۔ جن کے افراد گندے اور ان کی اولادیں بھی گندی ہیں کیا اثر محبت کا نتیجہ نکلتا تھا؟ اور اس پر سید المرسلین ﷺ کی ہمسری کا دعویٰ۔ (معاذ اللہ)

انجام مرزا

میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔ (تذکرہ ص ۵۳۵، طبع سوم)

”کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔“ (البشری حصہ دوم ص ۱۲۱، تذکرہ ص ۶۸۳)

”میرے لئے فیصلہ ہوا کہ گرایا جائے۔“ (البشری حصہ اول)

دانیال کی پیش گوئی نقل کر کے کہا۔ ”مسیح موعود (مرزا قادیانی) تیرہ سو پینتیس ہجری

تک اپنا کام چلائے گا۔ یعنی چودھویں صدی میں سے پینتیس برس برابر کام کرتا رہے گا۔“

(تحفہ گریڈ ویس ۱۱، خزائن ج ۷ ص ۲۹۲ حاشیہ)

”(میری عمر) اسی برس ۲ چار پانچ کم یا چار پانچ زیادہ۔“

(حقیقت الوحی ص ۹۶، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰)

۱۔ مرزا قادیانی بمقام ۱۱ ہور ۱۳۲۶ھ میں میلہ بھدر کالی کے دن بندھن (الاؤس) کی بیماری سے آٹافانا مر گیا۔

۲۔ مگر مرزا قادیانی ۲۸ سال کی عمر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں مر گئے۔ ان کا سال پیدائش ۱۸۴۰ء بحوالہ کتاب البر یہ پہلے درج ہو چکا ہے انبیاء جہاں فوت ہوتے ہیں۔ وہیں دفن ہوتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کی لاش کو خر و جال پر سوار کرا کر قادیان لایا گیا اور وہاں جو ہڑ کے کنارے دفن کیا گیا۔

حضرات ایسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت البر کے سیدھے منہ سے السلام علیکم نہیں کہہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بناء پر ایک ہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ دین میں کیلئے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پیتا ہوں کہ خدایا کیا حال ہے یہ کون سی کے دل گرے جاتے ہیں۔ بعض میں پائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا کوئی نیچے گراتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق لاتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں تھیاردل میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ

قرآن ص ۱۰۰، خزائن ج ۶ ص ۳۹۳، ۳۹۶

س مبارک گورنمنٹ کے ہمیشہ مددگار

۱۔ ہام ص ۱۳۲، خزائن ج ۳ ص ۱۶۶ حاشیہ

لے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کو خدا و

ص سے اس گورنمنٹ کے خیر خواہ اور

ہام ص ۸۴۹، خزائن ج ۳ ص ۵۶۱ حاشیہ

ب ذیل شوقیت عطاء کئے۔

اولاد نہایت ہی گندہ اور شرمناک

ر سے دنیا کے خبیث ترین وجودوں

لے کر کھڑے ہو گئے جو تم نے دنیا میں

دیکھیں کہ آریہ جماعت کے مقابل

کے پمفلٹ یا ہنگامی پوسٹر نکال لینا

لوگوں کے اعمال و افعال ہوا کرتے

(مجدد کمال ص ۶۷)

نوٹ: ماہ مکی میں بمقام لاہور رسالہ پیغام صلح لکھنے میں مصروف تھے اور اپنی کتاب چشمہ معرفت کی تکمیل سے بھی ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں فارغ ہوئے۔ اسی کتاب میں ڈاکٹر عبدالحکیم کی اپنے سامنے ہلاکت اور اپنی سلامتی کی پیش گوئی کی تھی اور ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیش گوئی کہ مرزا ۳۱ اگست ۱۹۰۸ء تک مر جائے گا۔ نقل کر کے لکھا تھا کہ ”اب یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے اختیار میں ہے۔“ (چشمہ معرفت ص ۳۲۱، ۳۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۷)

حضرت صوفی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری بھی قضائے موت کی طرح لاہور پہنچ گئے اور انہوں نے بمقام شاہی مسجد بروز جمعہ ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء مرزا کو مقابلہ و مناظرہ کے لئے لاکار اور اس کی ہلاکت کے لئے مجمع عام میں دعا کی اور فرمایا کہ مرزا کو تین دن کی مہلت ہے۔ پیر صاحب کی طرف سے روزانہ آدمی مرزا کے پاس آتے جاتے رہے۔ آخر بروز اتوار پیر صاحب نے کہلا بھیجا کہ اب صرف ایک دن کی مہلت ہے۔ تو بہ کر لو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ مرزا کو مقابلہ میں آنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ سنا گیا ہے۔ بروز دو شنبہ خربوزہ کھانے کے بعد ہیضہ ہو گیا اور مار فیائی ذبل خوراک کھانے کی وجہ سے الاؤس کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ آخر کار مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دے دی۔ پیغام صلح کی تصنیف ناقص رہی اور چشمہ معرفت میں جس مقدمہ کا ذکر کیا تھا۔ اس کا خدا نے چھ دن کے اندر ہی فیصلہ فرمادیا اور سنا گیا ہے کہ اہل ہنود مرزا کے مکان پر حاضر ہوئے اور کہا کہ ہمارے کرشن مہاراج کو جلانے کے لئے ہمارے حوالہ کرو۔ لاہور کی فضاء کو ناموافق دیکھ کر نور الدین نے لاش کو قادیان لے جانے کا فیصلہ کیا اور خچر گاڑی کا ایک ڈبہ ریز رو کر اکرا کر پٹالہ لے گئے اور وہاں سے لے کر ایک جوہڑ کے کنارے سپرد خاک کیا۔

حصہ دوم

مرزائیوں کے خلیفہ اول حکیم نور الدین بھیروی کے حالات

ابتدائی حالات

مرزا قادیانی کے دست راست اور مرزائی سلسلہ کے معاون اعظم حکیم نور الدین کی پیدائش بھیرہ میں ہوئی۔ نسب کے متعلق متضاد اقوال لوگوں میں مشہور ہیں۔ ابتدائی تعلیم بھیرہ میں حاصل کی۔ اسی زمانہ میں استاذ الکل شیخ العصر اور راس الفقہاء والحمد شین، سید العابدین، سلطان

التارکین جدی و مولائی ہوئے۔ نور الدین نے حاضر ہوا اور اس چشمہ عرفی بھی زندہ موجود ہیں۔ جوئے یہ کلمات سنئے۔ مذہب اسلام میں کسی فقہ کے بعد مکہ معظمہ و مدینہ خانہ شیخ الاسلام عارف اسلام میں ایک ہی نسخہ خطوط لکھے۔ آدمی نیچے کتب خانہ اور شاہ صاحب ترک تقلید

حرین۔ جواز تقلید پر کتابیں تصانیف للوی، و مولانا غلام

۱۔ حضرت محدث دہلوی و مولانا غلام علی شاہ دہلوی۔ تنویر قلوب و اشاعت حضرت مرحوم اور حضرت نہریں بہادریں۔ جا دو ہزار علماء و فضلاء متجاوز تھی۔ تیس سال مزار مبارک جامعہ کراچی

التارکین جدی وموالائی حضرت مولانا احمد الدین ۱۔ بگوی رحمۃ اللہ علیہ بھیرہ میں رونق افروز ہوئے۔ نور الدین نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور حضرت ممدوح کی خدمت میں بغرض افاضہ تعلیم حاضر ہوا اور اس چشمہ عرفان سے محروم نہ رہا اور علوم عربیہ سے سند فراغت حاصل کی۔ ایسے لوگ ابھی زندہ موجود ہیں۔ جنہوں نے اپنے کانوں سے حضرت استاذ الکلی کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ کلمات سنے تھے کہ ”نور الدین مجھے تم سے بو آتی ہے۔ تم دین سے دور ہو جاؤ گے اور مذہب اسلام میں کسی فتنہ کا باعث بنو گے۔“ اس کے بعد ہندوستان میں کئی جگہ مصروف تعلیم رہنے کے بعد کہ معظمہ مدینہ منورہ پہنچے۔ مدینہ منورہ میں حضرت شاہ عبدالغنی مرحوم کی سفارش سے کتب خانہ شیخ الاسلام عارف آفندی سے ایک کتب ۲ برائے مطالعہ حاصل کی اس کتاب کا دنیائے اسلام میں ایک ہی نسخہ تھا وہ کتاب لے کر ہندوستان چلے آئے۔ حضرت شاہ عبدالغنی مرحوم نے خطوط لکھے۔ آدمی بھیجے۔ مگر وہ کتاب واپس نہ ہوئی اور صرف اسی کتاب کے گم ہونے پر محافلین کتب خانہ اور شاہ صاحب ممدوح حکومت ترکیہ کے زیرِ عتاب رہے۔

ترک تقلید

حرمین سے واپسی پر نور الدین نے وہابیت اختیار کی اور ترک تقلید پر وعظ کئے اور عدم جواز تقلید پر کتابیں تصنیف کیں۔ بحیرہ میں یحجان عظیم برپا ہو گیا۔ حضرت مولانا غلام نبی صاحب للوی، و مولانا غلام رسول صاحب چودریؒ، مولانا غلام مرتضیٰ صاحب بیر بلویؒ، حضرت زبدۃ

۱۔ حضرت مرحوم خاکسار مؤلف کے جد امجد تھے۔ ظاہری علوم حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ و مولانا شاہ محمد اعظمیؒ سے حاصل کئے تھے اور فیض باطنی حضرت مجدد ملتہ الحاضرہ شاہ غلام علی شاہ دہلویؒ سے حاصل کیا تھا۔ جامع کمالات صاحب کشف و کرامات تھے۔ پنجاب میں تنویر قلوب و اشاعت و ترویج علوم دینیہ میں آپ کا نمایاں حصہ ہے۔ سکھوں کے عہد مظلمہ میں حضرت مرحوم اور حضرت کے بڑے بھائی مولانا غلام محی الدین گبونی نے پنجاب میں علوم دینیہ کی نہریں بہا دیں۔ جامع مسجد بھیرہ حضرت مرحوم کی علو ہمتی و ایثار کی عظیم الشان یادگار ہے کم و بیش دو ہزار علماء و فضلاء نے آپ سے حدیث کی سند حاصل کی آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی۔ تیس سال لاہور میں درس دیا۔ اپنی زندگی کے آخری ایام بھیرہ میں گزارے۔ آپ کا مزار مبارک جامع مسجد بھیرہ میں زیارت گاہ ہے۔

۲۔ کہتے ہیں کہ وہ کتاب امام طحاویؒ کی تصنیف تھی جو بالکل نایاب تھی۔

فیاض صلح لکھنے میں مصروف تھے اور اپنی کتب
دور میں فارغ ہوئے۔ اسی کتب میں ڈاکٹر
سگوئی کی تھی اور ڈاکٹر عبدالکبیر کی پیشگوئی کہ
”اٹھا کہ“ اب یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا
معرفة ص ۳۲۱، ۳۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۳۷ (۳۷۷)
حسب علی پوری بھی قضائے موت کی طرح
۲۲ مئی ۱۹۰۸ء مرزا کو مقابلہ ومنظرہ کے
میں اور فرمایا کہ مرزا کو تین دن کی مہلت ہے۔
ماتے جاتے رہے۔ آخر بروز اتوار پیر
ہے۔ توبہ کر لو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ مرزا
دشنبہ بروز ہفتہ کھانے کے بعد ہیضہ ہو گیا اور
لاحق ہو گیا۔ آخر کار مورخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء
تصنیف نام تمام رہی اور چشمہ معرفت میں
یہ فیصلہ فرما دیا اور سنا گیا ہے کہ اہل بنود
راج کو جلانے کے لئے ہمارے حوالہ کرو۔
بیان لے جانے کا فیصلہ کیا اور فخر گازی کا
بجوڑ کے کنارے سپرد خاک کیا۔

سین بھیروی کے حالات

سلہ کے معاون اعظم حکیم نور الدین کی
میں مشہور ہیں۔ ابتدا کی تعلیم، بھیرہ میں
سید القادین، سلطان

العارفین مولانا عبدالعزیز گوئی کے دینوں سے ایک فتویٰ غیر مقلدین کے خلاف شائع ہوا اور محلہ پراچگاں بھیرہ میں فیصلہ کن مناظرہ کے بعد غیر مقلدین کا بھیرہ میں ناطقہ بند ہو گیا اور نورالدین بھیرہ کی رہائش ترک کرنے پر مجبور ہو گئے۔ یہاں سے بھاگ کر بھوپال اور وہاں سے جموں پہنچے اور ایک امیر کی سفارش سے مہاراجہ جموں کے ہاں بحیثیت طبیب ملازم ہو گئے۔

نیچریت

ان دنوں سرسید احمد علی گڑھی کی تفسیر شائع ہوئی اور مذہب نیچریت کا فروغ ہوا۔ نورالدین نے اس مذہب کو برضا و رغبت قبول کیا اور اس کی تائید میں منہمک ہو گئے۔ چندے بھی دیئے اور کتابیں بھی فروخت کرائیں۔

چکڑ الویت

بعد ازاں مولوی غلام نبی چکڑ الوی کے دعادی سن کر حدیث کے منکر ہو گئے۔ مگر ابھی اپنے چکڑ الوی ہونے کا اعلان کرنے میں مذہب تھے کہ مرزاہیت میں پھنس گئے۔

دہریت والحاد

دراصل نورالدین صاحب شروع سے آزادی کے دلدادہ تھے۔ مذہبیت سے انہیں لگاؤ نہ تھا۔ سادہ مزاج سادہ لوح اور موٹی عقل رکھنے والے تھے۔ ہر چمکتی چیز کو سونا سمجھ لینا ان کا معمول تھا۔ مجھے جموں کے ایک معتبر وکیل نے بیان کیا کہ ایک دفعہ نورالدین قادیانی نے مجھے اپنی ایک تصنیف دکھائی۔ جس میں یہ ثابت کیا تھا کہ مذاہب عالم کو مٹائے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ دہریت والحاد کے اس پلندہ کو وہ شائع کرنا چاہتے تھے۔ مگر بعد ازاں جمہور کی مخالفت کے اندیشہ سے شائع نہ کر سکے۔

مرزا کی مریدی

مرزا غلام احمد قادیانی نے براہین احمدیہ کا اشتہار دیا۔ مرزا کی کتابوں کا مطالعہ کر کے نورالدین کو انہیت پیدا ہوئی اور مدت سے جس بات کی تلاش میں تھے وہ مل گئی۔ مرزائی تعلیم انہیں اپنی طبیعت و مزاج کے موافق معلوم ہوئی۔ مرزائی تعلیم وہابیت، نیچریت، چکڑ الویت، دہریت والحاد کا ایک مرکب یا نچوڑ تھی۔ جسے نورالدین قادیانی نے فوراً قبول کر لیا۔ انہیں دنوں میں ارکان حکومت کشمیر کے ساتھ ان کے تعلقات کشیدہ ہو رہے تھے۔ اس لئے اپنے مطب وغیرہ کے لئے کسی نئے میدان کی تلاش تھی۔ آخر کار مہاراجہ نے انہیں ملازمت سے سبکدوش کر دیا اور ان کا

ایک فتویٰ غیر مقلدین کے خلاف شائع ہوا اور
مقلدین کا بھیرہ میں ناطقہ بند ہو گیا اور
لئے۔ یہاں سے بھاگ کر بھوپال اور وہاں سے
کے ہاں بحیثیت طبیب ملازم ہو گئے۔

نائج ہوئی اور مذہب نیچریت کا فروغ ہوا۔
اس کی تائید میں منہمک ہو گئے۔ چندے بھی

عادی بن کر حدیث کے منکر ہو گئے۔ مگر ابھی
کے کہ مرزا ایت میں پھنس گئے۔

دی کے دلدادہ تھے۔ مذہبیت سے انہیں لگاؤ
تھے۔ ہر چمکتی چیز کو سونا سمجھ لینا ان کا معمول
۔ دفعہ نور الدین قادیانی نے مجھے اپنی ایک
عالم کو مٹائے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں
تھے۔ مگر بعد ازاں جمہور کی مخالفت کے

تیار دیا۔ مرزا کی کتابوں کا مطالعہ کر کے
تلاش میں تھے وہ مل گئی۔ مرزائی تعلیم
تعلیم و بابیت، نیچریت، چکڑالویت،
نی نے فوراً قبول کر لیا۔ انہیں دنوں میں
تھے۔ اس لئے اپنے مطب وغیرہ کے
ملازمت سے سبکدوش کر دیا اور ان کا

ریاست کی حدود سے جبراً اخراج عمل میں آیا۔ نور الدین وہاں سے بھاگ کر قادیان میں فروکش
ہو گئے اور مرزا قادیانی کے گلے لگ کر کہا۔

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

تائید مرزا ایت

اس کے بعد مرزائی مذہب کی تائید میں نور الدین نے اپنا تمام زور قلم صرف کر دیا۔
بعض اصحاب کی رائے ہے کہ مرزا کی تصانیف کا اکثر حصہ نور الدین کی امداد سے مرتب ہوا۔
محمد احسن امروہی، عبدالکریم سیالکوٹی وغیرہ نور الدین کے ہم خیال قادیان میں جمع ہو گئے اور مرزا
کے الہام کے مطابق اسلام کے گھر کو بد لئے اور نبی ﷺ کی احادیث کو کترنے میں مشغول رہے۔
نور الدین کا ایک بچپن کا دوست حکیم فضل دین بھیروی بھی وہاں جا پہنچا۔ مرزا نے
دعاؤں سے اور نور الدین نے دواؤں سے پوری سعی کی مگر فضل دین کے گھر کوئی اولاد نہ ہوئی۔
دوسری شادی بھی کرادی مگر فضل دین ناکام و نامراد دنیا سے رخصت ہوا۔ نور الدین نے
مرزا قادیانی کی نبوت کی دوکان چلانے کے لئے جب تین ہزار روپیہ دیا تو مرزا قادیانی خوشی سے
جھومنے لگے اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

چہ خوش بودے اگر هر يك زامت نور دين بودے

همیں بودے اگر هر دل پر از نور یقیں بودے

(نشان آسمانی ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۴۰۷)

عام حالات

حکیم نور الدین قادیانی سے ملنے والے بیان کرتے ہیں کہ مرزائی مذہب کی کامیابی کا
دار و مدار نور الدین کی سادہ زندگی، حلم، مہمانداری اور لوگوں کی آؤ بھگت اور خوش اخلاقی پر مبنی تھا۔
سادہ لوح عوام اس کی ملاقات کا گہرا اثر لے کر جاتے تھے۔ نور الدین ایک باکمال اور کامیاب
طیب تھا۔ دور دراز سے لوگ اس کے مطب میں حاضر ہوتے تھے اور مرزا ایت کا اثر لے کر جاتے
تھے۔ نور الدین اکثر احادیث و تفاسیر کی کتابوں پر پاؤں رکھ کر یا ان پر ٹانگیں رکھ کر بیٹھا کرتا تھا اور
وہ ان کے آداب کا چنداں قائل نہ تھا۔ یوز آصف کی قبر کو قبر مسیح ثابت کرنا نور الدین کا ہی حصہ تھا۔
نور الدین کا عقیدہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام بے پردہ پیدا نہیں ہوئے۔ مگر مصلحتاً اس کا اظہار نہیں کیا۔
(عصائے موسیٰ ص ۳۸۱)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نور الدین پر مادہ حسن ظنی ایسا غالب تھا کہ اس کے سبب یا غلبہ فطرت کے باعث عداوت کا دغا باز اور فریبوں کے فریب میں بھی آ جاتا رہا اور ان کے کہنے کی تعمیل، دھوکہ کھا کر بعد تجربہ بھی کرتا رہا۔ ایسے مواقع کا ذکر اس نے اپنے کئی دوستوں سے کیا۔ اس لئے یہ بات سب میں اس کے دوستوں تک مشہور ہے کہ اس میں مردم شناسی کا مادہ نہ تھا۔ مرزا کی صحبت میں رہ کر مزاج میں کس قدر تلون، درشتی، تعلیٰ وغیرہ پیدا ہو گئی تھی۔

کرامات

لاہور میں مورخہ ۲ جولائی ۱۹۰۰ء مضمون امساک باران پر وعظ کیا اور بڑی بڑی قسمیں لکھا کر مرزا قادیانی کو صادق ثابت کرنے کی سعی کی اور کہا کہ مسلمان جب تک مرزا قادیانی کو امام وقت نہ مانیں گے ہرگز بارش کا منہ نہ دیکھیں گے اور کئی اور بلیات دیکھیں گے اور بجائے بارش کے خاک و گرد بجائے ٹھنڈک کے ان پر آگ بر سے گی۔ دوسرے دن نور الدین لاہور سے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد نزول باران رحمت کا شروع ہو گیا اور اخیر جولائی تک چھ مرتبہ پر زور بارش ہوئی اور خداوند کریم نے اپنی عاجز مخلوق کو انگو اور تذبذب سے نجات دلائی۔

(عصائے موسیٰ بحوالہ اخبار اکمل گزٹ ۱۶ جولائی ۱۹۰۰ء ص ۳)

تفقہ و علمی کمالات

نور الدین نے فتویٰ دیا کہ میری تحقیق میں نکسیر، قے اور قہقہ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(نچ المصلیٰ مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ج ۱ ص ۳۷)

نور الدین نے ایک کتاب کا نام فصل الخطاب لمقدمۃ الکتاب رکھا تھا۔ اس نام کے خلاف محاذِ عربی غلط ہونے کا اکثر چرچا رہا۔ شاید اپنے گورو کی سنت پر عمل کر کے غلط نویسی سے کام لیا ہوگا۔ (عصائے موسیٰ)

ایک دفعہ مفتی غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم میانوی سے بمقام لاہور بتاریخ ۱۰/۱۰/۱۹۰۸ء مکالمہ ہوا۔ جس میں نور دین نے اپنے دعویٰ صات عیسیٰ یقیناً کے ثابت کرانے کے لئے کوئی ایسی دلیل بیان نہ کر سکے۔ جس میں تقریب تام ہونے کا دعویٰ کر سکتے اور لا جواب ہو کر خاموش ہو گئے۔ (الظفر الرحمانی ص ۲۰۷)

اسی طرح ایک دفعہ مولانا ابوالقاسم محمد حسین صاحب کولوتار زوی کے سوالات کے جواب میں بمقام قادیان ایسے بدحواس ہوئے کہ اپنے گورو سے پوچھ کر بتانے کا وعدہ کیا۔ مولانا ممدوح تین دن وہاں مقیم رہے۔ مگر ان کا بیان ہے کہ نور الدین موٹی عقل کا آدمی اور

بالکل سادہ لوح انسان تھا! مرزا کی دلدل میں پھنسا رہا دینی رنگ

مرزائیوں کی ما خواب میں دیکھا کہ جناب الدین صاحب رئیس بھیں شہادتیں ہوئی۔ شہادتوں میں ”تازیانہ عبرت“ طبع ہو چکے یوسف علیہ السلام موجود تھے بیان میں دس کے قریب پہنچے مرزا سے عقیدت

اکثر معتبر اشخاص سے جاتا رہا۔ مگر چونکہ حس کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ کہنے کا نتیجہ بارگاہ خداوند غلامی کا پٹہ گلے میں ڈال چنانچہ ایک دفعہ کہا کہ: ”ہونے کا دعویٰ کریں اور قر

مرزا قادیانی نزدیک اگر مرزا قادیانی لڑکی کے ساتھ ہو گیا تو پتہ خدا جسے گرا کنوئیں میں گرے اس اور عقل سے کسی جگہ کام!

بالکل سادہ لوح انسان تھا اور حسن ظنی کی بناء پر یا مرزا کے عقائد کو اپنے مذہب کے موافق پا کر مرزائی دلدل میں پھنسا رہا۔

دینی رنگ

مرزائیوں کی مایہ ناز کتاب (عسل مصطفیٰ ج ۱ ص ۷۰) میں لکھا ہے کہ نور الدین نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی داڑھی منڈی ہوئی ہے۔ (استغفر اللہ) مولوی کرم الدین صاحب رئیس بھیس کے مقدمات جو مرزا قادیانی کے ہاتھ ہوئے۔ ان میں نور الدین کی شہادتیں ہوئی۔ شہادتوں میں اس قدر جھوٹ بولے کہ لوگ حیران رہ گئے۔ روئیداد مقدمات بنام ”تازیانہ عبرت“ طبع ہو چکی ہے۔ اس میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر صاحب کے زمانہ میں یوسف علیہ السلام موجود تھے۔ یہ اغلباً بدحواسی کے عالم میں کہا ہوگا۔ جھوٹوں کی تعداد صرف ایک ہی بیان میں دس کے قریب پہنچ چکی ہے۔ یہ صرف مرزا قادیانی کی صحبت کا اثر تھا۔

مرزا سے عقیدت

اکثر معتبر اشخاص سے سنا گیا ہے کہ مرزا کی عقیدت کا جذبہ کئی دفعہ نور الدین کے دل سے جاتا رہا۔ مگر چونکہ حسن ظنی کا مادہ غالب تھا اور توفیق ایزدی شامل حال نہ تھی۔ اس لئے توبہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ دراصل حضرت امام اعظمؒ کی تقلید ترک کرنے اور ان کی شان میں برا بھلا کہنے کا نتیجہ بارگاہ خداوندی سے اسی دنیا میں مل گیا۔ امام حقؒ کی تقلید سے نکل کر امام ضلالت کی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈال لیا اور عقل و علم سے بے بہرہ ہو کر دین و ایمان سب اس کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ ایک دفعہ کہا کہ: ”میرا تو یہ ایمان ہے کہ اگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو پھر بھی مجھے انکار نہ ہوگا۔“

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۹۸، ۹۹، روایت نمبر ۱۰۹)

مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق یہ جواب دیا کہ میرے نزدیک اگر مرزا قادیانی کی اولاد میں سے کسی زمانہ میں کسی کا نکاح محمدی بیگم کی اولاد میں سے کسی لڑکی کے ساتھ ہو گیا تو پیشین گوئی پوری ہو جائے گی۔ (ریویو ج ۷ نمبر ۷۰ ص ۲۷۶ تا ۲۷۹)

خدا جسے گمراہ کرے اسے کون ہدایت دے سکتا ہے۔ جان بوجھ کر جو اندھا بنے اور کنوئیں میں گرے اس کا کوئی علاج نہیں۔ نور الدین عقل و علم و خرد مرزا قادیانی کے حوالہ کر چکا تھا اور عقل سے کسی جگہ کام لینا جائز نہ سمجھتا تھا۔

ب تھا کہ اس کے سبب یا
تار ہا اور ان کے کہنے کی
ئی دوستوں سے کیا۔ اس
اسی کا مادہ نہ تھا۔ مرزا کی

ظ کیا اور بڑی بڑی قسمیں
تک مرزا قادیانی کو امام
گے اور بجائے بارش کے
دین لاہور سے چلا گیا۔
مک چھ مرتبہ پر زور بارش

۱۶ جولائی ۱۹۰۰ء ص ۳)

سے وضو نہیں ٹوٹتا۔
عقائدی احمدیہ ج ۱ ص ۳۷)
رکھا تھا۔ اس نام کے
کر کے غلط نویسی سے

م لاہور بتاریخ ۱۰ ارمی
کے ثابت کرانے کے
سکتے اور لا جواب ہو کر
(الطفر الرحانی ص ۲۰۷)
وی کے سوالات کے
لر بتانے کا وعدہ کیا۔
موتی عقل کا آدمی اور

مرزائیوں میں درجہ

مرزائے قادیانی نے اپنی تصانیف میں کئی جگہ نور الدین کی بڑی تعریف کی ہے۔ اسے فاروق اور حکیم الامتہ کا خطاب دیا گیا۔ (عسل مصفی ص ۶۶۳، ۷۷۳) میں لکھا ہے کہ اس کا مرتبہ صدیق اکبر و دوسرے صحابہ کے برابر تھا۔ مرزا قادیانی نے ایک دفعہ کہا تھا۔ جس نے ابو بکرؓ کو دیکھا ہو، عمر فاروقؓ کو دیکھا ہو، ابو ہریرہؓ، ابو ذرؓ، سلیمانؓ، عثمانؓ اور علیؓ کو دیکھا ہو وہ نور الدین کو دیکھ لے۔ (استغفر اللہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک)

مرزا کے مرنے کے بعد بالا اتفاق نور الدین خلیفہ قرار پایا۔ چھ سال خلیفہ رہا۔ اس کی زندگی میں کسی قسم کا اختلاف مرزائیوں میں رونما نہ ہوا۔ اس کی افضلیت سب کے نزدیک مسلم تھی۔ اس لئے کسی دعویدار خلافت کو مقابلہ کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔

مرزا قادیانی نے نہایت ہوشیاری سے نور الدین کے ذریعہ اپنے مشن کو کامیاب بنایا۔ ہر وقت ان کا دل بہلانے میں (خود اور اہل خانہ سمیت) مصروف رہتا تھا۔ جب کبھی نور الدین کہیں باہر جاتا تھا۔ تب بھی اسے خوش رکھنے کے لئے خطوط کا سلسلہ جاری رکھتا تھا۔ جن میں اس کی حد درجہ خوشامد کی جاتی تھی۔ چنانچہ ذیل میں مرزا کے دو خط بنام نور الدین نقل کئے جاتے ہیں۔ جن میں نور الدین کو ازواج مطہرہ کا معزز خطاب دیا گیا ہے۔

مخدومی و مکرئی حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یقین کہ آں مکرم بخیر و عافیت بھیرہ ۱ میں پہنچ گئے ہوں گے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ بہر حال آپ سے بہتر معاملہ کرے گا۔ میں نے کتنی دفعہ جو توجہ کی تو کوئی مکروہ امر میرے پر ظاہر نہیں ہوا۔ بشارت کے امور ظاہر ہوتے رہے اور دو دفعہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا۔ ”انسی معکما اسمع واری“ ایک دفعہ دیکھا گیا کہ گویا ایک فرشتہ ہے۔ اس نے ایک کاغذ پر مہر لگا دی اور وہ مہر دائرہ کی شکل پر تھی۔ اس کے کنارہ پر محیط کی طرف اعلیٰ کے قریب لکھا تھا۔ نور دین اور درمیان میں یہ عبارت تھی۔ ازواج مطہرہ میری دانست میں ازواج دوستوں اور رفیقوں کو بھی کہتے ہیں۔ اس کے یہ معنی ہوں گے کہ نور الدین خالص دوستوں میں سے ہیں۔ کیونکہ اسی رات اس سے پہلے میں نے ایک خواب دیکھا کہ فرشتہ نظر آیا کہ وہ کہتا ہے کہ تمہاری جماعت کے لوگ پھرتے جاتے ہیں۔ فلاں فلاں اپنے اخلاص پر قائم نہیں ۲ مرزا قادیانی کو فکر دامنگیر ہوا کہ کہیں نور الدین بھیرہ میں رہ کر کسی نیک صحبت کا اثر قبول کر کے مرزائیت ترک نہ کر دے۔ اس لئے یہ خوشامد سے بھر اہوا خط لکھا۔

رہا۔ تب میں اس فرشتہ کو ایک طرف کس طرف ہو تو اس نے جواب دہ میں خدا تعالیٰ میری طرف ہے تو مجھے پرواہ نہیں۔ پھر بعد اس کے میں نے ذریعہ سے یہ جواب ملا کہ ”اجبئی فرشتہ نے کیا وتر کا لفظ مناسب تھا کیا۔ اس خواب اور اس الہام سے فرشتہ آیا اور اس نے ایک کاغذ پر م دائرہ تھا۔ جو ذیل میں لکھتا ہوں او

مجھے دل میں گزرا کہ خالص دوست بھی ہیں۔ جو ہر ایک و السلام خاکسار غلام

مخدومی اسلام علیکم ورحمۃ اللہ آن مکرم کے استقلال کو بڑی تعجب اس کی ذات پر توکل رکھتے ہیں جبکہ اس بات کو مان لیا خدا ہے پھر ہم کیوں غم کریں اور زید و عمر مورد بنادے کہ آپ نے اس

۱ معلوم ہوا کہ پاک قسمیں کھانے کے عادی تھے۔ ۲ مرزا کو خود بھی عقل خرد کا نام نہیں۔

جگہ نور الدین کی بڑی تعریف کی ہے۔ اسے
ص ۷۷۳، ۷۷۴) میں لکھا ہے کہ اس کا مرتبہ
نے ایک دفعہ کہا تھا۔ جس نے ابو بکر گود کھینا
ن اور علی گود کھینا ہو وہ نور الدین کو دیکھ لے۔

ن خلیفہ قرار پایا۔ چھ سال خلیفہ رہا۔ اس کی
نواز اس کی افضلیت سب کے نزدیک مسلم
صلہ نہ ہوا۔

الدین کے ذریعہ اپنے مشن کو کامیاب بنایا۔
ت (مصرف رہتا تھا۔ جب کبھی نور الدین
خطوط کا سلسلہ جاری رکھتا تھا۔ جن میں اس
کے دو خط بنام نور الدین نقل کئے جاتے ہیں۔
ہے۔

صاحب

رم بخیر و عافیت بھیرہ ۱ میں پہنچ گئے ہوں
ہے بہتر معاملہ کرے گا۔ میں نے کتنی دفعہ جو
ت کے امور ظاہر ہوتے رہے اور دو دفعہ
اسمع واری ۱ ایک دفعہ دیکھا گیا کہ گویا
دائرہ کی شکل پر تھی۔ اس کے کنارہ پر محیط کی
یہ عبارت تھی۔ ازواج مطہرہ میری دانست
کے یہ معنی ہوں گے کہ نور الدین خالص
نے ایک خواب دیکھا کہ فرشتہ نظر آیا کہ
۱۔ فلاں فلاں اپنے اخلاص پر قائم نہیں
۲۔ میں بھیرہ میں رہ کر کسی نیک صحبت کا اثر
سے بھرا ہوا خط لکھا۔

رہا۔ تب میں اس فرشتہ کو ایک طرف لے لیا اور اس کو کہا کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں۔ تم اپنی کہو کہ تم
کس طرف ہو تو اس نے جواب دیا کہ ہم تو تمہاری طرف ہیں۔ تب میں نے کہا کہ جس حالت
میں خدا تعالیٰ میری طرف ہے تو مجھے اس کی ذات کی قسم ہے کہ اگر سارا جہان پھر جائے تو مجھے کچھ
پرواہ نہیں۔ پھر بعد اس کے میں نے کہا کہ تم کہاں سے آتے ہو اور آنکھ کھل گئی اور ساتھ الہام کے
ذریعہ سے یہ جواب ملا کہ ”اجبتی من حضرة الوتر“ میں نے سمجھا کہ چونکہ اس بیان سے جو
فرشتہ نے کیا وتر کا لفظ مناسب تھا کہ وتر تنہا اور طاق کو کہتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کا نام الوتر بیان
کیا۔ اس خواب اور اس الہام سے کچھ مجھے بشریت سے تشویش ہوئی۔ اور پھر سو گیا۔ تب پھر ایک
فرشتہ آیا اور اس نے ایک کاغذ پر مہر لگا دی اور نقش مہر جو چھپ گیا دائرہ کی طرح تھا اور وہ اس قدر
دائرہ تھا۔ جو ذیل میں لکھتا ہوں اور تمام شکل یہی تھی۔



مجھے دل میں گذرا کہ یہ میری دل شکنی کا جواب ہے اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ ایسے
خالص دوست بھی ہیں۔ جو ہر ایک لغزش سے پاک کئے گئے ہیں۔ جن کا اعلیٰ نمونہ آپ ہیں۔
والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان بخدمت اخویم حکیم فضل دین صاحب السلام علیکم!

مرزا کا دوسرا خط

مخدومی و کرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عنایت نامہ پہنچ کر باعث مشکوری ہوا۔ عام طور پر لوگ
آن مکرم کے استقلال کو بڑی تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ درحقیقت اللہ جل شانہ کے بندے جو
اس کی ذات پر توکل رکھتے ہیں۔ ان کے لئے خدا تعالیٰ کافی ہے۔ کسی راجہ رئیس کی کیا پرواہ ہے۔
جبکہ اس بات کو مان لیا خدا ہے اور ان سفتوں والا کہ ایک طرفۃ العین میں جو چاہے کر دیوے۔ تو
پھر ہم کیوں غم کریں اور زید و عمر کی بے التفاتی سے ہمارا کیا نقصان آپ کو اپنے بہت سے برکات کا
مورد بنادے کہ آپ نے اس عاجز کی نندہ خدمت کی ہے کہ جس کی نظیر اس زمانہ میں ملنا مشکل

۱۔ معلوم ہوا کہ پہلے جو قسم حاکمی تھی کہ مجھے پرواہ نہیں وہ قسم جھوٹی تھی۔ مرزا قادیانی
قسمیں کھانے سے عادی تھے۔ ان کی دوسری قسموں کا حال بھی اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔
۲۔ مرزا کو خود بھی تعجب تھا۔ دل میں خوشی ہوگی کہ عجب آدمی ہاتھ آیا ہے۔ جس میں
عقل خرد کا نام نہیں۔

ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ چونکہ انسان کے بعض اخلاق خفیہ کا خلقت پر ظاہر ہونا کسی قسم کی تکلیف پر موقوف ہے۔ اس لئے وہ رحیم و کریم اپنے مستقیم الحال بندوں پر حوادث بھی نازل کرتا ہے۔ تا ان کے دونوں قسم کے اخلاق جو ایام راحت اور ایام رنج سے متعلق ہیں ظاہر ہو جائیں۔ اسی وجہ سے ہم خدا تعالیٰ کے مشیت میں کھینچے چھ جاتے ہیں۔ تا جو کچھ ہمارے اندر ہے ظاہر ہو جاوے۔ اس کا عاجز کا پہلا خط جس میں ایک دو الہام درج ہیں۔ شاید پہنچ گیا ہوگا۔

والسلام!

خاکسار انعام احمد قادیان ۳ ستمبر ۱۸۹۲ء

منقول از زمیندار ۱۹ نومبر ۱۹۳۲ء

انجام: حکیم نور الدین قادیانی نے اپنے مرنے سے چند روز پہلے میرے اشرف مکرم حضرت زبدۃ العارفین مولانا محمد زکریا کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا۔ جس میں خدا ان بگویہ کے اخلاق کریمانہ و عنایات کا ذکر کرنے کے بعد اپنے لئے دعا کی درخواست کی تھی اور اپنی مرنے کے آخری افعال سے ندامت کا اظہار کیا تھا اور اس کے الفاظ سے ظاہر ہوتا تھا کہ نور الدین کو تنبیہ ہو چکی ہے۔ سنا گیا ہے کہ مرنے سے آٹھ دن پہلے حجرہ کے اندر ہی رہا۔ میرے حضرت بھائی صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ یقیناً توبہ کر کے مرا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال! حکیم نور الدین قادیانی نے ۱۹۱۳ء میں انتقال کیا اور اس کے بعد امت مرزائیہ میں افتراق و انشقاق کا بازار گرم ہو گیا۔

حصہ سوم

مرزائیوں کے فرقے

حکیم نور الدین قادیانی کی وفات کے بعد امت مرزائیہ اختلاف عقائد کی بنا پر کئی حصوں میں منقسم ہو گئی۔ ان میں سے اگرچہ لاہوری و قادیانی زیادہ مشہور ہیں۔ مگر دوسرے فرقے بھی اپنی تفرقہ انداز سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ اس لئے ان کا مختصر تذکرہ قارئین کی دلچسپی کے لئے درج کیا جاتا ہے۔

محمودیہ: اس فرقہ کا مرکز قادیان ہے۔ اس لئے یہ فرقہ قادیانی بھی کہلاتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا بڑا لڑکا مرزا محمود احمد اس گروہ کا امام یا پیشوا ہے (آج کل دسمبر ۲۰۰۶ء میں پانچواں سوار مرزا مسرور قادیانی ان کا چیف گروہ ہے۔ مرتب) یہ لوگ مرزا کی نبوت کا

اعلانیہ پر چار کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے مطابق اسی جماعت کا ایک شا

مرزا محمود
تعریف میں لکھا تھا کہ

مرزا محمود
مرزا قادیانی

جو مرزا

مرزا قادیانی
ہے۔

مرزا قادیانی
”اگر“

مرزا قادیانی

اعلانیہ پر چار کرتے ہیں اور مرزا کے تمام دعاوی کو اس کے اصلی الفاظ میں صحیح و درست تسلیم کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے دعوے من فرق بیمنی و بین المصطفیٰ ما عرفنی و مارآی کے مطابق قادیانی کو محمد ﷺ کا بروز سمجھتے ہیں اور وللاخرة خیرک من الاولی کے مطابق مرزا کی بعثت کو بعثت اول یعنی رسالت مآب ﷺ سے افضل اعتقاد کرتے ہیں۔ اسی جماعت کا ایک شاعر کہتا ہے کہ:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدرج ۲ نمبر ۳۳ ص ۱۲، ۲۵، ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

مرزا محمود احمد کو یہ لوگ فخر المرسلین لکھا کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے اپنے اس لڑکے کی تعریف میں لکھا تھا کہ:

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدہ از راہ دور آمدہ

(تذکرہ ص ۶۵ طبع سوم)

مرزا محمود کے عقائد و بارہ مرزا غلام احمد قادیانی ملاحظہ ہوں۔

مرزا قادیانی بلحاظ نبوت کے ایسے ہیں جیسے اور پیغمبر اور ان کا منکر کافر ہے۔

(الفضل ۱۹۱۳ نمبر ۱۲ ص ۸)

جو مرزا قادیانی کو نہیں مانتا اور کافر بھی نہیں کہتا وہ بھی کافر ہے۔

(تشیید ۱۱ ذہان ج ۶ نمبر ۴ ص ۱۴۰ اپریل ۱۹۱۱ء)

مرزا قادیانی نے اس کو بھی کافر ٹھہرایا ہے۔ جو سچا تو جانتا ہے۔ مگر بیعت میں توقف کرتا

(تشیید ۱۱ ذہان ج ۹ نمبر ۳ ص ۱۴۱ اپریل ۱۹۱۳ء)

ہے۔

(الفضل ج ۲، ۹ جنوری ۱۹۱۵ء)

مرزا قادیانی کا انکار کفر ہے۔

(ذکر الہی ص ۶۰)

مرزا قادیانی عین محمد تھے۔

”اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا انکار بھی کفر ہے۔ کیونکہ مسیح

موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ اس لئے اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں

اختلاف پر ظاہر ہونا کسی قسم کی تکلیف پر
نہیں پر حواش بھی نازل کرتا ہے۔ تا ان
ق ہیں ظاہر ہو جاویں۔ اسی وجہ سے ہم
رے اندر ہے ظاہر ہو جاوے۔ اس کا
ہوگا۔

والسلام!

نثار انام احمد قادیان ۳ ستمبر ۱۸۹۲ء

منقول از میندار ۱۹ نومبر ۱۹۳۲ء

سے چند روز پہلے میرے اخی مکرم

عریضہ لکھا۔ جس میں خاندان بگویہ

ما کی درخواست کی تھی اور اپنی مٹر کے

سے ظاہر ہوتا تھا کہ نور الدین کو تنبیہ

اندہی رہا۔ میرے حضرت بھائی

لہ اعلم بحقیقة الحال!

اور اس کے بعد امت مرزائیہ میں

مرزائیہ اختلاف عقدہ کی بنا پر اپنی

ادہ مشہور ہیں۔ مگر وہ سب فرقے

کا مختصر تذکرہ قارئین کی دلچسپی کے

یہ فرقہ قادیانی بھی جانتا ہے۔

پیشوا ہے (آج کل دسمبر ۲۰۰۶ء)

رتب) یہ لوگ مرزا کی نبوت کا

ہے تو نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں آپ کا انکار کفر۔ مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اکمل اور اشد ہے۔ آپ کا انکار کفر نہ ہو۔“ (کلمۃ الفصل ص ۱۴۶)

”کیا اس بات میں شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا..... جب تک یہ آیت کریمہ قرآن میں موجود ہے اس وقت تک تو مجبور رہے کہ مسیح موعود کو محمد کی شان میں قبول کرے۔“ (کلمۃ انفصل ص ۱۰۵)

”مرزا قادیانی بعض الواعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔“ (حقیقت النبوة ص ۲۵)

”تمام انبیاء علیہم السلام (جس میں نبی کریم ﷺ بھی شامل ہیں) پر فرض ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر ایمان لائیں تو ہم کون ہیں جو نہ مانیں۔“

(الفضل ج ۳ ص ۶ نمبر ۳۸، مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء)

”کیا یہ پرلے درجہ کی بے غیرتی نہیں کہ لانفرق بین احد من رسلہ میں داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام کو شامل کرتے ہیں۔ وہاں مسیح موعود جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جائے۔“ (کلمہ - افضل ص ۷۷)

”مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں بعثت ثانی کو بدر کا نام رکھا ہے اور بعثت اول کو ہلال جس سے لازم آتا ہے کہ بعثت ثانی کا کافر بعثت اول کے کافروں سے بدتر ہے۔“

(الفضل ص ۴، ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

مرزا محمود اپنے متعلق لکھتے ہیں کہ: ”جس طرح مسیح موعود کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے اسی طرح میرا انکار تمام انبیاء بنی اسرائیل کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔ مرا انکار رسول اللہ کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔“ (الفضل قدیان ج ۳، نمبر ۲۲، ستمبر ۱۹۷۷ء)

”وہ خلیفہ اسلامی جس کی اتباع تمام مشرقی و مغربی دنیا پر فرض ہے۔ وہ میں ہوں۔“

(ریویو آف ریلیجنس ج ۲۳ نمبر ۱۰، ص ۳۵، اکتوبر ۱۹۴۴ء)

اپنے والد کے متابعت میں مرزا محمود نے جنگ عظیم کے دوران میں برطانیہ کی وفاداری کے راگ الاپے اور کہا کہ اگر مجھ پر پار خلافت نہ ہوتا تو میں رنگرٹ بن کر فوج میں بھرتی ہو جاتا۔ ۱۹۱۹ء میں جنگ افغانستان کے موقع پر افغانستان کو کچلنے کے لئے احمدی رجمنٹیں بھرتی کرنے کا ارادہ کیا۔ بغداد و بیت المقدس کے فتح ہونے پر قادیان میں جشن چراغاں منایا گیا۔ اس دن منارۃ الگھنٹہ قادیان پر گیس کے ہنڈے روشن تھے اور جزیرۃ العرب پر غیر مسلموں کے قابض ہو جانے

لی خوتی میں ہر قادیانی فرط مسرت تھا۔ مرزا محمود کے چال چلن و اخلاق لوگوں کے کئی قصے زبان زد خلایق بن چکے تھے۔ چنانچہ اسی زمانہ عہد خلافت میں بھی مرزا محمود کے متعلق اخبارات میں کئی بیان : اور ان کا خاندان بکا مرزائی تھا اور عیاشیوں اور دیگر کاروائیوں سے انہیں دوبارہ داخل اسلام ہونے کا محمود کو مبالغہ کے لئے چیلنج دیا۔ مگر خلاف اپنے مریدوں کو اشتعال جلا وطن ہونا پڑا۔ ان کے مکان نامہ سامان نذر آتش کر دیا گیا اور مولو حسین صاحب بٹالوی شہید کر دیا۔ ساتھ امرتسر میں رہ کر اخبار مبالغہ مرزا محمود انگلستان آ

ایک نیکچر دیا تھا اور لنڈن کے لاکر دیا کہ احادیث میں جو آیا۔ گوئی پوری ہوئی۔ مرزا محمود کا اپنی فرات کے متعلق پراپیگنڈا خلیفہ المسیح کے لقب سے اگر ہے۔ کیونکہ انگریزی میں خلیفہ

۱۔ کتب لغت اور

مرزا یوں نے فنِ تاویل میں
قادیان ابنِ مریم سے مراد غا
غرض مرزا یوں کے نزدیک

لیکن ہے کہ پہلی بعثت میں آپ کا انکار کفر۔
روحانیت اتوی اکمل اور اشد ہے۔ آپ کا
(کلمۃ الفصل ص ۱۴۶)
قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو
س وقت تک تو مجبور ہے کہ مسیح موعود کو محمد کی
(کلمۃ الفصل ص ۱۰۵)
آگے نکل گیا۔“ (حقیقت البوہ ص ۲۵۷)
ﷺ بھی شامل ہیں) پر فرض ہے کہ مسیح
انہیں۔“

(الفضل ج ۳ ص ۶ نمبر ۳۸، مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء)
مفرق بین احد من رسلہ میں داؤد
علیہ السلام کو شامل کرتے ہیں۔ وہاں مسیح
(کلمۃ الفصل ص ۱۱۷)
ویدر کا نام رکھا ہے اور بعثت اول کو ہلال
کافروں سے بدتر ہے۔“

(الفضل ص ۱۵، ۱۶ جولائی ۱۹۱۵ء)
مسیح موعود کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے
نہوں نے میری خبر دی۔ مرزا انکار رسول
(الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۲۲، ۲۳ ستمبر ۱۹۱۷ء)
لی دنیا پر فرض ہے۔ وہ میں ہوں۔“

ریلیجنس ج ۲۳ نمبر ۱۰ ص ۱۰۳۵، اکتوبر ۱۹۲۴ء)
ظہیم کے دوران میں برطانیہ کی وفاداری
رنگروٹ بن کر فوج میں بھرتی ہو جاتا۔
کے لئے احمدی رہنمائی بھرتی کرنے کا
جشن چراغاں منایا گیا۔ اس دن منارۃ
ب پر غیر مسلموں کے قابض ہو جانے

لی خوتی میں ہر قادیانی فرط مسرت سے پھولے نہ ماتا تھا۔ انہیں اپنے نبی کے مشن کا شرف نظر آ رہا
تھا۔ مرزا محمود کے چال چلن و اخلاق کے متعلق کئی روایات مشہور ہیں۔ اس کے عہد شباب اور
لڑکپن کے کئی قصے زبان زد خلایق ہیں۔ مرزا غلام احمد کے سامنے بھی اس بے برے چال چلن کی
شکایتیں ہوئی تھیں۔ چنانچہ اسی زمانہ میں ایک لڑکی کے ساتھ ناجائز تعلق کا الزام اس پر لگایا گیا تھا۔
عہد خلافت میں بھی مرزا محمود کے مشی فی النوم، کنار بیاس، کے خاص مشاغل مدرسہ نسوان وغیرہ
کے متعلق اخبارات میں کئی بیان شائع ہو چکے ہیں۔ مولانا عبدالکریم صاحب ایڈیٹر مہبلہ امرتسر
اور ان کا خاندان یکا مرزائی تھا اور وہ بہشتی مقبرہ کا نکث بھی حاصل کر چکے تھے۔ مگر مرزا محمود کی
عیاشیوں اور دیگر کاروائیوں سے واقف ہو کر ان کی آنکھیں کھل گئیں اور خدا کے فضل و کرم سے
انہیں دوبارہ داخل اسلام ہونے کی توفیق حاصل ہوئی۔ مولانا مدوح نے بذریعہ اخبار مہبلہ مرزا
محمود کو مہبلہ کے لئے چیلنج دیا۔ مگر مرزا محمود نے مہبلہ قبول کرنے کی بجائے ارکان انجمن مہبلہ کے
خلاف اپنے مریدوں کو اشتعال دلایا۔ آخر کار مولانا کو اعلا کلمۃ الحق کی پاداش میں قادیان سے
جلاوطن ہونا پڑا۔ ان کے مکانات سورج کی روشنی میں دن کے وقت جلائے گئے۔ ہزار بار وہ بیہ کا
سامان نذر آتش کر دیا گیا اور مولانا عبدالکریم پر قتلانہ حملہ ہوا اور ان کے ایک ہمراہی مستری محمد
حسین صاحب بالوی شہید کر دیئے گئے۔ مگر الحمد للہ کہ مولانا مدوح نہایت صبر و استقامت کے
ساتھ امرتسر میں رہ کر اخبار مہبلہ کے لئے قادیان کے سر بستہ رازوں کا انکشاف کر رہے ہیں۔

مرزا محمود انگلستان کی سیاحت بھی کر چکا ہے۔ وہاں اس نے احمدیت یعنی مرزائیت پر
ایک لیکچر دیا تھا اور لنڈن کے لڈگیٹ میں اقامت اختیار کی تھی۔ مرزائیوں نے اسی وقت اعلان
کر دیا کہ احادیث میں جو آیا ہے کہ مسیح علیہ السلام دجال کو باب لدے پر قتل کریں گے۔ وہ پیشین
گوئی پوری ہو گئی۔ مرزا محمود کا انگلستان کے اخبارات میں مرزا محمود نے ہزار ہا زور پیہ خرچ کر کے
اپنی نرات کے متعلق پراپیگنڈا کیا۔ لنڈن کے اخبارات میں ہر ہولی نیس خلیفۃ المسیح (قدس مآب
خلیفۃ المسیح) کے لقب سے اس کا ذکر کیا گیا۔ عوام نے سمجھا کہ دراصل خلیفہ صاحب کا نام مل مسیح
ہے۔ کیونکہ انگریزی میں خلیفۃ مل مسیح شائع ہوا تھا۔ اس لئے اس کا نام مل مسیح مشہور ہو گیا۔

۱۔ کتب لغت اور کتب احادیث میں لد ایک گاؤں کا نام ہے۔ جو فلسطین میں ہے۔
مرزائیوں نے زفن تاویل میں تمام مذہب طہ فرقوں سے فوقیت تامہ حاصل کر لی ہے۔ دمشق سے مراد
قادیان ابن مریم سے مراد غلام احمد لد سے لنڈن کا لڈگیٹ مینارہ شرقی سے مراد قادیان کا مینارہ۔
غرض مرزائیوں کے نزدیک محمد ﷺ کی تعلیم ایک معمہ تھی۔

چنانچہ ایک دن ملک بلیم کی ایک نو مسلم خاتون اپنے بچوں کو لے کر دو کنگ آرہی تھی۔ تو اس کے ساتھ قادیانی مبلغ بھی بیٹھ گئے اور نبوت اے مرزا پر زور دینے لگے۔ اس پر خاتون نے کہا..... کہ بڑی سے بڑی بات جو تمہاری تقریر سے مجھے نظر آئی ہے وہ یہ ہے کہ محمد کے ماتحت ایک چھوٹا پیغمبر پیدا ہوا۔ ہم تو اب تک بڑے پیغمبر سے عہدہ برآ نہیں ہوئے جس وقت ہم بڑے پیغمبر کی تعلیم پر پورے عامل ہو جائیں گے اس وقت چھوٹے پیغمبر کا بھی خیال کر لیں گے۔ یہ الفاظ..... قادیانی جماعت کے غور کرنے کے قابل ہیں۔ وہ عملی رنگ کو اپنے سامنے رکھیں۔ آخر انہوں نے دیکھ تو لیا کہ جن ۲ وجوہ سے انہوں نے اوّل جرمن اور بعد میں اپنے امریکن مشن کو بند کیا۔ وہ ہی صورت ان کی انگلستانی مشن کی ہو رہی ہے۔“

(مجدد کمال ص ۸۷، ۸۸)

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”میں گورنمنٹ کی پولیٹیکل خدمت و حمایت کے لئے ایسی جماعت تیار کر رہا ہوں جو آڑے وقت میں گورنمنٹ کے مخالفوں کے مقابلے میں نکلے گی اور گورنمنٹ کے متعلق مجھے یہ الہام ہوا کہ جب تک تو گورنمنٹ کی عملداری میں ہے۔ خدا گورنمنٹ کو کچھ تکلیف نہ دے گا اور جدھر تیرا منہ ہوگا اسی طرف خدا کا ہوگا اور میرا منہ گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف ہے۔ لہذا خدا کا منہ بھی اسی گورنمنٹ کی طرف ہے۔“ (الہامی قائل نمبر ۱۸ ص ۵)

”ہمارے گروہ میں عوام کم اور خواص زیادہ ہیں۔ اس گروہ میں بہت سے سرکار انگریزی کے ذی عزت عہدہ دار ہیں۔“ (کتاب البریہ ص ۱۸۶، خزائن ج ۳ ص ۲۰۴ حاشیہ)

اے مرزائیوں کی یہی اسلامی خدمات ہیں جن کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے اور سادہ لوہے عوام انہیں ممالک فرنگ میں اسلامی مبلغ تصور کر لیتے ہیں اور انہیں چندہ دیتے ہیں اور مرزائی مجموعہ بھوم کر کہتے ہیں کہ ہم وہ ہیں جنہوں نے مغرب میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا ہے۔ فافہم! (مؤلف)

۲ یعنی اہل جرمن و امریکہ قادیانی جماعت کو انگریزی جاسوس سمجھنے لگے اور مرزا غلام احمد کی نبوت کا پرچار نہ ہو سکا۔

۳ یعنی مرزا اور مرزائیوں کا قبلہ انگریز ہیں۔ فافہم!

۴ (بخاری ج ۱ ص ۲۱۳ کتاب الجہاد، باب دعا النبی ﷺ الی الاسلام والنبوة) میں روایت ہے کہ قصیر روم نے ابوسفیان سے دریافت کیا کہ پیغمبر اسلام کے ماننے والے مسکین غریب لوگ زیادہ ہیں یا سردار اور قوی لوگ؟۔ ابوسفیان نے جواب دیا۔ مسکین اور غریب لوگ ہر قل نے اس جواب پر کہا کہ ہر ایک نبی کے پہلے ماننے والے مسکین غریب لوگ ہی ہوتے رہے ہیں۔

چہ چاہوئے لگا۔ محفوظ الحق علمی مولوی و فضل قبول کر لیا اور اعلان کر دیا کہ مرزا غلام احمد ل سے فائدہ حاصل کیا تھا۔ ورنہ دراصل مسیح مرزا محمود نے اس زبردست تبدیلی کے مقابلہ کام لیا۔ علمی و دیگر بہائی قادیان کی رہائش مند کے نام سے ایک اخبار جاری کیا۔ جو ملک اس میں قادیانی مذہب کی تردید بھی نہایت

ن میں مرزا محمود اپنے والد سے زیادہ ماہر اور اپنے موافق رکھنے کے لئے خوشامد و چاپلوسی کر سکتا۔ ممالک غیر میں اس کے کئی مبلغین ت اسلام ظاہر کر کے سادہ لوح مسلمانوں کی روشنی کے دلدادہ جنٹلمین انہیں مبلغ اسلام اور بن اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر ان کو بدان ہی لوگوں کو دیکھ کر کہا ہو کہ:

ورنگی دارند

فرنگی دارند

ن حسب ذیل تصریحات سے واضح ہو سکتی

دینی بھائیوں نے جا کر ولایت میں کہا..... قادیانی دوستوں نے ماسٹر پیغمبر ن انگلستان میں پیش کر کے دیکھ لیا۔ یہ ہو گیا..... قادیانی مبلغین میں سے ایک پر آ جاتے..... اور اس ٹوہ میں رہتے کہ میں کسی ایسے شخص کا پتہ چل جاتا تو اس رزا صاحب کی نبوت کی تحقیق کرتے۔

مرزا محمود بہتا ہے کہ: ”گورنمنٹ کی ایسی خدمت کرتے ہیں جو پانچ پانچ ہزار روپیہ تنخواہ پانے والے نہیں کرتے۔“ (الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۷۶، یکم اپریل ۱۹۳۰ء)

مرزا محمود ۱۹۱۴ء سے لے کر ۱۹۲۴ء تک اہل اسلام سے ترک تعاون پر عمل پیرا رہا۔ اس نے مسلمانان عالم کو کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا اور ان سے رشتہ ناطہ و برادری کے تعلقات قائم کرنا۔ ان کی شادی یا غمی کی رسومات میں شریک ہونا۔ بلکہ ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک پڑھنا اپنے مریدوں کے لئے ناجائز و حرام قرار دیا۔ مگر ۱۹۲۴ء کے بعد کسی پولیٹیکل مصلحت سے مسلمانان ہند کی قیادت و رہنمائی کا شوق اس کے دل میں ساچکا ہے۔ انہیں کافروں، مرتدوں اور بے دینوں کی بھلائی و بہبودی کا فکر بقول مرزا یحیٰٰن اسے ہر وقت بے چین کئے رکھتا ہے۔ فتنہ ارتداد کے زمانہ میں بے شمار مرزائی حلقہ ارتداد میں مبلغین اسلام بن کر پہنچے۔ علمائے اسلام اسی وقت ان کے عزائم کو تازہ گئے تھے۔ مگر مدعیان قیادت یعنی فنی ظلمت کے شیدائیوں نے ہر جگہ علمائے اسلام کا استخفاف کیا اور قادیانیوں کی اسلامی ہمدردی کا شکریہ ادا کیا گیا۔ مرزائیوں نے تبلیغ و انسداد فتنہ ارتداد کے لئے لاکھوں روپیہ مسلمانوں سے وصول کیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۹۳۲ء کے جلسہ قادیان میں اعلان کیا گیا کہ ساندھن (حلقہ ارتداد) سے احمدیوں کا قافلہ غلام احمد کی جئے کے نعرے لگاتا ہوا قادیان پہنچا ہے اور احمدیت وہاں اچھی طرح پھیل رہی ہے۔ گویا آریہ بننے سے بچ کر مکانوں کی ایک جماعت مسلمانوں کے لاکھوں روپیہ کے صرف سے مرزائی بن گئی۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی امت سے نکل کر قادیانی نبی کی امت میں شامل ہو گئے۔

لاہور کے ایک ہندو راجپال نے ایک دلا زار کتاب رنگیلا رسول تصنیف کی جس سے مسلمانان ہند میں ایک ہیجان عظیم برپا ہو گیا۔ قادیانیوں نے قیادت کا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ بڑے بڑے لمبے پوسٹر ہر ہفتہ مرزا محمود کی طرف سے شائع ہو کر بڑے بڑے شہروں کے در و دیوار پر چسپاں ہونے لگے۔ جن میں مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ معاشرتی و تجارتی مقاطعہ کی تلقین کی جاتی تھی۔ اس زمانہ میں عام طور پر لوگ مرزائیوں کو نبی اکرم ﷺ کے عاشق اور اسلام کے بہادر سپاہی خیال کرتے تھے۔ مرزا محمود نے اپنی جماعت کی وسیع تنظیم کے ذریعہ اپنی قیادت کا ڈھنڈورہ پٹوایا اور سادہ لوح مسلمانوں سے لاکھوں کی تعداد میں دستخط کرا کر ایک میموریل وائسراے کے نام بھجوایا۔ جس میں انبیاء و بابائیان مذاہب کی توہین کو جرم قرار دینے کے لئے کسی قانون کے نفاذ کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ گورنمنٹ نے تعزیرات ہند میں مجوزہ ترمیم کو رد کر لیا۔

مسلمانوں کی خوشی و غم ہر ہو گئی۔ مرزائیوں نے مرزائیوں کی ذات پر بھی نکتہ چینی ہو جب زد میں آچکے ہیں۔ مگر بدگو و مفہ راجپالی فتنہ کا خاتمہ کر دیا اور اس کر دی۔ مسلمانوں کی حیرت کی یعنی قادیانیوں اور ان کے پیشوا قادیان کے سرکاری صحیفہ الفضل ایسی حرکت سرزد ہوئی ہے جو شر

اس کے بالعکس حد تعریفیں کی گئیں اور بھائی کے دفن کیا گیا۔

مرزائیوں کے اثر زیادہ مرزا محمود کی محبت و عزت اور نبی کریم ﷺ کو گالیاں دے نزدیک وہ شرعی مجرم ہے۔ گن پھانسی دی جائے تو اسے شہید تھا۔ وہ اعلان کر چکا تھا کہ ”کھا کر چننا محال بلکہ ناممکن۔ ان لوگوں کو جا۔“

خواب صاحب (میں شامل ہوئے۔)

مگر اب مرزا محمد اللہ مفتی محمد صادق مسلم لیگ متعلق مسلمانوں کو مشورے

ی خدمت کرتے ہیں جو پانچ پانچ ہزار روپیہ
(الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۷، یکم اپریل ۱۹۳۰ء)
مل اسلام سے ترک تعاون پر عمل پیرا رہا۔ اس
خارج قرار دیا اور ان سے رشتہ ناطہ و برادری
میں شریک ہونا۔ بلکہ ان کے معصوم بچوں کا
ام قرار دیا۔ مگر ۱۹۳۲ء کے بعد کسی پولیٹیکل
اس کے دل میں سما چکا ہے۔ انہیں کافروں،
مرزائیوں اسے ہر وقت بے چین کئے رکھتا
تدو میں مبلغین اسلام بن کر پہنچے۔ علمائے
ان قیادت یعنی نئی ظلمت کے شیدائیوں نے
ملامی ہمدردی کا شکریہ ادا کیا گیا۔ مرزائیوں
انوں سے وصول کیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ
ن (حلقہ ارتداد) سے احمدیوں کا قافلہ غلام
یت وہاں اچھی طرح پھیل رہی ہے۔ گویا
س کے لاکھوں روپیہ کے صرف سے مرزائی
کی امت میں شامل ہو گئے۔

۱ زار کتاب رگبار رسول تصنیف کی جس
یانوں نے قیادت کا موقع ہاتھ سے نہ
رف سے شائع ہو کر بڑے بڑے شہروں
س کو ہندوؤں کے ساتھ معاشرتی و تجارتی
رگ مرزائیوں کو نبی اکرم ﷺ کے عاشق
نے اپنی جماعت کی وسیع تنظیم کے ذریعہ
سے لاکھوں کی تعداد میں دستخط کرا کر ایک
نیا مذاہب کی توہین کو جرم قرار دینے
چنانچہ گورنمنٹ نے تعزیرات ہند میں

مسلمانوں کی خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ مگر اس چال بازی اور فریب کی حقیقت جلد ہی
ظاہر ہو گئی۔ مرزائیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی بنیان مذاہب اور انبیاء میں ظاہر کیا اور اس
کی ذات پر بھی نکتہ چینی ہو جب قانون جرم قرار دی گئی۔ اب تک کئی خادمان اسلام اس قانون کی
زد میں آ چکے ہیں۔ مگر بدگو و مفسد اشخاص ابھی تک محفوظ ہیں۔ غازی عم الدین شہید کے خنجر نے
راجپالی فتنہ کا خاتمہ کر دیا اور اس سچے عاشق رسول نے اپنی جان عزیز اس مقصد کے لئے قربان
کر دی۔ مسلمانوں کی حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ جب انہوں نے مدعیان تحفظ ناموس شریعت
یعنی قادیانیوں اور ان کے پیشوا مرزا محمود کی زبان سے علم الدین کی مذمت کے الفاظ سنے اور
قادیان کے سرکاری صحیفہ الفضل میں اعلان کیا گیا کہ علم الدین اپنے گناہ سے توبہ کرے۔ اس سے
ایسی حرکت سرزد ہوئی ہے جو شرعاً قابل معافی نہیں۔

(الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۸ ص ۷، ۸، مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۹ء)

اس کے بالعکس حاجی مستری محمد حسین صاحب بنالوی شہید کے قاتل محمد علی مرزائی کی
تعریفیں کی گئیں اور پھانسی کے بعد اس کا جنازہ کو مرزا محمود نے کندھا دیا اور اسے بہشتی مقبرہ میں
دفن کیا گیا۔

مرزائیوں کے اس فعل سے ثابت ہو چکا ہے کہ ان کے دلوں میں نبی اکرم ﷺ سے
زیادہ مرزا محمود کی محبت و عزت موجزن ہے۔ مرزا محمود کے دشمن کا قاتل ان کے نزدیک جنتی ہے
اور نبی کریم ﷺ کو گالیاں دینے والے کو اگر کوئی مسلمان غضب میں آ کر قتل کر دے تو ان کے
نزدیک وہ شرعی مجرم ہے۔ گناہ گار ہے اور مستحق دار ہے اور اسے توبہ کرنی چاہئے اور ایسے شخص کو اگر
پھانسی دی جائے تو اسے شہید کہنا جائز نہیں۔ مرزا محمود کے نزدیک سیاسیات میں دخل دینا جائز
تھا۔ وہ اعلان کر چکا تھا کہ ”مسلمانوں کے لئے سیاسیات کی طرف متوجہ ہونا ایک ایسا زہر ہے جسے
کھا کر بچنا محال بلکہ ناممکن ہے۔“

ان لوگوں کو جانے دو جو سیاسیات میں پڑتے ہیں۔ (برکات خلافت ص ۶۹)
خواجہ صاحب (کمال الدین) باوجود مسیح موعود کے سخت ناپسند فرمانے کے مسلم لیگ
میں شامل ہوئے۔ (الفضل ۷ فروری ۱۹۱۷ء)

مگر اب مرزا محمود نے سیاسیات میں عملی حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ اس کے مرید ظفر
اللہ مفتی محمد صادق مسلم لیگ و مسلم کانفرنس کے ہر اجلاس میں شریک ہوتے ہیں اور سیاسیات کے
متعلق مسلمانوں کو مشورے دیئے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو ایسے خطرناک مفسدین سے ہوشیار رہنا

چاہئے۔ ممکن ہے کہ یہ لوگ آئندہ زمانہ میں سکھوں کی طرح اپنی ایک علیحدہ سیاسی حیثیت گورنمنٹ سے تسلیم کرائیں اور اپنی تعداد بڑھا کر مسلمانوں کے لئے مستقل خطرہ ثابت ہوں۔ یہ پولیٹکل گرگٹ کی رنگ بدل رہے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا تھا کہ ”اللہ تعالیٰ ایک جماعت الگ بنانا چاہتا ہے۔ اس لئے اس کی منشاء کی کیوں مخالفت کی جائے۔ جن لوگوں سے وہ جدا کرنا چاہتا ہے بار بار ان میں گھٹنا بھی تو اس کی منشاء کے مخالف ہے۔“

(الہد ر مور ۲۰ فروری ۱۹۰۳ء)

مگر جب مرزا محمود کو قیادت کا شوق سلایا اور مصلحت وقت سے کام لینا چاہا تو ہمدرد اسلام بن کر مسلمانوں کے سامنے نمودار ہوا اور ۲۶ جون ۱۹۲۵ء کو نیا روپ بدلا اور تقریر میں کہا کہ: ”میں نصیحت کرتا ہوں اور وہ یہ کہ اب تک ہماری جماعت سے ایک غلطی ہوئی ہے۔ میں نے بار بار اس سے روکا بھی ہے مگر اس جماعت نے جو خلاص میں بے نظیر ہے تا حال اس پر عمل نہیں کیا اور وہ یہ کہ مباحثات کو ترک کر دو۔ میرے نزدیک وہ شکست ہزار درجہ بہتر ہے۔ جو لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہو۔ بہ نسبت اس فتح کے جو لوگوں کو حق سے دور کر دے۔ پس ایک دفعہ پھر جب کہ ہمارے مبلغ تبلیغ کے لئے جارہے ہیں انہیں اور دوسروں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ مباحثات کو چھوڑ دیں اور ایسا طرز اختیار کریں جس سے دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور خدا تعالیٰ سے خشیت ظاہر ہو۔ مگر ساتھ ہی یہ خیال رکھنا چاہئے کہ وہ مبلغ کی حیثیت سے نہیں جارہے۔ بلکہ مدبر کی حیثیت سے جارہے ہیں۔ ان کا کام یہ دیکھنا ہے کہ اس ملک میں کس طرح تبلیغ کرنی چاہئے۔“

(الفضل ۱۱ جولائی ۱۹۲۵ء)

کشمیر میں مسلمانوں پر ظلم ہوا۔ مظلومین کی ہمدردی کے جذبہ سے مسلمانان ہند بے چین تھے۔ ایسی حالت میں مرزا محمود نے شملہ میں چند نام نہاد لیڈروں کو جمع کر کے کشمیر کمیٹی قائم کی اور اس کی صدارت کے فرائض اپنے ذمے لئے اور اس کا سیکرٹری اپنا ایک مرید عبدالرحیم درد کو بنایا اور کمیٹی کا صدر مقام قادیان میں مقرر کر کے طول و عرض ہند میں چندہ کی اپیلیں شائع کیں

۱۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزائیوں کو ہر جگہ مناظروں میں ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور مرزائیت کی حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے۔ اس لئے مرزا محمود کو نئے طریقہ سے کام لینا پڑا اور منافق بن کر ظاہری ہمدردی دکھا کر تدبیر و حکمت سے لوگوں کے دل و دماغ میں اپنا اثر قائم کرنا چاہا۔ (مؤلف)

ورکئی لاکھ ۱ روپیہ غریب مسلمانوں کو پیہ مرزائیت کی تبلیغ پر صرف ہر مرزائیوں نے کشمیر میں پراپیگنڈا کر لیا ہے۔ معصوم کشمیری بچوں سے نعرے لگوائے گئے۔ کشمیری زعماء کے ہر بڑے قصبہ میں سرکردہ مس اس طرح تالیف قلوب سے کام رہے ہیں۔ حکومت کشمیر پر بھی م کرائی جاتی ہے۔ ان کا داخلہ ملے بغرض تعلیم قادیان روانہ کئے جائے۔ صرف علاقہ شوپیاں (بلند کرنے والے کا گلا اتحاد کی حالت رہی تو اندیشہ ہے کہ اس علمائے کرام کا فرض ہے کہ اس آئیں۔ ورنہ بعد میں پچھتا۔ تحریک احرار نے

اس تحریک کو کامیاب نہ ہونے سے ہر سال مقررہ تاریخوں کی سیرت کے پردہ میں جلسوں میں شامل ہوئے اور ہر سے بھی اکثر اس رو میں بہ ذر حصول منفعت اور ذاتی

۱۔ صرف شہر بھ اشخاص نے جمع کیا اور قادیان کس قدر رقم فراہم ہوئی ہو

ورکئی لاکھ ۱ روپیہ غریب مسلمانوں نے اپنے کشمیری مظلوم بھائیوں کی امداد کے لئے دیا۔ مگر وہ روپیہ مرزائیت کی تبلیغ پر صرف ہوا۔ کمیٹی کی صدارت کے نام سے ناجائز فائدہ حاصل کیا گیا۔ مرزائیوں نے کشمیر میں پراپیگنڈا کیا کہ مرزا محمود کو مسلمانان ہند نے اپنا پیشوا و خلیفہ اور امیر تسلیم کر لیا ہے۔ معصوم کشمیری بچوں کے جلوس نکالے گئے اور ان سے مرزا بشیر الدین محمود زندہ ہاد کے نعرے لگوائے گئے۔ کشمیری زعماء کو مالی اعانت سے اپنا ہمنوا بنایا گیا۔ چنانچہ سنا گیا ہے کہ کشمیر کے ہر بڑے قصبہ میں سرکردہ مسلم پیشوا یا سردار کو قادیان سے ماہواری رقم موصول ہوتی ہے۔ اس طرح تالیفِ قلوب سے کام لے کر مرزائیت کے بیسیوں مبلغ دیہات و قصبات میں دورہ کر رہے ہیں۔ حکومت کشمیر پر بھی مرزائیوں کا اثر ہے۔ اس لئے مرزائیت کے مخالفین کی زبان بندی کرائی جاتی ہے۔ ان کا داخلہ ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔ نوجوان ذہین اور مستعد طلباء فراہم کر کے بفرص تعلیم قادیان روانہ کئے جاتے ہیں۔ تاکہ انہیں مبلغ بنا کر ان کے وطن میں واپس بھیجا جائے۔ صرف علاقہ شوپیاں (کشمیر) سے دس طلباء بھیجے جا چکے ہیں۔ مرزائیت کے خلاف آواز بلند کرنے والے کا گلا اتحاد کی رٹ لگا کر دبانے والے ہر جگہ موجود ہیں اور اگر چند دن یہی حالت رہی تو اندیشہ ہے کہ تمام کشمیر میں مرزائیت کی جڑیں نہایت محکم و استوار ہو جائیں گی۔ علمائے کرام کا فرض ہے کہ اس فتنہ کو فتنہ شدہی سے زیادہ خطرناک سمجھ کر مردانہ و امیدان عمل میں آئیں۔ ورنہ بعد میں پچھتانے سے کچھ نہ بنے گا۔

تحریک احرار نے کسی حد تک قادیانی فتنہ کے سد باب میں حصہ لیا۔ مگر گورنمنٹ نے اس تحریک کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ اس کے بعد مرزا محمود نے نیارنگ اختیار کیا۔ یوم سیرت کے نام سے ہر سال مقررہ تاریخوں پر طول و عرض ہند میں ہر جگہ جلسے منعقد کرائے۔ جن میں نبی کریم ﷺ کی سیرت کے پردہ میں مرزائیت کی تبلیغ کی گئی۔ عاشقان سید المرسلین ﷺ جوق در جوق ان جلسوں میں شامل ہوئے اور سادہ لوح عوام نے مرزائیوں کو مداح رسول سمجھا۔ علمائے کرام میں سے بھی اکثر اس رو میں بہ گئے مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ مرزائیوں کا مقصد ان جلسوں سے سوائے جلب ذرہ حصول منفعت اور ذاتی جاہ و اقتدار کے کچھ نہ تھا۔ اپنے آپ کو سید المرسلین ﷺ کا محبت ظاہر کر کے صرف شہر بھیرہ سے کئی سو روپیہ اعانت مظلومین کا نام لے کر بعض فریب خوردہ اشخاص نے جمع کیا اور قادیان میں ارسال کیا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ تمام ہندوستان سے کس قدر رقم فراہم ہوئی ہوگی۔

ہوں کی طرح اپنی ایک علیحدہ سیاسی حیثیت مسلمانوں کے لئے مستقل خطرہ ثابت ہوں۔ یہ حمد قادیانی نے اعلان کیا تھا کہ ”اللہ تعالیٰ ایک کی کیوں مخالفت کی جائے۔ جن لوگوں سے وہ ناء کے مخالف ہے۔“

(البدور مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۰۳ء)

یا اور مصلحت وقت سے کام لینا چاہا تو ہمدرد جون ۱۹۲۵ء کو نیا روپ بدلا اور تقریر میں کہا جماعت سے ایک غلطی ہوئی ہے۔ میں نے اس میں بے نظیر ہے تا حال اس پر عمل نہیں کیا ملکست ہزار درجہ بہتر ہے۔ جو لوگوں کے لئے اس کو حق سے دور کر دے۔ پس ایک دفعہ پھر دوسروں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ مباحثات کے ساتھ ہمدردی اور خدا تعالیٰ سے خشیت کی حیثیت سے نہیں جا رہے۔ بلکہ مدبر کی ملک میں کس طرح تبلیغ کرنی چاہئے۔“

(الفضل ۱۱ جولائی ۱۹۲۵ء)

ہمدردی کے جذبہ سے مسلمانان ہند بے نام نہاد لیڈروں کو جمع کر کے کشمیر کمیٹی قائم اس کا سیکرٹری اپنا ایک مرید عبدالرحیم درو و عرض ہند میں چندہ کی اپیلیں شائع کیں ہر جگہ مناظروں میں ذلت کا سامنا کرنا۔ اس لئے مرزا محمود کو نئے طریقہ سے رو حکمت سے لوگوں کے دل و دماغ میں

کے مسلمانوں کو دھوکہ دیا اور غیر ممالک میں تبلیغ کی کہ مرزا محمود ہندوستان کے مسلمانوں کا پیشوائے اعظم ہے۔ اس کے اشارہ پر سات کروڑ مسلمان ایک وقت اور ایک ساعت میں ہر جگہ جلے منعقد کیا کرتے ہیں۔ اس طرح غیر ممالک اور غیر اقوام میں مرزائی جماعت کا وقار حاصل کیا گیا۔

مہافقہ حکمت عملیوں میں ناکامی کا منہ دیکھ کر مرزا محمود نے ۱۹۳۲ء کے آخر میں تمام پنجاب دیو۔ پی میں مبلغین کے دفو بھیجے۔ ان کے مبلغین نے جہاں میدان خالی دیکھا۔ مناظرہ کی دعوت دی اور جہاں خادمان اسلام کو مقابلہ کے لئے آمادہ پایا۔ وہاں سے فرار ہو گئے۔ ضلع شاہ پور میں حزب الانصار کی سرگرمیوں کی وجہ سے مرزائیت کا قلع قمع ہو رہا تھا۔ اس لئے اپنے چوٹی کے مناظر اور مبلغ صاحبان اس علاقہ میں دورہ کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے جن کو اپنے مقصد میں ناکامی ہوئی۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزا محمود یعنی باپ اور بیٹے کے خیالات میں جس قدر اختلاف ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سلسلہ کی بنیاد ہی عقلی دھوکوں پر ہے اور دروغ گورا حافظہ نباشد کی مثل ان پر صادق آتی ہے۔ جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک نہر امرتسر نے چند امور پر روشنی ڈالی ہے۔ جن میں بیٹے نے باپ کے خلاف رائے ظاہر کی ہے۔ جن کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

اقوال مرزا محمود احمد قادیانی

۱۔ ”دیکھو آنحضرت ﷺ سے زیادہ کس پر خدا کے فضل ہوں گے۔ لیکن جس قدر آپ پر خدا کے فضل اور احسان ہیں۔ اسی قدر آپ عبادت اور شکر گزاری میں بھی سب سے بڑھ کر تھے۔ نادان ہے وہ شخص جس نے کہا کہ: کمر مہاشے تو مارا کر دگستاخ کیونکہ خدا کے فضل انسان کو گستاخ نہیں بنایا کرتے اور سرکش نہیں کر دیا کرتے۔ بلکہ اور زیادہ شکر گزار اور فرمانبردار بناتے ہیں۔“ (الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۵۸-۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰)

۲۔ ”نادان مسلمانوں کا خیال تھا کہ نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے یا پہلے احکام میں سے کچھ منسوخ کرے یا بلا واسطہ نبوت پائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کے ذریعہ اس غلطی کو دور کروادیا اور بتایا کہ یہ تعریف قرآن کریم میں تو نہیں۔“ (حقیقت البعۃ ص ۱۳۳)

۳۔ ”بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہو سکتا اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وما ارسلنا من رسول الا

لیطاع باذن اللہ ہیں۔ لیکن یہ سب سبب قل التوراة فیہا ہدی و ہدایت و نور ہے۔ اس کے بتاؤ اگر ایک نبی دوسرے کیوں کر کرتے رہے ہیں وہ پیرو تھے۔ گویا ایک اور

۴۔ سے پہلے جس قدر انبیاء کے درجے تک پہنچا سکتے جو نہ صرف کامل تھے بلکہ فیضان پایا ہے۔“

۵۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کو پکارا ہے۔“

۶۔ موعود کو یہ درجہ حاصل آنحضرت ﷺ کو گونڈ منتظر رہے اور اب بھی ”حضر“ حضرت یحییٰ علیہ السلام

لیطاع بساذن اللہ اور اس آیت سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے خلاف استدلال کرتے ہیں۔ لیکن یہ سب بسبب قلت تدبر ہے۔ جب اللہ تعالیٰ خود دوسری جگہ فرماتا ہے کہ انا انزلنا التوراة فیہا ہدی ونور یحکم بہا النبیون یعنی ہم نے تورات اتاری ہے۔ جس میں ہدایت و نور ہے۔ اس کے ذریعے سے بہت سے انبیاء یہودیوں کے فیصلہ کرتے رہے ہیں۔ اب بتاؤ اگر ایک نبی دوسرے نبی کے ماتحت کام نہیں کر سکتا تو بہت سے انبیاء تورات کے ذریعے فیصلہ کیوں کر کرتے رہے ہیں۔ ان کا توریت پر عمل پیرا ہونا بتاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے وہ پیرو تھے۔ گویہ ایک اور بات ہے کہ انہوں نے موسیٰ کے ذریعے نبوت حاصل نہیں کی۔“

(حقیقت النبوة ص ۱۵۵)

۴۔ ”آحضرت ﷺ سے پہلے کوئی امتی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لئے کہ آپ سے پہلے جس قدر انبیاء گزرے ہیں ان میں وہ قوت قدسیہ نہ تھی۔ جس سے وہ کسی شخص کو نبوت کے درجے تک پہنچا سکتے اور صرف ہمارے آحضرت ﷺ ہی ایک ایسے انسان کامل گزرے ہیں جو نہ صرف کامل تھے بلکہ مکمل تھے۔ یعنی دوسروں کو کامل بنا سکتے تھے۔“ (حقیقت النبوة ص ۳۹، ۴۰) ۵۔ ”نبوت کے لحاظ سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اور مسیح موعود (مرزا قادیانی) دونوں نبی ہیں۔ فیضان پانے کے لحاظ سے حضرت مسیح ناصری نے براہ راست فیضان پایا ہے۔“ (حقیقت النبوة ص ۱۳۷)

۶۔ ”دوسری دلیل حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے پر یہ ہے کہ آپ کو آحضرت ﷺ نے نبی کے نام سے یاد فرمایا ہے اور نواس بن سمعان کی حدیث میں نبی اللہ کر کے آپ کو پکارا ہے۔“ (حقیقت النبوة ص ۱۸۹)

۷۔ ”رسول کریم ﷺ کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی دوسرے نبی کو نہیں۔ اگر مسیح موعود کو یہ درجہ حاصل ہوا تو آحضرت ﷺ کی غلامی سے ہی حاصل ہوا ہے۔ مگر چونکہ آحضرت ﷺ کو گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے نام نہیں دیئے گئے تھے۔ اس لئے لوگ مسیح وغیرہ کے منتظر رہے اور اب بھی ہیں۔ مگر آپ کے منتظر نہیں۔“ (الفضل ۱۶ جون ۱۹۱۷ء ص ۵)

”حضرت یحییٰ علیہ السلام کو صرف ایک نبی کا نام دیا گیا۔ مگر مسیح موعود کو جن کے لئے حضرت یحییٰ علیہ السلام ایک دلیل کے طور پر ہیں تمام گذشتہ انبیاء کے نام دیئے گئے ہیں۔“ (الفضل ۱۶ جون ۱۹۱۷ء ص ۶)

۸۔ ”پس آپ اس آیت یعنی ”آیت ومبشراً برسول یاتى من

ودہندوستان کے مسلمانوں کا پیشوائے ورا یک ساعت میں ہر جگہ جلے منعقد کیا جماعت کا وقار حاصل کیا گیا۔

مرزا محمود نے ۱۹۳۲ء کے آخر میں تمام نے جہاں میدان خالی دیکھا۔ مناظرہ پایا۔ وہاں سے فرار ہو گئے۔ ضلع شاہ فتح پور ہوا تھا۔ اس لئے اپنے چوٹی کے بھیجے گئے تھے جن کو اپنے مقصد میں

رہنے کے خیالات میں تھے جس قدر قلعی ڈھکوسلوں پر ہے اور دروغ گورا اللہ صاحب کمرک نہر امرتسر نے چند نے ظاہر کی ہے۔ جن کو ذیل میں نقل

خدا کے فضل ہوں گے۔ لیکن جس اور شکر گزاری میں بھی سب سے مارا کر دگستاخ کیونکہ خدا سے۔ بلکہ اور زیادہ شکر گزار اور نمبر ۵۸-۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء ص ۱۳) ۹۔ ”یہ شرط ہے کہ وہ کوئی نبی نبوت پائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کریم میں تو نہیں۔“

(حقیقت النبوة ص ۱۳۳)

مرے نبی کا متبع نہیں ہو سکتا اور سا ارسلنا من رسول الا

بعدی اسمہ احمد“ میں جس رسول احمد نام والے کی خبر دی گئی ہے وہ آنحضرت ﷺ نہیں ہو سکتے۔ ہاں اگر وہ تمام نشانات جو اس احمد نام رسول کے ہیں آپ کے وقت میں پورے ہوں۔ تب بے شک ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس آیت میں احمد نام سے مراد احمدیت کی صفت کا رسول ہے۔ کیوں کہ سب نشانات جب آپ میں پورے ہو گئے تو پھر کسی اور پر اس کے چسپاں کرنے کی کیا وجہ ہے۔ لیکن یہ بات بھی نہیں۔“ (انوار خلافت ص ۲۳)

۹..... ”فارقلیط کی پیشین گوئی آنحضرت ﷺ کے متعلق ہی ہے اور ہمارے نزدیک آپ ہی اس پیشین گوئی کے مصداق ہیں۔“ (انوار خلافت ص ۲۵)

”غرض اسمہ احمد کے ساتھ فارقلیط والی پیشین گوئی کا کوئی تعلق نہیں..... ان دونوں میں کوئی تعلق دلائل سے ثابت نہیں کہ ہم ان دونوں پیشین گوئیوں کو ایک ہی شخص کے حق میں سمجھنے کے لئے مجبور ہوں۔“ (انوار خلافت ص ۲۷)

اقوال مرزا غلام احمد قادیانی

۱..... ”رب نجنی من غمی ایللی ایللی۔ لما سبقتنی کر مہائے تو مارا کرد گستاخ! اے میرے خدا مجھ کو میرے غم سے نجات بخش۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ تیری بخششوں نے ہم کو گستاخ کر دیا۔“

(برائین احمدیہ ص ۵۵۵، ۵۵۶، خزائن ج ۱ ص ۶۶۲، ۶۶۳ حاشیہ)

۲..... ”انبیاء علیہم السلام اس لئے آتے ہیں تاکہ ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کروائیں اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لاویں۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۳۹، خزائن ج ۵ ص ۳۳۹)

۳..... ”صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بالکل ممنوع ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ: ”وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ“ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۶۹، خزائن ج ۳ ص ۴۰۷)

۴..... (اخبار الحکم ج ۶ نمبر ۳۲ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۵، اخبار الفضل مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۲۹ء ص ۱۷ اور الفضل مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۳۹ء ص ۸) پر مرزا قادیانی کا قوم یوں درج ہے۔ ”حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع سے ان کی امت میں ہزاروں نبی ہوئے۔“

۵..... ”اور“ محمد مصطفیٰ ﷺ کے ملی..... کہ پائی۔ پس قرآن کی رو سے..... ”یہ“ ضعیف سمجھ کر رئیس الحدیثین

”وہ دہ مشقی حد..... اعتبار ٹھہرتی ہے اور صریح..... کھایا ہے۔“

”اور مسلم میں..... اب اگر مثالی طور پر..... کوئی بھی خرابی لازم نہیں آ..... ہیں۔“

۸..... یاتی من بعدی..... آئے گا۔ یعنی میرے..... نہیں کہے بلکہ انہوں..... رسول کریم ﷺ کی مد..... جنہوں نے کفار کے..... بتایا..... کیونکہ حضرت..... کا نام احمد بتلایا۔ کیونکہ

۹..... فرما ہوئے تو کسی شخص..... ۱۔ پارہ

بی گئی ہے وہ آنحضرت ﷺ نہیں

پ کے وقت میں پورے ہوں۔

احمدیت کی صفت کا رسول ہے۔

ر پر اس کے چسپاں کرنے کی کیا

(انوار خلافت ص ۲۳)

کے متعلق ہی ہے اور ہمارے

(انوار خلافت ص ۲۵)

کوئی تعلق نہیں۔۔۔ ان دونوں

ایک ہی شخص کے حق میں سمجھنے

(انوار خلافت ص ۲۷)

ما سبقتنی کر مہائے تو

اے میرے خدا تو نے مجھے

فرائض ج ۱ ص ۶۶۲، ۶۶۳ حاشیہ)

یک دین سے دوسرے دین

ام کو منسوخ کریں اور بعض

۳۳۹، فرائض ج ۵ ص ۳۳۹)

جو شخص کامل طور پر رسول

اور حدیث کی رو سے ہٹکی

لا لیطاع باذن اللہ“

سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی

۵۶۹، فرائض ج ۳ ص ۴۷)

اخبار الفضل مورخہ یکم اکتوبر

س درج ہے۔ ”حضرت

۵۔ ”اور پھر قرآن کہتا ہے کہ مسیح کو جو کچھ بزرگی ملی وہ بوجہ تابعداری حضرت

محمد مصطفیٰ ﷺ کے ملی۔۔۔ کیونکہ مسیح آنجناب پر ایمان لایا اور بوجہ اس ایمان کے مسیح نے نجات

پائی۔ پس قرآن کی رو سے مسیح کے نبی پاک ہمارے نبی ﷺ ہیں۔“ (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۱۲)

۶۔ ”یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے۔ جس کو

ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسماعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۲۰، فرائض ج ۳ ص ۲۰۹)

”وہ دمشق حدیث جو امام مسلم نے پیش کی ہے خود مسلم کی دوسری حدیث سے ساقط

اعتبار ٹھہرتی ہے اور صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ نو اس نے اس حدیث کے بیان کرنے میں دھوکہ

کھایا ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۳۷، فرائض ج ۳ ص ۲۲۰)

”اور مسلم میں اس بارہ میں حدیث بھی ہے کہ مسیح نبی اللہ ہونے کی حالت میں آئے

گا۔ اب اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی امتی شخص مراد ہو جو محدثیت کا مرتبہ رکھتا ہو تو

کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۸۶، ۵۸۷، فرائض ج ۳ ص ۳۱۶، مثلاً ص ۷۰۱)

۷۔ ”بات یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے

ہیں۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۳۳، فرائض ج ۵ ص ایضاً)

۸۔ ”حضرت رسول کریم کا نام احمد وہ ہے جس کا ذکر حضرت مسیح نے کیا۔

یاتی من بعدی اسمہ احمد، من بعدی کالفظ ظاہر کرتا ہے کہ وہ نبی میرے بعد بلا فصل

آئے گا۔ یعنی میرے اور اس کے درمیان اور کوئی نبی نہ ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ الفاظ

نہیں کہے بلکہ انہوں نے محمد رسول اللہ والذین امنوا! معہ اشدأ۔۔۔ میں حضرت

رسول کریم ﷺ کی مدنی زندگی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب بہت سے مومنین کی معیت ہوئی۔

جنہوں نے کفار کے ساتھ جنگ کئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کا نام محمد

بتایا ﷺ۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خود بھی جلالی رنگ میں تھے اور عیسیٰ علیہ السلام نے آپ

کا نام احمد بتایا۔ کیونکہ وہ خود بھی ہمیشہ جمالی رنگ میں تھے۔“

(اخبار الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۱ء ص ۱۱، ملفوظات ج ۲ ص ۲۰۸)

۹۔ ”بعد اوائے نماز مغرب حضرت اقدس حسب معمول شہ نشین پر اجلاس

فرمایا تو کسی شخص کا اعتراض پیش کیا گیا کہ وہ کہتا ہے کہ جب فارقلیط کے معنی حق و باطل میں

۱۔ پارہ ۲۶ سورہ فتح کی آخری رکوع کی آیت ہے اس میں لفظ آمنوا نہیں ہے۔

فرق کرنے والا ہے تو قرآن کریم میں جو مبشر ابوسول پاتسی من بعد اسمہ احمد والی پیشین گوئی مسیح علیہ السلام کی زبانی بیان فرمائی گئی ہے۔ وہ انجیل میں کہاں ہیں؟ فرمایا! یہ ہمارے ذمہ ضروری نہیں کہ ہم انجیل میں سے یہ پیشین گوئی نکالتے پھریں۔ وہ محرف مبدل ہو گئی ہے جو حصہ اس کا قرآن مجید کے خلاف نہیں اور قرآن نے اس کی تصدیق کی ہے وہ ہم مان لیں گے۔“
(ملفوظات ج ۳ ص ۹۷ شخص)

”فارقلیط کی پیشین گوئی انجیل میں ہے اور اس کے معنی حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے اور یہ آنحضرت ﷺ کا نام ہے کیونکہ قرآن کا نام اللہ تعالیٰ نے فرقان رکھا ہے اور آپ صاحب القرآن ہیں اور پھر آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم میں لفظ بسیط بھی آ گیا ہے۔ جس کے معنی شیطان کے ہیں۔ بہر حال فارقلیط آنحضرت ﷺ کا نام ہے اور آپ کا نام جو احمد ہے۔ احمد کے معنی ہیں خداوند تعالیٰ کی بہت حمد کرنے والا اور آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر خدا کی حمد کرنے والا اور کون ہوگا۔ کیونکہ حق اور باطل میں آپ فرق کرنے والے ہیں اور سب سے بڑھ کر وہی حمد کر سکتا ہے۔ جو حق و باطل میں فرق کرے۔ احمد وہی ہے جو شیطان کا حصہ دور کر کے خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال قائم کرنے والا۔ پس آپ فارقلیط ٹھہرے اور دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ آپ احمد ہی ہیں۔ گویا فارقلیط کی پیشین گوئی بھی احمد ہی کے حق میں ہے۔“

(اخبار بدر ۲۱ نومبر ۱۹۰۲ء، ۲۹، ملفوظات ج ۳ ص ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹)

لاہوری پیغامی یا اندلسی گروہ

حکیم نور الدین قادیانی کی وفات کے بعد مسئلہ خلافت کے متعلق امت مرزائیہ میں اختلاف پیدا ہوا۔ بڑی بحث و تہیص کے بعد حکیم محمد احسن صاحب امر وہی خلیفہ قرار پائے۔ مگر حکیم محمد احسن صاحب نے مرزا محمود کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ تم لوگوں نے مجھے انتخاب کیا ہے اور میں اس صاحبزادہ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ اس پر سب لوگوں نے مرزا محمود سے بیعت کر لی۔ مگر مسٹر محمد علی، خواجہ کمال الدین اور ان کے ہم خیال اشخاص کو پہلے ہی مرزا محمود سے اختلاف رہا کرتا تھا اور ان کے دلوں میں اس کا وقار علمی بہت کم تھا۔ اس لئے انہوں نے بیعت سے انکار کر دیا اور قادیان کی رہائش ترک کر کے لاہور میں اقامت اختیار کر لی۔ اس کی خلافت کا انکار کر دیا اور اپنی جماعت کی علیحدہ تنظیم قائم کی اور مسٹر محمد علی ایم اے کو اپنا امیر منتخب کر لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد حکیم محمد احسن امر وہی بھی اس جماعت میں شامل ہو گئے۔ اس وقت سے مرزائیوں نے یہ دو

بڑے گروہ قادیانی ولاہوری کے کے مطابق دمشق کا قائم مقام۔ اندلسی بھی کہا جاتا ہے۔ ہر دو گروہ کا اختلاف نہیں۔ ان کا باہمی اختلاف گروہ زیادہ خطرناک ثابت ہو علیحدہ کر دیتا ہے اور لوگ انہیں پیٹھوا، مجدد وقت محدث، مسیح موعود تعلیمات پر ہم ہی لوگ قائم ہیں یعنی مرزا کی تعلیمات پر اسی کا نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور مرزا۔ مگر دراصل یہ گروہ حقیقت حا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ لاہوری متوحش ہوتے ہیں کہ پھر کسی ط جو کچھ وصول ہو سکتا ہے وہ یا تو مرزا محمود کے ساتھ تھی۔ اس کے منافقانہ طرز عمل اختیار کر مرزا کو نبی نہ ماننے والوں کو ہیں۔ سادہ لوح مسلمان جس میں نہیں آتے۔ نواب شاہ ج ہے اور لندن مشن کے اخراجا نے قرآن مجید کا انگریزی ز کے لئے حنفی و سنی تاجران رنگو کی تفسیر اردو میں بھی شائع معنوی تاویلات، معجزات۔ روح الحاد کو زندہ کر دیا ہے۔

بڑے گروہ قادیانی ولاہوری کے نام سے موسوم ہوئے۔ چونکہ قادیان مرزا قادیانی کے الہام کے مطابق دمشق کا قائم مقام ہے۔ اسی نسبت سے قادیانیوں کو آج کل دمشق اور لاہوریوں کو اندلی بھی کہا جاتا ہے۔ ہر دو گروہ ایک ہی شجرہ خبیثہ کی دو شاخیں ہیں۔ ان میں بلحاظ عقائد کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ ان کا باہمی اختلاف محض لفظی و اصطلاحی ہے۔ مگر مسلمانوں کے لئے لاہوری گروہ زیادہ خطرناک ثابت ہو رہا ہے۔ ان کا منافقانہ طرز عمل اکثر اشخاص کو صراطِ مستقیم سے علیحدہ کر دیتا ہے اور لوگ انہیں مسلمان سمجھنے لگتے ہیں۔ یہ گروہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا مقتدا پیشوا، مجدد وقت محدث، مسیح موعود، کرشن، امام الزمان سب کچھ مانتا ہے اور کہتا ہے کہ مرزا کی تعلیمات پر ہم ہی لوگ قائم ہیں۔ مگر انصاف یہ ہے اس معاملہ میں قادیانی گروہ برسرِ حق ہے۔ یعنی مرزا کی تعلیمات پر اسی کا عمل ہے۔ لاہوری پارٹی کا دعویٰ ہے کہ مرزا غلام احمد نے حقیقی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور مرزا نے جن الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس سے مراد محدثیت ہے۔ مگر دراصل یہ گروہ حقیقت حال کو پوشیدہ رکھنے کے لئے دورانِ کار تاویلات سے کام لے رہا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ لاہوریوں نے دیکھا کہ مسلمان دعویٰ نبوت سے بھڑکتے ہیں اور ایسے متوش ہو تے ہیں کہ پھر کسی طرح ان کے شکار کی امید نہیں کی جاسکتی اور ظاہر ہے کہ چندہ وغیرہ جو کچھ وصول ہو سکتا ہے وہ یا تو مسلمانوں سے یا مرزائیوں سے مگر مرزائیوں کی غالب اکثریت مرزا محمود کے ساتھ تھی۔ اس لئے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے اور ان کی ہمدردی حاصل کرنے کے منافقانہ طرز عمل اختیار کرنے پر مجبور ہوئے اور اعلان کر دیا کہ ہم مرزا کو نبی نہیں مانتے اور مرزا کو نبی نہ ماننے والوں کو کافر نہیں کہتے۔ چنانچہ اس پالیسی سے وہ بہت کچھ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ سادہ لوح مسلمان جس قدر جلد ان کے فریب میں آ جاتے ہیں قادیانی پارٹی کے فریب میں نہیں آتے۔ نواب شاہ جہاں بیگم والیہ بھوپال کی تعمیر کردہ مسجد و کنگ لندن ان کے قبضہ میں ہے اور لندن مشن کے اخراجات سب مسلمانوں کے چندوں سے پورے ہو رہے ہیں۔ مسٹر محمد علی نے قرآن مجید کا انگریزی زبان میں ترجمہ مع تفسیری نوٹوں کے شائع کیا ہے۔ جس کی طباعت کے لئے حنفی و سنی تاجرانِ رنگوں نے یکمشت سولہ ہزار روپیہ دیا تھا۔ مسٹر محمد علی نے اب قرآن مجید کی تفسیر اردو میں بھی شائع کی ہے۔ تفسیر و ترجمہ سرسید اور مرزا کے تمام باطل عقائد، تحریفات معنوی تاویلات، معجزات کے انکار وغیرہ سے بھرپور ہیں۔ اس ترجمہ اور تفسیر نے ہندوستان میں روح الحاد کو زندہ کر دیا ہے۔ انگریزی خوان طبقہ سوائے انگریزی کے اور کسی چیز کا مطالعہ کرنا پسند

پسائی من بعد اسمہ احمد والی
انجیل میں کہاں ہیں؟ فرمایا یہ ہمارے
تہ پھر ہیں۔ وہ حرفِ مبدل ہو گئی ہے جو
تصدیق کی ہے وہ ہم مان لیں گے۔
(ملفوظات ج ۳ ص ۱۹۷ شخص)
کے معنی حق و باطل میں فرق کرنے والا
لہ تعالیٰ نے فرقان رکھا ہے اور آپ
الرحیم میں لفظ بسیط بھی آ گیا ہے۔
صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور آپ کا نام جو احمد
رآ تحضرہ ﷺ سے بڑھ کر خدا کی حمد
کرنے والے ہیں اور سب سے بڑھ کر
ہی ہے جو شیطان کا حصہ دور کر کے
بطحہ پھرے اور دوسرے الفاظ میں یوں
کی حق میں ہے۔

ص ۲۹، ملفوظات ج ۳ ص ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹

خلافت کے متعلق امت مرزا یہ میں
ماحب امروہی غیفہ قرار پائے۔ مگر
وں نے مجھے انتخاب کیا ہے اور میں
وں نے مرزا محمود سے بیعت کر لی۔
کو پہلے ہی مرزا محمود سے اختلاف رہا
لئے انہوں نے بیعت سے انکار
تیار کر لی۔ اس کی خلافت کا انکار کر
کو اپنا امیر منتخب کر لیا۔ چنانچہ ان کے
اس وقت سے مرزائیوں نے یہ دو

نہیں کرتا۔ اس لئے یہ ترجمہ ان میں رائج ہو رہا ہے اور ان کے دینی عقائد کو متزلزل کر کے انہیں دہریت والحاد کی جانب لے جا رہا ہے۔ افسوس ہے کہ آج تک ہندوستان کی کسی مقتدر اسلامی سوسائٹی نے اس خطرناک زہر کے علاج کی طرف توجہ نہیں کی۔

لاہوری جماعت کے مبلغین غیر ممالک میں اپنے پیشوا یعنی مرزا کی سنت پر عمل کر رہے ہیں اور شاید اسی سنت پر عمل کرنے کی بدولت ان کی مرکزی انجمن کو کئی مرتبے اراضی زری علاقہ منٹگری میں گورنمنٹ کی طرف سے عطا ہوئے ہیں۔ خواجہ کمال الدین نے اپنی تصنیف ”مجدد کامل“ میں اقرار کیا ہے کہ تمام اسلامی ممالک کے نزدیک ہماری حیثیت انگریزی جاسوس سے زیادہ نہیں رہی۔ لاہوری جماعت کے ممتاز اراکین مرزا کی نبوت کے قائل تھے اور اب بھی ہیں۔ صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اور اہل اسلام میں اپنا وقار حاصل کرنے کے لئے انکار کر رہے ہیں۔ ورنہ لاہوری جماعت کے امیر مسٹر محمد علی نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کے زمانہ میں لکھا تھا۔ ”آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جس شخص (مرزا قادیانی) کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے مامور و نبی کر کے بھیجا ہے۔ وہ بھی شہرت پسند نہیں۔“

(ریویو آف ریلیجنز، نمبر ۴ ص ۱۳۲، اپریل ۱۹۰۶ء)

”یہی وہ آخری زمانہ ہے جس میں موعود نبی کا نزول مقدر تھا۔“

(ریویو آف ریلیجنز، نمبر ۳ ص ۸۳، مارچ ۱۹۰۷ء)

”آیت کریمہ میں جن لوگوں کے درمیان اس فارسی الاصل نبی کی بعثت لکھی ہے انہیں

آخرین کہا گیا ہے۔“

(ریویو آف ریلیجنز، نمبر ۳ ص ۹۶، مارچ ۱۹۰۷ء)

”نبی آخر الزمان کا ایک نام رحل من انباء فارس بھی ہے۔“

(ریویو آف ریلیجنز، نمبر ۳ ص ۹۸، مارچ ۱۹۰۷ء)

۱۔ شیخ غلام حیدر صاحب ہیڈ ماسٹر پنشنر سرگودھانے مسٹر محمد علی مرزائی کے انگریزی ترجمہ پر نہایت عمدہ ریویو لکھا ہے۔ جو صاحب ممدوح سے اغلباً بقیہ ۱۲ مل سکتا ہے۔ اس ریویو کی عام اشاعت کا ہونا ضروری ہے۔ بلکہ ہیڈ ماسٹر صاحب ممدوح کو چاہئے کہ اس کا ترجمہ انگریزی میں کر دیں۔ تاکہ انگریزی خوان طبقہ اس کا مطالعہ کر کے گمراہی سے بچے۔ تمام اسلامی مجالس کو چاہئے کہ اس دینی خدمت میں ہیڈ ماسٹر صاحب کی حوصلہ افزائی اور امداد کریں۔ (بجہ تعالیٰ اسے بھی احتساب قادیانیت میں شامل کیا جائے گا۔ مرتب)

”ایک شخص (مرزا

مگر مسٹر محمد علی اور

کہ ہم نے مرزا قادیانی کو کب

جماعت کے بعض افراد پر

کرنے کے لئے انہوں نے

گیا ہے۔ کہ اخبار ہذا کے

حضور حضرت مرزا نام احمد

دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی

حاضر و ناظر جان کر علی

حضرت مسیح موعود کو اس

نے اپنا بیان فرمایا ہے اس

”ہم خدا کو

(مرزا قادیانی) اللہ تعالیٰ

ہوئے۔ آج آپ کی متا

ان دو بڑے

ہے تاہم ان کے وجود

اروپا یا ظہیری

اس فرقہ کا

شرایع اور مستثنیٰ نبی

اللہ احمد حری

تیمپوری

اس فرقہ

ہے اور ان کے دینی عقائد کو حائل کر کے انہیں ہے کہ آج تک ہندوستان کی کسی مقتدر اسلامی توجہ نہیں کی۔

لک میں اپنے پیشوا یعنی مرزا کی سنت پر عمل کرتے ان کی مرکزی انجمن کو کئی مرتبے اراضی زرعی لئے ہیں۔ خواجہ کمال الدین نے اپنی تصنیف ”مجدد کے نزدیک ہماری حیثیت انگریزی جاسوس سے مرزا کی نبوت کے قائل تھے اور اب بھی ہیں۔ ملام میں اپنا وقار حاصل کرنے کے لئے انکار کر علی نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کے لئے جس شخص (مرزا قادیانی) کو اللہ تعالیٰ کی نبی کر کے بھیجا ہے۔ وہ بھی شہرت پسند نہیں۔“

(ریویو آف ریلیجنز نمبر ۳ ص ۱۳۲، اپریل ۱۹۰۶ء)

دینی کا نزول مقدر تھا۔“

(ریویو آف ریلیجنز نمبر ۳ ص ۸۳، مارچ ۱۹۰۷ء)

ن اس فارسی الاصل نبی کی بعثت لکھی ہے انہیں (ریویو آف ریلیجنز نمبر ۳ ص ۹۶، مارچ ۱۹۰۷ء)

ء فارسی بھی ہے۔“

(ریویو آف ریلیجنز نمبر ۳ ص ۹۸، مارچ ۱۹۰۷ء)

مرگودھانے مسٹر محمد علی مرزائی کے انگریزی سے اغلباً تھیمت ۱۲ مل سکتا ہے۔ اس ریویو کی سب ممدوح کو چاہئے کہ اس کا ترجمہ انگریزی کے گمراہی سے بچے۔ تمام اسلامی مجالس کو صلہ افزائی اور امداد کریں۔ (بجہ تعالیٰ اسے)

(

”ایک شخص (مرزا قادیانی) جو اسلام کا حامی ہو کر مدعی رسالت ہو۔“

(ریویو آف ریلیجنز نمبر ۵ ص ۱۶۶، مئی ۱۹۰۶ء)

مگر مسٹر محمد علی اور ان کے متبعین دنیا کی آنکھ میں خاک جھونکنے کے لئے کہہ رہے ہیں کہ ہم نے مرزا قادیانی کو کبھی نبی تسلیم نہیں کیا۔ نور الدین قادیانی کی زندگی میں ایک دفعہ اس جماعت کے بعض افراد پر الزام لگایا گیا تھا کہ یہ لوگ نبوت مرزا سے منکر ہیں۔ اس الزام کو دور کرنے کے لئے انہوں نے تین بار اعلان کیا تھا کہ ”معلوم ہوا کہ بعض احباب کو غلط فہمی میں ڈالا گیا ہے۔ کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے اصحاب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت میں اخبار پیغام صلح سے تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب صلب ایمان سمجھتے ہیں۔“

(اخبار پیغام صلح ج اول ص ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱

پہلے یہ شخص مرزائی تھا۔ اب اپنے آپ کو مظہر اول قدرت ثانی فی الارض خلیفۃ اللہ
وفی السماء محمد عبد اللہ مامور من اللہ یمین السلطنة حکم وعدل مہدی معبود
صاحب قرآنی تیماپوری کے لقب سے ملقب کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے سب سے پہلے یہ وحی
ہوئی۔ یا ایہا النبی تیماپور میں رہیو۔ اس کی جماعت ریاست میسور و دکن میں دن بدن بڑھ رہی
ہے۔ جاہل اشخاص اس کے قابو میں آرہے ہیں۔ ۱۳۲۲ھ میں اس نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ اس کو
دعویٰ کئے ہوئے ۲ سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب ”محاکمہ آسمانی“ مطبوعہ
۱۳۳۳ھ نعمت پریس دکن کے صفحہ ۳۱ پر مرزائیوں کو اس نے حسب ذیل الفاظ میں چیلنج دیا ہے۔

”اللہ پاک کا آسمانی قانون ہے کہ مفتری عصی اللہ اور جھوٹا مامور من اللہ یمنین
السلطنة اور حکم وعدل ہونے کا دعویٰ کرے۔ پھر اپنی صداقت میں الہام حق کے جاری کرے اور
لوگوں کو اطاعت حق میں اپنے اتباع کی طرف بلائے۔ ماننے والوں کو خوشخبری اور نہ ماننے والوں کو
عذاب حق سے ڈراوے۔ ایسا شخص سرکار آسمانی کا باغی ہے۔ ایسے مدعی کا دست یمین گرفت کر
کے رگ گردن کاٹ دی جائے گی۔ اس عاجز پر صحیفہ آسمانی نازل ہوئے۔ دسواں ۱۳۳۳ھ سال
ہے۔ اللہ پاک نے خاکسار کے عروج کے لئے دس پانچ پندرہ سال کا الہام نازل کیا ہے۔ اگر کسی
دشمن خلافت کو مقابلہ منظور ہے تو اس کے لئے میدان مہلبہ موجود ہے۔ اگر حوصلہ ہو تو آئیں۔“

اس چیلنج کے جواب میں مرزائیوں کو مقابلہ کا حوصلہ نہ ہوا۔ تیماپوری نے اپنے سلسلہ کا
نام سلسلہ محمد یہ رکھا ہے۔ اسی کتاب محاکمہ آسمانی کے ص ۱۶ پر لکھتا ہے۔ ”یہ کتاب ۱۳۳۳ھ میں
لکھی گئی۔ اس سے قبل ۴۰ سال سے الہامات شروع تھے۔ مگر ۱۳۳۳ھ سے وحی کا اعلیٰ مرتبہ شروع
ہوا۔“ مرزا غلام احمد کے متعلق لکھتا ہے کہ ”حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کا مرتبہ شہر تک عروج
تھا۔ مقام وجود تک ان میں رسائی نہ تھی۔ خاکسار نے ہر دو کو اپنے ترجمہ میں صحیح پایا۔ اس لئے
دونوں مراتب کا جامع قرار پاکے ظل محمد و احمد بن کر ہر دو مراتب کا مظہر بنا ہے۔ اللہ پاک نے اس
عاجز کے سلسلہ کا نام طریقہ محمد یہ رکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے الہامات میں اسی
راز کی طرف اشارہ ہے۔ ”کان اللہ نزل من السماء وجاٹک النور وهو افضل منك“
یعنی وہ بچی مظہر خدا ہوگا اور بعض کمالات کے مستعد اور یہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی)
سے افضل ہوگا۔ اے قوم احمدی میرے حق ظاہر کرنے پر غصہ مت ہو۔ کیا خدا کے کام پورے
ہوتے دیکھنا نہیں چاہتے۔ آخر مسیح کا الہام پورا ہونا ہے یا نہیں۔“ (محاکمہ آسمانی ص ۸ حاشیہ)

”یا وجود ان تمام
احمد مسیح موعود اور یہ خاکسار
دونوں آپس میں بھائی بھائی
یا ایک تخم کے دو دال دانے
لوگ ہم میں تفریق کرتے
ہیں۔“ یا ایہا الذین
”یہ“

”اس طرح
مرتبہ میں کوئی فرق نہیں
”حضرت
ایک زمانے تک تعلیم
خاکسار کی استدواء اور نزو
”مامور کو تم

حالات میں وہ انزال
میں نے حوران بہشت
”میرے
”اللہم
”میں مرز
کذاب

اس سے
مرزا کو خاتم النبیین کا
شروع الکاذبین
مگر

”باوجود ان تمام خوشخبریوں کے خاکسار کو اس انعام الہی کا اقرار ہے کہ حضرت غلام احمد مسیح موعود اور یہ خاکسار مہدی موعود ہر دو خدا کی طرف سے مامور و مرسل ہونے کی وجہ سے ہم دونوں آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ایک دوسرے کے ظل ہو کر ایک میوے کے دو پھانک ہیں۔ یا ایک تخم کے دو دال دانے۔ ہمارے ہر دو کے ملاپ کے دو رسانی عروج اسلام کا آغاز ہوا ہے۔ جو لوگ ہم میں تفریق کرتے ہیں۔ وہ ہم میں سے نہیں۔ بلکہ اپنے ایمان کے تخم میں تفریق کرتے ہیں۔“ (مرزا قادیانی) وہی انسان ہے جس کے لئے ساری دنیا انتظار کر رہی تھی۔“ (محکمہ آسمانی ص ۱۹)

”یہ (مرزا قادیانی) صاحب (مرزا قادیانی) کی نبوت اور خاتم النبیین کی نبوت اور مرتبہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔“ (محکمہ آسمانی ص ۲۰)

”حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کا علمی اکتساب اعلیٰ درجہ پر تھا۔ کئی استاد آپ کو ایک زمانے تک تعلیم دیتے رہے۔ لیکن وحی ظل نبوت جو آپ پر نازل ہوئی۔ وہی ہے کہ خاکسار کی استاد اور نزول وحی دونوں وہی ہیں۔“ (محکمہ ص ۱۸)

”مامور کوتیس سے چالیس مردوں کی قوت عشق عطاء ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض حالت میں وہ انزال کے لئے جب تک اپنی رضامندی ظاہر نہ کرے۔ انزال نہیں ہوتا۔ اس سے میں نے حوران بہشت کے راز و پایا ہے۔ یہ سب خدا کا فضل ہے۔“ (محکمہ ص ۱۹)

”میرے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت کا کس دکھایا گیا۔“ (محکمہ ص ۱۷)

”اللہم صلی علی محمد عبد اللہ“ (محکمہ ص ۱۶)

”میں مرزا قادیانی کو ظلی نبی مانتا ہوں۔“ (رحمت آسمانی ص ۲۵)

کذاب تیماپوری نے ۱۳۳۹ھ میں کتاب ”سود کا مسئلہ اور قدسی فیصلہ“ شائع کیا تھا۔

۱۔ اس سے ثابت ہوا کہ تیماپوری اپنے آپ کو خاتم النبیین ﷺ سے افضل سمجھتا ہے اور مرزا کو خاتم النبیین کا ہر مرتبہ ظاہر کر کے اپنے کو مرزا سے افضل سمجھتا ہے۔ اللہم احفظنا من شرور الکاذبین (مؤلف)

۲۔ مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میرا استاد کوئی نہیں۔ (مؤلف)

ل قدرت ثانی فی الارض خلیفۃ اللہ
اللہ یمین السلطنۃ حکم و عدل مہدی معبود
ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے سب سے پہلے یہ وحی
مت ریاست میسور و دکن میں دن بدن برہ رہی
۱۳۲۱ھ میں اس نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ اس کو
ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب ”محکمہ آسمانی“ مطبوعہ
اس نے حسب ذیل الفاظ میں چیلنج دیا ہے۔

فتری عصی اللہ اور جھوٹا مامور من اللہ یمین
فی صداقت میں الہام حق کے جاری کرے اور
۔ ماننے والوں کو خوشخبری اور نہ ماننے والوں کو
باغی ہے۔ ایسے مدعی کا دست یمین گرفت کر
ما آسمانی نازل ہوئے۔ وسوا ۱۳۳۳ھ سال
پانچ پندرہ سال کا الہام نازل کیا ہے۔ اگر کسی
مہملہ موجود ہے۔ اگر حوصلہ ہو تو آئیں۔“

۱۶ کا حوصلہ ہوا۔ تیماپوری نے اپنے سلسلہ کا
ص ۱۶ پر لکھتا ہے۔ ”یہ کتاب ۱۳۳۳ھ میں
تھی۔ مگر ۱۳۳۳ھ سے وحی کا اعلیٰ مرتبہ شروع
جب (مرزا قادیانی) کا مرتبہ شہور تک عروج
نے ہر دو کو اپنے ترجمہ میں صحیح پایا۔ اس لئے
دور ماتب کا مظہر بنا ہے۔ اللہ پاک نے اس
موعود (مرزا قادیانی) کے الہامات میں اسی
لہ و جاتک النور و هو افضل منک“

یہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی)
نے پر غصہ مت ہو۔ کیا خدا کے کلام پورے
یا نہیں۔“ (محکمہ آسمانی ص ۸ حاشیہ)

جس میں ظاہر کیا کہ سود کی شرح آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں نہ ہونے پائی تھی۔ وہ اس زمانہ کے لئے خدا کے مامور نے ذریعہ ہونا تھا۔ مجھے الہام ہوا کہ سینکڑہ ساڑھے بارہ روپیہ سالانہ سود کی آخری حد ہے۔ جس کی اجازت ہے۔ تیماپوری نے اپنی امت کے لئے کئی آسانیاں بہم پہنچائی ہیں۔ اپنی کتاب رحمت آسمانی صفحہ ۷ پر لکھتا ہے کہ: ”ماہ رمضان کے تیس روزوں کی بجائے تین روزے کافی ہیں۔ سورتوں کو بے پردہ رہنے کی اجازت ہے۔ ساڑھے بارہ روپیہ سینکڑہ سالانہ سود لینا جائز ہے۔“ عبداللہ تیماپوری پر اعتراض ہوا کہ تم ناحیہ شریعت محمدیہ ہونے کا دعویٰ کر رہے ہو۔ اس پر اس نے وہی جواب دیا۔ جو مرزائی دیا کرتے ہیں۔ یعنی میں بروزی طور زمین محمد ہوں۔ لہذا میں کچھ نہیں جو کچھ ہے وہ ہے۔ اس لئے محمد ﷺ خود اپنی شریعت میں ترمیم کر رہے ہیں۔ اس پر کسی کو اعتراض نہ ہونا چاہیے۔ کذاب تیماپوری کی تصانیف میں سے تفسیر فاتحہ، طوفان کفر، تقریر آسمانی، مہشت آسمانی، حقیقت آسمانی، شان تعالیٰ، حقیقت وحی الہ، اسلامی گیت، ام العرفان، تفسیر قصہ آدم، قدرت ثانی، رحمت آسمانی، ارشادات، توحید آسمانی، شناخت آسمانی، مکارم رشیدوں کے ارشادات، فرمان محمدی، کسر صلیب، رسمی شادی وغیرہ کئی کتابیں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ اس کا سب سے بڑا معاون میر حسن مرزائی میل کنٹر کنٹر موٹر سروس نمکورو صوبہ دکن ہے۔ یہ شخص تیماپوری کی دعاوی کی اشاعت میں بیدریغ روپیہ صرف کر رہا ہے۔“

چین بسویشور

یہ شخص نہایت چالاک مفتری اور خطرناک ثابت ہوا ہے۔ اس کا اصلی نام صدیق تھا۔ اس نے اپنا تخلص دیندار رکھا اور اس کے پیرو دیندار کہلاتے ہیں۔ اہل ہند کو اپنے کسی موعود چین بسویشور کا انتظار تھا۔ یہ مدعی ہے کہ چین بسویشور میں ہی ہوں۔ یہ شخص پہلے مرزائی تھا۔ اس کا اصلی وطن گندک علاقہ بیجاپور دکن ہے۔ قادیان میں کچھ مدت مقیم رہنے کے بعد نبوت کے دعویٰ کا شوق دل میں سمایا۔ وہ اپنی کتاب ”خادم خاتم النبیین“ میں لکھتا ہے کہ ”قادیانی جماعت نے مرزا غلام احمد کو نبی قرار دے کر حضور سرور عالم ﷺ پر ایسا حملہ کیا ہے۔ جواب تک کسی غیر نے یا اپنے والے نے نہیں کیا تھا۔ اس حملہ کے دفعیہ کے لئے ایسا زبردست پہلو ہونا چاہئے تھا۔ کم از کم اتنا تو ہو کہ جس بزرگ کی شان میں غلو کیا گیا ہے۔ اس کا ایک ہم پلہ انسان پیدا ہو اور اپنے وجود و میزبان کے پلے میں برابر تول کر دکھائے اور باور کرائے کہ باوجود اس شان و شوکت کے حضور ﷺ کے بعد

میں نبی نہیں بن سکتا تو مرزا مگر اس دعویٰ کی بناء پر خلیفہ جماعت احمدیہ نہیں آتا۔ جس کا ظہور ہو ”چند دن کے“ جانتا ہے کہ وہ متقی مرد ہے۔ ”مرزا غلام احمد تیماپوری کی طے کہ کون انسان ہے جو خدا سے برداشت کا مادہ وحی“ ”ایک زمانہ“ ”مرزا قادیانی“ ”میر“ ”مسح کے بھی نہیں اتنی“ ”یعنی ۳“ جماعت بھی ترقی کر مطابق سچا نہیں سمجھتے زندہ موجود ہے اور تک زندہ رہنا اس کئی کاذبوں کو لمبی عمر

کے زمانہ میں نہ ہونے پائی تھی۔ وہ اس زمانہ کے
م ہوا کہ سینکڑہ ساڑھے بارہ روپیہ سالانہ سود کی
نے اپنی امت کے لئے کئی آسانیاں بہم پہنچائی
لی۔ ”ماہ رمضان کے تیس روزوں کی بجائے تین
زنت ہے۔ ساڑھے بارہ روپیہ سینکڑہ سالانہ سود
تم ناسخ شریعت محمدیہ ہونے کا دعویٰ کر رہے ہو۔
ہے ہیں۔ یعنی میں بروزی طور پر میں محمدیوں۔ لہذا
اپنی شریعت میں ترمیم کر رہے ہیں۔ اس پر کسی
ضائف میں سے تفسیر فاتحہ، طوفان کفر، تقریر
یقینت وحی الہ، اسلامی گیت، ام العرفان، تفسیر
حید آسمانی، شناخت آسمانی، مکارم شدوں کے
وہ کئی کتابیں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ اس کا
سروس محکوم صوبہ دکن ہے۔ یہ شخص تیماپوری کی
”

ثابت ہوا ہے۔ اس کا اصلی نام صدیق تھا۔
بھلاتے ہیں۔ اہل بنود و اپنے کسی موعود چن
ہوں۔ یہ شخص پہلے مرزائی تھا۔ اس کا اصلی
تہمید رہنے کے بعد نبوت کے دعویٰ کا شوق
لھتا ہے کہ ”قادیانی جماعت نے مرزا غلام
ہے۔ جواب تک کسی غیر نے یا اپنے والے
ت پہلو ہونا چاہئے تھا۔ کم از کم اتنی تو ہو کہ
پلہ انسان پیدا ہوا اور اپنے وجود و میزان کے
اس شان و شوکت کے حضور ﷺ کے بعد

میں نبی نہیں بن سکتا تو مرزا قادیانی کی کیا مجال ہے کہ وہ نبی بن سکے۔“ (خادم خاتم النبیین ص ۶)
مگر اس دعویٰ کے باوجود وہ لکھتا ہے کہ ”میں میاں محمود احمد صاحب کو دکن کی بشارتوں
کی بناء پر خلیفہ جماعت احمدیہ مانتا ہوں۔ گولا ہور کی جماعت مخالف ہی کیوں نہ ہو۔ میری سمجھ میں
نہیں آتا۔ جس کا ظہور ہو چکا ہے اس کا انکار کیسا۔“ (خادم خاتم النبیین ص ۷۳)
”چند دن کے بعد دنیا دیکھ لے گی کہ وہ (محمود) الوالعزم مختلف اقوام کا سردار ہو گا۔ فقیر
جانتا ہے کہ وہ متقی مرد ہے۔“ (خادم خاتم النبیین ص ۷۵ دیاچہ)
”مرزا غلام احمد مامور وقت کرشن اوتار تھا۔“ (خادم خاتم النبیین ص ۷۵ دیاچہ)
تیماپوری کی طرح یہ بھی مرزائیوں کو چیلنج دیتا ہے کہ لوقول علیہا (لا یموت) سے ثابت ہے
کہ کون انسان ہے جو خدا پر افتراء باندھے اور فحج جائے۔ میرے دعویٰ ماموریت یعنی ۱۹۲۳ء ل
سے برداشت کا مادہ وحی کا بڑھتا گیا۔ اس وقت یہ حال ہے کہ متعدد جملے الہاماً نازل ہوتے ہیں۔
(خادم خاتم النبیین ص ۳۰۲)
”ایک زمانہ سے اللہ تعالیٰ کا مکالمہ مجھ سے جاری ہے۔“ (خادم خاتم النبیین ص ۳۰)
”مرزا قادیانی نے ۸/۱۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں یہ اعلان کیا کہ ایک مامور قریب میں پیدا
ہوئے والا ہے۔ یعنی آج سے ایک مدت حمل میں دنیا میں آئے گا۔ وہ روح حق سے بولے گا۔
اس کا نزول گویا خدا کا آنا ہے۔ وہ ایک عظیم الشان انسان ہے۔“ (خادم خاتم النبیین ص ۱۷)
اگر میں احمدیوں کا مامور و موعود نہیں ہوں تو دوسرا کوئی بتائے۔ (خادم خاتم النبیین ص ۱۸)
”میرے متعلق اس کثرت سے نشان بیان کئے گئے ہیں کہ مسلمانوں میں مہدی اور
مسیح کے بھی نہیں اتنی عظمت اس مامور کو اس وجہ سے دے گئی ہے کہ وہ بڑی خدمت کرنے والا

۱۔ یعنی ۱۹۳۳ء میں چن بسویشور کو دعویٰ کئے ہوئے دس سال ہو چکے ہیں۔ اس کی
جماعت بھی ترقی کر رہی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ مرزائی اسے اپنے مقبرہ کردہ، بیان کردہ معیار کے
مطابق سچا نہیں سمجھتے۔ اسی طرح کذاب تیماپوری کو دعویٰ کئے ۲۸ سال ہو چکے ہیں۔ مگر ابھی تک
زندہ موجود ہے اور اپنے مشن کو کامیاب بنا رہا ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک کسی مفتی علی اللہ کا دیر
تک زندہ رہنا اس کی صداقت کا نشان نہیں ہو سکتا۔ سچے انبیاء کئی قتل ہوئے اور تیماپوری کی طرح
کئی کاذبوں کو لمبی عمریں ملیں۔ (مؤلف)

ہے۔ حضور ﷺ کی ذات پاک پر جو حملہ ہو رہا ہے اور بے عزتی و ہتک ہو رہی ہے۔ اس کے دور کرنے کے لئے ایسے شان و شوکت سے اتنے ہی نشانوں سے اتنی ہی دھوم دھام سے ایک شخص مختلف اقوام کے لئے رحمت کا نشان بن کر اشاعت اسلام کا بہترین ذریعہ بن کر ساری اقوام کا پیارا بن کر آنا چاہئے تھا کہ اللہ پوری طاقت کے ساتھ آسمان سے آتا ہوا نظر آئے۔“

(خادم خاتم النبیین ص ۱۱)

”خود اس مجدد (مرزا قادیانی) سے بڑھ کر زمین اور آسمان نے میرے لئے نشانات

ظاہر کئے تاکہ اتمام حجت میں کوئی کسر نہ رہے۔“ (خادم خاتم النبیین ص ۲۱)

عید منوائو اے احمد یو سب مل کر

منتظر جس کے تھے تم آج وہ موعود آیا

(خادم خاتم النبیین ص ۹)

”خدا نے اپنے فضل سے مجھے پیشوا بنایا ہے۔ میں اپنے اندر سارے عالم کو دیکھتا ہوں

اور میں خود کو سارے عالم میں بھرا ہوا پاتا ہوں۔ میری تبلیغ عام ہے۔ میری تلقین وارشادات عام ہیں۔“ (خادم خاتم النبیین ص ۱۵)

مرزا قادیانی نے میرے متعلق خبر دی تھی کہ:

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا

آئی ہے باد صبا گلزار سے مستانہ وار

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے

گو کہ دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

”فرزند گرامی ارجمند مظهر الاول والاخر مظهر الحق والعلأ

كان الله نزل من السماء“ (خادم خاتم النبیین ص ۵۵)

”اس کو حضرت (مرزا قادیانی) کے مکان کا بچہ خیال کرنا نادانی ہے۔ کیونکہ اس کو

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے غلط ثابت کیا ہے۔ یعنی اس بشارت کے بعد مکان میں ایک اور ایک

لڑکا پیدا ہوتے ہیں۔ لڑکا کم سنی میں مر جاتا ہے۔“ (خادم خاتم النبیین ص ۵۷)

”اے جماعت احمدیہ کے فریسیں اور دانشمندو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہ نسبت

دوسروں کے۔“

”میں پکا قادیانی ہوں۔“

مرزا غلام احمد کی اتباع

ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر ہوشیاری

کہ میں کیاں ہوں۔

سارے قومو

جگ کی ہر

یعنی عید

آریہ ہول

چھتری ہوا

سکھ کا بیٹہ

قادیانی

نیچری نہ

ایک جگہ لکھتا ہے کہ

”میں خود قرآن ہر

تہا پوری کذاب کہ

عورت میری روحانیت کے اندر

بسویثوری نظر آتا تھا۔ مرغ

سنی تھی۔“

”ایک عورت تہ

آدھی رات کے وقت پھول

منہ رکھ دیا۔“

دوسروں کے۔“
 (خادم خاتم النبیین ص ۶۹)
 ”میں پکا قادیانی ہوں۔“
 (خادم خاتم النبیین ص ۳۹)
 مرزا غلام احمد کی اتباع میں چین بسویشور کے دعاوی بھی متضاد ہیں اور وہ سب کچھ
 ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر ہوشیاری و مکاری سے دعویٰ نبوت کا انکار کر دیتا ہے۔ ایک جگہ لکھتا ہے
 کہ میں کیا ہوں۔

سارے قوموں کے میرے سامنے ہیں اصل اصول
 جگ کی ہر قوم کے دنگل کا پہلو ہوں میں
 یعنی عیسائی و موسائی و زردشتی ہوں
 آریہ ہوں و لگائیت ہوں و قرآن ہوں میں
 چھتری ہوں ویش ہوں شودر ہوں برہمن ہوں میں
 سکھ کانیتھ ہوں درحلقہ بھگوان ہوں میں
 قادیانی ہوں و لاہوری و نجدی ہوں میں
 نیچری ہے میرا مذہب اس سے فرحاں ہوں میں

(کتاب خادم خاتم النبیین ص ۴۰)
 ایک جگہ لکھتا ہے کہ ”کیا اللہ پر بھی جادو ہو سکتا ہے۔ میرا وجود میرا نہیں۔“

(خادم خاتم النبیین ص ۴۳)
 ”میں خود قرآن ہوں۔“
 (خادم خاتم النبیین ص ۴۶)
 تہا پوری کذاب کی طرح چین بسویشور بھی اپنی کتاب میں فخریہ ذکر کرتا ہے کہ ”فلاں
 عورت میری روحانیت کے اثر سے مجھ پر اس قدر فریفتہ ہو گئی کہ وہ جس طرف دیکھتی تھی اسے چین
 بسویشور ہی نظر آتا تھا۔ مرغ کی اذان بچہ کے رونے غرض ہر آواز سے چین بسویشور کے الفاظ ہی
 سنتی تھی۔“
 (خادم خاتم النبیین ص ۴۷)
 ”ایک عورت تنہائی میں رات کے وقت میرے پاس آیا کرتی تھی اور فلاں عورت
 آدھی رات کے وقت پھول و زیورات سے آراستہ ہو کر میرے لحاف میں آگھسی اور میرے منہ پر
 منہ رکھ دیا۔“
 (خادم خاتم النبیین ص ۶۶)

ربے عزنی و جنت ہو رہی ہے۔ اس کے دور
 فوں سے اتنی ہی دھوم دھام سے ایک شخص
 سلام کا بہترین ذریعہ بن کر ساری اقوام کا
 سامان سے آتا ہوا نظر آئے۔“

(خادم خاتم النبیین ص ۱۱)

زمین اور آسمان نے میرے لئے نشانات

(خادم خاتم النبیین ص ۲۱)

سب مل کر

وہ موعود آیا

(خادم خاتم النبیین ص ۹)

میں اپنے اندر سارے عالم کو دیکھتا ہوں

عام ہے۔ میری تلقین و ارشادات عام

(خادم خاتم النبیین ص ۱۵)

گل رعنا کھلا

مستانہ وار

صف کی مجھے

کا انتظار

والآخر مظهر الحق والعلأ .

(خادم خاتم النبیین ص ۵۵)

خیال کرتا ناوانی ہے۔ کیونکہ اس کو

ت نے بعد مکان میں ایک اور ایک

(خادم خاتم النبیین ص ۵۷)

واللہ تعالیٰ نے آپ کو بہ نسبت

”یہ شخص اپنے آپ کو صدیق و یندار یوسف موعود چن بسویشور کہلاتا ہے اور اپنے آپ کو حضرت یوسف علیہ السلام سے چھ امور میں افضل قرار دیتا ہے۔“ (خادم خاتم النبیین ص ۶۶، ۶۷) قادیانی ولاہوری ہر دو جماعتیں اس کی حوصلہ افزائی و امداد میں منہمک ہیں اور تعجب ہے کہ میر حسن میل کنٹر ایکٹر موٹر سروس ٹمکور اس کی بھی امداد کرتا ہے اور اس نے پانچ ہزار روپیہ اس کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ ص ۸ پر لکھتا ہے کہ ”حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے ایک خط میں مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ سے ہماری جماعت کا ہر فرد خوش ہے۔“ نیز اسی صفحہ پر قادیان کے ایک خط کی نقل شائع کی ہے۔ جس میں ناظر دعوت و تبلیغ قادیان نے لکھا ہے کہ ”آئندہ سال کے پروگرام میں دکن کی طرف وفد بھیجنے اور آپ کے کام میں دلچسپی پیدا کرنے کی خاص کوشش کی جائے گی۔ بہر حال آپ کام کرتے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے اپنے وقت پر ضرور پورے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو کام کی رپورٹ براہ کرم ضرور بھیج دیا کریں۔“ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دراصل مرزائی فرقے عقائد و مقاصد میں متفق ہیں اور سب مرزا غلام احمد کے قائم کردہ شجرہ خبیثہ کی شاخیں اور شرمیں ہیں اور اپنے اصل کی طرف راجع ہیں۔

گنا چوری

اس فرقہ کا پیشوا عبداللطیف ساکن گنا چور ضلع جالندھر ہے۔ اس نے ۱۹۲۱ء میں دعویٰ نبوت کیا۔ یہ امام آخر الزمان و مہدی معبود ہونے کا مدعی ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود تسلیم کرتا ہے۔ اس نے ایک کتاب ۵۰۰ صفحات کی ”چشمہ نبوت“ تالیف کی ہے۔ جس میں اپنی صداقت کی ۳۶۰ دلیلیں دی ہیں۔ اس کے دلائل عام طور پر وہی ہیں جو مرزا قادیانی نے اپنے لئے دیئے ہیں۔ عبداللطیف نے مرزا محمود کو اور اپنے تمام مخالفین کو دعوت مباہلہ بھی دی تھی۔

رجل یسعی

یہ شخص چچا وطنی ضلع منٹگری (ساہیوال) میں پٹواری ہے۔ اپنے آپ کو احمد محمد عبداللہ حارث حراث مہدی آخر الزمان رجل یسعی کہلاتا ہے۔ اس نے ایک کتاب ”ہدایت العالین“ تالیف کی ہے۔ جس کے تین حصے شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے دعاوی والہامات نہایت عجیب و غریب ہیں۔ اپنے آپ کو کئی انبیاء سے افضل سمجھتا ہے اور قرآن فہمی میں اپنا کمال بیان کرتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ: ”وَجَاءَ كَنَارٌ مِّنْ سَعْدِیْنِ یَاۤءُ آتِیَاۤءُ“
احمد نور کا بلی

قادیان کے نبی خیر قادیانی کا بلی ہے۔ یہ شخص مبروص ہے اور بیچتے نبی بن گیا۔ اس کے ایک بچہ مطیع احمد الطالع کان پور سے طبع

اعلان

”اے اللہ تعالیٰ کے کی اولاد! میں اللہ تعالیٰ کے حکم دنیا کے واسطے رسول اور نبی مابراہیم علیہ السلام، جیسے موسیٰ، مرزا صاحب میری آمد تمام ان ہوں۔ میرے ساتھ وہ خدا جوتو کہ میری رضا کی خاطر خبر دو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ محبت کا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا وار

اعلان کرنے

اللہ! ”میں ایمان اور جیسے موسیٰ علیہ السلام، الغیہ تمام انبیاء ایمان

قرآن مجید میں ہے کہ: ”وجاء من اقصی المدینة رجل یسعی“ ایک آدمی شہر کے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا۔ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ رجل یسعی میں ہوں۔

احمد نور کا بلی

قادیان کے نبی خیر قطعہ سے ایک اور شخص مدعی نبوت ظاہر ہوا ہے۔ اس کا نام احمد نور کا بلی ہے۔ یہ شخص مبروص ہے اور اس نے پنساری کی دوکان کھول رکھی ہے۔ نفشہ و گاؤ زبان بیچتے بیچتے نبی بن گیا۔ اس کے ایک پیرو عبد الرحمن ساکن ہولانگن ٹھہرہ کان پور نے اس کا ایک اعلان مطبع احمد المطالع کان پور سے طبع کرا کر شائع کیا ہے جو تھکسہ نقل کیا جاتا ہے۔

اعلان

”اے اللہ تعالیٰ کے ماننے والو! اور رسولوں کے ماننے والو! اے تمام آدم علیہ السلام کی اولاد! میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت خبر دیتا ہوں کہ میں اللہ کی طرف سے مامور ہو گیا ہوں۔ دنیا کے واسطے رسول اور نبی مامور من اللہ ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کا ویسا ہی رسول ہوں۔ جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام، جیسے موسیٰ علیہ السلام، جیسے عیسیٰ علیہ السلام، جیسے محمد ﷺ، جیسے مسیح علیہ السلام، مرزا صاحب میری آمد تمام انبیاء کی آمد ہے۔ میں تمام انبیاء کا مظہر ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کا مظہر ہوں۔ میرے ساتھ وہ خدا جو تمام انبیاء کے ساتھ کلام کیا ہے کلام کرتا ہے۔ اس نے آرڈر دیا کہ میری رضا کی خاطر خبر دو کہ اگر اللہ کی محبت کرتے ہو تو میری بات مان لو۔ میری تابعداری کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ محبت کرے گا۔ میں نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے خبر دیا۔ جو مانے گا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا وارث بنے گا۔ باقی اللہ تعالیٰ انعام جس کو وہ پسند کرتا ہے۔“

اعلان کرنے والے اللہ تعالیٰ کے رسول احمد نور کا بلی احمدی

اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں کے ماننے والے

”میں ایمان کا درخت ہوں۔ جیسا کہ تمام انبیاء اور جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام اور جیسے موسیٰ علیہ السلام، جیسے عیسیٰ علیہ السلام، جیسے محمد ﷺ، اور جیسا کہ مسیح علیہ السلام الخیضہ تمام انبیاء ایمان کے درخت ہیں۔ سب کے ماننے سے ایمان کا پھل ملتا ہے اور“

موجود جن بسویشور کہلاتا ہے اور اپنے آپ کو کہتا ہے۔“ (خادم خاتم النبیین ص ۶۶، ۶۷) صلہ افزائی و امداد میں منہمک ہیں اور تعجب نہ کرنا کہ اس نے پانچ ہزار روپیہ اس حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت پ سے ہماری جماعت کا ہر فرد خوش ہے۔“ جس میں ناظر دعوت و تبلیغ قادیان نے لکھا وفد بھیجے اور آپ کے کام میں دلچسپی پیدا کر کے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے ساتھ ہو کام کی رپورٹ براہ کرم ضرور بھیجے۔ عطا کردہ مقاصد میں متفق ہیں اور سب اور اپنے اصل کی طرف راجع ہیں۔

جائید ہر ہے۔ اس نے ۱۹۲۱ء میں دعویٰ ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود نمونہ نبوت“ تالیف کی ہے۔ جس میں اپنی پروپیہ ہیں جو مرزا قادیانی نے اپنے لئے کی دعوت مباہلہ بھی دی تھی۔

ہواری ہے۔ اپنے آپ کو احمد محمد عبد اللہ س نے ایک کتاب ”ہدایت العالمین“ کے دعاوی و الہامات نہایت عجیب قرآن فہمی میں اپنا کمال بیان کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ کا قرب ملتا ہے اور جنت ملتی ہے۔ میں بھی اسی طرح ایمان کا رخت ہوں۔ میرا انکار اسی طرح زہر قاتل ہے۔ جیسا تمام انبیاء کا انکار زہر قاتل ہے۔ احمد نور کالمی احمدی اللہ کا رسول، مقام قادیان پنجاب۔“

”میری آواز پر لبیک کرنا اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کرنا ہے۔ وہ آدمی لبیک کرنے والا اپنے گھر بیٹھا ہوا خدا تعالیٰ کے فضل کا وارث بن سکتا ہے۔ جیسا کہ ہر ایک نبی کا ماننے والا اپنے گھر قبول کرنے سے اللہ تعالیٰ کے فضل کا وارث بنتا ہے اور میرے نہ ماننے والا اپنے گھر میں خدا تعالیٰ کو ناراض کرتا اور باغی بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی آواز سے غافل اور غفلت کرنے والا ہو جاتا ہے۔ میں مجنون نہیں ہوں۔ مجنون کے ساتھ اللہ کا کلام نہیں ہوتا اور اس کو اللہ تعالیٰ رسول کے نام سے ہادی کے نام اور نبی کے نام سے نہیں پکارتا ہے۔ دنیا کے لوگو! اللہ کی رضا لو۔ اللہ کو ناراض مت کرو۔“

معراجکے

ایک شخص مسمیٰ نبی بخش مرزائی ساکن معراجکے ضلع سیالکوٹ نبوت کا مدعی ہے۔ اس نے اعلان کیا تھا کہ ”میں نبی ہوں، میرے والدین نے میرا نام نبی بخش اسی لئے رکھا تھا اور میرے مولد و مسکن کا نام معراجکے میں“ کسی ظریف الطبع نے جس کا نام خدا بخش تھا۔ اس کے جواب میں اعلان کیا کہ میں نے نبی بخش کو نبی نہیں بنایا۔ اس لئے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

سمبر یالی

اس فرقہ کا پیشوا محمد سعید مرزائی سمبر یالی ضلع سیالکوٹ کا رہنے والا ہے۔ مرزا غلام احمد نے کہا تھا۔ سیاتسی قمر الانبیاء محمد سعید کہتا ہے کہ میں قمر الانبیاء ہوں۔ اس کو گچھروں کی بیماری ہے۔ یعنی ٹھوڑی کے نیچے گردن پر نہایت بد نماورم ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ یہ مہر نبوت ہے۔ علاوہ ازیں امت مرزائیہ میں اور کئی مدعیان نبوت پیدا ہو گئے ہیں اور ہورہے ہیں۔ مرزا کے خاص مرید مولوی محمد فضل چنگوی (چنگا نکیل گوجر خان راولپنڈی) نے حال ہی میں دعویٰ نبوت کیا ہے۔ غلام یار چہلمی، محکم الدین پٹیا لوی، محمد زمان سندھی و دیگر کا ذب مدعیان نبوت پہلے مرزائی تھے درگاہ مرزا سے انہوں نے افسوسناک علی اللہ کا سبق سیکھا۔ حیرت ہے کہ مرزائی جب اجرائے نبوت کے قائل ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ ان مدعیان نبوت کو راست باز تسلیم نہیں کرتے؟

مرزائیوں کی تعداد

مرزائیوں کی عادت ہے کہ تعداد کا ذکر شاندار الفاظ میں کرتے ہیں۔ مرزائیوں کے اقوال اس قدر مختصص قادیانی اپنی آخری تصنیف پیغام صلح میں لکھ ہے۔“

ان کا ایک مرید عبدالعزیز کی ہے۔ مقدمہ اخبار مہابلہ میں مرزا مصنف لکھتا ہے کہ ۱۹۳۰ء میں احمد یوں مرزائی نے مجمع عام میں اعلان کیا تھا مولوی مذکور نے اپنی تحریر بنام مولانا کی ہے۔ مگر مرزا محمود قادیانی اپنے بیان کرتے ہیں کہ ”آپ لوگوں کو مقابلے میں آئے میں تمک کے برابر پنجاب میں ۵۵ ہزار احمدی قرار دے تحصیل کے کل احمدی (مرزائی) ۸ مرزا محمود قادیانی کے

پنجاب میں ہے اور وہ سب سے بیان کردہ ہے۔ ورنہ دراصل تعداد ایمان داری اور راست بازی کا نام چھوٹے بڑے مرید کی راست پلہ خلاصہ

اخبار زمیندار لاہور ایک نقشہ شائع ہوا تھا۔ جس وہ نقشہ کسی قدر تصرف کے ساتھ خلاصہ مل سکتا ہے۔

بھی اسی طرح ایمان کا درخت ہوں۔ میرا انکار
نکار ہر قاتل ہے۔ احمد نور کا بلی احمدی اللہ کا

آواز پر لبیک کرنا ہے۔ وہ آدمی لبیک کرنے
نہیں سکتا ہے۔ جیسا کہ ہر ایک نبی کا ماننے والا
رٹ بنتا ہے اور میرے نہ ماننے والا اپنے گھر
اللہ تعالیٰ کی آواز سے غافل اور غفلت کرنے
ساتھ اللہ کا کلام نہیں ہوتا اور اس کو اللہ تعالیٰ
سے نہیں پکارتا ہے۔ دنیا کے لوگو! اللہ کی رضا

جیسے ضلع سیالکوٹ نبوت کا مدعی ہے۔ اس نے
میراث نام نبی بخش اسی لئے رکھا تھا اور میرے
حس کا نام خدا بخش تھا۔ اس کے جواب میں
ہاپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

سیالکوٹ کا رہنے والا ہے۔ مرزا غلام احمد
کہ میں قمر الانبیاء ہوں۔ اس کو گھڑوں کی
ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ یہ مہر نبوت ہے۔
نبوت پیدا ہو گئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔
خان براہوینڈی نے حال ہی میں دعویٰ
سندھی دیگر کاذب مدعیان نبوت پہلے
سبق سیکھا۔ حیرت ہے کہ مرزائی جب
ت کو راستباز تسلیم نہیں کرتے؟۔

مرزائیوں کی تعداد

مرزائیوں کی عادت ہے کہ جہاں کسی ناواقف سے گفتگو کا موقع ملے۔ اپنی کثرت
تعداد کا ذکر شاندار الفاظ میں کرتے ہیں۔ مرزائیوں کی تعداد بھی ایک چیتان اور معہ بنی ہوئی
ہے۔ مرزائیوں کے اقوال اس قدر مختلف اور متضاد ہیں کہ صحیح اندازہ کرنا دشوار ہے۔ مرزا غلام احمد
قادیانی اپنی آخری تصنیف پیغام صلح میں لکھتے ہیں کہ ”اس وقت میرے ماننے والوں کی تعداد چار
لاکھ ہے۔“ (پیغام صلح ص ۲۶، خزائن ج ۲۳ ص ۴۵۵)

ان کا ایک مرید عبدالعزیز بھٹانوی نے اپنی کتاب ”کوکب دری“ میں پانچ لاکھ بیان
کی ہے۔ مقدمہ اخبار مہابلہ میں مرزائیوں نے اپنی تعداد دس لاکھ بیان کی تھی۔ مگر کوکب دری کا
مصنف لکھتا ہے کہ ۱۹۳۰ء میں احمدیوں کی تعداد بیس لاکھ ہے۔ مناظرہ بھرہ میں مولوی مبارک احمد
مرزائی نے مجمع عام میں اعلان کیا تھا کہ سلسلہ مرزائیہ میں اس وقت پچاس لاکھ آدمی موجود ہیں۔
مولوی مذکور نے اپنی تحریر بنام مولانا ابوالقاسم صاحب میں بھی مرزائیوں کی تعداد پچاس لاکھ بیان
کی ہے۔ مگر مرزا محمود قادیانی اپنے خطبہ مندرجہ (اخبار الفضل ج ۱۸ نمبر ۱۵ ص ۵، ۲۷ جون ۱۹۳۱ء) میں
بیان کرتے ہیں کہ ”آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ آپ اپنی تعداد کے لحاظ سے مخالفین کے
مقابلے میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ پنجاب میں ہماری جماعت سب سے زیادہ ہے۔
پنجاب میں ۵۵ ہزار احمدی قرار دیئے گئے۔ قادیان میں پانچ ہزار دو سو احمدی ہیں۔ بٹالہ کی ساری
تخصیص کے کل احمدی (مرزائی) ۸ ہزار مردم شماری میں لکھے گئے۔“

مرزا محمود قادیانی کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ مرزائیوں کی سب سے بڑی تعداد
پنجاب میں ہے اور وہ سب سے بڑی تعداد بھی ۵۵ ہزار سے زیادہ نہیں۔ یہ تعداد بھی مرزائیوں کی
بیان کردہ ہے۔ ورنہ دراصل تعداد اس سے بھی کم ہے۔ اب قارئین مولوی مبارک احمد مرزائی کی
ایمانداری اور راست بازی کا اندازہ کر لیں اور اسی سے مرزا غلام قادیانی سے لے کر اس کے ہر
چھوٹے بڑے مرید کی راست پسندی کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

خلاصہ

اخبار زمیندار لاہور مورخہ ۶ نومبر ۱۹۳۲ء میں سید سرور شاہ صاحب گیلانی کا مرتبہ
ایک نقشہ شائع ہوا تھا۔ جس سے مرزائی تعلیم اور مرزائیت کے نتائج نہایت واضح ہوتے تھے۔
وہ نقشہ کسی قدر تصرف کے ساتھ درج ذیل ہے۔ اس نقشہ میں کتاب ہذا میں مندرجہ حوالوں کا
خلاصہ مل سکتا ہے۔

ضلع شاہ پور میں مرزاٹیوں کا دورہ

پہلا معرکہ! میانی

بھیرہ سے جانب مشرق ۹ میل کے فاصلہ پر قصبہ نمک میانی، آباد ہے۔ جہاں کے مفتی غلام تقی صاحب مرحوم نے حکیم نور الدین قادیانی کو لاہور میں اجواب کیا تھا اور مناظرہ برپا میں شمس قادیانی کی درگت بنائی تھی۔ مفتی صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد مرزا کی جو بے اپنے بلوں سے نکل آئے اور انہوں نے میدان خالی دیکھ کر اپنا اثر و اقتدار جمانا چاہا۔ چنانچہ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۳۲ء شام کی گاڑی سے قادیانی مبلغین وہاں پہنچے۔ دوسرے دن صبح حزب الانصار

کے وفد کے اراکین بھی میانی جا پہنچے۔ مرزائیوں پر بدحواسی طاری ہو گئی۔ مسلمانوں میں اس قدر بیداری پیدا ہونے کی انہیں توقع نہ تھی۔ مسلمانان میانی نے علمائے کرام کا شاندار استقبال کیا اور بمقام چٹلی شاہ جلسہ کے لئے پنڈال بنایا گیا تھا۔ میانی کے مرزائی کئی دن سے مسلمانوں کو مناظرہ کا چیلنج دے رہے تھے۔ اس لئے علمائے اسلام نے مرزائیوں کا چیلنج قبول کر کے انہیں تصفیہ شراک کے لئے پیغام بھیجا۔ مگر مرزائی عبداللہ و احمد خان نے مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر مورخہ یکم، ۲ ستمبر ۱۹۳۲ء پر دو روز صبح سے لے کر شام تک مسلمانوں کے شاندار جلسے منعقد ہوئے۔ جن میں مرزائیت کے پر نچے اڑائے گئے اور دعویٰ مرزا والہامات مرزا کی حقیقت کھولی گئی۔ مرزائیوں کو مناظرہ کی دعوت پر دعوت دی گئی۔ مگر انہیں مقابلہ میں آنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ ان کے جلسہ میں حاضرین کی تعداد دس یا بارہ سے زیادہ نہ ہو سکی۔ یہ حالت دیکھ کر انہوں نے قادیان میں تاریں دیں اور ان حالات میں تبلیغی دورہ کے التواء کی خواہش ظاہر کی۔ مگر مرزا محمود نے اپنے مبلغین کا حوصلہ قائم رکھنے کے لئے بہترین مناظرہ مبلغ بھیجنے کا وعدہ کیا۔ قادیانی مبلغین مورخہ ۲ ستمبر کو میانی سے بھیرہ پہنچے۔ علمائے اسلام بھی شام کی گاڑی میانی سے روانہ ہو کر شاندار جلوس کے ساتھ بھیرہ میں وارد ہوئے۔

دوسرا معرکہ! بھیرہ

دریائے جہلم کے کنارے شہر بھیرہ ایک قدیم تاریخی قصبہ ہے۔ سکندر اعظم کا یہاں سے گذر ہوا۔ سلطان محمود غزنوی کے مجاہدین نے اس کی دیواروں پر بزرگ شمشیر علم اسلام نصب کیا۔ بابر نے اپنے ترک میں اس شہر کا ذکر نہایت عمدہ الفاظ میں کیا ہے۔ جہاں گھرنے کا بل جاتے ہوئے اس جگہ اقامت اختیار کی تھی اور یہاں کے علماء و مشائخ و فقراء کو داد و بخش سے مالا مال کیا تھا۔ سکھوں کے عہد میں یہ قصبہ اہل ہنود کے قبضہ میں تھا اور مسلمانوں کی حالت نہایت ہی کمزور تھی۔ شیر شاہ سوری کی تعمیر کردہ جامع مسجد کھنڈرات کا ڈھیر ہو گئی تھی اور سکھوں نے اس کی اینٹ سے اینٹ بنوا دی۔ مگر سید العلماء، والمحدثین، استاذ الملک حضرت مولانا احمد دین بگونی کے قدم میمنت لزوم سے اسی بھیرہ سے علوم دینی کے چشمے جاری ہوئے۔ ہر طرف علم کی نیریں جاری ہوئیں۔ ہزار ہا اشخاص اس چشمہ علم سے تیز آب ہوئے۔ سرزمین پنجاب اس خطہ کی بدولت دوبارہ منور ہوئی۔ مسلمانوں کی حالت نے پلٹا کھینچا۔ ایدر رحمت نے آپیری کی۔ حضرت مرحوم کی بالطنی توجہ اور ہمت سے جامع مسجد کی شاندار عمارت تعمیر ہوئی اور ہر گھم میں دینی چرچا ہونے لگا۔ مولانا غلام قادر صاحب بھیروی، مولانا غلام رسول صاحب چوہدری اور زبدۃ العارفین حضرت قبلہ مولانا

عبدالعزیز بلوچی۔
ہوتا ہے۔ افسوس!
اثر سے جو لوگ غور
بھیرہ ایک مقدس
اپنے مبلغین کی آ
کہ ہمارے شیر آ
اور میانی میں جس
گئیں۔ ۲ ستمبر
دوسرے دن صبح
گیا اور مرزائیوں
مناوی کرنے کے
کھلے لفظوں۔
مرزائیوں

اسلام پر ناد
جماعت اسلام
تحریر موصول

جاری ہے
میں تشریف
خدمت

عبدالعزیز بلوئی نے اپنی عمریں خدمت اسلام میں بسر کیں۔ مگر جہاں گل ہوتے ہیں وہاں خار بھی ہوتا ہے۔ افسوس یہی شہر حکیم نور الدین قادیانی کی بدولت دنیا بھر میں بدنام ہوا اور نور الدین کے اثر سے جو لوگ غیر مقلد ہو چکے تھے وہ مرزائی بن گئے۔ مرزائیوں کے نزدیک قادیان کے بعد بھیرہ ایک مقدس شہر ہے اور وہ لوگ اسے مدینہ خلیفہ المسیح کہا کرتے ہیں۔ مرزائی ایک ماہ سے اپنے مبلغین کی آمد کی خبر سنا کر اپنے خیال میں لوگوں کو خوف زدہ کر رہے تھے۔ اعلانیہ کہا جاتا تھا کہ ہمارے شیر آ رہے ہیں۔ کسی کی ہمت ہو تو ان کے مقابلہ پر آئے۔ مگر علمائے اسلام کے ورود اور میانی میں حسرت ناک ناکامی کی خبر سن کر گھبراہٹ کا عالم طاری ہو گیا۔ قادیان میں تاریخ دی گئیں۔ ۲۲ ستمبر کا دن انہوں نے کرب و اضطراب میں کاٹا۔ انہیں جلسہ کرنے کا بھی حوصلہ نہ ہوا۔ دوسرے دن صبح کی گاڑی قادیان سے مرزائی مبلغین کا نیا قافلہ بسر کردگی مولوی محمد سلیم قادیانی پہنچ گیا اور مرزائیوں کی جان میں جان آئی اور انہوں نے اپنے جلسہ کا اعلان نہایت زور شور سے کیا۔ منادی کرنے والے کے ہاتھ میں تلوار تھی اور اس کا رویہ نہایت اشتعال انگیز تھا۔ اس منادی میں کھلے لفظوں کے ساتھ علمائے کرام کو دعوت مناظرہ دی گئی۔

مرزائیوں کے ساتھ خط و کتابت

مرزائیوں نے ندائے حق کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں علمائے اسلام پر ناجائز الزام لگائے گئے۔ اس کے جواب میں دعوت حق کے عنوان سے سیکرٹری جماعت اسلامیہ کی طرف سے اشتہار شائع ہوا۔ بعد ازاں مرزائیوں کی طرف سے حسب ذیل تحریر موصول ہوئی۔

جناب مولوی ظہور احمد صاحب!

السلام علی من اتبع الهدی مشمولہ رقعہ هذا اطلاعا!

آپ کی خدمت میں اتمام حجت کے لئے ارسال کیا جاتا ہے۔ ۳۶/۱۹۳۲

سیکرٹری انجمن احمدیہ محمد الدین کریم

باسمہ سبحانہ

صاحبان! عرصہ دراز سے علماء حنفیہ کی طرف سے جماعت احمدیہ پر ناجائز حملے کئے جا رہے ہیں۔ اتفاق سے آج کل علمائے جماعت احمدیہ میں چند مبلغین تبلیغی جلسہ کے لئے بھیرہ میں تشریف لائے ہیں۔ اس لئے ہم تمام متلاشیان حق کو عموماً اور بھیرہ کے صاحب وقار اصحاب کی خدمت میں خصوصاً اجیل کرتے ہیں کہ وہ حفظ امن کی باقاعدہ طور پر ذمہ داری اٹھا کر مولوی ظہور

بدحواسی طاری ہو گئی۔ مسلمانوں میں اس قدر فی نے علمائے کرام کا شاندار استقبال کیا اور کے مرزائی کئی دن سے مسلمانوں کو مناظرہ کا رائیوں کا پہنچ قبول کر کے انہیں تصفیہ شرائط مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر مورخہ لمانوں کے شاندار جلسے منعقد ہوئے۔ جن مرزا والہامات مرزا کی حقیقت کھولی گئی۔ مقابلہ میں آنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ ان کے یہ حالت دیکھ کر انہوں نے قادیان میں خواہش ظاہر کی۔ مگر مرزا محمود نے اپنے پیچھے کا وعدہ کیا۔ قادیانی مبلغین مورخہ گاڑی میانی سے روانہ ہو کر شاندار جلوس

تاریخی قصبہ ہے۔ سکندر اعظم کا یہاں دیواروں پر بزرگ شمشیر علم اسلام نصب ط میں کیا ہے۔ جہاں گیلر نے کابل جاتے ناک و فقراء کو داد و بخش سے مالا مال کیا مسلمانوں کی حالت نہایت ہی کمزور ہو گئی تھی اور سکھوں نے اس کی اینٹ نمرت مولاانا احمد دین بلوئی کے قدم ہوئے۔ ہر طرف علم کی نہریں جاری ہیں پنجاب اس خطہ کی بدولت دوبارہ آبیاری کی۔ حضرت مرحوم کی باطنی گھر میں اپنی چرچا ہونے لگی۔ مولاانا اور بدو العارفین نمرت قبلہ مولاانا

احمد صاحب بگوئی یا ان کے کسی نمائندہ کو تبادلہ خیالات کے لئے میدان عمل میں لائیں۔ بعد ازاں شیخیاں مارنی فضول ہوں گی۔ مورخہ ۱۹۳۲ء ۳۹

۴ ماہ ستمبر حال کی شام تک فیصلہ ہونا لازمی ہوگا۔

نوٹ: مندرجہ بالا مضمون کی شہر بھیرہ میں منادی کرائی جا رہی ہے۔

پرنسٹن اسٹنٹ جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ بھیرہ! اس کے جواب میں سیکرٹری صاحب تبلیغ جماعت اسلامیہ کی طرف سے حسب ذیل تحریر مرزا یوں کو بھیجی گئی۔

اتمام حجت

بنام! سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ بھیرہ

السلام علی من اتبع الهدی! جناب کی طرف سے ایک اشتہار بعنوان ”شاندار جلسہ“ شائع ہوا ہے اور سیکرٹری تبلیغ احمدیہ نے ندائے حق کے نام سے اشتہار شائع کیا ہے۔ ابھی ابھی ایک اشتہار منجانب سیکرٹری انجمن انصار اللہ احمدیہ موصول ہوا ہے۔ ان ہر دو اشتہارات میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے اور اگر مگر اور خوشنما الفاظ کی آڑ میں مناظرہ کرنے سے انکار و اقرار اور فرار کے لئے راہیں محفوظ رکھی گئی ہیں۔ اس لئے بذریعہ تحریر ہذا جناب کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ اگر ہمت ہے تو اپنے علماء کو شیران اسلام یعنی علمائے اسلام کے سامنے لانے کی جرأت کویں اور صاف لفظوں میں مناظرہ پر آمادگی کا اعلان کر دیں اور مقام و شرائط کے تصفیہ کے لئے اپنے دو معتبر اشخاص نامزد کر دیں۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ کے فرار کی حقیقت عالم آشکارا ہو جائے گی۔ چونکہ آپ کی طرف سے زبانی چیلنج مناظرہ اہل اسلام کو مدت سے مل رہا ہے۔ اس لئے حفظ امن کا انتظام وغیرہ بھی آپ کے ذمہ ہوگا۔

عبدالرحمن سیکرٹری تبلیغ جماعت اسلامیہ جامع مسجد بھیرہ!

اسی روز حضرت مولانا ابوالقاسم محمد حسین صاحب کولوتار زوی کی طرف سے ذیل کا اشتہار شائع ہو کر شہر کی دیواروں پر چسپاں ہو گیا۔

مرزا یت کی موت

جملہ مرزائیوں کو اور خصوصاً مرزائیان بھیرہ کو واضح ہو کہ میں نے ستمبر ۱۹۲۸ء کے العدل میں ایک مکتوب مفتوح بنام مرزا محمود احمد قویانی شائع کیا تھا کہ میں مرزا کے انعامی اشتہار دربارہ لفظ قوی کی دوسری شق کے مطابق ثابت کر دوں گا کہ اس کے معنی جسم مع روح کو ہیئت کدائی

لات کے لئے میدان عمل میں لائیں۔ بعد ازاں

لازمی ہوگا۔

میں منادی کرائی جا رہی ہے۔

پسٹل اسٹنٹ جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ بھیرہ! تبلیغ جماعت اسلامیہ کی طرف سے حسب ذیل

انجمن احمدیہ بھیرہ

نائب کی طرف سے ایک اشتہار بعنوان ”شاعرانہ حق کے نام سے اشتہار شائع کیا ہے۔ ابھی یہ موصول ہوا ہے۔ ان برسہ اشتہارات میں کی آڑ میں مناظرہ کرنے سے انکار و اقرار اور غیر تحریر ہذا جناب کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ اگر ہمت کے سامنے لانے کی جرأت کوں اور صاف فہم و شرائط کے تصفیہ کے لئے اپنے دو معتبر کے فرار کی حقیقت عالم آشکارا ہو جائے گی۔ لودت سے مل رہا ہے۔ اس لئے حفظ امن کا

رٹری تبلیغ جماعت اسلامیہ جامع مسجد بھیرہ! صاحب کولوتار زوی کی طرف سے ذیل کا

دواضح ہو کہ میں نے ستمبر ۱۹۲۸ء کے العدل یا تھا کہ میں مرزا کے انعامی اشتہار دربارہ اس کے معنی جسم مع روح کو بیہیت کڈائی

وصورت مجموعی اپنے قبضہ میں لے لینے کے ہیں۔ آپ میرے ساتھ منصفانہ شرائط طے کرنے کے بعد فیصلہ کر لیں۔ لیکن مرزائیت کے علمبردار نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد مختلف مواقع پر مرزائی مولویوں کو مناظروں میں فیصلہ کی دعوت دی گئی۔ مگر صدائے برخواستہ مارچ ۱۹۳۲ء کے رسالہ شمس الاسلام میں مکرر بعنوان اتمام حجت اس مضمون کو مشتہر کیا گیا۔ لیکن مرزائیوں کی طرف سے کوئی آمادگی نہ ہوئی۔ العدل و شمس الاسلام کے پرچے بذریعہ رجسٹری خلیفہ قادیان کے پاس بھیجے گئے۔ پھر بھی انہیں مقابلہ کا حوصلہ نہ ہوا۔ حق کا رعب ان کے دلوں پر مسلط ہو چکا ہے۔ لہذا ان میں جرأت نہیں ہے کہ اس فیصلہ پر آمادہ ہوں۔ جملہ مرزائیوں کو لازم ہے کہ اپنے خلیفہ کو اس فیصلہ پر آمادہ کریں۔ ورنہ سمجھ لیں کہ مرزائیت مرگئی۔ لہذا اس کی تجنیف و تکفین کر کے میرے ہاتھ پر توبہ کر لیں۔ حجت تمام ہو چکی۔ خدا کے حضور میں تمہارے پاس کوئی عذر نہ ہوگا۔ اگر تمہارے مولوی جو قادیان سے آئے ہیں۔ فیصلہ پر آمادہ ہوں تو فوراً بذریعہ تار اپنے خلیفہ سے اپنی نیابت کی تصدیق کرائیں اور خلیفہ صاحب لکھ دیں کہ ان علماء کا ساختہ پر داختہ میرا ساختہ پر داختہ ہے۔ ان کی فتح میری فتح اور ان کی شکست میری شکست ہے۔

ابوالقاسم محمد حسین عفی عنہ، مولوی فاضل از کولوتار ژ حال وارد بھیرہ! نوٹ: یہ چیلنج لفظ توفی کے متعلق ہے۔ سیکرٹری تبلیغ اسلامیہ کی طرف سے جو چیلنج مناظرہ کا دیا گیا تھا اس کے لئے نیابت کی سند کی ضرورت نہیں۔ اس کے لئے ہم ہر طرح سے تیار ہیں۔ مرزائیوں نے اس کے جواب میں حیلہ سازی اور ٹال مٹول سے کام لینا چاہا اور علمائے اسلام کو عبادت گاہ مرزائیہ میں شرائط کے تصفیہ کے لئے مدعو کیا۔ مگر اپنی طرف سے دونمائندگان منتخب نہ کئے۔ اس حالت میں حسب ذیل خط سیکرٹری تبلیغ جماعت اسلامیہ کی طرف سے انہیں بھیجا گیا۔

بخدمت جناب جنرل سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ بھیرہ

والسلام علی من اتبع الهدی! جناب کا رقعہ موصول ہوا۔ جواباً التماس ہے کہ آپ نے اپنی طرف سے دو معتبر اشخاص نامزد نہ کر کے خواہ مخواہ معاملہ کو تاخیر میں ڈالنا چاہا ہے۔ آج بوقت منادی آپ کی جماعت کے افراد کا تلواروں اور سنگلیوں سے مسلح ہو کر اشتعال انگیز الفاظ کہنا نہایت شرمناک و خطرناک حرکت ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ اپنی جماعت کو ایسی مفسدانہ حرکات سے باز رکھیں ورنہ اس کے نتائج کے آپ ہر طرح کے ذمہ دار ہوں گے۔ اگر آپ واقعی تحقیق حق کے خواہشمند ہیں تو اپنی طرف سے دونمائندوں کے اسماء سے مطلع فرمائیں۔ ہماری

طرف سے مولوی محمد قاسم صاحب و مولانا مولوی ظہور احمد صاحب تصفیہ شرائط کے لئے منتخب کئے گئے ہیں۔ ان کا ساختہ پرواختہ ہم سب کو منظور ہوگا۔ عبادت گاہ احمدیہ بحالات موجودہ بہت غیر موزوں مقام ہے۔ کسی غیر جانبدار مقام کا تعین کر کے اطلاع دیں۔

عبدالرحمن سیکرٹری تبلیغ جماعت اسلامیہ بھیرہ ۳۱ ستمبر ۱۹۳۲ء

دوسرے دن صبح آٹھ بجے مسٹر ایم۔ ڈی کریم صاحب مرزائی مع اپنے چند ہمراہیوں کے مقام کا تصفیہ کرنے کے لئے جامع مسجد پہنچے اور آخر کار انہوں نے میاں محمد رحیم صاحب درویشانہ پراچہ کا بنگلہ واقع محلہ پراچگان بھیرہ میں گیارہ بجے دن پہنچ کر شرائط کا تصفیہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ عین گیارہ بجے دن خاکسار مع مولانا مولوی محمد قاسم صاحب مقام مقررہ پر پہنچ گیا۔ مگر مرزائیوں کی طرف سے صرف ایم۔ ڈی کریم صاحب پہنچے اور ان کے ساتھ ہی بابو محمد امین پراچہ مرزائی، محلہ پراچگان کے سربراہ و ردہ معزز اشخاص کو ہمراہ لے کر پہنچا۔ تمام پراچوں نے بالاتفاق درخواست کی کہ مناظرہ میں فساد کا احتمال ہے اور مسلمانوں کے آئندہ امن و چین کی زندگی پر اس کا برا اثر پڑے گا۔ اس لئے مناظرہ کو ملتوی کیا جائے۔ بابو محمد امین پورے جوش و خروش سے ان کی وکالت کر رہا تھا۔ خاکسار نے کہا کہ قادیانیوں نے جو چیلنج دیا ہے اس کے قبول کرنے کے لئے ہم مجبور ہیں۔ اس لئے اگر ایم۔ ڈی کریم صاحب ان کی طرف سے اس چیلنج کو واپس لے لیں تو میں بخوشی التواء مناظرہ پر رضامند ہو سکتا ہوں۔ اس پر ایم۔ ڈی کریم صاحب نے میرے اس بیان کی تردید کی اور کہا کہ چیلنج جماعت اسلامیہ کی طرف سے دیا گیا اور جماعت احمدیہ کا اس میں کوئی قصور نہیں۔ اس پر ایم۔ ڈی کریم کی تحریر (جس کی نقل پہلے درج ہو چکی ہے) اسے دکھائی گئی۔ جس پر اس نے غیر متعلق سلسلہ گفتگو شروع کر دیا۔ خاکسار نے کہا کہ ایم۔ ڈی کریم صاحب صرف یہ لفظ لکھ دیں کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے چیلنج نہیں دیا گیا۔ مگر اس نے اس سے بھی انکار کر دیا اور اپنی طویل تقریر میں علمائے اسلام پر تفرقہ اندازی و فرقہ بندی کا الزام عائد کیا اور رسالہ شمس الاسلام میں حیات مسیح علیہ السلام و تردید مرزا میں شائع شدہ مضامین کا حوالہ دیا۔ جس کے جواب میں خاکسار نے تمام معززین کے سامنے حسب ذیل تجویز پیش کیں۔

۱۔ اہل اسلام کی طرف سے میں ذمہ لیتا ہوں کہ آئندہ بھیرہ میں کوئی جلسہ ایسا نہ ہوگا اور کسی جگہ کوئی ایسی تقریر نہ ہوگی جس میں حیات مسیح علیہ السلام، ختم نبوت یا تکذیب مرزا کا ذکر ہو۔ نیز رسالہ شمس الاسلام میں بھی آئندہ ایسے مسائل پر کبھی بحث نہ ہوگی۔

بشرطیکہ: ۱۔
کبھی بھیرہ میں کوئی
صداقت دعاوی مرزا
کرے گا۔ نیز مرزائی
خاکسار کی
نہایت گھبرائے اور
خاکسار نے عرض کیا
ہیں کہ مدافعانہ کاررو
اس گفتگو سے فریب
کے ساتھ شرائط مناظرہ
ہوا۔ جہاں بعد دو
ایم۔ ڈی کریم اور
پہنچے اور شرائط مناظرہ
عبدالرحمن
کریم صاحب
مرزائیوں نے
شرائط پر فریقین

ب

۱۔

۲۔

بشرطیکہ: ایم ڈی کریم صاحب تمام مرزائیوں کی طرف سے اس بات کا ذمہ لیں کہ وہ کبھی بھیرہ میں کوئی جلسہ ایسا نہ کریں گے جس میں وفات مسیح علیہ السلام، اجرائے نبوت یا صداقت دعاوی مرزا کے متعلق تقاریر ہوں اور کوئی مرزائی آئندہ ان مسائل پر کسی سے جھگڑانہ کرے گا۔ نیز مرزائی اخبارات و رسائل بھی ان اختلافی مسائل کے تذکرہ سے پاک رہیں گے۔

خاکسار کی اس تجویز کو معززین قصبہ نے بے حد پسند کیا۔ مگر ایم ڈی کریم صاحب نہایت گھبرائے اور کہنے لگے کہ ہم سے ایسا کبھی نہ ہوگا۔ ہم اپنے عقائد کی ضرورت تبلیغ کریں گے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ زہر کا اثر دور کرنے کے لئے تریاق کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے ہم مجبور ہیں کہ مدافعانہ کارروائی کے ذریعہ مرزائیوں کی زہریلی تبلیغ کے اثر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھیں۔ اس گفتگو سے فریب خوردہ اشخاص پر مرزائیوں کی اتحاد پسندی کی حقیقت ظاہر ہو گئی اور مرزائیوں کے ساتھ شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے حکیم شاہ محمد صاحب رئیس اعظم شیخ پورہ کا مکان تجویز ہوا۔ جہاں بعد دو پہر ۳ بجے خاکسار اور مولانا محمد قاسم صاحب نے مرزائیوں کے نمائندوں ایم ڈی کریم اور مولوی عبداللہ اعجاز کا انتظار کیا۔ ساڑھے تین بجے مرزائیوں کے نمائندے وہاں پہنچے اور شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے گفتگو شروع ہوئی۔

عبداللہ نے نہایت ہی اشتعال انگیز دلائل اور گستاخانہ رویہ اختیار کیا اور اگرایم ڈی کریم صاحب مصلحت اندیشی سے کام نہ لیتے تو یقیناً یہ تمام گفتگو بے نتیجہ رہتی۔ اس عرصہ میں مرزائیوں نے اپنے مناظر مولوی محمد سلیم کو بھی بلا لیا اور چار گھنٹہ کی مسلسل بحث کے بعد حسب ذیل شرائط پر فریقین کے نمائندوں نے دستخط کر دیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

شرائط مناظرہ مابین جماعت احمدیہ و جماعت اسلامیہ بھیرہ

۱۔ مناظرہ تقریری ہوگا۔

۲۔ موضوع مناظرہ

☆ حیات مسیح ناصری علیہ السلام۔

☆ ختم نبوت۔

☆ صداقت دعوی نبوت مرزا غلام احمد۔

تصفیہ شرائط کے لئے منتخب کئے
ریہ بحالات موجودہ بہت غیر

سلامیہ بھیرہ! ۳۱ ستمبر ۱۹۳۲ء

مرزائی مع اپنے چند ہمراہیوں

نے میاں محمد رحیم صاحب

سج کر شرائط کا تصفیہ کرنے پر

م صاحب مقام مقررہ پر پہنچ

اور ان کے ساتھ ہی بابو محمد

نے لے کر پہنچا۔ تمام پراچوں نے

کے آئندہ امن و چین کی

دلائل پورے جوش و خروش

یا ہے اس کے قبول کرنے

سے اس چیلنج کو واپس لے

کریم صاحب نے میرے

اور جماعت احمدیہ کا اس

ہو چکی ہے) اسے دکھائی

ایم ڈی کریم صاحب

نے اس سے بھی انکار

الزام عائد کیا اور رسالہ

ن کا حوالہ دیا۔ جس کے

۔

بھیرہ میں کوئی جلسہ

تم نبوت یا تکذیب مرزا

وگی۔

اسلام کا انکار
صرف کر دیا
کا دعویٰ کیا
دلائل کو ترستیہ
کر مسیح موعو
دو دعویٰ

دو دعویدار
مرزا کی صد
مسئلہ سے
کی آیات
حیات و وفا
تھے۔ بلکہ
ہونا ضرور
ومسحیت

کی آیات
حیات و فنا
تھے۔ بلکہ
ہونا ضرور
و مسیحیت

پر مختصر منا
 وفات
 حیات
 السلام،

السلام،

دعویٰ جماعت اسلامیہ ہوگی۔ تیسرے مناظرہ میں

تین تین گھنٹہ ہوگا۔ پہلی تقریریں نصف نصف
ن۔ اگر ضرورت پیش آجائے تو ہر دیر گھنٹہ کے

ایک صدر ہوگا۔ جو اپنے اپنے فریق کے حفظ امن
سے شرائط کی پابندی کرائے۔

مجھ سے پیش ہوں گے۔ اقوال مرزا صاحب
الامام اعظم جماعت اسلامیہ کے خلاف احمدی

رخ ۵ ستمبر ۱۹۳۲ء صبح آٹھ بجے سے گیارہ بجے
گاہ نماز عصر کے لئے نصف گھنٹہ کا وقفہ ساڑھے
۱۱ صبح آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک ہوگا۔

بن درشان بزرگان سے اجتناب کرنا مناظرہ کا

مراقبین کے اصحاب ذمہ دار کا ٹھہرنا لازمی ہوگا۔

ظرفی بات پیش کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔

ظہور احمد بگوی!

محمد قاسم مخانب جماعت اسلامیہ

جماعت اسلامیہ بھیرہ۔ ۴ ستمبر ۱۹۳۲ء

جماعت احمدیہ اسلامیہ بھیرہ۔ ۴ ستمبر ۱۹۳۲ء

دوام ذی کریم احمدی بھیرہ۔ ۴ ستمبر ۱۹۳۲ء

ہماری جماعت کا نام جماعت اسلامیہ

جماعت کا نام جماعت اسلامیہ احمدیہ تحریر

کیا گیا مگر افسوس ہے کہ محمد سلیم قادیانی۔۔۔ اسی روز بعد نماز مغرب اپنے جلسہ میں اعلان کیا کہ
علمائے اسلام نے ہمارا اہل اسلام میں سے جو تسلیم اور اس طرح مرزا ایت کو پہلی عظیم الشان
فتح حاصل ہو چکی ہے۔ مرزائیوں نے اس پر بے انتہا مسرت کا اظہار کیا۔ بریں عقل و دانش
باید گریست۔ علمائے اسلام کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کر کے مرزائیوں کے ساتھ خط
و کتابت کرتے ہوئے احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی سے پہلے سرسید احمد خان علی گڑھی نے حیات مسیح علیہ
السلام کا انکار کیا تھا اور اپنی کتابوں میں وضاحت کے ساتھ اس اسلامی عقیدہ کی تردید میں زور قلم
صرف کر دیا تھا۔ بہاء اللہ ایرانی نے بھی وفات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ اختیار کر کے مسیح موعود ہونے
کا دعویٰ کیا تھا۔ مرزا قادیانی سرسید اور بہاء اللہ ایرانی کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ان کے پیش کردہ
دلائل کو ترتیب دے کر وفات مسیح علیہ السلام ثابت کرنے کی سعی کی اور بہاء اللہ کے نقش قدم پر چل
کر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو اگر فوت شدہ تسلیم کیا جائے تب بھی مسیحیت کے
دو دعویٰ دار بہاء اللہ، مرزا غلام احمد میں باہمی رسد کشی باقی رہ جاتی ہے۔ وفات مسیح کے اثبات سے
مرزا کی صداقت کا کوئی تعلق نہیں۔ مرزا کی شخصیت کو بے نقاب ہونے سے بچانے کے لئے اس
مسئلہ سے سہرا کام لیا جاتا ہے۔ مرزا کی ہمیشہ توفی، رفع، توفیتی وغیرہ الفاظ کی آڑ لے کر اور قرآن
کی آیات سے مغالطہ دے کر اصل حقیقت پر پردہ ڈالنے کے عادی ہیں۔ حالانکہ مسیح علیہ السلام کی
حیات وفات سے مرزا کے دعاوی کا کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی مسلمان نہ
تھے۔ بلکہ وہ انسانیت کے عام معیار پر بھی پورے نہیں اترتے۔ مسیح موعود کے لئے کم از کم مسلمان
ہونا ضروری ہے۔ مرزائیوں کا فرض ہے کہ انہیں پہلے مسلمان ثابت کریں۔ اس کے بعد مہدویت
و مسیحیت وغیرہ کے دعاوی پیش کریں۔

بھیرہ میں مرزائیوں سے کہا گیا تھا کہ طول کلام سے بچنے کے لئے صرف دعاوی مرزا

پر مختصر مناظرہ ہو جائے اور اگر مرزا قادیانی کو آپ راستہ باز اور صادق ثابت کر دیں تو ابراہیم و ادر
وفات مسیح علیہ السلام تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ مگر انہوں نے اس سے صاف انکار کر دیا اور
نجات و ممت مسیح علیہ السلام کو ہی موضوع مناظرہ قرار دینے پر اصرار کیا۔ بالآخر حیات مسیح علیہ
السلام، ختم نبوت اور صداقت دعاوی مرزا ابراہیم پر مناظرہ ہونا قرار پایا۔

۳۔۔۔ مرزائیوں نے تحریری مناظرہ پر اصرار کیا۔ مگر اس سے عوام الناس کما حقہ مستفید نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے بحث و مباحثہ کے بعد عبد اللہ اعجاز سے طے پایا کہ رسالہ شمس الاسلام بھیرہ کے ساتھ تحریری مناظرہ کے لئے اپنے کسی جریدہ کو آمادہ کریں گے اور عبد اللہ صاحب نے رسالہ شمس الاسلام میں شائع شدہ مضامین کی تردید کا ذمہ لیا۔ مگر انہوں نے آج تک اپنے وعدے کا ایفا نہیں کیا اور منظرے کے بعد مبارک احمد صدر جماعت احمدیہ نے اس طریقہ سے تحریری مناظرہ کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

۴ اہل سنت والجماعت عقائد کے بارہ میں قرآن مجید واحادیث صحیحہ کو اصل قرار دیتے ہیں۔ عقائد کے لئے صحیح معیار قرآن مجید اور حدیث صحیح کے بغیر کوئی اور قرار دینا کھلی گمراہی اور ضلالت ہے۔ ہمارے نزدیک بزرگ وہ ہے جس کا عقیدہ صحیح ہو۔ مگر مرزائی ہم سے منوانا چاہتے تھے کہ عقیدہ صحیح وہ ہے جو کسی بزرگ کا ہو۔ ہم حیران تھے کہ استدلال کے طور پر اقوال بزرگان پیش کرنے سے مرزائیوں کا کیا مقصد ہے؟ مگر حالات و واقعات نے بتا دیا کہ بزرگان کے عام لفظ سے فائدہ حاصل کر کے خنوپھنوپھتو اور مکوڑی شاہ و گنڈاشاہ کے اقوال پیش کر کے اور بعض مسلمہ بزرگ ہستیوں کے اقوال کو توڑ موڑ کر اور بعض صوفیائے کرام کے شطحیات پیش کر کے یہ جماعت عوام کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ حالانکہ عقائد کے بارہ میں قرآن وحدیث صحیح کے سوا اور کسی چیز کا ذکر ہماری کتب عقائد میں نہیں ہے۔ عقیدہ ہی صحیح ہو سکتا ہے جو کسی معصوم کا ہو۔ ہم اولیاء اللہ کو معصوم قرار نہیں دیتے اور شطحیات کی بناء پر کوئی عقیدہ قائم کرنا مرزائیوں کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ امام الصوفیہ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا کشف حجت نہیں بلکہ فرمایا ”سار انص درکار است نہ فص“ بعض بزرگان دین سے حالت سکر میں بعض کلمات سرزد ہوئے۔ مگر ہوش میں آنے کے بعد فرمایا کہ جب ہم ایسے الفاظ کہیں تو ہمیں روک دیا کرو۔

فقہ میں امام ابوحنیفہؒ اور تصوف میں صوفیائے کرام اور منطق میں شیخ الرئیس وغیرہ کے اقوال پیش ہو سکتے ہیں۔ مگر عقائد کے بارہ میں کسی کا قول اہل سنت پر حجت نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس قول کی تائید ہمیں قرآن اور حدیث صحیح سے نہ ملے مرزائیوں نے تین گھنٹہ اسی بحث میں ضائع کر دیئے۔ وہ چاہتے تھے کہ قرآن و حدیث اور بزرگان ہر سہ سے استدلال کرنے کا موقع

س سکے۔ مگر انہیں کہا گیا کہ اگر نہ
کافی نہیں ہیں۔ تو ہم تمہاری
ثابت ہو رہا تھا۔ اس کے بعد
نے کہا کہ فقہ میں حضرت امام
کسی قرآنی یا حدیثی دلیل کی
نے کہا کہ اقوال بزرگان تمہیں
خاکسار نے ان کی غلط فہمی
بزرگ تھے۔ نبی نہ تھے تو ہم
اگر وہ نبی تھے تو نبی کا قول اپنی
میں کوئی عذر نہ ہونا چاہئے۔
آخر

آخری تقریر کے
 شکست خوردہ سمجھا جائے گا۔
 تھی۔ مسلمانوں کے مجمع میں
 کے لئے بے قرار تھے۔ سورہ
 جماعت کا ایک آدمی بھی؟
 الدین اجمیری نے بار بار ک
 کرام ہی مراد ہو سکتے ہیں
 بھیرہ میں سابقہ تجربہ کی بنا
 ۱۵ ستمبر کی صبح

۱۵ ستمبر ۱۹۳۲ء
ہیڈ کانسٹیبل صاحب ایک
میرے استفسار پر ایم۔ ڈ
کہا کہ احمدی صاحبان ہ

مرہ پر اصرار کیا۔ مگر اس سے غوام الناس کما حقہ
لے بعد عبد اللہ اعجاز سے ملے پایا کہ رسالہ خمس
سپنے کی جریدہ کو آمادہ کریں گے اور عبد اللہ
مین کی تردید کا ذمہ لیا۔ مگر انہوں نے آج تک
بارک احمد صدر جماعت احمدیہ نے اس طریقہ

کے بارہ میں قرآن مجید و احادیث صحیحہ کو
نہ مجید اور حدیث صحیح کے بغیر کوئی اور قرار دینا
وہ ہے جس کا عقیدہ صحیح ہو۔ مگر مرزائی ہم
کا ہو۔ ہم حیران تھے کہ استدلال کے طور پر
ہے؟ مگر حالات و واقعات نے بتا دیا کہ
اور کوڑی شاہ و گنڈا شاہ کے اقوال پیش کر
ہو کر اور بعض صوفیائے کرام کے شیطیات
بہو جاتی ہے۔ حالانکہ عقائد کے بارہ میں
بہ عقائد میں نہیں ہے۔ عقیدہ ہی صحیح ہو سکتا
دیتے اور شیطیات کی بناء پر کوئی عقیدہ قائم
رت مجدد الف ثانی سرہندی فرماتے ہیں
میں درکار است نہ فص، بعض
ئے۔ مگر ہوش میں آنے کے بعد فرمایا کہ

کرام اور منطق میں شیخ الرئیس وغیرہ کے
ال اہل سنت پر حجت نہیں ہو سکتا۔ جب
مرزائیوں نے تین گھنٹہ اسی بحث میں
گان ہر سہ سے استدلال کرنے کا موقع

س سے۔ مگر انہیں کہا گیا کہ اگر تم تحریر کرو کہ قرآن و حدیث ہمارے دعاوی کے اثبات کے لئے
کافی نہیں ہیں۔ تو ہم تمہاری یہ استدعا قبول کر سکتے ہیں۔ مگر ایسا لکھنا ان کے لئے پیام، ت
ثابت ہو رہا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ حنفیوں کے لئے اپنے امام کا قول حجت ہے۔ ہم
نے کہا کہ فقہ میں حضرت امام اعظمؒ کے ہم مقلد ہیں۔ مگر عقائد کے بارہ میں آپ ان کا کوئی قول
کسی قرآنی یا حدیثی دلیل کی تائید میں پیش کریں تو ہم تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مرزائیوں
نے کہا کہ اقوال بزرگان تمہیں منظور نہیں تو تم کو اقوال مرزا پیش کرنے کا بھی حق نہیں ہو سکتا۔
خاکسار نے ان کی غلط فہمی رفع کرنے کے لئے کہا کہ آپ اگر تحریر کر دیں کہ مرزا قادیانی صرف
بزرگ تھے۔ نبی نہ تھے تو ہم اقرار کرتے ہیں کہ ان کی کتب سے کوئی حوالہ پیش نہ کریں گے اور
اگر وہ نبی تھے تو نبی کا قول اپنی امت پر حجت ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کو ان کے اقوال تسلیم کرنے
میں کوئی عذر نہ ہونا چاہئے۔ اس پر مرزائی مبہوت ہو گئے۔

۵۔۔۔۔۔ آخری شرط میں مرزائیوں کے پیش کردہ الفاظ یہ تھے۔

آخری تقریر کے اختتام سے پہلے فریقین میں سے جو فریق اٹھ کر چلا جائے گا۔ وہ
شکست خوردہ سمجھا جائے گا۔ مگر اس سے پہلے مناظرہ مجوکا میں اس شرط کی حقیقت آشکارا ہو چکی
تھی۔ مسلمانوں کے مجمع میں سے کچھ دیہاتی جو دور دراز سے آئے تھے اپنے گھروں کو واپس جانے
کے لئے بیقرار تھے۔ سورج غروب ہونے والا تھا۔ مگر مرزائیوں کا یہ اصرار تھا کہ اگر آپ کی
جماعت کا ایک آدمی بھی چلا گیا تو آپ کی شکست سمجھی جائے گی۔ صدر جلسہ حضرت علامہ معین
الدین اجمیری نے بار بار کہا کہ یہ لوگ ثالث کی حیثیت رکھتے ہیں اور فریق سے حضرات علمائے
کرام ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ مگر مرزائیوں نے کہا کہ شرط میں ذمہ دار کا لفظ موجود نہیں۔ ہم نے
بھیرہ میں سابقہ تجربہ کی بناء پر ذمہ دار صاحب کے الفاظ اس شرط میں درج کرائے۔

۵۔ ستمبر کی صبح

۵ ستمبر ۱۹۳۲ء کی صبح آٹھ بجے سے پہلے اہل اسلام میدان مناظرہ میں پہنچ گئے۔ وہاں
ہیڈ کانسٹیبل صاحب ایک پروانہ لئے ہوئے پہنچے۔ جس میں مناظرہ کے التواء کا حکم درج تھا۔
میرے استفسار پر ایم۔ ڈی کریم صاحب اور تمام مجمع کے سامنے ہیڈ کانسٹیبل صاحب نے اعلان
کیا کہ احمدی صاحبان ہمارے پاس صبح سویرے یہ استدعا لے کر گئے تھے کہ ہمیں نقض امن کا خطرہ

ہے۔ اس لئے پولیس اپنی کارروائی کے لئے مجبور ہے۔ مرزائیوں میں باہمی تو تو میں میں شروع ہو گئی۔ ایم۔ ڈی کریم صاحب کارنگ فٹ ہوئے اور مجمع ہاؤس خواستہ منتشر ہو گیا اور ذمہ دار حضرات کا ایک وفد سب انیکٹر صاحب سے ملا اور انہوں نے حالات سے مطلع ہو کر منظرے کی اجازت دے دی اور اس طرح مرزائی اپنی سازش میں ناکام رہے۔

پہلا مناظرہ

۵ ستمبر ۱۹۳۲ء بعد نماز ظہر ساڑھے تین بجے حضرت سبحان شاہ کے روضہ کے سامنے بگڑے حضرت پیر انور امیر شاہ صاحب کے چبوترہ پر برد و فریق کے لئے اسٹیج تیار کئے گئے اور سامعین کے لئے وسیع میدان موجود تھا۔ مگر مرزائیوں نے چبوترہ سے نیچے میدان میں اپنا اسٹیج منتقل کر لیا۔ اس طرح ان کا زیر نظر ہو جانا نیک علامت سمجھی گئی۔ مرزائیوں کی طرف سے صدر حافظ مبارک احمد قادیانی پروفیسر مدرسہ احمدیہ قادیان منتخب ہوئے اور اہل اسلام نے خاکسار کو صدر منتخب کیا۔ حافظ مبارک احمد قادیانی نے کھڑے ہو کر کہا: مبارک احمد! اہل سنت کی طرف سے مناظرہ کون کرے گا؟

خاکسار! ہماری طرف سے حضرت مولانا ابوالقاسم محمد حسین صاحب کولوتار زوی مناظرہ یوں گے۔

مبارک احمد! ہماری دیرینہ آرزو تھی کہ مولوی ظہور احمد صاحب کے ساتھ ہوتا۔ کیونکہ ان کی علمی حیثیت مسلمانوں میں مسلمہ ہے اور ان کے ساتھ مناظرہ کرنے سے حق و باطل میں امتیاز ہو جاتا۔ مگر کیا وجہ ہے کہ مولوی صاحب مناظرہ سے گریز کر رہے ہیں؟

خاکسار! ہماری بھی یہ دیرینہ آرزو تھی کہ میاں محمود احمد کے ساتھ مناظرہ ہوتا۔ کیونکہ وہ جماعت قادیان کے مسلمہ خلیفہ ہیں۔ ان کے ساتھ مناظرہ کرنے سے احقاق حق میں مدد ملتی۔ کیا آپ ان کو میدان مناظرہ میں لاسکتے ہیں؟

مبارک احمد! (نہایت غصہ کی حالت میں) آپ کا کیا حق ہے کہ پچاس لاکھ احمدیوں کے مسلمہ خلیفہ کو اپنے مقابلہ میں بلائیں؟

۱۔ مبارک احمد نے اپنی تقریر و تحریر میں مرزائیوں کی تعداد مناظرہ بھیرہ میں پچاس لاکھ بتائی ہے۔ مرزائیوں کی صحیح مقدار کے متعلق گذشتہ صفحات پر لکھا جا چکا ہے۔ قارئین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مرزائی مناظرہ جھوٹ بولنے میں کیسے مشق ہوتے ہیں۔

خاکسار! آقائے نامہ کی حیثیت سے میرا تباہ اس قدر نہیں کر سکتا۔ ابو جہل کو قتل کرنے تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ امت اسلام ہے۔ اس پر مبارک احمد قادیانی تلقین کی اور تین بج کر چالیس م تقریر شروع کی۔ مولانا کی تقریر سے جھوم رہے تھے۔ مولانا کی تمام تقاریر کا خلاصہ اسی کتاب طوفان آیا۔ مگر خدا کے فضل و کرم گرد آلود ہو گئے اور ان کے عالم طاری تھا۔ حاضرین نے اپنے سر و سینہ اور منہ سے گرد اور عبادت میں گذاری تھی اور مایہ ناز مسئلہ کی حقیقت واضح و عشاء کی آذان بھی دینے آ حاضرین پر مرزائی مذہب کی مسلمات مرزائیہ سے مولانا دلائل کا مرزائی مناظرہ کوئی اسٹنٹ سیکرٹری انجمن زبردست کامیابی ہوئی ہے دوران مناظرہ مناظر کو روکنا چاہا مگر مولانا میں مرزائی بتایا ہے۔ اسے

ہے۔ مرزائیوں میں باہمی تو قوت میں شروع
میں بادل ناخواستہ منتشر ہو گیا اور مذہب دار حضرات
نے حالات سے مطلع ہو کر مناظرے کی اجازت
دار ہے۔

بجے حضرت سبحان شاد کے روضہ کے سامنے
ہر دو فریق کے لئے اسٹیج تیار کئے گئے اور
دونوں نے چہوڑہ سے نیچے میدان میں اپنا اسٹیج
مت بھیجی گئی۔ مرزائیوں کی طرف سے صدر
من منتخب ہوئے اور اہل اسلام نے خاکسار کو
بے ہو کر کہا: مبارک احمد! اہل سنت کی طرف

ابوالقاسم محمد حسین صاحب کو لو تارڑوی

ی ظہور احمد صاحب کے ساتھ ہوتا۔ کیونکہ
ساتھ مناظرہ کرنے سے حق و باطل میں امتیاز
نہ کر رہے ہیں؟

محمد احمد کے ساتھ مناظرہ ہوتا۔ کیونکہ وہ
طرہ کرنے سے احقاق حق میں مدد ملتی۔ کیا

آپ کا کیا حق ہے کہ پچاس لاکھ

س کی تعداد مناظرہ بھیڑ میں پچاس لاکھ
پر لکھا جا چکا ہے۔ قارئین اندازہ لگا سکتے
ہیں۔

خاکسار! آقائے نامدار فرمودات سید المرسلین ﷺ کے غلاموں کے خاک پا ہونے
کی حیثیت سے میرا تہ اس قدر بلند ہے کہ مرزا محمود بھی میرے مقابلہ میں کھڑا ہونے کی جرأت
نہیں کر سکتا۔ ابو جہل کو قتل کرنے والے دو کم سن لڑکے تھے۔ رستم ایرانی کو قتل کرنے والا ایک بدوی
تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ امت اسلامیہ کا ہر فرد کفر کے علمبرداروں کے لئے پیام موت ثابت ہو سکتا
ہے۔ اس پر مبارک احمد قادیانی نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر ان کے مرزائی دوستوں نے انہیں خاموشی کی
تلقین کی اور تین بج کر چالیس منٹ پر حضرت مولانا ابوالقاسم صاحب نے حیات مسیح علیہ السلام پر
تقریر شروع کی۔ مولانا کی تقریر اس قدر واضح، مدلل اور دلچسپ تھی کہ تمام حاضرین فرط مسرت
سے جھوم رہے تھے۔ مولانا کی چھ تقریریں ہوئیں اور مرزائی مناظر مولوی محمد سلیم کی پانچ ہوئیں۔
تمام تقاریر کا خلاصہ اسی کتاب میں بطور ضمیمہ درج ہے۔ محمد سلیم قادیانی کی آخری تقریر میں آندھی کا
طوفان آیا۔ مگر خدا کے فضل و کرم سے اسلامی اسٹیج اس کے اثر سے محفوظ رہا۔ مرزائیوں کے چہرے
گرد آلود ہو گئے اور ان کے مناظر کا منہ مٹی سے بھر گیا۔ ان کا سانس ان کھڑ گیا۔ ان پر بدحواسی کا
عالم طاری تھا۔ حاضرین نے جنگ خندق والا سماں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ بے بجے شام مرزائی
اپنے سرو سینہ اور منہ سے گرد جھاڑتے ہوئے گھروں کو سدھارے۔ مرزائیوں نے تمام رات دعا
اور عبادت میں گزاری تھی اور صدقہ و خیرات سے بھی کام لیا۔ مگر آج کی واضح شکست اور ان کے
مایہ ناز مسئلہ کی حقیقت واضح ہونے پر ان کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ عبادت گاہ مرزائیہ میں مغرب
و عشاء کی آذان بھی دینے کی توفیق نہ ہوئی اور تمام رات نہایت کرب و اضطراب سے بسر کی۔
حاضرین پر مرزائی مذہب کی حقیقت واضح ہو گئی اور عیسیٰ علیہ السلام کی حیات قرآن و حدیث اور
مسلمات مرزائیہ سے مولانا ابوالقاسم صاحب نے اس قدر وضاحت سے ثابت کی کہ ان کے
دلائل کا مرزائی مناظر کوئی جواب نہ دے سکا۔ مناظرہ کے اختتام پر ایم۔ ڈی کریم صاحب
اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن مرزائیہ بھیڑ نے اقرار کیا کہ حیات مسیح ثابت کرنے میں مولانا کو
زبردست کامیابی ہوئی ہے اور اس نے مولانا کو اس کامیابی پر مبارک باد دی۔

دوران مناظرہ میں صدر جماعت مرزائیہ نے لفظ مرزائی کے استعمال سے اسلامی
مناظر کو روکنا چاہا مگر مولانا ممدوح نے فرمایا کہ تم مرزائی ہو۔ تمہارے نبی کا نام خدا نے الہام
میں مرزا بتایا ہے۔ اسے الہام ہوا تھا کہ: ”سنفروغ یا مہرزا“ (تذکرہ ص ۱۲۹) مرزائی مناظر

قرآن کی آیات غلط پڑھتا تھا اور اس کی آخری تقریر نہایت ہی مبہل تھی۔ بدحواسی کے آثار اس کے چہرہ پر رونما تھے۔ خدائی قہر کا نشان یعنی آنکھیں مٹی سے اس کے منہ کو پر کرنے میں مصروف تھیں۔ چہرہ خاک آلود تھا۔ مرزائی مناظر نے ریشمین بگڑی سر پر باندھ رکھی تھی اور داڑھی کٹی ہوئی تھی۔ اس کا رویہ نہایت ہی دل آزار تھا۔ اس نے صاف الفاظ میں کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کیا ہوا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ تو بین سن کر قریب تھا کہ مجمع جوش غضب سے بے قابو ہو جاتا۔ مگر خاسارنے لوگوں کو صبر و تحمل کی تلقین کی۔

دوسرا مناظرہ

مورخہ ۶ ستمبر صبح ساڑھے آٹھ بجے ختم نبوت پر مناظرہ کا آغاز ہوا۔ اسلامی مناظر مولانا ابوالقاسم محمد حسین کولوتار زوی صاحب نے ۱۸ آیات قرآنیہ، دس احادیث صحیحہ اور دو اقوال مرزا سے ثابت کیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ مرزائی مناظر کی امداد کے لئے اسی روز ملک عبدالرحمن خادم قادیان سے پہنچ گیا تھا۔ مرزائی چاہتے تھے کہ کسی طرح کوئی فرار کا راستہ نکالیں۔ مگر مولانا ابوالقاسم نے دلائل کے زبردست شکنجہ میں انہیں جکڑے رکھا۔ مبارک احمد نے دعویٰ کیا کہ میں نحو مجسم ہوں۔ یہ سن کر مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب دامانی کھڑے ہوئے اور انہوں نے فرمایا کہ تمام مرزائی مولوی مل کر اس عبارت کی ترکیب کر دیں۔ ورنہ دعویٰ علم سے مجمع کے سامنے توبہ کریں۔ ”جاء رجل علی باب نحوی فصرع الباب فخرج الصبی فقال ابک ابک ابک قال لا لولی“ تمام مرزائی اس کے جواب سے عاجز آ گئے اور اپنا سامان سروں پر اٹھاتے ہوئے اپنے گھروں کو چل دیئے۔

تیسرا اور آخری مناظرہ

مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۳۲ء بعد نماز ظہر مرزائیوں کی طرف سے آخری اور فیصلہ کن مناظرہ دعادی مرزا کے متعلق تھا۔ اس میں مرزائی مدعی تھے اس لئے پہلی اور آخری تقریر کا حق انہیں حاصل تھا۔ محمد سلیم کی کمر ہمت ٹوٹ چکی تھی اور مرزائیوں نے ملک عبدالرحمن خادم گجراتی کو اپنی طرف سے مناظر مقرر کیا۔ اہل اسلام کی طرف سے حضرت مولانا ابوالقاسم محمد حسین صاحب نے حسب سابق نہایت قابلیت سے حق نمائندگی ادا کیا۔ عبدالرحمن خادم نے نقش کلامی۔ دریدہ دینی اور گندہ مذاقی کا ثبوت دیا اور حقائق کا منہ چڑانے اور جی بھر کر گالیاں دینے سے اپنی شکست کا بدلہ لینا

چاہا۔ اسے کئی دفعہ روکا گیا۔ مگر وہ اپنی عادت بھی موجود تھے بھانڈ اور میراثی کہہ دیا۔ اگر عبدالرحمن گجراتی کو ان الفاظ کے واپس لینے موت ثابت ہوا۔ حق کا نور چکا اور باطل؛ خوش الحانی سے اپنی فی البدیہہ نظم سنائی جس پر مبارک مومنار

ہے ایسے سب بر کر

لاکھ مرزائی کرن

بجھ نہیں سکتی

علمائے اسلام شاندار جلوس

ہوئے گھروں کو سدھارے۔

شہر بھیرہ کے اندر پیر و جوال

حق کی عظیم الشان فتح اور باطل کی نمایاں

مرزائیوں کی ڈھٹائی و بے حیائی اور

ہو چکی تھی۔ اس لئے دوسرے روز مرزا

جماعت کو ثابت قدم رکھنے کے لئے

طرف غلط حوالے و اقوال منسوب کئے

اس کے باوجود ایک مرزا

نے حسب ذیل اشتہار طبع کر اکر تقسیم

میں کیوں مرزائیت سے تائب

”عرصہ سے کفر و ضلال

تھا کہ روحانی موت قریب آ رہی

ایزدی شامل حال ہوئی اور خضر را

مولانا محمد حسین صاحب فاتح قادیان

یہ نہایت ہی مہمل تھی۔ بدحواسی کے آثار اس
ٹی سے اس کے منہ کو پر کرنے میں مصروف
ن گزری سر پر باندھ رکھی تھی اور داڑھی کئی
نے صاف الفاظ میں کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کیا
یب تھا کہ مجمع جوش غضب سے بے قابو

ت پر مناظرہ کا آغاز ہوا۔ اسلامی مناظر
ت قرآنیہ، دس احادیث صحیحہ اور دو اقوال
کی فی پیدائش ہو سکتا۔ مرزائی مناظر کی
ا گیا تھا۔ مرزائی چاہتے تھے کہ کسی طرح
مزد دست شکنجہ میں نہیں جکڑے رکھا۔
۔ یہ سن کر مولانا مولوی محمد اسماعیل
م مرزائی مولوی مل کر اس عبارت کی
”جاء رجل علی باب نحوی
بك قال لا لولی“ تمام مرزائی اس
نے اپنے گھروں کو چل دیئے۔

ف سے آخری اور فیصلہ کن مناظرہ
نے پہلی اور آخری تقریر کا حق انہیں
ملک عبدالرحمن خادم گجراتی کو اپنی
لانا ابوالقاسم محمد حسین صاحب نے
خادم نے نقش کلامی۔ دریدہ دینی اور
دینے سے اپنی شکست کا بدلہ لینا

چاہا۔ اسے کئی دفعہ روکا گیا۔ مگر وہ اپنی عادت سے مجبور تھا۔ اس نے تمام سامعین کو جن میں معززین
بھی موجود تھے بھانڈا اور میراثی کہہ دیا۔ اس پر مجمع میں اشتعال پیدا ہوا اور ہیڈ کانسٹیبل پولیس نے
عبدالرحمن گجراتی کو ان الفاظ کے واپس لینے پر مجبور کیا۔ یہ آخری مناظرہ مرزائیت کے لئے پیام
موت ثابت ہوا۔ حق کا نور چکا اور باطل بھاگ نکلا۔ مناظرہ کے اختتام پر فقیر آزاد بھیروی نے
خوش الحالی سے اپنی فی البدیہہ نظم سنائی جس کے پہلے دو شعر یہ تھے۔

ہو مبارک مومنوں نوں آج خوش ایام دی

ہے ایہ سب برکت خدادی تے خدادے نام دی

لاکھ مرزائی کرن توڑے پئے ڈھنگ بازیاں

بجھ نہیں سکدی کدی نوری شمع اسلام دی

علمائے اسلام شاندار جلوس کے ساتھ جامع مسجد پینچے اور مرزائی کرسیاں سر پر رکھے
ہوئے گھروں کو سدھارے۔

شہر بھیرہ کے اندر پیرو جواں بلکہ ہر بچہ کا دل بھی جذبہ مسرت سے لبریز تھا۔ کئی روز تک
حق کی عظیم الشان فتح اور باطل کی نمایاں ہزیمت کا تذکرہ ہر مسلم و غیر مسلم کے در زبان رہا۔ لوگ
مرزائیوں کی ڈھٹائی و بے حیائی اور ان کی ضد پر حیران تھے۔ مرزائیوں کی کثیر تعداد مذہب
ہو چکی تھی۔ اس لئے دوسرے روز مرزائیوں نے جلسہ کیا۔ جس میں محمد سلیم و عبدالرحمن نے اپنی
جماعت کو ثابت قدم رکھنے کے لئے کذب بیانی تملیس و تلمیس سے کام لیا اور بزرگان دین کی
طرف غلط حوالے و اقوال منسوب کئے اور علمائے کرام کے خلاف سب و شتم سے کام لیا۔

اس کے باوجود ایک مرزائی فضل داد کو مرزائیت سے توبہ کرنے کی توفیق ہوئی اور اس
نے حسب ذیل اشتہار طبع کرا کر تقسیم کیا۔

میں کیوں مرزائیت سے تائب ہوا؟

”عرصہ سے کفر و ضلالت کے گڑھے میں پڑھو نظر اط مستقیم کا متلاش تھا۔ جب دیکھتا
تھا کہ روحانی موت قریب آرہی ہے اور قادیانی بھول بھلیوں سے نکلتا دشوار نظر آرہا ہے تو تائید
ایزدی شامل ہوئی اور خضر راہ نے وٹھیری کی کہ سرزمین بھیرہ میں عظیم الشان مناظرہ ہوا اور
مولانا محمد حسین صاحب فاتح قادیان کی بصیرت افروز اور قادیانیت شکن تقریر نے میرے دل کے

قفل کو کھول دیا اور میں نے اس کے بعد کھلے بندوں اعلان کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ تاکہ اور بھائیوں کو بھی ہدایت ہو۔ لیکن مرزائی پھو میرے پیچھے پڑ گئے اور ہر جائز و ناجائز طریقہ سے مجھے اسلام قبول کرنے سے باز رکھا۔ میں یہ سمجھتا تھا کہ جب تک مرزائیت کا جواہر اتار نہ پھینکوں گا۔ شفاعت محمد ﷺ سے محروم رہوں گا۔ پس میں نے بغیر کسی لالچ کے محض خوف خدا اور رسول کی وجہ سے جامع مسجد میں جا کر صراطِ مستقیم اختیار کیا۔ مرزائی دوستوں کے مغالطوں کو دور کرنے کے لئے اصل کارِ بیعت کی نقل پیش کرتا ہوں۔“

نقل مطابق اصل

بسم الله الرحمن الرحيم!

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ کی درخواست بیعت موصول ہوئی۔ خلیفۃ المسیح الثانی اید اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرما کر آپ کی استقامت کے لئے اور دینی و دنیاوی بہتری کے لئے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ آپ اس پر عمل کریں۔ احمدیوں سے میل جول رکھیں۔ انشاء اللہ رشتہ بھی مل جائے گا۔

دستخط پرائیوٹ سیکرٹری!

المشتہر فضل داد غفری اللہ عنہ!

مناظرہ بھیرہ پر غیر مسلم اصحاب کی آراء

میں تصدیق کرتا ہوں کہ مناظرہ جو کہ احمدی صاحبان کی طرف سے بھیرہ میں مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۳۲ء، ۶ ستمبر ۱۹۳۲ء کو مولوی صاحب محمد سلیم قادیانی اور مولوی محمد حسین صاحب جماعت اہل سنت کی طرف سے مقرر تھے۔ ذیل کے مضامین پر ہوا۔

۱..... حیات و ممات مسیح علیہ السلام

۲..... ختم نبوت

۳..... صداقت مرزا

بدلائل ثابت کیا اور مولوی سلیم قادیانی کو ان دلائل کے توڑنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

(پادری) سندھ واس..... بھیرہ!

احمدی سنی مناظرہ

مورخہ ۵، ۶

درمیان چند مذہبی مسائل میں ہندو، سکھ، عیسائی وغیرہ

۱.....

۲.....

۳.....

احمدی صاحب

تشریف لائے تھے اور

حسین و دیگر حضرات م

لئے تمام دلائل کو کاغذ

سے سوالات کا جواب

میں تمام سوالات اور

تھے۔ مجھے ان کے جو

پنج کے سامنے بحث کر

میں

کا باشندہ ہونے کے

ان کا ذکر کرنا ضرور

متبرک روضہ پر لکھ

۱.....

درخواست دے کر

احمدی احباب سے

ان سے مذہبی مجالس

نا واجب ہے اگر

بندوں اعلان کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ تاکہ اور
بچے پڑ گئے اور ہر جائز و ناجائز طریقہ سے مجھے
کہ جب تک مرزا نیت کا جواہ اتار نہ پھینکوں گا۔
نے بغیر کسی لالچ کے محض خوف خدا اور رسول کی وجہ
دائی دوستوں کے مقابلوں کو دور کرنے کے لئے

ت اصل

بن الرحیم

ما آپ کی درخواست
خلیفۃ المسیح الثانی
ل فرما کر آپ کی
ودنیادی بہتری کے
یا کہ آپ اس پر عمل
جول رکھیں۔ انشاء

دستخط پرائیوٹ سیکرٹری!
المشتہر فضل داد غنی اللہ عنہ!

صاحبان کی طرف سے بھیرہ میں مورخہ
بیانی اور مولوی محمد حسین صاحب جماعت

لائل کے توڑنے کی جرأت نہ ہو سکی۔
(پادری) ہندو واس..... بھیرہ!

احمدی سنی مناظرہ

مورخہ ۶، ۵ ستمبر کو پیر صاحب کے متبرک روضہ پر علمائے سنی اور احمدی صاحبان کے
درمیان چند مذہبی مسائل پر مناظرہ منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد کئی ہزار اشخاص پر مشتمل تھی۔ جن
میں ہندو، سکھ، عیسائی وغیرہ ہر فرقہ کے اصحاب شامل تھے۔ مضمون مباحثہ درج ذیل تھے۔

۱..... حضرت مسیح کی حیات

۲..... مسئلہ نبوت

۳..... صداقت مرزا

احمدی صاحبان کی طرف سے قادیان وغیرہ جگہ سے پانچ یا چھ مولوی بغرض شمولیت
تشریف لائے تھے اور سنی صاحبان کی طرف سے مولوی ظہور احمد صدر مناظرہ کے علاوہ مولوی محمد
حسین و دیگر حضرات مضامین پر بحث کر رہے تھے۔ چونکہ ہندو عربی زبان سے ناواقف تھا۔ اس
لئے تمام دلائل کو کماحقہ سمجھنے سے قاصر رہا۔ البتہ مولوی محمد حسین صاحب جو سنی حضرات کی طرف
سے سوالات کا جواب دے رہے تھے۔ اپنا حق نہایت قابلیت سے ادا کر رہے تھے۔ میرے خیال
میں تمام سوالات اور اعتراضات کا پر دلائل، پر تاثیر اور پر تہذیب پیرایہ سے جوابات دے رہے
تھے۔ مجھے ان کے جوابات سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک نہایت ہی فاضل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
بنچ کے سامنے بحث کر رہے ہیں۔ بھیرہ پبلک پران کی دلائل کا گہرا اثر ہوا۔

میں نے مناظرہ میں چند شرمناک قابل اعتراض واقعات کو دیکھا۔ جن کو بطور شہر بھیرہ
کا باشندہ ہونے کے اور اپنے مسلمان بھائیوں کا ہم وطن ہونے کے دل سے محسوس کرتا ہوں اور
ان کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ سب سے زیادہ قابل اعتراض بات پیر احسن صاحب پیر کے
متبرک روضہ پر لٹھ بند پولیس کی نمائش تھی۔ جو ہر وقت موجود رہتی تھی۔

۱..... میرے استفسار پر ایک پولیس کے آدمی نے بتایا کہ کسی احمدی بھائی نے
درخواست دے کر ان کو طلب کیا ہے۔ میں نے مولوی دل پذیر ماسٹر خادم حسین و دیگر برگزیدہ
احمدی احباب سے خاص طور سے دریافت کیا۔ لیکن مجھے جواب دیا گیا کہ یہ ہمارے خادم ہیں۔
ان سے مذہبی مجالس میں کام لینا کیا برحق ہے۔ سوال کا دوسرا حصہ کہ پیر صاحب کے روضہ پر یہ
ناواجب ہے۔ اس کا جواب خاموشی میں تھا۔ الغرض ہمارے مذہبی تبادلہ خیالات میں پولیس کی

مداخلت اور نمائش ہمارے متبرک درسگاہوں میں میرے خیال میں نہایت قابل اعتراض ہے۔ جس کے لئے مجھے اپنے احمدی بھائیوں سے (اگر واقعی درخواست ان کی طرف سے تھی یا ان کے ایمان پر بلائی گئی تھی) موزوں شکایت ہے۔ مجھے امید ہے یا تو وہ اپنے مذہبی تبادلہ خیالات میں ضرور ان باتوں کا خیال رکھیں گے یا وہ ایسی مجالس کو بند کر دیں گے۔ جو بغیر پولیس کے ڈنڈے کے سرانجام نہ پاسکیں۔ ایسے موقعوں پر پولیس کی امداد اپنے دلائل کی کمزوری کا اعتراف ہے۔

۲۔ میرا دوسرا اعتراض احمدی صاحبان کے مولوی صاحب کے چند کلمات پر ہے۔ جن میں انہوں نے بھیرہ کی مہذب پبلک کو لفظ میراثی بھنڈ سے مخاطب کیا اور باوجود ہمارے اعتراض کے واپس لینے سے انکار کر دیا۔ مولوی محمد حسین صاحب نہایت تہذیب اور شرافت سے بھیرہ پبلک کو دونوں دن مخاطب کرتے رہے اور آداب مجلس کو پوری طرح ملحوظ رکھا۔ لیکن میرے احمدی بھائیوں میں یہ کمی دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا۔ میرے خیال میں آئندہ ان باتوں کا ضرور خیال رکھا جائے گا۔

الراحم! جو نہ رام بی۔ اے ایل ایل بی۔ سٹوڈنٹ بھیرہ

مرزائیوں کی شرمناک کذب بیانی

مسلمانان بھیرہ مرزائیوں کے صحیفہ الدجل قادیان کے منتظر تھے۔ اس واضح و بین شکست کو فتح قرار دینے میں مرزائیوں کے دلائل کا نہایت بے تابی سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ الدجل نے کامل ڈیڑھ ماہ خاموشی سے کام لیا اور مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ ابھی مرزائیوں میں کسی قدر شرم و حیا کا جوہر موجود ہے۔ مگر ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۲ء کے (الفضل ج ۲۰ ش ۲۸ ص ۸) میں احمدیت کی عظیم الشان فتح کے عنوان سے بھیرہ کے مناظرہ کا حال پڑھ کر لوگوں کے غیض و غضب کی انتہا نہ رہی۔ عوام الناس حیران تھے کہ اس قدر سیاہ جھوٹ سے کام لینا مرزائیوں کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ صحیفہ الدجل میں دجالیہ کا مظاہرہ حسب ذیل طریقہ سے کیا گیا۔

۱۔ پہلی شکست غیر احمدیوں کو یہ ہوئی کہ انہوں نے اس بات سے انکار کر دیا کہ علماء سلف اہل سنت والجماعت کی کتب اور ان کی تحریریں ان کے خلاف پیش ہو سکیں۔ گویا اپنے بزرگوں کی تحریروں سے انکار کر دیا۔

حالانکہ الدجل کے ان الفاظ ہی سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزائی قرآن و حدیث صحیح سے اپنے دعاوی کو ثابت کرنے سے عاجز تھے اور گمنام و بعض غیر معروف اشخاص کو بزرگ ظاہر کر کے

ان کے اقوال پیش کر کے عوام کو معا مناظرہ میں ایک بزرگ سردار گنڈا مرزائیوں کی حدیث کی کتاب سیرۃ مرزائیوں کی اصلی غرض یہ تھی کہ غیر یا ان اشخاص کے بزرگ ہونے کی وزور بھیرہ کے مناظرہ میں کامیاب کے لئے موت کا سامان فراہم کیا خوشاب، سرگودھا، سلاوالی، چک گوارا نہ کیا اور انشاء اللہ کسی بھی قرآن و حدیث سے انہیں کوئی دلائل آگے چل کر لکھتا ہے۔

۲۔ ہم نے

کے واقعہ کے ساتھ آسمان کا لفظ لے۔ یہ مطالبہ آخر تک کیا گیا۔

حیات مسیح علیہ السلام

وہاں تک تو اسلامی مناظرے

بار بار یہ کہنا کہ میں نہ مانوں۔

کہاں دے سکتے تھے قبر کے

کے دلائل اسی کتاب میں در

جواب کس خوبی سے دیا اور

۳۔ پھر

مخالف نے اختیار کیا کہ سار

اس میں شک

قرآن دانی کا دعویٰ کر۔

ان کے اقوال پیش کر کے عوام کو مغالطہ دینا چاہتے تھے۔ مرزائی مناظر محمد سلیم نے سلاوالی کے مناظرہ میں ایک بزرگ سردار گنڈا سنگھ کے اشعار بطور استدلال و قات مسیح پر پیش کئے تھے اور مرزائیوں کی حدیث کی کتاب سیرۃ المہدی میں ان کے کئی معتبر راوی سردار جھنڈا سنگھ جیسے ہیں۔ مرزائیوں کی اصلی غرض یہ تھی کہ غیر معتبر کتب سے بعض اقوال بیان کر کے ان کتب کے معتبر ہونے یا ان اشخاص کے بزرگ ہونے کی غیر متعلق بحثوں میں ہی وقت ضائع ہو جائے۔ مگر ان کا یہ دجل و زور بھیرہ کے مناظرہ میں کامیاب نہ ہوسکا اور قرآن کریم و حدیث کے دائرہ کے اندر رکھ کر ان کے لئے موت کا سامان فراہم کیا گیا۔ بھیرہ میں طے شدہ شرائط کی تعمیل انہیں ہمیشہ یاد رہے گی۔ خوشاب، سرگودھا، سلاوالی، چک نمبر ۳۷ غرض کسی جگہ بھی انہوں نے شرائط بھیرہ پر مناظرہ کرنا گوارا نہ کیا اور انشاء اللہ کسی جگہ انہیں ان شرائط کے ماتحت مناظرہ کرنے کا حوصلہ نہیں ہو سکتا۔ قرآن و حدیث سے انہیں کوئی دلیل نہیں مل سکتی۔

آگے چل کر لکھتا ہے کہ:

۲..... ہم نے چیلنج دیا کہ اگر فریق مخالف قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کے ساتھ آسمان کا لفظ اور لفظ جسد عنصری اور زندگی کا ثابت کر دے تو مقرر شدہ انعام لے۔ یہ مطالبہ آخر تک کیا گیا۔ لیکن فریق مخالف اس کی تردید نہ کر سکا۔

حیات مسیح علیہ السلام کا اثبات قرآن سے سمجھانے کا تعلق جہاں تک زبان سے ہے وہاں تک تو اسلامی مناظر نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ مگر قلندر کے بندر کی طرح سر ہلا کر بار بار یہ کہنا کہ میں نہ مانوں۔ اس کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔ اس کا بہترین جواب ہم ان کو کہاں دے سکتے تھے قبر کے اندر منکر و نکیر سے مرزائیوں کو مل سکے گا۔ مولانا ابوالقاسم کولوتار زوی کے دلائل اسی کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔ قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ مولانا نے اس سوال کا جواب کس خوبی سے دیا اور الدجل کا یہ بیان کس قدر کذب و افتراء سے مملو ہے۔

۳ پھر لکھتا ہے کہ اس دفعہ ایک نیارنگ تھا۔ جو اثبات حیات مسیح میں فریق مخالف نے اختیار کیا کہ سردار و مدار کتب مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر رکھا۔

اس میں شک نہیں کہ اسلامی مناظر نے کتب مرزا کے حوالوں سے ثابت کیا کہ قرآن دانی کا دعویٰ کرنے کے بعد بھی مرزا حیات مسیح کا معتقد رہا اور مرزا کا دعویٰ ہے کہ اس

بے خیال میں نہایت قابل اعتراض ہے۔ جس خواست ان کی طرف سے تھی یا ان کے ایمان پر تو وہ اپنے مذہبی تبادلہ خیالات میں ضرور ان گے۔ جو بغیر پولیس کے ڈنڈے کے سرانجام لی کمزوری کا اعتراف ہے۔

حبان کے مولوی صاحب کے چند کلمات پر لفظ میراثی بھنڈ سے مخاطب کیا اور باوجود مولوی محمد حسین صاحب نہایت تہذیب اور ہے اور آداب مجلس کو پوری طرح ملحوظ رکھا۔ افسوس ہوا۔ میرے خیال میں آئندہ ان

رام بی۔ اے ایل ایل بی۔ سنوڈنٹ بھیرہ

قادیان کے منتظر تھے۔ اس واضح و بین سے بے تابی سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ الدجل سمجھ لیا کہ ابھی مرزائیوں میں کسی قدر شرم و ج ۲۰ ش ۲۸ ص ۸) میں احمدیت کی عظیم لوگوں کے غیض و غضب کی انتہا نہ رہی۔ نامرزاؤں کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ صحیفہ

کہ انہوں نے اس بات سے انکار کر دیا ان کے خلاف پیش ہو سکیں۔ گویا اپنے

ہے کہ مرزائی قرآن و حدیث صحیح سے معترف اشخاص کو بزرگ ظاہر کر کے

نے اس عقیدہ میں تبدیلی قرآن کی بنا، پر نہیں کی۔ بلکہ اس تبدیلی کی بناء الہام و وحی بیان کی ہے۔ اسلامی مناظر نے اس سے ثابت کیا کہ قرآن مجید میں کسی جگہ وہ تفسیر کا ذکر نہیں۔ نہ مرزا قدوی ضروری وقت مسیح علیہ السلام کے قابل پہلے سے ہی ہوتے۔ مولانا کے اس اچھوتے مرزا استدلال سے مرزائی مناظر اپنا رونا ہوا سبق بھول گیا اور اسے سخت پریشانی لاحق ہوئی۔ مگر مولانا نے اس کے علاوہ بھی متعدد آیات قرآنیہ و احادیث سے اپنا دعویٰ کیا۔ جس کا جواب مرزائی مناظر سے بن نہ سکا۔

۴۔ الدجل لکھتا ہے کہ: ”اس پہلے مناظرہ کا پبلک پر ایک خاص اثر تھا اور پبلک نے غیہ احمدی مناظر کی ناکامی کو محسوس کر لیا۔“

خاص اثر ہونے میں شک نہیں۔ مگر وہ خاص اثر ہی تھا۔ جس کی بناء پر آپ کی جماعت کے اسسٹنٹ سیکرٹری ایم۔ بی کریم صاحب نے صاف الفاظ میں اسلامی مناظر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ: ”میں آپ کے طرز استدلال سے بہت محفوظ ہوں۔ آپ دلائل دینے اور اپنے دعویٰ ثابت کرنے میں کامیاب ہونے میں۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ مگر فی الحال میرا نام طعنہ نہ دیا جائے۔“

ایم۔ بی کریم صاحب اگر اس کا انکار کریں تو مؤکد بعد اب حلفیہ اشتہار شائع کریں۔ مگر یہ نہیں کہ انہیں ایسا کرنے کی ہمت ہو سکے۔

۵۔ الدجل لکھتا ہے کہ: ”ختم نبوت کے مناظرہ میں دوسرے دن مولوی محمد حسین کے نتیجے کے جواب میں کہ توفی کے متعلق ایک ہزار روپیہ چیلنج دیا گیا اور ان کے پاس کو تیار ہوں۔ ان کے نتیجے کو مسترد کر لیا گیا اور نقد ایک ہزار روپیہ پیش کیا گیا۔“

لعنة الله على الكاذبين! مولانا محمد حسین صاحب کا مطالبہ تھا کہ مرزائی مناظر یہ کہہ کر ہاتھ نہ منڈھائیں کہ توفی کے مسئلہ توفی کے متعلق شرائط مناظرہ طے کریں۔ مگر مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام پر مناظرہ ہو جانے کے بعد ختم نبوت کے مسئلہ پر مناظرہ کرتے ہوئے مرزائی مناظر نے جیب سے کچھ کاغذ نکال کر کہا تھا کہ یہ ایک ہزار روپیہ موجود ہے۔ مولانا محمد حسین صاحب نے اس وقت فرمایا کہ کسی غیر جانبدار آدمی کے پاس رکھو۔ مگر فوراً ہی مرزائی مناظر نے وہ

کاغذ جیب میں ڈال لئے۔
در اصل اسلامی مناظر کا منشا آ
تجدیدی کو توڑنا پڑتا ہے تھے اور
مرزا کا مصدق نمائندہ ہوا۔
کے مناظرہ میں مرزائیوں
امر کا ذکر کر کے غلط بحث۔

۶۔
باتوں میں کالا اور کوئی دلیل
اس کے جوار
اقوال مرزا کی تھیں دلائل
قیامت تک نہیں دے سکتے تھے۔

۷۔
کا شرافت و متانت کے
مرزائی لغت
اور بھانڈ کہنا اور منہ چڑ
تھے۔ شہر بھر کے ایک
قابل غور ہے۔

۸۔
احمدیہ میں آ کر ہمارے
نے کتب احمدیہ کے
ان الفاظ
اس مناظرہ

کرنے پر تیار ہو چکا
گلی و کوچہ میں اعترا
ہماری کتابوں کا مطا

کی۔ جس میں تبدیلی کی بناء البام و وحی بیان کی
لہ قرآن مجید میں کسی جگہ و دست مبیح کا ذکر نہیں۔
ام کے قائل پہلے سے ہی ہوتے۔ مولانا کے اس
رہا ہوا سبق بھول گیا اور اسے سخت پریشانی لاحق
یات قرآنیہ و احادیث سے اپنا دعویٰ کیا۔ جس کا

اس پہلے مناظرہ کا پبلک پر ایک خاص اثر تھا اور

خاص اثر ہی تھا۔ جس کی بناء پر آپ کی جماعت
صاف الفاظ میں اسلامی مناظرہ کو مخاطب کرتے
بہت محفوظ ہوا۔ آپ دائل دینے اور اپنا دعویٰ
آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ مگر فی الحال میرا نام

لا کر میں تو مؤکد بعد اب حلفیہ اشتہار شائع
کے۔

دست کے مناظرہ میں دوسرے دن مولوی محمد
ہزار روپیہ چیلنج و پورا کرنے کو تیار ہوں۔ ان
کیا۔

محمد حسین صاحب کا مطالبہ تھا کہ مرزائی مناظرہ
کے متعلق شرائط مناظرہ طے کریں۔ مگر مسئلہ
ت کے مسئلہ پر مناظرہ کرتے ہوئے مرزائی
بہزار روپیہ موجود ہے۔ مولانا محمد حسین
پاس رکھو۔ مگر فوراً ہی مرزائی مناظرہ نے وہ

کاغذ جیب میں ڈال لئے۔ پبلک کو معلوم نہ ہوسکا کہ ان کاغذات میں کیا چیز لپی ہوئی تھی۔
در اصل اسلامی مناظرہ کا منشا ایک ہزار روپیہ حاصل کرنے کا نہ تھا۔ بلکہ وہ بانی مذہب مرزائیت کی
تحدی کو توڑنا چاہتے تھے اور اس کے لئے ضروری تھا کہ ان کا مد مقابل میاں محمود احمد خلیفہ و خلیفہ
مرزا کا مصدقہ نمائندہ ہو۔ مگر مرزائیوں نے آخری دم تک ان شرائط کو قبول نہ کیا۔ نیز حیات مسیح
کے مناظرہ میں مرزائیوں نے اس چیلنج کا کوئی جواب نہ دیا اور ختم نبوت کی بحث میں اس غیر متعلق
امر کا ذکر کر کے غلط بحث سے کام لینا چاہا۔

۶..... الدجل لکھتا ہے کہ: ”ختم نبوت کے متعلق فریق مخالف نے ادھر ادھر کی
باتوں میں گالا اور کوئی دلیل ختم نبوت کے متعلق پیش نہ کی۔“

اس کے جواب میں ہم چیلنج دیتے ہیں کہ ۱۸ آیات قرآنیہ اور ۱۰ احادیث اور ۲۱
اقوال مرزا اکل تیس دائل جو ختم نبوت پر مولانا نے پیش کئے تھے ان کا جواب مرزائی دنیا مل کر بھی
قیامت تک نہیں دے سکتی۔

۷..... الدجل دعویٰ کرتا ہے کہ ہماری طرف سے اسلامی مناظرہ کی انتہائی بدتہذیبی
کا شرافت و متانت کے ساتھ جواب دیا گیا۔

مرزائی لغت میں شرافت و متانت سے مراد فحش کلامی ہوگی۔ معزز حاضرین کو میراثی
اور بھانڈ کہنا اور منہ چڑانا اور مرزائی مناظرہ کی قابل نفرت حرکات سے تمام سامعین بیزار ہو رہے
تھے۔ شہر بھیرہ کے ایک معزز ہندو لالہ جوندہ رام صاحب بھائی بی۔ اے کی شہادت اس بارہ میں
قابل غور ہے۔

۸..... الدجل کہتا ہے کہ: ”اس مناظرہ کا ہی اثر تھا کہ کئی لوگ ہماری عبادت گاہ
احمدیہ میں آکر ہمارے مبلغین سے گفت و شنید عقائد احمدیت کے متعلق کرتے رہے اور کئی لوگوں
نے کتب احمدیہ کے پڑھنے کا وعدہ کیا ہے۔“

ان الفاظ کو دراصل اس طریقہ سے قلمبند کرنا چاہئے تھا۔

اس مناظرہ کا ہی اثر تھا کہ شہر بھیرہ کا بچہ بچہ ہمارے بڑے بڑے مبلغین سے بحث
کرنے پر تیار ہو چکا ہے۔ نوجوانوں نے ہمارے مبلغین کو ہر جگہ پریشان کیا۔ چھوٹے بچوں نے
گلی و کوچہ میں اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی اور کئی لوگوں نے ہمارے مذہب کی تردید کے لئے
ہماری کتابوں کا مطالعہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

الدرجل کی ایک بدحواسی قابلِ داد ہے۔ لکھتا ہے کہ مناظرہ ۱۵ ستمبر کو ہوا۔ حالانکہ مناظرہ ۶، ۵ ستمبر کو ہوا تھا۔

مرزائیوں سے خط و کتابت

مناظرہ کے بعد یاد دہانی کی غرض سے مولانا ابوالقاسم نے شیخ مبارک احمد مرزائی کو لفظ توفی کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے خط لکھا۔ جس کے جواب میں مرزائیوں نے مرزا محمود کی سند نمائندگی حاصل کرنے سے انکار کیا اور لکھا کہ مولانا ابوالقاسم صاحب عالم اسلام کے علماء سے سند نمائندگی حاصل کر لیں۔ اس کے بعد ہم سے سند نمائندگی دکھانے کا مطالبہ کریں۔ اس کے جواب میں مولانا ابوالقاسم صاحب نے حسب ذیل آخری خط مبارک احمد کے نام بھیجا۔ جس کے جواب میں انہوں نے کامل خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔

از بھیرہ ۸! ستمبر ۱۹۳۲ء

بسم الله الرحمن الرحيم . نحمده وتصلی علی رسولہ الکریم!
مکرمی مولوی مبارک احمد صاحب!

سلام علی من اتبع! آپ کا رقعہ میرے رقعہ کے جواب میں پہنچا آپ وقت کو ضائع نہ فرمادیں۔ براہ مہربانی پہلے آپ مرزا قادیانی کے چیلنج کو ملاحظہ فرمادیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ اس چیلنج میں کہیں بھی یہ نہ پائیں گے کہ جواب دینے والا روئے زمین کے مسلمانوں کا یا کسی مرکزی جماعت کا نمائندہ ہو۔ پھر آپ کا یہ شرط زیادہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟۔ باقی رہا یہ امر کہ میں نے جناب کو سند نیابت نمائندگی حاصل کرنے کی کیوں تکلیف دی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ میں نے جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے چیلنج کا جواب دینا ہے۔ نہ آپ کے کسی احمدی کا۔ اگر آپ کی تعدی اصالتاً ہوتی تو سند نمائندگی و نیابت کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن جب کہ آپ مرزا قادیانی کی طرف سے نیابت کے طور مقابلہ میں آنے والے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ اس صورت میں سند نیابت از بس ضروری و لازمی ہے۔ ورنہ بصورت دیگر ممکن بلکہ اغلب ہے کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب خلف و خلیفہ جناب مرزا قادیانی فرمادیں کہ یہ فیصلہ ہمیں منظور نہیں ہے۔ پس آپ اس صورت میں ”مان نہ مان میں تیرا مہمان“ کا مصداق قرار پاتے ہیں۔ لہذا سند نیابت حاصل کرنا از بس ضروری ہے۔ ورنہ فیصلہ ناطق نہیں ہو سکتا اور جب کہ آپ کو سند نیابت کے

حصول کا پورا اہتمام ہے؟۔ براہ مہربانی کروں گا۔ بعد ہوجائے گی۔ ان آدیں تو پھر فضول حجت ہو چکی۔

مرزا انہوں نے اس کے متعلق حسب

مند تھی۔ اس لکھا تھا کہ رسا اعتراض یا ہر کسی مدیر جو شائع کرنے نے اس چیلنج اخبار کے مدیر مناظرہ شروع ناظرہ سے ستمبر کر دیا

داد ہے۔ لکھتا ہے کہ مناظرہ ۱۵ ستمبر کو ہوا۔ حالانکہ

مولانا ابوالقاسم نے شیخ مبارک احمد مرزائی کو لفظ جس کے جواب میں مرزائیوں نے مرزا محمود کی سند مولانا ابوالقاسم صاحب عالم اسلام کے علماء سے سند مند نمائندگی دکھانے کا مطالبہ کریں۔ اس کے جواب فخری خط مبارک احمد کے نام بھیجا۔ جس کے جواب

مدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!
رک احمد صاحب!

ارقعہ میرے رقعہ کے جواب میں پہنچا آپ وقت کو یانی کے چیلنج کو ملاحظہ فرمادیں اور اس کے مطابق کہ جواب دینے والا روئے زمین کے مسلمانوں کا شرط زیادہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟۔ باقی رہا یہ امر نے کی کیوں تکلیف دی ہے اس کا سبب یہ ہے جواب دینا ہے۔ نہ آپ کے کسی احمدی کا۔ اگر کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن جب کہ آپ مرزا نے والے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ اس صورت صورت دیگر ممکن بلکہ اغلب ہے کہ جناب مرزا رماویں کہ یہ فیصلہ ہمیں منظور نہیں ہے۔ پس کا مصداق قرار پاتے ہیں۔ لہذا سند نیابت ہو سکتا اور جب کہ آپ کو سند نیابت کے

حصول کا پورا اعتماد ہے تو آپ اس سے پہلو تہی کیوں کرتے ہیں اور اس میں آپ کا کیا نقصان ہے؟۔ براہ مہربانی تفسیح اوقات اور ٹال مٹول چھوڑ کر تحریر فرمائیں کہ میں سند نیابت حاصل کروں گا۔ بعدہ آج ہی بقیہ شرائط طے کر کے تیار ہو جائیں۔ سند نیابت آجانے پر گفتگو شروع ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر آپ اس ضروری شرط سے بھی پہلو تہی کریں اور سیدھی راہ پر نہ آویں تو پھر فضول باتوں میں وقت ضائع کرنے سے خاموشی بہتر ہے۔ میری طرف سے اتمام حجت ہو چکی۔ والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفیٰ ﷺ!

ابوالقاسم محمد حسین کولوتار زوی

مرزائیوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ مرزائیوں کو تحریری مناظرہ کا بہت شوق تھا۔ مگر انہوں نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ خاکسار کی حافظہ مبارک احمد قادیانی کے ساتھ تحریری مناظرہ کے متعلق حسب ذیل خط و کتابت ہوئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

مکرمی مولوی مبارک احمد صاحب!

سلام علی من اتبع الهدی! جناب کی جماعت تحریری مناظرہ کرنے کی خواہش مند تھی۔ اس کے لئے میں نے آپ کے نمائندوں ایم۔ ڈی کریم اور محمد عبداللہ اعجاز قادیانی کو لکھا تھا کہ رسالہ شمس الاسلام کے صفحات اس کے لئے وقف ہو سکتے ہیں۔ جناب کے ہر سوال پر اعتراض یا ہر مضمون کا حامل الممتن جواب رسالہ میں شائع ہوا کرے گا۔ بشرطیکہ جناب بھی اپنے کسی مدیر جریدہ کو اس پر آمادہ کر سکیں کہ وہ ہمارے مضامین یا اعتراضات کا حامل الممتن جواب شائع کرنے کا حتمی وعدہ کرے۔ عام پبلک پر اس طرح حق واضح ہو جائے گا۔ مولوی اعجاز قادیانی نے اس چیلنج کو قبول کر لیا تھا۔ اب آپ کا فرض ہے کہ اس وعدہ کا ایفا کریں اور بہت جلد کسی مرزائی اخبار کے مدیر کی تحریر میرے پاس بھجوادیں۔ تاکہ اس سے تبادلہ کیا جاسکے اور ماہ اکتوبر سے تحریری مناظرہ شروع کر دیا جائے۔ اگر آپ کی جماعت نے ایسا نہ کیا تو ثابت ہو جائے گا کہ تحریری مناظرہ سے صرف تفسیح اوقات مقصود تھا ورنہ آپ کو تحقیق حق مطلوب نہیں۔ آپ کا یہ گریز بھی نتہر کر دیا جائے گا۔

ظہور احمد بگٹی! مدیر جریدہ شمس الاسلام و صدر جماعت تبلیغ اسلامیہ بمیرہ

مرزائیوں کے نام حسب ذیل آخری تحریر غیرت دلانے کے لئے بھیجی گئی۔ مگر اس پر بھی ان کو آمادگی کی جرأت نہ ہو سکی۔

بسم الله الرحمن الرحيم • نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

از جامع مسجد بھیرہ! ۸ ستمبر ۱۹۳۲ء

جناب مولوی مبارک احمد صاحب!

سلام علی من اتبع الهدی! جناب کا رقعہ کل ملا پڑھ کر تعجب ہوا۔ آپ اپنے اخبارات کے صفحات کو باطل سے ہی مملو دیکھنا چاہتے ہیں اور اپنے لغو، لالچنی، اور مغالطوں سے بھرپور تحریروں کے سوا اور کسی مضمون کا شائع ہونا آپ کو منظور نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جماعت مرزائیہ صرف خرافات کی وجہ سے ان اخبارات کی خریدار ہے۔ تحقیق حق سے انہیں غرض نہیں۔ حق کے اندراج سے آپ کو قیمتیں کم ہونے کا خطرہ لاحق ہو رہا ہے۔ شمس الاسلام کے سامنے ان شہرہ چشموں کا ٹھہرنا ممکن ہے۔ آپ نے شمس الاسلام کے مضامین کو پادر ہوا لکھا ہے۔ حالانکہ:

نہ شمم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گوئیم

چو غلام آقا بم ہمہ ز آفتاب گوئیم

شمس الاسلام کی ظلمت شکن کرنیں مرزائی ظلمت و ضلالت کی گھٹاؤں کے لئے پیغام موت ثابت ہو رہی ہیں۔ ہمت ہے تو اپنے قادیانی چیتھڑوں اور رسوائے عالم جرأید کو سامنے لانے کی جرأت کریں۔ آپ کبھی بھی نہ لاسکیں گے اور یہ ایک پیشین گوئی ہے۔ جو پوری ہو کر رہے گی۔

ظہور احمد بگوی کان اللہ۔۔۔ صدر جماعت اسلامیہ بھیرہ

تیسرا معرکہ! خوشاب

بھیرہ میں شرمناک ہزیمت حاصل کرنے کے بعد مرزائی مبلغین مولوی احمد خان و عبد اللہ اعجاز رات کی تاریکی میں بھیرہ سے فرار ہو کر جھاوریوں چلے گئے۔ حزب الانصار کے

مرزائیوں نے کسی طرح بھی تحریری مناظرہ کی یہ صورت قبول نہ کی اور اگر اب بھی مرزائیوں کو ہمت ہو تو تحریری مناظرہ پر اپنے کسی جریدہ کو آمادہ کریں۔ افسوس ہے کہ مولوی اعجاز قادیانی نے وعدہ کا ایفا نہ کیا۔ ورنہ دنیا پر حق و باطل آشکارا ہو جاتا۔

تلا دلانے کے لئے بھیجی گئی۔ مگر اس پر

علی رسولہ الکریم!

۱۹۳۲ء

حب!

تخل مل پڑھ کر تعجب ہوا۔ آپ اپنے
اور اپنے لغو، لالچی، اور مغالطوں
منظور نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوا
کی خریدار ہے۔ تحقیق حق سے انہیں
طرہ لاحق ہو رہا ہے۔ شمس الاسلام
س الاسلام کے مضامین کو پادہ ہوا

ب گویم

گویم

نکالت کی گھٹاؤں کے لئے پیغام
ہوائے عالم جرائد کو سامنے لانے
ما ہے۔ جو پوری ہو کر رہے گی۔
صدر جماعت اسلامیہ بھیرہ

رزائی مبلغین مولوی احمد خان

چلے گئے۔ حزب الانصار کے

ت قبول نہ کی اور اگر اب بھی

کریں۔ افسوس ہے کہ مولوی

۱۔

کارکنوں کو ان کے قرار کا علم نہ ہو سکا۔ جہاوریوں میں مسلمانان قصبہ نے ان کی تقریر سننے سے
انکار کر دیا۔ وہاں سے مرزائی وفد مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۲ء کو خوشاب میں وارد ہوا۔ خوشاب بھیرہ
سے شمال مغربی جانب ۳۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مسلمانان خوشاب کی درخواست پر
حزب الانصار کا تبلیغی وفد ۱۰ ستمبر کی صبح کو بھیرہ سے روانہ ہو کر اسی روز دن کے گیارہ بجے
خوشاب پہنچا۔ ریلوے اسٹیشن پر حضرت مولانا محمد شفیع صاحب (سرگودھی) کی سرکردگی میں
مسلمانان خوشاب نے شاندار استقبال کیا اور جلوس کی شکل میں علمائے کرام کی فرودگاہ پر
پہنچایا گیا۔ مرزائیوں کی امداد کے لئے قادیان سے مولوی غلام رسول آف راجیکی بھی اسی
گاڑی سے وارد خوشاب ہوا۔ مگر اسلامی قافلہ کا عرب مرزائیوں پر غالب ہو چکا تھا۔ انہوں نے
خلیفہ قادیان سے بذریعہ تار مزید کمک طلب کی۔

مورخہ ۱۰، ۱۱ ستمبر ہر دور و ز عید گاہ میں شاندار اسلامی جلسے منعقد ہوتے رہے۔ جن میں
مولانا ابوالقاسم محمد حسین صاحب، خاکسار اور مولوی عبدالرحمن صاحب میانوی، مولانا محمد شفیع
صاحب، مولوی محمد اسماعیل صاحب دامانی کی مرزائیت شکن تقریریں ہوتیں۔ مرزائیوں کے جلسے
ناکام رہے اور انہیں مناظرہ کا چیلنج قبول کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۲ء ملک عبدالرحمن
خادم گجراتی مرزائیوں کی امداد کے لئے قادیان سے پہنچ گیا۔ شرائط مناظرہ کے تصفیہ کے لئے مجلس
منعقد ہوئی۔ بھیرہ میں طے شدہ شرائط پر مرزائیوں نے مناظرہ کرنا گوار نہ کیا اور ملک عبدالرحمن
خادم نے خاکسار کے ساتھ گفتگو کرنے یا شرائط مناظرہ طے کرنے سے صاف انکار کر دیا۔
مرزائیوں نے کئی گھنٹہ شرائط طے کرنے میں صرف کر دیئے۔ ۵ گھنٹے کی مسلسل بحث و تمحیص کے بعد
بالآخر حسب ذیل شرائط طے ہوئیں۔

شرائط مناظرہ

۱..... موضوع مناظرہ

☆..... حیات مسیح علیہ السلام

☆..... ختم نبوت

☆..... صداقت مرزا قادیانی

۲..... پہلے ہر دو مناظرہ میں مدعی جماعت اسلامیہ ہوگی۔ آخری مناظرہ میں
مدعی جماعت احمدیہ ہوگی۔

۳..... دلائل قرآن کریم و احادیث صحیحہ بنوالہ کتب حدیث پیش ہوں گی۔ نیز اجماع امت بقول مستند بلفظ اجماع حجت ہوگا۔ نیز اقوال جناب مرزا قادیانی جماعت احمدیہ پر حجت ہوں گے۔

۴..... دلائل خاص کے مقابلہ پر دلیل خاص پیش ہوگی اور اس خاص کی تائید میں عام دلیل بھی پیش ہو سکے گی۔

۵..... ہر ایک مسئلہ پر مناظرہ پونے تین تین گھنٹہ ہوگا۔ جس کے درمیان میں ۱۰ منٹ کا وقفہ ہوگا۔ اگر نماز کا وقت درمیان میں آئے آدھ گھنٹہ وقفہ ہوگا۔ لیکن یہ وقت مناظرہ میں شامل نہ ہوگا۔ پہلی ہر دو تقاریر نصف نصف گھنٹہ اور بعد کی تقاریر پندرہ پندرہ منٹ ہوں گی۔

۶..... ہر ایک دلیل پر مناظر اثبات دعویٰ کے لئے پیش کرے۔ مستقل بحث ہوگی۔ خلط اولہ نہ ہوگا۔ تاکہ حاضرین بخوبی قوت دلیل کا موازنہ کر سکیں۔

۷..... خلاف تہذیب و توہین آمیز کلمات ایک دوسرے کے خلاف کوئی مناظر استعمال نہ کرے گا اور ہر مناظر دوسرے کے متعلق ذاتیات کی بحث سے پرہیز کرے گا۔

۸..... ہر ایک فریق کی طرف سے ایک صدر ہوگا۔ جو حفظ امن کا ذمہ دار ہوگا اور مناظر کو پابند شرائط کرے گا۔

۹..... آخری تقریر میں مناظر کوئی نئی بات پیش نہ کر سکے گا۔

۱۰..... پہلی و آخری تقریر مدعی کی ہوگی۔

منجانب! جماعت احمدیہ

خوشاب..... تحصیل! ایضاً..... ضلع! سرگودھا۔

عمر خطاب احمدی سیکرٹری تبلیغ..... حال خوشاب

تصفیہ شرائط کی خبر سن کر تمام شہر میں مسرت و خوشی کے نعرے بلند کئے گئے۔ حق و باطل کے امتیازی کی توقع پیدا ہو گئی۔ مگر مرزائیوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی۔ ملک عبدالرحمن اور اس کے رفقاء نے عمر خطاب قادیانی کو لعنت و ملامت کی اور انہوں نے ان شرائط کو بھیرہ والی شرطوں سے بھی زیادہ تباہ کن سمجھا۔ تمام رات مسلمانان خوشاب نے اسٹیج و جلسہ گاہ کی آرائش و تزئین میں صرف کی۔ مگر مرزائی اپنے بستروں پر بے چینی سے کروٹیں بدلتے ہوئے فرار کے حیلے تراشتے

رہے۔ صبح سویرے مرزائی نمائندہ درخواست دی اور بیان کیا کہ ۱۲ ستمبر ساڑھے سات بجے صبح آفرود ہوئے۔ ہزار ہا اشخاص تھے۔ عین وقت پر سب انسپکٹر ہونے کا حکم دیا۔ سب انسپکٹر حفاظت طلب کی ہے۔ اس صاحب و سینہ عبدالرسول صاحب ضمانتیں داخل کرنے پر رضامند ہوئے۔ مگر مرزائی مناظر اور تانگہ پر سوار ہو کر بجو کہ رات کو جامعہ آفرود تقریریں ہوئی۔ شعراء کے مذہب کی حقیقت ظاہر چوتھا معرکہ! بجو کہ

خوشاب سے ہے۔ سردران بجو کہ کسی زہ پیشہ ہے۔ پچیس سال ہو تیار کرائی اور احناف کو مشر عمل پیرا ہو کر مذہب م ہے۔ آبادی کا تہائی حصہ فروری ۱۳۲۲ شکست ہوئی تھی اور ۷۰۰ ہے۔ خوشاب سے فرار بجو کہ پنچا۔ اسلامی وفد

والد کتب حدیث پیش ہوں گی۔ نیز
جناب مرزا قادیانی جماعت احمدیہ پر

پیش ہوگی اور اس خاص کی تائید میں

گھنٹہ ہوگا۔ جس کے درمیان میں ۱۰
وقفہ ہوگا۔ لیکن یہ وقت مناظرہ میں
پندرہ پندرہ منٹ ہوں گی۔

کے لئے پیش کرے۔ مستقل بحث
کر سکیں۔

دوسرے کے خلاف کوئی مناظرہ
ش سے پرہیز کرے گا۔

گا۔ جو حفظ امن کا ذمہ دار ہوگا اور

کر سکے گا۔

جماعت احمدیہ

ل! ایضاً..... ضلع! سرگودھا۔

یکر ٹری تبلیغ..... حال خوشاب

ے بلند کئے گئے۔ حق و باطل

چھ گئی۔ ملک عبدالرحمن اور اس

ان شرائط کو بھیرہ والی شرطوں

سہ گاہ کی آرائش و تزئین میں

ہوئے فرار کے حیلے تراشتے

رہے۔ صبح سویرے مرزائی نمائندے تھانہ دار صاحب کے ہاں پہنچے اور وہاں مناظرہ بند کرنے کی
درخواست دی اور بیان کیا کہ ہمیں نقض امن کا اندیشہ ہے۔ لہذا مناظرہ بند ہونا چاہئے۔ مورخہ
۱۲ ستمبر ساڑھے سات بجے صبح کو شیران اسلام عالی شان سائبان کے نیچے میدان مناظرہ میں جلوہ
آفریز ہوئے۔ ہزار ہا اشخاص دور دراز مقاموں سے جمع ہوئے۔ مرزائیوں کا رنگ زرد، جو اس گم
تھے۔ عین وقت پر سب انسپکٹر صاحب پولیس نے جلسہ گاہ میں آکر مناظرہ روک دیا اور ہجوم کو منتشر
ہونے کا حکم دیا۔ سب انسپکٹر صاحب نے کہا کہ مرزائی مناظرہ کرنا نہیں چاہتے۔ انہوں نے اپنی
حفاظت طلب کی ہے۔ اس لئے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں۔ حکیم حافظ جن پیر احمد
صاحب وسیٹھ عبدالرسول صاحب میونسپل کمشنر نے اہل اسلام کی طرف سے پانچ پانچ ہزار روپیہ کی
ضمانتیں داخل کرنے پر رضامندی ظاہر کی اور مرزائیوں کو حفظ امن کا یقین دلانے کے لئے ہر ممکن
کوشش کی۔ مگر مرزائی مناظرہ جلسہ گاہ سے چلے گئے اور انہوں نے فرار ہی میں اپنی مصلحت دیکھی
اور تانگہ پر سوار ہو کر مجوکہ کی طرف چل دیئے۔

رات کو جامع عید گاہ میں اہل اسلام نے شاندار جشن فتح منایا۔ علماء کرام کی بصیرت
افروز تقریریں ہوئی۔ شعراء نے مبارکباد کے قصائد پڑھے۔ مرزائیوں کے اس واضح فرار سے ان
کے مذہب کی حقیقت ظاہر ہوگئی۔ والحمد للہ علیٰ ذلک!

چوتھا معرکہ! مجوکہ

خوشاب سے چالیس میل کے فاصلہ پر دریائے جہلم کے دائیں کنارہ پر مجوکہ آباد
ہے۔ سردران مجوکہ کسی زمانہ میں علاقہ تھل کے رؤسا میں شمار ہوتے تھے۔ مجوکہ کی آبادی زراعت
پیشہ ہے۔ پچیس سال ہوئے ایک غیر مقلد مولوی نے وہاں اپنے چند متبعین پیدا کئے۔ علیحدہ مسجد
تیار کرائی اور احناف کو مشرک قرار دیا۔ چند سال کے بعد مجوکہ کے غیر مقلدین نے کل جدید لڈ پر
عمل پیرا ہو کر مذہب مرزائیت قبول کر لیا۔ تحصیل خوشاب میں مجوکہ مرزائیوں کا گڑھ سمجھا جاتا
ہے۔ آبادی کا تہائی حصہ مرزائی ہو چکا ہے۔

فروری ۱۹۳۲ء میں وہاں ایک فیصلہ کن مناظرہ ہوا تھا۔ جس میں مرزائیوں کو شاندار
شکست ہوئی تھی اور مرزائی نائب ہوئے تھے۔ مناظرہ کے بعد وہاں مرزائیت کا سد باب ہو چکا
ہے۔ خوشاب سے فرار ہو کر مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۲ء کو مرزائیوں کا قافلہ تانگہ ولاری کے ذریعہ شام کو
مجوکہ پہنچا۔ اسلامی وفد سے خلاصی پانے کی خوشی میں مرزائیوں نے رات آرام سے بسر کی۔ مولوی

محمد سلیم بھی قادیان سے وہاں پہنچ گیا۔

خوشاب میں رات کے ایک بجے جشن فتح سے فارغ ہو کر مجاہدین اسلام کا قافلہ بذریعہ کشتی عازم مجو کہ ہوا۔ دریا میں پانی کم تھا۔ اس لئے کشتی کی رفتار سست رہی۔ کشتی میں خاکسار کے ہمراہ مولانا ابوالقاسم محمد حسین صاحب و ابوسعید مولانا محمد شفیع صاحب خوشابی، مولوی عبدالرحمن صاحب میانوی، سید محمد عبدالرسول صاحب میونسپل کسٹرن خوشاب و دیگر احباب سوار تھے۔ سفر کی دلتواز اور عجیب کیفیت بیان کرنے سے قلم عاجز ہے۔ صبح کی نماز دریا کے کنارے خوشاب سے دس میل کے فاصلہ پر ادا کی گئی۔ بھرکے سے گزرنے کے بعد خورشید کی سنہری کرنوں کی سنوریزی نے پانی میں اپنا عکس ڈال کر کشتی والوں کے صبر و استقامت کا امتحان لینا چاہا۔ ہوا بند تھی۔ گرمی کی شدت ناقابل برداشت تھی۔ دن کے اچھے موضع ٹھنڈی کے کنارہ پر چند منٹ آرام کیا۔ خدا کے فضل سے جنگل میں کھانے کا انتظام ہو گیا۔ کھانا کھانے کے بعد کشتی پر سوار ہو کر چپو چلانے کی مشق کی۔ مرزائیوں کے جلسہ کی کامیابی کا خیال ہمارے لئے دھوپ سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔ علماء کرام موصلاً مولانا محمد شفیع صاحب (سرگودھوی) کئی گھنٹے اپنے ہاتھ سے چپو چلاتے رہے۔ بوقت عصر موضع جوڑہ کے قریب ایک پرندہ دیکھا گیا۔ جس نے ایک بہت بڑی مچھلی کو دم سے پکڑ کر کنارہ پر پھینک دیا۔ کشتی کے قریب پہنچنے پر پرندہ اڑ گیا۔ مچھلی کو دادہ خدا سمجھ کر مجاہدین اسلام نے کشتی میں رکھ لیا۔ کشتی سے اتر کر نماز مغرب مجو کہ سے دو میل کے فاصلہ پر ادا کی گئی۔ یہ فاصلہ پیدل طے کیا گیا۔ مجو کہ میں مرزائیوں کا جلسہ ہو رہا تھا۔ مولوی محمد سلیم قادیانی پر جوش لہجہ میں تقریر کر رہا تھا۔ مجو کہ کے مرزائی وہاں کے مسلمانوں کو مناظرہ کا چیلنج دے رہے تھے۔ ۹ بجے شام نعرے بکسیر کے ساتھ مجاہدین اسلام مجو کہ میں وارد ہوئے۔ مرزائی لیکچرار کی آواز پست ہو گئی۔ مسلمانوں کے حوصلہ بڑھ گئے۔ اسی وقت مسجد کی چھت پر خاکسار نے تقریر کی۔ مرزائی لیکچرار نے اپنی تقریر بند کر دی۔ خاکسار نے مرزائیوں کو ثابت قدم رہنے کی تاکید کی اور ان کے چیلنج کو قبول کر کے مناظرہ پر آمادگی ظاہر کی۔ اہل قصبہ کو کہا کہ صبح مرزائیوں کو بھاگنے کا موقع نہ دینا اور انہیں مجبور کرو کہ بغیر مناظرہ کئے یہاں سے ہرگز نہ جائیں۔

مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۲ء بعد نماز صبح مسی رمہ ماہ: مرزائی، مولانا ابوالقاسم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے بیان کیا کہ ہمارے مرزوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے

نن فتح سے فارغ ہو کر مجاہدین اسلام کا قافلہ
لے کشتی کی رفتار سے رہی۔ کشتی میں خاکسار
مولانا محمد شفیع صاحب خوشابی، مولوی عبدالرحمن
میر خوشاب و دیگر احباب سوار تھے۔ سفر کی دلنواز
کی نماز دیا کے کنارے خوشاب سے دس میل
ر خوشید کی سہری کرنوں کی غوریزی نے پانی
کا امتحان لینا چاہا۔ ہوا بند تھی۔ گرمی کی شدت
کنارہ پر چند منٹ آرام کیا۔ خدا کے فضل سے
بعد کشتی پر سوار ہو کر چپو چلانے کی مشق کی۔
دھوپ سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔ علماء کرام
پنے ہاتھ سے چپو چلاتے رہے۔ بوقت عصر
ایک بہت بڑی مچھلی کو دم سے پکڑ کر کنارہ پر
وادہ خدا سمجھ کر مجاہدین اسلام نے کشتی میں
لے فاصلہ پر ادا کی گئی۔ یہ فاصلہ پیدل طے
محمد سلیم قادیانی پر جوش لہجہ میں تقریر کر رہا
وے رہے تھے۔ ۹ بجے شام نعرہ بٹے بغیر
پھر ار کی آواز پست ہو گئی۔ مسلمانوں کے
تقریر کی۔ مرزائی لیکچرار نے اپنی تقریر بند
کی اور ان کے چیلنج کو قبول کر کے مناظرہ
کا موقع نہ دینا اور انہیں مجبور کرو کہ بغیر

مرزائی، مولانا ابوالقاسم صاحب کی
کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے

کہ مہدی کے زمانہ میں کسوف و خسوف ہوگا اور وہ چودہویں صدی میں ہوگا۔ ان احادیث کی
موجودگی میں مرزا قادیانی کے ماوی تسلیم کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ ہر دو نشان مرزا
قادیانی کے زمانے میں پورے ہو چکے ہیں اور آج تک کوئی اور مدعی مہدویت ظاہر نہیں ہوا۔
مولانا ابوالقاسم صاحب نے حسب ذیل تحریر لکھ کر رمضان مذکور کو دی اور اسے کہا کہ اس کا
جواب ان سے تحریر کرا کر لے آؤ۔

باسمہ سبحانہ!

۱۔ دارقطنی میں جو روایت خسوف و کسوف کی ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کی
حدیث نہیں ہے۔

۲۔ چودہویں صدی میں مسیح آئے گا اور وہ مہدی ہوگا۔ یہ بھی حدیث نہیں ہے۔
۳۔ مرزا امام احمد اپنی کتاب (چشمہ معرفت حصہ دوم ص ۱۰، خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۶)
پر لکھتا ہے کہ: ”آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”کان فی الہند نبیاً اسود اللون اسمہ
کاهنا“ یہ بھی حدیث نہیں ہے۔“

مرزائی صاحبان اس کا حدیث ہونا ثابت فرمائیں اور کسی حدیث صحیح مرفوع متصل
سے بیان کریں۔ یا کسی حدیث کی کتاب ملزم الصحتہ سے یہ حدیث دکھائیں۔

ابوالقاسم محمد حسین عفی عنہ!

مجھ کو..... ۱۵ ستمبر ۱۹۳۲ء

اس کا جواب جو مرزائیوں کے طرف سے موصول ہوا۔ وہ بلفظ نقل کیا جاتا ہے۔ اس
سے قارئین مرزائیوں کی حق پسندی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

۱۔ ماں بہن وغیرہ محرمات ابدیہ کے ساتھ اپنی مرضی سے نکاح جائز ہے۔
۲۔ حیوان سے بد فعلی یا مردہ سے بد فعلی کرنے والے پر ضروری نہیں کہ وہ غسل
کرے اور اس کا روزہ بھی نہیں ٹوٹتا۔

۳۔ استمتاع بالید (خلق) سے انسان گناہ گار نہیں ہوتا۔ یہ تین عقائد صحاح
ستہ یعنی حدیث کی کسی صحیح کتاب سے پسند صحیح و مرفوع سے فرمان نبی کریم ﷺ ثابت کرو۔ ورنہ
خدا سے ڈرو۔

جب تین مندرجہ امور کا آپ جواب دے دیں گے۔ تو آپ کے سوالوں کا اس الزامی جواب کے علاوہ بھی دے دیا جائے گا۔ محمد نذیر... مولوی فاضل!

قادیانی مولوی فاضلوں کی ذہنیت کا اظہار اس تحریر کے ہر لفظ سے ہوتا ہے۔ جلسہ عام میں یہ تحریر سنائی گئی۔ لوگوں میں اشتعال پیدا ہوا مگر انہیں صبر و سکوت سے کام لینے کی تاکید کی گئی اور مرزائیوں کو جواب تحریر کیا گیا کہ: ”ان ہر مسئلہ کے جائز کہنے والے کو ہم کافر اور ملعون سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم سے جواز کی سند طلب کرنے سے آپ کا کیا مطلب ہے؟۔“ مرزائیوں نے اس کے بعد کامل خاموشی اختیار کر لی۔ گاؤں کے باہر درختوں کے سائے میں علمائے اسلام نے مرزائیت کو سراسر باطل ثابت کیا اور مجھ کے مرزائیوں کو انصاف سے کام لینے کی اور حق قبول کرنے کی دعوت دی۔ دو مرزائی طیش میں آ کر کھڑے ہوئے۔ انہوں نے خاکسار کو کہا کہ بھاگ نہ جانا۔ ہمارے مولوی مناظرہ کے لئے آرہے ہیں۔ ایک گھنٹہ کے انتظار کے بعد مرزائی مبلغین سامان اٹھائے ہوئے کھیتوں کے کنارہ پر نمودار ہوئے۔ محمد سلیم، محمد نذیر، عبداللہ اعجاز، احمد خان وغیرہ ہم کو دیکھ کر مجاہدین اسلام نے سمجھا کہ مناظرہ کرنے کے لئے آرہے ہیں۔ مگر مرزائی مبلغین خاموشی سے سر جھکائے ہوئے موضع تھوکا کی طرف چل دیئے اور آہستہ آہستہ نظروں سے غائب ہو گئے۔

جاء الحق فزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

ظفر المسلم هرب المرزا ان المرزا كان كذوبا

اسلامی جلسہ نماز مغرب تک قائم رہا اور رات کو بھی مولانا محمد شفیع صاحب کی ختم نبوت پر معرکہ آراء تقریر ہوئی۔

پانچواں معرکہ! سلانوالی

مجھ کو کہ سے مرزائیوں کا قافلہ تھوکا، ساہیوال سے ہوتا ہوا سلانوالی پہنچا۔ مجاہدین اسلام نے ان کا تعاقب جاری رکھا اور ان کے قدم کسی جگہ جھنے نہ دیئے۔ ساہیوال جاتے ہوئے سیال شریف میں حضرت مخدوم العالم قبلہ حافظ مولوی قمر الدین صاحب سجادہ نشین ادا م اللہ تعالیٰ برکاتہم کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مخدوم حزب الانصار کے اس قابل فخر کامنامے سے بہت خوش ہوئے اور مجاہدین کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی۔

ضلع شاہ پور
لوکا ڈاکٹر منظور احمد کے
نے وہاں پہنچ کر جلسے
مناظرہ کا چیلنج بھی دے۔
کے عالم میں اس ناگہان
بذریعہ لاری وہاں پہنچ
مناظرہ کئے ہرگز یہاں
کی امیدوں کا سرسبز
حسب ذیل خط و کتابت
خط و کتابت

السلام
کے شرائط طے کر
انہوں نے مناظرہ
نہیں ہوا۔ اس
والے سوالات کو
کرنے پر تیار کر
امر
فرمائیں گے۔
مناظرہ پر آمادہ

میں حسب ذیل
بھیرہ کی شہ

یوں گے۔ تو آپ کے سوالوں کا اس الزامی محمد نذیر... مولوی فاضل!

اس تحریر کے ہر لفظ سے ہوتا ہے۔ جلسہ رائیں صبر و سکوت سے کام لینے کی تاکید مسائل کے جائز کہنے والے کو ہم کافر اور کرنے سے آپ کا کیا مطلب ہے؟۔

گاؤں کے باہر درختوں کے سائے میں گھوکے کے مرزائیوں کو انصاف سے کام میں آ کر کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کے لئے آرہے ہیں۔ ایک گھنٹہ کے

کے کنارہ پر نمودار ہوئے۔ محمد سلیم، سلام نے سمجھا کہ مناظرہ کرنے کے لئے ہوئے موضع تھوکا کی طرف چل

کان زھوقا

کان کذبوا

ولانا محمد شفیع صاحب کی ختم نبوت

اسلام نوالی پہنچا۔ مجاہدین اسلام

۔ سب ہی وال جاتے ہوئے سیال

بادہ نشین ادا م اللہ تعالیٰ برکاتہم

ب الانصار کے اس قابل فخر مائی۔

۵۲۳

ضلع شاہ پور میں سلا نوالی ایک نوآباد مندھی ہے۔ مولوی محمد دلپذیر صاحب مرزائی کا لڑکا ڈاکٹر منظور احمد کے ذریعے سے وہاں مرزائیت کا کافی اثر پھیل چکا ہے۔ مرزائی مفروروں نے وہاں پہنچ کر جلسے کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔ مقامی مرزائیوں نے وہاں کی انجمن محمدیہ کو مناظرہ کا چیلنج بھی دے دیا اور اپنے جلسے کا اعلان بھی کر دیا۔ کارکنان انجمن محمدیہ انتہائی پریشانی کے عالم میں اس ناگہانی مصیبت کا علاج سوچ رہے تھے۔ رات کے دس بجے مجاہدین اسلام بذریعہ لاری وہاں پہنچے اور جاتے ہی شہر میں منادی کرائی گئی کہ مرزائیوں کا فرض ہے کہ بغیر مناظرہ کئے ہر گز یہاں سے کسی جگہ نہ جائیں۔ مرزائیوں کی تمام تجاویز خاک میں مل گئیں۔ ان کی امیدوں کا سرسبز باغ پامال ہو گیا۔ ان کی طبیعتیں سرد ہو گئیں۔ دوسرے دن مرزائیوں سے حسب ذیل خط و کتابت ہوئی۔

خط و کتابت

بخدمت جناب سیکرٹری صاحب جماعت احمدیہ سلا نوالی!

السلام علی من اتبع الهدی! قادیانی مبلغین ہمارے ساتھ خوشاب میں مناظرہ کے شرائط طے کر کے آخری وقت پر بغیر مناظرہ کئے مجوکہ کی طرف چلے گئے تھے۔ مجوکہ میں بھی انہوں نے مناظرہ نہیں کیا۔ بلکہ وہاں جو تین سوال ان پر کئے گئے تھے ان کا جواب ہمیں موصول نہیں ہوا۔ اس لئے اگر آپ تحقیق و اظہار حق کے خواہش مند ہوں تو اپنے مبلغین کو ہمارے مجوکہ والے سوالات کا جواب دینے پر آمادہ کریں۔ نیز خوشاب میں طے شدہ شرائط پر سلا نوالی مناظرہ کرنے پر تیار کریں۔

امید ہے کہ جناب ہمارا اور اپنا قیمتی وقت فضول خط و کتابت میں ضائع نہ فرمائیں گے۔ ہماری اس تحریر کے جواب میں ہمارے مجوکہ میں پیش کردہ سوالات کے جوابات اور مناظرہ پر آمادگی کی تحریر اپنے مبلغین سے بھجوادیں گے۔ وما علینا الا البلاغ!

ظہور احمد بگوی عفی عنہ۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۲ء

اس خط کے جواب میں ڈاکٹر منظور احمد نے مناظرہ پر آمادگی ظاہر کی۔ جس کے جواب میں حسب ذیل خط ہماری طرف سے بھیجا گیا۔

بخدمت جناب سیکرٹری صاحب جماعت احمدیہ سلا نوالی!

السلام علی من اتبع الهدی! مجھے یس کر خوشی ہوئی کہ آپ اپنے مولویوں کو بھیڑہ کی شرائط پر یا خوشاب کی شرطوں پر مناظرہ کرنے کے لئے آمادہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر مناظرہ

۱۳۳

ہوا تو ہماری کئی دن کی آرزو پوری ہوگی۔ آپ نے نقل شرائط طلب کی ہے۔ خوشاب میں طے شدہ شرائط کی نقل ارسال خدمت ہے۔ مہربانی کر کے آج ہی وقت اور مقام کا تصفیہ فرما کر ممنون فرمائیں۔ نیز جناب نے ہمارے پیش کردہ سوالات کا جواب اپنے مبلغین سے نہیں دلویا۔ شاید آپ کو علم نہ ہو جو کہ میں حسب ذیل سوالات بھیجے گئے تھے۔

۱..... مہدی کے زمانہ میں کسوف و خسوف کا نشان رمضان میں ہونا حدیث نہیں ہے۔

۲..... چودہویں صدی میں مسیح و مہدی پیدا ہوگا۔ حدیث نہیں ہے۔

۳..... کان فی الہند نبیا اسود اللون اسمہ کاھنا! حدیث نہیں

ہے۔ مرزائی صاحبان ان کا حدیث ہونا ثابت کریں۔ بسند صحیح مرفوع متصل یا کسی حدیث کی کتاب ملترم الصحیح سے دکھائیں۔ مہربانی کر کے ان کے جوابات بھی مناظرہ سے پہلے تحریر کر کے بھجوادیں۔ اس میں صرف چند منٹ صرف ہوں گے۔

ظہور احمد عفی عنہ..... صدر تبلیغ جماعت اسلامیہ ضلع شاپور!

از سلا نوالی..... ۱۷ ستمبر ۱۹۳۲ء!

اس خط کے جواب میں ڈاکٹر منظور احمد نے خوشاب میں طے شدہ شرائط پر مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا اور لیت و لعل سے کام لینا چاہا۔ مجبور ہو کر انہیں یہ آخری خط بھی بھیجا گیا۔

بخدمت جناب سیکرٹری صاحب جماعت احمدیہ سلا نوالی!

السلام علی من اتبع الہدی! آپ نے مناظرہ سے پہلو تہی کر کے افسوس ناک روش اختیار کر رکھی ہے۔ تحقیق حق کی غرض سے میں خدا اور رسول کا واسطہ دے کر آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ فضول باتوں کو چھوڑ کر کل کے دن مناظرہ کا انتظام کریں۔ اگر ابھی یہ خوشاب میں طے شدہ شرائط سے آپ کو انکار ہو تو پھر وقت اور مقام مقرر فرمائیں خاکسار آپ کے پاس حاضر ہو کر تصفیہ شرائط کے متعلق گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ شاید اس ملاقات کا نتیجہ اچھا نکل آئے۔

جواب جلد دیں! جماعت اسلامیہ کی طرف سے خاکسار اور مولانا محمد شفیع صاحب نمائندے ہوں گے۔ آپ بھی اپنے جماعت کی طرف سے دو نمائندوں کا انتخاب کر کے ان کے احوال سے مطلع فرمائیں۔ ممکن ہونے پر شخص کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔

ظہور احمد بگوی..... مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۲ء

مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۲ء ڈاکٹر منظور احمد صاحب کے مکان پر تین گھنٹہ بحث و تمحیص کے

بعد حسب ذیل شرائط طے ہوئیں

شرائط مناظرہ

۱.....

۲.....

چوتھے مضمون میں

۳.....

کی اور باقی سب تفصیلات

۴.....

۵.....

نماز کا وقت آ جا

مناظروں وغیرہ

جائے گا اور اس

۶.....

حضرت مرزا قاسم

۷.....

کی تائید میں د

۸.....

کریں گے۔

۹.....

مانگ سکتا۔

سکے گا۔ مناظرہ

نمائندگان

نے نقل شرائط طلب کی ہے۔ خوشاب میں طے شدہ کے آج تک وقت اور مقام کا تصفیہ فرما کر ممنون ت کا جواب اپنے مبلغین سے نہیں دلویا۔ شاید لئے تھے۔

شوف کا نشان رمضان میں ہونا حدیث نہیں ہے۔ مدی پیدا ہوگا۔ حدیث نہیں ہے۔

اسود اللون اسمہ کاھنا! حدیث نہیں ہے۔ سند صحیح مرفوع متصل یا کسی حدیث کی کے جوابات بھی مناظرہ سے پہلے تحریر کر کے

صدر تبلیغ جماعت اسلامیہ ضلع شاپورا از سلانوالی ۱۷ ستمبر ۱۹۳۲ء! نے خوشاب میں طے شدہ شرائط پر مناظرہ ہو کر انہیں یہ آخری خط بھی بھیجا گیا۔

نے مناظرہ سے پہلو تہی کر کے افسوس ناک در رسول کا واسطہ دے کر آپ کی خدمت ن مناظرہ کا انتظام کریں۔ اگر بھیڑ یا اور مقام مقرر فرمائیں خاکسار آپ کے امید اس ملاقات کا نتیجہ اچھا نکل آئے۔ سے خاکسار اور مولانا محمد شفیع صاحب دو نمائندوں کا انتخاب کر کے ان کے گا۔

راحمہ بگوی مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۲ء کے مکان پر تین گھنٹہ بحث و تجویس کے

شرائط مناظرہ

- ۱..... مضامین مناظرہ
 - ☆..... حیات مسیح ناصری علیہ السلام
 - ☆..... ختم نبوت بمعنی امکان نبوت
 - ☆..... ختم نبوت بمعنی انقطاع نبوت
 - ☆..... صداقت حضرت مرزا قادیانی
- ۲..... پہلے تیسرے مضمون میں مدعی جماعت اسلامیہ حنفیہ ہوگی اور دوسرے اور چوتھے مضمون میں مدعی جماعت احمدیہ ہوگی۔
- ۳..... ہر مضمون پر پونے تین گھنٹہ وقت ہوگا۔ پہلی دو تقریریں نصف نصف گھنٹہ کی اور باقی سب تقریریں پندرہ پندرہ منٹ کی ہوں گی۔ آخری تقریر پندرہ منٹ کی مدعی کی ہوگی۔ پہلی اور آخری تقریر مدعی کی ہوگی۔
- ۵..... ہر مناظرہ کے دوران میں دس منٹ کا وقفہ ہوگا اور اگر دوران مناظرہ میں نماز کا وقت آجائے تو نصف گھنٹہ۔ لیکن یہ وقت اور اس کے علاوہ جو وقت پر یڈینٹوں اور مناظروں وغیرہ کی تکرار میں صرف ہوگا۔ وقت مناظرہ میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ منہا کر دیا جائے گا اور اس طرح سے مناظرے کا وقت پونے تین گھنٹہ پورا کیا جائے گا۔
- ۶..... استناد قرآن مجید و احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے ہوگا۔ تحریرات حضرت مرزا قادیانی جماعت احمدیہ پر حجت ہوں گی۔
- ۷..... دلیل خاص کے مقابلہ میں دلیل خاص پیش کرنی ہوگی اور اس کے بعد اس کی تائید میں دلیل عام بھی پیش کی جائے گی۔
- ۸..... فریقین کے مناظر نہایت تہذیب، متانت، شائستگی اور شرافت سے گفتگو کریں گے۔
- ۹..... کوئی مناظر دوسرے مناظر کی تقریر کے دوران میں نہ بولے گا۔ ہاں حوالہ مانگ سکتا ہے۔ لیکن دوسرے مناظر کی پیش کردہ باتوں کا جواب وہ اپنے وقت میں ہی میں دے سکے گا۔ مناظر اور پر یڈینٹ کے سوا کسی کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔
- ۱۰..... حفظ امن وغیرہ کے متعلق جو شرائط ہیں ان کا تصفیہ مقامی ذمہ دار نمائندگان کل صبح کریں گے۔

۱۱..... مدعی اپنی آخری تقریر میں کوئی بات نئی نہ پیش کر سکے گا۔

۱۲..... فریقین کی طرف سے ایک ایک پریذیڈنٹ ہوگا۔ جن کا کام فریقین سے صرف شرائط کی پابندی کرانا ہوگا۔

احقر ملک عبدالرحمن خادم بی اے گجراتی..... نمائندہ جماعت احمدیہ سلاوالی!
محمد سلیم عفی عنہ (مولوی فاضل)..... نمائندہ جماعت احمدیہ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۲ء
ظہور احمد بگوی کان اللہ لہ، ابوسعید محمد شفیع عفی عنہ
نمائندگان جماعت اسلامیہ حنفیہ (سلاوالی)

کیفیت مناظرہ

مورخہ ۱۸، ۱۹، ۲۰ ستمبر ہر روز مرزائیوں کے ساتھ فیصلہ کن مناظرہ ہوا۔ حق و باطل میں امتیاز پیدا ہو کر رہا۔ آفتاب صداقت کے طلوع سے کذب و افتراء کی تاریکیاں دور ہو کر رہیں۔ حیات مسیح علیہ السلام پر مولانا ابوالقاسم محمد حسین صاحب کے دلائل کا کوئی معقول جواب مرزائی مناظر محمد سلیم نہ دے سکا۔ اجراء نبوت پر ملک عبدالرحمن خادم مدعی تھا۔ اسلامی مناظر مولانا ابوسعید محمد شفیع صاحب نے اس کے دلائل کے پرچے اڑا دیئے۔ مورخہ ۱۹ ستمبر بعد دوپہر ختم نبوت پر مولانا ابوالقاسم صاحب کے ساتھ محمد سلیم کا مناظرہ ہوا۔ مرزائی مناظر نے خلط مبحث اور خلاف ورزی شرائط سے کام لینا چاہا۔ مرزائی صدر ملک عبدالرحمن خادم فحش کلامی پر اتر آیا۔ اس نے معزز حاضرین کو غیظ اور گندی گالیاں دیں۔ ملک عباس خان ہیڈ کانسٹیبل پولیس نے مداخلت کر کے امن قائم کر دیا۔ ورنہ لوگوں کا مشتعل ہو جانا یقینی تھا۔ ہیڈ کانسٹیبل صاحب نے ملک عبدالرحمن کو شرافت اور انسانیت کا واسطہ دیا اور اسے بدزبانی سے باز رہنے کا مشورہ دیا۔ مورخہ ۲۰ ستمبر کو صبح ۹ بجے دعاوی مرزا پر مولانا ابوالقاسم کے ساتھ ملک عبدالرحمن کا مناظرہ ہوا۔ اس میں مرزائی مناظر کو شرمناک ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ مرزائی مولوی فاضلوں کی علمیت بے نقاب ہو گئی۔ مولانا ابوالقاسم صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب سے انسا مہلکو ابعلاھا پڑھا۔ محمد سلیم وغیرہ نے شور مچایا کہ لام کو کسور پڑھنا جائز نہیں۔ اس پر ان کو چیلنج دیا گیا کہ اس جگہ بے علھا جائز ثابت کر دیں۔ مرزائی یہ سن کر مبہوت ہو گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے۔ خادم مرزائی قرآن مجید کی آیات صحیح نہ پڑھ سکا۔ اس مناظرہ نے مرزائیوں کا رہا سہا وقار خاک میں ملا دیا۔ فریقین کے دلائل اس کتاب میں دوسری جگہ ہیں۔ قارئین وہاں مرزائیوں کے دلائل کا بودا پن معلوم فرمائیں۔ الحمد للہ کہ نواح سلاوالی میں مرزائیت کا خاتمہ ہو گیا اور ان کی ترقی کی رفتار رک گئی۔

چھٹا معرکہ! سرگودھا

سلاوالی سے کی۔ مورخہ ۲۱

خرید کر رین پر سوا
راستہ میں ہر اسٹیشن
سامان اتارا۔ مجاہد
وسل دینے پر مجاہد
مولوی میدان خا

پلیٹ فارم سرگودھا
ملنے ہوئے شہر سرگودھا

سرگودھا

الاعلان تبلیغ کے

سرگودھا میں وا

ان کی واپسی پر

شاندار جلسے منائے

ان کے جلسوں میں

انہیں مناظرہ کیا

صاحب مستند

مرزائیوں کے

مناظرہ کے

ہوا۔ علمائے

اور سیکڑوں

گیا۔ جس

مسیح علیہ

میں کوئی بات نفاذ نہ پیش کر سکے گا۔

ایک ایک پریذیڈنٹ ہوگا۔ جن کا کام فریقین سے

مبی اے گجراتی۔ نمائندہ جماعت احمدیہ سلاواولی!

فاضل)۔ نمائندہ جماعت احمدیہ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۲ء

ظہور احمد بکوی کسان اللہ لہ، ابوسعید محمد شفیع عفی عنہ

نمائندگان جماعت اسلامیہ حنفیہ (سلاواولی)

وں کے ساتھ فیصلہ کن مناظرہ ہوا۔ حق و باطل میں

سے کذب و افتراء کی تاریکیاں دور ہو کر رہیں۔

صاحب کے دلائل کا کوئی معقول جواب مرزائی

الرحمن خادم مدعی تھا۔ اسلامی مناظرہ مولانا ابوسعید

نہادیے۔ مورخہ ۱۹ ستمبر بعد دوپہر ختم نبوت پر

ہوا۔ مرزائی مناظرہ نے غلط بحث اور خلاف

الرحمن خادم فحش کلامی پر اتر آیا۔ اس نے معزز

خان ہیڈ کانسٹیبل پولیس نے مداخلت کر کے

ہیڈ کانسٹیبل صاحب نے ملک عبدالرحمن کو

سے باز رہنے کا مشورہ دیا۔ مورخہ ۲۰ ستمبر کو صبح

الرحمن کا مناظرہ ہوا۔ اس میں مرزائی مناظر

فاضلوں کی علیست بے نقاب ہو گئی۔ مولانا

سے انا مہلکو ابعلاہا پڑھا۔ محمد سلیم وغیرہ

جینچ دیا گیا کہ اس جگہ بے اعلیٰ اجازت ثابت

ند دے سکے۔ خادم مرزائی قرآن مجید کی

ہاوقار خاک میں ملا دیا۔ فریقین کے دلائل

وں کے دلائل کا بودا پن معلوم فرمائیں۔

اور ان کی ترقی کی رفتار رک گئی۔

چھٹا معرکہ! سرگودھا

سلاواولی میں مجاہدین اسلام نے مرزائیوں کی نقل و حرکت کی نگرانی نہایت سعی و اہتمام

سے کی۔ مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۲ء کی صبح کو مرزائی مبلغین ریلوے اسٹیشن پر پہنچے اور سرگودھا کا ٹکٹ

خرید کر مرزین پر سوار ہو گئے۔ مجاہدین اسلام بھی اسی ٹرین پر سرگودھا کے ٹکٹ خرید کر روانہ ہوئے

راستہ میں ہر اسٹیشن پر مرزائیوں کی نگرانی کی گئی۔ سرگودھا کے ریلوے اسٹیشن پر مرزائیوں نے اپنا

سامان اتارا۔ مجاہدین اسلام بھی پلیٹ فارم پر گاڑی کی روانگی کا انتظار کرتے رہے۔ گاڑی کے

وسل دینے پر مجاہدین اسلام بھی پلیٹ فارم سے باہر چلے گئے۔ گاڑی آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ مرزائی

مولوی میدان خالی دیکھ کر دوڑ کے گاڑی کے پاند دانوں پر کھڑے ہوئے۔ ان کا سامان ریلوے

پلیٹ فارم سرگودھا پر پڑا رہا۔ مجاہدین اسلام نے بصد حسرت دیاس اس منظر کو دیکھا اور کف افسوس

ملتے ہوئے شہر سرگودھا کی جامع مسجد میں ڈیرہ لگا دیا۔

سرگودھا سے مرزائی چٹ نمبر ۹ شمالی تحصیل بھلوال میں گئے اور وہاں مرزائیت کی علی

الاعلان تبلیغ کی۔ عبدالرحمن خادم قادیان چلا گیا اور بھایا قافلہ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۲ء کو واپس

سرگودھا میں وارد ہوا۔ سرگودھا میں ان کے جلسہ کا اعلان بذریعہ اشتہارات ہو چکا تھا۔ اس لئے

ان کی واپسی ضروری تھی۔ ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵ تاریخوں میں روزانہ گول چوک میں مسلمانوں کے

شاندار جلسے منعقد ہوتے رہے۔ مرزائی مبلغین کو کھلے میدان میں جلسہ منعقد کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔

ان کے جلسوں میں حاضرین کی تعداد ۲۵، ۲۰ سے زیادہ نہ ہو سکی۔ جماعت اسلامیہ سرگودھا نے

انہیں مناظرہ کا چیلنج دیا۔ مگر مرزائیوں نے تقریری مناظرہ سے صاف انکار کر دیا۔

انہوں نے تقض امن کا اندیشہ بھی ظاہر کیا۔ اہل اسلام کی طرف سے حافظ محمد سعید

صاحب مستند مدرسہ طیبہ دہلی نے پانچ ہزار روپیہ کی نقد ضمانت پیش کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ مگر

مرزائیوں نے فرار ہی میں اپنی بہتری سمجھی۔ مرزائی جانتے تھے کہ سرگودھا کی تعلیم یافتہ پبلک میں

مناظرہ کے بعد ان کا تمام اثر و اقتدار زائل ہو جائے گا۔ اس لئے انہیں مناظرہ کرنے کا حوصلہ نہ

ہوا۔ علمائے اسلام کی تقریروں نے مسلمانان سرگودھا میں بیداری کی حیرت انگیز روح پھونک دی

اور سیکڑوں بد مذہب راہ راست پر آ گئے۔ الحمد للہ علی ذلك!

مورخہ ۲۵ ستمبر کو صبح ۹ بجے سے بارہ بجے تک کہنی باغ سرگودھا میں شاندار جشن فتح منایا

گیا۔ جس میں شرفاء و معززین کی کثیر تعداد موجود تھی۔ مولانا ابوالقاسم محمد حسین صاحب کی حیات

مسیح علیہ السلام کے اثبات میں معرکہ ۱۱ راہ تقریر ہوئی۔ خاکسار نے تمام خط و کتابت کا خلاصہ سنا

کر لوگوں سے فیصلہ طلب کیا۔ تمام حاضرین نے مرزائیوں کے واضح فرار اور ان کے مفسد و دجال ہونے کا اقرار کیا۔ مرزائیت مردہ باد، اسلام زندہ باد اور اللہ اکبر کے غلغلہ انداز نعروں کے درمیان جلسہ درخواست ہوا۔

خط و کتابت کا خلاصہ

سیکرٹری جماعت مرزائیہ کے نام پہا خط!

بخدمت جناب سید علی صاحب انجمن احمدیہ سرگودھا!

السلام علی من اتبع الهدی! جناب کی جماعت کے مبلغین کل سے شہر سرگودھا میں اپنے عقائد کی اشاعت کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے آپ کی جماعت کے ممتاز رکن حافظ عبدالعلی صاحب نے مسلمانوں کو اپنے نوالہی منکوسنے کا چیلنج دیا تھا۔ آج صبح کے جلسہ میں بھی آپ نے مناظرہ پر آمادگی کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے قلمی ہے کہ کل صبح تاریخ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء بروز اتوار ۸ بجے اپنے مبلغین کو مناظرہ کرنے پر آمادہ کر کے اطلاع دیں۔ مناظرہ کمپنی باغ میں ہونا مناسب ہوگا۔ شرائط جو بھیرہ یا خوشاب میں طے ہوئی تھیں ان پر ہی مناظرہ کر لیا جائے۔ تاکہ تصفیہ شرائط میں وقت ضائع نہ ہو۔ اگر آپ نے دوبارہ تصفیہ شرائط پر زور دیا یا کسی قسم کے حیلے تلاش کئے تو مناظرہ سے صریح فرار سمجھا جائے گا۔

مناسب یہ تھا کہ بحالات موجودہ آپ کی جماعت اپنی تفرقہ انداز پالیسی سے مجتنب رہتی۔ لیکن آپ کی جماعتی تبلیغ کا مؤثر جواب دینے پر اہل اسلام مجبور ہو چکے ہیں۔

حکیم محمد مظہر! سیکرٹری جماعت اسلامیہ سرگودھا ۲۳ ستمبر ۱۹۳۲ء

مرزائیوں کا جواب

بخدمت جناب سیکرٹری صاحب جماعت اسلامیہ سرگودھا!

السلام علی من اتبع الهدی! آپ کی چھٹی با تاریخ آن مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۲ء کو بوقت سارے چار بجے شام کے جبکہ ہمارے آج کے جلسہ کا وقت تھا۔ موصول ہوئی۔ جواباً عرض ہے کہ ذیابعد اعلیٰ صاحب کے بیان کے متعلق ہمیں کوئی علم نہیں اور نہ ہی آج تک کی کسی تقریر میں مناظرہ کے سے ہماری طرف سے کوئی چیلنج دیا گیا ہے اور آپ کی یہ چھٹی بھی ہمیں ایسے ٹکف وقت میں پہنچی ہے کہ جس کے بعد ہمارے جلسے کا صرف ایک ہی دن بموجب پروگرام کے باقی رہ جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ ہمیں یہی نظر آ رہا ہے کہ آپ ایسے ٹکف وقت میں اس قسم کی چھٹی بھیج کر شرائط وغیرہ کی الجھنوں میں باقی ماندہ وقت صرف کرنے سے مناظرہ سے بچنے کی پیش بندی کر

رہے ہیں۔ لیکن باوجود تحریری ہو۔ جو بعد میں مناظرہ کی یہ ہوگی کہ دوسرا خط

السلام

رات کے ۹ بجے ہونے والی الجھنوں سے بچنے کی آمادگی ظاہر کی تھی شرائط کے متعلق شرائط کا تصفیہ کرنا چاہتے تھے بھیرہ یا خوشاب اگر کوئی بات بچا ہے۔ اگر آپ!

||

چھٹی کا جواب میں میرے کہ آپ بنیادی شرط آپ نے وقت اور اب آپ

رہے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے ہم آپ کے چیلنج مناظرہ کو اس شرط پر منظور کرتے ہیں کہ مناظرہ تحریری ہو۔ جو بعد میں اسی ترتیب سے پبلک کو سنایا جائے۔ سب سے پہلی اور بنیادی شرط اس مناظرہ کی یہ ہوگی کہ مناظرہ تحریری ہو۔ محمد عبداللہ سیکرٹری انجمن احمدیہ..... سرگودھا!

دوسرا خط

بخدمت جناب سیکرٹری جماعت احمدیہ سرگودھا!

السلام علی من اتبع الهدی! آپ کی چھٹی ہماری تحریر کے جواب میں ۲۳ ستمبر رات کے ۹ بجے موصول ہوئی۔ جناب نے شاید ہماری تحریر کا بغور مطالعہ نہیں کیا۔ شرائط وغیرہ کی الجھنوں سے بچنے کے لئے بھیرہ یا خوشاب میں طے شدہ شرائط پر ہی مناظرہ کرنے پر ہم نے آمادگی ظاہر کی تھی۔ آپ کے مبلغین اور ہمارے علماء کرام وہی ہیں جو بھیرہ میں تھے۔ اس لئے شرائط کے متعلق جو تصفیہ ان کا باہمی بھیرہ میں ہوا تھا وہی کافی ہے۔ آپ اپنی چھٹی کے آخر میں شرائط کا تصفیہ کرنے کی دعوت دے کر خودنی الجھنیں پیدا کر رہے ہیں۔ اس طرح مناظرہ سے پہلو تہی کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ مناظرہ پر آمادہ ہوں تو آج بمقام کمپنی باغ ساڑھے آٹھ بجے صبح بھیرہ یا خوشاب والی شرائط پر مناظرہ کرنے کے لئے اپنے علماء کو لائیں۔ وقت اور مقام کے متعلق اگر کوئی بات بحث طلب ہو تو حامل رقعہ ہذا سید ولایت شاہ صاحب ہماری طرف سے مختار اور مجاز ہیں۔ اگر آپ ایسا نہ کریں تو آپ کی مرضی۔ وما علینا الا البلاغ!

ولایت شاہ یقینم خود..... ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء

برائے سیکرٹری جماعت اسلامیہ سرگودھا!

بخدمت جناب سیکرٹری صاحب جماعت اسلامیہ سرگودھا!

السلام علی من اتبع الهدی! میری شب گذشتہ کے ساڑھے آٹھ بجے لکھی ہوئی چھٹی کا جواب آج صبح ساڑھے آٹھ بجے موصول ہوا۔ جبکہ ہمارے جلسہ کا وقت تھا۔ آپ نے اس میں میرے متعلق شکایت کی ہے کہ میں نے آپ کی تحریر کا بغور مطالعہ نہیں کیا۔ لیکن مجھے تعجب ہے کہ آپ نے میرے خط کو سرسری نظر سے بھی نہیں دیکھا۔ کیونکہ میں نے اپنی چھٹی میں پہلی اور بنیادی شرط یہ رکھی تھی کہ مناظرہ تحریری ہو۔ جو بعد میں بصورت تقریر پبلک کو سنایا جائے۔ لیکن آپ نے اس ضروری امر کا اپنی چھٹی میں ذکر تک نہیں کیا اور بغیر اس ضروری امر کو منظور کرنے کے وقت اور مقام کا فیصلہ کرنے تک آپ نے پہلے میرے خط کی طرف توجہ کی نہیں تو میں اب آپ کو کھول کر لکھ دیتا ہوں کہ میں آپ کا چیلنج مناظرہ منظور ہے۔ بلکہ ہم دوسرا مناظرہ منظور

کے واضح فرار اور اس کے مشدد و دجال مذاکر کے غفلت انداز نعروں کے درمیان

میں بہا خط!

ما احمدیہ سرگودھا!

جماعت کے مبلغین کل سے شہر سرگودھا آپ کی جماعت کے ممتاز رکن حافظ علیؒ دیا تھا۔ آج صبح کے جلسہ میں بھی کہ کل صبح بتاریخ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء بروز شنبہ ۱۰ یں۔ مناظرہ کمپنی باغ میں ہونا ان پر ہی مناظرہ کر لیا جائے۔ تاکہ شرائط پر زور دیا یا کسی قسم کے حیلے

اپنی تفرقہ انداز پالیسی سے مجتنب مجبور ہو چکے ہیں۔

علامہ..... سرگودھا ۲۳ ستمبر ۱۹۳۲ء

امیر سرگودھا!

تاریخ آج مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۲ء

کا وقت تھا۔ موصول ہوئی۔ جواباً

میں نہیں اور نہ ہی آج تک کسی

آپ کی یہ چھٹی بھی ہمیں ایسے

بہی دن ہو جب پروگرام کے

وقت میں اس قسم کی چھٹی بھیج

ظہر سے بچنے کی پیش بندی کر

کر رہے ہیں۔ ایسی حالت میں خواہ مخواہ آپ ہمارے ذمہ عذر رکھ کر اپنے لئے راہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔ اگر اس مناظرہ میں آپ کو کوئی مشکل یا تکلیف نظر آتی ہے تو ہمارے لئے بھی وہ مشکل مساوی صورت میں موجود ہے۔ باقی شرائط کے متعلق میں اس قدر عرض کر دیتا ہوں کہ اگر آپ کو تحریری و تقریری مناظرہ منظور ہے تو باقی شرائط سلا نوالی کے مناظرہ والے ہمیں منظور ہیں۔ جو کہ بھیڑ اور خوشاب کے بعد ہوا ہے۔ مناظرین بھی وہی ہیں۔ اس واسطے سلا نوالی کے مناظرہ والی شرائط کی منظوری میں آپ کو کوئی عذر یا حیلہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

خاکسار! محمد عبداللہ سیکرٹری انجمن احمدیہ!

سرگودھا بتاریخ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء بوقت ساڑھے نو بجے دن

مرزائیوں کی یہ چھٹی جلسہ عام میں پڑھ کر سنائی گئی۔ مسلمانان سرگودھا نے تحریری مناظرہ اور اس میں وقت کے ضائع ہونے اور مناظرہ کے طوالت پکڑنے کا اندیشہ ظاہر کیا۔ اس لئے مرزائیوں کو حسب ذیل تحریر بھیجی گئی۔

تیسرا خط

بخدمت جناب سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سرگودھا!

السلام علی من اتبع الهدی! شکر ہے کہ جناب نے مناظرہ پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ اب دیر نہ فرمائیں فوراً اپنے علماء کو لے کر کہنی باغ پہنچ جائیں۔ ہم بالکل تیار ہیں۔ باقی سلا نوالی کے شرائط میں کسی قسم کی تبدیلی کرنا بحث کا دروازہ کھول دے گا۔ ہمیں سلا نوالی والی تمام شرطیں منظور ہیں۔ کسی قسم کا عذر نہیں۔ آپ بھی تحریری کی نئی قید نہ بڑھائیں۔ اگرچہ وہ شرائط ہمارے لئے نامصفاۃ تھیں۔ مگر ہمیں منظور ہیں۔ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء

ولایت شاہ بقلم خود برائے سیکرٹری!

جماعت اسلامیہ..... سرگودھا

مرزائیوں کا جواب

بخدمت جناب سیکرٹری صاحب جماعت اسلامیہ سرگودھا!

السلام علی من اتبع الهدی! آپ کی چھٹی موصول ہوئی۔ ہم نے تو اپنے پہلے ہی خط میں آپ کے چیلنج مناظرہ کو منظور کر لیا تھا۔ مگر اس شرط پر کہ مناظرہ تحریری ہو۔ جو بعد میں اسی ترتیب سے پبلک کو سنا دیا جائے۔ ماسوائے اس کے ہم نے اپنی طرف سے کوئی انجمن مزید شرائط کے متعلق نہیں ڈالی۔ بلکہ وقت کی تنگی اور جلدی تصفیہ کرنے کی خاطر سلا نوالی والے طے شدہ شرائط

کو ہی منظور کر لیا تھا۔ لیکن آپ شرط جانبین کے واسطے یکے لیکن آپ نہ تو اس کو منظور تک ہی آپ کا جواب دیا۔ بواپسی تحریری مناظرہ کی ہے۔ ورنہ دوسرے معنوں

چوتھا خط

بخدمت جناب سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سرگودھا!

السلام علی من اتبع الهدی!

رہے ہیں۔ اب دوسری

پبلک فضول چٹھا بازی

کا صریح و بین فرار سمجھا

پانچواں خط

السلام

پروفیسر جامعہ احمدیہ

قادیان کے مدیر کو

ذمہ لیا تھا۔ چنانچہ

ازاں للیانی کے

صدائے برخواستہ

مناظرہ کا چیلنج دیا

تعجب ہے کہ اب

ارے ذمہ عذر رکھ کر اپنے لئے راہ فرار اختیار کر
! تکلیف نظر آتی ہے تو ہمارے لئے بھی وہ مشکل
لق میں اس قدر عرض کر دیتا ہوں کہ اگر آپ کو
نوالی کے مناظرہ والے ہمیں منظور ہیں۔ جو کہ
ہی ہیں۔ اس واسطے سلا نوالی کے مناظرہ والی
نے کی ضرورت نہیں ہے۔

خاکسار! محمد عبداللہ سیکرٹری انجمن احمدیہ!
۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء بوقت ساڑھے نو بجے دن
کر سٹائی گئی۔ مسلمانان سرگودھا نے تحریری
ہ کے طوالت پکڑنے کا اندیشہ ظاہر کیا۔ اس

انجمن احمدیہ سرگودھا!

ہے کہ جناب نے مناظرہ پر آمادگی ظاہر کی
غ پیچ جائیں۔ ہم بالکل تیار ہیں۔ باقی
ذہ کھول دے گا۔ ہمیں سلا نوالی والی تمام
کی نئی قید نہ بڑھائیں۔ اگرچہ وہ شرائط
۱۹۳۱ء

ولایت شاہ بقلم خود برائے سیکرٹری!
جماعت اسلامیہ۔ سرگودھا

اسلامیہ سرگودھا!

شی موصول ہوئی۔ ہم نے تو اپنے پہلے
برکہ مناظرہ تحریری ہو۔ جو بعد میں اسی
پنی طرف سے کوئی الجھن مزید شرائط
خاطر سلا نوالی والے طے شدہ شرائط

کو ہی منظور کر لیا تھا۔ لیکن آپ نے اب تک ہماری بنیادی و سروری شرط کو منظور نہیں کیا۔ حالانکہ یہ
شرط جانبین کے واسطے یکساں واجب العمل تھی اور اس کے وجوہات بھی عرض کئے جا چکے ہیں۔
لیکن آپ نہ تو اس کو منظور ہی کر رہے ہیں اور نہ ہی انکار کی وجہ پیش کر سکے ہیں۔ گویا لفظی آمادگی
تک ہی آپ کا جواب محدود ہے۔ لیکن عملی قدم مناظرہ کی آمادگی کا نہ آٹھایا۔ مختصر یہ کہ اگر آپ
بواپسی تحریری مناظرہ کی منظوری کا دوحرفی جواب لکھ بھیجیں تو پھر یہ معاملہ قریباً طے شدہ سمجھا جاسکتا
ہے۔ ورنہ دوسرے معنوں میں آپ کا فرار سمجھا جائے گا۔

خاکسار عبداللہ سیکرٹری انجمن احمدیہ!
سرگودھا ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء

چوتھا خط

بخدمت جناب سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن سرگودھا!

السلام علی من اتبع الهدی! افسوس آپ فضول خط و کتابت میں وقت ضائع کر
رہے ہیں۔ اب دوحرفی جواب دیں کہ آپ تحریری مناظرہ کرنا چاہتے ہیں کہ نہیں۔ سرگودھا کی
پبلک فضول چٹھا بازی یعنی تحریری مناظرہ کی اجازت نہیں دیتی۔ اگر آپ نے جواب نہ دیا تو آپ
کا صریح و بین فرار سمجھا جائے گا۔ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء

ولایت شاہ بقلم خود برائے سیکرٹری جماعت اسلامیہ سرگودھا!

پانچواں خط

بخدمت جناب سیکرٹری انجمن احمدیہ سرگودھا!

السلام علی من اتبع الهدی! ۱۹۳۱ء اپریل میں مولوی محمد اسماعیل صاحب
پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان نے میرے ساتھ تحریری مناظرہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور اخبار فاروق
قادیان کے مدیر کو رسالہ شمس الاسلام بھیرہ میں مطبوعہ مضامین کے جواب لکھنے پر آمادہ کرنے کا
ذمہ لیا تھا۔ چنانچہ آٹھ ماہ رسالہ مولوی صاحب مذکور کے نام جاری بھی رہا۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ بعد
از اس للیانی کے ایک مرزائی پٹواری نے بھی اخبار فاروق کے مدیر کو اس پر آمادہ کرنے کا ذمہ لیا۔ مگر
صدائے برنخواست بھیرہ میں بھی آپ کے مولویوں خصوصاً مولوی مبارک احمد قادیانی کو تحریری
مناظرہ کا چیلنج دیا گیا تھا۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ ان کی تحریر یہاں میرے پاس موجود ہے۔
تعب ہے کہ اب آپ پھر تحریری مناظرہ پر اصرار کر رہے ہیں۔ پہلے اپنے مولویوں سے مشورہ کر

لیں۔ جو صورت میں نے عرض کی ہے وہ فیصلہ کن ہے۔ اس وقت صرف تقریری مناظرہ ہو جائے۔ سرگودھا کی پبلک حق و باطل کا فیصلہ کر لے گی۔ بعد ازاں آپ اخبار فاروق یا الفضل کے مدیر کو تحریری مناظرہ پر آمادہ کر کے اطلاع دیں۔ آپ کے مضامین رسالہ شمس الاسلام میں بلا معاوضہ شائع ہوا کریں گے۔ بشرطیکہ ان مضامین کے جوابات آپ کی جماعت کا کوئی اخبار مکمل شائع کرنے کا ذمہ لے۔ پرچون کی تعداد مقرر کر لیں اور اگر آپ چاہیں تو جلسہ کر کے پبلک میں وہ مضامین سنائے بھی جاسکتے ہیں۔ اس طریقہ سے کثیر التعداد قارئین فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ اس سے بہتر اور کوئی طریقہ تحقیق حق کا نہیں ہو سکتا۔ مگر افسوس ہے کہ آپ نہ تحریری مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ نہ تقریری۔

وما علینا الا البلاغ!

ظہور احمد بگوی..... مدیر شمس الاسلام ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء

آخری اتمام حجت

خدمت جناب سیکرٹری صاحب جماعت احمدیہ سرگودھا!

السلام علی من اتبع الهدی! آپ کا رقعہ پانچ بجے شام ملا۔ میں نے صرف دو حرفی جواب طلب کیا تھا۔ آپ نے خوش نما الفاظ کی آڑ لے کر راہ فرار اختیار کیا ہے۔ ہمیں پہلے بھی یقین تھا کہ آپ اپنے علماء کو میدان مناظرہ میں نہ لائیں گے۔ حق کے سامنے انہیں کھڑے ہونے کی جرأت نہیں رہی۔ کیا بھیرہ، خوشاب، سلاٹوالی میں شاندار شکست حاصل کر کے تجربہ کار ہو چکے ہیں۔ کیا بھیرہ وغیرہ میں انہیں ہوش نہ تھا۔ ہمیں صرف سرگودھا کی پبلک کی تسلی درکار ہے۔ جس کے لئے تحریری مناظرہ میں تصبیح اوقات ہمیں گوارا نہیں۔ کتب و رسائل مطبوعہ موجود ہیں۔ ہر شخص مطالعہ کر سکتا ہے۔ اگر تحریری مناظرہ کا طبع کرانا مقصود ہو تو مناظرہ ہر یا کافی ہے۔ افسوس کیا یہی صداقت تھی جس کا پرچار کرنے کے لئے آپ نے اپنے مبلغین کو بلایا ہے۔ آپ کا فرض تھا کہ میدان میں آ کر اپنی صداقت ثابت کرتے۔ مگر اب آپ کی شکست اور فرار اور مغلوبیت دنیا پر آشکار ہو چکی ہے۔ اب آپ کا آئندہ مسلمانوں کو خطاب کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا اور اب آپ کی کسی لغو تحریر کا جواب نہ دیا جائے گا۔

ولایت شاہ بقلم خود! برائے سیکرٹری جماعت اسلامیہ سرگودھا

ساتواں معرکہ! چک نمبر ۳۷ جنوبی

ہماری آخری تحریر کا جواب دئے بغیر مرزا کی مبلغین مورخہ ۲۵ ستمبر کی شام کو سرگودھا

سے بذریعہ موٹا

مرزائیوں نے چک نمبر ۳۶

۲۶ ستمبر کو مجاہدین اسلام کے ورد

پریشانی لاحق ہوئی۔ باشندگان وہ

شرائط منظور کر کے مناظرہ کا فیصلہ کر

شرطیں کرالیں۔ مولوی لال حسین

صاحب گکھڑوی بھی مسلمانان عل

مرزائیوں کے رہے سبے جو صلے

تعلیم یافتہ کا، مہم جوئی سے

میں ان کی باریں گوئی رہیں۔

جانتے تھے کہ طبقہ جہلاء میں ان

شرائط مناظرہ:

ہوئے۔ جن پر کاربند ہونا ہر آ

شکست خوردہ سمجھی جائے گی۔

۱..... حیا

۲..... اجر

۳..... ختم

۴..... ص

ہر ایک مدعی کا

سے ایک ایک اپنا پرنٹ

تالی، تمسخر، یا نعرہ، یا جلو

سے تا اختتام جلسہ، جلسہ

ساتھ چلے جائیں گے۔

موجود کے مناظرہ کے و

چک نمبر ۳۶ جنوبی کو

سے بذریعہ موٹر لاری روانہ ہو گئے۔ مجاہدین اسلام کا قافلہ بھی ان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ مرزائیوں نے چک نمبر ۳۷ جنوبی میں جا کر قیام کیا اور وہاں اپنے تبلیغی جلسہ کا اعلان کر دیا۔ ۲۶ ستمبر کو مجاہدین اسلام کے درود سے مسلمانان چک کے حوصلے بڑھ گئے اور مرزائیوں کو سخت پریشانی لاحق ہوئی۔ باشندگان وہ نے مجاہدین اسلام سے مشورہ کئے بغیر مرزائیوں کی نامنصفانہ شرائط منظور کر کے مناظرہ کا فیصلہ کر لیا۔ مرزائیوں نے سادہ لوح مسلمانوں سے اپنے حسب منشاء شرطیں کرالیں۔ مولوی لال حسین صاحب اختر سابق مبلغ جماعت مرزائے لاہور اور مولوی احمد دین صاحب گکھروی بھی مسلمانان علاقہ کی درخواست پر پہنچ گئے اور اسلامی کپ میں تازہ مکہ سے مرزائیوں کے رہے سہے حوصلے بھی جاتے رہے۔ مگر دیہات کی سادہ لوح آبادی اور حاضرین تعلیم یافتہ کا ۷۰٪ ہودگی سے ان کی ذہارس بندھی رہی۔ حیرت ہے کہ سرگودھا جیسے تعلیم یافتہ شہر میں ان کی بایں گوئی رہیں۔ مگر دیہات میں تقریری مناظرہ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ مرزائی جانتے تھے کہ طبقہ جہلاء میں ان کی ذلت و رسوائی پوری طرح آشکارانہ ہوگی۔

شرائط مناظرہ: جو نمائندگان ہر دو جماعت جن کے دستخط نیچے ثبت ہیں فیصل ہوئے۔ جن پر کار بند ہونا ہر ایک جماعت کا فرض ہوگا۔ جو جماعت اس فیصلہ پر کار بند نہ ہوگی وہ شکست خوردہ سمجھی جائے گی۔ مضامین مناظرہ حسب ذیل ہوں گے۔

- ۱..... حیات و وفات مسیح ناصری مدعی جماعت حنفیہ
- ۲..... اجراء نبوت بعد از آنحضرت ﷺ مدعی جماعت احمدیہ
- ۳..... ختم نبوت مدعی جماعت حنفیہ
- ۴..... صداقت مسیح موعود مدعی جماعت احمدیہ

ہر ایک مدعی کی پہلی و آخری تقریر بموجب پروگرام ہوگی۔ ہر ایک جماعت کی طرف سے ایک ایک اپنا پریذیڈنٹ ہوگا۔ جو انتظام جلسہ کا ذمہ دار ہوگا کہ اختتام جلسہ تک کسی قسم کی کوئی تالی، تمسخر، یا نعرہ، یا جلوس وغیرہ کسی قسم کی کوئی کاروائی ناجائز نہیں کی جائے گی اور اہل جلسہ خاموشی سے تا اختتام جلسہ، جلسہ گاہ میں بیٹھے رہیں گے اور جلسہ ختم ہونے کے بعد جلسہ گاہ سے خاموشی کے ساتھ چلے جائیں گے۔ اگر کوئی ایسی حرکت کرے گا تو جلسہ گاہ سے فوراً نکالا جائے گا۔ صداقت مسیح موعود کے مناظرہ کے وقت علاوہ اپنے اپنے پریذیڈنٹ کے چوہدری منظور حسن و چوہدری خوشی محمد چک نمبر ۳۶ جنوبی کو اس بات کا اختیار دیا جاتا ہے کہ اگر کوئی فریق دوسرے کے مسلمہ پیشوا اور

کن ہے۔ اس وقت صرف تقریری مناظرہ لے گی۔ بعد ازاں آپ اخبار فاروق یا الفضل یا آپ کے مضامین رسالہ شمس الاسلام میں کے جوابات آپ کی جماعت کا کوئی اخبار کھلے گا اور اگر آپ چاہیں تو جلسہ کر کے پبلک میں شریعت التعداد قارئین فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ مگر افسوس ہے کہ آپ نہ تحریری مناظرہ کرنا و ما علینا الا البلاغ!

مدی گوی..... مدیر شمس الاسلام ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء

جماعت احمدیہ سرگودھا!

لہدی! آپ کا رقعہ پانچ بجے شام ملا۔ میں الفاظ کی آڑ لے کر راہ فرار اختیار کیا ہے۔ وہ میں نہ لاسکیں گے۔ حق کے سامنے انہیں سلا نوالی میں شاندار شکست حاصل کر کے تھا۔ ہمیں صرف سرگودھا کی پبلک کی تسلی تھی۔ ہمیں گوارا نہیں۔ کتب و رسائل مطبوعہ کا طبع کرانا مقصود ہو تو مناظرہ ہر یا کافی لئے آپ نے اپنے مبلغین کو بلایا ہے۔ لڑتے۔ مگر اب آپ کی شکست اور فرار مسلمانوں کو خطاب کرنے کا کوئی حق نہ

رائے سیکرٹری جماعت اسلامیہ سرگودھا

غین مورخہ ۲۵ ستمبر کی شام کو سرگودھا

بزرگ کے حق میں کوئی ناواجب و توہین آمیز کلمات کہے تو ہر دو اشخاص کو اختیار ہوگا کہ اس کی تقریر کو فوراً روک دے۔ ہر ایک فریق احادیث صحیحہ و احوال بزرگان سلف مسلمہ فریقین و کتب مرزا قادیانی سے اپنے اپنے دعویٰ و جواب دعویٰ کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں۔ اگر فریق مخالف حوالہ کتب طلب کرے تو کر سکتا ہے۔ پروگرام حسب ذیل ہوگا۔

مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۳۲ء حیات و ممات مسیح ناصری اڑھائی بجے دوپہر سے شروع ہو کر ساڑھے پانچ بجے شام تک تین گھنٹہ۔

مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۳۲ء اجرائے نبوت بعد از آنحضرت ﷺ آٹھ بجے شام سے گیارہ بجے رات تک تین گھنٹہ۔

۲۸ ستمبر ۱۹۳۲ء ختم نبوت آٹھ بجے صبح سے ۱۱ بجے دن تک تین گھنٹہ

۲۸ ستمبر ۱۹۳۲ء صداقت مسیح موعود ۲ بجے دوپہر سے ۵ بجے شام تک تین گھنٹہ۔

دستخط نمائندہ جماعت احمدیہ..... شاہ محمد چک نمبر ۳۳

دستخط نمائندہ جماعت حنفیہ..... ولید اہل قلم خود

تنبیہ! ان شرائط میں چار صدر تجویز کئے گئے تھے اور سادہ لوح خفیوں نے صداقت مسیح موعود جیسے الفاظ پر دستخط کر دیئے۔ ہمارے نزدیک حضرت مسیح ابن مریم ناصری علیہ السلام کے سوا اور کوئی مسیح موعود نہیں ہے۔ مسیح موعود کوئی شرعی اصطلاح نہیں۔ استدلالی میں اقوال بزرگان سلف مسلمہ فریقین تسلیم کرنا مسلمانان کی خطرناک شدید غلطی ہے۔ مرزائیوں کو اسی میں نزار کا موقع ملتا ہے۔ عقائد کے بارہ سوائے قرآن و حدیث اور کسی کا قول ہم پر حجت نہیں ہو سکتا۔ غیر معتبر اقوال غیر معتبر اشخاص کی تصانیف مرزائی نقل کر کے بحث کو طوالت دینے کے عادی ہیں اور سامعین کو غلط اولہ سے دھوکہ دیتے ہیں۔ اس لئے مناظرین اسلام کا فرض ہے کہ مرزائیوں کی چال بازی اور دھوکہ دہی سے بچیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ کسی جگہ بھی اسلامی مناظرین کے مشورہ کئے بغیر شرائط طے نہ کیا کریں۔

کیفیت مناظرہ

مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۳۲ء بعد نماز ظہر ۳ بجے حیات مسیح علیہ السلام پر مولانا ابوالقاسم صاحب کا مولوی محمد سلیم قادیانی سے مناظرہ ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے حدیث معراج (مسند امام احمد ج ۱ ص ۳۷۵) کے حوالے سے پیش کی گئی۔ اس حدیث کا کوئی جواب نہ دے

سکھنے پر محمد سلیم نے
عبداللہ بن مسعودؓ
کے تمام مجمع میں
گستاخی مسلمانوں
اپنے مناظر کو اس
کو بھی ایسی تہرا
صحابہ تمام جرح
جرح وغیرہ کر

کے ساتھ موا
ظرافت آمیز
نہایت عمدگی
مناظرہ کر۔

پر زبردست
کوئی جواب

مائب ہو۔

بھی مولوی
کے لئے:

کی جلالہ
علوم چھاپ
علیہم
میں:-

کہے تو ہر دو اشخاص کو اختیار ہوگا کہ اس کی تقریر
رسالت ﷺ و اقوال بزرگان سلف مسلمہ فریقین
کی کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں۔ اگر فریق
نسب ذیل ہوگا۔

ناصری از حائل بجے دوپہر سے شروع ہو کر

ز آنحضرت ﷺ آٹھ بجے شام سے گیارہ

بجے دن تک تین گھنٹہ

ہر ۵ بجے شام تک تین گھنٹہ۔

مدہ جماعت احمدیہ... شاہ محمد چک نمبر ۳۳

فمائندہ جماعت حنفیہ... ولید اذ بقلم خود

تھے اور سادہ لوح خفیوں نے صداقت

حضرت مسیح ابن مریم ناصری علیہ السلام

اصطلاح نہیں۔ استدلالی میں اقوال

شدید غلطی ہے۔ مرزائیوں کو اسی میں

اور کسی کا قول ہم پر حجت نہیں ہو سکتا۔

بحث کو طوالت دینے کے عادی ہیں اور

بن اسلام کا فرض ہے کہ مرزائیوں کی

جگہ بھی اسلامی مناظرین کے مشورہ

مسیح علیہ السلام پر مولانا ابوالقاسم

محمد بن مسعود کی روایت سے حدیث

اس حدیث کا کوئی جواب نہ دے

سکے پر محمد سلیم نے کہا کہ یہ روایت عبداللہ بن مسعود ۱۔ مروی ہے۔ اس لئے غیر معتبر ہے۔
عبداللہ بن مسعود غیر معتبر اور جھوٹا اور مفتری تھا۔ (نعوذ باللہ من هذه الهفوات) مسلمانوں
کے تمام مجمع میں غیظ و غضب کی لہر دوڑ گئی۔ رسول اکرم ﷺ کے جلیل القدر صحابی کی شان میں یہ
گستاخی مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ مگر افسوس کہ شرائط کے مطابق مرزائی صدر نے
اپنے مناظر کو اس دریدہ دہنی سے نہ روکا۔ مسلمانوں کے قلوب مجروح ہو گئے۔ آج تک کسی شیعہ
کو بھی ایسی ہمز بازی کی مجمع عام میں ہمت نہیں ہوئی۔ اہل سنت والجماعت کے فیصلے کے مطابق
صحابہ تمام جرح وغیرہ سے پاک و بری اور راوی ہونے کے لحاظ سے ثقہ اور عادل ہیں۔ صحابہ پر
جرح وغیرہ کر کے دراصل مرزائیوں نے تمام احادیث کا انکار کر دیا۔

مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۲ء صبح ۹ بجے سے بارہ بجے تک مولوی احمد دین صاحب لکھنؤوی
کے ساتھ مولوی محمد نذیر ملتانی کا ۲۲ جہاں نبوت پر مناظرہ ہوا۔ مولوی احمد دین صاحب کے
ظرافت آمیز بیان سے لوگ بہت محظوظ ہوئے۔ مولوی صاحب نے مرزائیوں کے دلائل کا
نہایت عمدگی سے رد کیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ مرزائیوں نے دوسرے وقت میں ختم نبوت پر
مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا۔

بعد دوپہر ۳ بجے مولانا لال حسین اختر صاحب کا محمد سلیم قادیانی کے ساتھ دعاوی مرزا
پر زبردست مناظرہ ہوا۔ قادیانی مناظر، مولانا اختر صاحب کے ۱۳۶ اعتراضات کا آخر وقت تک
کوئی جواب نہ دے سکا۔

مرزائیوں کی اس شاندار ہزیمت کا تمام علاقہ پر نہایت اچھا اثر ہوا۔ کئی بد مذہب
مائب ہو گئے۔ بعد نماز عصر مسجد میں جشن فتح منایا گیا۔

خاکسار اور مولوی لال حسین اختر صاحب کی مرزائیت شکن تقریریں ہوئیں۔ رات کو
بھی مولوی عبدالرحمن صاحب میانوی کا وعظ ہوا۔ ان تقریروں نے مرزائیت کے زہر پلے جراثیم
کے لئے تریاق کا کام کیا۔

۱۔ صحابہ کرامؓ میں چار حضرات ایسے ہیں۔ جنہیں عبادلہ ار بعد کہا جاتا ہے۔ ان چاروں
کی جلالت شان دنیا پر آفتاب کی طرح روشن ہے۔ ان کی وجہ سے دنیا میں حدیث، تفسیر اور فقہ کے
علوم پھیلے۔ حضرت عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر رضوان اللہ
علیہم۔ ان کا وجود اسلام کے لئے باعث فخر ہے۔ عبداللہ بن مسعود آنحضرت ﷺ کے خاص خدام
میں سے تھے۔ فقہ حنفی کا دار و مدار تمام تر آپ کی روایات پر ہے۔

رات کے وقت شیخ محمد دین صاحب رئیس سرگودھا نے مرزائیوں کے پاس جا کر انہیں سرگودھا کی دعوت دی۔ شیخ صاحب نے کہا کہ سرگودھا میں ایک ایسے مناظرہ کی اشد ضرورت ہے تاکہ وہاں کے لوگ حق و باطل میں امتیاز کر سکیں۔ شیخ صاحب نے مبلغ ایک سو روپیہ قادیانی مناظرین کو بطور سفر خرچ دینا قبول کر لیا۔ مگر مرزائیوں نے سرگودھا میں مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا اور اسلامی مناظرین کو قادیان میں مناظرہ کرنے کی دعوت دی۔ خاکسار نے یہ دعوت ان کی قبول کر لی اور شرائط و تاریخ کا فیصلہ کرنا چاہا۔ مگر محمد سلیم نے آئیں بائیں شائیں میں ٹال دیا اور کہا کہ اپنے خلیفہ کی منظوری کے بغیر ہم کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔

آٹھواں معرکہ! مڈھرا، نجھا

مرزائیوں کی طرف سے مورخہ ۲۹، ۳۰ ستمبر ۱۹۳۲ء کی تاریخوں میں بمقام چھنی ریحان جلسہ کرنے کا اعلان مطبوعہ اشتہاروں کے ذریعہ ہو چکا تھا۔ مگر اسلامی مجاہدین کی ہیبت ان کے دلوں پر ایسی مستولی ہوئی کہ چھنی کا پروگرام منسوخ کر کے واپس سرگودھا کی طرف چل دیئے۔ مورخہ ۲۹ ستمبر کی صبح کوان کی موٹر سرگودھا کی سڑک پر جاتے ہوئے دیکھ کر مجاہدین اسلام حیران رہ گئے۔ بلاآخر مجاہدین اسلام بھی موٹر میں سوار ہو کر ان کے تعاقب میں سرگودھا پہنچے۔ سرگودھا میں مرزائی مبلغین غائب ہو گئے۔ محمد سلیم صاحب اسی روز قادیان چلے گئے اور محمد نذیر، احمد خان، عبداللہ اعجاز وغیرہ دوسرے روز مڈھرا، نجھا کی طرف روانہ ہوئے۔

چھنی ریحان کے مرزائیوں کے اشتہار کی نقل درج ذیل ہے۔

از چھنی تاجہ ریحان

بحوالہ اشتہارات تبلیغی جلسہ واقعہ ۳۰ ستمبر و یکم اکتوبر ۱۹۳۲ء عرض ہے کہ چونکہ بعض امور ات ایسے پیش آ گئے ہیں کہ اندیشہ فساد کا نظر آتا ہے اور ہماری برادری کے حالات ناپسندیدہ معلوم ہوئے ہیں۔ اس لئے کوئی جلسہ تبلیغی بمقام چھنی تاجہ ریحان نہ ہوگا۔ جس صاحب کو مناظرہ کرنے یا سننے کا شوق ہو وہ چک نمبر ۳۷ جاسکتا ہے۔ یا تقاریریں سننا ہوں تو مڈھرا، نجھا جہاں جلسہ ہوگا۔ یکم اور دوم اکتوبر ۱۹۳۲ء کو جاسکتے ہیں۔ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۲ء!

خاکسار حسین خان ریحان بقلم خود..... از چھنی تاجہ ریحان!

مرزائیوں کی حرکت بند بوجی

حزب الانصار کی پے درپے فتوحات اور مرزائیوں کی متواتر ہزیمتوں سے مرزائیوں کے گھروں میں سرگودھا سے قادیان تک صف ماتم بچھ گئی۔ دلائل سے غلبہ نہ پا کر مرزائی اوجھے اور

کمینہ ہتھیاروں پر اتر آئے۔ مرزا محمود نے اپنی وفاداری کا راگ مدد مانگی۔ ایک ماہ کے دورہ میں کا اندیشہ ظاہر کر کے سپرنٹنڈنٹ نے سب انسپکٹر پولیس متعینہ خدا بخش صاحب رئیس و نمبردار اسلام کو مڈھرا، نجھا جانے سے سب انسپکٹر پولیس افسران بالا مڈھرا، نجھا کا دورہ ملتوی کیا۔

مجاہدین اسلام
”الذین قد
فزاہم ایمانا وقد
وفضل لم یمسسہ
ذلکم الشیطن یب
(آل عمران: ۱۷۳) تاہ
یہ ایسے لوگ

کیا ہے۔ سو تم کوان سے
ہم کو حق تعالیٰ کافی ہے
سے ٹھہرے ہوئے والے
تابع رہے اور اللہ تعالیٰ
دوستوں سے ڈراتا۔
ان آیا
ہوا۔ ہمتیں بندھ گئیں
ہو کر قریباً ۳۰ میل کا
کے کیمپ میں کھلی
وہ اس نمایاں تھا۔

کمینہ ہتھیاروں پر اتر آئے۔ مرزا نیان سرگودھا نے سپرنٹنڈنٹ کے پاس جا کر شکایت کی۔ خلیفہ محمود نے اپنی وفاداری کا راگ گا کر اور جہد حرام قرار دینے کی اجرت طلب کر کے گورنمنٹ سے مدد مانگی۔ ایک ماہ کے دورہ میں کسی جگہ مرزائیوں کا بال تک بیکانہ ہوا۔ مگر مڈھ رانجھا میں نقص امن کا اندیشہ ظاہر کر کے سپرنٹنڈنٹ پولیس کو ضروری کارروائی کرنے پر مجبور کیا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے سب انسپکٹر پولیس متعینہ تھانہ مڈھ کو خاکسار کی گرفتاری کے لئے احکام بھیج دیئے۔ میاں خدا بخش صاحب رئیس و نمبردار جلد مخدوم یہ خبر سن کر بذریعہ موٹر سرگودھا پہنچے انہوں نے مجاہدین اسلام کو مڈھ رانجھا جانے سے روکا اور کہا کہ ہم اپنے علمائے کرام کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ سب انسپکٹر پولیس افران بالا کے احکام کی تعمیل کے لئے مجبور ہوگا۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ مڈھ رانجھا کا دورہ ملتوی کیا جائے۔

مجاہدین اسلام نے مجلس شوریٰ مرتب کی قرآن کریم سے تفادل کیا گیا تو یہ آیت نکلے۔
 ”الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم ايمانا وقالوا حسبنا الله ونعم الوكيل . فانقلبوا بنعمة من الله وفضل لم يمسسهم سوء واتبعوا رضوان الله والله ذو فضل عظيم . انما ذلكم الشيطان يخوف اولياءه . فلا تخافوهم وخافون ان كنتم مومنين (آل عمران: ۱۷۳ تا ۱۷۵)“

یہ ایسے لوگ ہیں کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ ان لوگوں نے تمہارے لئے سامان جمع کیا ہے۔ سو تم کو ان سے اندیشہ کرنا چاہئے۔ تو اس نے ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور کہہ دیا کہ ہم کو حق تعالیٰ کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لئے اچھا ہے۔ پس یہ لوگ خدا کے فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری درپیش نہیں آئی اور وہ لوگ رضائے حق کے تابع رہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔ سو تم ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرنا۔ اگر تم ایمان والے ہو۔

ان آیات کا ایک ایک لفظ مجاہدین اسلام کے لئے مسرت و شادمانی کا پیغام ثابت ہوا۔ ہمتیں بندھ گئیں۔ عزم راسخ ہو گیا۔ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۲ء بعد نماز ظہر سرگودھا سے موٹر پر سوار ہو کر قریباً ۳۰ میل کا سفر کر کے عصر کے وقت مڈھ رانجھا میں مجاہدین اسلام کا ورود ہوا۔ مرزائیوں کے کیمپ میں کھلبلی پڑ گئی۔ لوگ خاکسار کی گرفتاری کے منتظر تھے۔ مسلمانوں کے چہروں پر خوف و ہراس نمایاں تھا۔

ہائے مرزائیوں کے پاس جا کر انہیں ایک ایسے مناظرہ کی اشد ضرورت ہے احب نے مبلغ ایک سو روپیہ قادیانی سرگودھا میں مناظرہ کرنے سے انکار کر ت دی۔ خاکسار نے یہ دعوت ان کی نہیں بائیں شائیں میں نال دیا اور کہا

۱۹ء کی تاریخوں میں بمقام چھنی غا۔ مگر اسلامی مجاہدین کی ہیبت ان کے واپس سرگودھا کی طرف چل تے ہوئے دیکھ کر مجاہدین اسلام کے تعاقب میں سرگودھا پہنچے۔ وز قادیان چلے گئے اور محمد نذیر، ہوئے۔

ہے۔

۱۹ء عرض ہے کہ چونکہ بعض رادری کے حالات ناپسندیدہ ہوگا۔ جس صاحب کو مناظرہ میں تو مڈھ رانجھا جہاں جلسہ

از چھنی سید رحمان!

ہزیخوں سے مرزائیوں نہ پا کر مرزائی اوجھے اور

تائید غیبی کا ظہور

سب انسپکٹر صاحب پولیس کے پاس جو حکم پہنچا تھا۔ اس میں یہ الفاظ لکھے تھے کہ ظہور احمد جو احمدی ہے۔ اس کو مذہب رائیگاں پہنچنے ہی گرفتار کر لیا جائے۔ چونکہ موجودہ زمانے میں مرزائی فرقہ احمدی کہلاتا ہے۔ اس لئے پولیس کو مرزائیوں کے کیمپ میں ظہور احمد کی تلاش رہی۔ کوئی ظہور احمد احمدی وہاں نہ پہنچا۔ اس لئے پولیس اس کی تلاش میں ناکام رہی۔ مرزائی اپنی تجاویز میں ناکام رہے اور خادم اسلام کی توہین کا نظارہ دیکھنے کی حسرت ان کے دل میں ہی رہی اور قرآن کریم کی پیش گوئی پوری ہو کر رہی۔

مذہب میں مرزائیت کا استیصال

مورخہ یکم اکتوبر کو بعد نماز ظہر کھلے میدان میں شاندار اسلامی جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی عبدالرحمن صاحب میانوی۔ ابوالقاسم مولانا محمد حسین صاحب و مولانا محمد شفیع صاحب کی زبردست معرکہ آراء تقریروں نے مرزائیت کی تیغ کٹی کر دی۔ رات کو بھی جلسہ ہوا۔ مذہب کے ذمہ دار حضرات نے حفظ امن کا ذمہ لے کر مرزائیوں کو مناظرہ کی دعوت دی۔ انہیں ہر طرح اطمینان دلایا گیا۔ ان کی پیش کردہ شرائط بھی تسلیم کر لی گئیں۔ مگر مرزائیوں کو مناظرہ کا نام لینے کا بھی حوصلہ نہ ہوا۔

مذہب چونکہ مرزائیوں کا اس ضلع میں آخری مقام تھا۔ اس لئے وفد اسلامی کے اراکین نے بھی اپنے اپنے گھروں کو جانا چاہا۔ مولانا ابوالقاسم صاحب مذہب رائیگاں سے ہی رخصت ہو گئے۔ مذہب رائیگاں سے واپسی پر ایک شب جلسہ مخدوم میں قیام ہوا۔ وہاں سے سرگودھا پہنچ کر مولانا شفیع صاحب خوشاب چلے گئے۔ خاکسار مع مولوی عبدالرحمن صاحب سرگودھا سے بھلوال پہنچا۔

معرکہ نیم! کوٹ مومن

بھلوال میں سنا گیا کہ مرزائی مبلغین کوٹ مومن میں پہنچنے والے ہیں۔ خاکسار بمع مولوی عبدالرحمن صاحب میانوی تاکہ پر سوار ہو کر کوٹ مومن پہنچا۔ ہمارے جانے کے ایک گھنٹہ بعد مولوی محمد نذیر وغیرہ مرزائی مبلغین وہاں پہنچے۔ خاکسار کے ورود کا ذکر سن کر فوراً باہر نکل کر آؤے پر پہنچے۔ سب اسٹنٹ سرجن صاحب انچارج شفا خانہ کوٹ مومن دو دیگر حضرات نے انہیں قیام کرنے اور تقریر کرنے کی دعوت دی۔ مگر مرزائیوں نے وہاں قیام کرنا گوارا نہ کیا۔ فوراً تاکہ پر سوار ہو کر بھلوال کی طرف چل دیئے۔

ہوا۔ خاکسار نے ختم صاحب میانوی نے ہو گئی۔ الحمد للہ دسواں معرکہ! بھلوال

دیئے۔ خاکسار مع

نمبر ۹ شمالی میں مر

۲۲ ستمبر ۱۹۳۲ء کو

آبادہ ہو گئے تھے

متواتر تقریریں

باہر نکلتا گوارا نہ

برآگئے اور مرز

ضلع شاہ پور

ضلع

ہوئیں اور

حزب الانصاف

مسرت کا اظہار

مبارک باد

عباسیہ ریاست

ہیں۔ اخلا

م پہنچا تھا۔ اس میں یہ الفاظ لکھے تھے کہ ظہور
لیا جائے۔ چونکہ موجودہ زمانے میں مرزائی
میکپ میں ظہور احمد کی تلاش رہی۔ کوئی ظہور
نہ ناکام رہی۔ مرزائی اپنی تجاویز میں ناکام
ان کے دل میں ہی رہی اور قرآن کریم کی

س شائد اسلام جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی
ن صاحب و مولانا محمد شفیع صاحب کی
کردی۔ رات کو بھی جلسہ ہوا۔ مذہب کے
و مناظرہ کی دعوت دی۔ انہیں ہر طرح
میں۔ مگر مرزائیوں کو مناظرہ کا نام لینے

م تھا۔ اس لئے وفد اسلامی کے اراکین
بہ مذہب راہنما سے ہی رخصت ہو گئے۔
وہاں سے سرگودھا پہنچ کر مولانا شفیع
بہ سرگودھا سے بھلوال پہنچا۔

میں پہنچنے والے ہیں۔ خاکسار بمع
پہنچا۔ ہمارے جانے کے ایک گھنٹہ
کے ورود کا ذکر سن کر فوراً باہر نکل کر
انہ کوٹ مومن و دیگر حضرات نے
نے وہاں قیام کرنا گوارا نہ کیا۔ فوراً

مورخ ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۲ء کوٹ مومن میں بعد نماز ظہر جامع مسجد میں اسلامی جلسہ منعقد
ہوا۔ خاکسار نے ختم نبوت، حیات مسیح علیہ السلام اور دعاوی پر ریل تقریر کی۔ مولوی عبدالرحمن
صاحب میانوی نے بھی وعظ فرمایا۔ مسلمانان کوٹ مومن پر مرزائیوں کی واضح فرار کی حقیقت ظاہر
ہو گئی۔ الحمد للہ علی ذلک!

دسواں معرکہ! چک نمبر ۹ شمالی

بھلوال سے مرزائی مبلغین ریلوے ٹرین پر سوار ہو کر کسی نامعلوم مقام کی طرف چل
دیئے۔ خاکسار بھی سوا مہینہ کی غیر حاضری کے بعد بھیرہ پہنچا۔ بھیرہ میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ چک
نمبر ۹ شمالی میں مرزائیت ترقی پذیر ہے۔ سرگودھا میں مجاہدین اسلام کو دھوکہ دے کر مرزائی مورخ
۲۲ ستمبر ۱۹۳۲ء چک نمبر ۹ میں پہنچے تھے۔ ان کی تبلیغ سے چار اشخاص مرزائی مذہب قبول کرنے پر
آمادہ ہو گئے تھے۔ یہ خبر سن کر خاکسار مورخ آٹھ اکتوبر کو بھیرہ سے روانہ ہو کر وہاں پہنچا۔ دو روز
متواتر تقریریں ہوئی۔ مرزائیوں کا ایک مبلغ وہاں رہتا ہے۔ اس نے بیماری کا بہانہ کر کے گھر سے
باہر نکلنا گوارا نہ کیا۔ الحمد للہ کہ چاروں اشخاص نے مرزائیت سے توبہ کی اور کئی بد مذہب راہ راست
پر آ گئے اور مرزائیوں کا اثر اس علاقہ سے جاتا رہا۔

ضلع شاہ پور میں مرزائیت کا استیصال

الحمد للہ کہ حزب الانصار کے عاجز و درماندہ کارکنوں کی مساعی جلیلہ بار آور ثابت
ہوئیں اور ضلع بھر میں مرزائیوں کے اس بے نظیر تعاقب نے مرزائیوں کے حوصلے پست کر دیئے۔
حزب الانصار کے اس قابل فخر کارنامہ اور تاریخی حیثیت رکھنے والے اقدام پر تمام ملک میں
مسرت کا اظہار کیا گیا۔ اخبارات نے اطلاعات کو نہایت فراخ دلی سے شائع کیا۔ سیکڑوں خطوط
مبارک باد کے موصول ہوئے۔ حضرت استاذ العلماء مولانا غلام محمد صاحب گھوٹو کی شیخ الجامعہ
عباسیہ ریاست بہاولپور کا حسب ذیل نوازش نامہ موصول ہوا۔

از بہاولپور۔۔۔ مہر منزل۔۔۔ محلہ گنج ۳۰ ستمبر ۱۹۳۲ء

ایں کار از تومی آید مردان چنین کنند

مکرمی و محظمی جناب مولانا ظہور احمد صاحب دام مجدہم!

مزان گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کی مساعی جلیلہ جو طائفہ طاعیہ قادیانی کے برخلاف آپ نے مبذول فرمائی

ہیں۔ اخباروں میں پڑھ کر نہایت خوشی ہوئی۔ بالخصوص جو تعاقب جناب نے اس جماعت کا کیا۔

۱۳۹

اور کہیں بھی انہیں اطمینان سے بیٹھنے نہ دیں۔ یہ کام اپنی نظیر آپ ہے۔ اس قسم کی کوشش ہی اس جماعت کو نچا دکھا سکتی ہیں۔ الحمد للہ اس کامیابی پر میں جناب کو دلی مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ قبول فرما کر تشکر فرمائیں۔ والسلام!

غلام محمد گھونوی..... حال ساکن بہاولپور!

اس قسم کے خطوط علمائے کرام اور رؤسائے عظام کی طرف سے موصول ہوئے۔ ضلع شاہپور سے فارغ ہونے کے بعد حزب الانصار کے کارکنوں نے ضلع سے باہر قندہ مرزائیت کے انسداد کے لئے کام کرنے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ بیسیوں مقامات پر تبلیغ کی گئی اور کئی مناظرے بھی ہو چکے ہیں۔ بعد کی کارروائیوں کا خلاصہ بھی کتاب ہذا میں درج کیا جاتا ہے۔

گیارہواں معرکہ کلکتہ

بنگال میں مرزائیوں کی تبلیغی سرگرمیاں کئی سال سے جاری ہیں۔ ان کی انجمن کا صدر دفتر بمقام کلکتہ بیکنگ اسٹریٹ میں واقع ہے۔ شہر کلکتہ میں عرصہ سے مرزائیت کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ البرٹ ہال میں ان کے کئی تبلیغی جلسے منعقد ہو چکے ہیں۔ کئی سادہ لوح اشخاص ان کے دام تزدیر میں پھنس چکے ہیں۔

خاکسار مورخہ ۱۱ مارچ کو وہاں پہنچا اور ۲۴ مارچ ۱۹۳۳ء کو ناخدا کی مسجد جامع میں ختم نبوت پر تقریر کی۔ مرزائیوں کے ساتھ چار مرتبہ تبادلہ خیالات کا موقع ملا۔

۱..... مولوی فضل کریم مبلغ بنگال کے ساتھ لکھ رام کی پیش گوئی کے متعلق گفتگو ہوئی۔ فضل کریم کا دعویٰ تھا کہ لکھ رام کے متعلق مرزا قادیانی کی پیش گوئی پوری ہوئی ہے۔ خاکسار نے مرزا قادیانی کے الہام کے مطابق پیش گوئی کا پورا نہ ہونا ثابت کر دیا۔ پیش گوئی کے الفاظ یہ تھے۔ ”عجل جسد لہ خوار۔ لہ نصب و عذاب“ اور مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ لکھ رام پر چھ سال کے اندر خارق عادت عذاب نازل ہوگا۔ جو انسانی ہاتھ سے بالا ہوگا اور اپنے اندر الہی ہیبت رکھتا ہوگا۔ (سراج منیر ص ۱۲، خزائن ج ۱۲ ص ۱۵) مگر لکھ رام پر ایسا کوئی عذاب نہیں آیا۔ جس کو خارق عادت انسانی ہاتھ سے بالا اور اپنے اندر الہی ہیبت رکھنے والا کہا جاسکے۔ سرحد و پنجاب میں سیکڑوں قتل واقعات ہوتے رہتے ہیں اور کوئی ایسے واقعات ہیں جن میں قاتلوں کی سراغ رسانی میں پولیس ناکام رہتی ہے۔ آخر فضل کریم صاحب لا جواب ہو کر تشریف لے گئے۔

۲..... اسلام پر ایک گھنہ گفتگو ہو سکے اور ان دلائل پر غور کر

۳..... از حاکم گھنہ دعاوی مرزا علیہا ”پیش کی جھوٹے مدعیوں کے انہیں کہتے ہیں کہ: ”۱“

مرزائیت سے تائب ۳..... دعاوی مرزا پر گفتگو کی صداقت کو تسلیم کر

علاوہ ازاں ہزار کی تعداد میں طبع و بنگالی زبان میں تیار ہوں معرکہ ملک

رہتی ہے۔ برہماتہ اقتدار حاصل ہے عبداللطیف مبلغ اختتام مناظرہ کہ شرائط مناظرہ

۱..... ۱.....

کام اپنی نظیر آپ ہے۔ اس قسم کی کوشش ہی اس
ماہ میں جناب کو دلی مبارک باد عرض کرتا ہوں۔
والسلام!

غلام محمد گھوٹوی..... حال ساکن بہاولپور!
سائے عظام کی طرف سے موصول ہوئے۔ ضلع
کے کارکنوں نے ضلع سے باہر فتنہ مرزائیت کے
بیہوش مقامات پر تبلیغ کی گئی اور کئی مناظرے بھی
ہذا میں درج کیا جاتا ہے۔

۱۱ سال سے جاری ہیں۔ ان کی انجمن کا صدر
نہ میں عرصہ سے مرزائیت کی تبلیغ ہو رہی ہے۔
کئی سادہ لوح اشخاص ان کے دام تزویر میں

۲۱ مارچ ۱۹۳۳ء کو ناخدا کی مسجد جامع میں
لہ خیالات کا موقع ملا۔

کے ساتھ لیکھ رام کی پیش گوئی کے متعلق
ق مرزا قادیانی کی پیش گوئی پوری ہوئی
پیش گوئی کا پورا نہ ہونا ثابت کر دیا۔ پیش
دار، لہ نصب و عذاب، اور مرزا
ق عادت عذاب نازل ہوگا۔ جو انسانی
راج میر ۱۲، خزائن ج ۱۲ ص ۱۵) مگر لیکھ
نسائی ہاتھ سے بالا اور اپنے اندر الہی
واقعات ہوتے رہتے ہیں اور کوئی
پیس ناکام رہتی ہے۔ آخر فضل کریم

۲..... دولت احمد صاحب پلیڈر مبلغ جماعت مرزائیت کے ساتھ حیات مسیح علیہ
السلام پر ایک گھنہ گفتگو ہوئی۔ جس میں پلیڈر صاحب میرے پیش کردہ دلائل کا کوئی جواب نہ دے
سکے اور ان دلائل پر غور کرنے کا وعدہ کر کے چلے گئے۔

۳..... مسٹر دوست محمد صاحب گھپ سیکرٹری جماعت مرزائیت کلکتہ کے ساتھ
اڑھائی گھنہ دعاوی مرزا کے متعلق گفتگو ہوئی دوست محمد صاحب نے آیت ”لو تقول
علینا“ پیش کی۔ خاکسار نے ثابت کیا کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کے لئے خاص ہے۔ نیز
جھوٹے مدعیوں کے لئے دوسرے مقام پر قرآن مجید میں بیان کیا ہے۔ موت کے بعد فرشتے
انہیں کہتے ہیں کہ: ”الیوم تجزون عذاب الہون“ اسی گفتگو کے نتیجے میں چار اشخاص
مرزائیت سے تائب ہوئے۔

۴..... مسٹر عبدالسبحان صاحب مالک فرم ظہور علی اینڈ کو، کے ساتھ تین گھنہ
دعاوی مرزا پر گفتگو ہوئی۔ الحمد للہ کہ صاحب ممدوح کی حق پسند طبیعت نے میرے پیش کردہ دلائل
کی صداقت کو تسلیم کر لیا اور آپ نے مرزائیت سے بیزاری کا اعلان کر دیا۔

علاوہ ازیں خاکسار نے ایک ٹریکٹ ”مرزائیت کی حقیقت“ تالیف کیا۔ جس کو ایک
ہزار کی تعداد میں طبع کرا کر حزب الانصار کی شاخ کلکتہ نے مفت تقسیم کیا۔ اس ٹریکٹ کے انگریزی
وہنگالی زبان میں ترجمے کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

بارہوں معرکہ! ممبو (ملک برما)

ملک برما میں پنجاب کے مرزائی ملازمت پیشہ اشخاص کے ذریعہ مرزائیت کی تبلیغ ہوتی
رہتی ہے۔ برما میں مرزائیوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ مگر تبلیغی لحاظ سے ان کی جماعت کو نمایاں
اقتدار حاصل ہو رہا ہے۔ خاکسار کے ساتھ مورخہ ۹، ۱۰، ۱۱ اپریل ۱۹۳۳ء بمقام ممبو مولوی سید
عبداللطیف مبلغ جماعت مرزائیت رنگون کا فیصلہ کن مناظرہ ہوا۔ جس میں عبداللطیف قادیانی قبل
اختتام مناظرہ کتابیں بغل میں دبا کر بھاگ نکلے اور ممبو کے علاقہ میں مرزائیت کا اثر زائل ہو گیا۔
شرائط مناظرہ

مقام ممبو، ملک برما جامع مسجد ممبو!

۱..... موضوع مناظرہ:

الف..... حیات مسیح علیہ السلام اس میں مدعی غیر احمدی صاحبان ہوں گے۔

ب..... ختم نبوت بعد خاتم النبیین ﷺ اس میں مدعی غیر احمدی صاحبان ہوں گے۔

ج..... صداقت دعاوی مرزا غلام احمد قادیانی اس میں مدعی احمدی ہوں گے۔
۲..... اوقات: مورخہ ۹ اپریل ۱۹۳۳ء صبح ۸ بجے سے گیارہ بجے تک اور بعد دوپہر ۲ بجے سے ۵ بجے تک مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۳ء صبح آٹھ بجے سے لے کر گیارہ بجے تک۔
ہر مناظرہ کے لئے وقت تین گھنٹہ ۱۰ منٹ ہوگا۔ کل تقریریں سات ہوں گی۔ جن میں سے چار مدعی کی اور تین مجیب کی۔ پہلی اور آخری تقریر مدعی کی ہوگی۔

۳..... کوئی مناظر اپنی آخری تقریر میں کوئی نئی بات نہ پیش کر سکے گا۔ اگر کوئی بات نئی پیش کی تو فریق ثانی کو جواب دینے کا موقع دیا جائے گا۔

۴..... استدلال صرف قرآن مجید سے ہوگا اور کسی کتاب یا کسی شخص کا قول پیش نہ ہو سکے گا۔ اگر کوئی مناظر سوائے قرآن کے کوئی حوالہ پیش کرے گا تو اس کی شکست سمجھی جائے گی۔

۵..... فریقین کے مسلمہ صدر جلسہ جناب بابو علی محمد صاحب ہوں گے۔ ان کا فرض ہوگا کہ فریقین سے شرائط کی پابندی کرائیں۔

۶..... کوئی مناظر ایک دوسرے کے خلاف کوئی خلاف تہذیب لفظ نہ استعمال کرے گا۔

۷..... دلائل کی تفہیم کے لئے علوم عربیہ اور لغت عربیہ کا لحاظ رکھا جائے گا اور خاص دلیل کے مقابلہ میں خاص دلیل اور عام دلیل کے مقابلہ میں عام دلیل پیش ہو سکے گی۔

سید محمد لطیف..... منجانب! جماعت احمدیہ! ممبو ۸/۸ اپریل ۱۹۳۳ء

کیفیت مناظرہ

مورخہ ۹ اپریل ۱۹۳۳ء صبح آٹھ بجے بمقام جامع مسجد مناظرہ کا آغاز ہوا۔ خاکسار نے ۱۳ آیات قرآنیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کی۔ مرزائی مناظر نے اپنے فرسودہ اعتراضات کو دہرایا۔ مگر خاکسار کی جوابی تقریر نے اس کا ناطقہ بند کر دیا۔

بعد نماز ظہر ۳ بجے ختم نبوت پر مناظرہ ہوا۔ خاکسار نے ۲۳ آیات قرآن مجید سے ثابت کیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو عہدہ نبوت نہیں مل سکتا اور کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس مناظرہ میں مرزائی مناظر مبہوت ہو گیا اور وہ کسی ایک دلیل کا بھی جواب نہ دے سکا۔

مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۳ء دعاوی مرزا پر مناظرہ ہوا۔ عبداللطیف نے مرزا قادیانی کی

صداقت ثابت کرنے کے لئے ایمان مصداق ظاہر کیا۔ لغت فیکم عمر امن کے لئے معیار ثابت کرنا چاہا۔ خالق قلعی کھول دی اور چودہ آیات قرآنی ہونا ثابت کر دیا اور پچیس! ایسے اختتام مناظرہ سے قبل میدان منا تیرھواں معرکہ! ایسا جاؤں! مسلمانان گوی کی د میں مرزائیت کے ابطال اور ختم ہوا آف اولائکینی کی دعوت پر گزریں ہوا تھا۔ ایسا جاؤں! ہے۔ اس لئے اس کی مزید سرک مورخہ ۱۵ ستمبر ۳ موجودگی میں عبداللطیف قاد خاکسار! سنا ہے۔ حاصل ہوئی ہے۔

عبداللطیف! نبیہ مولوی محمد امجدیہ خاکسار! (مولیٰ)

عبداللطیف قادیانی شریف ہو سکتا۔ ممبو اور ایسا جاؤں! ہو سکتی تھی۔ عبداللطیف قادیانہوں نے مناظرہ میں لا اور یہ ان سے چلے آئے تمام دلائل! ملاحظہ فرمائیں۔

ﷺ اس میں مدعی غیر احمدی صاحبان

قادیانی اس میں مدعی احمدی ہوں گے۔

۸ بجے سے گیارہ بجے تک اور بعد دوپہر بجے سے لے کر گیارہ بجے تک۔

ہوگا۔ کل تقریب سات ہوں گی۔ جن میں غی کی ہوگی۔

س کوئی نئی بات نہ پیش کر سکے گا۔ اگر کوئی نئے گا۔

ہوگا اور کسی کتاب یا کسی شخص کا قول پیش نہ کرے گا تو اس کی شکست کھی جائے گی۔

ب بابو علی محمد صاحب ہوں گے۔ ان کا

لفظ کوئی خلاف تہذیب لفظ نہ استعمال

اور لغت عربیہ کا لحاظ رکھا جائے گا اور جلسہ میں عام دلیل پیش ہو سکے گی۔

جماعت احمدیہ! ممبر ۱۸ اپریل ۱۹۳۳ء

مع مسجد مناظرہ کا آغاز ہوا۔ خاکسار ثابت کی۔ مرزائی مناظر نے اپنے کا ناطقہ بند کر دیا۔

مار نے ۲۳ آیات قرآن مجید سے لٹا اور کوئی نئی پیدائش نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب نہ دے سکا۔

عبداللطیف نے مرزا قادیانی کی

۵۴۳

صداقت ثابت کرنے کے لئے ایڑی سے لے کر چوٹی تک، زور لگایا۔ مرزا کو بشارت اسمہ احمد کا مصداق ظاہر کیا۔ لثبت فیکم عمر من قبلہ“ الایہ اور لوتقول علیہ (الایہ) کو مدعیان نبوت کی صداقت کے لئے معیار ثابت کرنا چاہا۔ خاکسار نے جوابی تقریر میں مرزائی مناظر کے بودے استدلال کی قلعی کھول دی اور چودہ آیات قرآنیہ سے جھوٹے ملہموں کی نشانیاں بیان کر کے مرزا کا کاذب ہونا ثابت کر دیا اور پچیس! ایسے مطالبات پیش کئے جن کا جواب مرزائی مناظر سے بن نہ سکا اور اختتام مناظرہ سے قبل میدان مناظرہ سے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا۔

تیرھواں معرکہ! اپنا جاؤں (برما)

مسلمانان گوتی کی درخواست پر خاکسار ممبو سے روانہ ہو کر ۱۳ اپریل کو گوتی پہنچا۔ گوتی میں مرزائیت کے ابطال اور ختم نبوت پر اڑھائی گھنٹہ تقریر ہوئی۔ وہاں سے سیٹھ عبداللہ صاحب بملا آف اولاکینی کی دعوت پر اپنا جاؤں جانے کا موقع ملا۔ عبداللطیف ممبو سے بھاگ کر وہاں پناہ گزیں ہوا تھا۔ اپنا جاؤں میں عبداللطیف نے ظاہر کیا کہ مجھے ممبو میں فتح و نصرت حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے اس کی مزید سرکوبی ضروری سمجھی گئی۔

مورخ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۳ء سید علی شاہ صاحب رئیس کے مکان پر معززین و شرفاء کی موجودگی میں عبداللطیف قادیانی سے ملاقات ہوئی اور ان سے یوں گفتگو کا آغاز ہوا۔

خاکسار! سنا ہے کہ آپ نے یہاں آ کر بیان کیا ہے کہ مجھے ممبو میں فتح و نصرت حاصل ہوئی ہے۔

عبداللطیف! نہیں ہرگز نہیں میں نے کسی سے نہیں کہا۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب ایلوئی! تم نے کہا ہے اور تمہارے کہنے کے گواہ موجود ہیں۔ خاکسار! (مولوی محمد ابراہیم صاحب سے) مولوی صاحب آپ کو غلط فہمی ہوئی ہوگی۔ عبداللطیف قادیانی شریف آدمی ہیں۔ اس قدر غلط بیانی اور کذب و افتراء کا اظہار ان سے نہیں ہو سکتا۔ ممبو اور اپنا جاؤں میں صرف ۴۰ میل کا فاصلہ ہے۔ اس قدر سفید جھوٹ کی انہیں کیسے جرأت ہو سکتی تھی۔ عبداللطیف قادیانی جیسے باحیاء انسان سے ایسی توقع نہیں ہو سکتی۔ یہ ایسے باحیاء ہیں کہ انہوں نے مناظرہ میں لا جواب ہو کر دوسرے مرزائیوں کی طرح بے حیائی سے کھڑا رہنا پسند نہ کیا اور یہ ان سے چلے آئے۔

۱۔ تمام دلائل کا خلاصہ اس کتاب کے جلد دوم میں درج کیا گیا ہے۔ قارئین وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۵۳

عبداللطیف! آپ کچھ بھی کہیں میں نے یہاں آکر کسی سے اپنی کامیابی کا ذکر نہیں کیا۔
خاکسار! آپ کب بھی کیسے سکتے تھے۔ آپ کی فطری شرافت ایسی شرمناک کذب
بیانی سے مانع تھی۔

تمام حاضرین پر اس گفتگو کا نہایت عمدہ اثر ہوا اور عبداللطیف قادیانی کا رنگ زرد
ہو گیا۔ حواس باختہ ہو گئے۔ جن لوگوں کے سامنے انہوں نے لاف زنی کی تھی۔ ان سے آنکھ
ملانے کی جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ سید علی صاحب ریس و سیٹھ عبداللہ صاحب کی تحریک پر اپنا جاؤں
میں بمقام اولاہال کے ایک مناظرہ قرار پایا۔ جس کے لئے حسب ذیل شرائط طے ہوئیں۔

مناظرہ اپنا جاؤں مابین جماعت اسلامیہ و جماعت مرزائیہ

مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۳ء بمقام اولاہال اپنا جاؤں۔

شرائط مناظرہ

۱۔ مناظرہ کل مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۳۳ء بروز اتوار صبح آٹھ بجے سے پونے
بارہ بجے تک ہوگا۔

۲۔ موضوع مناظرہ: صداقت دعاوی مرزا غلام احمد قادیانی! اس میں مدعی
جماعت مرزائیہ ہوگی۔

۳۔ تقسیم اوقات: مدعی کی تقریر آخری و پہلی ہوگی۔ اپنی آخری تقریر میں کوئی
مناظرنی بات پیش نہ کر سکے گا۔ اگر وہ پیش کرے تو جواب کے لئے بھی دوسرے مناظر کو وقت دیا
جائے گا۔ جو فریق اختتام مناظرہ سے قبل میدان سے چلا جائے گا اس کی شکست سمجھی جائے گی۔
دوران تقریر میں کسی کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔ ایک مناظر دوسرے منظر سے حوالہ طلب کر سکتا ہے
اور شرائط کی پابندی کی طرف پریذیڈنٹ کو توجہ دلانے کا اسے حق حاصل ہوگا۔ پہلی ہر دو تقریریں
پون پون گھنٹہ کی ہوں گی۔ بعد کی دو تقریریں نصف نصف گھنٹہ۔ بعد کی تقریریں پندرہ پندرہ منٹ
کی ہوں گی۔ کل نو تقریریں ہوں گی۔

۴۔ استدلال کے متعلق قرآن و حدیث صحیح کے سوا مولوی عبداللطیف قادیانی
کا اصرار تھا کہ اقوال بزرگان سلف بھی حجت سمجھے جائیں۔ خاکسار نے کہا کہ اہل سنت کی کتب
اصول و عقائد میں سوائے قرآن و حدیث کے عقائد کے بارہ میں اور کسی چیز کا ذکر موجود نہیں۔

عبداللطیف! کیا آپ بزرگوں کو نہیں مانتے؟

خاکسار! ہم تمام اولیاء اللہ کو مانتے ہیں۔ مگر ماننے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ان کے ہر امر

نے یہاں آکر کسی سے اپنی کامیابی کا ذکر نہیں کیا۔
- آپ کی فطری شرافت ایسی شرمناک کذب

عمدہ اثر ہوا اور عبداللطیف قادیانی کا رنگ زرد
نے انہوں نے لاف زنی کی تھی۔ ان سے آنکھ
س دیکھ عبداللہ صاحب کی تحریک پر اپنا جاؤں
کے لئے حسب ذیل شرائط طے ہوئیں۔

یہ دو جماعت مرزا سنیہ
س اپنا جاؤں۔

۱۹۳۳ء بروز اتوار صبح آٹھ بجے سے پونے

دعاوی مرزا غلام احمد قادیانی! اس میں مدعی

آخری وہیلی ہوگی۔ اپنی آخری تقریر میں کوئی
واب کے لئے بھی دوسرے مناظر کو وقت دیا
جلا جائے گا اس کی شکست سمجھی جائے گی۔
دوسرے مناظر سے حوالہ طلب کر سکتا ہے
کا اسے حق حاصل ہوگا۔ پہلی ہر دو تقریریں
ف گھنٹہ۔ بعد کی تقریریں پندرہ پندرہ منٹ

بیٹ صحیح کے سوا مولوی عبداللطیف قادیانی
س۔ خاکسار نے کہا کہ اہل سنت کی کتب
بارہ میں اور کسی چیز کا ذکر موجود نہیں۔

نے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ان کے ہر امر

میں مقلد سمجھے جائیں۔ ہم حضرت امام شافعی، امام احمد و امام مالک رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی جلالت
شن کے معترف ہیں۔ مگر مسائل و احکام میں ان کے فتوؤں پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ اسی طرح
خاندان چشت کے متولین تمام سلاسل کے بزرگوں کو اپنا بادی و رہنما سمجھتے ہیں۔ مگر اپنے طریقہ
اور اپنے شیخ کے بتائے ہوئے وظائف و اعمال پر ہی عمل کیا کرتے ہیں۔ ہم اس شخص کو بزرگ سمجھتے
ہیں۔ جس کا عقیدہ صحیح ہو۔ مگر آپ ہم سے تسلیم کرانا چاہتے ہیں کہ عقیدہ صحیح وہ ہے جو کسی ایسے شخص
کا ہو۔ جس کو بعض افراد امت بزرگ مانیں۔

عبداللطیف! میں چاہتا ہوں کہ قرآن مجید و حدیث صحیح کا وہی مطلب بیان کیا جائے
جس کو آج سے پہلے بزرگان دین سمجھا ہو۔

خاکسار! چشم روشن و دل ماشاء۔ قرآن مجید کی جو آیت بھی پیش کی جائے اس کا وہی
ترجمہ صحیح سمجھا جائے گا۔ جو آج سے پہلے کسی بزرگ نے کیا ہو۔

عبداللطیف! میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ قرآن مجید کا غلط ترجمہ کر کے
حاضرین کو دھوکہ دیا کرتے ہیں۔ کیا آپ سے پہلے اور کسی نے قرآن مجید کو نہیں سمجھا۔

خاکسار! آپ کا ارشاد صحیح ہے۔ لہذا شرائط میں یہ الفاظ لکھ دیئے جائیں کہ آج سے
پہلے جن بزرگوں نے قرآن کا ترجمہ کیا ہے۔ ان میں جو اردو لفظ ترجمہ کے لکھے ہوئے ہیں وہ
دونوں مناظروں کو آیات پیش کرتے وقت بیان کرنے ہوں گے۔

عبداللطیف! مجھے یہ ہرگز منظور نہیں۔ ترجمہ سب نے غلط کیا ہے۔

خاکسار! کیا آپ سے پہلے کسی نے قرآن مجید کو نہیں سمجھا۔ کیا وجہ ہے کہ اب آپ
بزرگان دین سے منحرف ہو رہے ہیں۔

عبداللطیف! دو لفظی جواب دیں۔ اگر آپ مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو اقوال بزرگان
ضرور پیش ہوں گے۔ اگر آپ کو یہ منظور نہ ہو تو میں مناظرہ کرنا نہیں چاہتا۔

خاکسار! آپ جس جس بزرگ کا قول پیش کرنا چاہتے ہوں ان کے اسماء تحریر کر دیں
نیز جن کتب سے ان بزرگوں کے اقوال نقل ہوں گے وہ بھی تحریر کرادیں۔ ورنہ نھو شاہ و پکڑے
شاہ کے اقوال پیش کر کے آپ حاضرین کو دھوکا دے سکتے ہیں لہذا مناظرہ سے پہلے دو باتوں کا
فیصلہ ہو جانا ضروری ہے۔

۱۔ مستند بزرگ کون کون ہیں۔

۲۔ کتب معتبرہ کون سی ہیں۔

عبداللطیف! مجھے لمبی گفتگو سے نفرت ہے۔ اقوال بزرگان کا لفظ لکھ دینا ہی کافی ہے۔ خاکسار! میں آپ کا کوئی عذر باقی نہیں رہنے دوں گا۔ آپ کو اختیار ہے کہ قرآن مجید حدیث صحیح کے علاوہ اپنے دلائل کی تائید میں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں سے کسی صحابی کا فرمان آئمہ مجتہدین میں سے کسی امام کا اجتہاد، اہل سنت کے مفسرین سے کسی مفسر کی تفسیر اور سلاسل اربعہ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ کے مشائخ میں سے کسی شیخ کا قول پیش کر سکتے ہیں۔ عبداللطیف! مجھے یہ تجدید گوارا نہیں۔ میرے لئے صرف یہ نام کافی نہیں ہیں۔ اقوال بزرگان کا لفظ شرائط میں رہنا چاہئے۔

اس موقع پر سید علی شاہ صاحب رئیس نے فرمایا کہ شرائط کی بحث فی الحال ملتوی رکھی جائے اور میری تسلی و اطمینان کے لئے صداقت مرزا قادیانی پر اس وقت ڈیڑھ گھنٹہ مناظرہ رہے۔ تاکہ احقاق حق ہو سکے۔ خاکسار نے اسی وقت مناظرہ پر آمادگی ظاہر کی۔ جناب مرزا احمد بیگ صاحب رئیس و تاجر گوئی صدر جلسہ قرار پائے۔ پندرہ پندرہ منٹ تقریر کے لئے مقرر ہوئے۔ ڈیڑھ گھنٹہ کی مختصر گفتگو نے حاضرین پر مرزائی مذہب کی حقیقت کھول دی۔ مرزا احمد بیگ صاحب اپنے غصہ کو ضبط نہ کر سکے۔ انہوں نے عبداللطیف کو کہا کہ اثبات دعویٰ کے لئے تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔ ورنہ ہمارا اور اپنا وقت ضائع نہ کرو۔ عبداللطیف اپنی ہر تقریر میں اپنے ایک دعویٰ کی تائید میں دوسرا دعویٰ اور دوسرے دعوے کی تائید میں تیسرا دعویٰ پیش کرتا گیا۔ خاکسار نے اس کی تمام تقاریر میں ۲۶ دعویٰ شمار کئے۔ مگر اپنے کسی دعوے کی تائید ایک دلیل بھی پیش نہ کر سکا۔ بعد ازاں پبلک کے لئے اولالہال میں مناظرہ قرار پایا۔ خاکسار نے عبداللطیف کی تمام شرائط تسلیم کر لیں۔ شام کو سید علی شاہ صاحب کو رقعہ بھیجا گیا کہ عبداللطیف کو کل صبح دس بجے اولالہال میں پیش کریں۔ اس کی تمام شرائط منظور ہیں۔ رات کے گیارہ بجے سید علی شاہ صاحب کا رقعہ موصول ہوا۔ جو کہ درج ذیل ہے۔

جناب عبداللہ صاحب!

السلام علیکم! آپ کا رقعہ موصول ہوا۔ مولوی محمد لطیف صاحب تو رنو چکر ہو گئے۔ بڑی خوشی کی بات ہوئی کہ مولانا صاحب یہاں پر تشریف لائے اور ہم سب پر حالات ظاہر ہو گئے۔ میں انشاء اللہ ۹ یا ساڑھے نو بجے حاضر ہوں گا۔ کیونکہ اتوار کے دن مجھے فرصت بہت کم ہوتی ہے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ مولانا کا لیکچر ہوگا۔ جس سے مسلمانوں کو ہدایت ہو جائے گی۔ امید ہے کہ مولوی صاحب یہاں پر دو تین روز ٹھہریں گے اور قادیانیوں کے جال میں پھنسنے سے لوگ بچ

جائیں گے۔ یہ بات مجھے
ہیں؟ پہلے یہ ثابت کرنا ہو
دوسرے دن بہ
پر خاکسار کی ازہائی گھنٹہ تقم
چودھواں معرکہ! لکھ
یہ مناظرہ ۱۳
طرف سے مولانا محمد نصیر
جملہ انتظامات کئے۔ لکھ
اشخاص صراط مستقیم سے
فرائض سرانجام دیئے۔
ساتھ مناظرہ ہوا۔ دل
زبردست دلائل نے
علی محمد قادیانی کے ساتھ
کے لئے جلسہ گاہ میں
کہ مرزائی مناظرہ سو
کسوف و خسوف ہوگا
قول پیش کیا۔ تحصیل
مرزائی مناظرہ مہبت
اور مناظرہ کا اختتام
لکھنا
دامانی، مولوی محمد مس
میانوی کی زبردست
وزور کامیاب نمبر
خدا بخش پٹواری۔
پندرہواں معر
مورہ

ہے۔ اقوال بزرگان کا لفظ لکھ دینا ہی کافی ہے۔
ہے دوں گا۔ آپ کو اختیار ہے کہ قرآن مجید
جو بیس ہزار صحابہ میں سے کسی صحابی کا فرمان
مفسرین سے کسی مفسر کی تفسیر اور سلاسل اربعہ
ی شیخ کا قول پیش کر سکتے ہیں۔

سے لئے صرف یہ نام کافی نہیں ہیں۔ اقوال

فرمایا کہ شرائط کی بحث فی الحال ملتوی رکھی
دیانی پر اس وقت ذیہ گھنٹہ مناظرہ رہے۔
وہ پر آمادگی ظاہر کی۔ جناب مرزا احمد بیگ
ہندوہ منٹ تقریر کے لئے مقرر ہوئے۔
حقیقت کھول دی۔ مرزا احمد بیگ صاحب
کہ اثبات دعویٰ کے لئے تمہارے پاس کوئی
و۔ عبد اللطیف اپنی ہر تقریر میں اپنے ایک
میں تیسرا دعویٰ پیش کرتا گیا۔ خاکسار نے
ی دعویٰ کی تائید ایک دلیل بھی پیش نہ
نزار پایا۔ خاکسار نے عبد اللطیف کی تمام
یا کہ عبد اللطیف کو کل صبح دس بجے اولالہال
کے گیارہ بجے سید علی شاہ صاحب کا رقعہ

مدلطیف صاحب تو رنچو چکر ہو گئے۔ بڑی
ئے اور ہم سب پر حالات ظاہر ہو گئے۔
کے دن مجھے فرصت بہت کم ہوتی ہے۔
مانوں کو ہدایت ہو جائے گی۔ امید ہے
نیوں کے جال میں پھنسنے سے لوگ بچ

جائیں گے۔ یہ بات مجھے پسند ہوئی جب مولوی صاحب نے کہا کہ مرزا قادیانی مسلمان بھی
ہیں؟ پہلے یہ ثابت کرنا ہوگا۔ از حد آداب، آپ کا دعا گو! سید علی شاہ!
دوسرے دن بمقام اولالہال شامدار جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ختم نبوت و صداقت اسلام
پر خاکسار کی از حالی گھنٹہ تقریر ہوئی۔

چودھواں معرکہ! لکھانوالی ضلع سیالکوٹ

یہ مناظرہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ اپریل ۱۹۳۳ء کو خاکسار کی عدم موجودگی میں ہوا۔ حزب الانصار کی
طرف سے مولانا محمد نصیر الدین صاحب گوی و مولوی عبدالرحمن صاحب میانوی نے مناظرہ کے
جملہ انتظامات کئے۔ لکھانوالی کے علاقہ میں مرزائیوں کی تبلیغی سرگرمیاں زوروں پر تھیں۔ کئی
اشخاص صراط مستقیم سے مذہب ہو چکے تھے۔ مولانا محمد مسعود صاحب الہزی نے صدارت کے
فرائض سرانجام دیئے۔ حیات مسیح پر مولانا حافظ محمد شفیع صاحب سکھتروی کا دل محمد قادیانی کے
ساتھ مناظرہ ہوا۔ دل محمد مسلمانوں کے دلائل کا جواب دینے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ مولانا کے
زبردست دلائل نے ان کا ناطقہ بند کر دیا۔ دعاوی مرزا پر مولانا ابوالقاسم محمد حسین صاحب کا مولوی
علی محمد قادیانی کے ساتھ فیصلہ کن مناظرہ ہوا۔ سب انسپکٹر صاحب پولیس و تحصیلدار صاحب انتظام
کے لئے جلسہ گاہ میں موجود تھے۔ مولانا نے مبلغ پانچ روپیہ تحصیلدار صاحب کے حوالہ کر دیا اور کہا
کہ مرزائی مناظر رسول اللہ ﷺ کا فرمان کسی صحیح حدیث سے دکھا دے کہ مہدی کے زمانہ میں
کسوف و خسوف ہوگا۔ تو یہ انعام اس کے حوالہ کر دیا جائے۔ دل محمد نے دارقطنی سے محمد ابن علی کا
قول پیش کیا۔ تحصیلدار صاحب نے دریافت کیا کہ کیا یہ محمد رسول اللہ ﷺ کا قول ہے۔ اس پر
مرزائی مناظر مہبوت ہو گیا۔ مولانا ابوالقاسم صاحب نے مرزائیوں کے تمام دلائل توڑ کر رکھ دیئے
اور مناظرہ کا اختتام نہایت خیر و خوبی کے ساتھ ہوا۔

لکھانوالی میں مولانا ابوسعید محمد شفیع صاحب خوشابی، مولوی محمد اسماعیل صاحب
دامانی، مولوی محمد مسعود صاحب الہزی، مولانا نصیر الدین صاحب گوی، مولوی عبدالرحمن صاحب
میانوی کی زبردست تقاریر نے مرزائیت کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اب اس علاقہ میں مرزائیوں کا دجل
وزور کامیاب نہیں ہو سکتا۔ لکھانوالی کے مناظرہ کا تمام اہتمام و مصارف وغیرہ کا ذمہ چوہدری
خدا بخش پنواری نے کیا تھا۔ جس کے لئے جملہ مسلمانان علاقہ کو شکر گزار ہونا چاہئے۔

پندرہواں معرکہ! میعاوی (تحصیل نارووال)

موری ۱۲، ۱۵، ۱۶ مئی ۱۹۳۳ء بمقام میعاوی تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ خاکسار کی

صدارت میں مرزائیوں کے ساتھ شاندار مناظرہ ہوا۔ مرزائیوں کی طرف سے مولوی ظہور الحسن و مولوی عبدالغفور مولوی دل محمد نے مناظرہ کیا۔ مولوی غلام رسول آف راجیکے بھی ان کی امداد کے لئے وہاں موجود تھا۔ ہر سہ (۳) مسائل پر دو روز مناظرہ ہوا۔ اسلامی مناظرہ مولانا حافظ محمد شفیع صاحب سکھتروی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور مرزائے قادیانی کا کاذب و مفتری ہونا ثابت کیا۔ مولوی غلام رسول صاحب مجاہد موضع گلہ بہاراں نے مسئلہ ختم نبوت پر مرزائی مناظرہ دل محمد کو جواب و ساکت کیا۔ مرزائی معلمین کو قادیان میں بے حیائی کی وڈھٹائی کی تعلیم دی جاتی ہے اور وہ اس فن میں کامل ماہر ہو جاتے ہیں۔ ورنہ اگر ان میں حیاء کا مادہ موجود ہوتا تو کبھی مناظروں میں شامل نہ ہوتے۔

برق آسمانی بر خرمن قادیانی

جلد دوم..... دلائل و براہین

مناظروں میں جس قدر دلائل فریقین کی طرف سے پیش ہوئے ان کی تفصیل کے لئے یہ مختصر کتاب کافی نہیں ہو سکتی۔ تقاریر کی مکمل یادداشتیں ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ چونکہ مناظروں میں دلائل کا تکرار ہوتا رہا ہے۔ اس لئے تمام دلائل یکجا شائع کئے جاتے ہیں۔ یہ مجموعہ درمرزائیت کے لئے مرزائیوں کی پاکٹ بک کا بہترین جواب ثابت ہوگا اور منصف مزاج اور سلیم الفطرت انسانوں کے لئے ہدایت و رہنمائی کا باعث ہوگا۔ اس میں تین باب ہیں۔ باب اول در اثبات حیات مسیح علیہ السلام، باب دوم ختم نبوت، باب سوم در ابطال دعاوی مرزائے قادیان۔ ہر باب میں اسلامی مناظروں کے دلائل مرزائیوں کے اعتراضات نیز مرزائیوں کے پیش کردہ دلائل اور جو جوابات اسلامی مناظروں نے دئے تھے ان کا خلاصہ درج کیا گیا ہے۔

باب اول..... حیات مسیح علیہ السلام

پہلی دلیل

اسلامی مناظر: ”وقولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وما قتلوه وما صلیبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فیہ لفی شک منه مالہم بہ من علم الاتباع الظن وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً (نساء: ۱۵۸)“ اور (یہود کے) اس کہنے کی وجہ سے کہ قتل کیا۔ ہم نے مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا۔ (حالانکہ انہوں نے) نہ ان کو قتل کیا

اور مرزائیوں کی طرف سے مولوی ظہور الحسن
کی غلام رسول آف راجیکے بھی ان کی امداد کے
ناظرہ ہوا۔ اسلامی مناظر مولانا حافظ محمد شفیع
ت اور مرزائے قادیانی کا کاذب و مفتری ہونا
راں نے مسئلہ ختم نبوت پر مرزائی مناظر دل
میں بے حیائی کی وہ ہٹائی کی تعلیم دی جاتی
اگر ان میں حیاء کا مادہ موجود ہوتا تو کبھی

قادیانی ویراہین

سے پیش ہوئے ان کی تفصیل کے لئے
بے پاس محفوظ ہیں۔ چونکہ مناظروں میں
کئے جاتے ہیں۔ یہ مجموعہ مرزائیت کے
وگا اور منصف مزاج اور سلیم الفطرت
سائین باب ہیں۔ باب اول در اثبات
ال دعاوی مرزائے قادیان۔ ہر باب
نیز مرزائیوں کے پیش کردہ دلائل اور
کیا گیا ہے۔

لیہ السلام

یح عیسیٰ ابن مریم رسول
ان الذین اختلفوا فیہ لفی
وہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ
بود کے) اس کہنے کی وجہ سے کہ قتل
علائکہ انہوں نے) نہ ان کو قتل کیا

اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا۔ لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ ان کے بارہ میں اختلاف کرتے
ہیں وہ غلط خیال میں ہیں۔ ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں۔ بجز تھمینی باتوں پر عمل کرنے کے
اور انہوں نے ان کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ
بڑے زبردست حکمت والے ہیں۔

اول: ان آیات میں خداوند کریم نے یہود کے عقائد باطلہ کا رد فرماتے ہوئے ان کے
زعم قتل مسیح کا رد فرمایا اور قتل مسیح کے بجائے رفع مسیح کا اثبات کیا۔ رفع اجسام میں حقیقی طور پر اوپر کی
طرف انتقال مکانی مراد ہوتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے۔ ”رفع ابویہ علی العرش
(یوسف: ۱۰۰)“ نیز ما قتلوه وما صلیبوه وما قتلوه یقیناً میں تینوں ضمیریں منصوب
متصل ہیں ان کا مرجع اسج ہے۔ جس پر بزعم یہود قتل کا وقوع ہوا ہے اور یہ امر واضح ہے کہ قتل کے
قابل زندہ انسان ہوتا ہے نہ فقط روح یا جسم۔ پس رفع جس چیز کا ہوا وہ اسج یعنی وہ زندہ انسان کی
روح و جسم میں یہود بذریعہ قتل جدائی کرنا چاہتے تھے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ
السلام زندہ بحسدہ العصری اٹھائے گئے۔ مرزائیوں کو یہ تسلیم ہے کہ جس چیز کا رفع ہوا وہ آسمان
کی طرف ہوا۔

جیسے مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص ۲۶۳، خزائن ج ۳ ص ۲۳۳) پر لکھتے ہیں کہ: ”صریح اور
بدیہی طور پر سیاق و سباق قرآن مجید سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد
ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔“ پس جب ہم نے ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کا رفع جسم مع الروح ہوا۔ مرزائی تصدیق و اقرار کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی
طرف اٹھائے گئے۔

مرزائی مناظر: بل رفعہ اللہ الیہ میں رفع روحانی مراد ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ کسی کا
رفع کرتے ہیں تو اس سے رفع روحانی مراد ہوتا ہے۔ جیسے ”یرفع اللہ الذین امنوا منکم
والذین اوتوا العلم درجات (المجادلہ: ۱۱)“ اور ”فی بیوت اذن اللہ ان ترفع
(نور: ۳۶)“ میں درجات کا رفع مراد ہے۔ کیا انہوں سمیت مکان اٹھایا جاتا ہے۔ کیا سب
ایماندار آسمان پر اٹھائے جاتے ہیں۔ (لسان العرب ج ۵ ص ۲۶۸) میں ہے کہ: ”وفی اسماء اللہ
تعالیٰ الرافع هو الذی یرفع المومن بالاسعاد واولیائہ بالتقرب“ اس کے سوا
اور کوئی معنی خدا تعالیٰ کے نام رافع کے نہیں۔ جبکہ مفعول ذی روح انسان ہو اور رفع کا فاعل خدا
تعالیٰ ہو۔ پس مسیح کے لئے بھی رفع روحانی ثابت ہوتا ہے۔

اسلامی مناظر: (تاج العروس نزع قاموس ج ۱ ص ۱۷۱) میں مذکور ہے کہ: ”امام راغب نے مفردات میں لکھا ہے کہ لفظ رفع جب ایسے اجسام میں مستعمل ہو کہ وہ اجسام زمین پر موجود ہوں تو اس وقت رفع سے مراد زمین سے اٹھالینا ہوگا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل پر کوہ طور زمین سے اٹھا کر کھڑا کیا گیا۔ ”ورفعنا فوقکم الطور۔ (البقرة: ۶۳)“ تاکہ وہ شرارت سے باز آجائیں قرآن مجید میں دوسری جگہ ہے ”رفع السموات بغیر عمد (الرعد: ۲)“ کہ آسمان بغیر ستونوں کے کھڑا کر دیا اور اگر لفظ رفع تعمیرات میں مستعمل ہو تو اس وقت تطویل بناء مراد ہوگی۔ جیسے کہ ”اذیرفع ابراہیم القواعد من البيت (البقرة: ۱۲۷)“ اور اگر اس کا متعلق ذکر یا درجہ ہو تو اس وقت اس سے رفع مراتب مراد ہوگا۔ جیسے ”ورفعنا لک ذکرك (الم نشرح: ۴)“ اور دوسری جگہ پر ہے۔ ”رفعنا بعضهم فوق بعض درجات (ذخرف: ۳۲)“، یعنی بعض کو بعض پر فضیلت۔ اس سے ظاہر ہے کہ جس جگہ لفظ رفع کا مورد اور مفعول جسمانی شے ہو تو اس جگہ یقیناً رفع جسمانی مراد ہوگا اور اگر اس کا مفعول ذکر یا درجہ یا منزلت ہو تو اس وقت رفع مرتبہ مراد ہوگا۔ رفع روحانی یا عزت کی موت اس کا پتہ لغت عرب میں نہیں ملتا۔ قرآن مجید یا حدیث نبی کریم ﷺ میں یہ لفظ جب کبھی جسمانیات میں مستعمل ہوا ہے تو بلا کسی قرینہ صارفہ کے اس سے رفع جسمانی مراد لیا گیا ہے۔ آپ کے پیش کردہ نظائر بھی ہمارے مخالف نہیں و رفعنا مکانہا علیاً میں خود مکان علیاً قرینہ ہے۔ ”یرفع اللہ الذین امنوا (المجادلة: ۱۱)“ میں خود بلندی درجات کا ذکر ہے۔ ”فی بیوت اذن اللہ (نور: ۳۰)“ میں بیوت کا لفظ موجود ہے۔ آپ کوئی ایسی آیت دکھائیں جو قرآن سے خالی ہو اور جسم کا رفع اللہ تعالیٰ ہو اور اس سے رفع روحانی مراد ہو۔ آپ قیامت تک کوئی ایسی آیت پیش نہ کر سکیں گے۔ جس سے آپ کا مدعا ثابت ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی (صحیح البخاری ج ۱ ص ۵۴۹، باب الاسراء والمعراج ومشکوۃ ص ۵۲۷)“ اس میں رفع کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور مفعول ذی روح انسان ہے اور اس سے مراد جسمانی رفع ہے۔“

دوسری دلیل

اسلامی مناظر: ”ماقتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ“ میں کلمہ بل لایا گیا۔ زبان عرب میں لفظ بل جب نفی کے بعد آتا ہے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ مضمون سابق جس کی نفی کی گئی ہے۔ اس کے خلاف مضمون بل کے بعد بیان کیا گیا ہے اور اٹھالینا قتل کے منافی جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب زندہ مع جسم اٹھالینا مراد لیا جائے۔ ورنہ مرتبہ کا بلند کرنا جیسا کہ مرزائی کہتے

ہیں۔ قتل کے منافی ہرگز نہیں بل خدا میں قتل ہوئے۔ جیسے قرآن عمران: ۲۱) ”اور قتلہم“ خلاف نہیں بل قتل کے ذریعہ میں بل ابطالیہ کہتے ہیں۔ جو اسح اور صفت مثبۃ رفع اسح درمیان تنافی و ضدیت ہو۔ بل عباد مکرمون (اب اگر رفع اسح کے معنی شہداء یعنی خدا کے راہ میں جاتیں ہیں۔ پس قتل اور راز ہوگی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ز بھی کوئی مرزائی مناظر اس تیسری دلیل

اسلامی مناظر: قلب میں ہو جب تحقیق مخاطب کا اعتقاد برعکس خداوندی میں مقرب ہو رفع روحانی مراد لینا کسی اٹھایا جانا ثابت ہوتا ہے اور کوئی غلط جواب بھی چوتھی دلیل

اسلامی: تاکید اور باطل کی تردید اسلام کی زندگی کے مت عمران: ۲۳) قرآن مج

ہیں۔ قتل کے منافی ہرگز نہیں بلکہ قتل فی سبیل اللہ تو بلندی رتبہ کا بہترین ذریعہ ہے اور کئی انبیاء راہ خدا میں قتل ہوئے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے کہ: ”وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقِّ (آل عمران: ۲۱)“ اور ”فَقَتْلُهُمُ الْاَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقِّ (النساء: ۱۵۵)“ پس قتل ہونا شان نبوت کے خلاف نہیں بلکہ قتل کے ذریعہ مراتب بلند ہوتے ہیں۔ اس آیت میں جو کلمہ بل ہے اس کو کلام عرب میں بل ابطالیہ کہتے ہیں۔ جو صفت مثبتہ اور صفت مبطلہ کے درمیان واقع ہوا ہے۔ صفت مبطلہ قتل المسیح اور صفت مثبتہ رفع المسیح ہے اور بل ابطالیہ میں ضروری ہے کہ صفت مبطلہ اور صفت مثبتہ کے درمیان تثنائی وضدیت ہو۔ جیسے قرآن مجید میں ہے۔ ”وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا سُبْحَنَهُ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ (الانبیاء: ۲۶)“ اس جگہ ولدیت اور عبودیت میں تثنائی وضدیت ہے۔ اب اگر رفع المسیح کے معنی روحانی رفع کے لئے جائیں تو مطلق تثنائی اور ضدیت نہیں رہتی۔ کیونکہ شہداء یعنی خدا کے راہ میں مقتولین کی رو میں بھی عزت و احترام کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائی جاتیں ہیں۔ پس قتل اور روحانی رفع کا جمع ہونا ممکن ہے۔ اس لئے تثنائی وضدیت جب ہی متصور ہوگی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان کی طرف اٹھایا جانا تسلیم کیا جائے۔ آج تک کسی مناظرہ میں بھی کوئی مرزائی مناظر اس دلیل کا کوئی جواب پیش نہیں کر سکا۔

تیسری دلیل

اسلامی مناظر: ”ماقتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ“ میں قصر قلب ہے۔ قصر قلب میں بوجہ تحقیق اہل معانی یہ ضروری ہے کہ ایک وصف دوسرے وصف کو ملزوم نہ ہو۔ تاکہ مخاطب کا اعتقاد برعکس متکلم متصور ہو اور یہ بات نہایت صاف طور پر ظاہر ہے کہ جو مقتول بارگاہ خداوندی میں مقرب ہو اس کے قتل کے ساتھ رفع روحانی لازم ہے۔ پس بقاعدہ قصر قلب اس جگہ رفع روحانی مراد لینا کسی طرح جائز نہیں اور اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان کی طرف اٹھایا جانا ثابت ہوتا ہے۔ مرزائی مناظرین نے ہر جگہ اس دلیل کے جواب میں خاموشی سے کام لیا اور کوئی غلط جواب بھی پیش نہ کر سکے۔

چوتھی دلیل

اسلامی مناظر: قرآن مجید اہل کتاب کے باہمی تنازعات کا فیصلہ کرتا ہے۔ حق کی تاکید اور باطل کی تردید کرتا ہے۔ وہ تفصیل لکھل ششی ہے۔ یہود و نصاریٰ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کے متعلق اختلاف تھا۔ قرآن کے نزول کا ایک مقصد لی حکم بینہم ہے (آل عمران: ۲۳) قرآن مجید نے اس اختلاف کا فیصلہ فرما دیا ہے۔ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ: ”اَنَا قَتَلْنَا

میں (۱۷۱) میں مذکور ہے کہ: ”امام راعب المستعمل ہو کہ وہ اجسام زمین پر موجود ہوا کہ بنی اسرائیل پر کوہ طور زمین سے (سفرہ: ۶۳)“ تاکہ وہ شرارت سے باز بغیر عمد (الرعد: ۲)“ کہ آسمان مستعمل ہو تو اس وقت تطویل بناء مراد (البقرہ: ۱۲۷)“ اور اگر اس کا متعلق ”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الم)“ ضہم فوق بعض درجات ہر ہے کہ جس جگہ لفظ رفع کا مورد اور اگر اس کا مفعول ذکر یا درجہ یا منزلہ اس کا پتہ لغت عرب میں نہیں ملتا۔ ت میں مستعمل ہوا ہے تو بلا کسی قرینہ کردہ نظر بھی ہمارے مخالف نہیں ”يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِبَيِّنَاتٍ مِّنَ اللَّهِ (نور: ۳۶)“ تر آئن سے خالی ہو اور جسم کا رفع کی ایسی آیت پیش نہ کر سکیں گے۔ نعت الی سدرۃ المنتہی شکوہ ص ۵۲۷)“ اس میں رفع مراد جسمانی رفع ہے۔“

اللہ الیہ“ میں کلمہ بل لایا گیا۔ ہے کہ مضمون سابق جس کی نفی کی اٹھایا قتل کے منافی جب ہی کا بلند کرنا جیسا کہ مرزائی کہتے

المسیح “ہم نے مسیح کو قتل کر دیا اور عیسائیوں کا دعویٰ تھا کہ مسیح زندہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ قرآن مجید نے ماقبلوہ یقیناً فرما کر یہود کے عقیدہ کی بطلان ظاہر فرمائی۔ اگر نصاریٰ کا عقیدہ بھی باطل ہوتا تو قرآن مجید میں اس کی واضح تردید ہوتی۔ مگر قرآن مجید نے بل رفعہ اللہ الیہ فرما کر ان کے عقیدہ کی تائید کر دی۔ اس سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ بحسدہ العصری آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ مرزائیوں نے اس دلیل کا بھی کسی منظرہ میں کوئی جواب نہیں دیا۔

پانچویں دلیل

اسلامی مناظر: رفع اس وقت ہوا کہ جب یہود قتل کرنا چاہتے تھے۔ قتل مسیح کی بجائے قرآن سے رفع مسیح ثابت ہے۔ اگر رفع کے معنی عزت کی موت یا رفع روحانی لئے جائیں تو یہود سچے قرار دیئے جاسکتے ہیں اور معاذ اللہ کلام خدا کی سچائی ثابت نہیں ہوتی۔ موت کا سامان وہی تھا جو یہودیوں نے تیار کر رکھا تھا۔ اس سے یہودیوں کا دعویٰ قتل مسیح ثابت ہوتا ہے۔ پس رفع سے مراد عزت کی موت لینا کسی طرح جائز نہ نہیں۔

مرزائی اس کے جواب میں بھی ساکت و صامت رہے۔

۱۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح نے سولی پر جان دے دی۔ (یوحنا ۹، ۳۰۰) اور اس کے بعد تیسرے دن قبر سے جی اٹھا اور اپنے شاگردوں کے سامنے زندہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ (لوقا ۲۴، ۵۱) قرآن مجید نے مصلوبہ کے ذریعہ واقعہ صلیب کی نفی کی۔ ماقبلوہ فرما کر یہودیوں کے دعویٰ کا ابطال کیا اور رفع اللہ الیہ فرما کر زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کی تائید فرمائی۔ اسی طرح عیسائیوں کے مسئلہ کفارہ کی بھی تردید فرمائی۔ صلیب دیئے جانے کا انکار کر کے عیسائیوں کے بنیادی مسئلہ کفارہ کو رد فرمایا۔ مگر مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی گئی۔ مگر وہ وہاں مرے نہ تھے۔ بلکہ مثل مردہ ہو گئے تھے۔ مرزائیوں کا یہ عقیدہ قرآن وحدیث شہادت بائبل اور اہل کتاب کے عقیدہ کے بھی خلاف ہے۔ مرزا قادیانی (توضیح المرام ص ۱۱، روحانی خزائن ج ۳ ص ۵۱) پر لکھتے ہیں کہ ”مسلمانوں اور عیسائیوں کا کس قدر اختلاف کے ساتھ یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح اسی عصری وجود سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔“

۲۔ مرزائی کہتے ہیں کہ بائبل کے مطابق صلیبی موت سے مرنے والا لعنتی ہے۔ حالانکہ بائبل میں صرف یہ ہے کہ ”اگر کسی نے گناہ کیا جس سے اس کا قتل واجب ہے اور وہ مارا جائے اور تو اسے درخت پر لٹکاے تو اس کی لاش رات بھر درخت پر لٹکی نہ رہے۔ بلکہ تو اسی دن اسے گاڑ دے۔“ کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے وہ خدا کا ملعون ہے۔“ (استثناء ۲۲، ۲۱) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

چھٹی دلیل

اسلامی

ابن مزیم وامہ

ہے۔ اللہ کے کلام

کی ماں کو اور وہ ان

عیسائی

کے لئے حضور ﷺ

مسیح علیہ السلام کو

خدا نے دی تھی

آپ خدا ہوئے

آیت نازل ہوئے

نہیں رہتی۔ خط

تک خداوند کر

السلام فوت ہو

ہوتا کہ مسیح کو

الفاظ سے حیا

ماں کو بھی زند

کو بھی زندہ

مطابق حضر

(بقیہ حاشیہ گند

حکم موجود ہے

موت مارا۔

گروہ متفق

جانے کا تو

باطل عقائد

چھٹی دلیل

اسلامی مناظر: ”قل فمن يملك من الله شيئاً ان أراد ان يهلك المسيح ابن مريم وامه ومن في الارض جميعاً (مائتہ: ۱۷)“ کہہ دیجئے کہ کون اختیار رکھتا ہے۔ اللہ کے کلام میں اگر چاہے کہ ہلاک کر دے۔ مسیح ابن مریم کو اور (جیسے کہ ہلاک کر دیا) اس کی ماں کو اور وہ ان تمام لوگوں کو جو کہ زمین میں ہیں۔ ﴿﴾

عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام خود خدا ہیں۔ اس عقیدہ الوہیت کی تردید کے لئے حضور ﷺ سے کہا گیا ہے کہ آپ ان کو سمجھا دیجئے کہ اگر خدا تمام باشندگان زمین کو اور مسیح علیہ السلام کو مار ڈالے تو کون اس کا کچھ بگاڑ سکتا ہے اور جب حضرت مسیح کی والدہ کو موت خدا نے دی تھی تو اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام نے خدا کا کیا بگاڑ لیا تھا۔ مراد یہ ہے کہ اگر آپ خدا ہوتے تو ضرور مقابلہ کرتے۔ اس آیت سے یہ تو یقیناً ثابت ہو گیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تھی تو حضرت مسیح علیہ السلام اس وقت ضرور زندہ تھے۔ ورنہ یہ دھمکی درست نہیں رہتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی بجائے اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابھی تک خداوند کریم نے حضرت مسیح علیہ السلام کے مارنے کا ارادہ بھی نہیں کیا۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہوتے تو قرآن مجید میں الوہیت کو باطل ثابت کرنے کے لئے صاف درج ہوتا کہ مسیح کو ہم نے ہلاک کر دیا ہے۔ مگر اس جگہ ان ارادہ اگر خدا ارادہ ہلاکت کا کرے کے الفاظ سے حیات مسیح علیہ السلام ثابت ہے۔

مرزا کی مناظر: اسی آیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ماں کا بھی ذکر ہے۔ لہذا ماں کو بھی زندہ مانو۔ نیز من في الارض جميعاً کے مطابق مولوی صاحب کے دادا اور والد کو بھی زندہ مانو۔ گویا ابھی تک خدا نے کسی کی ہلاکت کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ آپ کے قول کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کے علاوہ ان کی والدہ اور تمام انسانوں کا زندہ ہونا ثابت ہوتا

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) اس میں صرف مجرم کا ذکر ہے۔ بے گناہ مصلوب کے لئے لعنتی ہونے کا حکم موجود نہیں۔ مرزائیوں کی تفسیر کے مطابق یہود کا یہ دعویٰ تھا کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو لعنتی موت مارا ہے۔ مگر مسیح کے ملعون ہونے کے نصاریٰ بھی قائل ہیں۔ (گنتیوں ۱۳، ۱۴) اس میں دونوں گروہ متفق ہیں۔ ان میں اختلاف صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان کی طرف اٹھائے جانے کا تھا۔ اس مقدمہ میں قرآن مجید نے نصاریٰ کی تائید کی اور باقی مسائل میں دونوں کے باطل عقائد کی تردید کر دی۔ (مواضع ۱۲)

ما کہ مسیح زندہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ قرآن لالت ظاہر فرمائی۔ اگر نصاریٰ کا عقیدہ بھی قرآن مجید نے بل رفعہ اللہ الیہ فرما کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ بحمدہ العصری بھی کسی مناظرہ میں کوئی جواب نہیں دیا۔

و قتل کرنا چاہتے تھے۔ قتل مسیح کی بجائے موت یارب روحانی لئے جائیں تو یہود بت نہیں ہوتی۔ موت کا سامان وہی تھا قتل مسیح ثابت ہوتا ہے۔ پس رفع سے

در ہے۔

دوے دی۔ (یوحنا ۳۰۰۹) اور اس کے سامنے زندہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ لیکن فی کی۔ مقلدہ فرما کر یہودیوں کے لئے جانے کی تائید فرمائی۔ اسی طرح جانے کا انکار کر کے عیسائیوں کے عیسائی علیہ السلام کو صلیب دی گئی۔ یہاں یہ عقیدہ قرآن وحدیث شہادت فی (توضیح المرام) اور روحانی خزائن ج ۳ اختلاف کے ساتھ یہ خیال ہے کہ

سے مرنے والا لعنتی ہے۔ حالانکہ واجب ہے اور وہ مارا جائے اور تو ہے۔ بلکہ تو اسی دن اسے گاڑ دے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہے۔ حالانکہ اس کا غلہ ہونا ظاہر ہے۔ نیز حرف شرط ان اس جگہ بمعنی اذ ہے۔ جو فعل مضارع کو ماضی بنا دیتا ہے۔

اسلامی مناظر: حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ ان کی والدہ کو بھی زندہ مان لینے سے عقائد اسلامیہ میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ ہمیں ان سے کوئی عداوت نہیں۔ لیکن اس آیت میں قد اهلك امہ فعل محذوف ہے اس کے نظائر قرآن مجید میں بکثرت ملتے ہیں۔ جیسے كذلك يوحى اليك والى الذين من قبلك (شوری: ۳) میں اوحى فعل محذوف ہے۔ ورنہ پہلوں کی طرف وحی اس وقت نہیں ہوتی تھی اور وامسحوا برؤسکم وارجلکم (مائدہ: ۶) کے درمیان واغسلوا فعل محذوف ہے۔ فاجمعوا امرکم وشرکاءکم (یونس: ۷۱) میں دراصل وادعوا شرکاءکم یعنی وادعوا فعل محذوف ہے۔ اوجز المسالك میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

من فسی الارض جميعا کے مطابق تمام باشندگان روئے زمین کو اکٹھا ہلاک کرنے کا خدا نے اب تک ارادہ نہیں کیا۔ آپ نے جميعا کے لفظ پر غور نہیں کیا۔ ان اگرچہ قد کا معنی دے سکتا ہے اور اذ کا معنی نہیں دیتا۔ مگر یہ کسی دلیل سے ثابت نہیں ہو سکتا کہ آیت کا بھی یہ معنی ہے کہ مسیح مر گئے اور ماں سمیت سارے مر گئے۔ کیونکہ ایک وقت معاسب کا مرجانا کسی تاریخ سے ثابت نہیں۔

ساتویں دلیل

اسلامی مناظر: ”ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران: ۱۴۴)“ ﴿نہیں ہیں محمد مگر پیغمبر تحقیق گذرے ہیں۔ پہلے آپ سے کئی پیغمبر﴾۔ ”ما المسيح ابن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل (مائدہ: ۷۵)“ ﴿نہیں ہیں مسیح ابن مریم مگر پیغمبر گذرے ہیں آپ سے پہلے کئی پیغمبر﴾۔

ان آیات میں صرف اسماء کا اختلاف ہے۔ جس طرح پہلی آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بوقت نزول آیت محمد ﷺ زندہ تھے۔ اسی طرح دوسری آیت سے بھی ظاہر ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام زندہ تھے۔ ورنہ اگر دوسری آیت سے وفات مسیح ثابت کی جائے۔ تو پہلی آیت کا نزول بھی بعد وفات نبی کریم ﷺ ماننا پڑے گا۔

مرزائی مناظر: آیت ”ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران: ۱۴۴)“ کے نزول کے وقت نبی کریم ﷺ زندہ تھے۔ اس لئے آپ کی زندگی ثابت

ہوتی ہے۔ مگر دوسری آیت سی دلیل ہے۔ ان آیات کا ہے اور خلت کا معنی ہے فوت ہو چکے تھے۔

اسلامی مناظر: نے بمقتضائے عربیت یہ کے وقت حضور علیہ السلام ہونے کے وقت حضرت اسماء مختلف ہیں۔ خلت مرزا قادیانی

ج ۷ ص ۸۹) میں اس الدین نے جو مرزا بیوا کے مقابلہ میں اس کا تر

اخبار بدر ہے کہ ”لفظ جمع کا بعض سے ہوتی ہے آٹھویں دلیل اسلامی

کریم فرماتا ہے کہ وفصاحت و بلاغت کلام کرنا کوئی بڑا حضرت مسیح علیہ السلام معلوم ہوتا ہے کہ تھا۔ ”قالوا“ حالت شیر خوار

ان اس جگہ بمعنی اذ ہے۔ جو فعل مضارع کو

کے ساتھ ان کی والدہ کو بھی زندہ مان لینے
ان سے کوئی عداوت نہیں۔ لیکن اس
لفظ قرآن مجید میں بکثرت ملتے ہیں۔
ملك (شوری: ۳) میں اوحی فعل
تی تھی اور وامسحوا برؤسکم
محذوف ہے۔ فاجمعوا امر کم
کاء کم یعنی وادعوا فعل محذوف

باشندگان روئے زمین کو اکٹھا ہلاک
ہا کے لفظ پر غور نہیں کیا۔ ان اگرچہ
سے ثابت نہیں ہو سکتا کہ آیت کا
کیونکہ ایک وقت معا سب کا مرجانا

خلت من قبلہ الرسل (آل
پہلے آپ سے کسی پیغمبر۔ ﴿ما
ل (مائتہ: ۷۵)﴾ نہیں ہیں

رج پہلی آیت سے ثابت ہوتا
یت سے بھی ظاہر ہے کہ اس
ورندہ اگر دوسری آیت سے
﴿ما﴾ ماننا پڑے گا۔

خلت من قبلہ الرسل
ل لئے آپ کی زندگی ثابت

ہوتی ہے۔ مگر دوسری آیت کے نزول کے وقت مسیح علیہ السلام کو زندہ ماننے کی آپ کے پاس کون
سی دلیل ہے۔ ان آیات سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ الرسل میں الف لام استغراق
کا ہے اور خلث کا معنی ہے مر گئے۔ پس اس کا ترجمہ یہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ سے پہلے سب رسول
فوت ہو چکے تھے۔

اسلامی مناظر: آپ میری تقریر کو نہیں سمجھے اور نہ ہی طرز استدلال پر غور کیا ہے۔ میں
نے بمقتضائے عربیت یہ بات ثابت کی ہے کہ جیسا کہ (ما محمد الا رسول) آیت کے نزول
کے وقت حضور علیہ السلام کا زندہ ہونا ضروری ہے۔ ایسا ہی ماسیح ابن مریم (لا آیت) کے نازل
ہونے کے وقت حضرت مسیح علیہ السلام کا زندہ ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ دونوں آیتوں میں صرف
اسماء مختلف ہیں۔ خلث کے معنی فوت ہو گئے۔ کرنا اور الف لام کو استغراقی بنانا۔

مرزا قادیانی کی تصریح کے برخلاف ہے۔ مرزا قادیانی نے (جنگ مقدس ص ۷، خزائن
ج ۶ ص ۸۹) میں اس کے معنی یوں کئے ہیں۔ ”اس سے پہلے رسول بھی آتے رہے۔“ نیز حکیم نور
الدین نے جو مرزائیوں میں علم و فضل کے لحاظ سے سب سے افضل تھے۔ انہوں نے عیسائیوں
کے مقابلہ میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔ ”پہلے اس سے بہت رسول آچکے۔“

(فصل الخطاب ج ۱ ص ۲۵ حاشیہ)

اخبار بدر ج ۱۳ نمبر ۱۲، ۲۲ مئی ۱۹۱۳ء ص ۱۴ پر مولوی نور الدین خلیفہ مرزا کا ارشاد
ہے کہ ”لفظ جمع کا ہو تو اس سے مراد کلہم اجمعون نہیں ہوگا۔ جب تک کہ تصریح نہ ہو۔ بلکہ مراد
بعض سے ہوتی ہے۔“

آٹھویں دلیل

اسلامی مناظر: ”ویکلم الناس فی المهد وکھلا (آل عمران: ۶۶)“ خداوند
کریم فرماتا ہے کہ مسیح لوگوں سے گہوارہ اور سن کہولت (بڑی عمر میں) کلام کریں گے۔ کلام مجید
وفصاحت و بلاغت سے مملو ہے۔ اس میں کوئی بات ایسی درج نہیں جو بے معنی ہو۔ کہولت میں
کلام کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ ہمیشہ ہر شخص چھوٹی اور بڑی عمر میں کلام کیا کرتا ہے۔ اس میں
حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے کوئی خاص فضیلت پائی نہیں جاتی۔ قرآن کریم میں تذکرہ کرنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ سن کہولت کا کلام بھی اسی طرح کا خارق عادت ہوگا۔ جس طرح گہوارہ کا کلام
تھا۔ ”قالوا کیف نکلم من کان فی المهد صبیا (مریم: ۲۹)“ یہود نے حضرت مسیح کی
حالت شیر خوارگی میں کلام کرنا تسلیم نہیں کیا تھا اور حضرت مریم علیہا السلام سے کہا تھا کہ ہم گہوارہ

میں شیرخوار بچے سے ایسے کلام کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارہ سے جواب دیا تھا۔ ”قال انسی عبد اللہ (مریم: ۳۰)“ جس طرح کلام مہد بطور اعجاز تھا۔ اسی طرح آخری زمانہ میں آسمان نے نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام خرق عادت میں داخل ہوگا۔ جس طرح یہود نے مہد میں بچے کے کلام پر اظہار تعجب کیا تھا۔ اسی طرح زمانہ حال کے متبعین یہود کہتے ہیں کہ مسیح اتنے سو سال کیسے زندہ رہ سکتا ہے اور اتنے سو سال کے بعد نازل ہو کر دنیا میں کیا کام کر سکتا ہے۔ بقول قائلین وفات مسیح ۳۳ سال میں واقعہ صلیبی پیش آیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا رفع سن کہولت سے پہلے ہوا۔ لہذا اس آیت سے حیات مسیح علیہ السلام ثابت ہے۔ ورنہ مرزائی ان کے بڑھاپے کا کلام بھی دکھائیں۔

مرزائی مناظر: مجمع البحار میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سن کہولت گذار چکے ہیں۔ اس لئے آپ کا دعویٰ باطل ہے۔

اسلامی مناظر: مجمع البحار کی عبارت پڑھنے میں خیانت کی ہے۔ مجمع البحار میں ہے کہ: ”ویکلم الناس فی المهد وکھلا بالوحی والرسالة واذ نزل من السماء فی سورة ابن ثلث وثلثین (مجمع البحار ج ۴ ص ۵۸)“ اگر آپ کے نزدیک ۳۳ سال کی زندگی کہولت کی ہے تو آپ ان کا اعجازی کلام اس عمر میں ثابت کریں۔

نویں دلیل

اسلامی مناظر: ”وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته (نساء: ۱۵۹)“ اور نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب (یہود) میں سے مگر ایمان لے آئے گا۔ اس (عیسیٰ علیہ السلام) پر پہلے اس (عیسیٰ علیہ السلام) کی موت کے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ ”نبشده هیچ کس از اهل کتاب الا البتہ ایمان آورد بعیسی پیش از مردن عیسی“

یہ آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر روشن دلیل ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ جب اس وقت کے تمام اہل کتاب ان کی زندگی میں ان پر ایمان لائیں گے۔ چونکہ ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو نازل ہوئے ہیں اور نہ سب یہود آپ کی رسالت پر ایمان لائے ہیں۔ اس لئے آپ کی وفات بھی واقع نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس آیت میں صریح طور پر آپ کی موت

۱۔ مرزا قادیانی کے خلیفہ اول حکیم نور الدین نے اپنی کتاب فصل الخطاب ج ۲ ص ۷۲ حاشیہ میں اس آیت کے بھی یہی معنی کئے ہیں۔

سے پہلے ان امور کا واقع ہونا
کو استقبال کے ساتھ خاص
ہیں۔ کیونکہ سیاق کلام اسی کو
نزع کی حالت میں لایا گیا
مریم علیہ السلام ہی ہو سکتے
مرزائی مناظر

کی موت مراد ہے
لنهد ینھم سنہم
کرنے والے کسی
مسلمان ہو جانا عقلاً

والبغضاء الی یوم القیامہ
باہم دشمن رہیں گے۔ نیز ضمیر مر
اسلامی مناظر نم

محمد ابن علی کرم اللہ وجہہ نے ان
سے پہلے ان کو پورا انکشاف

برحق تھے اور وہ زندہ ہیں اور کچھ
یا مجوسی کو نہیں چھوڑیں گے۔

ہوتا اور آیت والذین جلا
ہے اور جزا ہمیشہ شرط سے مراد

بانی عداوت کا الی یوم القیمہ
ارسل رسولہ بالہدی
مرزا قادیانی

مسیح موعود کے وقت میں ہ
جمع ہو سکتے ہیں۔ جیسے مرزا

ہے۔ مگر مرزا پر دونوں گردوں
جریر حدثنی

بہ السلام نے گہوارہ سے جواب دیا تھا۔ ”قال
بدلطورا عجا ز تھا۔ اسی طرح آخری زمانہ میں
ام خرق عادت میں داخل ہوگا۔ جس طرح
طرح زمانہ حال کے قبعین یہود کہتے ہیں
کے بعد نازل ہو کر دنیا میں کیا کام کر سکتا
پیش آیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح
ن سے حیات مسیح علیہ السلام ثابت ہے۔

ت عیسیٰ علیہ السلام کن کہولت گذار چکے

میں خیانت کی ہے۔ مجمع البحار میں ہے
رسالة واذا نزل من السماء فی
(۴۵) ”اگر آپ کے نزدیک ۳۳ سال
ثابت کریں۔

الالیؤمنن بہ قبل موتہ
میں سے مگر ایمان لے آئے گا۔ اس
کے۔

لے کرتے ہیں۔ ”نباشد ہیچ
نی از مردن عیسیٰ“

ن دلیل ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے
ایمان لائیں گے۔ چونکہ ابھی تک
آپ کی رسالت پر ایمان لائے
ت میں ضریح طور پر آپ کی موت
اکتاب فصل الخطاب ج ۲ ص ۷۲

سے پہلے ان امور کا واقع ہونا ضروری ہے۔ لیؤمنن میں نون تاکید ہے اور نون تاکید مضارع
کو استقبال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے اور ضمیر بہ اور موت بہ ہر دو کا مرجع عیسیٰ بن مریم علیہ السلام
ہیں۔ کیونکہ سیاق کلام اسی کو چاہتا ہے۔ اگر موتہ کی ضمیر کا مرجع کتابی کا اقرار کر دیا جائے تو جو ایمان
نزع کی حالت میں لایا جائے وہ شریعت میں معتبر نہیں ہوتا۔ لہذا ہر دو ضمیروں کا مرجع عیسیٰ ابن
مریم علیہ السلام ہی ہو سکتے ہیں۔

مرزائی مناظر: بیضاوی میں قرأت قبل موتہم کا ذکر ہے۔ جس میں ثابت ہے کہ کتابی
کی موت مراد ہے۔ نون تاکید سے ہمیشہ استقبال مراد لینا جائز نہیں۔ ”والذین جاہدوا فینا
لنہدینہم سبلنا“ (عنکبوت: ۶۹) کا آپ کیا ترجمہ کریں گے۔ کیا خدا کے راستہ میں کوشش
کرنے والے کسی آئندہ زمانے میں ہدایت یافتہ بنیں گے۔ نیز قیامت سے پہلے تمام لوگوں کا
مسلمان ہو جانا عقلاً و نقلاً ممکن نہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ ”فماغرینا بینہم العداوة
والبغضاء الی یوم القیامة (مائدہ: ۱۴)“ اس سے ثابت ہے کہ قیامت تک یہود و نصاریٰ
باہم دشمن رہیں گے۔ نیز ضمیر موتہ کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دینا صحیح نہیں۔

اسلامی مناظر: موتہم والی قرآۃ شاذہ ہے۔ جو قرأت متواترہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔
محمد ابن علی کرم اللہ وجہہ نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ جو بھی اہل کتاب ہیں۔ اپنی موت
سے پہلے ان کو پورا انکشاف ہو جاتا ہے اور تصدیق کرتے ہیں کہ واقعی حضرت مسیح علیہ السلام نبی
برحق تھے اور وہ زندہ ہیں اور پھر اخیر زمانہ میں نازل ہو کر اسلام کی خدمت کریں گے اور کسی یہودی
یا مجوسی کو نہیں چھوڑیں گے۔ (درمنثور ج ۲ ص ۲۳۱) لہذا اس قرأت سے بھی مرزائیوں کا مدعا پورا نہیں
ہوتا اور آیت والذین جاہدوا (الآیہ) میں الذین حرف موصلات سے ہے۔ جو متضمن شرط
ہے اور جزا ہمیشہ شرط سے متاخر ہوتی ہے۔ لہذا نون تاکید کا معنی اپنے محل پر واقع ہے۔ یہودی
باہمی عداوت کا الی یوم القیمة سے مراد طویل زمانہ ہے۔ ورنہ یہ آیت متعارض ہوگی۔ ”ہو الذی

ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ (توبہ: ۳۳)“
مرزا قادیانی (چشمہ معرفت ص ۸۳، خزائن ج ۲ ص ۹۱) پر لکھتے ہیں کہ: ”عالمگیر غلبہ اسلام
مسیح موعود کے وقت میں ہوگا۔“ نیز ایمان اور عداوت باہمی میں منافات نہیں ہے۔ دونوں باہم
جمع ہو سکتے ہیں۔ جیسے مرزائیوں کے دونوں گروہوں لاہوری و قادیانیوں میں باہمی عداوت موجود
ہے۔ مگر مرزا پر دونوں گروہ ایمان رکھتے ہیں۔ تفسیر (ابن کثیر ج ۲ ص ۳۰۱) پر ہے۔ ”وقال ابن
جریر حدثنی یعقوب حدثنا ابورجاء عن الحسن وان من اهل الكتاب

الایؤمنن به قبل موته قال نبل موت عیسی واللہ انہ لحدی الان عنداللہ
ولکن اذا نزل امنوا به اجمعون“ پس رئیس المفسرین حضرت حسن کا یہ فیصلہ قطعی ہے۔
دسویں دلیل

اسلامی مناظر: ”وانہ لبعلم للساعة فلا تمتون بها (زخرف: ۶۱)“
یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی علامت ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب
محدث دہلوی اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ ”مرآئینہ عیسیٰ (علیہ السلام) نشان ست قیامت
راپس شبہ میکند در قیامت۔“ ابن کثیر نے اس کے معنی یہ کئے ہیں۔ لہذا اس آیت سے عیسیٰ علیہ
السلام کا دوبارہ آنا ثابت ہے۔

مرزا کی مناظر: (سلیم) اس آیت میں ضمیر کا مرجع قرآن ہے نہ کہ مسیح، حضرت امام
حسن ابن علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ قرآن قیامت کی نشانی ہے۔ حضرت حسن جیسا جو انان
بہشت کا سردار جو ترجمہ کرے اس کے مقابلہ کوئی ترجمہ مقبول نہیں ہو سکتا۔

اسلامی مناظر: (مولانا ابوالقاسم صاحب) آپ نے مجمع عام میں جھوٹ بولا ہے
اور حاضرین کو سخت مغالطہ دیا ہے۔ حضرت حسن ابن علی کرم اللہ وجہہ کا قول آپ کبھی دکھانہ سکیں
گے۔ آپ کے نزدیک جہاں حسن کا لفظ آئے۔ اس سے مراد اگر امام حسن ابن علی ہی ہو سکتے
ہیں۔ تو سنو ابن کثیر میں حسن سے مروی ہے۔ حدثنا الحسن انہ (عیسیٰ) لحدی الان
یعنی حضرت حسن نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اب تک زندہ ہیں۔ اب آپ کو حضرت حسن کا فرمان
تسلیم کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے؟

گیارہویں دلیل

”ويعلمه الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل (آل عمران: ۴۸)“
اور سکھائے گا (خدا) اس (عیسیٰ علیہ السلام) کو کتاب اور حکمت تورات اور انجیل

اس آیت میں خداوند کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو الکتاب والحكمة اور
التوراة والانجيل سکھانے کا وعدہ کیا ہے۔ انجیل تو خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
واتینہ الانجيل اس لئے انجیل کا صحیح مطلب و مفہوم سکھانا ضروری تھا۔ تاہم یہاں یہ کہ کسی
آیت کے مفہوم و مطلب کے سمجھنے میں مسیح کو وقت ہو۔ تورات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کی
نازل شدہ تھی۔ وہ اس لئے سکھانا ضروری ہوا کہ وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا اور بنی
اسرائیل کے پاس کتاب تورات تھی۔ مگر وہ غلط معنی کرتے اور یحرفون الکلم عن مواضعہ

کے عادی تھے اور نہ
سکھاتا تو یہودی آ
ہو جاتے۔ تیسری

قرآن مجید میں جہ
یا تفسیر قرآن وغیر
اس کی تفسیر کی خود
قرآن تک زندہ
ہو تو ماننا پڑے گا
السلام کو قرآن مجید
تشریف لائیں۔
مرزا

وحکمة (آل
سے قرآن مراد
۲۔

عظیما (ذ
صرف مسلمانوں
۳۔

مراد الخط ہے۔
۱۔

ذکر نہیں۔ نیز
علم دیا گیا ہے

ماقبل وم
اللہ تعالیٰ اے

والحکمة او
لئے خداوند

ابراہیم کیا کر

ت عیسیٰ واللہ انہ لحي الان عند اللہ
المفسر بن حضرت حسن کا یہ فیصلہ قطعی ہے۔

ساعة فلا تمتد بھا (زخرف: ۶۱)“
علامت ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب
مینیعی (علیہ السلام) نشان ست قیامت
نہنے یہ کہے ہیں۔ لہذا اس آیت سے عیسیٰ علیہ

میر کا مرجع قرآن ہے نہ کہ مسیح، حضرت امام
ت کی نشانی ہے۔ حضرت حسن جیسا جو انان
مقبول نہیں ہو سکتا۔

(ب) آپ نے مجمع عام میں جھوٹ بولا ہے
ی کرم اللہ وجہہ کا قول آپ کبھی دکھانہ سکیں
سے مراد اگر امام حسن ابن علی ہی ہو سکتے
ما الحسن انہ (عیسیٰ) لحي الان
ندہ ہیں۔ اب آپ کو حضرت حسن کا فرمان

راة والانجيل (آل عمران: ۴۸)“
ور حکمت تورات اور انجیل

یہ السلام کو الکتاب والحکمة اور
و حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
ہم سکھانا ضروری تھا۔ تا ایسا نہ ہو کہ کسی
ات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کی
اسرائیل کی طرف رسول ہوگا اور بنی
ور یحرفون الکلم عن مواضعہ

کے عادی تھے اور ناحق پر جھگڑا کرنے والے تھے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ مسیح علیہ السلام کو تورات نہ
سکھاتا تو یہودی آپ کی کوئی بات تسلیم نہ کرتے اور مسیح علیہ السلام ان سے بحث میں مغلوب
ہو جاتے۔ تیسری چیز جس کا علم حضرت مسیح علیہ السلام کو دیا گیا۔ وہ الکتاب والحکمة ہے۔
قرآن مجید میں جہاں بھی یہ لفظ اکھٹا آیا ہے۔ اس سے مراد قرآن اور بیان قرآن یعنی تفہیم قرآن
یا تفسیر قرآن وغیرہ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ خداوند کریم حضرت مسیح علیہ السلام کو قرآن مجید اور
اس کی تفسیر کی خود تعلیم دے گا اور وہ اس میں کسی کے شاگرد نہ ہوں گے۔ نیز حضرت مسیح کا نزول
قرآن تک زندہ ہونا اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ ورنہ اگر نزول قرآن سے پہلے انہیں علم دیا گیا
ہو تو ماننا پڑے گا کہ قرآن حضرت مسیح علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کو قرآن مجید سکھانا اب اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں
تشریف لائیں گے اور قرآن مجید پر عمل کریں گے۔

مرزائی مناظر: ”اذ خدا اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب
وحکمة (آل عمران: ۸۱)“ سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کو کتاب وحکمت عطا کی گئی۔ لہذا اس
سے قرآن مراد لینا جائز نہیں۔

۲۔ ”فقد اتینا آل ابراہیم الکتاب والحکمة واتیناہم ملکاً
عظیماً (نساء: ۵۴)“ سے ثابت ہے کہ آل ابراہیم کو الکتاب والحکمة دی گئی۔ حالانکہ قرآن
صرف مسلمانوں کے لئے ہے۔

۳۔ کسی مفسر نے آپ کے معنی کی تائید نہیں کی جلالین میں الکتاب سے
مراد لکھ ہے۔

اسلامی مناظر: ”اذ خدا اللہ میثاق النبیین“ میں الکتاب والحکمة کا
ذکر نہیں۔ نیز من تبعیضہ ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر نبی کو کتاب وحکمت کا کچھ نہ کچھ
علم دیا گیا ہے۔ ”فقد اتینا آل ابراہیم“ میں آل ابراہیم سے مراد اہل اسلام ہیں۔ کیونکہ
ما قبل وما بعد میں مسلمانوں کا ذکر ہے اور اہل کتاب کے حسد کرنے کا بیان ہے۔ اس لئے
اللہ تعالیٰ ایسے حاسدوں کو جلانے کے لئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے آل ابراہیم کو الکتاب
والحکمة اور ملک عظیم عطا کیا ہے۔ حضور ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ اس
لئے خداوند کریم نے اہل کتاب کو بتلایا کہ محمد ﷺ بھی آل ابراہیم ہیں۔ پھر اس لئے بھی آل
ابراہیم کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعاء کی تھی کہ یا رب کے والوں میں ایسا رسول پیدا کر۔

جوان کو الکتاب والحکمة سہلا دے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے آل ابراہیم کو الکتاب والحکمة دینے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سے اگلی آیت میں ہے۔ ”فمنہم من آمن بہ ومنہم من صدعہ“ یعنی بعض اہل کتاب تو اس الکتاب والحکمة پر ایمان لے آئے ہیں اور بعض خود بھی ایمان نہیں لاتے اور دوسرے لوگوں کو بھی روکتے ہیں۔ اگر الکتاب والحکمة سے صحائف سابقہ مراد لئے جائیں تو اہل کتاب تو ان کو مانتے ہیں۔ پھر ان میں روکنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟۔ مرزائے قادیان کے خاص مرید مولوی محمد علی لاہوری نے اپنی تفسیر بیان القرآن حصہ اول ص ۳۵۲ پر اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے۔ ”یہاں آل ابراہیم کو یعنی مسلمانوں کو دو چیزیں دینے کا ذکر کیا۔ کتاب اور حکمت اور ملک عظیم۔“

تفاسیر کے صد باحوالے پیش کئے جائیں۔ آپ تسلیم نہیں کرتے۔ کیا تفاسیر کو صحیح تسلیم کرتے ہو۔ اسی جلالین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا ذکر موجود ہے۔ افسوس کہ مطلب کی بات لے کر باقی تمام امور کا انکار کر دیتے ہیں۔ تمام تفاسیر میں مفسرین کرام کا حیات مسیح علیہ السلام پر اتفاق ہے۔ مگر آپ ان تفاسیر کو تسلیم نہیں کرتے۔ قرآن مجید میں الکتاب والحکمة سے قرآن و بیان قرآن مراد ہے۔

بارہویں دلیل

اسلامی مناظر: ”قال سبحانه وتعالى (لن يستنکف المسيح ان يكون عبد الله) (نساء: ۱۷۲)“ ﴿مسیح ہرگز خدا کا بندہ ہونے سے انکار نہیں کرے گا۔﴾ اس آیت میں یسٹنکف مضارع کا صیغہ ہے۔ اس پر بموجب قواعد عربیت حرف لن ہونے سے اس کے معنی مستقبل کے لئے خاص ہو چکے ہیں۔ یعنی زمانہ آئندہ میں ایک وقت ایسا آنے والا ہے جب مسیح اپنے عبد اور بندہ ہونے کا اظہار کرے گا۔ اس وقت دنیا میں مسیح کو معبود قرار دیا جاتا ہے۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے تھے تو قرآن میں اس کا ذکر بصیغہ ماضی ہونا چاہئے تھا۔ یہاں استقبال کے معنوں میں خاص ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت کے نزول کے وقت زندہ تھے اور اسی وقت کے بموجب آخری زمانہ میں نازل ہو کر خدا کی عبادت کا اقرار کریں گے۔

نوٹ! یہ دلیل میعاد کی مناظرہ میں مولانا محمد شفیع ٹنکتر وی نے پیش کی تھی۔ مگر مرزائی مناظر نے آخری وقت تک اس کا کوئی جواب نہ دیا۔

تیرھویں دلیل

اسلامی مناظر
المقربین (آل عمران)
وجاہت ہیں اور خدا کے
اسودج ۲ ص ۳۷ میں
موجود ہونا ثابت کیا گیا
کہ آپ زندگی ہی میں
فرشتے ہیں۔ حضرت
ملائکہ سے نسبت حاصل
چودھویں دلیل
اسلامی
اذ جئتهم بالبینہ
تم ان کے پاس دلیلیں
خداوند

کے شر سے ان کو محفوظ
حضرت مسیح کو پکڑا
علیہ السلام سے
پھر یہودیوں کو
یہودیوں کے
نور
پندرہویں دلیل
اس

المساکین
سے بہتر ہے۔

خالی نے آل ابراہیم کو الکتاب والحکمة
نے کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سے اگلی آیت میں
معنی ”یعنی بعض اہل کتاب تو اس الکتاب
نہیں لاتے اور دوسرے لوگوں کو بھی روکتے
مراد لئے جائیں تو اہل کتاب تو ان کو مانتے
زائے قادیان کے خاص مرید مولوی محمد علی
پر اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے۔ ”یہاں
کتاب اور حکمت اور ملک عظیم۔“

آپ تسلیم نہیں کرتے۔ کیا تفاسیر کو صحیح تسلیم
نیات کا ذکر موجود ہے۔ افسوس کہ مطلب
تفاسیر میں مفسرین کرام کا حیات مسیح علیہ
قرآن مجید میں الکتاب والحکمة

مالی (ان یستکف المسیح ان
کابندہ ہونے سے انکار نہیں کرے گا۔
بہو جب قواعد عربیت حرف لن ہونے
یعنی زمانہ آئندہ میں ایک وقت ایسا
ہے گا۔ اس وقت دنیا میں مسیح کو معبود
مانتے تھے تو قرآن میں اس کا ذکر بصیغہ
ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت
راحہ دیش کے بعد جب آخری زمانہ

شفیع ستھروی نے پیش کی تھی۔ مگر

تیرھویں دلیل

اسلامی مناظر: ”قال سبحانه وتعالى وجيها في الدنيا والاخرة ومن
المقربين (آل عمران: ۱۵۰)“ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ مسیح علیہ السلام دنیا و آخرت میں ذی
وجاہت ہیں اور خدا کے مقرب فرشتوں میں داخل ہیں۔ (فتح البیان ج ۲ ص ۲۳۶) اور (تفسیر ابی
السعود ج ۲ ص ۳۷) میں اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملکوتی زندگی یعنی آسمان پر زندہ
موجود ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ آپ کی پہلی زندگی میں آپ کو سلطنت نہیں ملی۔ اس لئے ماننا پڑے گا
کہ آپ زندگی ہی میں بعد نزول صاحب سلطنت ہوں گے۔ قرآن مجید میں مقررین سے مراد
فرشتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش چونکہ نفع جبرائیل سے ہوئی تھی۔ اس لئے آپ کو
ملائکہ سے نسبت حاصل ہے۔

چودھویں دلیل

اسلامی مناظر: ”قال سبحانه وتعالى واذا كففت بنی اسرائیل عنك
اذ جئتهم بالبینات (مائده: ۱۱۰)“ اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے باز رکھا۔ جب
تم ان کے پاس دلیلیں لے کر آئے تھے۔ ﴿﴾

خداوند کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے انعامات کا ذکر فرماتے ہوئے بنی اسرائیل
کے شر سے ان کو محفوظ رکھنے کا بھی ذکر فرماتے ہیں۔ مرزائیوں کی تفسیر کے مطابق یہودیوں نے
حضرت مسیح کو پکڑ کر ذلیل و رسوا کیا اور پھانسی پر لٹکا دیا۔ حالانکہ اس جگہ خداوند کریم حضرت عیسیٰ
علیہ السلام سے یہودیوں کے شر دور کرنے کا ذکر فرما رہے ہیں۔ مرزائیوں کے عقائد کے مطابق
پھر یہودیوں کو روک کوئی ہوئی۔ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع السی السماء اور
یہودیوں کے شر و تجویز سے محفوظ رہنے کی زبردست دلیل ہے۔

نوٹ: یہ دلیل بھی بمقام مہم پیش کی گئی تھی۔ مگر مرزائی مناظر اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔

پندرھویں دلیل

اسلامی مناظر: ”قال سبحانه وتعالى ومكروا ومكر الله واللہ خیر
الماکرین (آل عمران: ۵۴)“ تدبیر کی انہوں نے اور تدبیر کی اللہ نے اور اللہ کی تدبیر سب
سے بہتر ہے۔ ﴿﴾

اس آیت میں خداوند کریم نے یہود کی تدبیر (توہین، صلیب و قتل مسیح) کے مقابلہ میں

فرمایا کہ ہم نے بھی تدبیر کی۔ قواعد عربیہ میں یہ بات مسلم ہو چکی ہے کہ جملہ خبریہ فعلیہ یا اسمیہ بحکم نکرہ ہوتا ہے اور اسی وجہ سے جملہ نکرہ کی صلت میں واقع ہوتا ہے۔ ورنہ اگر معرفہ کے حکم میں ہوتا تو نکرہ کی صفت واقع ہونا ممکن نہ تھا۔ نیز باجماع اہل عربیہ جملہ خبریہ حال واقع ہو سکتا ہے۔ جس کے لئے نکرہ ہونا شرط ہے۔ لہذا جملہ مکروا، و جملہ وکر اللہ کا بحکم نکرہ ہونا ثابت ہوا اور قواعد عربیہ میں یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ جب نکرہ کا نکرہ اعادہ کیا جائے تو ثانیہ کے غیر اولیٰ مراد ہوتا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی تدبیر ان کی تدبیر کے بالکل مغائر تھی اور یہ مغائرت جب ہی ہو سکتی ہے کہ جب تدبیر الہی سے رفع جسمانی مراد ہو۔ ورنہ تدبیر الہی بقول مرزائیاں بمعنی رفع روحانی یا رفع عزت تدبیر قتل اور صلیب کے بالکل متافی نہیں نیز مکر کے معنی تدبیر خفی کے ہیں اور ظاہر ہے کہ قتل اور صلیب یا بقول مرزائیاں صلیب سے اتار لینا کوئی خفی تدبیر نہیں۔ مخفی تدبیر سوائے رفع جسمانی کے کچھ نہیں ہو سکتی۔ نیز حق تعالیٰ نے اپنی صفت اس مقام پر خیر الما کرین ذکر فرمائی۔ جس نے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کی تدبیر سب سے بہتر تھی اور صلیب سے اتار لینا یہ کوئی عمدہ تدبیر نہیں۔ اس کو تو یہود بھی کر سکتے تھے۔ حق تعالیٰ کا خیر الما کرین کی صفت کو مقام حمد میں ذکر فرمایا ہے۔ اس طرف مشیر ہے کہ یہ ایک نزالی تدبیر ہے اور ظاہر ہے کہ رفع جسمانی سے زائد اور کوئی نزالی تدبیر نہیں ہو سکتی۔ اگر مرزائیاں، یہودیوں یا عیسائیوں کی طرح مانا جائے تو خدا کی حکمت عملی کا ثبوت نہیں ملتا۔

نوٹ! ممبو (برما) میں یہ دلیل پیش کی گئی تھی۔ مرزائی مناظر مبہوت ہو گیا اور کوئی

جواب نہ دے سکا۔

سولہویں دلیل

اسلامی مناظر: ”من یشاقق الرسول من بعد ماتین له الہدیٰ یتبع

غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولنی ونصلہ جہنم وساءت مصیراً (نساء: ۱۱۵)“ جو کوئی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس پر ہدایت ظاہر ہو چکی اور مؤمنوں کے رستے کے سوار سے کی پیروی کرے گا۔ ہم اسے اسی طرف پھیرے رکھیں گے۔ جس طرف وہ پھرا اور اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت بری بازگشت ہے۔ ﴿

نہی کریم ﷺ کے طریقہ کی مخالفت کرنے والے گروہ کی ایک علامت ہے۔ نہی کریم ﷺ کے سوا کسی اور راستہ پر چلے گا۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم میں بتایا

گیا ہے۔ مرزا قادیانی کو تسلیم کرنے بھی امت محمدیہ میں سے ہے۔ جیسا کہ سترہویں دلیل حیات مسیح کے خلاف عقیدہ، مرزائی مناظر اجماع امت کبھی نہیں ہوا۔ اسلامی مناظر مرزا قادیانی اپنی کتاب (مرزا قادیانی کے قول کے تھے۔ ابن حزم اپنی کتاب میں اقرار کرتے ہیں۔ نیز حضرت کی طرف کوئی قول اگر وہ آپ کا مدعا ثابت نہیں ہو سترہویں دلیل اسلامی مناظر

۱ ضرور ایک شخص آنے احادیث نبویہ اس بار قدر قطعی اور یقینی طور

۲ حضرت مسیح بن مریم

۳ یہود و نصاریٰ کے سوا اور کس بھی ہے۔ نسبت عہد قدیم

گیا ہے۔ مرزا قادیانی کو تسلیم ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ سے لے کر تیرہ سو سال تک کسی شخص نے بھی امت محمدیہ میں سے وفات مسیح کا اقرار نہیں کیا۔ تمام امت محمدیہ کا حیات مسیح پر اجماع رہا ہے۔ جیسا کہ سترہویں دلیل کے ضمن میں ان کی کتب کے حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے۔ پس حیات مسیح کے خلاف عقیدہ رکھنے والے اسی آیت کے مطابق گمراہ اور جہنمی ہیں۔

مرزائی مناظر: ”ابن حزم اور امام مالک وفات مسیح کے قائل تھے۔ حیات مسیح پر اجماع امت کبھی نہیں ہوا۔ یہ دعویٰ باطل دلیل ہے۔“

اسلامی مناظر: آپ کا کوئی حق نہیں کہ اس مسئلہ پر اجماع امت سے انکار کریں۔ مرزا قادیانی اپنی کتاب (التلخیص ص ۵۵۲، خزائن ج ۵ ص ۵۵۲) پر اس مسئلے کو تسلیم کر چکے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کے قول کے مقابل میں آپ کا قول معتبر نہیں ہو سکتا۔ نیز ابن حزم حیات مسیح کے قائل تھے۔ ابن حزم اپنی کتاب (المفصل فی الملل والنحل ج ۳ ص ۱۱۴) میں نزول مسیحی علیہ السلام کا اقرار کرتے ہیں۔ نیز حضرت امام مالک اور تمام مالکی حیات مسیح کے قائل ہیں۔ حضرت امام مالک کی طرف کوئی قول اگر وفات مسیح کا منقول ہو تو اس کی سند پیش کرو ورنہ ایسی بے دلیل باتوں سے آپ کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا۔

سترہویں دلیل

اسلامی مناظر: مرزا غلام احمد قادیانی کے حسب ذیل بیانات قابل غور ہیں۔

۱ ”قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کے رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے۔ جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ جس قدر طریق متفرقہ کے رو سے احادیث نبویہ اس بارہ میں مدون ہو چکی ہیں۔ ان سب کو یکجائی نظر کے ساتھ دیکھنے سے بلاشبہ اس قدر قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے۔“ (شہادۃ القرآن ص ۲، خزائن ج ۶ ص ۲۹۸)

۲ ”مسلمانوں اور عیسائیوں کا کس قدر اختلاف کے ساتھ یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح بن مریم اسی غصری وجود سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔“

(توضیح المص، خزائن ج ۳ ص ۱۵۰)

۳ ”بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود غصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ وہ دونی ہیں ایک یونان جس کا نام ایلیا اور ادیس بھی ہے۔ دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔“

ہو چکی ہے کہ جملہ خبریہ فعلیہ یا اسمیہ بحکم ہوتا ہے۔ ورنہ اگر معرفہ کے حکم میں ہوتا ہے جملہ خبریہ حال واقع ہو سکتا ہے۔ جس بحکم نکرہ ہونا ثابت ہوا اور قواعد عربیہ کے تو ثانیہ کے غیر اولیٰ مراد ہوتا ہے۔ مارتھی اور یہ مغائرت جب ہی ہو سکتی الٹی بقول مرزا انیاں بمعنی رفع روحانی کے معنی تدبیر خفی کے ہیں اور ظاہر ہے مخفی تدبیر نہیں۔ مخفی تدبیر سوائے رفع تمام پر خیر الما کرین ذکر فرمائی اور صلیب سے اتار لینا یہ کوئی عمدہ رین کی صفت کو مقام حمد میں ذکر ہے کہ رفع جسمانی سے زائد اور دل کی طرح مانا جائے تو خدا کی

ای منظر مبہوت ہو گیا اور کوئی

ماتبین له الهدی ویتبع

جہنم وساءت مصیراً

س کے کداس پر ہدایت ظاہر

سے اسی طرف پھیرے رکھیں

ی باز گشت ہے۔ ﴿

اے گروہ کی ایک علامت

گوں کا ٹھکانا جہنم میں بتایا

گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے۔ ان ہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔“

(توضیح المرام، خزائن ج ۳ ص ۵۲)

۴..... (تبلیغ ص ۵۵۲، ۵۵۳، خزائن ج ۵ ص ۵۵۲، ۵۵۳) پر لکھتے ہیں کہ مجھے الہام

کیا گیا کہ: ”ان النزول فی اصل مفہومہ حق ولكن ما فهم المسلمون حقيقة لان الله تعالى اراد اخفاءه فغلب قضاءه ومكره وابتلاؤه على الافهام فصرف وجوههم عن الحقيقة الروحانية الى الخيالات الجسمانية وكانوا بها من القانعين وبقي هذا الخبر مكتوماً مستوراً كالحب في السنبلة قرنا بعد قرن حتى جاء زماننا... فكشف الله الحقيقة علينا... فاخبرني ربي ان النزول روحاني لا جسماني“ نزول اپنے اصل مفہوم میں حق ہے لیکن مسلمانوں نے اس کی مراد کو نہیں سمجھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اخفاء کا ارادہ کیا۔ پس اس کی تدبیر ابتلا و قضاء فہموں پر غالب رہی۔ اس نے ان کے دلوں کو حقیقت روحانی سے خیالات جسمانی کی طرف پھیر دیا اور وہ اسی پر قانع رہے اور یہ خبر لکھی ہوئی ان کے پاس خوشہ دانہ کے اندر کی طرح مخفی رہی۔ کئی زمانوں تک حتیٰ کہ ہمارا زمانہ آیا۔ پس اللہ نے ہم پر حقیقت کھول دی اور مجھے میرے رب نے خبر دی کہ نزول روحانی ہے جسمانی نہیں۔“

۵..... ”هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله“ یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف آئیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔“ (براین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۹۸، خزائن ج ۵ ص ۵۹۳ حاشیہ در حاشیہ)

۶..... ”وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عصف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جاہلیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔“ (براین احمدیہ حصہ چہارم ص ۵۰۵، خزائن ج ۵ ص ۶۰۱ حاشیہ در حاشیہ)

۷..... ”پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شہود سے براین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جمار ہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر

اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تو موعود ہے۔“

مندرجہ بالا عبارتوں پر غور کر

الف..... نبی کریم ﷺ

متفقہ عقیدہ یہ رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے تواتر کا درجہ حاصل تھا۔ بائبل اور اخبار

ب..... حیات مسیح

کیا۔ کیونکہ اس کا ارادہ اخفاء کا تھا۔ حقیقت روحانی کی طرف سے پھیر کر حقیقت خوشہ دانہ کی طرف سے مطلع کیا گیا۔

ج..... مرزا قادیانی

تک مسلمانوں کے عقیدہ کے پاس اسلام زندہ ہیں اور مرزا قادیانی پیش کرتے رہے۔ پھر ۵۲ سال

عقیدہ تبدیل کر لیا۔ لہذا ثابت ہوا کہ قر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیا

مرزا قادیانی نے بھی قرآن حد

اسی عقیدہ کے پابند رہے۔ عالم

لہذا مرزائیوں کا کوئی حق نہیں

کریں۔ مرزا قادیانی کو اقرار

ہے۔ اس کے سوا تبدیلی عقیدہ

مریدوں کے لئے حجت ہو سکتا

۱۔ مولوی نور الدین

حیات مسیح کا تھا۔

ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے۔ ان ہی کتابوں
پائے جاتے ہیں۔“

(توضیح المرام، ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲)
نہ ص ۵۵۲، ۵۵۳) پر لکھتے ہیں کہ مجھے الہام
حق ولكن ما فهم المسلمون حقيقة لان
ومكره وابتلاؤه على الافهام فصرف
الخيالات الجسمانية وكانوا بها من
رأ كالحب في السنبلة قرنا بعد قرن
ة علينا..... فاحذرني ربي ان النزول
وم في حق ہے لیکن مسلمانوں نے اس کی مراد کو
ادہ کیا۔ پس اس کی تدبیر ابتلا و قضاء فہموں پر
سے خیالات جسمانی کی طرف پھیر دیا اور وہ
شہ داند کے اندر کی طرح مخفی رہی۔ کئی زمانوں
کھول دی اور مجھے میرے رب نے خبر دی کہ

باللهذي ودين الحق ليظهره على
پر حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے اور
کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب حضرت
توان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع آفاق
رم ص ۲۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳ حاشیہ)
جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور
علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ نیا پر
رم ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱ حاشیہ)
ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر
میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت
گذر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر

اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تو اتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح
موعود ہے۔“

مندرجہ بالا عبارتوں پر غور کرنے سے حسب ذیل نتائج واضح ہوتے ہیں۔
الف..... نبی کریم ﷺ کے زمانہ سے لے کر مرزا کے زمانے تک تمام مسلمانوں کا
متفقہ عقیدہ یہ رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور ان کا یہ عقیدہ اسی احادیث کی بناء پر تھا۔ جنہیں
تواتر کا درجہ حاصل تھا۔ بائبل اور اخبار سے بھی اس عقیدہ کی تائید ہوتی ہے۔ (ملاحظہ ہو نمبر ۱، ۲، ۳)
ب..... حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ خداوند کریم مسلمانوں کے دلوں میں مستحکم
کیا۔ کیونکہ اس کا ارادہ اخفاء کا تھا۔ اس کی قضاء اور تدبیر غالب رہی۔ اس نے ان کے دلوں کو
حقیقت روحانی کی طرف سے پھیر کر رفع جسمانی کی طرف کر دیا اور مرزا قادیانی کے زمانہ تک یہ
حقیقت خوشہ کے اندر داند کی طرح مخفی رہی۔ پھر مرزا قادیانی کو الہام کے ذریعہ وفات مسیح کی
حقیقت سے مطلع کیا گیا۔ (ملاحظہ ہو نمبر ۴)

ج..... مرزا قادیانی بھی ملہم ہونے کے بعد بارہ سال تک یعنی ۵۲ سال کی عمر
تک مسلمانوں کے عقیدہ کے پابند رہے۔ پیکہ قرآن مجید کی آیات سے بھی سمجھے کہ عیسیٰ علیہ
السلام زندہ ہیں اور مرزا قادیانی تو حیات مسیح علیہ السلام کا استدلال قرآن سے دنیا کے سامنے
پیش کرتے رہے۔ پھر ۵۲ سال کی عمر میں ان کو تو اتر سے الہام ہوا۔ جس کی بناء پر انہوں نے
عقیدہ تبدیل کر لیا۔ (ملاحظہ ہو نمبر ۵، ۶، ۷)

لہذا ثابت ہوا کہ قرآن وحدیث آثار صحابہ اقوال سلف صالحین اجماع امت سے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہوتی ہے۔ اسی لئے تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ رہا،
مرزا قادیانی نے بھی قرآن وحدیث وآثار صحابہ اقوال سلف صالحین اور اجماع امت کے ماتحت
اسی عقیدہ کے پابند رہے۔ عالم قرآن ہو کر بھی انہیں قرآن سے بھی یہی عقیدہ صحیح معلوم ہوا۔
لہذا مرزائیوں کا کوئی حق نہیں کہ وفات مسیح علیہ السلام پر کوئی آیت کوئی حدیث یا کوئی قول پیش
کریں۔ مرزا قادیانی کو اقرار ہے کہ انہوں نے یہ عقیدہ صرف اپنے الہام کی بناء پر تبدیل کیا
ہے۔ اس کے سوا تبدیلی عقیدہ کسی اور چیز پر مبنی نہیں ہے اور مرزا قادیانی کا الہام ان کے
مریدوں کے لئے حجت ہو سکتا ہے۔ مگر مسلمانوں کے لئے ان کا الہام حجت نہیں۔ جو آیات

۱۔ مولوی نور الدین قادیانی بھی جب قرآن اور حدیث پر عامل تھے۔ ان کا عقیدہ
حیات مسیح کا تھا۔ (ملاحظہ ہو فصل الخطاب حصہ دوم ص ۷۲)

مرزائی پیش کیا کرتے ہیں۔ یہ پہلے بھی موجود تھیں۔ اگر ن کا تعلق کسی قسم کے وفات مسیح علیہ السلام سے ہوتا تو مرزا قادیانی الرحمن صم القرآن کا الہام پا کر قرآن مجید کی آیات کو حیات مسیح علیہ السلام کے لئے بطور دلیل پیش نہ کرتے۔

مرزائی مناظر: آپ کے لئے مرزا قادیانی کی عبارتوں کا پیش کرنا مفید نہیں ہو سکتا۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ پہلے میں مسلمانوں کے رسمی عقیدہ کا پابند تھا۔ آپ کا یہ عقیدہ الہام سے پہلے تھا۔ الہام کے بعد وہ عقیدہ منسوخ ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ لیکن جب وحی آ گئی تو بیت اللہ کی طرف پڑھنے لگے۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی الہام کے پابند تھے۔ مرزا قادیانی الہام کے بعد بھی جو بارہ برس تک حیات مسیح کو مانتے رہے۔ یہ سمجھ کی غلطی تھی اور ملہم الہام کو سمجھنے میں غلطی کر سکتا ہے۔ براہین احمدیہ دعویٰ نبوت سے پہلے کی ہے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کو الہام ہوا۔

اسلامی مناظر: آپ نے تسلیم کر لیا ہے کہ قرآن وحدیث آثار صحابہ اقوال سلف صالحین اور اجماع امت کی موجودگی میں مرزا قادیانی حیات مسیح علیہ السلام کے قائل رہے اور ان کے ذریعہ انہیں وفات مسیح کا علم نہ ہو سکا۔ پس میرا مقصد یہی ہے۔ شکر ہے کہ آپ نے تسلیم کر لیا کہ مرزا قادیانی کے عقیدہ کی تبدیلی قرآن وحدیث کی بناء پر نہیں۔ بلکہ الہام کی بناء پر ہوئی۔ پس مابہ النزاع امر صرف یہی رہا کہ مرزا قادیانی دعویٰ الہام میں سچے تھے یا کاذب، نبی کریم ﷺ کامل و مکمل شریعت لے کر آئے تھے۔ آپ نے سابقہ شرائع کو منسوخ کر دیا۔ سابقہ شریعتوں میں نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی جاتی تھی۔ ”قول وجہک شطر المسجد الحرام (البقرة: ۱۴۴)“ کی آیت نازل ہونے سابقہ احکام منسوخ ہو گئے۔ آپ نے یہ مثال دے کر ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی ناخ شریعت محمدیہ تھے۔ جو امر شریعت محمدیہ سے ثابت تھا۔ وہ ان کے الہام سے بدل گیا۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا نسخ عقائد و اخبار میں بھی ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام پہلے زندہ تھے اور مرزا قادیانی پر الہام کے وقت فوت ہو گئے تھے۔ تیسرا امر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وہ نمازیں جن میں بیت المقدس کو قبلہ بنایا گیا تھا درست تھیں۔ اسی طرح آپ کو ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی کا عقیدہ الہام سے پہلے صحیح تھا۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود تھے۔ اس کے بعد اگر ان کی وفات ہوئی ہو تو اس کا بار ثبوت آپ کے ذمہ ہے۔ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے ہے۔ عقائد میں سے نہیں۔ ان میں تبدیلی

ہو سکتی ہے۔ نیز مرزا قادیانی کے

مگر بیت المقدس کی ہے۔ براہین احمدیہ کی تصنیف کے

مرزا قادیانی کا اپنا بالکل خدا کے تصرف ہو۔ تہا۔ وہ طاقت سے وہ خدا کے

کے مطابق مرزا قادیانی تھا۔ وہ

اور اس کا نام متزلزل اور

پس

تفسیر لے کر

آنحضرت ﷺ

مندرجہ مسائل

مسیح علیہ السلام

مجید سے آیا

مرزا قادیانی

تھیں۔ اگر ن کا تعلق کسی قسم کے وفات مسیح علیہ
آن کا الہام پا کر قرآن مجید کی آیات کو حیات مسیح

قادیانی کی عبارتوں کا پیش کرنا مفید نہیں ہو سکتا۔
لے رکھی عقیدہ کا پابند تھا۔ آپ کا یہ عقیدہ الہام سے
ن کریم ﷺ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے
کی طرف پڑھنے لگے۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی
بھی جو بارہ برس تک حیات مسیح کو مانتے رہے۔ یہ
سکتا ہے۔ براہین احمدیہ دعویٰ نبوت سے پہلے کی

یا ہے کہ قرآن وحدیث آثار صحابہ اقوال سلف
یانی حیات مسیح علیہ السلام کے قائل رہے اور ان
مقصد یہی ہے۔ شکر ہے کہ آپ نے تسلیم کر لیا
کی بناء پر نہیں۔ بلکہ الہام کی بناء پر ہوئی۔ پس
الہام میں سچے تھے یا کاذب، نبی کریم ﷺ
بقیہ شرائع کو منسوخ کر دیا۔ سابقہ شریعتوں میں
”فول وجھک شطر المسجد الحرام
کام منسوخ ہو گئے۔ آپ نے یہ مثال دے کر
جو امر شریعت محمدیہ سے ثابت تھا۔ وہ ان کے
مکواخبار میں بھی ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ
ت فوت ہو گئے تھے۔ تیسرا امر یہ ہے کہ نبی
نایا گیا تھا درست تھیں۔ اسی طرح آپ کو ماننا
۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ
اس کا بار ثبوت آپ کے ذمہ ہے۔ بیت
ہے۔ عقائد میں سے نہیں۔ ان میں تبدیلی

ہو سکتی ہے۔ نیز مرزا قادیانی کے نزدیک ”حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ مشرکانہ ہے۔“
(دائع البلاء ص ۱۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۵ ملخصاً)

مگر بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شرک نہ تھا۔ لہذا یہ مثال بالکل بے محل
ہے۔ براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت بقول خود مرزا قادیانی ”خدا کے نزدیک رسول تھے۔“
(ایام الصلح ص ۷۵، خزائن ج ۱۴ ص ۳۰۹)

مرزا قادیانی کا اپنا قول ہے کہ وہ انبیاء کی اپنی ہستی کچھ نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ اس طرح
بالکل خدا کے تصرف ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ایک کل انسان کے تصرف میں ہوتی ہے۔ انبیاء نہیں
بولتے جب تک خدا ان کو نہ بولائے اور کوئی کام نہیں کرتے جب تک خدا ان سے نہ کرائے۔
ان سے وہ طاقت سلب کی جاتی ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی انسان کرتا ہے۔
وہ خدا کے ہاتھ میں ایسے ہوتے ہیں جیسے مردہ۔ (ریویو)

اس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے جو کچھ براہین احمدیہ میں لکھا تھا وہ خدا کی مرضی
کے مطابق تھا۔ اس میں اجتہادی غلطی کا اثر نہیں ہو سکتا نیز براہین احمدیہ کی تصنیف سے پہلے
مرزا قادیانی کو الہام ہوا تھا۔ ”الرحمن علم القرآن یعنی خدا نے تمام علوم قرآن کا علم انہیں عطا کیا
تھا۔ وہ بقول خود مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح تالیف کی۔“

(اشہار براہین احمدیہ لمحققہ آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج ۱۵ آخر میں)
پھر یہ کتاب بقول مرزا قادیانی ”آحضرت ﷺ کے دربار میں پیش ہو کر منظور ہوئی
اور اس کا نام عالم رویا میں قطبی رکھا گیا۔ اس مناسبت سے کہ یہ کتاب قطب ستارے کی طرح غیر
متزلزل اور مستحکم ہے۔“ (ابھی ملخصاً حاشیہ براہین احمدیہ ص ۲۴۸، ۲۴۹، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵)
نیز بقول مرزا قادیانی نے انہیں کتاب تفسیر دی تھی۔

پس مرزا قادیانی نے بقول مرزا نیاں خدا سے علم قرآن سیکھ کر حضرت علیؑ سے کتاب
تفسیر لے کر ملہم، مامور اور رسول اللہ ہو کر براہین احمدیہ کو تالیف کیا اور بعد تالیف یہ کتاب
آحضرت ﷺ کے دربار میں پیش ہو کر منظور ہو چکی۔ اس کا نام قطبی رکھا گیا۔ کیونکہ اس میں
مندرجہ مسائل ایسے تھے جو قطبی ستارے کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم تھے۔ پس تعجب ہے کہ حیات
مسیح علیہ السلام جیسا مشرکانہ عقیدہ اس میں کیسے باقی رہا اور اس مشرکانہ عقیدہ کی تائید میں قرآن
مجید سے آیات بھی نقل ہوئیں اور وہ آیات (جواب مرزائی وفات مسیح پر پیش کرتے ہیں)
مرزا قادیانی کی نگاہ سے غائب رہیں۔

مرزانیوں کے لئے دوراستے ہیں۔ یا تو تسلیم کر لیں کہ مرزا قادیانی اپنے دعاوی الہام علم قرآن وغیرہ میں کاذب تھے۔ یا حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ قرآن مجید کے رو سے صحیح تسلیم کر لیں۔ کیونکہ اس عقیدہ پر قرآن اور آنحضرت ﷺ کی تصدیق حاصل ہو چکی ہے اور وہ اسماء اسی کتاب میں درج ہے۔ جو بموجب الہام قطبی ستارے کی طرح ہے۔

مرزا قادیانی بارہ سال تک بقول خود مشرک رہے۔ حالانکہ لکھتے ہیں کہ ”یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جب کہ ان انبیاء کے آنے کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو خدا کے احکام پر چلا دیں۔“ تو گویا خدا کے احکام کو عملدرآمد میں لانے والے ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر وہ خود ہی خلاف ورزی کریں تو وہ عملدرآمد کرنے والے نہ رہے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ نبی نہ رہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے مظہر اور اس کے افعال و اقوال کے مظہر ہوتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی ان کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ (ریویو)

آپ کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی رسمی عقیدہ کے طور پر حیات مسیح علیہ السلام کے قائل رہے۔ یہ بھی دوجہ سے باطل ہے۔ اول اس لئے کہ مرزا قادیانی نے براہین میں اپنا یہ عقیدہ ایک الہام کے ضمن میں بیان کیا ہے اور اس الہام کا مفاد یہ بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیاسی حیثیت سے ان منکروں کی سرکوبی کے لئے دوبارہ تشریف لائیں گے۔ دوم اس لئے کہ مرزا قادیانی نے رسمی عقیدہ کے طور لکھ دیا تو جب یہ کتاب بقول مرزا قادیانی آنحضرت کے دربار میں قبولیت حاصل کر رہی تھی۔ کیا اس وقت یہ تمام بیانات جن میں حضرت مسیح کی حیات اور رفع آسمانی اور نزول ثانی مرقوم تھے۔ ان کا اخراج عمل میں آیا تھا اور ان بیانات کی موجودگی میں یہ کتاب آنحضرت ﷺ سے تصدیق حاصل کر چکی ہے؟

اٹھارویں دلیل

اسلامی مناظر: ”قال سبحانه وتعالى وما انزلنا عليك الكتاب الا لتبين لهم الذي اختلفوا فيه (النحل: ۶۴)“ اور ہم نے اتاری آپ پر کتاب اسی واسطے کہ کھول کر سنائیں ان کو کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں۔ ﴿

”وانزلنا اليك الذكر لتبين للناس ما نزل اليهم (النحل: ۴۴)“ اتارا ہم نے آپ کی طرف قرآن تاکہ آپ بیان کر دیں لوگوں کو جو کچھ نازل کیا گیا ان کی طرف۔ ﴿ خداوند تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو دنیا میں اس لئے بھیجا۔ تاکہ ہر گمراہی و بدعت کا قلع قمع فرمادیں۔ قرآن مجید کی آیات کے مطالب واضح کر کے سمجھائیں۔ اس لئے ناممکن تھا کہ نبی کریم ﷺ کوئی

ایسی بات فرماتے۔ جس سے مجید میں مومنین کے لئے حریفہ حضور ﷺ اپنی

اللہ عليك عظيما ﴿ کریم ﷺ نے صداہا حادی

عیسیٰ بن مریم یا ابن مریم ثانی بی نہیں فرمایا۔ اگر حضرت

حدیث بلکہ کسی موضوع حد ہیں۔ نزول مسیح سے کیا مرا

کیا وجہ ہے کہ تمام عمر سنتے موقدہ پر انہیں اس کی حقیقت

اور تمام صحابہ کرام کا عقیدہ ایک تشریف لائیں گے۔ دیر

کئے۔ بلکہ کھول کھول کر مرقوم نوٹ! کسی م

انیسویں دلیل اسلامی منا

استعارہ نہیں ہوتا۔ لفظ مراد لینا کسی طرح جائز

مریم کے آنے کی خبر د احمد ابن چراغ بی بی مرا

انہنا تقتضی ا وصفیتہ اس کے جا

مشہور ابوصف العلم المذكور بھ

ایسی بات فرماتے۔ جس سے کسی قسم کی غلط فہمی یا گمراہی پھیلنے کا خطرہ ہو سکتا۔ نبی کریم ﷺ کو قرآن مجید میں مومنین کے لئے حریص علیکم اور روف و رحیم فرمایا گیا ہے۔

حضور ﷺ اپنی امت پر رفیق و شفیق تھے اور ”علمک مالک تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیمًا (نساء: ۱۱۳)“ کی آیت حضور ﷺ کے وسعت علم پر دال ہے۔ نبی کریم ﷺ نے صدہا احادیث میں فرمایا کہ مسیح ابن مریم نازل ہوگا۔ احادیث میں مسیح ابن مریم عیسیٰ بن مریم یا ابن مریم تین الفاظ موجود ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ایک دفعہ بھی غلام احمد ابن چراغ بی بی نہیں فرمایا۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے تھے تو کیا وجہ ہے کہ کسی ضعیف سے ضعیف حدیث بلکہ کسی موضوع حدیث میں بھی کسی صحابی کا یہ سوال کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ نزول مسیح سے کیا مراد ہے۔ منقول نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ جو دین کے معاملہ میں بہت محتاط تھے کیا وجہ ہے کہ تمام عمر سنتے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں نازل ہوں گے اور کسی موقع پر انہیں اس کی حقیقت معلوم کرنے کا اشتیاق پیدا نہ ہوا اس سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور تمام صحابہ کرامؓ کا عقیدہ یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہی آخری زمانہ میں تشریف لائیں گے۔ دین ایک معمہ نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے امت کے سامنے معیے پیش نہیں کئے۔ بلکہ کھول کھول کر تمام مسائل بیان فرمائے ہیں۔

نوٹ! کسی مرزائی مناظر نے اس سوال کا جواب نہیں دیا۔

انیسویں دلیل

اسلامی مناظر: علم معانی کا یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ الاستعارۃ فی الاعلام اعلام میں استعارہ نہیں ہوتا۔ لفظ مسیح علم (Propernoun) ہے۔ بوجہ علم معانی اس سے استعارہ مراد لینا کسی طرح جائز نہیں آنحضرت ﷺ نے احادیث میں مسیح ابن مریم عیسیٰ ابن مریم یا ابن مریم کے آنے کی خبر دی ہے۔ لہذا مسیح بن مریم سے کسی دوسرے شخص کو مراد لینا جائز نہیں۔ غلام احمد ابن چراغ بی بی مراد نہیں ہو سکتا۔ مختصر المعانی میں ہے۔ ”لاتکون الاستعارۃ علما من انہنا تقتضی ادخال المشبه فی جنس المشبه بہ لا اذا تضمن العلم نوع وصفیتہ اس کے حاشیہ دہوتی میں ہے۔ المتضمن نوع وصفیۃ ہو ان یکون مدلولہ مشہوراً بوصف بحیث متی اطلق ذلك العلم فہم منہ ذلك الوصف فلما کان العلم المذكور بھذہ الحالۃ جعل کانہ موضوع لذات المستلزمۃ“

تسلیم کر لیں کہ مرزا قادیانی اپنے دعاوی الہام سلام کا عقیدہ قرآن مجید کے رو سے صحیح تسلیم کر کی تصدیق حاصل ہو چکی ہے اور وہ اسماء اسی کی طرح ہے۔

کے رہے۔ حالانکہ لکھتے ہیں کہ ”یہ کیونکر ہو سکتا یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو خدا کے احکام پر نے والے ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر وہ خود ہی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں ہو کہ نبی نہ ل کے مظہر ہوتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کے (ریویو)

کے طور پر حیات مسیح علیہ السلام کے قائل رزا قادیانی نے براہین میں اپنا یہ عقیدہ ایک یہ بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیاسی رریف لائیں گے۔ دوم اس لئے کہ مرزا ل مرزا قادیانی آنحضرت کے دربار میں ن میں حضرت مسیح کی حیات اور رفع آسمانی اور ان بیانات کی موجودگی میں یہ کتاب

الہی وما انزلنا علیک الكتاب الا
اور ہم نے اتاری آپ پر کتاب اسی

نزل الیہم (النحل: ۴۴)“ اتارا
کو جو کچھ نازل کیا گیا ان کی طرف۔
ہر گمراہی و بدعت کا قلع قمع فرمادیں۔
لے ناممکن تھا کہ نبی کریم ﷺ کوئی

بیسویں دلیل

”عن الحسن قال قال رسول الله عليه وسلم لليهو دان عيسى لم يمت وانه راجع اليكم قبل يوم القيمة“

(ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰، تحت آیت انی متوفیک وابن جریر ج ۳ ص ۲۸۹ تحت آیت انی متوفیک) روایت ہے کہ حضرت حسنؑ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے کہ تحقیق عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں ہیں اور وہ ضرور قیامت سے پہلے تمہاری طرف آنے والے ہیں۔ مناظر مرزائی: یہ حدیث معتبر نہیں مرسل ہے۔

اسلامی مناظر: ابن کثیر اور ابن جریر جیسے جلیل القدر مفسرین نے اس کو نقل کیا ہے اور اس پر جرح نہیں کی کہ تہذیب التہذیب میں ہے کہ مرسلات حسن سب صحیح ہیں۔

اکیسویں دلیل

اسلامی مناظر: ”عن الربيع قال النبی ﷺ الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ یأتی علیہ الفناء“ (ابن جریر ج ۳ ص ۱۶۳، تحت آیت الكرسی وابن ابی حاتم) ﴿﴾ حضرت ربیعؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (نجران کے عیسائیوں) سے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے۔ وہ مرے گا نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت آئے گی۔ ﴿﴾

نجران کے عیسائی حضور علیہ السلام سے مدینہ پاک میں مناظرہ کو آئے تھے تو حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدا کی تردید میں بیان فرمایا تھا کہ خدا تو زندہ ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آئے گی۔ تو پھر کیسے خدا ہوئے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ابھی زندہ ہیں اور پھر مریں گے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہوتے تو نبی کریم ﷺ الوہیت مسیح کے ابطال کے لئے مر جانے کا ذکر فرماتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت زندہ تھے اور مردوں میں داخل نہ تھے۔

مرزائی مناظر: یہ حدیث مرسل ہے اور قابل حجت نہیں

اسلامی مناظر: اس حدیث کا ناقابل استناد یا ناقابل حجت ہونا کسی دلیل سے ثابت کرو۔ ورنہ صرف آپ کے کہنے سے ایسی حدیث جس کو مفسرین نے صد ہا احادیث میں سند صحیح کے ساتھ درج کیا ہے۔ وہ مجرد نہیں ہو سکتی۔

بیسویں دلیل

اسلامی مناظر: متوفیک وراقعک الذین کفروا الہ صاحب دلوئی) جمر اور پاک کروں گا کا فوقیت دینے والا ہوا یہ آیت

العصری آسمان پر روح بلکہ جسم مع الاربعینہ ہے۔ کیونکہ ضمیر کے چاروں واقعات کے ساتھ ہو جائے میں ہے۔ ”وانس (زمین) پر ہے یاعیسیٰ اقادیاہی اس (ج ۱ ص ۶۳۰) کے اٹھالوں گا۔“ یوں کرتے ہیں دوسری نوم۔

اتمام شے جگہ بھی توفی اس کے تعین

اللہ علیہ وسلم للیہو دان عیسیٰ لم

بک و ابن جریر ج ۳ ص ۲۸۹ تحت آیت انی متوفیک (مولانا رحمہ اللہ نے یہودیوں سے کہ تحقیق عیسیٰ تمہاری طرف آنے والے ہیں۔

بک و ابن جریر ج ۳ ص ۲۸۹ تحت آیت انی متوفیک (مولانا رحمہ اللہ نے یہودیوں سے کہ تحقیق عیسیٰ تمہاری طرف آنے والے ہیں۔

نفسی علیہ السلام الستم تعلمون ان ربنا (ابن جریر ج ۳ ص ۱۶۳، تحت آیت روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (نجران کے رہنے والے) وہ مرے گا نہیں اور عیسیٰ علیہ

نے پاک میں مناظرہ کو آئے تھے تو بیان فرمایا تھا کہ خدا تو زندہ ہے۔ مگر مطلب یہ ہے کہ آپ ابھی زندہ ہیں عیسیٰ کریم ﷺ الوہیت مسیح کے ابطال علیہ السلام اس وقت زندہ تھے اور

میں

لحجۃ ہونا کسی دلیل سے ثابت کرنے والے صد ہا احادیث میں سند صحیح

بائیسویں دلیل

اسلامی مناظر: ”قال سبحانه وتعالى اذ قال الله يا عيسى اني متوفيك ورافعك الی ومطهرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامة (آل عمران: ۵۵)“ (ترجمہ: (از حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی) جس وقت کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ میں تجھ کو بھڑوں گا اور اٹھالوں گا اپنی طرف اور پاک کروں گا کافروں سے اور جنہوں نے تیری پیروی کی انہیں ان پر جنہوں نے انکار کیا فوقیت دینے والا ہوں قیامت کے دن تک۔

یہ آیت اس بات پر زبردست اور محکم دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بحسدہ المعصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ کیونکہ آیت میں لفظ عیسیٰ مراد ہے۔ نہ فقط جسم اور نہ ہی فقط روح بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ عیسیٰ۔ ہر چہاں ضمیروں کے خطاب کے مخاطب وہی ایک عیسیٰ زندہ بعینہ ہے۔ کیونکہ ضمیر خطاب معرفہ ہے اور بوجہ تقدیم عطف و تاخیر ربط اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ چاروں واقعات (توفی، رفع، تطہیر، غلبہ تابعین) قیامت سے پہلے پہلے بعید حضرت عیسیٰ زندہ کے ساتھ ہو جائیں گے اور صیغہ اسم فاعل آئندہ کے لئے بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ جیسے قرآن میں ہے: ”وانا لجاعلون ما علیہا صعیداً جرزا (کہف: ۸)“ یعنی ہم یقیناً اسے جو اس (زمین) پر ہے ہموار میدان سبزہ سے خالی بنانے والے ہیں۔“ اور مرزا قادیانی کو بھی اس آیت یا عیسیٰ انی متوفیک کا الہام ہوا تھا۔ (براہین احمدیہ ص ۵۱۹، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰) حالانکہ مرزا قادیانی اس الہام کے بعد بھی زندہ رہے اور مرزا قادیانی نے (براہین احمدیہ ص ۵۱۹، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰) کے حاشیہ پر اس کا ترجمہ لکھا ہے: ”اے عیسیٰ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھالوں گا۔“ اور دوسری جگہ اسی (براہین احمدیہ ص ۵۵۷، حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۶۲۵) میں اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: ”اے عیسیٰ میں تجھ کو کامل اجر بخشوں گا۔“

امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ توفی کی تین نوع ہیں۔ ایک موت۔ دوسری نوم۔ تیسری اصعاد الی السماء یعنی آسمان پر اٹھانا۔ اس جگہ پر آسمان پر اٹھانا مراد ہے۔

توفی کے حقیقی معنی ایک چیز کو پورا پورا لینا۔ اخذ الشئ و افیاء استیفاء شئ یا اتمام شے ہے جس جگہ بھی موت کے معنی لئے گئے ہیں۔ وہ بطور کنایہ کے ہیں۔ قرآن میں جس جگہ بھی توفی کا لفظ موت کے معنوں میں آیا ہے وہاں قرینہ موجود ہے۔ توفی ایک جنس ہے۔ لہذا اس کے تعین اور ازالہ وہم کے لئے کسی قرینہ کی حاجت ہوگی۔ (سلم العلوم) اور پہلی دلیل کے ضمن

میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ در رفعہ اللہ الیہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی ہوا۔ اس جگہ خداوند کریم نے رفع توفی کا ذکر فرمایا ہے۔ امام فخر الدین رازی تفسیر (کبیر ج ۸ ص ۷۲) پر فرماتے ہیں: ان التوفی اخذ الشیء واقیما ولماعلم اللہ تعالیٰ ان الناس من یخطر ببالہ ان الذی رفعہ اللہ تعالیٰ ہو روحہ ولا جسدہ وذكرہذ الکلام لیسدل علی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رفع بتمامہ الی السماء وبروحہ وجسدہ“

یعنی توفی کے معنی کسی شے کو بجمیع اجزاء لے لینے کے ہیں۔ چونکہ حق تعالیٰ کو معلوم تھا کہ بعض لوگوں (جیسے مرزائیوں کو) یہ وسوسہ پیش آئے گا کہ حق تعالیٰ نے صرف روح کو اٹھایا اور بدن کو نہیں۔ اس لئے متوفیک فرمایا۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ بروحہ و جسدہ آسمان پر اٹھائے گئے۔

آگے چل کر امام ممدوح اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ شبہ کیا جائے تو جب توفی اور رفع جسمانی کا ایک ہی مصداق ہے اور دونوں شئی واحد ہیں۔ تو رفعک کا ذکر کرنا تکرار ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ توفی ایک جنس کا مرتبہ ہے۔ وفتیک اس کے ساتھ کوئی قید منضم نہ کی جائے۔ اس وقت تک اس کی مراد نہیں معلوم ہو سکتی۔ اس لئے نور کیا گیا کہ وہ کون سی قید ہے کہ جو اس جنس سے ساتھ منضم ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ قبض روح مع الارسال اور قبض روح مع الامساک اور اصعاد الی السماء، اول کان مہنوم ہے اور ثانی کانام موت ہے اور ثالث کانام رفع جسمانی ہے۔ چونکہ تینوں نوع اس ایک جنس توفی کے تحت میں درج تھیں۔ اس لئے ایک نوع متعین کرنے کے لئے لفظ رفعک آیت قرآنی میں اضافہ کیا گیا۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ توفی کی کون سی نوع مراد ہے۔ اگر توفی سے مراد مہنوم کی جائے تو اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اے عیسیٰ ہم تمہیں سلا دیں گے اور آسمان کی طرف اٹھالیں گے۔ جیسا کہ تفسیر معالم التنزیل اور درمنثور میں ہے کہ بوقت رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام حالت نیند میں تھے۔ حامد زنجیری نے (اساس البلاغہ جلد دوم ص ۳۰۴ مطبوعہ مصر اور تاج احروس شرح قاموس ج ۲ ص ۳۰۱) پر ہے کہ توفی سے مراد موت لینا معنی مجازی ہے۔ ومن المجاز اد رکنتہ الوفاۃ اور معنی مجازی مراد لینا وہاں جائز ہے۔ جہاں حقیقت معذور ہو۔ مجاز کی طرف جب ہی رجوع کیا جاتا ہے کہ جب معنی حقیقی کا ارادہ نا جائز اور ممنوع ہو جائے ورنہ جب تک حقیقت پر عمل ممکن ہوگا۔ اس وقت تک مجاز کی طرف برگزرجوع نہیں کیا جائے گا۔ (سلم العلوم) شرع عقائد نفسی میں ہے النصوص تحمل علی ظواہر ہا وصرف النصوص عن

ظواہر ہا الحاد ہر ظاہر نص اور زندہ ہے۔ لہذا اس آیت میں جگہ یہ لفظ استعمال نہیں ہو سکتا۔

پس اس آیت سے العصری زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور مرزائی مناظر: م ومرسل ہونے اور وفات مسیح۔ نہیں کر سکتے۔

مرزا ۲

کہ اللہ فاعل ہوا اور مفعول ذکر توفی سے موت کے سوا کوئی اور چھ نقد انعام دیا جائے گا۔ اس موقع نہیں ملا۔ آپ میں بھی

کئے ہیں۔ دیکھو تعلیقات نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ ﷺ یہ قول موجود ہے۔

۳ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسلامی مناد

مرزا قادیانی ملہم مامور اور مگر آپ کی اطمینان کے منیر لکھتے وقت مرزا قادیانی مذکور پر اس البہام یا قیاس دلیل اور لغتی موتوں میں۔ پس مرزائیوں کو

طابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی
ایا ہے۔ امام فخر الدین رازی تفسیر (کبیر)
ی وافیا ولما علم الله تعالى ان
ی هو روحه ولا جسده وذكره
رفع بتمامه الى السماء وبروحه

زائے لینے کے ہیں۔ چونکہ حق تعالیٰ کو
آئے گا کہ حق تعالیٰ نے صرف روح کو
م ہو جانے کہ بروح و جسدہ آسمان پر

کہ اگر یہ شبہ کیا جائے تو جب توفی اور
س۔ تو رافع کا ذکر کرنا تکرار ہوگا۔
ساتھ کوئی قید متضمن نہ کی جائے۔ اس
وہ کون سی قید ہے کہ جو اس جنس سے
اور قبض روح مع الامساک اور
ت ہے اور ثالث کا نام رفع جسمانی
اس لئے ایک نوع متعین کرنے
م ہو جائے کہ توفی کی کون سی نوع
ہیں کہ اے عیسیٰ ہم تمہیں سلا دیں
اور درمنثور میں ہے کہ بوقت رفع
اساس البیان جلد دوم ص ۳۰ مطبوعہ
موت لینا معنی مجازی ہے۔ ومن
جہاں حقیقت معذ رہو۔ مجازی کی
اور ممتنع ہو جائے ورنہ جب تک
میں کیا جائے گا۔ (سلم العلوم)
او صرف النصوص عن

۵۷۳

ظواہر ہا الحاد ہر ظاہر نص سے با کسی دلیل قطعی کے عدا۔ اور نہ جواز اور حرام ہے۔ بلکہ الحاد
اور زندہ ہے۔ لہذا اس آیت میں توفی کے حقیقی معنی لئے جائیں گے۔ ورموت کے معنی میں اس
جگہ یہ لفظ استعمال نہیں ہو سکتا۔

پس اس آیت سے ثابت ہوا ہے کہ خداوند کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسدہ
العصری زندہ آسمان پر اٹھایا اور قرآن میں رفع التوفی سے ان کے رفع جسمانی و ظاہر فرمایا۔
مرزائی مناظر: مرزا قادیانی نے براہین میں متوفیک کے جو معنی کئے ہیں وہ مامور
و مرسل ہونے اور وفات مسیح کے الہام سے پہلے کے ہیں۔ لہذا آپ نہیں ہمارے سامنے پیش
نہیں کر سکتے۔

۲۔ مرزا قادیانی نے (ازالہ ابہام ص ۹۱۹، خزائن ج ۳ ص ۶۰۳) میں اعلان کیا تھا
کہ اللہ فاعل ہوا اور مفعول فی روح ہو۔ باب تفعّل ہوا اور وہاں نوم کا قرینہ موجود نہ ہو تو جو شخص لفظ
توفی سے موت کے سوا کوئی اور معنی قرآن یا لغت عربیہ سے ثابت کر دے گا۔ اس کو ایک ہزار پیسہ
نقد انعام دیا جائے گا۔ اس چیلنج کو کئی سال گذر چکے ہیں۔ آج تک یہ کسی کو یہ انعام حاصل کرنے کا
موقع نہیں ملا۔ آپ میں بھی ہمت ہے تو یہ انعام حاصل کر لیں۔

۳۔ رئیس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے متوفیک کے معنی متوفیک
کئے ہیں۔ دیکھو تعلیقات بخاری۔ پس حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے مقابلہ میں کسی کی تفسیر معتبر
نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا کی تھی اور صحیح بخاری اس المصنف ہے۔ اس میں
یہ قول موجود ہے۔

۴۔ بعض مفسرین مثلاً ابن کثیر و فتح البیان وغیرہ نے بحث آیت متوفیک میں لکھ
ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تین گھنٹہ یا سات گھنٹہ مر گئے تھے۔

اسلامی مناظر: پہلے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت
مرزا قادیانی ملہم مامور اور مجدد ہونے کے مدعی تھے اور الرحمن علم القرآن کا انہیں الہام ہو چکا تھا۔
مگر آپ کی اطمینان کے لئے (سراج منیر ص ۲۱، خزائن ج ۲ ص ۲۳ حاشیہ) کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ مرزا
منیر لکھتے وقت مرزا قادیانی مدعی رسالت اور حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے قائل تھے۔ حاشیہ
مذکور پر اس الہام یا عیسیٰ انی متوفیک کے متعلق لکھتے ہیں کہ الہام کے یہ معنی ہیں کہ میں تجھے اپنی
لیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔ پس ثابت ہوا کہ متوفیک کے معنی موت سے بچانے کے
ہیں۔ پس مرزائیوں کا کوئی حق نہیں کہ اس جگہ توفی کے معنی موت مرا لیں۔

۲۔ (مولانا ابوالقاسم محمد حسین صاحب نے جواب دیا کہ) سالہا سال سے میں مرزائے قادیان کی اس تہدی کو توڑنے کے لئے آمادہ ہوں۔ مرزائیوں کو پیچ دے گئے مرزا محمود کو رجسٹری کر کے خط لکھا گیا۔ اعدل میں مکتوب مفتوح شائع کیا۔

رسالہ شمس الاسلام میں اتمام حجت کے لئے کھلا چیلنج دیا۔ ہر مناظرہ میں اعلان کیا جاتا ہے۔ مگر مرزائی حلقوں میں موت کا سنا نا طاری ہے۔ کسی جانب سے کوئی آواز نہیں آتی۔ ہر مناظرہ میں لاکر کر کیا جاتا ہے کہ اگر تم بچے ہو تو تہدی کرنے والے کے خلاف وغیرہ مرزا محمود کی سند نمائندگی و نیابت حاصل کر کے بعد تصفیہ شرائط میرے ساتھ فیصلہ کرو۔ مگر کیا وجہ ہے کہ طوطے کی طرح ہر جگہ ایک ہی سبق رننا آپ نے اپنا شعار بنالیا ہے۔ عوام الناس کے سامنے اس چیلنج کا ذکر کر کے ان کو مغالطہ دینا آپ کا شیوہ ہو چکا ہے۔ مرزا ابوالامر و میدان بنو۔ اگرچہ شرم و حیا ہے تو اس چیلنج کا کبھی نام نہ لو۔ یا اگر ہمت ہے تو میرے ساتھ آخری فیصلہ کرو۔

نوٹ! مناظروں میں سن جگہ مولانا ابوالقاسم کے چیلنج کو قبول کرنے کی مرزائیوں کو ہمت نہ ہوئی۔ اشتہار بھی طبع کرا کر تمام پنجاب میں تقسیم کئے گئے۔ ۱۹۳۲ء کے جلسہ قادیان پر کئی سو اشتہار تقسیم ہوئے۔ مگر مرزائی ساکت و صامت ہیں۔

۳۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۵) پر حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ: "ان الله رفعه بجسده وانته حسی الآن وسیرجع الی الدنیا فیکون فیہا ملکاً ثم یسموت کما یموت الناس" اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسم کے ساتھ اٹھالیا اور وہ یقیناً زندہ ہیں اور دنیا پر پھر آئیں گے اور اس میں بادشاہی کریں گے۔ پھر عام آدمیوں کی طرح وفات پائیں گے۔

ایسی ہی صحیح روایت تفسیر (روح المعانی ج ۳ ص ۱۵۸) تفسیر ابن السعوی ج ۲ ص ۲۳ تفسیر فتح البیان ج ۲ ص ۲۶۸) پر موجود ہے۔

پھر اس میں کافرض ہے کہ ہمیں ائمہ زین کی تفسیر کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہو جائیں۔ ممقیک، ابی تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے ثابت نہیں۔ حافظ ابن جریر شریک نے اس قول و (بند ص ۲۹۰) پر نقل کیا ہے۔ اس میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ راوی کا نام علی بن طلحہ ہے جس کی نسبت (میزان الاعتدال ج ۵ ص ۱۲۳) میں (اور تہذیب العرب ج ۲ ص ۲۱۳) میں ضعیف الحدیث لکھا ہے۔ نیز ضعیف الحدیث اور منکر الحدیث

ہونے کے علاوہ حضرت ابن عمرؓ دیکھا بھی نہیں۔ پس یہ روایت بخاری کے اصح الکلا

اور قابل اعتماد ہیں۔ اس پر اجماع روایت تعلیقات میں سے ہے الحدیث ص ۳۰) میں اس امر کی تفسیر

تفسیر (فتح البیان ج ۲ ص ۲۳۶) ص ۳۹) پر ہے: "والنصر احیاء" یعنی نصاریٰ کا کر کے آسمان پر اٹھالیا اور تفسیر زعم النصاری "یہ نصار افتراء اور بہتان عظیم ہے۔ منہ والصحیح

نوم وهو اختیار الد ج ۳ ص ۱۵۸) "اور امام اور نیند کے زندہ آٹھالیا اور قابل غور یہ ام

سامان تیار تھا۔ اس وقت کا وعدہ فرمایا۔ اب اگر تو فی کے درپے تھے۔ حضرت مارنے والا ہوں۔ بتاؤ اگر میں کوئی خوبی پیدا ہوتی۔ کے لئے تسلی و اطمینان کا و سابق قرآن اور رفعک

عسین صاحب نے جواب دیا کہ (سالہا سال سے کے لئے آمادہ ہوں۔ مرزائیوں کو چیلنج دئے گئے مرزا توب مفتوح شائع کیا۔

کے لئے کھلا چیلنج دیا۔ ہر مناظرہ میں اعلان کیا جاتا ہے۔ کسی جانب سے کوئی آواز نہیں آتی۔ ہر مناظرہ نے والے کے خلف و خیفہ مرزا محمود کی سند نمائندگی تھ فیصلہ کرو۔ مگر کیا وجہ ہے کہ طوطے کی طرح ہر جگہ عوام الناس کے سامنے اس چیلنج کا ذکر کر کے ان کو میدان بنو۔ اگر کچھ شرم و حیا ہے تو اس چیلنج کا کبھی ملے کرو۔

ابوالقاسم کے چیلنج کو قبول کرنے کی مرزائیوں کو تقسیم کئے گئے۔ ۱۹۳۲ء کے جلسہ قدیان پر کئی سو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل لہذا ابن عباس سے روایت ہے کہ: ”ان الله جمع الى الدنيا فيكون فيها ملكا ثم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسم کے ساتھ اٹھالیا میں بادشاہی کریں گے۔ پھر عام آدمیوں

۱۵۸ تفسیر ابن السعد ج ۲ ص ۴۳ تفسیر فتح البیان

سین کی تفسیر کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت ابن عباس سے ثابت نہیں۔ حافظ کیا ہے۔ اس میں حضرت ابن عباس سے کی نسبت (میان الاعتدال ج ۵ ص ۱۶۳) میں لکھا ہے۔ نیز ضعیف الحدیث اور منکر الحدیث

ہونے کے علاوہ حضرت ابن عباس سے اس کا سماع بھی ثابت نہیں۔ اس نے حضرت ابن عباس کو دیکھا بھی نہیں۔ پس یہ روایت روایات صحیحہ کے مقابلہ میں پیش نہیں ہو سکتی۔

بخاری کے اصح الکتابت ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کتاب کی حدیث مرفوعہ نہایت صحیح اور قابل اعتماد ہیں۔ اس پر اجماع ہے۔ مگر تعلیقات اور موقوفات کے متعلق یہ اجماع نہیں ہے۔ یہ روایت تعلیقات میں سے ہے۔ پس یہ اس اجماع سے خارج ہے۔ حافظ ابن صلاح کے (مقدمہ علم الحدیث ص ۳۰) میں اس امر کی تصریح موجود ہے۔

۳..... مفسرین کرام نے تردید کی غرض سے عیسائیوں کا یہ قول نقل کیا ہے۔ جیسے تفسیر (فتح البیان ج ۲ ص ۲۳۶) پر اس قول کے بعد درج ہے۔ وفیہ ضعف اور تفسیر (ابن کثیر ج ۲ ص ۳۹) پر ہے: ”والنصارى يزعمون ان الله تعالى توفاه سبع ساعات ثم احياه“ یعنی نصاریٰ کا یہ گمان ہے کہ حق تعالیٰ نے سات گھنٹہ (صبح کو) مردہ رکھا اور پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھالیا اور تفسیر (روح المعانی ج ۳ ص ۱۵۸) پر اس قول کے متعلق ہے کہ: ”انها من زعم النصارى“ یہ نصاریٰ کے گمان میں ہے اور ماسوا الا افتراء وبهتان عظیم! اور یہ افتراء اور بہتان عظیم ہے۔ مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ:

”والصحيح كما قاله القرطبي ان الله تعالى رفعه من غير وفاة ولا نوم وهو اختيار الطبري والرواية الصحيحة عن ابن عباس (روح المعانی ج ۳ ص ۱۵۸)“ اور امام قرطبی فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو بغیر موت اور نیند کے زندہ آٹھالیا اور عبد اللہ بن عباس کا صحیح قول یہی ہے۔

قابل غور یہ امر ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے تھے۔ قتل کا سامان تیار تھا۔ اس وقت خداوند کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تسلی کے لئے ان سے توفی و رفع کا وعدہ فرمایا۔ اب اگر توفی کے معنی موت کے لئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہودی مارنے کے درپے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا سے التجا کی۔ خدا نے بھی فرمایا کہ میں تمہیں مارنے والا ہوں۔ تاؤ اس میں کوئی تسلی ہے؟ اور قرآن میں اس جگہ موت کے معنی کرنے سے کلام میں کوئی خوبی پیدا ہوتی ہے؟۔ جبکہ محافظ حقیقی بھی مارنے پر آمادہ ہو چکا ہو تو حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے تسلی و اطمینان کا کونسا موقع ہو سکتا تھا؟۔ پس اس جگہ موت کے معنی لینا قواعد عربیت سیاق و سباق قرآن اور رد فلک کی قید کے ہوتے ہوئے لینا کسی طرح جائز نہیں۔

نیز قرآن میں توفی کے ساتھ رابع کا ذکر ہے اور آیت بل رفعہ اللہ الیہ کے مطابق رفع فتنہ صلیبی کے وقت ہوا۔ اگر اس جگہ توفی کے معنی موت کے لئے جائیں تو یہ بد قول اناقتلنا المسیح سے ثابت ہوتا ہے۔ موت کا سامان اس وقت وہی تھا جو یہودیوں نے تیار کر رکھا تھا اور اگر سوائے قتل کے موت کا اور ذریعہ تسلیم کیا جائے تب بھی ماننا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فتنہ صلیبی کے وقت فوت ہوئے تھے۔ اس سے کشمیر کی زندگی کا قصہ باطل ثابت ہوتا ہے۔ مرزائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فتنہ صلیبی کے بعد کشمیر میں ۸۷ سال زندہ رہنے کے قائل ہیں۔ لہذا ان کے عقیدہ کے مطابق بھی اس جگہ توفی کے معنی موت کے نہیں لئے جاسکتے۔

تین سو دہائی

اسلامی مناظر: ”قال سبحانه تعالیٰ وکنت علیہم شہیداً مادمتم فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم (مائتہ: ۱۷)“ ﴿میں ان پر نگہبان رہا۔ جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھالیا تو پھر تو ہی ان پر مطلع رہا۔﴾
یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے دن امت کے بارہ میں سوال ہوگا تو یہ ارشاد فرمائیں گے کہ جب تک میں زندہ رہا۔ اس وقت تو میں نگہبان رہا اور جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا اس وقت آپ ہی نگہبان تھے۔ اس میں لفظ توفیتنی کا ترجمہ حضرت شیخ سعدیؒ نے ”مرا گرفتگی“ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ”برگرفتگی مرا“ کیا ہے۔ تفسیر (فتح البیان ج ۳ ص ۹۲) میں اس کا معنی ”فلما رفعتنی الی السماء“ کیا گیا ہے۔ (روح المعانی ج ۷ ص ۶۰) پر مذکور ہے: ”فلما توفیتنی“ اسی قبضتنی بالرفع الی السماء تفسیر (خازن ج ۱ ص ۵۴۲) پر مرقوم ہے: ”فلما توفیتنی“ یعنی فلما رفعتنی فالمراد بہ وفاة الرفع لا الموت!

پس اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا ثابت ہے۔

مرزائی مناظر: اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ قیامت کے دن میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہوں گا: ”فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم (صحیح بخاری)“ میں آنحضرت ﷺ نے اپنے لئے بھی حضرت مسیح کی طرف توفیتی کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح نبی کریم ﷺ کی توفی ہوئی اسی طرح مسیح علیہ السلام کی بھی ہوئی۔ رفع آسمانی مراد لینا کسی طرح جائز نہیں۔

۲۔ آیت سے ظاہر کا عقیدہ بگڑنے کا علم نہیں۔ بلکہ اس۔ ورنہ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام عقیدہ سے مطلع ہو چکے ہوں گے۔ نیز اسی آیت سے ثابت۔

وجود تثلیث کے ہوتے ہوئے ماننا پڑتا ہے۔

۳۔ آیت میں توفی

بعد توفی جس کے متعلق فرمائیں گے کہ

آیت میں ذکر نہیں۔ پس اس آیت

حواریوں میں موجود ہے۔ آسمان کی

اسلامی مناظر: توفی

سے توفیتی سے مراد ”جبکہ تو نے مجھ

جو حدیث آپ نے پیش کی ہے اگر

قول کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور یہ

کما افسال ”فرمایا۔ کیونکہ عبارت

گے اور عبارت ثانیہ کا مطلب یہ۔

کی توفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام

مشبہ بہ مغائر ہوتے ہیں اور ظاہر

علیہ السلام کی توفی قطعاً یقیناً رفع

قرآن کریم میں ہے: ”انصار

رسولاً (المزمل: ۱۵)“

رسول بھیجا گیا تھا۔ اب مرز

علیہ السلام کی رسالت ایک

تام ہونی چاہئے۔ حالانکہ رسو

۲۔ آیت

علیہ السلام نصاریٰ کے بگڑ۔

آیت بل رفعه اللہ الیہ کے مطابق کے لئے جائیں تو یہود کا قول انا قتلنا ی تھا جو یہودیوں نے تیار کر رکھا تھا اور انا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ باطل ثابت ہوتا ہے۔ مرزائی ل زندہ رہنے کے قائل ہیں۔ لہذا ان لئے جاسکتے۔

ت علیہم شہید امدت فیہم (۱) میں ان پر نگہبان رہا۔ جب رہا۔

مت کے بارہ میں سوال ہوگا تو یہ نگہبان رہا اور جب تو نے مجھے سوفیتنی کا ترجمہ حضرت شیخ کی نے ”برگرفتنی مرا“ کیا الی السماء“ کیا گیا ہے۔ قبضتنی بالرفع الی قنی“ یعنی فلما رفعتنی

پر جانا ثابت ہے۔

م کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ نرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح (صیحیح بخاری) میں استعمال فرمایا ہے۔ اس سے یہ السلام کی بھی ہوئی۔ رفع

۲..... آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ مجھے نصاریٰ کا عقیدہ بگڑنے کا علم نہیں۔ بلکہ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ ورنہ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب غلط ہوگا۔ کیونکہ بعد نزول وہ نصاریٰ کے عقیدہ سے مطلع ہو چکے ہوں گے۔

نیز اسی آیت سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کی زندگی میں عیسائی نہیں بگڑے۔ پس اب وجود تثلیث کے ہوتے ہوئے ماننا پڑتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں ہیں۔

۳..... آیت میں مسیح کی دو زندگیوں کا ذکر ہے۔ ایک مادمیت فیہم اور ایک بعد توفی جس کے متعلق فرمائیں گے کہ کنت انت الرقیب علیہم! تیسری کسی زندگی کا اس آیت میں ذکر نہیں۔ پس اس آیت کے مطابق جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ رہے اپنے حواریوں میں موجود رہے۔ آسمان کی زندگی کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

اسلامی مناظر: توفی کی بحث بائیسویں دلیل کے ضمن میں ہو چکی ہے۔ اس آیت سے توفیتی سے مراد ”جبکہ تو نے مجھے مار دیا“ لینا از روئے قواعد عربیت جائز نہیں۔ صحیح بخاری کی جو حدیث آپ نے پیش کی ہے اس میں نبی کریم ﷺ نے اپنے قول کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور یہ نہیں فرمایا ”فما قول ما قال العبد الصالح“ بلکہ ”فما قول کما قال“ فرمایا۔ کیونکہ عبارت اولیٰ کا مطلب تو یہ ہے کہ میں وہی کہوں گا جو حضرت عیسیٰ کہیں گے اور عبارت ثانیہ کا مطلب یہ ہے کہ میں ان کی مانند کہوں گا۔ لہذا یہ ماننا پڑے گا کہ نبی کریم ﷺ کی توفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی کے بالکل مغائر ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ مسلم ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ مغائر ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ کی توفی بذریعہ موت ہوئی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی قطعاً یقیناً رفع جسمانی اور اصعاد الی السماء کے ذریعہ سے ہونی چاہئے۔ قرآن کریم میں ہے: ”انا ارسلنا الیکم رسولاً شہداً کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً (المزمل: ۱۰)“ یعنی ہم نے تمہاری طرف رسول شاہد بھیجا۔ جیسا کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا گیا تھا۔ اب مرزائیوں کے قول کے مطابق نبی کریم ﷺ کی رسالت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت ایک جیسی ہونی چاہئے۔ کیونکہ ان کے نزدیک مشبہ اور مشبہ بہ میں مشارکت تام ہونی چاہئے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت عامہ اور موسیٰ علیہ السلام رسالت خاصہ ہے۔ ۲..... آیت میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نصاریٰ کے بگڑنے سے لاعلمی کا اظہار کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال

اشاعت تثلیث کا نہ ہوگا۔ بلکہ تعلیم تثلیث کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اُنّت قلت للناس! کیا تم نے اس کی تعلیم دی تھی؟ تم ہو یا کوئی اور؟ اس کا جواب آپ نفی میں دیں گے۔ علم کے متعلق کوئی سوال ہی مذکور نہیں۔ مرزا قادیانی نے (کشتی نوح ص ۶۰، خزائن ج ۹ ص ۶۵، مخلص حاشیہ) پر تسلیم کیا ہے کہ ”حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی ہی میں (قیام کشمیر کے دوران میں) حواریوں میں تثلیث کا عقیدہ رائج ہو گیا تھا۔“ مزید ملاحظہ کریں۔ (چشمہ معرفت ص ۲۵۴، خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۶، تجلہ گڑویہ ص ۱۲۷، خزائن ج ۷ ص ۳۱۱) لہذا آپ کا یہ کہنا کہ حضرت مسیح کی زندگی میں یہ عقیدہ نہیں پھیلا۔ مرزا قادیانی کی تصریح کے خلاف ہے اور آیت قرآنی سے آپ کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ نیز مرزا قادیانی (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۶۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً حاشیہ) میں تسلیم کرتے ہیں کہ ”نصاری کی ابتری کا حال آسمان پر بھی حضرت مسیح علیہ السلام کو معلوم ہے۔“ پس کذب بیانی کا الزام بموجب تعلیم مرزا یہ بھی عائد ہو سکتا ہے۔

۳..... ”مادمت فیہم فلما توفیتنی“ میں فا جو تعقیب مع الترکیب کے لئے وہ ترتیب کا فائدہ دیتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مادمت فیہم معاً بعد توفی ہوئی۔ پس بموجب عقیدہ مرزا یہ فتنہ صلیبی کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت واقع ہو گئی۔ مگر مرزا قادیانی فتنہ صلیبی کے بعد کشمیر میں ۸۷ سال کی زندگی کے قائل ہیں۔ نیز اُنّت قلت للناس میں لام تبلیغ کے لئے ہے۔ للناس سے مراد حواری ہیں۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تمام عمر حواریوں میں رہنا ضروری ہے۔ مگر مرزائی اس کے برعکس مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روپوش ہو کر کشمیر چلے گئے اور وہاں ۸۷ سال زندہ رہ کر فوت ہوئے۔ پس آپ جہاں سے ۸۷ سال زندگی ثابت کریں گے وہیں سے آسمان کی زندگی بھی ہم ثابت کر دیں گے۔ جس طرح آپ ایک تیسری زندگی کے قائل ہیں اسی طرح ہم بھی ہیں۔ اس سے ماننا پڑتا ہے کہ اس جگہ توفیتنی سے موت کے معنی لینا کسی طرح جائز نہیں۔

نوٹ: مولانا ابوالقاسم کے اس الزامی جواب کا کوئی معقول یا غیر معقول جواب کسی مناظرہ میں کسی مرزائی مناظر نہیں دیا۔

چوبیسویں دلیل

اسلامی مناظر: ”قال سبحانه تعالیٰ هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ (توبہ: ۳۳)“ ﴿خدا وہ ہے کہ جس نے اپنا رسول ہدایت دے کر بھیجا۔ تاکہ تمام مذاہب پر دین حق کو غالب کرے﴾۔ ﴿

اس آیت میں حضرت معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے عہد مرزا قادیانی (براہین احمدیہ حصہ ۱) بیان کیا ہے۔

مرزائی مناظر: ذریعہ دنیا کے تمام مذاہب پر مرزا قادیانی نے لکھے ہیں ان اسلامی مناظر

کی حقیقت ظاہر کرنے کا مؤقادیانی نے لکھا ہے کہ: ”پیشین گوئی ہے۔ (حوالہ تمام عمر انگریزوں کی غلامی نہیں ہو سکتی۔

پچیسویں دلیل اسلامی مناظر

عدتم عدنا (بنی ایشیمین گوئی موجود ہے۔ گی۔ اس وقت کے آیت کے تحت میں لکھا

شدت اور عفت اور قوم ساتھ دنیا پر اتریں گے مرزائی

اسلامی ضروری ہے اور اگر کا دعویٰ ہے کہ میں

ئے گا کہ اُنٹ قلت للناس! کیا تم
پہلی میں دیں گے۔ علم کے متعلق کوئی
ج ۱۹ ص ۶۵ ٹکس حاشیہ) پر تسلیم کیا ہے
دوران میں) حواریوں میں تثلیث کا
۲۵۳، خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۶، تحفہ گولڑویہ
زندگی میں یہ عقیدہ نہیں پھیلا۔ مرزا
عقائد ثابت نہیں ہوتے۔ نیز مرزا قادیانی
کرتے ہیں کہ ”نصاری کی ابتی کا
کذب بیانی کا الزام بموجب تعلیم

”میں فاجو تعقیب مع التریک کے
ت فیہم معاً بعد توفی ہوئی۔
السلام کی موت واقع ہوگئی۔ مگر
ہیں۔ نیز اُنٹ قلت للناس
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تمام عمر
ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
ہوئے۔ پس آپ جہاں سے
ثابت کر دیں گے۔ جس طرح
سے ماننا پڑتا ہے کہ اس جگہ

قول یا غیر معقول جواب کسی

ارسل رسولہ بالہدی
ہے کہ جس نے اپنا رسول

اس آیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کا ارشاد ہے۔ کیونکہ احادیث سے
معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے عہد میں اسلام ہی اسلام ہوگا۔ دوسرے مذاہب کا نشان تک نہ ہوگا۔
مرزا قادیانی (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۳۹۸ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) پر اس کا یہی مطلب
بیان کیا ہے۔

مرزائی مناظر: یہ آیت مرزا قادیانی کے حق میں پیشین گوئی تھی۔ مرزا قادیانی کے
ذریعہ دنیا کے تمام مذاہب پر اسلام کی فوقیت ظاہر ہوئی۔ دلائل و براہین اسلام کی صداقت میں جو
مرزا قادیانی نے لکھے ہیں ان کے ذریعہ غلبہ اسلام کو ہوا۔

اسلامی مناظر: مرزا قادیانی کے ذریعہ جو کچھ اسلام کی فوقیت دنیا پر ظاہر ہوئی اس
کی حقیقت ظاہر کرنے کا موقع نہیں۔ آپ کی یہ تفسیر مرزا قادیانی کی تفسیر کے خلاف ہے۔ مرزا
قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں
پیشین گوئی ہے۔ (حوالہ بالا)“ بتائیے مرزا قادیانی کو سیاست ملکی میں کونسا غلبہ حاصل ہوا۔
تمام عمر انگریزوں کی غلامی پر فخر و ناز کرتے رہے۔ اس لئے یہ پیشین گوئی مرزا قادیانی پر چسپاں
نہیں ہو سکتی۔

پچیسویں دلیل

اسلامی مناظر: ”قال سبحانه وتعالى عسى ربكم ان یرحمکم وان
عندکم عدنا (بنی اسرائیل: ۸)“ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے لئے
پیشین گوئی موجود ہے۔ یعنی ایک وقت آئے گا جب کہ مخلوق خدا ظلم و گمراہی کی انتہا کو پہنچ جائے
گی۔ اس وقت کے لئے مرزا قادیانی (براہین احمدیہ جلد چہارم ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱ حاشیہ) پر اس
آیت کے تحت میں لکھتے ہیں: ”وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے
شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے
ساتھ دنیا پر اتریں گے۔“

مرزائی مناظر: یہ پیشین گوئی بھی مرزا قادیانی کے ظہور سے پوری ہو چکی ہے۔
اسلامی مناظر: مرزا قادیانی کی تصریح کے مطابق مسیح موعود کی جلالت کے ساتھ آنا
ضروری ہے اور اس کے ذریعہ دنیا میں شدت، عنف، قہر و سختی کا ہونا ضروری ہے۔ مگر مرزا قادیانی
کا دعویٰ ہے کہ میں جمالی رنگ میں آیا ہوں۔ پس مرزا قادیانی اس کے مصداق نہیں ہو سکتے۔

چھبیسویں دلیل

امام احمد نے اپنی (مسند ج ۲ ص ۴۰۶) میں اور ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۸ باب خروج الدجال) اور ابن جریر نے حدیث نقل کی ہے جس کے متعلق (فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۷) میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد سب صحیح ہیں۔ وہو ہذا:

عن ابی ہریرۃ قال قال النبی ﷺ:

”الانبياء اخوة العلاء امها تهم شتى ودينهم واحد واني اولى الناس بعيسى بن مريم لانه لم يكن نبى بينى وبينه وانه نازل فاذا رائيتموه فاعرفوا رجل مربع الى الحمرة والبياض عليه ثوبان ممصران كأن راسه يقطروا ان لم يصبه بلل فيدق الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويدعوا الناس الى الاسلام ويهلك الله في زمانه الملل كلها الا الاسلام ويهلك الله في زمانه المسيح الدجال وتقع الامانة على الارض حتى ترتع الاسودمع الابل والنمار مع البقر والدُّباب مع الغنم ويلعب الصبيان بالحيات لاتضرهم فيمكث اربعين سنة ثم يتوفى ويصلى عليه المسلمون“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء عطا تی بھائی ہیں۔ مائیں ان کی مختلف ہیں۔ دین (اصولاً) سب کا ایک ہے اور میں اور عیسیٰ بہت ہی قریب ہیں۔ کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ ضرور قیامت کے دن نازل ہوں گے۔ میانہ قد ہوں گے۔ سرخی اور سفیدی کے مابین ہوں گے اور ان پر دو رنگے ہوئے کپڑے ہوں گے۔ گویا ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اگرچہ کسی قسم کی تری نہیں پہنچی ہے۔ صلیب کو توڑیں گے اور جزیہ کو اٹھا دیں گے اور سب کو اسلام کی طرف بلائیں گے اور حق تعالیٰ ان کے زمانہ میں تمام ملتوں کو منسوخ فرمائیں گے۔ پھر روئے زمین پر امن ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیل کے ساتھ اور بکریاں بھیڑیوں کے ساتھ چرنے لگیں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلنے لگیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال ٹھہریں گے اور اس کے بعد وفات پائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔ ﴿

ستائیسویں دلیل

اسلامی مناظر: (مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) میں ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ”ینزل عیسیٰ بن مريم الى الارض فيتزوج ويولد

لہ ویمکث خمساً واربعاً وعیسیٰ بن مريم فی قبروا، اتریں گے اور نکاح کریں گے اور اہوں گے۔ پس میرے پاس میر۔ قبر سے اٹھیں گے۔ درمیان میں اس حدیث

اور جب کہا جاتا ہے کہ زمین پر زمین پر صاحب اولاد یسوت کے لفظ (ترجمہ)

بقی فی البیت جگہ باقی ہے۔ اس مرزا

کریم ﷺ کا روضہ کسی وقت سے دفن ہوتے

اس روایہ کے ہوا کہ علامہ لفظ آسمان سے

اخلد الارض اسلام

ہیں۔ (ضمیمہ)

ویولد

سے اولاد

له ويمكث خمساً واربعين سنة ثم يموت فيدفن معي في قبري فلقوم انا وعيسى بن مريم في قبر واحد بين ابى بكر وعمرؓ“ ﴿حضرت عیسیٰ بن مریم زمین پر اتریں گے اور نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی اور پینتالیس سال دنیا میں رہیں گے۔ پھر فوت ہوں گے۔ پس میرے پاس میرے مقبرے میں دفن ہوں گے۔ پس میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر سے اٹھیں گے۔ درمیان میں ابی بکرؓ اور عمرؓ کے۔﴾

اس حدیث میں صاف صاف مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے اور جب کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص لاہور جائے گا تو اس وقت وہ شخص لاہور میں وارد شدہ سمجھا نہیں جاتا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر موجود نہیں ہیں اور آخری زمانہ میں زمین پر نازل ہوں گے اور کئی سال دنیا میں رہ کر فوت ہوں گے۔ دنیا میں رہ کر نکاح کریں گے۔ صاحب اولاد ہوں گے۔ بعد وفات آنحضرت ﷺ کے روضہ اقدس میں دفن کئے جائیں گے۔ ثم یموت کے لفظ سے ظاہر ہے کہ ابھی تک عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔

(ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲ باب ماجاء فی فضل النبی ﷺ) میں ابو مودودؒ سے روایت ہے کہ: ”وقد بقى فی البیت موضع قبر“ یعنی روضہ نبویہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ فی قبری سے موضع قبر یعنی مقبرہ مراد ہے۔

مرزائی مناظر: یہ حدیث صحیح نہیں۔ کیونکہ کون بے غیرت مسلمان ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کا روضہ کھود کر آپ کی نعش مبارک کو نکال کر کے حضرت عیسیٰ کو دفن کرے گا۔ قبر بمعنی مقبرہ کسی لغت سے ثابت نہیں۔ نیز حضرت عائشہ صدیقہؓ نے روایا میں صرف تین چاندوں کو روضہ میں دفن ہوتے دیکھا۔ (موطا امام مالکؒ) وہاں تین قبریں موجود ہیں۔ چوتھے چاند کا وہاں دفن ہونا اس روایا کے خلاف ہوگا۔ علامہ عینی نے لکھا ہے یدفن فی الارض المقدسة اس سے ثابت ہوا کہ علامہ عینی کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس میں دفن ہوں گے۔ الی الارض کا لفظ آسمان سے اترنے کو مستلزم نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں بعور کی نسبت وارد ہے: ”ولا کنه اخلد الارض (الاعراف: ۱۷۶)“ کیا وہ بھی زمین پر نہ تھا۔

اسلامی مناظر: یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی صحت کی تصدیق مرزا قادیانی بھی کر چکے ہیں۔ (ضمیمہ انجام آٹھم ص ۵۳، خزائن ج ۱ ص ۳۲۷) کے حاشیہ پر اس حدیث کے ایک جملہ یتزوج ویولد لہ کو اپنے اوپر چسپاں کرتے ہیں اور اس سے مراد محمدی بیگم سے نکاح اور اس کے لطن سے اولاد حاصل ہونا مراد لیتے ہیں اور اپنے مسیح موعود ہونے کا اسے ایک نشان قرار دیتے ہیں۔

اور ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۸ باب خروج الدجال) اور باری ج ۶ ص ۳۵۷ میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے

بقی ودينهم واحد وانى اولی الناس فی وبينه وانه نازل فاذا رايتموه عليه ثوبان ممصران كأن راسه بويقتل الخنزير ويضع الجزية مانه الملل كلها الا الاسلام ويهلك على الارض حتى ترتع الاسودم لغنم ويلعب الصبيان بالحيات سله عليه المسلمون“

یاء علانی بھائی ہیں۔ مائیں ان کی مختلف ہوت ہی قریب ہیں۔ کیونکہ میرے اور ان زل ہوں گے۔ میانہ قد ہوں گے۔ سرخی ٹرے ہوں گے۔ گویا ان کے سر سے پانی کو توڑیں گے اور جز یہ کواٹھا دیں گے اور نہ میں تمام ملتوں کو منسوخ فرمائیں گے۔ ساتھ اور چیتے گائے تیل کے ساتھ اور ان کے ساتھ کھیلنے لگیں گے اور حضرت وفات پائیں گے اور مسلمان ان کے

عیسیٰ علیہ السلام) میں ایک حدیث ہے ہم الی الارض یتزوج ویولد

اس لئے مرزا نیوں کا کوئی حق نہیں کہ اس حدیث کی صحت پر اعتراض کریں۔

قبر بمعنی مقبرہ (مکتوۃ شریف ص ۳۸۰) ملا علی قاری کی (مرقات ج ۱۰ ص ۲۳۳) کے حوالہ میں درج ہے۔ نیز مرزا قادیانی نے بھی ان معنوں کو تسلیم کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ”ممکن ہے کہ کوئی مثیل مسیح ایسا بھی آ جائے جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔“ (ازالہ اوہام ص ۴۰، خزائن ج ۳ ص ۳۵۲ حاشیہ) اس حوالہ سے قبر بمعنی روضہ (مقبرہ) بھی مانا گیا ہے اور پاس دفن ہونا بھی مانا گیا ہے۔

ینزل الی الارض! کے بجائے ”اخلد الی الارض (اعراف: ۱۷۶)“ پیش کرنا بے محل ہے۔ اخلد الی الارض میں تو اخلد خود موجود ہے کہ وہ شخص پہلے ہی زمین پر موجود تھا۔ اسی طرح علامہ عینی کا لکھنا بھی ہمارے خلاف نہیں۔ کیا روضہ نبویہ ارض مقدس نہیں؟ حضرت عائشہ کو جو تین چاند دکھائے گئے تھے۔ اس کے مطابق تین چاند ابو بکر، عمرؓ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام روضہ مبارک میں مدفون ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ چاند نہ تھے۔ سورج تھے۔ جس کی ضیاء سے یہ چاند روشن ہوں گے۔ دوسرا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی زندگی میں صرف تین قبریں تیار ہونے والی تھیں۔ اس لئے صرف تین چاند آپ کو دکھائی دیئے۔ چوتھے چاند حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ ان کی زندگی میں نازل ہوئے اور نہ ہی دفن ہوئے۔ اس لئے روایا میں وہ آپ کو نہ دکھائے گئے۔

اٹھائیسویں دلیل

”عن عبد اللہ ابن سلام یدفن عیسیٰ ابن مریم مع رسول اللہ ﷺ وصاحبۃ فیکون قبرہ رابعاً (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۰۹، درمنثور ج ۲ ص ۲۴۶ ومثله فی تاریخ الکبیر للبخاری ج ۱ ص ۲۶۳ ثم قال مکتوب فی التوراة صفة محمد ﷺ وعیسیٰ بن مریم یدفن معہ، ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲ باب فضل النبی ﷺ)“ عبد اللہ ابن سلامؓ سے روایت ہے کہ عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں صحابیوں کے ساتھ دفن ہوں گے اور ان کی قبر چوتھی ہوگی۔ نیز فرمایا کہ توریت میں محمد ﷺ کی صفت درج ہے کہ عیسیٰ ابن مریم ان کے ساتھ دفن ہوں گے۔ لہذا اس حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر روضہ اقدس میں چوتھی ہوگی۔

اٹھائیسویں دلیل

”عن عائشہ قالت قلت یا رسول اللہ ﷺ انی اری ان اعیش بعدک

فتن ان لیسی ان
قدری وقبر ابی
ابن عساکر ج ۲۰
نے (مرض موت)
ہونے کی اجازت
اس میں صرف میری قبر
تیسویں دلیل

”عن ابیہا
مریم من السماء فیکم
حضرت ابو ہریرہؓ سے روا
نازل ہوں گے اور حالانکہ تم
یعنی ادھر دجال
اور اس طرف نزول مسیح ہوگا
معطوف بنا کر یوں معنی کیا
ترجمہ ظاہر کرنے کی کوشش
معطوف علیہ دوا لگ الگ
اترے کا معنی بقول مرزا آ

ہوگا۔ مگر مرزا قادیانی امام
میں عطف تفسیری عطف
نہیں آئی۔ پس ثابت ہے
ترجمہ جو اوپر لکھا گیا ہے
اکیسویں دلیل

اجماع امہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام
زمانہ میں زمین پر نازل
(تفسیر بحر)

ت پر اعتراض کریں۔

یاقاری کی (مرقات ج ۱۰ ص ۲۳۳) کے حوالہ و تسلیم کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ”ممکن ہے کہ کوئی روضہ کے پاس مدفون ہو۔“ (ازالہ اوہام عن روضہ) (مقبرہ) بھی مانا گیا ہے اور پاس

للد الی الارض (اعراف: ۱۷۶) پیش موجود ہے کہ وہ شخص پہلے ہی زمین پر موجود کیا روضہ نبویہ ارض مقدس نہیں؟ حضرت ابن چاند ابوبکر، عمر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تھے۔ سورج تھے۔ جس کی ضیاء سے یہ ت عائشہؓ کی زندگی میں صرف تین قبریں تیار مائی دیئے۔ چوتھے چاند حضرت عیسیٰ علیہ ہوئے۔ اس لئے روایا میں وہ آپ کو نہ

عیسیٰ ابن مریم مع رسول اللہ ﷺ
ج ۸ ص ۲۰۹، درمنثور ج ۲ ص ۲۴۶
ال مکتوب فی التوراة صفة محمد ﷺ
باب فضل النبی ﷺ) ”عبداللہ ابن
رآپ کے دونوں صحابیوں کے ساتھ دفن
س محمد ﷺ کی صفت درج ہے کہ عیسیٰ ابن
بت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر

لہ علیہ السلام انی اری ان اعیش بعدک

فتاؤن لیسى ان ادنن الی حنیک فقال انی لک بدالک الموضع ما فیہ الا موضع
قبری وقبر ابی بکر وعمر وعیسیٰ ابن مریم (۱) امد ج ۶ ص ۵۷ مذخوب کنز العمال،
ابن عساکر ج ۲ ص ۱۵۴، کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۲۰ حدیث (۳۹۷۲۸) ”حضرت عائشہؓ
نے (مرض موت) میں عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں تو مجھے اپنے پہلو میں دفن
ہونے کی اجازت عطا فرمائیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لئے اس موضع میں جگہ نہیں ہے۔
اس میں صرف میری قبر، ابوبکر، عمر اور عیسیٰ بن مریم کی قبر کی جگہ ہے۔“

تیسویں دلیل

”عن ابا ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن
مریم من السماء فیکم وامامکم منکم (کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص ۴۲۴)“
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کیا حال ہوگا تمہارا کہ جب عیسیٰ ابن مریم آسمان سے تم میں
نازل ہوں گے اور حالانکہ تمہارا امام تم میں سے موجود ہوگا۔“

یعنی ادھر دجال ہوگا ادھر امام مہدی جماعت کو لے کر کھڑے ہوں گے۔ لڑائی تیار ہوگی
اور اس طرف نزول مسیح ہوگا تو یہ ایک عجیب کیفیت ہوگی۔ مرزا قادیانی نے امامکم منکم کو ابن مریم پر
معطوف بنا کر یوں معنی کیا ہے کہ جب ابن مریم اترے گا اور تمہارا امام جو تم میں سے ہوگا اس طرح
ترجمہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم مسلمانوں میں سے پیدا ہوگا۔ مگر معطوف اور
معطوف علیہ دو الگ الگ ہوتے ہیں۔ تو معنی صحیح یوں گا کہ عیسیٰ ابن مریم بھی اتریں گے۔ اب اگر
اترنے کا معنی بقول مرزا قادیانی پیدا ہونا ہے تو مرزا قادیانی سے پہلے امام مہدی کا پیدا ہونا ضروری
ہوگا۔ مگر مرزا قادیانی امام بھی خود ہی بنتے ہیں۔ یہ کہنا کہ یہ عطف تفسیر ہے۔ غلط ہے۔ کیونکہ عربی
میں عطف تفسیری عطف بیان کو کہتے ہیں۔ وہاں صرف عطف نہیں ہوتا اور تفسیر کے لئے کبھی
نہیں آئی۔ پس ثابت ہوا کہ محض خیالی تفسیر سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ یہ جملہ حالیہ ہے۔ اس کا
ترجمہ جو اوپر لکھا گیا ہے وہی صحیح ہے۔ حضرت مسیح بن مریم ناصرہ علیہ السلام ہی نازل ہوں گے۔

اکتیسویں دلیل

اجماع امت سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ امت محمدیہ کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحمدہ العصری آسمان پر زندہ اٹھائے گئے۔ اب تک زندہ ہیں اور آخری
زمانہ میں زمین پر نازل ہوں گے۔

(تفسیر بحر المحیط ج ۲ ص ۵۶، زیر آیت اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک) پر ہے: ”قال

ابن عطیة واجمعت الامة على ما تضمنه الحديث المتواتر ان عيسى في السماء حيى وانه ينزل في آخر الزمان“ ﴿تمام امت کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحمدہ العصری آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔ جیسا کہ احادیث متواترہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے۔﴾

علامہ آلوسی (تفسیر روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۲) تحت آیت خاتم النبیین پر اس سوال کے جواب میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ختم نبوت کے بعد کیسے تشریف لاسکتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

”ولا يقدح ذلك ما اجتمعت الامة واشتهرت فيه الاخبار ولعلها بلغت مبلغ التواتر المعنوي ونطق به الكتاب على قول ووجب الايمان به واكفر منكره كالغلاة من نزول عيسى عليه السلام آخر الزمان لانه كان نبيا قبل تحله نبينا ﷺ بالنبوة في هذه النشأة“

حضرت امام اعظم (فتاویٰ کبریٰ ص ۹۸) میں فرماتے ہیں: ”ونزول عيسى عليه السلام من السماء حق كائن“ (شرح عقائد ص ۱۷۳) میں ہے: ”ونزول عيسى عليه السلام من السماء... فهو حق“

اہل سنت والجماعت کے نزدیک دین کے چار ماخذ ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع امت اور قیاس آئمہ مجتہدین۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ آج تک امت محمدیہ کا اس پر اجماع چلا آ رہا ہے۔

بتیسویں دلیل

”عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ لن تهلك امة انا في اولها وعيسى ابن مريم في آخرها والمهدي في اوسطها (احمد ج ۶ ص ۳۰ كنز العمال ج ۱۴ ص ۲۶۶، حديث نمبر ۳۸۶۷۱، ابو نعیم الحلی للفتاویٰ ج ۲ ص ۶۴)“ ﴿حضرت ابو ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ وہ امت ہرگز ہلاک نہ ہوگی جس کے اول میں میں موجود ہوں اور آخر میں عیسیٰ ابن مریم اور میرے اور عیسیٰ بن مریم کے درمیان مہدی۔﴾

اس حدیث میں اس امت کے تین محافظ الگ الگ بیان کئے گئے ہیں۔ اول تو خود حضور نبی کریم ﷺ۔ دوم عیسیٰ علیہ السلام اور تیسرے امام مہدی علیہ الرضوان جو پہلے دو کے درمیان آئیں گے۔ اب اگر ایک کو دوسرے میں داخل کریں۔ جیسا کہ مرزا کی از روئے بروز کرتے ہیں تو تین ہمتیاں الگ الگ نہیں رہ سکتیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

زندہ ہیں اور آخری زمانہ میں اس امت کی تینتیسویں دلیل

”عن ابن عباس قال

عيسى بن مريم من السماء (كنز العمال ج ۲ ص ۳۲) اس حدیث میں آسمان سے

چونتیسویں دلیل

”عن ابی هريرة قال

الروحاء حاجا او معتمرا أو يفتن في الحج والقران“ ﴿صحیح مسلم

السلام ج ۲ ص ۱۰۰) حج یا عمرہ یا دونوں کا اس حدیث میں مسیح ابن

گئے۔ نقلی مسیح (مرزا) نے تمام عمر حج نہ کیا۔ پینتیسویں دلیل

”عن ابی هريرة

ليوشكن ان ينزل فيك

الخنزير ويضع الجزية

السجدة الواحدة خيرا ما

عيسى ابن مريم ومسلم ج ۱

بشریعة نبینا“ ﴿حضرت ابو

کی بہت جلد ابن مریم منصف حاکم

گئے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور

یہاں تک کہ کوئی اسے قبول نہیں کر

ساری دنیا کے مال و متاع سے

یہ حدیث امام بخاری

مریم علیہ السلام کے جو نشان بیا

قادیانی) میں پایا نہیں جاتا۔

اتضمنه الحديث المتواتر ان عيسى في
سمان“ تمام امت کا اس پر اجتماع ہو چکا ہے کہ
پر زندہ موجود ہیں اور قیامت کے قریب نازل
کے معلوم ہوتا ہے۔

(۳۲) تحت آیت خاتم النبیین پر اس سوال کے
بعد کیسے تشریف لاسکتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

ت الامة واشتهرت فيه الاخبار ولعلها
الكتاب على قول ووجب الايمان به
على عليه السلام آخر الزمان لانه كان
ه النشاة“

فرماتے ہیں: ”ونزول عيسى عليه
السلام (۱۷۳) میں ہے: ”ونزول عيسى

کے چار ماخذ ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع
السلام کی زندگی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے

ل الله ﷺ لن تهلك امة انا في اولها
اوسطها (احمد ج ۶ ص ۳۰ كنز العمال
حواوی للفتاوی ج ۲ ص ۶۴) ”حضرت
کہ وہ امت ہرگز ہلاک نہ ہوگی جس کے اول
ے اور عیسیٰ بن مریم کے درمیان مہدی۔
لگ الگ بیان کئے گئے ہیں۔ اول تو خود
امام مہدی علیہ الرضوان جو پہلے دو کے
ل کریں۔ جیسا کہ مرزا کی ازروئے بروز
سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

زندہ ہیں اور آخری زمانہ میں اس امت کی غفلت کریں گے۔
تینتیسویں دلیل

”عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ فعند ذلك ينزل اخی
عيسى بن مریم من السماء (کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۱۹ حدیث نمبر ۳۹۷۲۶)“
اس حدیث میں آسمان سے نزول صاف طور پر مذکور ہے۔

چوتھویں دلیل

”عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ ليهلن عيسى ابن مریم بفتح
الروحاء حاجا او معتمرا أو يثنيهما (مسلم شریف ج ۱ ص ۴۰۸ باب جواز التمتع
فی الحج والقران) ”صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ
السلام حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھیں گے۔
اس حدیث میں مسیح ابن مریم علیہ السلام کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ حج کریں
گے۔ نقلی مسیح (مرزا) نے تمام عمر حج نہیں کیا۔

پینتیسویں دلیل

”عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ والذي نفسي بيده
ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مریم حكما عدلا فيكسر الصليب ويقتل
الخنزير ويضع الجزية ويفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون
السجدة الواحدة خيراً من الدنيا وما فيها (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰ باب نزول
عيسى ابن مریم ومسلم ج ۱ ص ۸۷ باب نزول عيسى بن مریم علیہ السلام حاکماً
بشریعة نبیناً) ”حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قسم ہے اللہ پاک
کی بہت جلد ابن مریم منصف حاکم ہو کر تم میں اتریں گے۔ پھر وہ عیسائیت کی صلیب کو توڑ دیں
گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو موقوف کریں گے اور مال بکثرت لوگوں کو دیں گے۔
یہاں تک کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ لوگ ایسے مستغنی اور عابد ہوں گے کہ ایک سجدہ ان کو
ساری دنیا کے مال و متاع سے اچھا معلوم ہوگا۔

یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحاح میں روایت کی ہے۔ اس میں ابن
مریم علیہ السلام کے جو نشان بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک نشان بھی مسیح کا ذب (مرزا
قادیانی) میں پایا نہیں جاتا۔

چھتیسویں دلیل

”عن جابر قال قال رسول الله ﷺ ينزل عيسى ابن مريم فيقول اميرهم المهدى تعال هل بنا فيقول الا وان بعضكم على بعض امراء (الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۶۴)“ حضرت جابر سے روایت ہے کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے تو لوگوں کا امیر انہیں نماز پڑھانے کے لئے کہے گا۔ پس وہ انکار کریں گے اور فرمائیں گے کہ تم میں سے بعض بعض کے امام ہیں۔ ﴿

اس حدیث سے ثابت ہے کہ امامکم منکم اور امیر ہم سے مراد امام مہدی علیہ الرضوان ہیں اور امام مہدی کی موجودگی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔

سینتیسویں دلیل

”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله ﷺ یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسیٰ ابن مریم اماماً مہدیاً حکماً عدلاً (مسند امام احمد ج ۲ ص ۴۱۱)“ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے گا۔ جو امام ہوگا ہدایت یافتہ منصف اور عادل ﴿ اس میں یہ اشارہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کریں گے۔ کیونکہ با اتفاق محدثین آپ اس وقت تک زندہ تھے۔

اڑتیسویں دلیل

”عن ابی ہریرۃ مرفوعاً لیہیطن ابن مریم حکماً عدلاً (درمنثور ج ۲ ص ۲۴۵، زیر آیت وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن به، مستدرک للحاکم ج ۳ ص ۴۹۰ حدیث نمبر ۴۲۱۸، باب ہیوط عیسیٰ قتل علیہ السلام وقتل الدجال)“ یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابن مریم حکم اور عدل ہو کر اترے گا۔ اس جگہ ہیوط کا لفظ ہے۔ نزول کا لفظ نہیں۔ اس میں مرزائیوں کی کوئی تاویل نہیں چلتی۔ ورنہ یہ ثابت کریں کہ ہیوط بمعنی ولادت ہے۔

انتالیسویں دلیل

مرزا قادیانی نے اپنی تصانیف (سرمد چشم آریہ ص ۲۹۳، ۲۸۸، ۲۸۷، خزائن ج ۲ ص ۲۳۲، ۲۳۹، ۲۳۳، کشف الغطاء ص ۲۶، حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۱۱، مسج ہندوستان میں ص ۱۶، ۱۷، خزائن ج ۱۵ ص ایضاً، تریاق القلوب ص ۵۰، خزائن ج ۱۵ ص ۲۳۸، چشمہ سخی ص ۲، خزائن ج ۲ ص ۳۳۹) پر انجیل

برنباس کی تصدیق کی ہے اور اس کے حوالے دیئے ہیں۔ مرزا قادیانی کی اس مصدقہ انجیل شریف کے فصل ۲۱۵ میں قنہ صلیبی کا حال اس طرح درج کیا ہے:

”اور جبکہ سپاہی یہودا کے ساتھ اس جگہ کے نزدیک پہنچے جس جگہ یسوع تھا۔ یسوع نے ایک بھاری جماعت کا نزدیک آنا سنا۔ تب اس لئے وہ ڈر کر گھر چلا گیا اور گیاروں شاگرد سو رہے تھے۔ پس جبکہ اللہ نے اپنے بندہ کو خطرہ میں دیکھا، اپنے سفیروں، جبرائیل اور میخائیل، رفائیل اور اوائیل کو حکم دیا کہ یسوع کو دنیا سے لے لیں۔ تب پاک فرشتے آئے اور یسوع کو دکن کی طرف دکھائی دینے والی کھڑکی سے لے لیا۔ پس وہ اس کو اٹھالے گئے اور تیسرے آسمان میں ان فرشتوں کی صحبت میں رکھ دیا جو کہ اب تک اللہ کی تسبیح کرتے رہیں گے۔“

نیز اس انجیل کے فصل نمبر ۲۱۶ و ۲۱۷ میں ہے۔ یہودا الخریوطی کا مسیح علیہ السلام کا ہم شکل بن جانے اور پھانسی دیئے جانے کا ذکر ہے۔

چالیسویں دلیل

اسلامی مناظر: ”عن عبد اللہ ابن مسعود قال لما كان ليلة اسرى برسول الله ﷺ لقي ابراهيم وموسى وعيسى فتذاكروا الساعة فبدوا بابراهيم فسأله عنها فلم يكن عنده منها علم ثم سألوا موسى فلم يكن عنده منها علم فردوا الحديث الى عيسى ابن مريم فقال قد عهد الى فيما دون وجبتها فاما وجبتها فلا يعلمها الا الله فذكر خروج الدجال قال فانزل فاقتله (ابن ماجه ص ۲۹۹ باب فتنه الدجال وخروج عيسى بن مريم)“

حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ شب معراج کو نبی کریم ﷺ کی ملاقات موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام سے ہوئی۔ قیامت کا تذکرہ ہوا۔ حضرت ابراہیم نے لاعلمی ظاہر کی تب حضرت موسیٰ سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے بھی لاعلمی ظاہر کی۔ پھر بات حضرت عیسیٰ ابن مریم پر آئی۔ انہوں نے فرمایا کہ قیامت کے ظہور کا صحیح علم اللہ کو ہی ہے۔ پھر دجال کے خروج کا ذکر کیا اور کہا کہ میں اتر کر اسے قتل کروں گا۔

اس حدیث میں اس کونسل یا مینٹگ کا ذکر کیا گیا ہے جو شب معراج کو چار اولوالعزم انبیاء ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام و محمد ﷺ میں ہوئی۔ اس آسمانی چار کونسل کے فیصلہ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں زمین پر اتر کر دجال کو قتل کریں گے جس مسیح کا ذکر اس حدیث میں ہے۔ وہی آخری زمانہ میں قاتل دجال ہے۔ اب اگر

بنزل عیسیٰ ابن مریم فیقول
سکرم علی بعض امراء (الحاوی
نئی ابن مریم نازل ہوں گے تو لوگوں
کے اور فرمائیں گے کہ تم میں سے

امیر ہم سے مراد امام مہدی علیہ
السلام نازل ہوں گے۔

یوشک من عاش منکم ان
سند امام احمد ج ۲ ص ۴۱۱)“
کہ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ
میرے اور عادل کے

ت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

رب حکماً عدلاً (درمنثور
ستدرک للحاکم ج ۳ ص ۴۹۰
م و قتل الدجال)“ یعنی نبی
کہ ہبوط کا لفظ ہے۔ نزول کا لفظ
میں کہ ہبوط بمعنی ولادت ہے۔

۲۹۳، ۲۸۷، ۲۸۸، خزائن ج ۲
ہندوستان میں ص ۱۶، ۱۷، خزائن
خزائن ج ۲ ص ۳۳۹) پر انجیل

مرزا کی ثابت کردیں کہ اس وقت مرزا قادیانی آسمان پر موجود تھے تو ہم قائل ہو جائیں گے۔ ورنہ اس حدیث سے روز روشن کی طرح آسمان پر مسیح ابن مریم علیہ السلام کی زندگی اور آخری زمانہ میں زمین پر نزول ثابت ہے۔

مرزائی مناظر: یہ ابن مسعود کا قول ہے۔ حدیث نہیں ہے۔ ابن مسعود نے ہرگز نہیں کہا کہ میں یہ ذکر رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ پس یہ حدیث قابل حجت نہیں۔

اسلامی مناظر: یہ حدیث مرفوع اور صحیح ہے۔ صحابی نے واقعہ معراج کا ذکر کیا ہے۔ معراج میں وہ ہمراہ نہ تھا۔ یقیناً اس نے جو کچھ بھی نبی کریم ﷺ سے سنا ہے وہی بیان کیا ہوگا۔ مگر آپ کا شک مٹانے کے لئے (مسند امام احمد ج ۱ ص ۳۷۵) سے یہ حدیث پیش کی جاتی ہے۔ مسند امام احمد بن حنبل میں یہ حدیث اس طرح درج ہے: ”عن ابن مسعود عن رسول اللہ ﷺ قال قال“ یعنی عبد اللہ ابن مسعود نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔

مرزائی مناظر: (محمد سلیم بمقام چک نمبر ۳۵) یہ حدیث عبد اللہ ابن مسعود کا بکواس ہے۔ وہ غیر معتبر راوی ہے۔ ہم اس کی روایت کو نہیں مانتے۔ (معاذ اللہ)

نوٹ: حاضرین کی طرف سے پیہم لعنت و ملامت پر محمد سلیم نے یہ الفاظ واپس لئے۔

ضروری گزارش

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے صد ہا دلائل ہیں جن میں سے ان چالیس کا انتخاب درج کیا گیا ہے۔ ان میں سے حسب ذیل دلائل مناظروں میں پیش ہوئے:

۱..... بحیرہ سلا نوالی چک نمبر ۳۵ جنوبی میں دلائل نمبر: ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱